تیسیر الباری

صحیح بخاری شریف

ترجمہ و شرح

حضرت علامہ وحید الزماں



تاج کمپنی لمیٹڈ

لاہور کراچی راولپنڈی پشاور



Vol 3

قارئین کے لیئے

ضروری وضاحت

صحیح بخاری شریف کے اس نسخے کی احادیث کا عربی متن مصر کے مطبوعہ نسخے سے لیا گیا ہے چنانچہ عربی متن پر جو اعراب ہیں، وہ بھی مصری طرز پر ہیں اور اعراب کی یہ طرز پورے عرب ممالک میں رائج ہے لیکن پاکستان و ہندوستان کے قارئین کو بعض اعراب اجنبی معلوم ہوں گے۔ ان کی سہولت کے لئے ذیل میں مصری طرز کے اعراب اور پاک و ہند کے طرزِ اعراب میں جو فرق ہے، اس کی وضاحت درج ہے۔

پاک و ہند کا طرزِ اعراب	مصری طرزِ اعراب
الف پر زبر أ	أ
الف کے نیچے زیر إ	إ
الف پر پیش أُ	أُ
کھڑا زبر ـٰ جیسے موسیٰ	ـَ موسىٰ
حرفِ مشدد کے نیچے زیر حرف کے نیچے (ربِّ)	تشدید کے نیچے جیسے ربِّ
لفظِ اللہ۔ اللّٰه	اللّٰه
لفظِ رحمٰن۔ رحمٰن	رحمٰن
کھڑی زیر ـٖ مثلاً بهٖ	ـِ جیسے بهِ
الٹا پیش ـٗ مثلاً لهٗ	ـُ جیسے لهُ

ناظرین سے التماس

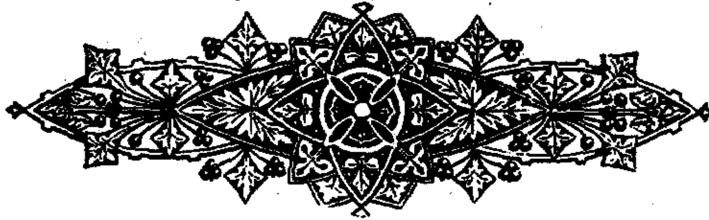


صحیح بخاری شریف کی یہ تیسری جلد اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مکمل ہوکر آج آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کی بقیہ جلدیں بھی ساتھ کے ساتھ تیار ہورہی ہیں۔ کسی کی عربی کتابت ہورہی ہے، کسی میں اردو ترجمہ لکھا جارہا ہے، کسی جلد کی فلمیں بن رہی ہیں۔ انشاء اللہ تمام جلدیں یکے بعد دیگرے مسلسل شائع ہوتی رہیں گی۔ اس کی پوری عربی کتابت حافظ ریاض احمد صاحب خوشنویس نے کی ہے۔ اردو ترجمہ کئی کاتبوں نے لکھا ہے۔ میں ممنون ہوں مولوی فضلِ خالق صاحب کا جنھوں نے اس کی تصحیح اور پروف ریڈنگ انتہائی محنت اور حد درجہ احتیاط و توجہ کے ساتھ کی ہے۔ خدا ان کو اجرِ نیک دے۔

براہِ کرم دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت خاص سے مکمل بخاری شریف ہمیں جلد سے جلد شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

طالبِ دُعا

منیجنگ ڈائرکٹر تاج کمپنی لمیٹڈ۔ کراچی





تاج کمپنی لمیٹڈ کے مطبوعہ قرآن کریم
بفضلہٖ ہر قسم کی غلطیوں سے مبرّا
بخاری شریف
اور دیگر
اسلامی
مطبوعات
دُنیا
بھر میں
بے مثل
اور
بینظیر
ہیں
اِن پر تلاوت
کرکے آنکھوں میں نور اور دِل میں سرُور
پیدا ہوتا ہے
عمدہ کاغذ۔ دیدہ زیب طباعت۔ مضبوط جلد بندی
مکمل فہرست پوسٹ بکس ۵۳۰ کراچی سے مفت طلب فرمایئے

فہرست مضامین

تیسیر الباری ترجمہ اُردو صحیح البخاری

جلد سوم ۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

ابواب العمرة

عمرے کے بابوں کا بیان

بَابُ وُجُوبِ الْعُمْرَةِ وَفَضْلِهَا،

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: لَيْسَ أَحَدٌ إِلَّا وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ وَعُمْرَةٌ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: إِنَّهَا لَقَرِينَتُهَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ۔

باب عمرے کا واجب ہونا[1] اور اس کی فضیلت اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا[2] ہر شخص پر ایک حج اور ایک عمرہ واجب ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا[3] اللہ نے عمرے کو اپنی کتاب میں حج کے ساتھ رکھا ہے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا اور حج اور عمرے کو اللہ کے لیے پورا کرو۔

[1] امام شافعی اور احمد اور جمہور علما کا یہی قول ہے کہ عمرہ واجب ہے اور مالکیہ اس کو مستحب کہتے ہیں اور حنفیہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے ۱۲ منہ [2] اس کو ابن خزیمہ اور دار قطنی اور حاکم نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو امام شافعی اور سعد بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ

١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے سُمَیّ سے جو ابوبکر بن عبدالرحمن کے غلام تھے انہوں نے ابوصالح روغن فروش سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عمرے سے لے کر دوسرے عمرے تک جتنے گناہ ہوتے ہیں وہ سب عمرے سے اتر جاتے ہیں اور مقبول حج کا بدلہ بہشت کے سوا کچھ نہیں[1]۔

[1] حدیث میں مبرور کا لفظ ہے اس کے کئی معنے لوگوں نے بیان کیے ہیں یعنی جس حج میں آدمی گناہ نہ کرے یا جس میں ریا نہ ہو یا جس کے بعد آدمی گناہوں سے بچا رہے یا جو بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہو ۱۲ منہ

بَابُ مَنِ اعْتَمَرَ قَبْلَ الْحَجِّ

باب حج سے پہلے عمرہ کرنا

٢۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا

ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ

عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ خَالِدٍ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ الْعُمْرَةِ قَبْلَ الْحَجِّ فَقَالَ: لَا بَأْسَ، قَالَ عِكْرِمَةُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَحُجَّ، وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ مِثْلَهُ

بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو ابن جریج نے کہ عکرمہ بن خالد نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا حج سے پہلے عمرہ کر لے تو کیسا ہے انہوں نے کہا کچھ قباحت نہیں عکرمہ نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے پہلے عمرہ کیا اور ابراہیم بن سعد بن ابراہیم نے محمد بن اسحاق سے روایت کی مجھ سے عکرمہ بن خالد نے بیان کیا میں نے ابن عمرؓ سے پوچھا پھر یہی حدیث بیان کی۔

لہ اس کو امام احمد نے وصل کیا ۱۲ منہ

٣- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: قَالَ عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ۔

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعاصم نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی کہ عکرمہ بن خالد نے کہا میں نے ابن عمرؓ سے پوچھا پھر یہی حدیث بیان کی۔

بَابٌ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

باب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے

٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا جَالِسٌ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ، وَإِذَا أُنَاسٌ يُصَلُّونَ فِي الْمَسْجِدِ صَلَاةَ الضُّحَى قَالَ: فَسَأَلْنَاهُ عَنْ صَلَاتِهِمْ فَقَالَ: بِدْعَةٌ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: كَمِ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَرْبَعٌ، إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ، فَكَرِهْنَا أَنْ نَرُدَّ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے منصور سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے کہا میں اور عروہ بن زبیر دونوں مسجد نبوی میں گئے وہاں دیکھا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہؓ کے حجرے کے پاس بیٹھے ہیں اور کچھ لوگ مسجد میں اشراق کی نماز پڑھ رہے ہیں ہم نے عبداللہ سے پوچھا کہ اشراق کی نماز پڑھنا کیسا ہے انہوں نے کہا بدعت ہے پھر یہ پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے تھے انہوں نے کہا چار عمرے ان میں سے ایک رجب کے مہینے میں کیا تھا ہم نے ان کی بات کاٹنا برا سمجھا

عَلَيْهِ، قَالَ: وَسَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْحُجْرَةِ، فَقَالَ عُرْوَةُ: يَا أُمَّاهُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، أَلَا تَسْمَعِينَ مَا يَقُولُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ قَالَتْ: مَا يَقُولُ؟ قَالَ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ، قَالَتْ: يَرْحَمُ اللَّهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، مَا اعْتَمَرَ عُمْرَةً إِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهُ، وَمَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ قَطُّ۔

لتنے میں حضرت عائشہؓ کے مسواک کرنے کی آواز حجرے میں سے سنی عروہ نے پکار کر کہا مسلمانوں کی اماں تم نہیں سنتیں ابوعبدالرحمٰن کیا کہہ رہے ہیں کہنے لگیں کیا کہہ رہے ہیں عروہ نے کہا یہ کہہ رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے تھے ان میں ایک رجب کے مہینے میں کیا تھا حضرت عائشہؓ نے کہا ابوعبدالرحمٰن پر اللہ رحم کرے ۳؎ آنحضرت نے کوئی عمرہ ایسا نہیں کیا جس میں ابوعبدالرحمٰن موجود نہ ہوں اور رجب میں تو آپ نے عمرہ ہی نہیں کیا۔

۱؎ کسی روایت میں چار عمرے مذکور ہیں کسی میں دو عمرے ان میں جمع یوں کیا ہے کہ آخر کی روایت میں وہ عمرہ جو آپ نے حج کے ساتھ کیا تھا اسی طرح وہ عمرہ جس سے آپ روکے گئے تھے شمار نہیں کیا سعید بن منصورؒ نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین عمرے کیے دو ذی قعد میں اور ایک شوال میں اور دوسری روایتوں میں یہ ہے کہ تینوں عمرے ذی قعد میں کیے ۱۲منہ ۲؎ اس کا بیان اوپر ابواب التطوع میں آچکا ہے عبداللہ بن عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اشراق کی نماز پڑھتے نہ دیکھا ہوگا اس لیے اس کو بدعت کہا اس روایت سے یہ نکلتا ہے کہ نوافل پڑھنے میں بھی اتباع سنت ضروری ہے ورنہ نفل پڑھنا بھی ایک بدعت ہے ۱۲منہ ۳؎ ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن عمرؓ کی کنیت ہے حضرت عائشہؓ نے ان کے لیے دعا کی اور یہ اشارہ کیا کہ ان سے غلطی ہوگئی ۱۲منہ

٥- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَجَبٍ۔

ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا کہا ہم سے ابن جریج نے کہا مجھ کو عطاء نے خبر دی انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں تو کوئی عمرہ ہی نہیں کیا۔

٦- حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ: سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَرْبَعٌ: عُمْرَةُ الْحُدَيْبِيَةِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ حَيْثُ صَدَّهُ الْمُشْرِكُونَ

ہم سے حسان بن حسان نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا انہوں نے قتادہ سے انہوں نے کہا میں نے انسؓ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے انہوں نے کہا چار ایک تو حدیبیہ کا عمرہ

وَعُمْرَةً مِنَ العَامِ المُقْبِلِ فِي ذِي القَعْدَةِ حَيْثُ صَالَحَهُمْ، وَعُمْرَةَ الجِعْرَانَةِ إِذْ قَسَمَ غَنِيمَةَ، أُرَاهُ حُنَيْنٍ، قُلْتُ: كَمْ حَجَّ؟ قَالَ: وَاحِدَةً۔

ذی قعد مہینے میں جہاں پر مشرکوں نے آپ کو روک دیا تھا اور دوسرا آیندہ سال میں اس عمرے کی قضا ذی قعد مہینے میں جب ان سے صلح کی ہے تیسرا جعرانہ کا عمرہ جب جنگِ حنین کی لوٹ آپ نے بانٹی (چوتھا حج کے ساتھ) میں نے پوچھا حج کتنے کیے انہوں نے کہا ایک

۷۔ حَدَّثَنِي أَبُو الوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ المَلِكِ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ رَدُّوهُ، وَمِنَ القَابِلِ عُمْرَةَ الحُدَيْبِيَةِ، وَعُمْرَةً فِي ذِي القَعْدَةِ، وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ۔

ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے کہا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تو وہ عمرہ کیا تھا جس سے مشرکوں نے آپ کو لوٹا دیا دوسرے سال آیندہ اس کی قضا کا عمرہ تیسرے ذی قعد میں چوتھے حج کے ساتھ۔

۸۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ وَقَالَ: اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ فِي ذِي القَعْدَةِ إِلَّا الَّتِي اعْتَمَرَ مَعَ حَجَّتِهِ: عُمْرَتَهُ مِنَ الحُدَيْبِيَةِ، وَمِنَ العَامِ المُقْبِلِ وَمِنَ الجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ، وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ۔

ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام نے اس روایت میں یوں ہے کہ آپ نے چاروں عمرے ذی قعد میں کیے مگر وہ عمرہ جو حج کے ساتھ کیا[1] ایک تو حدیبیہ کا عمرہ دوسرے سال آیندہ اس کی قضا کا تیسرے جعرانہ کا جہاں حنین کی لوٹ کے مال بانٹے چوتھے حج کے ساتھ کا عمرہ کیوں کہ آپ نے قران کیا تھا۔

[1] وہ تو ذی الحجہ میں ہوا تھا اس صورت میں عبارت میں کوئی اشکال نہ ہوگا ۱۲ منہ

۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَأَلْتُ مَسْرُوقًا وَعَطَاءً وَمُجَاهِدًا، فَقَالُوا: اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي القَعْدَةِ قَبْلَ أَنْ يَحُجَّ وَقَالَ: سَمِعْتُ البَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ

ہم سے احمد بن عثمان نے بیان کیا کہا ہم سے شریح بن مسلمہ نے کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابواسحاق سے انہوں نے کہا میں نے مسروق اور عطاء اور مجاہد سے پوچھا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے سے پہلے ذی قعدہ میں ایک عمرہ کیا اور ابواسحاق نے کہا میں نے براء

اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: اعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ أَنْ يَحُجَّ مَرَّتَيْنِ۔

بن عازب صحابی رضی اللہ عنہما سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے پہلے ذیقعدہ میں دو عمرے کیے۔

بَابُ عُمْرَةٍ فِي رَمَضَانَ۔

باب رمضان میں عمرہ کرنا[1]

۱۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُخْبِرُنَا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ سَمَّاهَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَسِيتُ اسْمَهَا: مَا مَنَعَكِ أَنْ تَحُجِّي مَعَنَا؟ قَالَتْ: كَانَ لَنَا نَاضِحٌ فَرَكِبَهُ أَبُو فُلَانٍ وَابْنُهُ لِزَوْجِهَا وَابْنِهَا، وَتَرَكَ نَاضِحًا نَنْضَحُ عَلَيْهِ، قَالَ: فَإِذَا كَانَ رَمَضَانُ اعْتَمِرِي فِيهِ فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ حَجَّةٌ أَوْ نَحْوًا مِمَّا قَالَ:

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انھوں نے ابن جریج سے انھوں نے عطاء بن ابی رباح سے انھوں نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ ہم سے کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کی ایک عورت (ام سنان) سے فرمایا ابن عباسؓ نے اس کا نام لیا تھا لیکن میں بھول گیا[2] تو ہمارے ساتھ حج کیوں نہیں کرتی وہ کہنے لگی میرے پاس پانی لادنے والا ایک اونٹ تھا اس پر فلانے کا باپ یعنی اس کا خاوند اور اس کا بیٹا[3] سوار ہو کر کہیں چل دیا ہے ایک ہی اونٹ چھوڑ گیا ہے اس پر ہم پانی لادتے ہیں آپ نے فرمایا جب رمضان آئے تو عمرہ کرلے رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے یا ایسا ہی کچھ فرمایا۔

[1] امام بخاری نے ترجمہ باب میں اس کی فضیلت کی تصریح نہیں کی اور شاید انھوں نے اس روایت کی طرف اشارہ کیا جو دار قطنی نے نکالی حضرت عائشہؓ سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے عمرے میں نکلی آپ نے افطار کیا میں نے روزہ رکھا آپ نے قصر کیا میں نے پوری نماز پڑھی بعضوں نے کہا یہ روایت غلط ہے کیونکہ آپ نے رمضان میں کوئی عمرہ نہیں کیا حافظ نے کہا کہ شاید مطلب یہ ہو کہ میں رمضان کے مہینے میں عمرے کے لیے مدینہ سے نکلی یہ صحیح ہے کیونکہ فتح مکہ کا سفر رمضان ہی میں ہوا تھا۔ ۱۲ منہ [2] یہ ابن جریج کا کلام ہے نہ عطا کا دوسری روایت میں امام بخاری کے اس عورت کا نام ام سنان مذکور ہے بعضوں نے کہا وہ ام سلیم تھی جیسے ابن حبان کی روایت میں ہے اور نسائی نے نکالا کہ بنی اسد کی ایک عورت ام معقل نے کہا میں نے حج کا قصد کیا لیکن میرا اونٹ بیمار ہو گیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا رمضان میں عمرہ کرلے رمضان کا عمرہ حج کے برابر ہے۔ ۱۲ منہ [3] حافظ نے کہا اگر یہ عورت ام سنان تھی تو اس کے بیٹے کا نام شاید سنان ہوگا اور اگر ام سلیم تھی تو اس کا بیٹا ہی کوئی ایسا نہ تھا جو حج کے قابل ہوتا ایک انسؓ تھے وہ صغیر سن تھے اور شاید ان کے خاوند ابو طلحہ کا بیٹا مراد ہو وہ بھی گویا ام سلیم کا بیٹا ہوا کیونکہ ابو طلحہ ام سلیم کے خاوند تھے۔ ۱۲ منہ

بَابُ الْعُمْرَةِ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ وَغَيْرِهَا۔

باب محصب کی رات میں یا اور کسی وقت میں عمرہ کرنا

۱۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِينَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ لَنَا: مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُهِلَّ بِالْحَجِّ فَلْيُهِلَّ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ، فَلَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ، قَالَتْ: فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ، وَكُنْتُ مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَأَظَلَّنِي يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ارْفُضِي عُمْرَتَكِ، وَانْقُضِي رَأْسَكِ، وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ، فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ أَرْسَلَ مَعِي عَبْدَ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمْرَتِي۔

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم کو ابو معاویہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام نے انہوں نے اپنے باپ عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے اس وقت نکلے کہ ذیحجہ کا چاند آن پہنچا تھا آپ نے فرمایا تم میں جو حج کا احرام باندھنا چاہے وہ حج کا احرام باندھے اور جو عمرے کا احرام باندھنا چاہے وہ عمرے کا احرام باندھے اور میں اگر اپنے ساتھ قربانی نہ لاتا تو میں بھی عمرے ہی کا احرام باندھتا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تو ہم میں سے کسی نے عمرے کا احرام باندھا کسی نے حج کا اور میں نے بھی عمرے کا احرام باندھا تھا تو عرفہ کا دن آن لگا اور میرا حیض تمام نہیں ہوا تھا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا شکوہ کیا آپ نے فرمایا تو ایسا کر کہ عمرے کو چھوڑ دے اور سر کھول ڈال کنگھی کر لے اور حج کا احرام باندھ لے (میں نے ایسا ہی کیا) جب محصب کی رات آئی تو آپ نے عبدالرحمٰن (میرے بھائی) کو میرے ساتھ کر کے تنعیم کو بھیجا میں نے اس عمرے کا بدل (جس کو توڑ ڈالا تھا) دوسرا عمرہ کیا۔

بَابُ عُمْرَةِ التَّنْعِيمِ۔

باب تنعیم سے عمرے کا احرام باندھنا

۱۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، سَمِعَ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يُرْدِفَ عَائِشَةَ وَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ، قَالَ

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے عمرو بن اوس سے سنا ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے بیان کیا ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ حضرت عائشہؓ کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھا کر لے جائیں اور تنعیم سے ان کو عمرہ کرا لائیں سفیان بن عیینہ نے

سُفْيَانُ مَرَّةً: سَمِعْتُ عَمْرًا، كَمْ سَمِعْتُهُ مِنْ عَمْرٍو؟

کبھی یوں کہا میں نے عمرو بن دینار سے سنا کبھی یوں کہا میں نے کئی بار اس حدیث کو عمرو سے سنا۔

لہ یہ خاص حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے کیا تھا باقی کسی صحابی سے منقول نہیں کہ اس نے عمرے کا احرام تنعیم سے جاکر باندھا ہو نہ آنحضرتؐ نے کبھی ایسا کیا امام ابن قیم نے زادالمعاد میں ایسا ہی کہا جب حضرت عائشہؓ نے بحکم نبوی ایسا کیا تو اس کا مشروع ہونا ثابت ہو گیا اگرچہ اس میں شک نہیں کہ عمرے کے لیے بھی خاص اپنے ملک سے سفر کرکے جانا افضل اور اعلیٰ ہے اور سلف کا اس میں اختلاف ہے کہ ہر سال ایک عمرے سے زیادہ کر سکتے ہیں یا نہیں امام مالک نے ایک سے زیادہ کرنا مکروہ جانا ہے اور جمہور علماء نے ان کے خلاف کیا ہے اور امام ابو حنیفہ نے عرفہ اور یوم النحر اور ایام تشریق میں عمرہ کرنا مکروہ رکھا ہے ۱۲منہ

١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ، عَنْ حَبِيبٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَطَاءٍ: حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّ وَأَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ وَلَيْسَ مَعَ أَحَدٍ مِنْهُمْ هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ، وَكَانَ عَلِيٌّ قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ وَمَعَهُ الْهَدْيُ، فَقَالَ: أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِأَصْحَابِهِ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً، يَطُوفُوا بِالْبَيْتِ ثُمَّ يُقَصِّرُوا وَيَحِلُّوا إِلَّا مَنْ مَعَهُ الْهَدْيُ، فَقَالُوا: نَنْطَلِقُ إِلَى مِنًى، وَذَكَرُ أَحَدِنَا يَقْطُرُ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ، وَلَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ، وَأَنَّ عَائِشَةَ حَاضَتْ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهَا لَمْ تَطُفْ، قَالَ: فَلَمَّا

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب بن عبدالمجید نے انہوں نے حبیب معلم سے انہوں نے عطا ابن ابی رباح سے انہوں نے کہا مجھ سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے حج کا احرام باندھا اور سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور طلحہ کے اور کسی کے ساتھ قربانی نہ تھی لہ اور (انہی دنوں) حضرت علی بھی یمن سے تشریف لائے ان کے ساتھ قربانی بھی تھی انہوں نے کہا میں نے تو اسی کا احرام باندھا جس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باندھا ؎ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں اپنے اصحاب کو (مکہ میں پہنچ کر) یہ اجازت دے دی تھی کہ حج کو عمرہ کر ڈالیں بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کرکے بال کترائیں اور احرام کھول ڈالیں پر جس کے ساتھ قربانی ہو وہ احرام نہ کھولے اس پر اصحاب کہنے لگے کیا ہم (حج کے لیے) منا کو جائیں اور ہمارے ذکر سے منی ٹپک رہی ہو؟ یہ خبر آپ تک پہنچی آپ نے فرمایا اگر مجھے پہلے معلوم ہوتا جو بعد کو معلوم ہوا تو میں قربانی ساتھ نہ لاتا اور جو قربانی میرے ساتھ نہ ہوتی تو میں بھی احرام کھول ڈالتا خیر حضرت

طَهُرَتْ وَطَافَتْ قَالَتْ: يَارَسُولَ اللّٰهِ، أَتَنْطَلِقُونَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ، وَأَنْطَلِقُ بِالْحَجِّ؟ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَخْرُجَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِيمِ، فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ فِي ذِي الْحِجَّةِ وَأَنَّ سُرَاقَةَ بْنَ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْعَقَبَةِ وَهُوَ يَرْمِيهَا، فَقَالَ: أَلَكُمْ هٰذِهِ خَاصَّةً يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: لَا، بَلْ لِلْأَبَدِ۔

عائشہؓ کو حیض آگیا[۴] انھوں نے حج کے سب کام کیے فقط خانہ کعبہ کا طواف نہیں کیا جب وہ حیض سے پاک ہوئیں اور طواف کر چکیں تو کہنے لگیں یا رسول اللہ آپ سب لوگ تو عمرہ اور حج دونوں کرکے گھر کو جا رہے ہیں اور میں فقط حج ہی کرکے آپ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو حکم دیا کہ تنعیم تک ان کے ساتھ جاؤ انھوں نے حج کے بعد ذی الحجہ میں عمرہ کیا اور ایسا ہوا کہ سراقہ بن مالک بن جعشم آپ سے اس وقت ملا جب آپ جمرہ پر کنکریاں مار رہے تھے اس نے پوچھا کیا یہ حج کو فسخ کرکے عمرہ کر دینا خاص آپ کے لیے ہے آپ نے فرمایا نہیں یہ حکم ہمیشہ کے لیے ہے[۵]

[۱] حافظ نے کہا یہ اس روایت کے مخالف ہے جو امام احمد اور مسلم نے نکالی اس میں یہ ہے کہ قربانی آنحضرتؐ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے ساتھ تھی ۱۲ منہ [۲] انھوں نے یوں لبیک پکاری تھی لبیک بما اہل بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا لبیک بحجۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے حضرت علی کو یہ حکم دیا کہ وہ احرام نہ کھولیں اور قربانی میں ان کو شریک کر لیا ۱۲ منہ [۳] یعنی جماع کرکے ایک دو ہی دن گزرے ہوں ۱۲ منہ [۴] ایک روایت میں ہے کہ سرف ہی میں ان کو حیض آگیا مکہ پہنچنے سے پہلے ابن حزم نے کہا تیسری تاریخ کو حیض آیا ہفتہ کے دن اور اسی دن دسویں تاریخ کو پاک ہوئیں مجاہد نے کہا عرفہ کے دن پاک ہوئیں اور شاید عرفہ کے دن پاک ہوئی ہوں گی لیکن پوری پاکی اور غسل وغیرہ دسویں تاریخ کو ہوا ہو اس صورت میں اختلاف نہ رہے گا ۱۲ منہ عفا اللہ عنہ [۵] یزید کی روایت میں یوں ہے کیا یہ حکم خاص ہمارے لیے ہے امام مسلم کی روایت میں یوں ہے سراقہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ کیا یہ حکم خاص اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے آپ نے انگلیوں کو انگلیوں میں ڈالا اور دو بار فرمایا عمرہ حج میں ہمیشہ کے لیے شریک ہو گیا نووی نے کہا اب اس کا مطلب یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا درست ہوا اور جاہلیت کا قاعدہ ٹوٹ گیا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا مکروہ ہے بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ قِران یعنی حج اور عمرے کو جمع کرنا درست ہوا ۱۲ منہ

بَابُ الْاِعْتِمَارِ بَعْدَ الْحَجِّ بِغَيْرِ هَدْيٍ۔

باب حج کے بعد عمرہ کرنا اور قربانی نہ دینا[۱]

١٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِينَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے کہا مجھ کو میرے باپ نے خبر دی کہا مجھ کو حضرت عائشہؓ نے خبر دی انھوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینہ سے) اس وقت نکلے جب

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ یُّھِلَّ بِعُمْرَۃٍ فَلْیُھِلَّ۔ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ یُّھِلَّ بِحَجَّۃٍ فَلْیُھِلَّ، وَلَوْلَا أَنِّی أَھْدَیْتُ، لَأَھْلَلْتُ بِعُمْرَۃٍ، فَمِنْھُمْ مَنْ أَھَلَّ بِعُمْرَۃٍ، وَمِنْھُمْ مَنْ أَھَلَّ بِحَجَّۃٍ وَکُنْتُ مِمَّنْ أَھَلَّ بِعُمْرَۃٍ فَحِضْتُ قَبْلَ أَنْ أَدْخُلَ مَکَّۃَ فَأَدْرَکَنِی یَوْمُ عَرَفَۃَ وَأَنَا حَائِضٌ، فَشَکَوْتُ إِلَی رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: دَعِی عُمْرَتَکِ، وَانْقُضِی رَأْسَکِ، وَامْتَشِطِی، وَأَھِلِّی بِالْحَجِّ فَفَعَلْتُ، فَلَمَّا کَانَتْ لَیْلَۃُ الْحَصْبَۃِ أَرْسَلَ مَعِی عَبْدَ الرَّحْمٰنِ إِلَی التَّنْعِیمِ، فَأَرْدَفَھَا فَأَھَلَّتْ بِعُمْرَۃٍ مَکَانَ عُمْرَتِھَا فَقَضَی اللّٰہُ حَجَّھَا وَعُمْرَتَھَا وَلَمْ یَکُنْ فِی شَیْءٍ مِنْ ذٰلِکَ ھَدْیٌ وَلَا صَدَقَۃٌ وَلَا صَوْمٌ۔

ذیحجہ کا چاند آن پہنچا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا جی چاہے کہ وہ عمرے کا احرام باندھے تو عمرے کا احرام باندھے اور جس کا جی چاہے کہ وہ حج کا احرام باندھے تو وہ حج کا احرام باندھے اور میں اگر قربانی نہ لاتا تو عمرے ہی کا احرام باندھتا خیر بعضوں نے عمرے کا احرام باندھا اور بعضوں نے حج کا اور میں نے عمرے کا احرام باندھا تھا لیکن مکہ پہنچنے سے پہلے مجھ کو حیض آیا عرفہ کا دن آ گیا میں حیض ہی میں تھی آخر میں نے اس کا شکوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا عمرہ چھوڑ دے اور سر کے بال کھول ڈال کنگھی کر لے اور حج کا احرام باندھ لے میں نے ایسا ہی کیا جب محصب کی رات ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن کو میرے ساتھ کر کے مجھ کو تنعیم بھیجا عبدالرحمن نے مجھ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا میں نے اگلے عمرے کے بدل دوسرے عمرے کا احرام باندھا اللہ نے (اپنے فضل سے) مجھ کو حج بھی کرا دیا عمرہ بھی نہ مجھے قربانی دینی پڑی نہ خیرات نہ روزے رکھنا پڑے۔ لہ

لہ اس باب کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ تمتع جس میں قربانی ہے وہ یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں حج سے پہلے عمرہ کرے اور جو لوگ حج کے مہینوں میں سارے ذیحجہ کو شامل رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ذیحجہ میں حج کے بعد بھی عمرہ کرے تو وہ بھی تمتع ہے اور اس میں قربانی یا روزے واجب ہیں وہ اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیوں کی طرف سے قربانی کی تھی جیسے ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اپنی بی بیوں کی طرف سے ایک گائے قربانی کی اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے قربانی دی اور شاید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی خبر نہ ہوئی ہو ۱۲ منہ

بَابُ أَجْرِ الْعُمْرَۃِ عَلَی قَدْرِ النَّصَبِ۔

باب عمرے میں جتنی تکلیف ہو اتنا ثواب ہے

۱۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا یَزِیدُ ابْنُ زُرَیْعٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ الْقَاسِمِ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے انہوں نے قاسم بن محمد

ابْنِ مُحَمَّدٍ، وَعَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَا: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، يَا رَسُولَ اللهِ يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ وَأَصْدُرُ بِنُسُكٍ؟ فَقِيلَ لَهَا انْتَظِرِي فَإِذَا طَهُرْتِ فَاخْرُجِي إِلَى التَّنْعِيمِ، فَأَهِلِّي ثُمَّ ائْتِينَا بِمَكَانِ كَذَا، وَلَكِنَّهَا عَلَى قَدْرِ نَفَقَتِكِ أَوْ نَصَبِكِ،

سے اور عبداللہ بن عون نے اس حدیث کو ابراہیم نخعی سے بھی روایت کیا انہوں نے اسود سے قاسم اور اسود دونوں نے کہا حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگ تو دو دو نیکیاں لے کر جا رہے ہیں اور میں ایک ہی نیکی لے کر جاؤں آپ نے فرمایا ٹھہر جا جب تو حیض سے پاک ہو تو تنعیم کو جا وہاں سے عمرے کا احرام باندھ پھر فلاں جگہ آن کر ہم سے مل جائیو مگر بات یہ ہے ثواب تو اتنا ہی ملے گا جتنا تو خرچ کرے یا جتنی تو تکلیف اٹھائے [1]

[1] ابن عبدالسلام نے کہا یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے بعض عبادتوں سے تکلیف اور مشقت کم ہوتی ہے لیکن ثواب زیادہ ہوتا ہے جیسے شب قدر میں عبادت کرنا رمضان کی کئی راتوں کو عبادت کرنے سے ثواب میں زیادہ ہے یا فرض نماز یا فرض زکوٰۃ کا ثواب نفل نمازوں اور نفل صدقوں سے بہت زیادہ ہے ۱۲ منہ

بَابُ الْمُعْتَمِرِ إِذَا طَافَ طَوَافَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ خَرَجَ، هَلْ يُجْزِئُهُ مِنْ طَوَافِ الْوَدَاعِ؟

باب (حج کے بعد) عمرہ کرنے والا عمرے کا طواف کر کے مکہ سے چل کھڑا ہو تو طواف وداع کی ضرورت ہے یا نہیں۔

١٦- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَحُرُمِ الْحَجِّ فَنَزَلْنَا بِسَرِفَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَا، وَكَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِهِ ذَوِي قُوَّةٍ الْهَدْيُ، فَلَمْ تَكُنْ لَهُمْ عُمْرَةً، فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ: مَا يُبْكِيكِ؟ قُلْتُ: سَمِعْتُكَ

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے افلح بن حمید نے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا ہم حج کا احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں حج کے آداب کے ساتھ مدینہ سے نکلے تو ہم سرف میں اترے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا دیکھو جس کے ساتھ قربانی نہ ہو اور وہ حج کو عمرہ کر دینا چاہے تو کرے البتہ جس کے ساتھ قربانی ہے وہ ایسا نہیں کر سکتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب میں سے کئی مقدور والوں کے ساتھ قربانی تھی ان کو تو یہ نہ ہو سکا کہ حج کو عمرہ کر ڈالیں خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں رو رہی

تَقُولُ لِأَصْحَابِكَ مَا قُلْتَ فَمُنِعْتُ الْعُمْرَةَ، قَالَ: وَمَا شَأْنُكِ؟ قُلْتُ: لَا أُصَلِّي قَالَ فَلَا يَضُرُّكِ، أَنْتِ مِنْ بَنَاتِ آدَمَ كُتِبَ عَلَيْكِ مَا كُتِبَ عَلَيْهِنَّ، فَكُونِي فِي حَجَّتِكِ، عَسَى اللَّهُ أَنْ يَرْزُقَكِهَا، قَالَتْ: فَكُنْتُ حَتَّى نَفَرْنَا مِنْ مِنًى فَنَزَلْنَا الْمُحَصَّبَ فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَقَالَ: اخْرُجْ بِأُخْتِكَ الْحَرَمَ فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ افْرُغَا مِنْ طَوَافِكُمَا أَنْتَظِرْكُمَا هَاهُنَا، فَأَتَيْنَا جَوْفَ اللَّيْلِ فَقَالَ: فَرَغْتُمَا؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَنَادَى بِالرَّحِيلِ فِي أَصْحَابِهِ فَارْتَحَلَ النَّاسُ وَمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ، ثُمَّ خَرَجَ مُوَجِّهًا إِلَى الْمَدِينَةِ۔

تھی آپ نے پوچھا روتی کیوں ہے میں نے کہا آپ نے اپنے اصحاب سے جو فرمایا میں نے سنا لیکن میں عمرہ کیونکر کرسکتی ہوں آپ نے پوچھا کیوں میں نے کہا میں نماز نہیں پڑھتی آپ نے فرمایا ہرج کیا ہے تو بھی آخر آدم کی بیٹی ہے جو اور بیٹیوں کی قسمت میں لکھا گیا ہے وہی تیری بھی قسمت میں تو اپنی حج پر قائم رہ شاید اللہ عمرہ بھی نصیب کرے حضرت عائشہؓ نے کہا میں چپ رہی جب ہم حج سے فراغت کرکے منا سے چلے محصب میں اترے تو آپ نے عبدالرحمٰن کو بلایا اور فرمایا اپنی بہن کو لے کر حرم کی سرحد کے پار جا وہ وہاں سے عمرے کا احرام باندھے گی پھر تم دونوں بھائی بہن طواف سے فراغت کرلو میں یہاں تمہارا انتظار ہوں ہم آدھی رات کو لوٹ کر آئے آپ نے فرمایا فراغت ہوئی میں نے کہا جی ہاں تب آپ نے کوچ پکارا لوگ چل کھڑے ہوئے وہ لوگ بھی چلے جو صبح کی نماز سے پہلے طواف الوداع کرچکے تھے پھر آپ بھی مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

لہ حافظ نے کہا اس روایت میں غلطی ہوگئی ہے صحیح یوں ہے کہ لوگ چل کھڑے ہوئے پھر آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا امام مسلم اور ابوداؤد کی روایت میں ایسا ہی کیا ۱۲ منہ

بَابٌ يَفْعَلُ فِي الْعُمْرَةِ مَا يَفْعَلُ فِي الْحَجِّ۔

باب۔ عمرے میں بھی انہی کاموں کا پرہیز ہے جن کا حج میں پرہیز ہے۔

۱۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ قَالَ: حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ وَعَلَيْهِ أَثَرُ الْخَلُوقِ، أَوْ قَالَ صُفْرَةٌ فَقَالَ: كَيْفَ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ فِي عُمْرَتِي؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسُتِرَ

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام نے کہا ہم سے عطار نے کہا مجھ سے صفوان بن یعلی بن امیہ نے انہوں نے اپنے باپ سے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ جعرانہ میں تھے ایک جبہ پہنے ہوئے اس پر خوشبو یا زردی کا نشان تھا اس نے پوچھا عمرے میں آپ مجھ کو کیا حکم فرماتے ہیں میں کیا کروں اسی وقت اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی اتاری لوگوں نے

بِثَوْبٍ وَوَدِدْتُ أَنِّي قَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ، فَقَالَ عُمَرُ: تَعَالَ، أَيَسُرُّكَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْوَحْيَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَرَفَعَ طَرَفَ الثَّوْبِ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ لَهُ غَطِيطٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ كَغَطِيطِ الْبَكْرِ، فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ: أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ؟ اخْلَعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ أَثَرَ الْخَلُوقِ عَنْكَ وَأَنْقِ الصُّفْرَةَ، وَاصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ۔

ایک کپڑا آپ کو اڑھا دیا اور میری آرزو تھی کہ میں وحی اترتے ہوئے آپ کو دیکھوں حضرت عمرؓ نے مجھے بلایا کہنے لگے تم چاہتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اترتے ہوئے دیکھو میں نے کہا ہاں انہوں نے کپڑے کا ایک کنارہ اٹھایا میں نے دیکھا آپ کو آپ خراٹے لے رہے تھے میں سمجھتا ہوں جیسے کولا اونٹ خراٹے لیتا ہے خیر جب وحی اترنا موقوف ہوا تو آپ نے پوچھا وہ شخص کہاں ہے جو عمرے کا حال پوچھتا تھا ایسا کر اپنا جبہ اتار ڈال اور خوشبو کا نشان دھو ڈال اور (زعفران کی) زردی صاف کر اور جیسے حج میں کرتا ہے عمرے میں بھی کر۔

١٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السِّنِّ: أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى- إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا۔ فَلَا أُرَى عَلَى أَحَدٍ شَيْئًا أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: كَلَّا لَوْ كَانَ كَمَا تَقُولُ كَانَتْ: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا- إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي الْأَنْصَارِ، كَانُوا يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ وَكَانُوا يَتَحَرَّجُونَ أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں ان دنوں میں کم سن تھا۔ بتلاؤ تو اللہ تعالیٰ جو (سورہ بقرہ میں) فرماتا ہے صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں پھر جو کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو ان میں پھرنے سے وہ گناہ گار نہ ہوگا اس کا مطلب تو یہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی صفا مروہ کا پھیرا نہ کرے تو کچھ قباحت نہیں حضرت عائشہؓ نے کہا نہیں ہرگز نہیں اگر یہ مطلب ہوتا جو تو کہتا ہے تو قرآن میں یوں اترتا تو ان میں پھیرا نہ کرنے سے گناہ گار نہ ہوگا بات یہ ہے کہ یہ آیت انصاری لوگوں کے باب میں اتری وہ مناۃ بت کے نام کا احرام باندھا کرتے تھے جو قدید کے

الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى- إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا- زَادَ سُفْيَانُ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ: مَا أَتَمَّ اللّٰهُ حَجَّ امْرِئٍ وَلَا عُمْرَتَهُ مَا لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ-

مقابل رکھا تھا وہ صفا مروہ کا پھیرا بُرا سمجھتے تھے جب اسلام کا زمانہ آیا تو انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کو پوچھا اس وقت اللہ جل جلالہ نے یہ آیت اتاری صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے وہ ان کا پھیرا کرنے سے گناہ گار نہ ہوگا سفیان اور ابو معاویہ نے ہشام سے اتنا اور بڑھایا جو کوئی صفا اور مروہ کا پھیرا نہ کرے اللہ اس کا حج پورا نہ کرے گا۔

بَابٌ مَتَى يَحِلُّ الْمُعْتَمِرُ؟

وَقَالَ عَطَاءٌ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً وَيَطُوفُوا ثُمَّ يُقَصِّرُوا وَيَحِلُّوا-

باب: عمرہ کرنے والا احرام سے کب نکلتا ہے[1]

اور عطاء بن ابی رباح نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی[2] کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو یہ حکم دیا کہ حج کو عمرہ کر ڈالیں اور بیت اللہ صفا مروہ کا طواف کرکے بال کترائیں احرام سے نکل جائیں۔

[1] ابن بطال نے کہا میں تو علماء کا اختلاف اس باب میں نہیں جانتا کہ عمرہ کرنے والا اس وقت حلال ہوتا ہے جب طواف اور سعی سے فارغ ہو جائے مگر ابن عباسؓ سے ایک شاذ قول منقول ہے کہ صرف طواف کرنے سے حلال ہو جاتا ہے اور اسحاق بن راہویہ امام بخاری کے استاد نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور امام بخاری نے یہ باب لاکر ابن عباسؓ کے مذہب کی طرف اشارہ کیا اور قاضی عیاض نے بعض اہل علم سے یہ نقل کیا ہے کہ عمرہ کرنے والا جہاں حرم میں پہنچا وہ حلال ہو گیا گو طواف اور سعی نہ کرے۔ ۱۲ منہ [2] یہ اس حدیث کا ٹکڑا ہے جو باب عمرۃ التنعیم میں موصولاً گزر چکا ہے۔ ۱۲ منہ

۱۹- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: اعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعْتَمَرْنَا مَعَهُ فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ طَافَ وَطُفْنَا مَعَهُ، وَأَتَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ وَأَتَيْنَاهُمَا مَعَهُ، وَكُنَّا

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا انہوں نے جریر سے انہوں نے اسمٰعیل سے انہوں نے عبد اللہ بن ابی اوفی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ عمرہ کیا جب آپ مکہ پہنچے تو طواف کیا ہم نے بھی آپ کے ساتھ طواف کیا اور آپ صفا مروہ پر تشریف لے گئے ہم بھی آپ کے ساتھ گئے

نَسْتُرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ أَنْ يَرْمِيَهُ أَحَدٌ، فَقَالَ لَهُ صَاحِبٌ لِي: أَكَانَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَحَدِّثْنَا مَا قَالَ لِخَدِيجَةَ، قَالَ: بَشِّرُوا خَدِيجَةَ بِبَيْتٍ مِنَ الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ۔

اور ہم آپ پر آڑ کیے ہوئے تھے ایسا نہ ہو کہ کوئی مکہ والا دکافر آپ کو تیر مارے میرے ایک ساتھی نے ابن ابی اوفیٰ سے پوچھا کیا آپ کعبے کے اندر بھی گئے تھے انہوں نے کہا نہیں پھر اس نے کہا اچھا بیان کرو آپ نے خدیجہؓ کے لیے کیا فرمایا تھا انہوں نے کہا یہ فرمایا کہ خدیجہ کو بہشت میں ایک گھر کی خوشخبری دو جو خولدار موتی کا ہے نہ اس میں غل شور ہے نہ کوئی تکلیف۔

ؔ یعنے اسحاق بن راہویہ مجتہد مشہور ۱۲ منہ

۲۰۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ فِي عُمْرَةٍ، وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، أَيَأْتِي امْرَأَتَهُ؟ فَقَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا، وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ، وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ، قَالَ: وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ: لَا يَقْرَبَنَّهَا حَتَّى يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

ہم سے حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے کہا ہم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا اگر کوئی شخص عمرے میں بیت اللہ کا طواف کرے لیکن صفا مروہ کا پھیرا نہ کرے وہ اپنی عورت سے صحبت کر سکتا ہے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ سے) مکہ تشریف لائے بیت اللہ کا طواف کیا سات بار اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور صفا مروہ کے پھیرے کیے سات بار اور تم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اچھی پیروی ہے عمرو بن دینار نے کہا ہم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا انہوں نے کہا اپنی عورت سے صحبت نہیں کر سکتا جب تک صفا مروہ کا پھیرا نہ کرے۔

۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے قیس بن مسلم سے انہوں نے طارق بن شہاب سے انہوں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطحا میں حاضر

بِالْبَطْحَاءِ وَهُوَ مُنِيخٌ فَقَالَ: أَحَجَجْتَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: بِمَا أَهْلَلْتَ؟ قُلْتُ: لَبَّيْكَ، بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَحْسَنْتَ، طُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ أَحِلَّ، فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَيْسٍ فَفَلَتْ رَأْسِي ثُمَّ أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ فَكُنْتُ أُفْتِي بِهِ حَتَّى كَانَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ فَقَالَ: إِنْ أَخَذْنَا بِكِتَابِ اللهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ، وَإِنْ أَخَذْنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ۔

ہوا آپ وہاں اترے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کیا تو حج کے ارادے سے آیا ہے میں نے کہا جی آپ نے فرمایا تو نے لبیک میں کیا کہا میں نے کہا لبیک اسی احرام کے جو احرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا آپ نے فرمایا تو نے اچھا کیا اب بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کر لے پھر احرام کھول ڈال میں نے کعبے کا طواف کیا اور صفا مروہ کا پھر قیس قبیلے کی ایک عورت کے پاس آیا اس نے میرے سر کی جوئیں نکالیں پھر حج کا احرام باندھا میں لوگوں کو ایسا ہی کرنے کا فتویٰ دیتا رہا یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ آیا انہوں نے کہا اگر ہم اللہ کی کتاب کو لیں تو وہ حج اور عمرہ پورا کرنے کا ہم کو حکم دیتی ہے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کو لیں تو آپ نے اس وقت تک احرام نہیں کھولا جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ لی۔

۲۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنَا عَمْرٌو، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ مَوْلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ كَانَ يَسْمَعُ أَسْمَاءَ تَقُولُ كُلَّمَا مَرَّتْ بِالْحَجُونِ: صَلَّى اللهُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ: لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهُ هَاهُنَا وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ خِفَافٌ قَلِيلٌ ظَهْرُنَا، قَلِيلَةٌ أَزْوَادُنَا، فَاعْتَمَرْتُ أَنَا وَأُخْتِي عَائِشَةُ وَالزُّبَيْرُ، وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ، فَلَمَّا مَسَحْنَا الْبَيْتَ أَحْلَلْنَا ثُمَّ أَهْلَلْنَا مِنَ الْعَشِيِّ بِالْحَجِّ۔

ہم سے احمد بن عیسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ابن وہب نے کہا ہم کو عمرو نے خبر دی انہوں نے ابوالاسود سے ان سے عبداللہ نے بیان کیا جو اسماء بنت ابی بکر کے غلام تھے وہ اسماء سے سنتے جب وہ حجونؔ (پہاڑ) پر گذرتیں تو یہ کہتیں حضرت محمدؐ پر خدا اپنی رحمت بھیجے ہم ان کے ساتھ اس جگہ اترے ان دنوں ہم ہلکے پھلکے تھے ہمارے پاس سواریاں کم تھیں توشے بھی کم تھے تو میں اور میری بہن عائشہؓ اور زبیر اور فلاں فلاں نے (حج کو فسخ کر کے) عمرہ کیا ہم لوگ کعبے کو چھوتے ہی (طواف کرتے ہی) احرام سے نکل گئے پھر تیسرے پہر کو ہم نے حج کا احرام باندھا۔

لہ حجون ایک پہاڑ ہے مشہور مکہ میں جنت المعلیٰ کے پاس مکہ کو جانے والے کے بائیں ہاتھ پر پڑتا ہے اور جو مکہ سے منا کو جائے اس کے داہنے پر ۱۲ منہ فتح

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَوِ الْغَزْوِ۔

۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ ثُمَّ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيِبُونَ تَائِبُونَ، عَابِدُونَ سَاجِدُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔

باب: جب کوئی حج یا عمرے یا جہاد سے لوٹے تو کیا کہے۔

ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد یا حج یا عمرے سے لوٹتے تو ہر چڑھائی پر تین تکبیریں کہتے (تین بار اللہ اکبر) پھر فرماتے اللہ کے سوا کوئی پوجنے کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کو تعریف بھاتی ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے ہم سفر سے لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے اپنے مالک کی بندگی کرنے والے اس کو سجدہ کرنے والے اپنے مالک کی تعریف کرنے والے اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے کی کمک کی اور کافروں کی فوجوں کو بھگا دیا۔

بَابُ اسْتِقْبَالِ الْحَاجِّ الْقَادِمِينَ وَالثَّلَاثَةِ عَلَى الدَّابَّةِ۔

۲۴۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَتْهُ أُغَيْلِمَةُ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخَرَ خَلْفَهُ۔

باب: جو حاجی مکہ میں آئیں ان کا استقبال کرنا اور تین آدمیوں کا ایک جانور پر چڑھنا

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے خالد حذاء نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے تو عبد المطلب کی اولاد میں سے کئی لڑکوں نے آپ کا استقبال کیا آپ نے ان میں سے ایک کو اپنے سامنے بٹھا لیا اور دوسرے کو پیچھے۔

بَابُ الْقُدُومِ بِالْغَدَاةِ۔

۲۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَجَّاجِ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ يُصَلِّي فِي مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ، وَإِذَا رَجَعَ صَلَّى بِذِي الْحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِي وَبَاتَ حَتَّى يُصْبِحَ۔

باب: مسافر کا صبح کو اپنے گھر آنا

ہم سے احمد بن حجاج شیبانی نے بیان کیا کہا ہم سے انس بن عیاض نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جب مدینہ سے) مکہ روانہ ہوتے تو شجرہ کی مسجد میں نماز پڑھتے اور جب (مدینہ کو) لوٹ کر آتے تو ذوالحلیفہ میں نالے کے نشیب میں نماز پڑھتے پھر رات کو وہیں رہ جاتے صبح تک۔

بَابُ الدُّخُولِ بِالْعَشِيِّ۔

۲۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ، كَانَ لَا يَدْخُلُ إِلَّا غُدْوَةً أَوْ عَشِيَّةً۔

باب: شام کو گھر میں آنا

ہم سے موسٰی بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحیٰی نے انہوں نے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (سفر سے) اپنے گھر والوں میں رات کو نہ آتے یا صبح کو آتے یا شام کو زوال سے لے کر غروب تک۔

بَابٌ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ إِذَا بَلَغَ الْمَدِينَةَ۔

۲۷۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَارِبٍ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَطْرُقَ أَهْلَهُ لَيْلًا۔

باب: جب آدمی اپنے شہر میں آئے تو رات کو گھر میں نہ جائے

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے محارب بن دثار سے انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (سفر سے) رات کو اپنے گھر میں آنے سے منع فرمایا۔

بَابُ مَنْ أَسْرَعَ نَاقَتَهُ إِذَا بَلَغَ الْمَدِينَةَ۔

۲۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ:

باب: جب مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو سواری کو تیز کرنا

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَأَبْصَرَ دَرَجَاتِ الْمَدِينَةِ أَوْضَعَ نَاقَتَهُ، وَإِنْ كَانَتْ دَابَّةً حَرَّكَهَا، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: زَادَ الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ حُمَيْدٍ: حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا۔

ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی کہا مجھ کو حمید طویل نے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر سے لوٹ کر آتے اور مدینہ کی چڑھائیاں دیکھتے[1] تو اپنی اونٹنی کو تیز چلاتے اور اگر کوئی جانور ہوتا تو اس کو ایڑ لگاتے امام بخاری نے کہا حارث بن عمیر نے حمید سے اس حدیث میں اتنا بڑھایا (مدینہ کی محبت سے)

[1] حدیث میں درجات ہے یعنے بلند رستے بعضی روایتوں میں دوحات ہے یعنے مدینہ کے درخت بعضی روایتوں میں جدرات ہے یعنے مدینہ طیبہ کی دیواریں ۱۲ منہ

۲۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: جُدُرَاتٍ، تَابَعَهُ الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرٍ۔

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے انہوں نے حمید سے انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث روایت کی اس میں بجائے چڑھائیوں کے دیواریں ہیں اسمٰعیل کی طرح حارث بن عمیر نے بھی اس کو روایت کیا

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى۔ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کا (سورۃ بقرہ میں) یہ فرمانا اور گھروں میں دروازوں سے آؤ

۳۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِينَا، كَانَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا حَجُّوا فَجَاءُوا لَمْ يَدْخُلُوا مِنْ قِبَلِ أَبْوَابِ بُيُوتِهِمْ وَلٰكِنْ مِنْ ظُهُورِهَا، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَخَلَ مِنْ قِبَلِ بَابِهِ، فَكَأَنَّهُ عُيِّرَ بِذٰلِكَ، فَنَزَلَتْ۔ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا، وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى، وَ

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابواسحاق سے انہوں نے کہا میں نے براء سے سُنا وہ کہتے تھے یہ آیت (گھروں میں دروازوں سے آؤ) ہم انصاری لوگوں کے باب میں اُتری وہ جب حج کرکے آتے تو اپنے گھروں میں دروازوں سے نہ گھستے بلکہ گھروں کی پشت کی طرف سے آتے ایک انصاری آدمی کہیں گھر کے دروازے سے گھس آیا[1] تو اس کو لعنت ملامت ہونے لگی اس وقت یہ آیت اتری یہ کوئی نیکی نہیں کہ گھروں میں پشت کی طرف سے آؤ نیکی تو یہ ہے کہ گناہ سے بچو اور گھروں

أْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا۔ | میں دروازوں سے گھسو۔

لہ اس کا نام قطبہ تھا عامر کا بیٹا انصاری جیسے ابن خزیمہ اور حاکم کی روایت میں اس کی صراحت ہے بعضوں نے کہا اس کا نام رفاعہ بن تابوت تھا ۱۲ منہ

بَابٌ اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ،

باب۔ سفر بھی گویا ایک قسم کا عذاب ہے لہ

۳۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ، يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَنَوْمَهُ، فَإِذَا قَضَى نَهْمَتَهُ فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے سمی سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا سفر کیا ہے گویا ایک قسم کا عذاب ہے آدمی کو کھانا پانی سونا آرام کے ساتھ نہیں ملتا اس لیے جب کوئی اپنا کام پورا کر چکے تو (سفر سے) جلدی اپنے گھر والوں میں لوٹ آئے لہ

لہ ابن منیر نے کہا اس باب کو لا کر امام بخاری نے اشارہ کیا کہ گھر میں رہنا مجاہدہ سے افضل ہے حافظ نے کہا اس پر اعتراض ہے شاید امام بخاری کا مقصود یہ ہو کہ حج اور عمرے سے فارغ ہو کر آدمی اپنے گھر روانہ ہونے میں جلدی کرے۔ ۱۲ منہ لہ ابن عبدالبر نے کہا بعضی ضعیف روایتوں میں اتنا زیادہ ہے کہ اپنے گھر والوں کے لیے کچھ تحفہ لیتا آئے اگر کچھ نہ ملے تو ایک پتھر ہی سہی یعنی چقماق کا پتھر اور یہ زیادت منکر ہے ۱۲ منہ

بَابُ الْمُسَافِرِ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ وَيُعَجِّلُ إِلَى أَهْلِهِ۔

باب: مسافر جب جلد چلنے کی کوشش کرتا ہو اور اپنے گھر میں شتابی پہنچنا چاہے تو کیا کرے

۳۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَبَلَغَهُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ شِدَّةُ وَجَعٍ فَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى إِذَا كَانَ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّفَقِ

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی کہا مجھ کو زید بن اسلم نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا میں مکہ کے راستے میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا ان کو صفیہ بنت ابی عبید (اپنی بی بی) کی سخت بیماری کی خبر آئی وہ بہت تیز چلے جب شفق ڈوبنے لگی تو سواری سے اترے اور

نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ جَمَعَ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا۔

مغرب عشا کی نماز ملا کر پڑھی پھر کہنے لگے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ کو جب جلد چلنے کی ضرورت ہوتی تو مغرب کی نماز میں دیر کرتے اور مغرب عشا کو ملا کر پڑھ لیتے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا ہے بڑا مہربان

ابواب المحصر وجزاء الصيد

محرم کے رکنے جانے اور شکار کا بدلہ دینے کے بابوں کا بیان

بَابُ الْمُحْصَرِ وَجَزَاءِ الصَّيْدِ، وَقَوْلُهُ تَعَالَى - فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ - وَقَالَ عَطَاءٌ: الْإِحْصَارُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يَحْبِسُهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ حَصُورًا: لَا يَأْتِي النِّسَاءَ۔

باب۔ محرم کے رکنے جانے اور شکار کا بدلہ دینے کے بیان میں اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا پھر اگر تم روکے جاؤ تو قربانی ہو سکے وہ بھیجو اور اپنا سر اس وقت تک نہ منڈاؤ (احرام نہ کھولو) جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ لگے اور عطا بن ابی رباح نے کہا جو چیز روکے اس کا یہی حکم ہے امام بخاری نے کہا حصورا کے معنی ہیں کہ عورتوں کی طرف اس کا خیال نہ ہو گا[1]

[1] یعنی سورۂ آل عمران میں جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حق میں حصوراً کا لفظ آیا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ عورتوں کی طرف اس کا خیال نہ ہو گا اور چونکہ حصور اور احصار کا مادہ ایک ہی ہے اس لیے امام بخاری نے حصور کی تفسیر یہاں بیان کر دی یہ تفسیر طبری نے سعید بن جبیر اور عطاء اور مجاہد سے نقل کی ۱۲ منہ

بَابٌ إِذَا أُحْصِرَ الْمُعْتَمِرُ۔

باب۔ عمرہ کرنے والا اگر روکا جائے

۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے کہا

ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا حِينَ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ: مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ قَالَ: إِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْتُ كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ أَجْلِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب فساد کے وقت (حجاج ظالم کے زمانہ میں) مکہ کو عمرہ کرنے کے لیے چلے تو کہنے لگے اگر میں کعبے میں جانے سے روکا گیا تو ویسا ہی کروں گا جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم لوگوں نے کیا تھا تو انہوں نے عمرے کا احرام باندھا اس خیال سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جس سال حدیبیہ میں رکے گئے عمرے کا احرام باندھا تھا۔

٣٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لَيَالِيَ نَزَلَ الْجَيْشُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا: لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَا تَحُجَّ الْعَامَ وَإِنَّا نَخَافُ أَنْ يُحَالَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْبَيْتِ، فَقَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُونَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ وَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ الْعُمْرَةَ، إِنْ شَاءَ اللهُ أَنْطَلِقُ فَإِنْ خُلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ، وَإِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ، فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: إِنَّمَا شَأْنُهُمَا وَاحِدٌ، أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَتِي،

ہم سے عبداللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ نے انہوں نے نافع سے ان سے عبیداللہ بن عبداللہ اور سالم بن عبداللہ نے بیان کیا ان دونوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس زمانے میں گفتگو کی جب عبداللہ بن زبیرؓ پر حجاج کا لشکر آیا تو کہنے لگے اس سال حج نہ کرو تو کیا نقصان ہے ہم ڈرتے ہیں کہیں تم کعبے سے روک نہ دیے جاؤ انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے) قریش کے کافروں نے آپ کو بیت اللہ میں جانے سے روکا آخر آپ نے اپنی قربانی کا نحر کیا اور سر منڈوالا عبداللہ نے کہا میں تم کو گواہ کرتا ہوں میں نے اپنے اوپر عمرہ واجب کر لیا اگر خدا کو منظور ہے تو میں جاتا ہوں پھر اگر کسی نے کعبے سے مجھ کو نہ روکا تب تو میں طواف کر لوں گا ورنہ اگر روکا گیا تو جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا میں آپ کے ساتھ تھا ویسا ہی میں بھی کروں گا آخر انہوں نے ذوالحلیفہ سے عمرہ کا احرام باندھا تھوڑی دیر چلے پھر کہنے لگے حج اور عمرہ دونوں یکساں ہے تم گواہ رہنا میں نے عمرے کے ساتھ حج کو بھی اپنے

فَلَمْ يَحِلَّ مِنْهُمَا حَتَّى دَخَلَ يَوْمُ النَّحْرِ وَأَهْدَى، وَكَانَ يَقُولُ: لَا يَحِلُّ حَتَّى يَطُوفَ طَوَافًا وَاحِدًا يَوْمَ يَدْخُلُ مَكَّةَ۔

اوپر واجب کر لیا پھر ان کا احرام دسویں تاریخ ہی کھلا وہ قربانی لے گئے تھے وہ کہتے تھے (پورا) احرام اس وقت کھلتا ہے جب مکہ میں جا کر ایک طواف (یعنے طواف الزیارۃ) کرے۔

لہ یعنے احصار کی صورت میں دونوں کا حکم یکساں ہے یا تو مکہ میں قربانی بھیج دے وہ یوم النحر کو اس کی طرف سے ذبح کی جائے اور یا وہیں قربانی کر دے سر منڈائے یا بال کترائے اب احصار عام ہے دشمن کی وجہ سے ہو یا کسی اور وجہ سے حنفیہ کا یہی قول ہے اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد کے نزدیک احصار صرف دشمن سے ہو گا اور بیمار کا احرام قائم رہے گا اگر حج کا موسم گذر جائے تو عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے ۱۲ منہ

۳۵۔ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ بَعْضَ بَنِي عَبْدِ اللهِ قَالَ لَهُ لَوْ أَقَمْتَ بِهَذَا،

مجھ سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ نے انہوں نے نافع سے عبداللہ بن عمرؓ کے بیٹوں نے ان سے کہا اس سال تم ٹھہر جاؤ (تو اچھا ہے)

۳۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: قَدْ أُحْصِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَلَقَ رَأْسَهُ وَجَامَعَ نِسَاءَهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ حَتَّى اعْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا۔

ہم سے محمد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن صالح نے کہا ہم سے معاویہ بن سلام نے کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے کہا ابن عباسؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (حدیبیہ کے سال مکہ میں جانے سے) روکے گئے آپ نے (حدیبیہ میں) اپنا سر منڈایا اور اپنی عورتوں سے صحبت کی اور قربانی کو نحر کیا پھر سال آئندہ دوسرا عمرہ کیا لہ

لہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ نے اگلے عمرے کی قضا کی بلکہ آپ نے سال آئندہ نیا عمرہ کیا اور بعضوں نے کہا کہ احصار کی حالت میں اس حج یا عمرے کی قضا واجب ہے اور آپ کا یہ عمرہ اگلے عمرے کی قضا تھا ۱۲ منہ

بَابُ الْإِحْصَارِ فِي الْحَجِّ۔

باب۔ حج سے رُکے جانے کا بیان

۳۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ

ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو یونس نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو سالم نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمرؓ

رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: أَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ إِنْ حُبِسَ أَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجِّ طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى يَحُجَّ عَامًا قَابِلًا فَيُهْدِي أَوْ يَصُومَ إِنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا، وَعَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ۔

کہتے تھے اگر تم میں سے کوئی حج سے روکا جائے تو اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کافی نہیں ہے (آپ کی سنت پر عمل کرے آپ جب روکے گئے تو بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کیا پھر کسی چیز کا پرہیز نہ رہا) کہ بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کرے بس پھر کسی چیز کا پرہیز نہ رہے دوسرے سال حج کرے اور قربانی دے یا اگر قربانی کا مقدور نہ ہو تو روزے رکھے یہ حدیث عبداللہ بن مبارک سے انہوں نے معمر سے انہوں نے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے ابن عمرؓ سے ایسی ہی مروی ہے۔

لے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو احصار ہوا تھا وہ صرف عمرے سے تھا لیکن علماء نے حج کا بھی عمرے میں قیاس کرلیا اور ابن عمرؓ کا بھی مطلب یہی ہے کہ آپ نے جیسا عمرے سے احصار کی صورت میں عمل کیا تم حج سے احصار ہونے پر بھی اسی پر چلو ۱۲ منہ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمرؓ کے نزدیک حج یا عمرے کے احرام میں شرط لگانا درست نہ تھا شرط لگانا یہ ہے کہ احرام باندھتے وقت یوں کہہ لے کہ یا اللہ میں جہاں رک جاؤں تو میرا احرام وہیں کھل جائے گا جمہور صحابہ اور تابعین نے اس کو جائز رکھا ہے اور امام احمد اور اہل حدیث کا یہی قول ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ النَّحْرِ قَبْلَ الْحَلْقِ فِي الْحَصْرِ۔

باب: جب آدمی روکا جائے تو پہلے قربانی نحر کرے پھر سر منڈائے۔

۳۸۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ قَبْلَ أَنْ يَحْلِقَ وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ بِذَلِكَ۔

ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے مسور بن مخرمہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جس عمرے سے روکے گئے) پہلے نحر کیا پھر سر منڈایا اپنے اصحاب کو بھی ایسا ہی حکم دیا۔

۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيِّ قَالَ: وَحَدَّثَ

ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا کہا ہم کو ابو بدر شجاع بن ولید نے خبر دی انہوں نے عمر بن محمد عمری سے انہوں نے کہا نافع نے بیان کیا کہ عبداللہ

نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللهِ وَسَالِمًا كَلَّمَا عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَمِرِينَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُونَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدْنَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ.

عبداللہ بن عمر اور سالم بن عبداللہ بن عمر دونوں نے اپنے باپ سے گفتگو کی (کہ اس سال حج کو نہ جاؤ) انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرے کی نیت سے نکلے قریش کے کافروں نے ہم کو بیت اللہ میں جانے سے روک دیا آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹوں کو نحر کر ڈالا اور سر منڈایا [1]

[1] اس حدیث سے جمہور علماء کے قول کی تائید ہوتی ہے جو کہتے ہیں احصار کی صورت میں جہاں احرام کھولے وہیں قربانی کرے خواہ حل میں ہو یا حرم میں اور امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں قربانی حرم تک بھیج دی جائے اور جب وہ وہاں ذبح ہولے اس وقت احرام کھولے ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُحْصَرِ بَدَلٌ، وَقَالَ رَوْحٌ، عَنْ شِبْلٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: إِنَّمَا الْبَدَلُ عَلَى مَنْ نَقَضَ حَجَّهُ بِالتَّلَذُّذِ، فَأَمَّا مَنْ حَبَسَهُ عُذْرٌ أَوْ غَيْرُ ذَلِكَ فَإِنَّهُ يَحِلُّ وَلَا يَرْجِعُ، وَإِذَا كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ وَهُوَ مُحْصَرٌ نَحَرَهُ إِنْ كَانَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَبْعَثَ بِهِ، وَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَبْعَثَ بِهِ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ وَقَالَ مَالِكٌ وَغَيْرُهُ: يَنْحَرُ هَدْيَهُ وَيَحْلِقُ فِي أَيِّ مَوْضِعٍ كَانَ وَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ نَحَرُوا وَحَلَقُوا وَحَلُّوا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ قَبْلَ الطَّوَافِ وَقَبْلَ أَنْ يَصِلَ الْهَدْيُ إِلَى الْبَيْتِ، ثُمَّ لَمْ يُذْكَرْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَحَدًا أَنْ يَقْضُوا شَيْئًا وَلَا يَعُودُوا لَهُ،

باب۔ اس شخص کی دلیل جو کہتا ہے رکے گئے شخص پر قضا لازم نہیں اور روح ابن عبادہ نے شبل بن عباد سے انہوں نے عبداللہ بن ابی نجیح سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا قضا اس پر لازم ہے جو عورت سے صحبت کرکے اپنا حج توڑے لیکن جس کو کوئی عذر ہو جائے دشمن روکے یا اور کچھ (بیماری) تو احرام کھول ڈالے اور قضا نہ کرے اور اگر اس کے ساتھ قربانی ہو اور اس کو حرم میں نہ بھیج سکے تو وہیں نحر کردے اور اگر حرم تک بھیج سکتا ہے تو جب تک قربانی وہاں نہ پہنچ لے اس کا احرام نہیں کھل سکتا اور امام مالک وغیرہ نے کہا جب وہ رک جائے تو جہاں کہیں چاہے وہیں قربانی نحر کردے اور سر منڈا ڈالے اور اس پر قضا لازم نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے حدیبیہ میں نحر کیا اور وہیں سر منڈایا اس سے پہلے کہ وہ طواف کریں اور قربانی بیت اللہ پہنچے پھر کسی روایت میں اس کا ذکر نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی کو

وَالْحُدَيْبِيَةُ خَارِجٌ مِنَ الْحَرَمِ۔

قضا کا حکم دیا ہو یا دہرانے کا اور حدیبیہ حرم کی حد سے باہر تھی۔

لہ وغیرہ سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔ ۱۲ منہ

۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ حِينَ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ: إِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ أَجْلِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ، ثُمَّ إِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ نَظَرَ فِي أَمْرِهِ فَقَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ فَالْتَفَتَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ، أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ، ثُمَّ طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا وَرَأَى أَنَّ ذَلِكَ مُجْزِئٌ عَنْهُ وَأَهْدَى۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے نافع سے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب فساد کے وقت (حجاج کے زمانہ میں) عمرے کی نیت سے مکہ کی طرف روانہ ہوتے تو انہوں نے کہا دیکھو اگر کہیں میں بیت اللہ جانے سے روکا گیا تو ہم ایسا ہی کریں گے جیسے ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا پہلے انہوں نے صرف عمرے کا احرام باندھا اس خیال سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حدیبیہ کے سال صرف عمرے کا احرام باندھا تھا پھر انہوں نے سوچا اور کہنے لگے عمرہ اور حج دونوں یکساں ہیں اور اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر کہا عمرہ اور حج دونوں یکساں ہیں تم گواہ رہنا میں نے عمرے کے ساتھ حج کو بھی اپنے اوپر واجب کر لیا پھر دونوں کے لیے ایک ہی طواف کیا اور اس کو کافی سمجھا اور قربانی بھی ساتھ لے گئے تھے۔

لہ جمہور علماء اور اہل حدیث کا یہی قول ہے کہ قارن کو ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى۔ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ۔ وَهُوَ مُخَيَّرٌ، فَأَمَّا الصَّوْمُ فَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ۔

باب۔ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا جو کوئی تم میں سے بیمار ہو جائے یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو وہ فدیہ دے روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی دے روزے تین دن تک رکھنا چاہئیں لہ

لہ قرآن میں مطلق روزوں کا ذکر ہے حدیث نے اس کی تفسیر کر دی۔ ۱۲ منہ

٤١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَعَلَّكَ آذَاكَ هَوَامُّكَ؟ قَالَ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: احْلِقْ رَأْسَكَ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ أَوِ انْسُكْ بِشَاةٍ۔

ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے حمید بن قیس سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے کعب سے فرمایا شاید جوؤں نے تجھ کو تکلیف دے رکھی ہے انہوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہؐ آپ نے فرمایا تو اپنا سر منڈا ڈال اور تین دن روزے رکھ لے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے یا ایک بکری کی قربانی کر۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى - أَوْ صَدَقَةٍ - إِطْعَامُ سِتَّةِ مَسَاكِينَ -

باب۔ اسی آیت میں جو اللہ تعالیٰ[1] نے صدقہ کا حکم دیا اس سے مراد چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔

٤٢ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ: حَدَّثَنِي مُجَاهِدٌ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى أَنَّ كَعْبَ ابْنَ عُجْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ: وَقَفَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ، وَرَأْسِي يَتَهَافَتُ قَمْلًا فَقَالَ: يُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَاحْلِقْ رَأْسَكَ أَوِ احْلِقْ، قَالَ: فِيَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ - فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ - إِلَى آخِرِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَوْ تَصَدَّقْ بِفَرَقٍ بَيْنَ سِتَّةٍ أَوْ انْسُكْ مِمَّا تَيَسَّرَ۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سیف بن سلیمان مکی نے کہا مجھ سے مجاہد نے کہا میں نے عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے سنا ان سے کعب بن عجرہ نے بیان کیا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ میں میرے پاس ٹھہرے میرے سر سے ٹپ ٹپ جوئیں گر رہی تھیں آپ نے فرمایا جوؤں نے تجھ کو تکلیف دے رکھی ہے میں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا سر منڈا ڈال کعبؓ نے کہا میرے باب میں ہی یہ آیت اتری فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ اخیر تک پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تین روزے رکھ یا ایک فرق (تین صاع) اناج چھ فقیروں کو بانٹ دے یا جو میسر ہو قربانی کر۔

[1] قرآن میں مطلق صدقہ کا ذکر ہے حدیث نے اس کی تفسیر کر دی۔ ۱۲ منہ

بَابُ الْإِطْعَامُ فِي الْفِدْيَةِ نِصْفُ صَاعٍ۔

باب: فدیہ میں ہر فقیر کو آدھا صاع دے[1]

٤٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِي، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْفِدْيَةِ، فَقَالَ: نَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَهِيَ لَكُمْ عَامَّةً، حُمِلْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي فَقَالَ: مَا كُنْتُ أُرَى الْوَجَعَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرَى، أَوْ مَا كُنْتُ أُرَى الْجَهْدَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرَى، تَجِدُ شَاةً؟ فَقُلْتُ: لَا، فَقَالَ: فَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ لِكُلِّ مِسْكِينٍ نِصْفُ صَاعٍ۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن اصبہانی سے انہوں نے عبداللہ بن معقل سے انہوں نے کہا میں کعب بن عجرہ کے پاس بیٹھا میں نے ان سے پوچھا فدیہ جس کا ذکر قرآن میں ہے کیا ہے انہوں نے کہا یہ آیت خاص میرے باب میں اُتری مگر اس کا حکم تم سب کے لیے عام ہے ہوا یہ کہ مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اٹھا کر لائے اور جوؤں کا یہ حال تھا کہ میرے منہ پر گری آتی تھیں آپ نے فرمایا میں نہیں سمجھتا تھا کہ تجھے ایسی بیماری ہے جیسے میں دیکھ رہا ہوں یا تیری تکلیف اس حد تک پہنچ گئی ہے جیسے میں دیکھ رہا ہوں تجھ کو ایک بکری کا مقدور ہے میں نے عرض کیا جی نہیں آپ نے فرمایا تو تین روزے رکھ ڈال یا چھ فقیروں کو آدھا آدھا صاع اناج دیدے۔

[1] امام ابوحنیفہ نے کہا گیہوں کا آدھا آدھا صاع دے اور کھجور وغیرہ کا ایک ایک صاع حدیث سے ان کا قول رد ہوتا ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ النُّسُكُ شَاةٌ۔

باب: نسک سے مراد (قرآن میں) بکری ہے[2]

٤٤۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ: حَدَّثَنَا شِبْلٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَآهُ وَأَنَّهُ يَسْقُطُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ: أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَحْلِقَ وَهُوَ

ہم سے اسحٰق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم سے روح نے کہا ہم سے شبل بن عباد مکی نے انہوں نے عبداللہ بن ابی نجیح سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے بیان کیا انہوں نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا اس قدر جوئیں ان کے سر میں ہو گئی تھیں کہ منہ پر گری آتی تھیں آپ نے فرمایا کیا ان جوؤں سے تجھ کو تکلیف ہے۔ کعبؓ نے

بِالْحُدَيْبِيَةِ، وَلَمْ يَتَبَيَّنْ لَهُمْ أَنَّهُمْ يَحِلُّونَ بِهَا وَهُمْ عَلَى طَمَعٍ أَنْ يَدْخُلُوا مَكَّةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ الْفِدْيَةَ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُطْعِمَ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةٍ أَوْ يُهْدِيَ شَاةً أَوْ يَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ: قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَآهُ وَقَمْلُهُ يَسْقُطُ عَلَى وَجْهِهِ، مِثْلَهُ۔

کہا جی ہاں آپ نے فرمایا اچھا سر منڈا ڈال اس وقت آپ حدیبیہ میں تھے۔ لوگوں کو ابھی یہ نہیں معلوم ہوا تھا کہ وہ حدیبیہ ہی میں رہ جائیں گے ان کو مکے جانے کی امید تھی تب اللہ تعالیٰ نے فدیہ کی آیت اتاری[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبؓ کو یہ حکم دیا کہ ایک فرق (تین صاع اناج) چھ فقیروں کو دیدے یا ایک بکری کو قربانی کرے یا تین دن روزے رکھے۔ اور محمد بن یوسف سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم سے ورقاء نے بیان کیا انہوں نے ابن ابی نجیح سے انہوں نے مجاہد سے کہا ہم کو عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے خبر دی انہوں نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا یہ حال تھا کہ منہ پر جوئیں گر رہی تھیں پھر یہی حدیث بیان کی۔

[1] یعنی اسی آیت میں فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ہیں۔ ۱۲ منہ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى - فَلَا رَفَثَ -

باب: اللہ تعالیٰ کا (سورۂ بقرہ میں یہ) فرمانا حج میں شہوت کی باتیں نہیں کرنا چاہیے[1]

۴۵ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے منصور سے انہوں نے ابو حازم سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس گھر (خانہ کعبہ) کا حج کرے پھر شہوت کی بات منہ سے نہ نکالے نہ گناہ کرے تو ایسا پاک صاف ہو کر لوٹے گا جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا[2]۔

[1] قرآن میں رفث کا لفظ ہے رفث کہتے ہیں جماع کو یا جماع کے متعلق شہوت انگیز باتیں کرنے کو اور فحش کلام کو ۱۲ منہ [2] بظاہر یہ نکلتا ہے کہ ایسا حاجی تمام گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے صغائر ہوں یا کبائر اور بعضے اہل علم کا یہی قول ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ - وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ -

باب: اللہ تعالیٰ کا (سورۂ بقرہ میں) فرمانا حج میں گناہ اور جھگڑا نہ کرنا چاہیے[1]

۴۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ:

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَجَّ هَذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔

ثوری نے انہوں نے منصور سے انہوں نے ابو حازم سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس گھر (خانہ کعبہ) کا حج کرے اور شہوت کی فحش باتیں نہ بکے نہ گناہ کرے وہ ایسا پاک ہو کر لوٹے گا جیسا پیدائش کے دن تھا۔

لہ باب کی حدیث میں جھگڑے کا ذکر نہیں ہے اس کے لیے امام بخاری نے آیت پر کیا۔ ۱۲ منہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بَابُ جَزَاءِ الصَّيْدِ وَنَحْوِهِ۔ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى۔ لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ۔ إِلَى قَوْلِهِ۔ وَاتَّقُوا اللهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ۔

باب: حالت احرام میں شکار اور دوسرے محرمات احرام کے کفارے کے بیان میں اور اللہ کا یہ فرمانا (سورۂ مائدہ میں) احرام کی حالت میں شکار نہ کرو اور جو کوئی عمداً ایسا کرے تو جیسا جانور مارے ویسا چوپایہ بدلے میں دے۔ اللہ کے اس قول تک۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم اکٹھے کیے جاؤ گے۔

لہ اس باب میں امام بخاری نے صرف آیت پر اکتفا کیا اور کوئی حدیث بیان نہیں کی شاید ان کو اپنی شرط کے موافق کوئی حدیث اس باب میں نہیں ملی ابن بطال نے کہا اس پر اکثر علماء کا اتفاق ہے کہ اگر محرم شکار کے جانور کو عمداً یا سہواً قتل کرے ہر حال میں اس پر بدلہ واجب ہے اور اہل ظاہر نے سہواً قتل کرنے پر بدلہ واجب نہیں رکھا اور حسن اور مجاہد سے اس کے بالعکس منقول ہے۔ اسی طرح اکثر علماء نے یہ کہا ہے کہ اس کو اختیار ہے چاہے کفارہ دے چاہے بدلہ دے ثوری نے کہا اگر بدلہ نہ پائے تو کھانا کھلائے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو روزے رکھے۔ ۱۲ منہ

بَابٌ إِذَا صَادَ الْحَلَالُ فَأَهْدَى لِلْمُحْرِمِ الصَّيْدَ أَكَلَهُ، وَلَمْ يَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَنَسٌ بِالذَّبْحِ بَأْسًا وَهُوَ فِي غَيْرِ الصَّيْدِ نَحْوَ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ وَالْبَقَرِ

باب: اگر بے احرام والا شکار کرے اور احرام والے کو تحفہ بھیجے تو وہ کھا سکتا ہے اور ابن عباس اور انس نے کہا کہ جو جانور شکار کا نہیں مثلاً اونٹ گائے مرغی گھوڑا تو احرام والا اس کو ذبح کر سکتا ہے۔ قرآن میں جو عدل

وَالدَّاجِ وَالْخَيْلِ، يُقَالُ: عَدْلُ: مِثْلُ، فَإِذَا كُسِرَتْ عِدْلٌ فَهُوَ زِنَةُ ذَلِكَ، قِيَامًا: قِوَامًا، يَعْدِلُونَ: يَجْعَلُونَ لَهُ عَدْلًا۔

کا لفظ ہے اس کا معنے مثل یعنی برابر اگر عین کو زیر کرے یعنے عِدل تو اس کے معنے ہموزن اور (سورۂ مائدہ میں) قیامًا للناس کا معنے ان کا گزارہ[1] (سورۂ انعام میں) یَعْدِلُونَ کا معنے برابر کرتے ہیں۔

[1] ابن عباسؓ کے اثر کو عبدالرزاق نے اور انسؓ کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ سے حالانکہ قیامًا للناس کی کی تفسیر کو اس باب سے کوئی تعلق نہیں مگر چونکہ یہ آیت اس آیت کے بعد واقع تھی اور اس میں بھی کعبے اور شہر حرام اور قلائد کا ذکر ہے اس مناسبت سے قیامًا للناس کی تفسیر کردی مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کعبے کو ہزارہا آدمیوں کا گزارہ بنایا یعنی وہاں کے مجاور اور بسنے والے کعبے کی بدولت سال بھر کی روزی پیدا کر لیتے ہیں اگر کعبہ نہ ہوتا تو مکہ معظمہ کے سے ویران اور نا آباد ملک میں کوئی بھی نہ جاتا۔ ۱۲ منہ

۴۷۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، قَالَ: انْطَلَقَ أَبِي عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ يُحْرِمْ، وَحُدِّثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَدُوًّا يَغْزُوهُ فَانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا أَبِي مَعَ أَصْحَابِهِ يَضْحَكُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِحِمَارِ وَحْشٍ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ فَطَعَنْتُهُ فَأَثْبَتُّهُ وَاسْتَعَنْتُ بِهِمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِينُونِي، فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهِ وَخَشِينَا أَنْ نُقْتَطَعَ فَطَلَبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرَفِّعُ فَرَسِي شَأْوًا وَأَسِيرُ شَأْوًا، فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي غِفَارٍ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ، قُلْتُ: أَيْنَ تَرَكْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: تَرَكْتُهُ بِتَعْهِنَ، وَهُوَ قَائِلٌ السُّقْيَا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ،

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے کہا میرے باپ ابوقتادہ حدیبیہ کے سال گئے وہ احرام نہیں باندھے تھے ان کے ساتھی احرام باندھے ہوئے تھے۔ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ ایک دشمن آپ سے لڑنا چاہتا ہے۔ ابوقتادہ نے کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلے میں بھی آپ کے اصحاب کے ساتھ تھا اتنے میں وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسنے[1] میں نے جو دیکھا تو ایک گورخر جا رہا ہے۔ میں نے اس پر گھوڑا اٹھایا برچھے سے مار کر اس کو تھکا دیا میں نے اپنے ساتھیوں سے مدد چاہی انہوں نے مدد دینے سے انکار کیا پھر ہم سب نے اس کا گوشت کھایا ہم ڈرے کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ رہ جائیں میں نے آپ کو ڈھونڈا کبھی گھوڑا تیز چلاتا کبھی آہستہ آخر مجھ کو بنی غفار کا ایک شخص آدھی رات کو ملا میں نے پوچھا تو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں چھوڑا اس نے کہا میں نے آپ کو

إِنَّ أَهْلَكَ يَقْرَءُونَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللَّهِ، إِنَّهُمْ قَدْ خَشُوا أَنْ يَقْتَطِعُوا دُونَكَ فَانْتَظِرْهُمْ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَصَبْتُ حِمَارَ وَحْشٍ وَعِنْدِي مِنْهُ فَاضِلَةٌ، فَقَالَ لِلْقَوْمِ: كُلُوا، وَهُمْ مُحْرِمُونَ۔

تعہن پر چھوڑا اور آپ کا ارادہ تھا کہ سقیا پہنچ کر دوپہر کو آرام کریں گے غرض میں آپ سے مل گیا میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کے اصحاب آپ کو سلام عرض کرتے ہیں وہ ڈر گئے ہیں کہ آپ سے جدا رہ جائیں تو ان کا انتظار کیجیے پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے ایک گورخر مارا اس کا بچا ہوا گوشت کچھ میرے پاس ہے آپ نے لوگوں سے فرمایا کھاؤ وہ احرام باندھے ہوئے تھے۔

۱؎ ہنسے اس واسطے کہ ابو قتادہ اُدھر متوجہ ہوں اور خود شکار کے جانور کو دیکھ لیں اس کو ماریں کیونکہ محرم کو شکار بتلانا بھی درست نہیں ۱۲ منہ ۲؎ حافظ نے کہا اس کا نام مجھے معلوم نہیں ۱۲ منہ ۳؎ تعہن اور سقیا دونوں مقاموں کے نام ہیں درمیان مکہ اور مدینہ کے مطلب یہ ہے کہ رات کو آپ تعہن میں تھے اور دوپہروں کو سقیا پہنچنے والے تھے۔ وہاں دوپہر کا آرام کرنے والے تھے۔ بعضی روایتوں میں تعہن کا بدل دعہن ہے۔ تعہن بفتح تا۔ اور سکون عین اور کسر ہا اور سکون نون مشہور ہے ۱۲ منہ

بَابٌ إِذَا رَأَى الْمُحْرِمُونَ صَيْدًا فَضَحِكُوا فَفَطِنَ الْحَلَالُ۔

باب احرام والے لوگ شکار دیکھ کر ہنس دیں اور بے احرام والا سمجھ جائے (شکار کرے تو وہ بھی کھا سکتے ہیں)۔

۴۸- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ: أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ: انْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ أُحْرِمْ، فَأُنْبِئْنَا بِعَدُوٍّ بِغَيْقَةَ فَتَوَجَّهْنَا نَحْوَهُمْ، فَبَصُرَ أَصْحَابِي بِحِمَارِ وَحْشٍ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَضْحَكُ إِلَى بَعْضٍ، فَنَظَرْتُ فَرَأَيْتُهُ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ الْفَرَسَ فَطَعَنْتُهُ فَأَثْبَتُّهُ، فَاسْتَعَنْتُهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِينُونِي، فَأَكَلْنَا مِنْهُ، ثُمَّ لَحِقْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَشِينَا أَنْ نُقْتَطَعَ، أَرْفَعُ فَرَسِي شَأْوًا وَأَسِيرُ عَلَيْهِ شَأْوًا، فَلَقِيتُ

ہم سے سعید بن ربیع نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن مبارک نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے ان کے باپ ابی قتادہ نے ان سے بیان کیا ہم حدیبیہ کے سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے آپ کے اصحاب احرام باندھے تھے لیکن میں نہیں باندھے تھا ہم کو خبر پہنچی کہ غیقہ مقام پر دشمن ہے ہم اس طرف چلے میرے ساتھیوں نے ایک گورخر دیکھا اور ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسنے لگے میں نے خیال کیا کیا دیکھتا ہوں گورخر ہے میں نے گھوڑا اس پر لگایا آخر برچھا مار کر اس کو تھما دیا پھر میں نے ان سے مدد چاہی انہوں نے مجھ کو مدد دینے سے انکار کیا خیر ہم سب نے اس کا گوشت چکھا پھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مل گیا ہم ڈر گئے تھے کہاں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ کبھی اپنا گھوڑا تیز چلاتا کبھی

رَجُلًا مِنْ بَنِي غِفَارٍ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ: أَيْنَ تَرَكْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: تَرَكْتُهُ بِتَعْهِنَ وَهُوَ قَائِلٌ السُّقْيَا، فَلَحِقْتُ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ أَصْحَابَكَ أَرْسَلُوا يَقْرَءُونَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللهِ وَبَرَكَاتِهِ، وَإِنَّهُمْ قَدْ خَشُوا أَنْ يَقْتَطِعَهُمُ الْعَدُوُّ دُونَكَ فَانْظُرْهُمْ فَفَعَلَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا أَصَدْنَا حِمَارَ وَحْشٍ وَإِنَّ عِنْدَنَا فَاضِلَةً فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ كُلُوا، وَهُمْ مُحْرِمُونَ۔

دھیما راتوں رات مجھ کو بنی غفار کا ایک شخص ملا میں نے اس سے پوچھا ارے بھائی بتلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو نے کہاں پر چھوڑا وہ کہنے لگا میں نے آپ کو تعہن میں چھوڑا آپ دوپہر کو سقیا پر آرام کرنے والے تھے خیر میں جا کر آپ سے ملا اور میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ آپ کے اصحاب نے میرے ہاتھ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ عرض کرا کر بھیجا ہے۔ وہ ڈر رہے ہیں کہیں دشمن ان کو کاٹ کر آپ سے جدا نہ کر دے ذرا ان کا انتظار کر لیجیے۔ آپ نے ایسا ہی کیا پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ ہم نے ایک گورخر شکار کیا اس کا بچا ہوا گوشت ہمارے پاس ہے آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کھاؤ حالانکہ وہ احرام باندھے ہوئے تھے۔

بَابٌ لَا يُعِينُ الْمُحْرِمُ الْحَلَالَ فِي قَتْلِ الصَّيْدِ۔

باب:۔ احرام والا شخص بے احرام والے کی شکار مارنے میں مدد نہ کرے۔

۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ: سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَاحَةِ مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى ثَلَاثٍ ح، وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَاحَةِ وَمِنَّا الْمُحْرِمُ وَمِنَّا غَيْرُ الْمُحْرِمِ، فَرَأَيْتُ أَصْحَابِي يَتَرَاءَوْنَ شَيْئًا، فَنَظَرْتُ فَإِذَا

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے صالح بن کیسان نے انہوں نے ابو محمد نافع سے جو ابو قتادہ کے غلام تھے انہوں نے ابو قتادہ سے سنا انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قاحہ مقام میں تھے جو مدینہ سے تین منزل پر ہے دوسری سند امام بخاری نے کہا۔ ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے صالح بن کیسان نے انہوں نے ابو محمد سے انہوں نے ابو قتادہ سے انہوں نے کہا ہم قاحہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہم میں کوئی احرام باندھے تھا کوئی بے احرام تھا تو میں نے اپنے ساتھیوں

حِمَارُ وَحْشٍ يَعْنِي وَقَعَ سَوْطُهُ فَقَالُوا: لَا نُعِينُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ، إِنَّا مُحْرِمُونَ، فَتَنَاوَلْتُهُ فَأَخَذْتُهُ ثُمَّ أَتَيْتُ الْحِمَارَ مِنْ وَرَاءِ أَكَمَةٍ فَعَقَرْتُهُ فَأَتَيْتُ بِهِ أَصْحَابِي فَقَالَ بَعْضُهُمْ: كُلُوا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا تَأْكُلُوا، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَمَامَنَا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: كُلُوهُ حَلَالٌ، قَالَ لَنَا عَمْرٌو: اذْهَبُوا إِلَى صَالِحٍ فَسَلُوهُ عَنْ هَذَا وَغَيْرِهِ، وَقَدِمَ عَلَيْنَا هَاهُنَا.

گورخر دیکھا وہ کسی چیز کو آپس میں ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں میں نے جو دیکھا تو گورخر ہیں گھوڑے پر سوار ہوا اور برچھا اور کوڑا سنبھالا لیکن کوڑا گر گیا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا ذرا کوڑا اٹھا دو انھوں نے کہا ہم نہیں اٹھا سکتے ہم احرام باندھے ہوئے ہیں آخر میں نے ہی اس کو اٹھایا اور مضبوط سنبھالا پھر ایک ٹیلے کی آڑ میں گورخر پر آیا اور اس کو زخمی کر کے اپنے ساتھیوں کے پاس لے آیا بعضوں نے کہا کھاؤ بعضوں نے کہا نہ کھاؤ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا آپ ہمارے آگے نکل گئے تھے اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا کھاؤ وہ حلال ہے سفیان نے کہا عمرو بن دینار نے ہم سے کہا صالح بن کیسان کے پاس جاؤ ان سے یہ حدیث اور دوسری حدیثیں پوچھو وہ یہاں ہمارے پاس آئے تھے۔

۱؎ قاحہ ایک وادی ہے سقیا سے ایک میل فاصلہ پر۔ ۱۲ منہ ۲؎ اگر بتلائے تو امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور اسحاق کے نزدیک اس پر بدلہ واجب ہوگا اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک نہیں ہوگا۔ ۱۲ منہ

بَابٌ لَا يُشِيرُ الْمُحْرِمُ إِلَى الصَّيْدِ لِكَيْ يَصْطَادَهُ الْحَلَالُ.

باب: احرام والا اس غرض سے کہ بے احرام والا شکار کرے شکار نہ بتلائے۔

٥٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حَاجًّا، فَخَرَجُوا مَعَهُ فَصَرَفَ طَائِفَةً مِنْهُمْ فِيهِمْ أَبُو قَتَادَةَ فَقَالَ: خُذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ حَتَّى نَلْتَقِيَ، فَأَخَذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ فَلَمَّا انْصَرَفُوا أَحْرَمُوا كُلُّهُمْ إِلَّا أَبَا قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ، فَبَيْنَمَا هُمْ يَسِيرُونَ إِذْ رَأَوْا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ أَبُو قَتَادَةَ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ نے کہا ہم سے عثمان بن موہب نے کہا ہم سے عبداللہ ابن ابی قتادہ نے خبر دی ان کو ان کے باپ ابو قتادہ نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حج کے ارادے سے نکلے ۱؎ لوگ بھی آپ کے ساتھ نکلے آپ نے رستے میں سے ایک ٹکڑے کو پھیر دیا اس میں ابو قتادہ بھی تھے۔ ان سے فرمایا تم سمندر کے کنارے کا رستہ لو اور ہم سے آن کر مل جاؤ جب وہ لوٹے تو سب نے احرام باندھ لیا ایک ابو قتادہ نے نہیں باندھا وہ رستے میں جا رہے تھے کئی ایک گورخر دکھلائی دیے ابو قتادہ نے ان پر

عَلَى الْحُمُرِ فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا، فَنَزَلُوا فَأَكَلُوا مِنْ لَحْمِهَا وَقَالُوا: أَنَأْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ؟ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ الْأَتَانِ فَلَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا كُنَّا أَحْرَمْنَا وَقَدْ كَانَ أَبُو قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَرَأَيْنَا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَيْهَا أَبُو قَتَادَةَ فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا فَنَزَلْنَا فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهَا ثُمَّ قُلْنَا: أَنَأْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ؟ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا، قَالَ أَمِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَكُلُوا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا۔

حملہ کیا اور ایک مادہ ماری سب لوگ اتر پڑے اور اس کا گوشت کھایا اور کہنے لگے ہم احرام کی حالت میں اور شکار کا گوشت کھائیں خیر جو گوشت بچا تھا وہ اٹھا لیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ ہم احرام باندھے تھے لیکن ابو قتادہ کو احرام نہ تھا ہم نے کئی گورخر دیکھے۔ ابو قتادہ نے ان پر حملہ کیا اور ایک مادہ ماری پھر ہم اترے اور اس کا گوشت کھایا بعد اس کے ہم کو خیال آیا احرام کی حالت میں اور ہم شکار کا گوشت کھائیں تو ہم بچا ہوا گوشت اٹھا لائے آپ نے فرمایا تم میں سے کسی نے ابو قتادہ کو حملہ کرنے کے لیے کہا تھا۔ یا ان گدھوں کو بتلایا تھا۔ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تو پھر بچا ہوا گوشت کھاؤ۔ [2]

[1] اسمٰعیل نے کہا یہ راوی کی غلطی ہے۔ کس لیے کہ یہ قصہ عمرہ حدیبیہ کا ہے۔ اس میں آپ عمرے کی نیت سے نکلے تھے۔ حافظ نے کہا عمرے کو بھی حج اصغر کہتے ہیں تو کوئی غلطی نہ ہوئی۔ بیہقی کی روایت یوں ہے۔ خرج حاجا او معتمرا ۱۲ منہ [2] یہ حکم بطور اباحت کے ہے۔ نہ وجوب کے امام احمد اور ابو داؤد کی روایت یوں ہے۔ کھاؤ اور مجھ کو بھی کھلاؤ۔ ۱۲ منہ

بَابٌ إِذَا أَهْدَى لِلْمُحْرِمِ حِمَارًا وَحْشِيًّا حَيًّا لَمْ يَقْبَلْ۔

باب: اگر محرم کو کوئی زندہ گورخر تحفہ بھیجے (یا اور کوئی شکار) تو نہ لے۔

۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ، أَنَّهُ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے صعب بن جثامہ لیثی سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک گورخر تحفہ بھیجا آپ اس

أَهْدَى لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَأَى مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ: إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ۔

وقت ابواء میں تھے یا ودان تھے آپ نے اس کو واپس کر دیا جب ان کے چہرے پر ملال پایا تو یہ ارشاد فرمایا کہ ہم احرام باندھے ہیں اس لیے واپس کر دیا اور کوئی وجہ نہیں۔[3]

[1] ابن خزیمہ اور ابوعوانہ کی روایت میں یوں ہے۔ گورخر کا گوشت بھیجا مسلم کی روایت میں ہے اس کی ران یا پٹھے کا گوشت جس میں سے خون ٹپک رہا تھا۔ بیہقی کی روایت میں ہے کہ صعب نے جنگلی گدھے کا پٹھا بھیجا آپ جحفہ میں تھے آپ نے اس میں سے کھایا اور لوگوں نے بھی کھایا۔ بیہقی نے کہا اگر یہ روایت محفوظ ہو تو شاید پہلے صعب نے زندہ گورخر بھیجا ہو گا۔ آپ نے اس کو پھیر دیا پھر اس کا گوشت بھیجا تو آپ نے لے لیا۔ ۱۲ منہ [2] یہ راوی کی شک ہے ابواء ایک پہاڑ کا نام ہے اور ودان ایک موضع ہے جحفہ کے قریب۔ حافظ نے کہا ابواء سے جحفہ تک تیئیس ۲۳ میل ہیں اور ودان سے جحفہ تک آٹھ میل ہیں۔ ۱۲ منہ [3] اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو شکار کا گوشت مطلقاً محرم پر حرام سمجھتے ہیں ثوری اور اسحاق کا یہی قول ہے اور اہل کوفہ اور ایک جماعت سلف اور جمہور علماء کے نزدیک شکار کا گوشت محرم کو کھانا درست ہے بشرطیکہ محرم کے لیے شکار نہ کیا گیا ہو نہ اس نے اس میں شرکت یا اعانت کی ہو حافظ نے کہا پھیر دینے کی حدیثیں اس پر محمول ہیں کہ محرم کے واسطے شکار کیا گیا اور قبول کر لینے کی حدیثیں اس پر محمول ہیں کہ حلال شخص نے اپنے لیے شکار کیا پھر محرم کو بطور تحفہ کے کچھ بھیجا۔ ۱۲ منہ

بَابُ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ۔

باب: احرام والا کون سے جانور مار سکتا ہے

۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ: وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور ایسے ہیں جن کے مار ڈالنے میں محرم کو کوئی گناہ نہیں[1] دوسری سند اور امام مالک نے عبداللہ بن دینار سے روایت کی انہوں نے عبداللہ عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لہ یعنی ان کے مار ڈالنے میں بدلہ نہ دینا پڑے گا۔ ۱۲ منہ

۵۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: حَدَّثَتْنِي إِحْدَى نِسْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ

ہم سے مسدّد نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے انہوں نے زید بن جبیر سے انہوں نے کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سُنا وہ کہتے تھے مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بی بی نے بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ نے فرمایا محرم (پانچ جانوروں کو مار سکتا ہے لہ

لہ ایک روایت میں سانپ بھی مذکور ہے۔ ایک روایت میں حملہ کرنے والا درندہ ایک روایت میں بھیڑیا اور چیتا بھی جمہور علمانے ہر موذی جانور کو ان پر قیاس کیا ہے اور اس کا قتل حالتِ احرام میں جائز رکھا ہے۔ ۱۲ منہ

۵۴۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: قَالَتْ حَفْصَةُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا حَرَجَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ: الْغُرَابُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْفَأْرَةُ وَالْعَقْرَبُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ۔

ہم سے اصبغ نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن وہب نے خبر دی انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سالم سے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ام المومنین حفصہ رضؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور ایسے ہیں جن کے مار ڈالنے میں کوئی قباحت نہیں۔ کوّا اور چیل اور چوہا اور بچھو اور کٹنا کتّا۔

۵۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ، يُقْتَلْنَ فِي

ہم سے یحیٰی بن سلیمان نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا کہا مجھ کو یونس نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

الْحَرَمِ، الْغُرَابُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ۔

فرمایا پانچ جانور بدذات ہیں ان کو حرم میں بھی مارڈالنا چاہیے۔ کوا اور چیل اور بچھو اور چوہا اور کٹنا کتا۔

۵۶۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ بِمِنًى إِذْ نَزَلَ عَلَيْهِ۔ وَالْمُرْسَلَاتِ۔ وَإِنَّهُ لَيَتْلُوهَا وَإِنِّي لَأَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا إِذْ وَثَبَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْتُلُوهَا، فَابْتَدَرْنَاهَا فَذَهَبَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے کہا مجھ سے ابراہیم نخعی نے انہوں نے اسود سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا ایسا ہوا ایک بار ہم منا میں ایک غار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے[1] اتنے میں سورۃ والمرسلات عرفا آپ پر اتری آپ اس کو پڑھ رہے تھے اور میں آپ کے منہ سے پڑھ کر سیکھ رہا تھا آپ کا منہ اس کے پڑھنے سے تر و تازہ تھا یکایک ایک سانپ ہم پر کودا آپ نے فرمایا اس کو مار ڈالو ہم لوگ اس پر لپکے وہ چل دیا تب آپ نے فرمایا وہ تمہاری زد سے بچ گیا اور تم اس کی زد سے بچ رہے۔

[1] یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ حدیث سے باب کا مطلب نہیں نکلتا کیونکہ حدیث میں یہ کہاں ہے کہ صحابہ احرام باندھے ہوئے تھے اور اس کا جواب یہ ہے کہ اسمٰعیل کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ واقعہ عرفہ کی رات کا ہے اور ظاہر ہے کہ اس وقت لوگ احرام باندھے ہوں گے پس باب کا مطلب نکل آیا۔ ۱۲ منہ

۵۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْوَزَغِ: فُوَيْسِقٌ، وَلَمْ أَسْمَعْهُ أَمَرَ بِقَتْلِهِ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھپکلی بدکار (موذی) ہے میں نے یہ نہیں سنا کہ آپ نے اس کو مار ڈالنے کا حکم دیا۔[1]

[1] ابن عبدالبر نے کہا اس پر علماء کا اتفاق ہے چھپکلی کو مار ڈالنا حل اور حرم ہر جگہ درست ہے۔ حافظ نے کہا ابن عبدالحکم

نے امام مالک سے اس کے خلاف نقل کیا کہ اگر محرم چھپکلی کو مارے تو صدقہ دے کیونکہ وہ ان پانچ جانوروں میں سے نہیں ہے جن کا قتل جائز ہے اور ابن ابی شیبہ نے عطاء سے نکالا کہ ان سے پوچھا حرم میں چھپکلی کا مارنا کیسا ہے انہوں نے کہا اگر ایذا دے تو اس کے قتل میں قباحت نہیں۔ ۱۲ منہ

بَابٌ لَا يُعْضَدُ شَجَرُ الْحَرَمِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ۔

باب: حرم کا درخت نہ کاٹیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی وہاں کا کانٹا نہ کاٹا جائے۔

۵۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ: لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ: ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ، فَسَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي، وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ، إِنَّهُ حَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْضُدَ بِهَا شَجَرَةً، فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُولُوا لَهُ: إِنَّ اللهَ أَذِنَ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ، وَإِنَّمَا أُذِنَ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ، وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ،

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے انہوں نے ابوشریح (خویلد یا عمرو بن خالد) عدوی سے انہوں نے عمرو بن سعید سے کہا لے جو مکہ پر فوجیں بھیج رہا تھا اے امیر مجھ کو اجازت دے میں تجھ سے ایک حدیث بیان کروں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے روز ارشاد فرمائی میرے کانوں نے اس کو سنا اور دل نے یاد رکھا اور آپ کے ارشاد فرماتے وقت میری آنکھوں نے دیکھا آپ نے اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا مکہ کو اللہ نے حرام کیا ہے لوگوں نے حرام نہیں کیا جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو وہاں خون کرنا یا درخت کاٹنا درست نہیں ہے اگر کوئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائی کو سند گردانے تو اس کو یہ جواب دو کہ اللہ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی (خاص) اجازت دی تم کو تو اجازت نہیں دی اور مجھ کو بھی جو اجازت ہوئی وہ ایک گھڑی بھر دن کے لیے پھر اس کی حرمت آج ویسی ہی ہو گئی جیسے کل تھی یہ بات جو لوگ موجود ہیں ان کو سنا دیں جو موجود نہیں ہیں۔

فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ، مَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو؟ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ، إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ، وَلَا فَارًّا بِخُرْبَةٍ، خُرْبَةٌ: بَلِيَّةٌ۔

ابوشریح سے لوگوں نے پوچھا عمرو نے اس کا کیا جواب دیا انہوں نے کہا عمرو یہ کہنے لگا ابوشریح میں تم سے زیادہ اس بات کو جانتا ہوں کہ مکہ کا حرم مجرم کو پناہ نہیں دیتا نہ خون کرکے بھاگنے والے کو نہ اور کوئی جرم کرکے بھاگنے والے کو ؎

سلہ یہ عمرو بن سعید یزید پلید کی طرف سے مدینہ کا حاکم ہوا تھا عبداللہ بن زبیر نے یزید کی بیعت سے انکار کیا تھا اس لیے عمرو بن سعید نے ان پر لشکر کشی کی۔ یہ حدیث اوپر کتاب العلم میں بھی گذر چکی ہے۔ ۱۲ منہ ؎ شریح نے اس لیے سکوت نہیں کیا کہ عمرو بن سعید کا جواب معقول تھا بلکہ اس کا جواب سراسر نامعقول تھا۔ بحث تو یہ تھی کہ مکہ پر لشکر کشی اور جنگ جائز نہیں لیکن عمرو بن سعید مردود نے دوسرا مسئلہ چھیڑ دیا کہ کوئی حدی جرم کا مرتکب ہو کر حرم میں بھاگ جائے تو اس کو حرم سے پناہ نہیں ملتی۔ اس مسئلہ میں بھی علماء کا اختلاف ہے اول تو اس مسئلہ سے تعلق کیا دوسرے عبداللہ بن زبیر نے کوئی حدی جرم نہیں کیا تھا البتہ یہ تو کیا تھا کہ یزید پلید نے حکم دیا تھا کہ عبداللہ بن زبیر اس سے بیعت کریں اور طوق بیڑی پہن کر اس کے سامنے حاضر ہوں۔ عبداللہ نے یہ حکم نہ مانا اور مکہ میں جا کر پناہ لی شاید عمرو بن سعید مردود نے اسی کو جرم سمجھا ہو۔ علیہ ما علیہ ۱۲ منہ

بَابٌ لَا يُنَفَّرُ صَيْدُ الْحَرَمِ۔

باب، حرم کے شکار کو ہانکا نہ جائے۔

۵۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي، وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا، وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا، وَلَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ، وَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِلَّا الْإِذْخِرَ، لِصَاغَتِنَا وَقُبُورِنَا فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ وَعَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: هَلْ

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الوہاب نے کہا ہم سے خالد نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ نے مکہ کو حرمت والا بنایا وہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا اور مجھے بھی ایک گھڑی بھر دن حلال ہوا وہاں کی سبزی نہ اکھاڑی جائے وہاں کا درخت نہ کاٹا جائے وہاں کا شکار نہ ہانکا جائے وہاں کی پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر وہ اٹھا سکتا ہے جو لوگوں سے کہوائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ اذخر گھاس کی اجازت دیجیے وہ ہمارے سناروں اور قبروں کے کام آتی ہے آپ نے فرمایا اچھا اذخر کاٹ سکتے ہو اور خالد نے عکرمہ سے روایت کی

تَدْرِي مَا لَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا؟ هُوَ أَنْ يُنَحِّيَهُ مِنَ الظِّلِّ، يَنْزِلُ مَكَانَهُ.

انہوں نے کہا تم جانتے ہو شکار ہانکنے کا کیا مطلب ہے یہ ہے کہ جانور کو سائے سے بھگائے اور خود وہاں اترے۔

بَابٌ لَا يَحِلُّ الْقِتَالُ بِمَكَّةَ، وَقَالَ أَبُو شُرَيْحٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْفِكُ بِهَا دَمًا.

باب۔ مکہ میں لڑنا درست نہیں اور ابو شریح نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی وہاں خون نہ بہائے[1]

[1] یہ حدیث اوپر موصولاً گذر چکی ہے۔ ۱۲ منہ

---

٦٠ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ افْتَتَحَ مَكَّةَ: لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا، فَإِنَّ هٰذَا بَلَدٌ حَرَّمَ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ، وَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ الْقِتَالُ فِيهِ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَلَمْ يَحِلَّ لِي إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ، وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ، وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهَا، قَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوتِهِمْ، قَالَ: قَالَ: إِلَّا الْإِذْخِرَ.

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے منصور سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا جس دن مکہ فتح ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب آج سے (فرض) ہجرت نہیں رہی البتہ جہاد قائم رہے گا اور نیت باقی رہے گی اور جب تم سے جہاد کے لیے نکلنے کو کہا جائے تو نکل کھڑے ہو یہ وہ شہر ہے کہ اللہ نے جس دن آسمان اور زمین پیدا کیا اسی دن سے اس کو حرمت دی اور اللہ کی یہ حرمت قیامت تک قائم رہے گی اور وہاں مجھ سے پہلے کسی کو لڑنا درست نہیں ہوا اور مجھے بھی ایک گھڑی بھر دن درست ہوا پھر اس کی حرمت قیامت تک قائم ہوگئی وہاں کا کانٹا نہ کاٹا جائے وہاں کا شکار نہ ہانکا جائے وہاں کی پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر وہ اٹھائے جو اس کو پہنچوائے وہاں کی سبزی نہ نکالی جائے حضرت عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ مگر اذخر کی اجازت دیجیے وہ لوہاروں اور گھروں کے لیے کام آتی ہے آپ نے فرمایا خیر اذخر کی اجازت ہے۔

بَابُ الحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ، وَكَوَى ابْنُ عُمَرَ ابْنَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ، وَيَتَدَاوَى مَالَمْ يَكُنْ فِيهِ طِيبٌ۔

باب: محرم کو پچھنی لگانا کیسا ہے اور ابن عمرؓ نے اپنے بیٹے کو داغ دیا وہ محرم تھا[1] اور محرم ایسی دوا لگا سکتا ہے جس میں خوشبو نہ ہو[2]۔

[1] اس بیٹے کا نام واقد تھا اس کو سعید بن منصور نے مجاہد کے طریق سے وصل کیا۔ ۱۲ منہ [2] یہ امام بخاری کا کلام ہے ترجمہ باب میں داخل ہے ابن عمر کے اثر میں داخل نہیں ۱۲ منہ

۶۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: قَالَ لَنَا عَمْرٌو: أَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: احْتَجَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: حَدَّثَنِي طَاوُسٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقُلْتُ: لَعَلَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُمَا۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے کہا میں نے پہلی حدیث جو عطا بن ابی رباح سے سنی وہ یہ تھی وہ کہتے تھے میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام کی حالت میں پچھنی لگائی سفیان نے کہا پھر میں نے عمرو سے یوں سنا وہ کہتے تھے مجھ سے طاؤس نے ابن عباسؓ سے روایت کی شاید عمرو نے یہ حدیث عطا اور طاؤس دونوں سے سنی ہوگی۔

۶۲۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلَحْيِ جَمَلٍ فِي وَسَطِ رَأْسِهِ۔

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے انہوں نے علقمہ بن ابی علقمہ سے انہوں نے عبدالرحمن اعرج سے انہوں نے مالک بن عبداللہ ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں لحی جمل میں (جو ایک مقام ہے مدینہ اور مکہ کے بیچ میں) اپنی چندیا پر پچھنی لگوائی[1]۔

[1] نووی نے کہا محرم کو بے ضرورت اگر پچھنی لگانے میں بال کترنے یا مونڈنے کی حاجت پڑے تب تو پچھنی لگانا درست نہیں اور اگر بال نکالنے کی حاجت نہ ہو تو جمہور علماء کے نزدیک جائز ہے اور امام مالک نے اس کو مکروہ رکھا ہے اور حسن بصری نے کہا اس میں فدیہ لازم ہوگا اگرچہ بال نکالنے کی ضرورت نہ پڑے اور ضرورت سے بال نکالنا سب کے نزدیک جائز ہے لیکن فدیہ نکالنا ہوگا ۱۲ منہ

بَابُ تَزْوِيجِ الْمُحْرِمِ۔

باب: محرم عقد (نکاح) کر سکتا ہے۔

٦٣ - حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ الْحَجَّاجِ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔

ہم سے ابو مغیرہ عبد القدوس بن حجاج نے بیان کیا کہا ہم سے اوزاعی نے کہا مجھ سے عطاء بن ابی رباح نے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح پڑھایا۔

لہ شاید اس مسئلہ میں امام بخاری امام ابو حنیفہ اور اہل کوفہ سے متفق ہیں کہ محرم کو عقد کرنا درست ہے لیکن جماع تو بالاتفاق درست نہیں اور جمہور علماء کے نزدیک احرام میں عقد بھی جائز نہیں امام مسلم نے حضرت عثمان سے مرفوعاً نکالا محرم نہ نکاح کرے اپنا نہ دوسرا کوئی اس کا نکاح کرے نہ نکاح کا پیام دے ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ محرم کو جماع کے لیے لونڈی خرید نا درست ہے تو نکاح بھی درست ہو گا حافظ نے کہا یہ قیاس بھی برخلاف نص کے ہے جو ہرگز قابل قبول نہیں۔ ۱۲ منہ

بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الطِّيبِ لِلْمُحْرِمِ وَالْمُحْرِمَةِ، وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: لَا تَلْبَسُ الْمُحْرِمَةُ ثَوْبًا بِوَرْسٍ أَوْ زَعْفَرَانٍ۔

باب: احرام میں مرد اور عورت کو خوشبو لگانا منع ہے لہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا لہ محرم عورت ورس اور زعفران کا رنگا کپڑا نہ پہنے۔

لہ اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے صرف اختلاف بعض چیزوں میں ہے کہ وہ خوشبو ہیں یا نہیں ۱۲ منہ لہ اس کو امام بیہقی نے وصل کیا۔ ۱۲ منہ

---

٦٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَاذَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الْإِحْرَامِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا

ہم سے عبد اللہ بن یزید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے کہا ہم سے نافع نے انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ احرام میں آپ ہم کو کونسے کپڑے پہننے کی اجازت دیتے ہیں آپ نے فرمایا قمیص نہ پہنو نہ پاجامہ نہ عمامہ نہ کنٹوپ (یا باران

الْقَمِيصَ، وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ، وَلَا الْعَمَائِمَ، وَلَا الْبَرَانِسَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا الْوَرْسُ، وَلَا تَنْتَقِبِ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسِ الْقُفَّازَيْنِ، تَابَعَهُ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ وَجُوَيْرِيَةُ وَابْنُ إِسْحَاقَ فِي النِّقَابِ وَالْقُفَّازَيْنِ، وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: وَلَا وَرْسٌ، وَكَانَ يَقُولُ: لَا تَتَنَقَّبِ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسِ الْقُفَّازَيْنِ، وَقَالَ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: لَا تَتَنَقَّبِ الْمُحْرِمَةُ، وَتَابَعَهُ لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ۔

کوٹ) اگر کسی کے پاس جوتیاں نہ ہوں تو وہ موزے ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ کر پہن لے اور وہ کپڑا بھی نہ پہنو جس میں زعفران یا ورس لگی ہوا اور محرم عورت منہ پر نقاب نہ ڈالے نہ دستانے پہنے۔ لیث کے ساتھ اس حدیث کو موسیٰ بن عقبہ اور اسمٰعیل بن ابراہیم بن عقبہ اور جویریہ اور ابن اسحاق نے بھی روایت کیا[۱] ان کی روایتوں میں نقاب اور دستانوں کا ذکر ہے۔ اور عبیداللہ کی روایت میں[۲] وَلَا وَرْسٌ ہے اور یہ کہ وہ کہتے تھے محرمہ عورت نقاب نہ ڈالے اور نہ دستانے پہنے اور امام مالک نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یوں روایت کی محرمہ نقاب نہ ڈالے اور لیث بن ابی سلیم نے[۳] مالک کی طرح روایت کی۔

ﻫ

[۱] موسیٰ کی روایت کو نسائی نے اور اسمٰعیل کی روایت کو علی بن محمد مصری نے فوائد میں اور جویریہ کی روایت کو ابویعلیٰ نے اور ابن اسحاق کی روایت کو امام احمد نے وصل کیا ۱۲ منہ [۲] عبیداللہ کی روایت کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں وصل کیا اور نسائی اور دارقطنی نے بھی مگر ان کی روایت میں صرف مرفوع حدیث ہے عبداللہ ابن عمرؓ کا یہ قول مذکور نہیں ہے کہ محرمہ عورت نقاب نہ ڈالے اور نہ دستانے پہنے ۱۲ منہ [۳] امام مالک کی موطا میں موجود ہے اور امام مالک نے صرف عبداللہ کے قول کو نکالا ہے ۱۲ منہ [۴] یعنی موقوفاً مگر لیث کی روایت کس نے نکالی یہ حافظ نے بیان نہیں کیا۔ ۱۲ منہ

۶۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: وَقَصَتْ بِرَجُلٍ مُحْرِمٍ نَاقَتُهُ فَقَتَلَتْهُ فَأُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے منصور سے انہوں نے حکم سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا ایک احرام والے شخص کو اس کی اونٹنی نے گردن توڑ کر مار ڈالا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا آپ نے فرمایا

فَقَالَ: اغْسِلُوهُ وَكَفِّنُوهُ، وَلَا تُغَطُّوا رَأْسَهُ وَلَا تُقَرِّبُوهُ طِيبًا، فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يُهِلُّ۔

اس کو غسل اور کفن دو لیکن اس کا سر نہ چھپاؤ نہ اس کے خوشبو لگاؤ کیونکہ وہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اُٹھے گا[1]

[1] یعنے اسی حالت میں مراد ہے مطلب یہ ہے کہ اس کا احرام باقی ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس کا منہ مت ڈھانپو حافظ نے کہا مجھے اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا بعضوں نے اس کا نام واقد بن عبداللہ بیان کیا حالانکہ یہ وہم ہے کیونکہ واقد بن عبداللہ بن عمرؓ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا نہیں ہوئے تھے بلکہ اُن کی ماں صفیہ بنت ابی عبید سے عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت عمرؓ کی خلافت میں نکاح کیا تھا اور واقد بن عبداللہ ایک صحابی بھی تھے لیکن وہ اونٹ سے گر کر نہیں مرے وہ حضرت عمرؓ کی خلافت میں مرے ہیں ۱۲ منہ

بَابُ الِاغْتِسَالِ لِلْمُحْرِمِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: يَدْخُلُ الْمُحْرِمُ الْحَمَّامَ، وَلَمْ يَرَ ابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ بِالْحَكِّ بَأْسًا۔

باب۔ محرم کو غسل کرنا کیسا ہے[1] اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا[2] محرم حمام میں جا سکتا ہے اور ابن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ نے محرم کو بدن کھجانا جائز رکھا[3]

[1] ابن منذر نے کہا محرم کو غسل جنابت بالاجماع درست ہے لیکن غسل صفائی اور پاکیزگی میں اختلاف ہے امام مالک نے اس کو مکروہ جانا ہے کہ محرم اپنا سر پانی میں ڈبائے اور موطا میں نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ احرام کی حالت میں اپنا سر نہیں دھوتے تھے لیکن جب احتلام ہوتا تو دھوتے ۱۲ منہ [2] اس کو دارقطنی اور بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] ابن عمر کے اثر کو بیہقی نے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اثر کو امام مالک نے وصل کیا ۱۲ منہ

۶۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْعَبَّاسِ، وَالْمِسْوَرَ ابْنَ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ: يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ، وَقَالَ الْمِسْوَرُ: لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ، فَأَرْسَلَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ الْعَبَّاسِ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے ابراہیم بن عبداللہ بن حنین سے انہوں نے اپنے باپ سے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور مسور بن مخرمہ نے ابواء میں (جو ایک مقام ہے مکہ کے قریب) اختلاف کیا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا محرم اپنا سر دھو سکتا ہے اور مسور نے کہا نہیں دھو سکتا آخر عبداللہ بن عباسؓ نے مجھ کو ابوایوب انصاری (صحابی) کے پاس بھیجا

فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ، وَهُوَ يُسْتَرُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ فَقُلْتُ: أَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ حُنَيْنٍ، أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَبَّاسِ، يَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ؟ فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَأْطَأَهُ حَتَّى بَدَا لِي رَأْسُهُ، ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ: اصْبُبْ فَصَبَّ عَلَى رَأْسِهِ ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، وَقَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ۔

میں نے دیکھا وہ کنویں کی دو لکڑیوں کے بیچ میں نہا رہے ہیں ایک کپڑے کی آڑ کیے ہوئے میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے پوچھا کون ہے میں نے کہا میں عبداللہ بن حنین ہوں مجھ کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کے پاس یہ پوچھنے کو بھیجا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت میں اپنا سر کیوں کر دھوتے تھے یہ سن کر ابوایوب انصاری نے اپنا ہاتھ پردے پر رکھا اس کو نیچا کیا اتنا کہ ان کا سر میں دیکھنے لگا پھر ایک آدمی سے کہا[1] جوان پر پانی ڈالتا تھا پانی ڈال اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا انہوں نے دونوں ہاتھوں سے سر کو ہلایا آگے لائے اور پیچھے لے گئے پھر کہنے لگے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا۔

[1] اس کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ

بَابُ لُبْسِ الْخُفَّيْنِ لِلْمُحْرِمِ إِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ۔

باب: جب محرم کو جوتیاں نہ ملیں تو موزے پہن لینا

۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ مَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ لِلْمُحْرِمِ۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو عمرو بن دینار نے خبر دی کہا میں نے جابر ابن زید سے سنا وہ کہتے تھے میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ عرفات میں خطبہ سنا رہے تھے جس شخص کو احرام کی حالت میں جوتیاں نہ ملیں وہ موزے پہن لے جس کو تہ بند نہ ملے وہ پاجامہ پہن لے[1]

[1] امام احمد نے اسی حدیث کے ظاہر پر عمل کر کے یہ حکم دیا ہے کہ جس محرم کو تہ بند نہ ملے وہ پاجامہ اور جس کو جوتیاں

نہ ملیں وہ موزے پہن لے اور پاجامہ پھاڑنا اور موزوں کا کاٹنا ضرور نہیں اور جمہور علماء کے نزدیک ضرور ہے اگر اسی طرح پہن لے گا تو فدیہ لازم ہو گا۔ ۱۲ منہ

۶۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَ: لَا يَلْبَسِ الْقَمِيصَ، وَلَا الْعَمَائِمَ، وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ، وَإِنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ۔

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے کہا ہم سے ابن شہاب نے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا محرم کون سے کپڑے پہنے آپ نے فرمایا قمیص نہ پہنے نہ پگڑی باندھے نہ پاجامہ پہنے نہ کن ٹوپ (یا باران کوٹ) نہ وہ کپڑا جس کو زعفران یا ورس لگی ہو اگر جوتیاں نہ ملیں تو موزے پہن لے اور ان کو کاٹ کر ٹخنوں سے نیچا کرلے۔

بَابٌ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْإِزَارَ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ۔

باب۔ جو شخص تہ بند نہ پائے وہ پاجامہ پہن لے

۶۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ فَقَالَ: مَنْ لَمْ يَجِدِ الْإِزَارَ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ، وَمَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے انہوں نے جابر بن زید سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ سنایا عرفات میں تو فرمایا جو کوئی تہ بند نہ پائے وہ پاجامہ پہنے اور جو تیاں نہ پائے وہ موزے پہن لے۔

بَابُ لُبْسِ السِّلَاحِ لِلْمُحْرِمِ،

باب۔ محرم کو ہتھیار باندھنا درست ہے

وَقَالَ عِكْرِمَةُ: إِذَا خَشِيَ الْعَدُوَّ لَبِسَ السِّلَاحَ وَافْتَدَى، وَلَمْ يُتَابَعْ

اور عکرمہ نے کہا اگر محرم کو دشمن کا ڈر ہو تو ہتھیار باندھے اور فدیہ دے لیکن عکرمہ کے

عَلَيْهِ فِي الْفِدْيَةِ۔

سوا اور کسی نے یہ نہیں کہا کہ فدیہ دے۔

؎ یعنے جب ضرورت ہو مثلاً دشمن یا کسی درندے کا خوف ہو ۱۲ منہ ؎ حافظ نے کہا عکرمہ کا یہ اثر مجھ کو موصولاً نہیں ملا ابن منذر نے حسن بصری سے نقل کیا انہوں نے محرم کو تلوار باندھنا مکروہ سمجھا ۱۲ منہ

۷۰۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتَّى قَاضَاهُمْ لَا يُدْخِلُ مَكَّةَ سِلَاحًا إِلَّا فِي الْقِرَابِ۔

ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا انہوں نے اسرائیل سے انہوں نے ابواسحاق سے انہوں نے براء سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعد میں عمرہ کیا مکہ والوں نے آپ کو مکہ میں آنے نہ دیا آخر آپ نے ان سے اس شرط پر صلح کی کہ مکہ میں ہتھیار نیام میں رکھ کر داخل ہوں گے۔

بَابُ دُخُولِ الْحَرَمِ وَمَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ

وَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ، وَإِنَّمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِهْلَالِ لِمَنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، وَلَمْ يَذْكُرِ الْحَطَّابِينَ وَغَيْرَهُمْ۔

باب۔ مکہ اور حرم میں بن احرام داخل ہونا اور عبداللہ بن عمرؓ بن احرام مکہ میں داخل ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کا حکم انہی لوگوں کو دیا جو حج اور عمرے کے ارادے سے آئیں اور لکڑہاروں وغیرہ کو ایسا حکم نہیں دیا۔

؎ اس کو امام مالک نے موطا میں وصل کیا نافع سے انہوں نے کہا عبداللہ بن عمرؓ مکہ سے آرہے تھے جب قدید میں پہنچے تو انہوں نے فساد کی خبر سنی وہیں سے لوٹ گئے اور مکہ میں بن احرام داخل ہوئے ۱۲ منہ ؎ یہ مطلب امام بخاری نے ابن عباسؓ کی حدیث سے جو اس باب میں مذکور ہے یوں نکالا کہ اس میں یہ ہے جو حج اور عمرے کا ارادہ رکھتے ہوں اور اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے امام شافعی کہتے ہیں مکہ میں داخل ہونے والے پر احرام باندھنا واجب نہیں باقی امام واجب کہتے ہیں حنابلہ نے ان لوگوں کو مستثنیٰ کیا ہے جن کو بار بار آنے جانے کی حاجت ہوتی ہے ابن عمرؓ اور زہری اور حسن اور اہل ظاہر کا بھی یہی قول ہے اور حنفیہ سے یہ منقول ہے کہ وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جو میقات کے اس طرف رہتے ہوں ابن عبدالبر نے کہا اکثر صحابی اور تابعین وجوب کے قائل ہیں ۱۲ منہ

۷۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے کہا ہم سے عبداللہ بن

عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَ لِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ، هُنَّ لَهُنَّ وَ لِكُلِّ آتٍ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِمْ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، فَمَنْ كَانَ دُونَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ حَتّٰى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ۔

طاؤس نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ کو میقات مقرر کیا اور نجد والوں کے لیے قرن المنازل کو اور یمن والوں کے لیے یلملم کو یہ مقام ان کے لیے ہیں جو وہاں رہتے ہوں یا اور ملکوں سے وہاں آئیں جو حج اور عمرے کا ارادہ رکھتے ہوں اور جو ان مقاموں کے ادھر (لیے وہ) رہتے ہوں وہ جہاں سے چلیں یہاں تک کہ مکہ والے مکہ سے۔

۷۲-حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: اقْتُلُوهُ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے انس بن مالک سے کہ جس سال مکہ فتح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود پہنے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے جب آپ نے خود اتارا تو ایک شخص آیا[۱] کہنے لگا ابن خطل (مردود) کعبے کے پردے پکڑ کر لٹک رہا ہے آپ نے فرمایا اس کو مار ڈالو۔

[۱] حافظ نے کہا مجھے اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا اور شاید یہ وہی شخص ہو جس نے ابن خطل کو قتل کیا بعضے کہتے ہیں یہ ابو برزہ اسلمی تھے انہی نے ابن خطل کو قتل کیا لیکن دار قطنی اور حاکم نے نکالا کہ بلال بن خطل کو زبیر نے قتل کیا بعضوں نے کہا ابن خطل کا نام عبداللہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کعبہ ہی میں قتل کرنے کی اس وجہ سے اجازت دی تھی کہ پہلے وہ مسلمان ہو گیا تھا آپ نے اس کو زکوۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا اس کے ساتھ ایک مسلمان غلام تھا ابن خطل نے اس کو کھانا تیار کرنے کا حکم دیا اور خود سو رہا پھر جاگا دیکھا تو اس غلام نے کھانا تیار نہیں کیا تھا غصے میں آن کر اس کو مار ڈالا اور اسلام سے پھر کر دوبارہ کافر بن گیا دو لونڈیاں گانے والی اس نے رکھی تھیں ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو گوایا کرتا ۱۲ منہ

بَابٌ إِذَا أَحْرَمَ جَاهِلًا وَ عَلَيْهِ قَمِيصٌ، وَقَالَ عَطَاءٌ: إِذَا تَطَيَّبَ أَوْ

باب اگر کوئی نہ جان کر کرتہ پہنے ہوئے احرام باندھ لے اور عطاء بن ابی رباح نے کہا اگر نہ جان کر محرم خوشبو لگا

لَبِسَ جَاهِلًا أَوْ نَاسِيًا فَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ۔

لے یا سیا کپڑا پہن لے (تو اس پر کفارہ نہیں لے)

لے شافعی کا یہی قول ہے اور امام مالک نے کہا اگر اسی وقت اتار ڈالے یا خوشبو دھو ڈالے تو کفارہ نہ ہوگا ورنہ کفارہ لازم ہوگا اور اہل کوفہ اور مزنی نے کہا ہر حال میں کفارہ واجب ہوگا عطاء کے اس اثر کو ابن منذر نے اوسط میں اور طبرانی نے کبیر میں وصل کیا ۱۲ منہ

۷۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ قَالَ: حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةٌ فِيهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ أَوْ نَحْوُهُ، كَانَ عُمَرُ يَقُولُ لِي: تُحِبُّ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ أَنْ تَرَاهُ؟ فَنَزَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: اصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ مَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ، وَعَضَّ رَجُلٌ يَدَ رَجُلٍ يَعْنِي فَانْتَزَعَ ثَنِيَّتَهُ فَأَبْطَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے ابو الولید نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام نے کہا ہم سے عطاء نے کہا مجھ سے صفوان بن یعلی نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا اتنے میں ایک شخص آیا اس کے کرتے پر زرد خوشبو کا نشان تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی اُترتے وقت دیکھنا چاہتے ہو خیر آپ پر وحی اتری پھر وہ حالت جاتی رہی آپ نے فرمایا عمرے میں بھی وہی کر جو حج میں کرتا ہے اور ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ دانت سے کاٹا اس نے ہاتھ کھینچا تو دوسرے کا دانت اکھڑ گیا آپ نے اس کا بدلہ کچھ نہ دلایا۔

بَابُ الْمُحْرِمِ يَمُوتُ بِعَرَفَةَ وَلَمْ يَأْمُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُؤَدَّى عَنْهُ بَقِيَّةُ الْحَجِّ۔

باب: محرم اگر عرفات میں مر جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم نہیں کیا کہ حج کے باقی ارکان اس کی طرف سے ادا کیے جائیں۔

۷۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا ایک شخص عرفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ٹھہرا

بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَقْعَصَتْهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ، أَوْ قَالَ: ثَوْبَيْهِ، وَلَا تُحَنِّطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلَبِّي۔

ہوا تھا اتنے میں وہ اپنی اونٹنی پر سے گرا اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتے سے غسل دو اور احرام ہی کے دونوں کپڑوں میں کفن دو اور اس کے خوشبو مت لگاؤ نہ اس کا سر ڈھانپو کیونکہ اللہ اس کو قیامت میں لبیک کہتا ہوا اٹھائے گا۔

۷۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَوْقَصَتْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ، وَلَا تَمَسُّوهُ طِيبًا وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ وَلَا تُحَنِّطُوهُ، فَإِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات میں ٹھہرا ہوا تھا اتنے میں وہ اپنی اونٹنی پر سے گرا اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتے سے نہلاؤ اور (احرام ہی کے) دونوں کپڑوں کا کفن دو اور خوشبو مت لگاؤ نہ اس کا سر ڈھانپو نہ حنوط لگاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھائے گا۔

بَابُ سُنَّةِ الْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ۔

باب: محرم جب مر جائے تو اس کا کفن دفن کیونکر سنت ہے

۷۶۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشیم نے کہا ہم کو ابو بشر نے خبر دی انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شخص (حج میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اونٹنی نے احرام کی حالت میں اس کی گردن توڑ ڈالی وہ مر گیا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتے سے نہلاؤ اور احرام کے جو دو کپڑے پہنے ہے

تَمَسُّوهُ بِطِيبٍ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا۔

اسی میں کفن دے دو اور خوشبو مت لگاؤ نہ اس کا سر ڈھانپو وہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھایا جائے گا۔

بَابُ الْحَجِّ وَالنُّذُورِ عَنِ الْمَيِّتِ، وَالرَّجُلُ يَحُجُّ عَنِ الْمَرْأَةِ۔

باب۔ میت کی طرف سے حج اور نذر ادا کرنا اور مرد کا عورت کی طرف سے حج کرنا[1]

۷۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتَّى مَاتَتْ، أَفَأَحُجُّ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ: حُجِّي عَنْهَا، أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ، أَكُنْتِ قَاضِيَتَهُ؟ اقْضُوا اللهَ، فَاللهُ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ وضاح یشکری نے انہوں نے ابو بشر جعفر بن ایاس سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا ایسا ہوا جُہینہ کی ایک عورت[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی کہنے لگی میری ماں نے حج کرنے کی منت مانی تھی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے مر گئی[3] کیا میں اس کی طرف سے حج کروں آپ نے فرمایا ہاں اس کی طرف سے حج کر[4] بھلا بتلا اگر تیری ماں پر کسی کا قرض ہو تو تو ادا کرے گی (اس نے کہا ضرور) آپ نے فرمایا پھر اللہ کا قرض ادا کرنا تو بہت ضروری ہے۔

[1] دوسرا حکم باب کی حدیث سے نہیں نکلتا کیونکہ باب کی حدیث میں یہ بیان ہے کہ عورت نے اپنی ماں کی طرف سے حج کرنے کو پوچھا تھا تو ترجمہ باب یوں ہوتا تھا کہ عورت کا عورت کی طرف سے حج کرنا اور حافظ صاحب سے اس مقام پر سہو ہوا انہوں نے کہا کہ باب کی حدیث میں یہ ہے کہ عورت نے اپنے باپ کی طرف سے حج کرنے کو پوچھا حالانکہ یہ مطلب اس باب کی حدیث میں نہیں ہے بلکہ آیندہ باب کی حدیث میں ہے اور تعجب ہے کہ صاحب فیض الباری نے اس پر خیال نہیں کیا اور ترجمہ فتح الباری پر اقتصار کیا ابن بطال نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں امر کے صیغے سے یعنے اقضوا اللہ سے خطاب کیا اس میں مرد عورت سب آ گئے اور مرد کا عورت کی طرف سے اور عورت کا مرد کی طرف سے حج کرنا سب کے نزدیک جائز ہے اس میں حسن بن صالح کے سوا اور کسی نے اختلاف نہیں کیا ۱۲ منہ [2] حافظ نے کہا اس عورت کا نام مجھ کو معلوم نہیں ہوا نہ اس کے باپ کا (یہ غلطی ہے ماں کہنا چاہیے) نسائی کی روایت سے نکلتا ہے کہ وہ سنان بن سلمہ کی اور امام احمد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سنان بن عبداللہ کی جورو تھی طبرانی کی روایت سے یہ نکلتا ہے کہ ان کی پھوپھی تھی مگر ابن سندہ نے صحابیات میں لکا لا کہ یہ عورت غانیہ یا غاشیہ تھی اور ابن طاہر نے مبہمات میں اسی پر جزم کیا ۱۲ منہ [3] معلوم ہوا کہ جس نے فرض حج نہ کیا ہو وہ بھی حج کی نذر مان سکتا

ہے اب جو حج وہ کرے گا وہ فرض حج ہو گا بعد اس کے نذر کا حج کرے جمہور علما کا یہی قول ہے ۱۲ منہ ؎ معلوم ہوا میت کی طرف سے حج درست ہے اور سعید بن منصور نے ابن عمرؓ سے نکالا کوئی کسی کی طرف سے حج نہ کرے امام مالک اور لیث سے ایسا ہی منقول ہے ایک قول امام مالک کا یہ ہے کہ اگر میت اپنی طرف سے حج کرانے کی وصیت کر گیا ہو تب تو اس کی طرف سے حج درست ہے ورنہ نہیں ۱۲ منہ

بَابُ الْحَجِّ عَمَّنْ لَا يَسْتَطِيعُ الثُّبُوتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ۔

باب:۔ جو شخص اتنا ضعیف ہو کہ اونٹ پر بیٹھ نہ سکے اس کی طرف سے حج کرنا۔

۷۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ امْرَأَةً ح حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ فَرِيضَةَ اللّٰهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ۔

ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا کہا انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سلیمان بن یسار سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک عورت دوسری سند امام بخاری نے کہا ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے کہا ہم سے ابن شہاب نے انہوں نے سلیمان بن یسار سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا خثعم قبیلے کی ایک عورت ؎ جس سال حجۃ الوداع ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی کہنے لگی یا رسول اللہ اللہ نے جو اپنے بندوں پر حج فرض کیا وہ ایسے وقت پر کہ میرا باپ اتنا بوڑھا ہے کہ اونٹنی پر تھم نہیں سکتا کیا اس کا حج ادا ہو جائے گا اگر میں اس کی طرف سے حج کروں آپ نے فرمایا ہاں۔

؎ اس کا نام معلوم نہیں ہوا اس حدیث سے یہ نکلا کہ زندہ آدمی کی طرف سے بھی اگر وہ معذور ہو جائے دوسرا آدمی حج کر سکتا ہے امام مالک نے اس کے خلاف کہا ہے اور ابن منذر نے کہا جو آدمی حج پر خود قادر رہے اس کی طرف سے تو بالاجماع دوسرے کو حج کرنا درست نہیں یعنی فرض حج اور نفل میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے اور شافعی کے نزدیک جائز نہیں اور امام احمد سے اس باب میں دو روایتیں ہیں ۱۲ منہ

بَابُ حَجِّ الْمَرْأَةِ عَنِ الرَّجُلِ۔

باب:۔ عورت کا مرد کی طرف سے حج کرنا

٧٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ الْفَضْلُ رَدِيفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمٍ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الآخَرِ، فَقَالَتْ: إِنَّ فَرِيضَةَ اللّٰهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سلیمان بن یسار سے انہوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا فضل بن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے اتنے میں خثعم قبیلے کی ایک عورت آئی فضل اس کو دیکھنے لگے وہ فضل کو تکنے لگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فضل کا منہ دوسری طرف پھیرنے لگے وہ عورت بولی یا رسول اللہؐ اللہ کا فرض (حج) ایسے وقت پر فرض ہوا کہ میرا باپ بوڑھا ہے اونٹنی پر تھم نہیں سکتا کیا میں اس کی طرف سے حج کروں آپ نے فرمایا ہاں یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔

بَابُ حَجِّ الصِّبْيَانِ۔

باب۔ بچوں کا حج کرنا [1]

٨٠- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: بَعَثَنِي أَوْ قَدَّمَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الثَّقَلِ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ۔

ہم سے ابو نعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عبیداللہ بن ابی یزید سے انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سامان کے ساتھ مزدلفہ سے رات کو منا بھیج دیا۔[2]

[1] امام بخاری اس باب میں وہ صریح حدیث نہ لائے جس کو امام مسلم نے نکالا ابن عباسؓ سے کہ ایک عورت نے اپنا بچہ اٹھایا اور کہنے لگی یا رسول اللہؐ اس کا بھی حج ہے آپ نے فرمایا ہاں اور تجھ کو ثواب ملے گا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ بچے کا حج مشروع ہے اور اس کا احرام صحیح ہے حنفیہ کا بھی یہی قول ہے لیکن یہ حج کو ساقط نہ کرے گا بلوغ کے بعد فرض حج ادا کرنا لازم ہو گا اور یہ حج نفل رہے گا ۱۲ منہ [2] عبداللہ بن عباس ان دنوں نابالغ تھے باوجود اس کے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا امام بخاری نے باب کا مطلب اس حدیث سے ثابت کیا ۱۲ منہ

٨١- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمِّهِ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَقْبَلْتُ وَقَدْ نَاهَزْتُ الْحُلُمَ أَسِيرُ عَلَى أَتَانٍ لِي وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّي بِمِنًى حَتَّى سِرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ نَزَلْتُ عَنْهَا فَرَتَعَتْ، فَصَفَفْتُ مَعَ النَّاسِ وَرَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: بِمِنًى فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی کہا ہم کو ابن شہاب کے بھتیجے نے انہوں نے کہا مجھ کو عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ایک مادیاں گدھی پر چلتا ہوا منا میں آیا ان دنوں میں جوانی کے قریب تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے منا میں نماز پڑھ رہے تھے میں تھوڑی سی پہلی صف کے آگے بھی گذر گیا پھر گدھی سے اُترا وہ چرتی رہی میں لوگوں کے ساتھ صف میں شریک ہوگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اور یونس نے ابن شہاب سے یوں روایت کیا کہ یہ واقعہ منا میں ہوا حج وداع میں ۔

٨٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حُجَّ بِي أَبِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ۔

ہم سے عبد الرحمن بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے حاتم بن اسمٰعیل نے انہوں نے محمد بن یوسف سے انہوں نے سائب بن یزید سے انہوں نے کہا مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرایا گیا جب میری عمر سات برس کی تھی۔

٨٣- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ: أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ، عَنِ الْجُعَيْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ ابْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ لِلسَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، وَكَانَ قَدْ حُجَّ بِهِ فِي ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا کہا ہم کو قاسم بن مالک نے خبر دی انہوں نے جعید بن عبد الرحمن سے انہوں نے کہا میں نے عمر بن عبد العزیز سے سُنا وہ سائب بن یزید سے کہہ رہے تھے [1] اور سائب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان کے ساتھ حج کرایا گیا تھا۔

[1] اس روایت میں یہ بیان نہیں کیا کہ عمر بن عبد العزیز نے سائب سے کیا کہا اور سائب نے کیا جواب دیا اس کا بیان دوسری

روایت میں ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے سائب سے مد کی مقدار پوچھی تھی ۱۲ منہ

بَابُ حَجِّ النِّسَاءِ، وَقَالَ لِي أَحْمَدُ ابْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَذِنَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِأَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا فَبَعَثَ مَعَهُنَّ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ۔

باب: عورتوں کا حج کرنا امام بخاری نے کہا مجھ سے احمد بن محمد نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اس کے دادا ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف سے حضرت عمرؓ نے اپنے آخری حج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کو حج کرنے کی اجازت دی ان کے ساتھ حضرت عثمانؓ اور عبدالرحمن بن عوف کو بھیجا۔[1]

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب بی بیاں حج کو گئیں مگر حضرت سودہ اور حضرت زینب وفات تک اپنے مقام سے نہ نکلیں پہلے حضرت عمرؓ کو تردد ہوا تھا کہ آپ کی بی بیوں کو حج کے لیے نکالیں یا نہیں پھر انہوں نے اجازت دی اور حضرت عثمانؓ اور عبدالرحمن بن عوف کو نگہبانی کے لیے ساتھ کر دیا پھر معاویہ کی خلافت میں بھی ان بی بیوں نے حج کیا ہودوں پر سوار تھیں اور ان پر چادریں پڑی ہوئی تھیں ۱۲ منہ

---

٨٤ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ قَالَ: حَدَّثَتْنَا عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَا نَغْزُو وَنُجَاهِدُ مَعَكُمْ؟ فَقَالَ: لَكِنَّ أَحْسَنَ الْجِهَادِ وَأَجْمَلَهُ الْحَجُّ، حَجٌّ مَبْرُورٌ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَا أَدَعُ الْحَجَّ بَعْدَ إِذْ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد نے کہا ہم سے حبیب بن ابی عمرہ نے کہا ہم سے عائشہ بنت طلحہ نے انہوں نے حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم آپ لوگوں کے ساتھ جہاد کو نہ جایا کریں آپ نے فرمایا تم عورتوں کا عمدہ اور اچھا جہاد حج ہے[1] وہ حج جو مقبول ہو حضرت عائشہؓ کہتی تھیں میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سننے کے بعد حج کو کبھی چھوڑنے والی نہیں۔

[1] یعنے جہاد کے لیے نکلنا تم پر واجب نہیں ہے جیسے مردوں پر واجب ہے اس حدیث کا یہ مطلب

نہیں ہے کہ عورتیں مجاہدین کے ساتھ نہ جائیں بلکہ جا سکتی ہیں کیونکہ ام عطیہ کی حدیث میں ہے کہ ہم جہاد کے لیے نکلتے تھے اور زخمیوں کی دوا وغیرہ کرتے تھے اور آپ نے ایک عورت کو بشارت دی تھی کہ وہ مجاہدین کے ساتھ شہید ہوں گی ۱۲ منہ

۸۵- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ، وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا رَجُلٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَخْرُجَ فِي جَيْشِ كَذَا وَكَذَا وَامْرَأَتِي تُرِيدُ الْحَجَّ، فَقَالَ: اخْرُجْ مَعَهَا۔

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے ابو معبد سے جو ابن عباسؓ کے غلام تھے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت اپنے محرم رشتے دار کے ساتھ ساتھ ہی سفر کرے [1] اور پاس کوئی مرد نہ جائے مگر جب کوئی محرم اس کے پاس موجود ہو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میں فلانے لشکر کے ساتھ جہاد کیلیے نکلنے والا ہوں اور میری عورت حج کو جایا چاہتی ہے آپ نے فرمایا اپنی عورت کے ساتھ جا۔

[1] اس روایت میں مطلق سفر مذکور ہے دوسری روایتوں میں تین دن اور دو دن اور ایک دن کے سفر کی تصریح ہے بہرحال ایک دن رات کی راہ سے کم پر عورت بغیر محرم کے جا سکتی ہے ہمارے امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اگر عورت کو خاوند یا دوسرا کوئی محرم رشتے دار نہ ملے تو اس پر حج واجب نہیں ہے حنفیہ کا بھی یہی قول ہے لیکن شافعیہ اور مالکیہ معتبر اور نیک رفیقوں کے ساتھ حج کے لیے جانا جائز رکھتے ہیں ۱۲ منہ

۸۶- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ ابْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا حَبِيبٌ الْمُعَلِّمُ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَجَّتِهِ قَالَ لِأُمِّ سِنَانٍ الْأَنْصَارِيَّةِ: مَا مَنَعَكِ مِنَ الْحَجِّ؟ قَالَتْ: أَبُو فُلَانٍ، تَعْنِي زَوْجَهَا، كَانَ لَهُ نَاضِحَانِ حَجَّ

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو یزید بن زریع نے خبر دی کہا ہم کو حبیب معلم نے انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حج کر کے لوٹے تو ام سنان سے جو انصاری عورت تھی یہ پوچھا کہ تو حج کو کیوں نہیں گئی وہ کہنے لگی فلانے کا باپ یعنے میرا خاوند [1] اس کے پاس پانی لانے

عَلٰی أَحَدِهِمَا، وَالآخَرُ يَسْقِي أَرْضًا لَنَا، قَالَ: فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَعِي، رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کے دو اونٹ تھے ایک پر تو وہ خود حج کو گیا اور دوسرا ہماری زمینوں میں پانی پہنچاتا ہے آپ نے فرمایا رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے اس حدیث کو ابن جریج نے بھی عطاء سے روایت کیا [2] انہوں نے کہا میں نے ابن عباسؓ سے سُنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبید اللہ نے عبدالکریم سے روایت کی انہوں نے عطاءؒ سے انہوں نے جابرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث [3]

[1] یعنی ابوسنان جیسے اوپر گزر چکا ہے ۱۲ منہ [2] یہ روایت موصولاً باب العمرۃ فی رمضان میں گذر چکی ہے ۱۲ منہ [3] اس کو ابن ماجہ نے وصل کیا امام بخاری کا مطلب ان سندوں کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ راویوں نے اس میں عطاء پر اختلاف کیا ہے ابن ابی لیلی اور یعقوب بن عطاءؒ نے بھی حبیب معلم اور ابن جریج کی طرح روایت کی ہے معلوم ہوا کہ عبدالکریم کی روایت شاذ ہے اور اعتبار کے قابل نہیں ۱۲ منہ

۸۷- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ قَزَعَةَ مَوْلَى زِيَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ وَقَدْ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً، قَالَ: أَرْبَعٌ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ قَالَ: يُحَدِّثُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَعْجَبْنَنِي وَآنَقْنَنِي: أَنْ لَا تُسَافِرَ امْرَأَةٌ مَسِيرَةَ يَوْمَيْنِ لَيْسَ مَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ، وَلَا صَوْمَ يَوْمَيْنِ: الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاتَيْنِ، بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَ

ہم سے سلیمان ابن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے انہوں نے قزعہ سے جو زیاد کے غلام تھے انہوں نے کہا میں نے ابوسعید خدری سے سُنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ جہاد کیے تھے وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چار باتیں سنیں ہیں یا چار باتیں ابوسعیدؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے تھے وہ کہتے تھے یہ باتیں مجھ کو بھلی لگیں ایک یہ کہ کوئی عورت دو دن کا سفر بغیر محرم رشتہ دار یا خاوند کے ساتھ ہوتے نہ کرے دوسرے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ نہیں رکھنا چاہیے تیسرے عصر کے بعد سورج ڈوبے تک اور فجر کے بعد سورج نکلے تک نماز نہ پڑھنا چاہیے۔

بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي، وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى۔

چوتھے کجاوے تین ہی مسجدوں کی طرف باندھے جاویں ایک مسجد حرام دوسری میری مسجد تیسرے مسجد اقصیٰ کی طرف۔

بَابُ مَنْ نَذَرَ الْمَشْيَ إِلَى الْكَعْبَةِ۔

باب: اگر کسی نے کعبے تک پیدل جانے کی منت مانی [1]

۸۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ: أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ قَالَ: حَدَّثَنِي ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى شَيْخًا يُهَادَى بَيْنَ ابْنَيْهِ، قَالَ: مَا بَالُ هٰذَا؟ قَالُوا: نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَنْ تَعْذِيبِ هٰذَا نَفْسَهُ لَغَنِيٌّ، وَأَمَرَهُ أَنْ يَرْكَبَ۔

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم سے مروان فزاری نے انہوں نے حمید طویل سے کہا مجھ سے ثابت نے بیان کیا انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھے کو دیکھا جو اپنے دو بیٹوں پر ٹیکا دیے چل رہا ہے آپ نے پوچھا اس کو کیا ہوا ہے لوگوں نے عرض کیا اس نے پیدل کعبہ کو جانے کی منت مانی ہے آپ نے فرمایا اللہ کو اس کی حاجت نہیں کہ یہ اپنے تئیں تکلیف دے اور حکم دیا کہ وہ سوار ہو جائے۔

[1] تو اس پر اس منت کا پورا کرنا واجب ہے یا نہیں حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ایسی نذر کا پورا کرنا واجب نہیں کیونکہ حج سوار ہو کر کرنا پیدل کرنے سے افضل ہے یا آپ نے اس لیے سوار ہونے کا حکم دے دیا کہ اس کو پیدل چلنے کی طاقت نہ تھی ۱۲ منہ [2] حافظ نے کہا مجھے اس بوڑھے کا نام معلوم نہیں ہوا نہ اس کے بیٹوں کا۔ ۱۲ منہ

۸۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ: أَنَّ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: نَذَرَتْ أُخْتِي أَنْ تَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ وَأَمَرَتْنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَيْتُهُ

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی ان سے ابن جریج نے بیان کیا کہا مجھ کو سعید بن ابی ایوب نے خبر دی ان کو یزید بن ابی حبیب نے ان کو ابوالخیر مرثد بن عبداللہ نے انہوں نے عقبہ بن عامرؓ سے انہوں نے کہا میری بہن نے یہ منت مانی کہ بیت اللہ تک پیدل جائے گی اور مجھ سے کہنے لگی کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھو میں آیا اور آپ سے

فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ، قَالَ: وَكَانَ أَبُو الْخَيْرِ لَا يُفَارِقُ عُقْبَةَ۔

پوچھا آپ نے فرمایا وہ پیدل بھی چلے اور سوار بھی ہو یزید نے کہا ابوالخیر ہمیشہ عقبہ کے ساتھ رہتے۔

۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ۔

ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے یحییٰ بن ایوب سے انہوں نے یزید سے انہوں نے ابوالخیر سے انہوں نے عقبہ سے یہی حدیث

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

فضائل المدينة

بَابُ حَرَمِ الْمَدِينَةِ۔

باب: مدینہ کے حرم کا بیان

۹۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَحْوَلُ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مِنْ كَذَا إِلَى كَذَا، لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا، وَلَا يُحْدَثُ فِيهَا حَدَثٌ، مَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا کہا ہم سے ثابت بن یزید نے کہا ہم سے عاصم ابوعبدالرحمٰن احول نے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مدینہ کا حرم[1] یہاں سے (جبل عیر سے) وہاں (ثور) تک اس کا درخت نہ کاٹا جائے اس میں کوئی بدعت نہ کی جائے جو کوئی بدعت نکالے[2] اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت پڑے گی

[1] مدینہ کے حرم کا بھی حکم وہی ہے جو مکہ کے حرم کا ہے صرف جزا لازم نہیں آتی امام مالک اور شافعی اور اہل حدیث کا یہی مذہب ہے لیکن ابو حنیفہ کے نزدیک اس کا حکم مکہ کے حرم کا سا نہیں ہے بلکہ وہاں کا درخت کاٹنا اور وہاں کے شکار مارنا درست ہے اور یہ قول احادیث صحیح کے بر خلاف ہے اور تعجب تو ان لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے تئیں اہل حدیث کہتے ہیں اور مدینہ کو حرم کی طرح قرار نہیں دیتے بلکہ بعضوں نے غضب کیا اس کو شرک قرار دیا ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ ۱۲ منہ [2] شعبہ اور حماد بن سلمہ کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے یا کسی بدعتی کو جائے دیوے یعنی اپنے

یہاں اتارے۔ معاذاللہ بدعت ایسی بُری بلا ہے کہ آدمی بدعتی کو جائے دینے سے ملعون ہوجاتا ہے ۱۲ منہ سکے حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اہل معاصی اور فساد پر لعنت کرسکتے ہیں لیکن فاسق معیّن پر لعنت کرنا اس سے ثابت نہیں ہوتا بدعت سے ظلم مراد ہے اور لعنت سے سخت عذاب اور وہ لعنت مراد نہیں ہے جو کافر پر ہوتی ہے۔ ۱۲ منہ

۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَأَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي، فَقَالُوا: لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ، فَأَمَرَ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ بِالْخَرِبِ فَسُوِّيَتْ، وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ۔

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے انہوں نے ابو التیاح سے انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور مسجد بنانے کا حکم دیا تو بنی نجار سے فرمایا تم اپنے باغ کا مجھ سے مول کرلو انہوں نے کہا ہم تو اللہ سے اس کا مول لیں گے پھر آپ نے حکم دیا مشرکوں کی قبریں جو وہاں تھیں وہ کھود کر پھینک دی گئیں اور کوڑا کرکٹ برابر کیا گیا اور درخت کاٹ ڈالے گئے لہ اور مسجد میں قبلے کی طرف رکھ دیے گئے۔

لہ اس سے بعضے حنفیہ نے دلیل لی ہے کہ اگر مدینہ حرم ہوتا تو وہاں کے درخت آپ کیوں کٹواتے ان کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے اس وقت تک مدینہ حرم نہیں ہوا تھا دوسرے یہ فعل ضرورت سے واقع ہوا یعنے مسجد بنانے کے لیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کیا یہ حکم الٰہی کیا آپ نے تو مکہ میں بھی قتال کیا کیا حنفیہ اس کو بھی کسی اور کے لیے جائز رکھیں گے مسلم کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے گرد اگرد بارہ میل تک حرم کی حد قرار دی ۱۲ منہ

۹۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حُرِّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ عَلَى لِسَانِي، قَالَ: وَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِي حَارِثَةَ

ہم سے اسمٰعیل بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے انہوں نے سلیمان بن بلال سے انہوں نے عبیداللہ سے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ کے دونوں پتھریلے کناروں میں جو زمین ہے وہ میری زبان پر حرم ٹھہرائی گئی ابوہریرہؓ

فَقَالَ: أَرَاكُمْ يَا بَنِي حَارِثَةَ قَدْ خَرَجْتُمْ مِنَ الْحَرَمِ، ثُمَّ الْتَفَتَ فَقَالَ: بَلْ أَنْتُمْ فِيهِ۔

نے کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی حارثہ کے پاس آئے فرمایا میں سمجھتا ہوں بنی حارثہ تم حرم کے باہر ہو گئے پھر دیکھا تو فرمایا نہیں تم حرم کے اندر ہو۔

٩٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ وَهَذِهِ الصَّحِيفَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَائِرٍ إِلَى كَذَا، مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ، وَقَالَ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ، وَمَنْ تَوَلَّى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: عَدْلٌ: فِدَاءٌ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمن بن مہدی نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم تیمی سے انہوں نے اپنے باپ یزید بن شریک سے انہوں نے حضرت علیؓ سے انہوں نے کہا میرے پاس تو بس اللہ کی کتاب ہے اور یہ کاغذ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ عائر پہاڑ سے لے کر یہاں تک حرم ہے جو کوئی وہاں بدعت نکالے یا بدعتی کو پناہ دے اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت نہ اس کا نفل قبول ہو گا نہ فرض اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مسلمانوں میں سے کسی کا بھی عہد کافی ہے جو کوئی مسلمان کا عہد توڑے اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب مسلمانوں کی لعنت نہ اس کا نفل قبول ہو گا نہ فرض اور جو کوئی اپنے مالک کو چھوڑ کر بے اس کی اجازت کے دوسرے کو مالک بنائے اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت نہ اس کا نفل قبول ہو گا نہ فرض۔ امام بخاری نے کہا عدل سے مراد فدیہ ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْمَدِينَةِ وَأَنَّهَا تَنْفِي النَّاسَ۔

باب: مدینہ کی فضیلت اور مدینہ کا برے آدمی کو نکال دینا

٩٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْحُبَابِ سَعِيدَ بْنَ يَسَارٍ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے کہا میں نے ابوالحباب سعید بن یسار سے سنا وہ کہتے

يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى، يَقُولُونَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِينَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ	تھے میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو اس بستی میں جانے کا حکم ہوا جو دوسری بستیوں کو کھالے گی لہ (ان کی سردار بنے گی) منافق اس کو یثرب کہتے ہیں اس کا نام مدینہ ہے بُرے لوگوں کو اس طرح نکال باہر کرے گی جیسے بھٹی لوہے کا میل نکال دیتی ہے۔

لہ یعنے ان پر غالب ہوگی ان کا صدر مقام اور پایۂ تخت بن جائے گی یہ بشارت آپ کی بالکل صحیح اور پوری ہوئی مدینہ ایک مدت تک ایران اور عرب اور مصر اور شام اور توران کا پایۂ تخت رہا اور خلفاء راشدین نے مدینہ میں رہ کر خلافت کی پھر بنی امیہ کے وقت میں شام پایۂ تخت ہوا اور عباسیہ کے وقت میں بغداد۔ اخیر خلیفہ معتصم باللہ ہوا اور اس کے زوال سے اسلامی خلافت مٹ گئی اور مسلمان پھوٹ کر الگ الگ گروہ بن گئے اور کافروں کی مراد پوری ہوئی انہوں نے ہر جگہ مسلمانوں کو مغلوب کر کے اپنی رعیت بنا لیا اور جو رشتہ اتحاد و اتفاق کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں میں قائم فرمادیا تھا کہ وہ سب مل کر ایک قریشی خلیفہ کے ماتحت رہیں اس کو توڑ دیا۔ امام کے نہ ہونے سے تمام مسلمان تسبیح کے دانوں کی طرح پراگندہ اور تباہ ہیں یا اللہ پھر تو مسلمانوں کو امام قائم کرنے کی توفیق دے اور ان میں اتحاد و اتفاق پیدا کر اور ان کو شرع محمدی کا پیرو بنادے آمین یارب العالمین۔ ۱۲ منہ

بَابُ الْمَدِينَةِ طَابَةُ	**باب: مدینہ کا ایک نام طابہ ہے لہ**
۹۶- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَبُوكَ حَتَّى أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ: هٰذِهِ طَابَةُ۔	ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے کہا مجھ سے عمرو بن یحییٰ نے انہوں نے عباس بن سہل بن سعد سے انہوں نے ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک سے لوٹ کر آئے جب مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا یہ طابہ آگیا۔

لہ طابہ اور طیبہ دونوں مدینہ کے نام ہیں کیونکہ وہاں کی تربت پاکیزہ اور وہاں کے لوگ فرشتہ صورت پاک سیرت ہیں ۱۲ منہ

بَابُ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ۔

باب: مدینہ کے دونوں پتھریلے میدان

۹۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: لَوْ رَأَيْتُ الظِّبَاءَ بِالْمَدِينَةِ تَرْتَعُ مَا ذَعَرْتُهَا، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے تھے اگر مدینہ میں ہرن چرتے دیکھوں تو انھیں نہ چھیڑوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ کی زمین پتھریلے میدانوں کے بیچ میں حرم ہے (وہاں شکار جائز نہیں)

بَابُ مَنْ رَغِبَ عَنِ الْمَدِينَةِ۔

باب: جو شخص مدینہ سے نفرت کرے

۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: تَتْرُكُونَ الْمَدِينَةَ عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ، لَا يَغْشَاهَا إِلَّا الْعَوَافِ، يُرِيدُ عَوَافِيَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ، وَآخِرُ مَنْ يُحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيدَانِ الْمَدِينَةَ، يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وَحْشًا حَتَّى إِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلَى وُجُوهِهِمَا۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو سعید بن مسیب نے خبر دی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے تم مدینہ کو اچھے حال میں چھوڑ جاؤ گے (پھر ایسا اجاڑ ہو جائے گا کہ) وہاں وحشی جانور درند اور چرند بسنے لگیں گے[1] اور اخیر میں مزینہ کے دو چرواہے مدینہ آئیں گے اس لیے کہ اپنی بکریاں ہانک لے جائیں۔ دیکھیں گے وہاں نرے وحشی جانور ہی جانور ہیں جب ثنیۃ الوداع پر پہنچیں گے تو اوندھے منہ گر پڑیں گے[2]

[1] یہ حال اخیر زمانے میں قیامت کے قریب ہوگا ۱۲ منہ [2] وہ بھی مر جائیں گے اس کے بعد قیامت قائم ہوگی ۱۲ منہ

۹۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عبداللہ بن زبیر سے انہوں نے سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے

سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ، وَتُفْتَحُ الشَّامُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ، وَتُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۔

انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے یمن کا ملک فتح ہوگا پھر وہاں سے کچھ لوگ سواری کے جانور ہانکتے ہوئے لائیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور جوان کا کہنا سنیں گے ان کو لاد کر مدینہ سے لے جائیں گے حالانکہ اگر ان کو معلوم ہوتا مدینہ کا رہنا ان کے لیے بہتر تھا اسی طرح شام کا ملک فتح ہوگا اور کچھ لوگ سواریاں ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور جوان کی بات سنیں گے ان کو لاد کرلے جائیں گے اور اگر وہ سمجھتے تو مدینہ کا رہنا ان کے لیے بہتر تھا اسی طرح عراق فتح ہوگا کچھ لوگ سواریاں ہانکتے آئیں گے اپنے گھر والوں کو اور جو ان کی بات مانیں گے ان کو سوار کرا کے لے جائیں گے اگر ان کو سمجھ ہوتی تو مدینہ ان کے لیے بہتر تھا۔

بَابٌ الْإِيمَانُ يَأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ۔

باب۔ ایمان مدینہ کی طرف سمٹ کر آئے گا

١٠٠- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْإِيمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ، كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا۔

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے انس بن عیاض نے کہا مجھ سے عبید اللہ عمری نے انہوں نے خبیب بن عبد الرحمن سے انہوں نے حفص بن عاصم سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے قریب) ایمان مدینہ میں سمٹ کر اس طرح آ جائے گا جیسے سانپ سمٹ کر اپنے بل میں سما جاتا ہے[1]

[1] اسی طرح اخیر زمانہ میں سچے مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں چلے جائیں گے قرطبی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے مدینہ والوں کا عمل حجت ہے اور ان کا اسلام بدعتوں سے خالی ہے حافظ نے کہا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانے میں تھا اور اب تو اس کے برخلاف مشاہدہ ہوتا ہے جب فتنے اور فساد ظاہر ہو گئے ہیں۔ ۱۲ منہ

بَابُ إِثْمِ مَنْ كَادَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ۔

باب۔ جو شخص مدینہ والوں کو ستانا چاہے اس پر کیسا وبال پڑے گا

١٠١- حَدَّثَنِي حُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ:

ہم سے حسین بن حریث نے بیان کیا کہا ہم کو فضل بن موسیٰ نے

أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ، عَنْ جُعَيْدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ سَعْدًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَكِيدُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَحَدٌ إِلَّا انْمَاعَ، كَمَا يَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ۔

خبر دی انہوں نے جعید بن عبد الرحمن سے انہوں نے عائشہ رض سے جو سعد کی بیٹی تھیں انہوں نے سعد بن ابی وقاص سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے مدینہ والوں سے جو کوئی فریب کرے گا اس طرح گل جاوے گا جیسے نمک پانی میں گل جاتا ہے۔

بَابُ آطَامِ الْمَدِينَةِ۔

باب: مدینہ کے محلوں کا بیان

١٠٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أُسَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ: هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى؟ إِنِّي لَأَرَى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ، تَابَعَهُ مَعْمَرٌ وَسُلَيْمَانُ ابْنُ كَثِيرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے ابن شہاب نے کہا مجھ کو عروہ نے خبر دی کہا میں نے اسامہ بن زید زید رضی اللہ عنہ سے سُنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک محل (اونچے مکان) پر چڑھے پھر (صحابہؓ سے) فرمایا تم وہ دیکھتے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں[1] تمہارے گھروں میں فتنے کے مقام اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے بارش گرنے کے مقام سفیانؒ کے ساتھ اس حدیث کو معمر اور سلیمان بن کثیر نے بھی زہری سے روایت کیا۔

[1] یہ دیکھنا بطریق کشف کے تھا اس میں تاویل کی ضرورت نہیں قسطلانی نے کہا یہ دیکھنے سے علم مراد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا پورا ہوا مدینہ ہی میں حضرت عثمانؓ قتل کیے گئے اور یزید پلید کی جانب سے واقعہ حرہ میں اہل مدینہ پر کیا کیا آفتیں پیش آئیں ۱۲ منہ

بَابٌ لَا يَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِينَةَ۔

باب: دجال مدینہ میں نہیں جانے کا

١٠٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، لَهَا يَوْمَئِذٍ

ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اس کے دادا ابراہیم سے انہوں نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مدینہ میں دجال کا کچھ خوف نہ ہوگا اس وقت مدینہ کے سات دروازے

سَبْعَةُ أَبْوَابٍ، عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ۔ ہوں گے ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے [1]

[1] یہ حدیث ایک کھلا معجزہ ہے آپ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ مدینہ میں فصیل تھی نہ اس میں دروازے تھے اب فصیل بھی بن گئی ہے سات دروازے بھی ہیں ۱۲ منہ

۱۰۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُجْمِرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اُویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے نعیم بن عبداللہ مجمر سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ کے دروازوں پر فرشتے ہوں گے نہ اس میں طاعون جا سکے گا نہ دجال [1]

[1] یعنے عام طاعون جس سے ہزاروں آدمی مرجاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے مدینہ کو عام آفتوں سے بچا دیا ہے اللھم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک واجعل موتی ببلد رسولک ۱۲ منہ

۱۰۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ، لَيْسَ لَهُ مِنْ نِقَابِهَا نَقْبٌ إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّينَ يَحْرُسُونَهَا، ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِينَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيُخْرِجُ اللهُ كُلَّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ۔

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا مجھ سے ولید ابن مسلم نے کہا ہم سے امام ابو عمرو اوزاعی نے کہا ہم سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے کہا مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا دنیا میں کوئی شہر ایسا نہیں جس کو دجال نہ روندے گا ضرور روندے گا مگر مکہ اور مدینہ ان دونوں شہروں میں آنے کے جتنے راستے ہیں ان پر فرشتے صف باندھے پہرہ دے رہے ہوں گے پھر مدینہ اپنے لوگوں پر تین بار لرز اٹھے گا اور اللہ ہر منافق اور کافر کو اس میں سے نکال دے گا۔

[1] یعنے دجال خود اپنی ذات سے ہر بڑے شہر میں داخل ہوگا امام ابن حزم کو یہ مشکل معلوم ہوا کہ دجال ایسی تھوڑی مدت میں دنیا کے ہر شہر میں خود داخل ہو تو انہوں نے یوں تاویل کی کہ دجال کے داخل ہونے سے مراد اس کے اتباع اور جنود کا داخل ہونا ہے قسطلانی نے کہا ابن حزم نے اس پر خیال نہیں کیا جو صحیح مسلم میں ہے کہ دجال کا ایک دن ایک برس کے برابر ہوگا ۱۲ منہ [2] یہ حرکت گویا ان لوگوں کو نکالنے کے لیے ہوگی جو ظاہر میں مسلمان ہیں لیکن دل میں

نفاق اور کفر بھرا ہوا تھا وہ زلزلے کے ڈر سے مدینہ سے نکل جائیں گے اور دجال کے لشکر سے جا ملیں گے ١٢ منہ

١٠٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا طَوِيلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِيمَا حَدَّثَنَا بِهِ أَنْ قَالَ: يَأْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِينَةِ، يَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِي بِالْمَدِينَةِ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَيْرُ النَّاسِ أَوْ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ، فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِي حَدَّثَنَا عَنْكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَهُ، فَيَقُولُ الدَّجَّالُ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتُ هَذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ، هَلْ تَشُكُّونَ فِي الْأَمْرِ؟ فَيَقُولُونَ: لَا، فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيهِ فَيَقُولُ حِينَ يُحْيِيهِ: وَاللهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي الْيَوْمَ، فَيَقُولُ الدَّجَّالُ: أَقْتُلُهُ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دجال کے باب میں ایک لمبی حدیث بیان فرمائی اس حدیث میں یہ بھی تھا دجال مدینہ کی ایک کھاری زمین میں آن کر اترے گا اس پر مدینہ کے اندر آنا تو حرام کر دیا گیا ہے پھر (مدینہ سے) ایک شخص جو اس زمانہ کے (سب) لوگوں میں نیک ہوگا یا نیک لوگوں میں سے ہوگا دجال کے پاس جائے گا اور کہے گا میں گواہی دیتا ہوں تو وہی دجال ہے جس کا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کر دیا تھا دجال اپنے لوگوں سے کہے گا بھلا کہو تو سہی اگر میں اس شخص کو مار ڈالوں پھر جلا دوں تب تو تم کو میری خدائی میں شک نہیں رہنے کی وہ کہیں گے نہیں دجال اس کو مار ڈالے گا پھر جلائے گا وہ شخص زندہ ہو کر کہے گا خدا کی قسم اب تو مجھ کو پورا معلوم ہو گیا تو وہی دجال ہے[1] دجال پھر اس کو مار ڈالنا چاہے گا لیکن مار نہ سکے گا۔

[1] کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری ایک نشانی یہ بھی بیان فرمائی تھی کہ تو ایک شخص کو مار کر پھر جلائے گا۔ حقیقت میں دجال کی یہ مجال نہیں کہ وہ کسی کو مار کر پھر جلا سکے یہ تو احیا ہے جو خاص صفت الٰہی ہے مگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ مومنوں کو آزمانے کے لیے دجال کے ہاتھ پر یہ نشانی ظاہر کرے گا جو لوگ سچے خداوند کو نہیں پہچانتے وہ دجال کی خدائی کے قائل ہو جائیں گے پر جو سچے ایماندار ہیں اور اپنے حقیقی مالک کو پہچانتے ہیں وہ یہ کرشمہ بھی اسی کا ایک کرشمہ سمجھیں گے اور دجال اگر ایسی لاکھوں باتیں بتلائے تب بھی اس کو خدا نہیں سمجھنے کے

ان بیتنا انت ساکنہ غیر محتاج الی الشرح و جھک المامول حجتنا یوم یاتی الناس بالحج ۱۲ منہ

بابٌ اَلْمَدِيْنَةُ تَنْفِي الْخَبَثَ۔

باب: مدینہ بُرے آدمی کو نکال دیتا ہے

۱۰۷۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَجَاءَ مِنَ الْغَدِ مَحْمُوْمًا فَقَالَ: أَقِلْنِي، فَأَبَى ثَلَاثَ مِرَارٍ، فَقَالَ: الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِي خَبَثَهَا، وَتَنْصَعُ طِيْبُهَا۔

ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الرحمن نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے محمد بن منکدر سے انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا ایک گنوار[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اسلام پر بیعت کی دوسرے دن بخار میں ہلہلاتا ہوا آیا کہنے لگا میری بیعت توڑ دیجیے تین بار اس نے یہی کہا آپ نے انکار کیا پھر فرمایا مدینہ تو گویا بھٹی ہے میل کچیل کو نکال دیتی ہے خالص مال رکھ لیتی ہے۔

[1] حافظ نے کہا اس گنوار کا نام مجھکو معلوم نہیں ہوا اور زمخشری نے غلطی کی جو اس کا نام قیس بن ابی حازم کہا وہ تو تابعی ہے ۱۲ منہ

۱۰۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُحُدٍ رَجَعَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَتْ فِرْقَةٌ: نَقْتُلُهُمْ، وَقَالَتْ فِرْقَةٌ: لَا نَقْتُلُهُمْ، فَنَزَلَتْ۔ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ۔ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهَا تَنْفِي الرِّجَالَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عدی بن ثابت سے انہوں نے عبد اللہ بن یزید سے انہوں نے کہا میں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سُنا وہ کہتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد میں نکلے تو آپ کے ساتھیوں میں سے کچھ لوگ (منافق) لوٹ گئے بعضوں نے کہا ہم چل کر ان کو قتل کریں گے بعضوں نے کہا قتل نہیں کرنے کے اس وقت (سورۂ نسا کی) یہ آیت نازل ہوئی تم کو کیا ہو گیا منافقوں کے باب میں تمہارے دو فرقے ہوگئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ بُرے آدمیوں کو اس طرح نکال دیتا ہے جیسے آگ لوہے کی میل کچیل کو[1]

[1] قسطلانی نے کہا یہ امر خاص تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے وہی نکلتا جس کے ایمان میں نقص

ہوتا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ بہت سے اجلائے صحابہ جیسے ابن مسعودؓ اور ابو موسیٰؓ اور علیؓ اور ابوذرؓ اور عمارہؓ اور حذیفہؓ مدینہ سے نکل کر اور مقاموں میں جا کر مرے ۱۲ منہ

بَابٌ

باب۔

۱۰۹۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: سَمِعْتُ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ، تَابَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ يُونُسَ۔

ہم سے عبداللہ ابن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے وہب بن جریر نے کہا ہم سے میرے باپ جریر بن حازم نے کہا میں نے یونس سے سُنا انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا یا اللہ مکہ میں جو تو نے برکت رکھی ہے مدینہ میں اس سے دونی برکت کر[1] اس کے ساتھ اس حدیث کو عثمان بن عمر نے بھی یونس سے روایت کیا۔

[1] یعنے وہاں کے ماپ تول کھانے پینے میں مکہ سے بھی زیادہ برکت دے یہ ایک خاص دعا ہے مدینہ طیبہ کے لیے اس سے مدینہ کی فضیلت مکہ پر ثابت نہیں ہوتی اور ایک جماعت علما اس کی بھی قائل ہوئی ہے کہ مدینہ مکہ سے افضل ہے کیونکہ وہاں جسد مبارک جناب رسالت مآبؐ کا مدفون ہے بعضوں نے کہا وہ مقام جہاں آپ کا جسد مبارک مدفون ہے بالاتفاق مکہ سے بلکہ ساری دنیا سے افضل ہے حقیقت یہ ہے کہ جو مدینہ منورہ جا کر رہے اس کو یہ برکت جس کے لیے آپ نے دعا فرمائی بالکل کھل جاتی ہے وہاں ایک روٹی میں ایسا پیٹ بھر جاتا ہے کہ دوسرے شہروں میں دو تین روٹیوں سے نہیں بھرتا یہ سب برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے ہے ۱۲ منہ

۱۱۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ إِلَى جُدُرَاتِ الْمَدِينَةِ أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ، وَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا۔

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے انہوں نے حمید سے انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے اور مدینہ کی دیواروں کو دیکھتے تو اس کی محبت سے اپنی اونٹنی تیز چلاتے اگر کسی اور جانور پر ہوتے تو اس کو بھی ایڑ لگاتے (حرکت دیتے)

بَابُ كَرَاهِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

باب: مدینہ کا ویران کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وَسَلَّمَ أَنْ تُعْرَى الْمَدِينَةُ۔

کو ناگوار تھا۔

۱۱۱- حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَرَادَ بَنُو سَلِمَةَ أَنْ يَتَحَوَّلُوا إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ، فَكَرِهَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُعْرَى الْمَدِينَةُ، وَقَالَ: يَا بَنِي سَلِمَةَ، أَلَا تَحْتَسِبُونَ آثَارَكُمْ، فَأَقَامُوا

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے مروان بن معاویہ فزاری نے انہوں نے حمید طویل سے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا بنی سلمہ (انصار کے ایک قبیلے) نے اپنے مکان چھوڑ کر مسجد نبوی کے پاس آجانا چاہا آپ نے مدینہ کو خالی (ویران چھوڑ دینا) پسند نہ کیا اور فرمایا بنی سلمہ کے لوگوں تم اپنے قدموں کا ثواب نہیں چاہتے پھر وہ وہیں رہے رہ گئے

لہ آپ کا مطلب یہ تھا کہ مدینہ کی آبادی سب طرف سے قائم رہے اور اس میں ترقی ہوتی جائے تاکہ کافروں اور منافقوں پر رعب پڑے ۱۲ منہ

بَابٌ

باب:

۱۱۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي،

ہم سے مسدد نے بیان کیا انہوں نے یحییٰ قطان سے انہوں نے عبید اللہ بن عمر سے انہوں نے کہا مجھ سے خبیب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا انہوں نے حفص بن عاصم سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میرے گھر اور منبر کے درمیان بہشت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے لہ اور منبر میرا (قیامت کے دن) میرے حوض پر ہوگا لہ

لہ حقیقۃً بہشت کا ایک ٹکڑا ہے جیسے حجرِ اسود اور نیل اور فرات بہشت کے دریا سے نکلے ہیں بعضوں نے کہا مجازاً اس کی برکت اور خوبی کی وجہ سے اس کو بہشت کا ٹکڑا فرمایا یا اس لیے کہ وہاں عبادت کرنا بہشت میں جانے کا سبب ہے گھر سے مراد حضرت عائشہؓ کا حجرہ ہے جہاں آپ کی قبر ہے ابن عساکر کی روایت یوں ہی ہے کہ میری قبر اور منبر کے درمیان ایک کیاری ہے بہشت کی کیاریوں میں سے اور طبرانی نے ابن عمرؓ سے نکالا اس میں بھی قبر کا لفظ ہے ۱۲ منہ لہ بعضوں نے کہا مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اسی منبر کو جو دنیا میں تھا دوبارہ موجود کرکے حوض کوثر پر رکھ دے گا یہ امر اس کی قدرت سے کچھ بعید نہیں بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی میرے منبر کی عزت و حرمت کرے اس کے پاس عبادت کرے وہ قیامت کے دن میرے حوض پر آئے گا اور عمدہ مطلب یوں

ہوسکتا ہے کہ قیامت کے دن حوض کوثر پر میرا منبر رکھا جائے گا یعنے میں وہاں منبر پر بیٹھوں گا ۲ منہ

١١٣ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُولُ:

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے ہشام سے انہوں نے اپنے باپ عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو ابو بکر صدیقؓ اور بلالؓ کو بخار آگیا پھر ابو بکرؓ کو جب بخار چڑھتا تو وہ یہ شعر پڑھتے۔

كُلُّ امْرِىءٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ
وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

گھر میں اپنے صبح کرتا ہے ہر ایک فرد بشر
موت اس کی جوتی کے تسمے سے ہے نزدیک تر

وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلَعَ عَنْهُ الْحُمَّى يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ يَقُولُ:

اور بلالؓ کا بخار جب اتر جاتا تو وہ رو کر بلند آواز سے یہ پڑھتے

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ
وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ
وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ

کاش پھر مکہ کی وادی میں رہوں میں ایک رات
سب طرف آگے ہوں وہاں جلیل اذخر نبات
کاش پھر دیکھوں میں شامہ کاش پھر دیکھوں طفیل
اور پیوں پانی مجنہ کے جو ہیں آب حیات

قَالَ: اللَّهُمَّ الْعَنْ شَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ، وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ، كَمَا أَخْرَجُونَا مِنْ أَرْضِنَا إِلَى أَرْضِ الْوَبَاءِ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَفِي مُدِّنَا، وَصَحِّحْهَا لَنَا، وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ، قَالَتْ: وَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَهِيَ أَوْبَأُ أَرْضِ اللهِ، قَالَتْ: فَكَانَ بُطْحَانُ يَجْرِي نَجْلًا، تَعْنِي

یا میرے اللہ شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف ان مردودوں پر لعنت کر جنہوں نے ہمارے ملک سے ہم کو نکال کر وبا کے ملک میں دھکیل دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا یا اللہ مدینہ بھی ہم کو مکہ کی طرح یا اس سے بھی زیادہ پسند کر دے یا اللہ ہمارے صاع میں اور مد میں برکت دے اور مدینہ کی ہوا صحت خیز کر دے اور وہاں کا بخار جحفہ میں لے جا حضرت عائشہؓ نے کہا ہم جب مدینہ میں آئے تو سارے ملکوں سے زیادہ وہاں وبا تھی حضرت عائشہؓ نے کہا مدینہ میں بطحان ایک نالہ تھا

مَاءً آجِنًا۔ اس میں ذرا ذرا پانی بہتا رہتا وہ بھی بدمزہ بدبودار [۱]

[۱] جلیل اور اذخر دو قسم کی گھانسیں ہیں جو مکہ کے اطراف میں پیدا ہوتی ہیں ۱۲ منہ [۲] شامہ اور طفیل دو پہاڑ ہیں مکہ سے تیس میل پر ۱۲ منہ [۳] مجنۃ ایک مقام ہے مکہ سے چند میل مر الظہران کے قریب ازرقی نے کہا مکہ سے ایک برید پر ہے اس کو سوق ہجر بھی کہتے ہیں ۱۲ منہ [۴] یعنے مدینہ کے ملک میں اس زمانہ میں مدینہ کی ہوا وبائی اور ناقص کہلاتی جو جاتا اس کو بخار آتا جب سے آپ نے دعا فرمائی تو ساری بیماری جحفہ چلی گئی اور مدینہ کی ہوا اچھی ہو گئی ۱۲ منہ [۵] جحفہ ان دنوں مشرکوں کی بستی تھی اور وہ میقات ہے مصر والوں کا قسطلانی نے کہا آج تک جحفہ بخار کا گھر ہے جس نے وہاں کا پانی پیا بخار آ چکا ۱۲ منہ [۶] شاید اسی سبب سے مدینہ کی آب و ہوا اس وقت خراب ہو گی لوگ یہ خراب پانی پیتے ہوں گے حدیث میں نکلا ہے نجل اس پانی کو کہتے ہیں جس کے بہنے میں زمین کھل جاتی ہے یعنے بالکل تھوڑا پانی اور آجن اس پانی کو کہتے ہیں جس کا مزہ رنگ بدلا ہوا ہو ۱۲ منہ

١١٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ، وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ ابْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ نَحْوَهُ، وَقَالَ هِشَامٌ، عَنْ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَفْصَةَ: سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۔

ہم سے یحیی بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے خالد بن یزید سے انہوں نے سعید بن ابی ہلال سے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے دعا کی یا اللہ مجھ کو اپنی راہ میں شہادت عطا فرما [۱] اور مجھ کو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں مرنا نصیب کر [۲] اور زید بن زریع نے اس حدیث کو روح بن قاسم سے روایت کیا انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے اپنی ماں سے انہوں نے ام المومنین حفصہؓ سے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں انہوں نے کہا میں نے حضرت عمرؓ سے سنا پھر ایسی ہی حدیث بیان کی اور ہشام نے زید سے روایت کی انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ام المومنین حفصہؓ سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عمرؓ سے سنا اور پھر یہی حدیث روایت کی۔

[۱] اللہ تعالی نے حضرت عمر کی یہ دعا قبول فرمائی ابو لؤلؤ مجوسی نے عین نماز میں آپ کو خنجر زہر آلود سے زخمی کیا یہ واقعہ چہارشنبہ کے روز ۲۳ھ میں ۲۶ ذی الحجہ کو ہوا ۱۲ منہ [۲] یہ دعا بھی اللہ نے قبول فرمائی آپ کی شہادت مدینہ منورہ میں ہوئی اور خاص حجرہ شریف میں اپنے دونوں صاحبوں کے ساتھ دفن ہوئے ۱۲ منہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ہے رحم والا

كتاب الصوم

کتاب روزے کے بیان میں[1]

بَابُ وُجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ، وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ-

باب: رمضان کے روزے رکھنا فرض ہیں اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا مسلمانوں تم پر اگلے لوگوں کی طرح روزہ فرض ہوا اس لیے کہ تم گناہوں سے بچو[2]

[1] صوم کہتے ہیں لغت میں روکنے کو اور شرعاً ایک عبادت کا نام ہے یعنے کھانے اور پینے اور جماع سے رکے رہنا صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک صوم یعنے روزہ اسلام کا ایک رکن ہے اور اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے ۱۲ منہ [2] اس آیت سے امام بخاری نے روزے کی فرضیت پر دلیل لی رمضان رمض سے مشتق ہے اس کے معنی جلنا جس سال رمضان کے روزے فرض ہوئے وہ سخت گرمی کا مہینہ تھا اس لیے اس کا نام رمضان ہوگیا بعضوں نے کہا اس لیے کہ اس میں گناہ جل جاتے ہیں ۱۲ منہ [3] دوسری حدیث میں روزے کو ڈھال فرمایا جیسے ڈھال جنگ میں تیر تلوار کے زخم سے بچاتی ہے ایسے ہی روزہ بھی گناہوں کی سپر ہے کیونکہ روزے سے شہوت کا زور ٹوٹ جاتا ہے ۱۲ منہ

۱۱۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّأْسِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَخْبِرْنِي مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا، فَقَالَ: أَخْبِرْنِي بِمَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ؟

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے انہوں نے ابو سہیل سے انہوں نے اپنے باپ (مالک) سے انہوں نے طلحہ بن عبید اللہ سے کہ ایک گنوار پریشان سر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا عرض کیا یا رسول اللہ بتلایئے اللہ نے ہم پر کون سی نمازیں فرض کی ہیں آپ نے فرمایا پانچ نمازیں البتہ اگر تو نفل زیادہ پڑھے تو اور بات ہے پھر اس نے پوچھا بتلایئے اللہ نے مجھ پر روزے کون سے فرض کیے ہیں آپ

فَقَالَ: شَهْرُ رَمَضَانَ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا، فَقَالَ: أَخْبِرْنِي مَا فَرَضَ اللهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكَاةِ، فَقَالَ: فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرَائِعَ الإِسْلَامِ، قَالَ: وَالَّذِي أَكْرَمَكَ لَا أَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَ لَا أَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللهُ عَلَيَّ شَيْئًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ، أَوْ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ إِنْ صَدَقَ۔

نے فرمایا رمضان کے لہ البتہ تو نفل زیادہ رکھے تو اور بات ہے پھر اس نے پوچھا اللہ نے مجھ پر فرض زکوٰۃ کونسی کی ہے غرض آپ نے اس کو شرع اسلام کی باتیں بتلا دیں تب وہ کہنے لگا قسم اس کی جس نے آپ کو عزت دی اللہ نے جو فرض کیا ہے میں نہ اس سے بڑھاؤں گا نہ گھٹاؤں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ سچا ہے تو مراد کو پہنچا یا سچا ہے تو بہشت میں جائے گا۔

لہ اس گنوار کا نام ضمام بن ثعلبہ تھا جیسے کتاب الایمان میں گذر چکا ہے ۱۲ منہ لہ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ رمضان کے روزے فرض ہیں اور کوئی روزہ فرض نہیں ۱۲ منہ

۱۱۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاشُورَاءَ وَ أَمَرَ بِصِيَامِهِ، فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تُرِكَ، وَكَانَ عَبْدُ اللهِ لَا يَصُومُهُ إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ صَوْمَهُ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے انہوں نے ایوب سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورے کا روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی اس کا حکم دیا جب رمضان فرض ہوا تو عاشورے کا روزہ موقوف ہو گیا عبداللہ بن عمرؓ عاشورے کے دن روزہ نہ رکھتے مگر جب ان کے روزے کے دن آن پڑتا لہ

لہ یعنی جس دن ان کو روزہ رکھنے کی عادت تھی مثلاً پیر یا جمعرات اس دن عاشورہ آن پڑتا تو روزہ رکھ لیتے ۱۲ منہ

۱۱۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ: أَنَّ عِرَاكَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ: أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ قُرَيْشًا كَانَتْ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے ان سے عراک بن مالک نے بیان کیا ان کو عروہ نے خبر دی انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ قریش کے لوگ جاہلیت کے زمانے میں عاشورے کے دن

فِی الْجَاهِلِیَّةِ، ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِصِیَامِهِ حَتَّى فُرِضَ رَمَضَانُ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ شَاءَ فَلْیَصُمْهُ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَهُ۔

روزہ رکھا کرتے تھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس دن روزے کا حکم دیا یہاں تک کہ رمضان کے روزے فرض ہوئے اور (اس وقت) آپ نے فرمایا جس کا جی چاہے وہ عاشورے کا روزہ رکھے جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ۔

باب: روزے کی فضیلت

۱۱۱۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الصِّیَامُ جُنَّةٌ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَجْهَلْ وَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْیَقُلْ: إِنِّی صَائِمٌ مَرَّتَیْنِ، وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالَى مِنْ رِیحِ الْمِسْكِ، یَتْرُكُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِی، الصِّیَامُ لِی وَأَنَا أَجْزِی بِهِ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ (دوزخ کی) سپر ہے روزے میں فحش باتیں نہ کرے نہ جہالت کی باتیں[1] اگر کوئی آدمی اس سے لڑے یا گالی دے تو دوبار کہہ دے میں روزہ دار ہوں قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے[2] اللہ فرماتا ہے روزہ دار میرے لیے اپنا کھانا پانی چھوڑ دیتا ہے اور اپنی خواہش ترک کر دیتا ہے روزہ خاص میرے لیے ہے[3] اور میں خود ہی اس کا بدلہ دوں گا اور ایک نیکی کے بدل دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔

[1] مثلاً ٹھٹھا مذاق بیہودہ جھوٹے اور لغو باتیں یا چیخنا چلانا غل مچانا سعید بن منصور کی روایت میں یوں ہے فحش نہ بکے نہ کسی سے جھگڑا کرے ۱۲ منہ [2] یعنے آخرت میں بہتر ہوگی ابن عبدالسلام نے ایسا ہی کہا اور ابوالشیخ کی ضعیف حدیث سے دلیل لی کہ روزہ دار جب قبروں سے اٹھیں گے تو اپنے منہ کی بو سے پہچان لیے جائیں گے اور ان کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے اچھی ہوگی ابن صلاح نے کہا کہ دنیا ہی میں روزہ داروں کے منہ کی لعاب اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے قسطلانی نے اس مقام پر تاویل کی کہ اللہ تعالیٰ خوشبو اور بدبو کے ادراک اور سونگھنے سے پاک ہے کیونکہ سونگھنا حیوانات کا خاصہ ہے تو کہا یہ مجاز اور استعارہ ہے ہم کہتے ہیں کہ اور صفات کی طرح اس کو بھی تسلیم کرنا چاہیے اور جیسے اور صفات اللہ میں تاویل اور تحریف نہیں کرتے یہاں بھی ایسا چاہیے تاویل کی کیا ضرورت ہے پروردگار کا خوشبو اور بدبو دریافت کر لینا اسی طرح پر ہے جیسے اس کو لائق ہے ۱۲ منہ [3] روزہ ایک ایسا عمل ہے جس میں ریا کو دخل نہیں ہوتا آدمی خالص

خدا ہی کے ڈر سے اپنی تمام خواہشیں چھوڑ دیتا ہے اس وجہ سے روزہ خاص اس کی عبادت ٹھہری اور اس کا ثواب بہت بڑا ہوا چنانچہ دوسری حدیث میں ہے کہ شہید کے خون کی بو قیامت کے دن مشک کی بو ہوگی اور روزہ دار کے منہ کی بُو کو مشک کی بو سے بہتر فرمایا حالانکہ جہاد میں جان خرچ کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ روزہ اسلام کا ایک رکن ہے اور فرض عین ہے جہاد فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے اور فرض عین فرض کفایہ سے افضل ہوتا ہے ۱۲ منہ

بَابٌ الصَّوْمُ كَفَّارَةٌ۔

باب: روزہ گناہوں کا اتارا ہے

۱۱۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا جَامِعٌ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَنْ يَحْفَظُ حَدِيثًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ؟ قَالَ حُذَيْفَةُ: أَنَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ: فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ، قَالَ: لَيْسَ أَسْأَلُ عَنْ ذِهِ، إِنَّمَا أَسْأَلُ عَنِ الَّتِي تَمُوجُ كَمَا يَمُوجُ الْبَحْرُ، قَالَ حُذَيْفَةُ: وَإِنَّ دُونَ ذَلِكَ بَابًا مُغْلَقًا، قَالَ: فَيُفْتَحُ أَوْ يُكْسَرُ؟ قَالَ: يُكْسَرُ، قَالَ: ذَلِكَ أَجْدَرُ أَنْ لَا يُغْلَقَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَقُلْنَا لِمَسْرُوقٍ: سَلْهُ، أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مَنِ الْبَابُ؟ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ نَعَمْ، كَمَا يَعْلَمُ أَنَّ دُونَ غَدٍ اللَّيْلَةَ۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے جامع بن راشد نے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے حذیفہؓ سے انہوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا فتنے کے باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کس کو یاد ہے حذیفہؓ نے کہا میں نے یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے آپ فرماتے تھے آدمی کو جو فتنہ اس کے بال بچوں اور (دوست) ہمسایہ کی وجہ سے ہوتا ہے نماز روزہ صدقہ اس کا اتار ہو جاتا ہے حضرت عمرؓ نے کہا میں یہ فتنہ نہیں پوچھتا میں تو وہ فتنہ پوچھتا ہوں جو سمندر کی موج کی طرح امنڈ آئے گا حذیفہؓ نے کہا اس کے اِدھر تو بند دروازہ ہے حضرت عمرؓ نے کہا وہ دروازہ کھل جائے گا یا توڑا جائے گا حذیفہؓ نے کہا توڑا جائے گا انہوں نے کہا کہ پھر تو قیامت تک بند ہونے کے لائق نہ رہے گا شقیق نے کہا ہم مسروق سے بولے تم حذیفہؓ سے پوچھو عمرؓ کو معلوم تھا وہ دروازہ کون ہے انہوں نے پوچھا حذیفہؓ نے کہا ہاں وہ ایسا جانتے تھے جیسے آج کی رات کل کے دن سے نزدیک ہے[۱]

[۱] یہ حدیث اُوپر گذر چکی ہے ۱۲ منہ

بَابٌ الرَّيَّانُ لِلصَّائِمِينَ۔

۱۲۰۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقُومُونَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ۔

۱۲۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ وَهٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: بِأَبِي

باب: بہشت کا دروازہ ریان روزہ داروں کے لیے ہے

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے کہا مجھ سے ابوحازم سلمہ بن دینار نے انہوں نے سہل بن سعد ساعدیؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہتے ہیں روزہ دار لوگ بہشت میں اس دروازہ سے جائیں گے روزہ داروں کے سوا اور کوئی اس میں سے نہ جائے گا پکارا جائے گا روزہ دار کہاں ہیں وہ اٹھ کھڑے ہوں گے ان کے سوا اس میں سے کوئی نہ جائے گا جب وہ جا چکیں گے تو دروازہ بند ہو جائے گا کوئی اور اس میں سے نہ جا سکے گا۔

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا مجھ سے معن بن عیسیٰ نے کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خدا کی راہ میں جوڑا (دو روپیہ یا دو کپڑے یا اور کوئی دو چیزیں) خرچ کرے گا اس کو (فرشتے) بہشت کے دروازوں سے پکاریں گے خدا کے بندے یہ دروازہ اچھا ہے پھر جو کوئی نمازی ہو گا وہ نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو کوئی مجاہد ہو گا وہ جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو کوئی روزہ دار ہو گا وہ ریان کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو زکوٰۃ دینے والا ہو گا وہ زکوٰۃ کے دروازے سے بلایا جائے گا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر

أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ، مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ۔

عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر صدقے یارسول اللہ اگر کوئی ان دروازوں میں سے کسی ایک دروازے سے بھی بلایا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں لے لیکن کوئی ایسا بھی ہوگا جو ان سب دروازوں سے بلایا جائے آپ نے فرمایا ہاں ایسے لوگ بھی ہوں گے اور مجھے امید ہے تم ایسے لوگوں میں ہو گے ۲

لے اس لیے کہ مقصود حاصل ہوگیا وہ جنت میں جانا چاہتا تھا بقول شخص آم کھانے سے کام نہ پیڑ گننے سے ۱۲ منہ

۲ اس حدیث سے حضرت ابوبکر صدیق کی بڑی فضیلت نکلی ان کا جنتی ہونا تو قطعی ہے اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جنتیوں میں بھی وہ اعلیٰ درجے کے ہیں کہ ہر ایک دروازے سے فرشتے ان کو بلائیں گے یا اللہ حضرت ابوبکر صدیق کے تصدق میں ہم کو ایک ہی دروازے سے بہشت میں جانے کی پروانگی دے گو ہمارے اعمال اس لائق نہیں ہیں مگر اس امید پر ہم اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ شنیدم کہ در روز امید و بیم * بدان را بہ نیکاں بہ بخشد کریم ۱۲ منہ

بَابٌ هَلْ يُقَالُ رَمَضَانُ أَوْ شَهْرُ رَمَضَانَ؟ وَمَنْ رَأَى كُلَّهُ وَاسِعًا، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، وَقَالَ: لَا تَقَدَّمُوا رَمَضَانَ۔

باب: رمضان یا ماہ رمضان کیا کہیں اور اس کی دلیل جو دونوں طرح کہنا درست جانتا ہے لے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۲ جو شخص رمضان کے روزے رکھے اور فرمایا رمضان سے آگے روزے نہ رکھو ۳

لے یہ باب لاکر امام بخاری نے اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا جس کو ابن عدی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا مرفوعاً کہ رمضان مت کہو رمضان اللہ کا ایک نام ہے اس کے اسناد میں ابومعشر ہے وہ ضعیف الحدیث ہے ۱۲ منہ

۲ اس حدیث کو خود امام بخاری نے آگے چل کر وصل کیا ۱۲ منہ ۳ اس کو بھی امام بخاری نے وصل کیا ہے ابوہریرہؓ سے ۱۲ منہ

۱۲۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ۔

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے انہوں نے ابوسہیل سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان آتا ہے تو بہشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں لے

لہ تو آپ نے صرف رمضان فرمایا شہر رمضان نہیں فرمایا۔ ۱۲ منہ

۱۲۳- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي أَنَسٍ مَوْلَى التَّيْمِيِّينَ: أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ۔

مجھ سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ سے ابوسہیل بن ابی انس نے بیان کیا جو تیمیوں کا غلام تھا ان سے ان کے باپ نے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ماہِ رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں لہ اور دوزخ کے دروازے بند کیے جاتے ہیں اور شیطان زنجیروں میں کس دیے جاتے ہیں۔

لہ آسمان سے مراد بہشت ہے جیسے دوسری روایت میں ہے ۱۲ منہ

۱۲۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ، وَقَالَ غَيْرُهُ عَنِ اللَّيْثِ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ وَيُونُسُ لِهِلَالِ رَمَضَانَ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو سالم نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب تم رمضان کا چاند دیکھو تو روزہ رکھو جب شوال کا چاند دیکھو تو روزہ موقوف کرو اگر ابر ہو جائے تو تیس دن پورے کر لو لہ یحییٰ کے سوا اور لوگوں نے لیث سے یوں روایت کی مجھ سے عقیل اور یونس نے بیان کیا رمضان کے چاند کے تیس دن پورے کرو

لہ حدیث میں فاقدروا لہ ہے یعنے اندازہ کر لو اور حساب کر لو مطلب یہی ہے کہ شعبان یا رمضان کے تیس دن پورے کر لو ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا وَنِيَّةً، وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُبْعَثُونَ عَلَى نِيَّاتِهِمْ۔

باب: جو رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے نیت کرکے رکھے اس کا ثواب اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی لوگ اپنی نیتوں کے موافق اٹھائے جائیں گے۔

۱۲۵۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو کوئی شب قدر میں ایمان رکھ کر ثواب کی نیت سے عبادت میں کھڑا ہو اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جو کوئی رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رکھے اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

بَابٌ أَجْوَدُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي رَمَضَانَ۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں سب دنوں سے زیادہ سخاوت کرتے تھے۔

۱۲۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ، فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ أَجْوَدَ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے کہا ہم کو ابن شہاب نے خبر دی انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے بھلائی پہنچانے میں اور رمضان میں جب جبرئیل آپ سے ملتے رہتے تو آپ اور دنوں سے زیادہ سخاوت کرتے جبرئیل رمضان میں ہر رات آپ سے ملا کرتے رمضان گزرنے تک وہ آپ سے قرآن کا دور کیا کرتے تو جن دنوں میں جبرئیل آپ سے ملتے رہتے آپ چلتی ہوا سے بھی زیادہ بھلائی پہنچانے

بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ۔

ہیں سخی ہوتے

بَابُ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فِي الصَّوْمِ۔

باب: جو شخص روزے میں جھوٹ بولنا اور دغابازی کرنا نہ چھوڑے لہ

۱۲۷۔حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے کہا ہم سے سعید مقبری نے انہوں نے اپنے باپ (کیسان) سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنا اور دغابازی کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو یہ احتیاج نہیں کہ کوئی اپنا کھانا پینا چھوڑے لہ

لہ یعنے جھوٹ اور فریب پر چلنا اس کا حاصل وہی دغابازی ہے اس لیے ہم نے دغابازی ترجمہ کیا لفظی ترجمہ تو یوں ہے کہ جھوٹ پر عمل کرنا ۱۲ منہ لہ یعنے روزہ رکھنے کی صرف یہ غرض نہیں کہ آدمی بھوکا پیاسا رہے اللہ تعالیٰ کو اس کی کیا پرواہ ہے کہ کوئی کھائے پیئے یا نہ کھائے بلکہ روزے سے اصل غایت یہ ہے کہ آدمی گناہوں سے بچے اور دل صاف کرے اور خدا کی عبادت میں غرق ہو اور اس سے لذت حاصل کرے جس شخص کو روزہ رکھنے سے یہ باتیں حاصل نہ ہوں بلکہ سارے گناہ کرتا رہے جھوٹ فریب دغابازی میں مصروف رہے تو اس کا روزہ کیا ہے فاقہ کشی ہے ۱۲ منہ

بَابُ هَلْ يَقُولُ إِنِّي صَائِمٌ إِذَا شُتِمَ۔

باب: کوئی اس کو گالی دے تو یہ کہہ سکتا ہے میں روزہ دار ہوں۔

۱۲۸۔حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ الزَّيَّاتِ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللهُ: كُلُّ

ہم سے ابراہیم ابن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے انہوں نے ابن جریج سے کہا مجھ کو عطا نے خبر دی انہوں نے ابو صالح سے جو گھی بیچا تھا اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آدمی کا ہر نیک عمل اسی کے کام کا ہے لیکن

عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِي، وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ، وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ۔

روزہ وہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ گنا ہوں کی سپر ہے اور جب تم میں کوئی روزہ رکھے تو فحش باتیں نہ کرے نہ غل مچائے اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو کہہ دے میں روزہ دار ہوں ہوں قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں ایک تو روزہ کھولتے وقت خوش ہوتا ہے دوسرے جب اپنے مالک سے ملے گا تو روزے کا ثواب دیکھ کر خوش ہو گا۔

لہ یعنے دنیا میں بھی آدمی نیک عمل سے کچھ نہ کچھ فائدہ اٹھاتا ہے گو اس کی ریا کی نیت نہ ہو مثلاً لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں اس کو اچھا سمجھتے ہیں مگر روزہ وہ مخفی عبادت ہے جس کا صلہ اللہ جل جلالہ ہی دے گا۔ بندوں کو اس میں کوئی دخل نہیں حضرات صوفیہ نے لکھا ہے کہ روزہ رکھنا گویا مقام صمدیت میں داخل ہونا ہے جو بہت اعلیٰ درجے کا مقام ہے ۱۲ منہ

بَابُ الصَّوْمِ لِمَنْ خَافَ عَلَى نَفْسِهِ الْعُزْبَةَ۔

باب:۔ جو مجرد ہو اور زنا سے ڈرے تو روزے رکھے

۱۲۹- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: بَيْنَا أَنَا أَمْشِي مَعَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا انہوں نے ابو حمزہ سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے کہا ایک بار میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہا تھا انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ نے فرمایا جو شخص جورو کرنے کی طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کرلے نکاح آدمی کی نگاہ نیچی رکھتا ہے شرم گاہ کو بدفعلی سے روکے رہتا ہے اور جس کو یہ طاقت نہ ہو وہ روزہ رکھے روزہ اس کو خصی کردیتا ہے لہ

لہ یعنے اخیر میں چل کر بہت روزے رکھنے کے بعد گو شروع روزے میں حرارت عزیزی کے جوش سے زیادہ شہوت معلوم ہوتی ہے ۱۲ منہ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، وَقَالَ صِلَةُ عَنْ عَمَّارٍ: مَنْ صَامَ يَوْمَ الشَّكِّ، فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا جب تم رمضان کا چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب شوال کا چاند دیکھو تو روزہ افطار کرو اور صلہ نے عمارؓ سے روایتؓ کی جس نے شک کے دن روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی لہ

لہ یعنے صلۃ بن زفر نے جو کبار تابعین میں سے ہیں اس کو اصحاب سنن نے وصل کیا ۱۲ منہ لہ شک کا دن شعبان کا اخیر دن یعنے تیسویں تاریخ جب اس دن شبہ ہو کہ چاند ہوا یا نہ ہوا تو روزہ نہ رکھے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ شک کے دن روزہ رکھنا منع ہے ۱۲ منہ

۱۳۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ: لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوُا الْهِلَالَ، وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے مالک سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر کیا تو فرمایا تم اس وقت تک روزہ نہ رکھو جب تک رمضان کا چاند نہ دیکھ لو اور روزہ موقوف بھی نہ کرو جب تک عید کا چاند نہ دیکھ لو اگر ابر چھا جائے تو تیس دن پورے کر لو۔

۱۳۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً فَلَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ کبھی انتیس۲۹ راتوں کا بھی ہوتا ہے تو جب تک چاند نہ دیکھو روزہ نہ رکھو اگر ابر ہو جائے تو تیس۳۰ دن شمار پورا کر لو۔

١٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا، وَخَنَسَ الإِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے جبلہ بن سحیم سے انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ اتنے دنوں اور اتنے دنوں کا ہوتا ہے اور تیسری بار میں انگوٹھا دبا لیا (دسوں انگلیوں سے تین بار بتلایا)

١٣٣- حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے محمد ابن زیاد نے کہا میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاند دیکھ کر روزے شروع کرو اور چاند دیکھ کر موقوف بھی کرو اگر ابر ہو جائے تو شعبان کے تیس دن پورے کر لو۔

١٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آلَى مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا، فَلَمَّا مَضَى تِسْعَةٌ وَعِشْرُونَ يَوْمًا غَدَا أَوْ رَاحَ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّكَ حَلَفْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ شَهْرًا، فَقَالَ: إِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ يَوْمًا۔

ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا کہا انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی سے انہوں نے عکرمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیوں سے ایک مہینہ کا ایلا کیا (صحبت نہ کرنے کی قسم کھائی) جب انتیس دن گزر گئے تو صبح سویرے یا تیسرے پہر کو آپ ان کے پاس آگئے لوگوں نے عرض کیا آپ نے ایک مہینہ الگ رہنے کی قسم کھائی تھی آپ نے فرمایا مہینہ انتیس[29] دن کا بھی ہوتا ہے۔

١٣٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان ابن بلال نے انہوں نے حمید سے انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے آپ نے فرمایا

قَالَ: آلَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِهِ وَ كَانَتِ انْفَكَّتْ رِجْلُهُ فَأَقَامَ فِي مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، آلَيْتَ شَهْرًا، فَقَالَ: إِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں سے ایلا کیا آپ کے پاؤں میں سوج آگئی تھی آپ انتیس ۲۹ راتوں تک ایک بالاخانے میں رہے پھر وہاں سے اترے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ نے ایک مہینہ کا ایلا کیا تھا آپ نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

بَابٌ شَهْرَا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ قَالَ إِسْحَاقُ: وَإِنْ كَانَ نَاقِصًا فَهُوَ تَمَامٌ، وَقَالَ مُحَمَّدٌ: لَا يَجْتَمِعَانِ، كِلَاهُمَا نَاقِصٌ۔

باب عید کے دونوں مہینے کم نہیں ہوتے امام بخاری نے کہا اسحاق بن راہویہ نے کہا اگر وہ انتیس دن کے ہوں تب بھی پورے تیس دن کا ثواب ملتا ہے اور محمد بن سیرین نے کہا دونوں انتیس دن کے ہوں یہ نہیں ہوتا۔

لہ امام بخاری نے اسحاق اور ابن سیرین کے قول نقل کرکے اس حدیث کی تفسیر کردی امام احمد نے بھی فرمایا ہے قاعدہ یہ ہے کہ اگر رمضان ۲۹ دن کا ہوتا ہے تو ذیحجہ ۳۰ دن کا ہوتا ہے اگر ذیحجہ ۲۹ دن کا ہوتا ہے تو رمضان تیس دن کا ہوتا ہے مگر اس تفسیر میں بہ قاعدۂ نجوم شبہ رہتا ہے بعضے سال ایسے ہوتے ہیں کہ رمضان اور ذیحجہ دونوں اس میں ۲۹ دن کے ہوتے ہیں طحاوی نے کہا ہم نے خود ایسا دیکھا ہے اس لیے صحیح وہی اسحاق بن راہویہ کی تفسیر ہے امام بخاری نے اسی نظر سے پہلے اس کو بیان کیا ۱۲ منہ

۱۳۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ إِسْحَاقَ يَعْنِي بْنَ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح، وَحَدَّثَنِي مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: شَهْرَانِ لَا يَنْقُصَانِ، شَهْرَا عِيدٍ، رَمَضَانُ وَ ذُو الْحَجَّةِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے کہا میں نے اسحاق بن سوید سے سنا انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری سند اور مجھ سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر نے انہوں نے خالد حذاء سے کہا مجھ کو عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے خبر دی انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا دو مہینے (رمضان اور ذیحجہ) عید کے کم نہیں ہوتے (یعنے دونوں میں انتیس دن کے ہوں یا تیس دن کے ہوں تیس کا ثواب ملتا ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسِبُ۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا ہم لوگ حساب کتاب نہیں جانتے

١٣٧۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو: أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ، الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا، يَعْنِي مَرَّةً تِسْعَةً وَعِشْرِينَ وَمَرَّةً ثَلَاثِينَ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے اسود بن قیس نے کہا ہم سے سعید بن عمرو نے انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ہم لوگ امی لوگ ہیں (ان پڑھ) مہینہ کبھی اتنا ہوتا ہے (دسوں انگلیوں سے تین بار بتلایا) کبھی اتنا (ایک انگلی کم کی) یعنے کبھی ۲۹ دن کا کبھی ۳۰ دن کا

بَابٌ لَا يَتَقَدَّمُ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ۔

باب: رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھنا

١٣٨۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمًا، فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام نے کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزے نہ رکھے مگر ہاں کسی شخص کے روزے رکھنے کا دن آ جائے جس دن وہ ہمیشہ روزہ رکھا کرتا تھا تو اس دن روزہ رکھ لے[1]

[1] معلوم ہوا کہ رمضان کا استقبال کرنا منع ہے جیسے بعضے لوگ کرتے ہیں کہ رمضان کے آنے سے پہلے ہی روزے شروع کر دیتے ہیں ہمارے زمانے میں مہدوی لوگ جو کہتے ہیں آمد و رفت ایسا ہی کیا کرتے ہیں ۱۲ منہ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ۔ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَ أَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۔

باب:۔ اللہ تعالیٰ کا (سورۂ بقرہ میں) فرمانا تم کو روزے کی رات میں اپنی عورتوں سے صحبت کرنا درست ہوا (ان کا تمہارا جوڑ ہے) وہ تمہاری پوشاک تم ان کی پوشاک اللہ کو معلوم ہے کہ تم چوری چھپے ایسا کرتے تھے اللہ نے تم کو معاف کیا اور گذر کی اب (مزے سے) ان سے صحبت کرو اور جو تمہاری قسمت میں لکھا ہے اس کو ڈھونڈو۔

۱۳۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَىٰ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَائِمًا فَحَضَرَ الْإِفْطَارُ فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَ لَمْ يَأْكُلْ لَيْلَتَهُ وَلَا يَوْمَهُ حَتَّىٰ يُمْسِيَ، وَ إِنَّ قَيْسَ بْنَ صِرْمَةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ صَائِمًا فَلَمَّا حَضَرَ الْإِفْطَارُ أَتَى امْرَأَتَهُ فَقَالَ لَهَا: أَعِنْدَكِ طَعَامٌ؟ قَالَتْ: لَا، وَ لٰكِنْ أَنْطَلِقُ فَأَطْلُبُ لَكَ، وَكَانَ يَوْمَهُ يَعْمَلُ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَجَاءَتْهُ امْرَأَتُهُ فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ: خَيْبَةً لَكَ، فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ. أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۔ فَفَرِحُوا بِهَا فَرَحًا شَدِيدًا، وَنَزَلَتْ ۔ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ

ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا انہوں نے اسرائیل سے انہوں نے ابو اسحاق سے انہوں نے براء سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا قاعدہ یہ تھا کہ ان میں کوئی روزہ دار ہوتا اور افطار کے وقت وہ افطار کرنے سے پہلے سو جاتا تو پھر رات کو کچھ نہ کھاتا نہ دوسرے دن جب شام ہوتی تو کھا سکتا ایسا ہوا کہ قیس بن صرمہ انصاری روزہ دار تھے افطار کے وقت وہ اپنی بی بی کے پاس آئے اور پوچھا کچھ کھانے کو ہے انہوں نے کہا نہیں لیکن میں جاتی ہوں کہیں سے ڈھونڈ کر کچھ لاتی ہوں قیس سارے دن مزدوری محنت کیا کرتے تھے ان کی آنکھ لگ گئی جورو لوٹ کر آئی دیکھا تو وہ سو گئے ہیں اس نے کہا ہائے بدنصیب دوسرے دن دوپہر کو وہ بے ہوش ہو گئے (بھوک کے مارے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر آیا اس وقت یہ آیت اتری روزہ کی رات میں تم کو اپنی عورتوں سے صحبت درست کی گئی اس پر صحابہ بہت خوش ہوئے اور یہ آیت بھی اتری جب تک سفید دھاری کالی دھاری سے

الْأَسْوَدِ۔ تم پر کھل نہ جائے کھاتے پیتے رہو۔

لہ نسائی کی روایت میں یوں ہے جب شام کا کھانا کھانے سے پہلے سوجاتا تو رات بھر نہ کچھ کھا سکتا نہ پی سکتا یہاں تک کہ دوسرے دن سورج ڈوبے اور ابوالشیخ کی روایت میں ہے مسلمان افطار کے وقت کھاتے پیتے عورتوں سے صحبت کرتے جب تک سوتے نہیں سونے کے بعد پھر دوسرا دن ختم ہونے تک کچھ نہ کر سکتے یہ قاعدہ مسلمانوں نے اہل کتاب کو دیکھ کر اپنے میں جاری کیا تھا۔ جیسے ابن جریر نے سدی سے نکالا۔ ۱۲ منہ

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى۔ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ۔ فِيهِ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب۔ (سورۂ بقرہ میں) اللہ کا یہ فرمانا جب تک صبح کی سفید دھاری کالی دھاری سے تم پر کھل نہ جائے کھاتے اور پیتے رہو پھر رات تک روزہ پورا کرو اس باب میں براء کی حدیث ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (جو اوپر گذری)

۱۴۰۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ۔ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ۔ عَمَدْتُ إِلَى عِقَالٍ أَسْوَدَ وَإِلَى عِقَالٍ أَبْيَضَ فَجَعَلْتُهُمَا تَحْتَ وِسَادَتِي، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ فِي اللَّيْلِ فَلَا يَسْتَبِينُ لِي، فَغَدَوْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ: إِنَّمَا ذٰلِكَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ۔

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے ہشیم نے کہا مجھ کو حصین بن عبدالرحمٰن نے خبر دی انہوں نے شعبی سے انہوں نے عدی بن حاتم سے انہوں نے کہا جب یہ آیت اتری یہاں تک کہ سفید دھاگہ کالے دھاگے سے تم پر کھل جائے تو میں نے دو رسیاں لے لیں ایک کالی ایک سفید اور ان کو اپنے تکیے کے تلے رکھ لیا اور رات کو دیکھتا رہا مجھ کو ان کے رنگ نہ کھلے صبح کو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا (آپ ہنسے) اور فرمایا کالے دھاگے سے رات کی سیاہی اور سفید دھاگے سے دن کی روشنی مراد ہے۔

لہ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا تو عریض القفا ہے یعنے نادان ہے ۱۲ منہ

۱۴۱۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ: ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ: أُنْزِلَتْ ـ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ ـ وَلَمْ يَنْزِلْ ـ مِنَ الْفَجْرِ ـ فَكَانَ رِجَالٌ إِذَا أَرَادُوا الصَّوْمَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِي رِجْلِهِ الْخَيْطَ الأَبْيَضَ وَالْخَيْطَ الأَسْوَدَ، وَلَمْ يَزَلْ يَأْكُلُ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُ رُؤْيَتُهُمَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ بَعْدُ ـ مِنَ الْفَجْرِ ـ فَعَلِمُوا أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ـ

ہم سے ابن ابی حازم نے بیان کیا انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے سہل بن سعد سے دوسری سند ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم سے ابوغسان محمد بن مطرف نے بیان کیا کہا مجھ سے ابوحازم نے انہوں نے سہل بن سعد سے کہا کہ یہ آیت اتری کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ سفید دھاگہ کالے دھاگے سے تم پر نہ کھل جائے اور لفظ من الفجر نہیں اُترا۔ بعضے لوگوں نے کیا کیا اپنے پاؤں میں سفید دھاگہ اور کالا دھاگہ باندھ لیا اور اس وقت تک کھاتے رہے جب تک ان کا رنگ نہیں کھلا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ لفظ اتارا من الفجر جب سمجھے کہ کالے اور سفید دھاگے سے رات دن مراد ہیں۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ يَمْنَعَنَّكُمْ مِنْ سُحُورِكُمْ أَذَانُ بِلاَلٍ ـ

باب:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ بلالؓ کی اذان تم کو سحری کھانے سے نہ روکے

١٤٢ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ بِلاَلاً كَانَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ لاَ يُؤَذِّنُ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ، قَالَ الْقَاسِمُ: وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ أَذَانِهِمَا إِلاَّ أَنْ يَرْقَى ذَا وَيَنْزِلُ ذَا ـ

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا انہوں نے ابواسامہ سے انہوں نے عبیداللہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ اور قاسم بن محمد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا کہ بلالؓ رات رہے سے اذان دیدیا کرتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کھاتے پیتے رہا کرو یہاں تک کہ عبداللہ بن ام مکتوم اذان دے وہ اس وقت تک اذان نہیں دیتے جب تک صبح نہیں ہوتی قاسم نے کہا بلال اور ابن مکتوم دونوں کی اذان میں اتنا ہی فرق ہوتا کہ ایک اترتا اور ایک چڑھتا۔

لہ بظاہر یہ حدیث مشکل ہے کیونکہ اتنی دیر میں اس قدر وقت کہاں ہو سکتا تھا کہ لوگ کھاتے پیتے رہیں بعضوں نے کہا صحابہ کی سحری بہت قلیل ہوتی ایک آدھ کھجور یا ایک آدھ لقمہ کھانے کا دوسرے یہ کہ ممکن ہے کہ بلال رضؓ اذان کے بعد منبر پہ دیر تک ٹھہرے رہتے ہوں اور دعا اور استغفار کرتے رہتے ہوں اور ان کے اترنے کے بعد ابن ام مکتوم چڑھتے ہوں اور اذان کہتے ہوں دوسری روایت میں ہے کہ ابن ام مکتوم اندھے تھے وہ اس وقت تک اذان نہیں دیتے تھے جب تک لوگ ان سے نہ کہتے کہ صبح ہو گئی اس میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ جب ابن ام مکتوم صبح صادق ہونے کے بعد اذان دیتے تو ان کی اذان تک آپ نے کھانا پینا کیسے جائز رکھا بعضوں نے یہ جواب دیا ہے کہ ابن ام مکتوم اذان نہیں دیتے جب تک صبح نہ ہوتی اس کا یہ مطلب ہے کہ صبح قریب نہ ہوتی مگر یہ جواب غلط ہے کس لیے کہ اگر ایسا ہوتا تو نہ بلال رضؓ کی اذان وقت پر ہوتی نہ ابن ام مکتوم کی بلکہ دونوں وقت سے پہلے ہوتیں تو صحیح جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ دار کے لیے کھانا پینا اس وقت تک جائز رکھا ہے جب تک اس پر صبح نمایاں نہ ہو اگر حقیقت میں صبح ہو گئی ہو لیکن روزہ دار کو اس کی شناخت نہ ہو اور وہ یہ خیال کرے کہ ابھی رات باقی ہے اور کچھ کھا پی لے تو اس کے روزے میں خلل نہ آئے گا پس صحابہ جن کو صبح صادق کی شناخت تھی ابن ام مکتوم کو خبر کر دیتے کہ صبح ہو گئی وہ اذان شروع کرتے اور ابھی عام لوگوں پر صبح ہو جانا نہیں کھلتا اس لیے ان کو کھانے پینے کی اجازت رہی یہ مذہب اگرچہ ائمہ اربعہ اور جمہور علمائے کے خلاف ہے مگر حدیث صحیح سے اس کی تائید ہوتی ہے اور الحق احق بالاتباع ۱۲ منہ

بَابُ تَعْجِيلِ السُّحُورِ.

باب:. سحری کھانے میں جلدی کرنا

١٤٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَتَسَحَّرُ فِي أَهْلِي، ثُمَّ تَكُونُ سُرْعَتِي أَنْ أُدْرِكَ السُّجُودَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہم سے محمد بن عبید اللہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبد العزیز بن ابی حازم نے انہوں نے ابو حازم سے انہوں نے سہل بن سعد رضؓ سے انہوں نے کہا میں اپنے گھر میں سحری کھاتا پھر مجھ کو جلدی ہوتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز پالوں

بَابُ قَدْرِكَمْ بَيْنَ السُّحُورِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ؟

باب:. سحری اور فجر کی نماز میں کتنا فاصلہ ہوتا تھا۔

١٤٤- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ،

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام نے کہا ہم سے قتادہ نے انہوں نے

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالسُّحُورِ؟ قَالَ: قَدْرُ خَمْسِينَ آيَةً۔

انس سے انہوں نے زید بن ثابت سے انہوں نے کہا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر آپ صبح کی نماز کے لیے کھڑے ہوئے انس نے کہا میں نے پوچھا سحری میں اور صبح کی اذان میں کتنا فاصلہ ہوتا انہوں نے کہا پچاس آیتیں پڑھنے کے موافق لہ

لہ اس روایت سے آدمی معلوم کر سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سحری کب کھاتے یعنے سحر کے قریب کھاتے نہ یہ کہ پہر رات رہے سے جیسے ہمارے ملک میں عام لوگوں نے عادت کر لی ہے اور ہماری شریعت میں احکام نجومی اور ساعات پہچاننے کی تکلیف نہیں ہے نہ ہم کو ان پر چلنا ضروری ہے ہم کو اپنی آنکھ سے دیکھ لینا کافی ہے اگر یہ معلوم ہو جائے کہ صبح ہو گئی تو کھانا پینا موقوف کرے ورنہ مسرا ئت سے کھا پی سکتا ہے گو نجوم کے قاعدے سے صبح ہو گئی ہو۔ ۱۲ منہ

بَابُ بَرَكَةِ السُّحُورِ مِنْ غَيْرِ إِيجَابٍ، لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ وَاصَلُوا وَلَمْ يُذْكَرِ السُّحُورُ۔

باب:۔ سحری کھانا مستحب ہے واجب نہیں ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے تہ کے روزے رکھے ان میں سحری کھانے کا ذکر نہیں ہے

١٤٥۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاصَلَ فَوَاصَلَ النَّاسُ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَنَهَاهُمْ، قَالُوا: إِنَّكَ تُوَاصِلُ، قَالَ: لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ، إِنِّي أَظَلُّ أُطْعَمُ وَأُسْقَى۔

ہم سے موسی بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تہ کے روزے رکھے لوگوں نے بھی تہ کے روزے رکھے ان کو یہ شاق گزرا آپ نے ان کو منع فرمایا۔ انہوں نے کہا آپ تو تہ کے روزے رکھتے ہیں آپ نے فرمایا میں تمہاری طرح تھوڑے ہوں میں تو برابر کھلایا پلایا جاتا ہوں۔

١٤٦۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے کہا میں نے انس بن مالک سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحر کھایا کرو

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَةً۔

اس میں برکت ہوتی ہے[1] (ثواب ملتا ہے)

[1] ایک روایت میں ہے کہ سحر میں ایک گھونٹ پانی ہی پی لے یا ایک کھجور یا چند دانے منقّٰی کے کھالے دوسری روایت میں ہے کہ سحری کھاکر روزے کی قوت حاصل کرو اور دوپہر کو سو کر رات کو جاگنے کی ۱۲ منہ

بَابٌ إِذَا نَوَى بِالنَّهَارِ صَوْمًا

وَقَالَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ: كَانَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: عِنْدَكُمْ طَعَامٌ؟ فَإِنْ قُلْنَا لَا، قَالَ فَإِنِّي صَائِمٌ يَوْمِي هَذَا، وَفَعَلَهُ أَبُو طَلْحَةَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَحُذَيْفَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ۔

باب: کوئی شخص دن کو روزے کی نیت کرے تو درست ہے[1] اور ام درداء نے کہا[2] ابو درداء ہم سے پوچھتے تھے تمہارے پاس کھانے کو ہے اگر ہم کہتے نہیں تو وہ کہتے میں تو آج روزے سے ہوں اور ابو طلحہؓ اور ابو ہریرہؓ اور ابن عباسؓ اور حذیفہؓ نے بھی ایسا ہی کیا۔

[1] اکثر علماء کے نزدیک فرض روزے کی نیت رات سے کرنا ضروری ہے اور اگر نفل ہو تو دن کو بھی نیت کر سکتے ہیں اور ابو حنیفہؒ نے فرض کی نیت بھی دن کو جائز رکھی ہے ۱۲ منہ [2] ام درداؓ کی روایت کو ابن ابی شیبہ نے اور ابو طلحہ کی روایت کو عبدالرزاق نے اور ابو ہریرہ کی روایت کو بیہقی نے اور ابن عباس کی روایت کو طحاوی نے اور حذیفہ کی روایت کو بھی عبدالرزاق نے وصل کیا۔ کذا قال الحافظ ۱۲ منہ

۱۴۷- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا يُنَادِي فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ: أَنْ مَنْ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ أَوْ فَلْيَصُمْ، وَمَنْ لَمْ يَأْكُلْ فَلَا يَأْكُلْ۔

ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا انہوں نے یزید بن ابی عبید سے انہوں نے سلمہؓ بن اکوع سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو عاشورے کے دن یہ منادی کرنے کو بھیجا کہ جس نے آج کچھ کھا لیا وہ شام تک اب کچھ نہ کھائے یا روزہ رکھے اور جس نے نہیں کھایا وہ شام تک نہ کھائے۔

بَابُ الصَّائِمِ يُصْبِحُ جُنُبًا۔

باب: صبح کو روزہ دار جنابت میں اٹھے تو کیسا؟

۱۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے سُمیّ سے جو ابو بکر بن عبدالرحمٰن

ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الحارِثِ بْنِ هِشامِ
ابْنِ المُغِيرَةِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبا بَكْرِ بْنَ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ قالَ: كُنْتُ أَنا وَأَبِي حِينَ
دَخَلْنا عَلَى عائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ ح وَ
حَدَّثَنا أَبُو اليَمانِ: أَخْبَرَنا شُعَيْبٌ، عَنِ
الزُّهْرِيِّ قالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الحارِثِ بْنِ هِشامٍ:
أَنَّ أَباهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَ مَرْوانَ:
أَنَّ عائِشَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتاهُ أَنَّ
رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كانَ يُدْرِكُهُ
الفَجْرُ، وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ، ثُمَّ
يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ، وَقالَ مَرْوانُ
لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الحارِثِ: أُقْسِمُ
بِاللهِ لَتُقَرِّعَنَّ بِها أَبا هُرَيْرَةَ، وَمَرْوانُ
يَوْمَئِذٍ عَلَى المَدِينَةِ، فَقالَ أَبُو بَكْرٍ:
فَكَرِهَ ذَلِكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ثُمَّ قُدِّرَ لَنا
أَنْ نَجْتَمِعَ بِذِي الحُلَيْفَةِ وَكانَتْ
لِأَبِي هُرَيْرَةَ هُنالِكَ أَرْضٌ، فَقالَ
عَبْدُ الرَّحْمَنِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: إِنِّي ذاكِرٌ
لَكَ أَمْرًا وَلَوْلا مَرْوانُ أَقْسَمَ عَلَيَّ فِيهِ
لَمْ أَذْكُرْهُ لَكَ، فَذَكَرَ قَوْلَ عائِشَةَ
وَأُمِّ سَلَمَةَ فَقالَ: كَذَلِكَ حَدَّثَنِي
الفَضْلُ بْنُ عَبّاسٍ وَهُوَ أَعْلَمُ، وَقالَ
هَمّامٌ وَابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ: كانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالفِطْرِ وَالأَوَّلُ أَسْنَدُ.

بن حارث بن ہشام بن مغیرہ کے غلام تھے انہوں نے
ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے سنا انہوں نے کہا میں اور
میرا باپ دونوں جب حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ
کے پاس گئے دوسری سند
ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب
نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو
ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام نے خبر
دی کہ ان کے باپ عبدالرحمٰن نے مروان سے بیان کیا ان
سے حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر والوں میں صبح ہو جاتی اور
آپ جنب ہوتے پھر غسل کرتے اور روزہ رکھتے اور
مروان بن حکم نے عبدالرحمٰن بن حارث سے کہا میں
تجھ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ تم یہ حدیث ابوہریرہؓ
کو ٹھوک بجا کر سنا دو ان دنوں مروان مدینہ کا
حاکم تھا ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے کہا عبدالرحمٰن
نے اس بات کو پسند نہیں کیا پھر ایسا اتفاق ہوا کہ
ہم سب ذوالحلیفہ میں اکٹھے ہوتے وہاں ابوہریرہؓ کی
زمین تھی تو عبدالرحمٰن نے ابوہریرہؓ سے کہا میں تم
سے ایک بات بیان کرتا ہوں اور جو مروان نے مجھ کو
قسم نہ دی ہوتی تو میں اس کو تم سے بیان نہ کرتا پھر
انہوں نے حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ کی حدیث بیان
کی ابوہریرہؓ نے کہا (میں کیا کروں) فضل بن عباسؓ نے
مجھ سے حدیث بیان کی وہ جانیں اور ہمام اور ابن عبداللہ
بن عمرؓ نے ابوہریرہؓ سے یوں روایت کی ہے کہ ایسی صورت میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افطار کا حکم دیتے تھے مگر حضرت عائشہؓ اور
ام سلمہؓ کی روایت زیادہ معتبر ہے۔

لہ ابوہریرہؓ نے فضل کی حدیث سن کر اس کے خلاف فتویٰ دیا تھا مروان کا یہ مطلب تھا کہ عبدالرحمٰن ان کو پریشان کریں لیکن عبدالرحمٰن نے یہ منظور نہ کیا اور خاموش رہے پھر موقع پاکر ابوہریرہؓ سے اس مسئلے کا ذکر کیا ایک روایت میں ہے کہ ابوہریرہؓ نے حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ کی حدیث سن کر کہا کہ وہ خوب جانتی ہیں اور اپنے فتویٰ سے رجوع کیا ۱۲ منہ لہ ہمام کی روایت کو امام احمد اور ابن حبان نے اور ابن عبداللہ کی روایت کو عبدالرزاق نے وصل کیا ابن عبداللہ سے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ مراد ہیں یا عبداللہ بن عبداللہ یا عبیداللہ بن عبداللہ ۱۲ منہ

بَابُ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ، وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: يَحْرُمُ عَلَيْهِ فَرْجُهَا۔

باب:- روزہ دار کو عورت کا بوسہ مساس وغیرہ (یعنے مباشرت) درست ہے حضرت عائشہؓ نے کہا روزہ دار پر عورت کی شرم گاہ حرام ہے

۱۴۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ، وَقَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَآرِبُ: حَاجَةٌ، قَالَ طَاوُسٌ: أُولِي الْإِرْبَةِ: الْأَحْمَقُ، لَا حَاجَةَ لَهُ فِي النِّسَاءِ، وَقَالَ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ: إِنْ نَظَرَ فَأَمْنَى يُتِمُّ صَوْمَهُ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا انہوں نے شعبہ سے انہوں نے حکم سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے اسود سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے اور مباشرت کرتے اور آپ روزہ دار ہوتے مگر بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے زیادہ اپنی خواہش پر اختیار رکھتے تھے۔ ابن عباس نے کہا لہ (سورۂ طٰہٰ میں جو) مآرب کا لفظ ہے اس کے معنی حاجتیں طاؤس نے کہا لہ سورۂ نور میں جو غیر اولی الاربہ آیا ہے اس کے معنی بیوقوف جس کو عورتوں سے غرض نہ ہو اور جابر ابن زید نے کہا اگر عورت کو دیکھا اور انزال ہوگیا تو روزہ پورا کرلے (ٹوٹا نہیں)

لہ اس میں اشارہ ہے کہ جوان آدمی کو روزے میں بوسہ اور مباشرت مکروہ ہے ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے نفس پر قادر نہ رہے اور جماع کر بیٹھے دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے بوڑھے کو روزے میں بوسہ کی اجازت دی اور جوان کو منع فرمایا ۱۲ منہ لہ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ۱۲ منہ لہ اس کو عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں وصل کیا ۱۲ منہ

بَابُ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ۔

باب:- روزے میں بوسہ لینا

۱۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى:

ہم سے محمد بن مثنےٰ نے بیان کیا کہا ہم سے

حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح، وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُقَبِّلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ وَهُوَ صَائِمٌ، ثُمَّ ضَحِكَتْ۔

یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے ہشام سے کہا مجھ کو میرے باپ عروہ نے خبر دی انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری سند اور ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعضی بی بیوں کا بوسہ لیتے اور آپ روزہ دار ہوتے پھر ہنس دیں۔

١٥١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّهَا رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: بَيْنَمَا أَنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمِيلَةِ إِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حَيْضَتِي، فَقَالَ: مَا لَكِ؟ أَنُفِسْتِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَدَخَلْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ، وَكَانَتْ هِيَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، وَكَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے ہشام بن ابی عبداللہ سے کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے زینب سے جو ام سلمہؓ کی بیٹی تھیں انہوں نے اپنی والدہ (بی بی ام سلمہؓ) سے انہوں نے کہا ایک بار ایسا ہوا میں ایک چادر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (لیٹی) تھی اتنے میں مجھ کو حیض آ گیا میں پیچھے سے نکل بھاگی اور حیض کے کپڑے سنبھالے آپ نے پوچھا کیا ہوا کیا حیض آ گیا میں نے عرض کیا جی پھر میں چادر میں آپ کے ساتھ گھس گئی اور ام سلمہؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں مل کر ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزے میں ان کا بوسہ لیا کرتے

بَابُ اغْتِسَالِ الصَّائِمِ

وَبَلَّ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ثَوْبًا فَأَلْقَاهُ عَلَيْهِ وَهُوَ صَائِمٌ، وَدَخَلَ الشَّعْبِيُّ الْحَمَّامَ وَهُوَ صَائِمٌ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَا بَأْسَ أَنْ يَتَطَعَّمَ الْقِدْرَ أَوِ الشَّيْءَ، وَقَالَ الْحَسَنُ: لَا بَأْسَ بِالْمَضْمَضَةِ

باب۔ روزے میں نہانا اور عبداللہ بن عمرؓ نے روزے میں ایک کپڑا بھگو کر اپنے بدن پر ڈالا[1] اور شعبی روزہ دار تھے[2] اور حمام میں گئے اور ابن عباسؓ نے کہا[3] ہانڈی کا مزہ یا اور کسی چیز کا مزہ چکھنے میں قباحت نہیں اور امام حسن بصری نے کہا[4] کلی کرنا یا پانی سے اپنے تئیں ٹھنڈا کرنا روزہ دار کو منع نہیں ہے اور ابن مسعودؓ نے کہا[5] جب کوئی روزہ

وَالتَّبَرُّدِ لِلصَّائِمِ، وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: إِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلْيُصْبِحْ دَهِينًا مُتَرَجِّلًا، وَقَالَ أَنَسٌ: إِنَّ لِي أَبْزَنَ أَتَقَحَّمُ فِيهِ وَأَنَا صَائِمٌ، وَيُذْكَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ اسْتَاكَ وَهُوَ صَائِمٌ، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَيَسْتَاكُ أَوَّلَ النَّهَارِ وَآخِرَهُ وَلَا يَبْلَعُ رِيقَهُ، وَقَالَ عَطَاءٌ، إِنِ ازْدَرَدَ رِيقَهُ لَا أَقُولُ يُفْطِرُ، وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ: لَا بَأْسَ بِالسِّوَاكِ الرَّطْبِ، قِيلَ لَهُ طَعْمٌ، قَالَ: وَالْمَاءُ لَهُ طَعْمٌ وَأَنْتَ تُمَضْمِضُ بِهِ، وَلَمْ يَرَ أَنَسٌ وَالْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيمُ بِالْكُحْلِ لِلصَّائِمِ بَأْسًا۔

رکھنے والا ہو تو صبح کرے تیل لگایا ہوا کنگھی کیا ہوا اور انس نے کہا[6] میرا ایک حوض ہے میں روزے میں اس میں غوطہ مارتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ روزے میں مسواک کیا کرتے[7] اور عبداللہ بن عمرؓ روزے میں صبح اور شام ہر وقت مسواک کیا کرتے اور روزہ دار تھوک نہ نگلے اور عطاء نے کہا[8] اگر روزہ دار اپنا تھوک نگل گیا تو میں یہ نہیں کہتا کہ اس کا روزہ جاتا رہا اور ابن سیرین نے کہا کچی مسواک کرنے میں کوئی قباحت نہیں[9] لوگوں نے کہا اس میں تو مزہ ہوتا ہے انہوں نے کہا مزہ تو پانی میں بھی ہوتا ہے حالانکہ روزے میں پانی سے کلی کرتے ہیں اور انسؓ اور حسنؓ اور ابراہیم نے کہا[10] روزہ دار کو سرمہ لگانا درست ہے

[1] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو بھی ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] اس اثر کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے ابن منیر نے کہا امام بخاری نے اس پر رد کیا جس نے روزہ دار کے لیے غسل مکروہ رکھا ہے کیونکہ اگر منہ میں پانی جانے کے ڈر سے مکروہ رکھا ہے تو کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں بھی اس کا ڈر رہتا ہے اگر اس لیے مکروہ رکھا ہے کہ روزے میں زیب و زینت اور آرائش اچھی نہیں تو سلف نے کنگھی کرنا تیل ڈالنا روزہ دار کے لیے جائز رکھا ہے حافظ نے یہ بیان نہیں کیا کہ ابن مسعودؓ کی اثر کو کس نے وصل کیا نہ قسطلانی نے بیان کیا ۱۲ منہ [6] اس کو قاسم بن ثابت نے غریب الحدیث میں وصل کیا ۱۲ منہ [7] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [8] نہ حافظ نے نہ قسطلانی نے یہ بیان کیا کہ اس اثر کو کس نے وصل کیا ۱۲ منہ [9] کچی یعنی گیلی ہری مسواک کرنے میں جب کچی مسواک منع نہ ہوئی تو خشک مسواک بہ طریق اولیٰ منع نہ ہوگی اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [10] انس کے اثر کو ابوداؤد نے اور حسن کے اثر کو عبدالرزاق نے اور ابراہیم نخعی کے اثر کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ

۱۵۲-حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ وَأَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ فِي رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ فَيَغْتَسِلُ وَيَصُومُ۔

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا ہم سے یونس نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ اور ابوبکرؓ سے انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہانے کی حاجت ہوتی اور احتلام سے نہیں (بلکہ جماع سے) اور صبح ہو جاتی آپ نہاتے اور روزہ رکھتے

۱۵۳-حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: كُنْتُ أَنَا وَأَبِي فَذَهَبْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ، ثُمَّ يَصُومُهُ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

ہم سے اسماعیل بن اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے سمی سے جو ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام بن مغیرہ کے غلام تھے انہوں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے سنا وہ کہتے تھے میں اپنے والد کے ساتھ مل کر حضرت عائشہؓ کے پاس گیا انہوں نے کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جماع سے جنابت ہوتی نہ احتلام سے پھر صبح ہو جاتی اور آپ اس دن روزہ رکھتے پھر ہم ام سلمہؓ کے پاس گئے انہوں نے بھی ایسا ہی کہا

بَابُ الصَّائِمِ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا

وَقَالَ عَطَاءٌ: إِنِ اسْتَنْثَرَ فَدَخَلَ الْمَاءُ فِي حَلْقِهِ لَا بَأْسَ إِنْ لَمْ يَمْلِكْ، وَقَالَ الْحَسَنُ: إِنْ دَخَلَ حَلْقَهُ الذُّبَابُ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ، وَقَالَ الْحَسَنُ وَمُجَاهِدٌ: إِنْ جَامَعَ نَاسِيًا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ۔

باب:۔ اگر روزہ دار بھول کر کھا پی لے (تو روزہ نہیں جاتا) اور عطاء نے کہا اگر روزہ دار ناک میں پانی ڈالے اور پانی حلق میں اتر جائے تو روزہ نہ جائے گا اگر اس کو نکال نہ سکے اور امام حسن بصری نے کہا اگر روزہ دار کے حلق میں مکھی گھس جائے تو روزہ نہیں جاتا اور حسن اور مجاہد نے کہا اگر بھولے سے جماع کرلے تب بھی روزہ نہیں جاتا۔

لہ اس مسئلے میں علما کا اختلاف ہے جمہور علمائے نزدیک بھولے سے کھانے پینے میں روزہ نہیں جاتا نہ قضا لازم ہوتی ہے اور امام مالک نے کہا اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور قضا واجب ہو گی ۱۲ منہ ۲ اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا ابن جریج کے طریق سے حنفیہ نے اس میں خلاف کیا ہے ان کے نزدیک ایسی حالت میں روزہ جاتا رہے گا اور قضا لازم ہو گی ۱۲ منہ ۳ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ابن منذر نے اس پر اتفاق نقل کیا لیکن بعضوں نے اشہب سے نقل کیا کہ قضا رکھنا بہتر ہے ۱۲ منہ ۴ اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا انہوں نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی انہوں نے ابن ابی نجیح سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے کہا اگر کوئی آدمی رمضان میں بھول کر اپنی عورت سے صحبت کرے تو کوئی نقصان نہ ہو گا اور ثوری سے روایت کی انہوں نے ایک شخص سے انہوں نے امام حسن بصری سے انہوں نے کہا بھول کر جماع کرنا بھول کر کھانے اور پینے کے برابر ہے ۱۲ منہ

١٥٤- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ ابْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا نَسِيَ فَأَكَلَ وَشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ، فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللهُ وَسَقَاهُ.

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو یزید بن زریع نے خبر دی کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن سیرین نے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب بھولے سے کوئی کھا پی لے تو اپنا روزہ پورا کرے اللہ نے اس کو کھلایا پلایا لہ

لہ دوسری روایت میں ہے کہ یہ اللہ کا رزق ہے جو اس کو دیا ابن عربی نے کہا تمام شہروں کے فقہا نے اسی حدیث کے موافق یہ حکم دیا ہے کہ بھول کر کھا پی لینے سے روزہ نہیں جاتا مگر امام مالک نے سب کے برخلاف کہا ہے کہ روزہ جاتا رہے گا اور قضا لازم ہو گی۔ ۱۲ منہ

بَابُ سِوَاكِ الرَّطْبِ وَالْيَابِسِ لِلصَّائِمِ

وَيُذْكَرُ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ وَهُوَ صَائِمٌ مَا لَا أُحْصِي أَوْ أَعُدُّ. وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوءٍ،

باب:۔ سوکھی اور کچی مسواک روزہ دار کو درست ہونا اور عامر بن ربیعہ سے منقول ہے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا بے شمار مرتبے آپ روزہ دار رہ کر مسواک کیا کرتے لہ اور ابو ہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اگر میں یہ نہ سمجھتا کہ میری امت پر مشکل ہو گی تو میں ان کو ہر وضو کے ساتھ مسواک

وَيُرْوَى نَحْوُهُ عَنْ جَابِرٍ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَخُصَّ الصَّائِمَ مِنْ غَيْرِهِ، وَقَالَتْ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ، وَقَالَ عَطَاءٌ وَقَتَادَةُ: يَبْتَلِعُ رِيقَهُ.

کا حکم دیتا[۱] اور ایسا ہی جابر اور زید بن خالد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اس میں[۲] روزہ دار کو خاص نہیں کیا[۳] اور حضرت عائشہ رضی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت[۴] کی آپ نے فرمایا مسواک منہ کو پاک کرتی ہے پروردگار کو پسند ہے اور عطاء اور قتادہ[۵] نے کہا روزہ دار اپنا تھوک نگل سکتا ہے

[۱] اس کو امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن خزیمہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [۲] یہ امام نسائی اور طحاوی کا لفظ ہے اوروں کی روایت میں یوں ہے۔ لامرتهم بالسواك عند كل الصلوٰة اس سے بھی مطلب نکل آتا ہے کیونکہ آخر روزے میں نماز تو ضرور پڑھے گا۔ جب ہر نماز پر مسواک مشروع ہوئی تو روزے میں بھی مشروع ہوگی ۱۲ منہ [۳] جابر کی روایت کو ابونعیم نے کتاب السواک میں اور زید بن خالد کی روایت کو امام احمد اور اصحاب سنن نے وصل کیا مگر اس میں عند کل صلوٰۃ ہے۔ ۱۲ منہ [۴] تر یعنی اور سوکھی مسواک کی تخصیص کی تو امام بخاری نے اس حدیث کے عموم سے دلیل لی ۱۲ منہ [۵] اس کو احمد اور نسائی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے وصل کیا ۱۲ منہ [۶] عطاء کے اثر کو سعید بن منصور نے اور قتادہ کے اثر کو عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں وصل کیا ۱۲ منہ

۱۵۵- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ حُمْرَانَ قَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ تَمَضْمَضَ، وَاسْتَنْثَرَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا، ثُمَّ الْيُسْرَى ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا،

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو معمر نے خبر دی کہا مجھ سے زہری نے بیان کیا انہوں نے عطاء بن یزید سے انہوں نے حمران سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عثمان رض کو دیکھا انہوں نے وضو کیا تو دونوں ہاتھوں پر تین بار پانی ڈالا پھر کلی کی ناک سنکی پھر تین بار منہ دھویا پھر داہنا ہاتھ کہنی تک تین بار پھر بایاں ہاتھ کہنی تک تین بار پھر سر پر مسح کیا پھر داہنا پاؤں تین بار دھویا پھر بایاں پاؤں تین بار پھر کہنے لگے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح جیسے میں نے وضو کیا وضو کرتے دیکھا پھر آپ نے فرمایا جو شخص

ثُمَّ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ فِيهِمَا بِشَيْءٍ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

میرے اس وضو کی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں (تحیۃ الوضو کی) پڑھے ان میں واہی تباہی خیال نہ کرے تو اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْشِقْ بِمَنْخِرِهِ الْمَاءَ، وَلَمْ يُمَيِّزْ بَيْنَ الصَّائِمِ وَغَيْرِهِ، وَقَالَ الْحَسَنُ: لَا بَأْسَ بِالسَّعُوطِ وَغَيْرِهِ إِنْ لَمْ يَصِلْ إِلَى حَلْقِهِ، وَيَكْتَحِلُ وَقَالَ عَطَاءٌ: إِنْ تَمَضْمَضَ ثُمَّ أَفْرَغَ مَا فِي فِيهِ مِنَ الْمَاءِ لَا يَضُرُّهُ إِنْ لَمْ يَزْدَرِدْ رِيقَهُ، وَمَاذَا بَقِيَ فِي فِيهِ وَلَا يَمْضَغُ الْعِلْكَ فَإِنِ ازْدَرَدَ رِيقَ الْعِلْكِ لَا أَقُولُ إِنَّهُ يُفْطِرُ وَلٰكِنْ يُنْهَى عَنْهُ، فَإِنِ اسْتَنْثَرَ فَدَخَلَ الْمَاءُ حَلْقَهُ لَا بَأْسَ لِأَنَّهُ لَمْ يَمْلِكْ۔

باب:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا[1] جب کوئی وضو کرے تو اپنے نتھنوں میں پانی ڈالے اور آپ نے روزہ دار اور بے روزہ دار میں کوئی فرق نہیں کیا اور حسن بصری نے کہا[2] روزے میں ناک میں دوا ڈالنا درست ہے اگر اس کے حلق تک نہ پہنچے اور سرمہ لگا سکتا ہے اور عطاؒ نے کہا[3] روزہ دار کلی کر کے منہ سے سب پانی نکال دے تو کوئی نقصان نہ ہوگا اگر وہ اپنا تھوک نگل جائے اور وہ جو اس کے منہ میں رہ گئی (پانی کی تری[4]) اور روزہ دار مصطگی نہ چبائے (یا سیپاری) پھر اگر مصطگی کا تھوک نگل جائے تو میں یہ نہیں کہتا کہ اس کا روزہ جاتا ہے گا[5] لیکن منع ہے اور اگر ناک میں پانی ڈالا[6] وہ اس کے حلق میں بے اختیار اتر گیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

[1] اس کو مسلم اور عبد الرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا اور حنفیہ اور اوزاعی اور اسحاق کے نزدیک ناک میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا لیکن امام مالک اور شافعی اور جمہور علما کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا بشرطیکہ وہ دوا حلق میں نہ اترے ۱۲ منہ [3] اس کو سعد بن مبارک نے وصل کیا انھوں نے ابن جریج سے اور عبد الرزاق نے بھی ۱۲ منہ [4] اس کو عبد الرزاق نے نکالا ابن جریج سے ۱۲ منہ [5] ابن منذر نے کہا اس پر اجماع ہے کہ اگر روزہ دار اپنے تھوک کے ساتھ دانتوں کے درمیان جو رہ جاتا ہے جس کو نکال نہیں سکتا نگل جائے تو اس کا روزہ نہ ٹوٹے گا اور ابو حنیفہؒ کہتے ہیں اگر روزہ دار کے دانتوں میں گوشت لگا اور اس کو چبا کر قصداً کھا جائے تو اس پر قضا نہیں اور جمہور کہتے ہیں کہ قضا لازم ہوگی اور انھوں نے روزے میں مصطگی چبانے کی رخصت دی اگر اس کے اجزاء نکلیں اگر نکلیں اور نگل جائے تو جمہور علما کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا ۱۲ منہ [6] اس میں حنفیہ کا خلاف ہے جیسے اوپر گذر چکا ہے ۱۲ منہ

بَابٌ إِذَا جَامَعَ فِي رَمَضَانَ، وَ يُذْكَرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ: مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ عِلَّةٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِهِ صِيَامُ الدَّهْرِ وَ إِنْ صَامَهُ، وَبِهِ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ، وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَالشَّعْبِيُّ، وَابْنُ جُبَيْرٍ، وَ إِبْرَاهِيمُ، وَقَتَادَةُ، وَحَمَّادٌ: يَقْضِي يَوْمًا مَكَانَهُ۔

باب۔ اگر جان بوجھ کر رمضان میں جماع کرے اور ابوہریرہؓ سے مرفوعاً یوں مروی ہے جو رمضان میں بے عذر اور بے بیماری ایک دن روزہ نہ رکھے تو ساری عمر کے روزے بھی اس کا بدل نہ ہوں گے [1] اور ابن مسعودؓ کا بھی یہی قول [2] ہے اور سعید بن مسیب نے اور شعبی اور ابن جبیر اور ابراہیم اور قتادہ اور حماد نے کہا ایک روزہ اس کے بدل رکھے [3]

[1] اس کو اصحاب سنن اور ابن خزیمہ نے نکالا ۱۲ منہ [2] اس کو امام بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] سعید کے اثر کو مسدد نے اور شعبی کے اثر کو سعید بن منصور نے اور سعید بن جبیر کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے اور ابراہیم کے اثر کو سعید بن منصور نے اور قتادہ اور حماد بن ابی سلیمان کے اثر کو عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ

۱۵۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيرٍ: سَمِعَ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ أَخْبَرَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ بْنِ خُوَيْلِدٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُولُ: إِنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّهُ احْتَرَقَ، قَالَ: مَا لَكَ؟ قَالَ: أَصَبْتُ أَهْلِي فِي رَمَضَانَ، فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِكْتَلٍ يُدْعَى الْعَرَقَ، فَقَالَ: أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ؟ قَالَ: أَنَا، قَالَ: تَصَدَّقْ بِهَذَا۔

ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا انہوں نے یزید بن ہارون سے سنا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا ان کو عبدالرحمن بن قاسم بن محمد نے خبر دی انہوں نے محمد ابن جعفر بن زبیر بن عوام بن خویلد سے انہوں نے عباد بن عبداللہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے سنا وہ کہتی تھیں ایک شخص (سلمہ یا سلمان بن صخر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا میں دوزخ میں جل چکا آپ نے فرمایا کیوں کیا ہوا کہنے لگا میں نے رمضان میں اپنی عورت سے صحبت کی پھر آپ کے پاس کھجور کا ایک تھیلہ آیا جس کو عرق کہتے ہیں آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں جلنے والا کہاں ہے۔ اس نے کہا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ اس سے فرمایا تو یہ خیرات کر دے

بَابٌ إِذَا جَامَعَ فِي رَمَضَانَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَيْءٌ فَتُصُدِّقَ عَلَيْهِ فَلْيُكَفِّرْ۔

باب:۔ اگر رمضان میں قصداً جماع کرے اور اس کے پاس خیرات کو بھی کچھ نہ ہو پھر اس کو کہیں خیرات مل جائے تو وہی کفارہ میں دیدے

۱۵۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلَكْتُ، قَالَ: مَا لَكَ؟ قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي وَأَنَا صَائِمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟ قَالَ: لَا، فَقَالَ: فَهَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟ قَالَ لَا، قَالَ: فَمَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهَا تَمْرٌ، وَالْعَرَقُ: الْمِكْتَلُ، قَالَ: أَيْنَ السَّائِلُ؟ فَقَالَ: أَنَا، قَالَ: خُذْ هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: عَلَى أَفْقَرَ مِنِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَوَاللَّهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا، يُرِيدُ الْحَرَّتَيْنِ، أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو حمید بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ ابوہریرہؓ نے کہا ایسا ہوا ایک بار ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص آیا (سلمہ بن صخر یا سلمان بن صخر) اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں تباہ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کیوں کیا ہوا۔ وہ کہنے لگا میں اپنی جورو سے لگ گیا اور میں روزہ دار تھا۔ آپ نے فرمایا تجھ کو آزاد کرنے کے لیے ایک بردہ مل سکتا ہے اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا خیر تو دو مہینے لگاتار روزے رکھ سکتا ہے۔ اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے اس نے کہا نہیں۔ یہ سن کر آپ ٹھہرے رہے ہم لوگ بھی سب بیٹھے تھے اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجور کا ایک تھیلہ آیا (جس کو عرق کہتے ہیں خرمے کی چھال سے بنتے ہیں) آپ نے پوچھا وہ شخص کہاں گیا کہنے لگا حاضر ہوں آپ نے فرمایا یہ تھیلہ لے اس کو خیرات کر دے وہ کہنے لگا خیرات تو اس پر کروں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو قسم خدا کی مدینہ کی دونوں طرف کی پتھریلے کناروں میں کوئی گھر والے مجھ سے زیادہ محتاج نہیں ہیں یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیے یہاں تک کہ آپ کی کچلیاں کھل گئیں۔ آپ نے فرمایا اچھا اپنے گھر والوں کو کھلا دے [1]

[1] اس سے بعضوں نے یہ نکالا کہ مفلس پر سے کفارہ ساقط ہے اور جمہور علمائے نزدیک مفلسی کی وجہ

سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا اب رہا اپنے گھر والوں کو کھلانا تو زہری نے کہا یہ اس مرد کے لیے خاص تھا۔ بعضوں نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ جس روزے کا کفارہ دے اس کی قضا بھی لازم ہے۔ شافعی اور اکثر علماء کے نزدیک قضا لازم نہیں دوسرا کوئی کفارہ دے تو قضا لازم ہے اور حنفیہ کے نزدیک ہر حال میں قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔ ۱۲ منہ

بَابُ الْمُجَامِعِ فِي رَمَضَانَ، هَلْ يُطْعِمُ أَهْلَهُ مِنَ الْكَفَّارَةِ إِذَا كَانُوا مَحَاوِيجَ؟

۱۵۸۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ الأَخِرَ وَقَعَ عَلَى امْرَأَتِهِ فِي رَمَضَانَ، فَقَالَ: أَتَجِدُ مَا تُحَرِّرُ رَقَبَةً؟ قَالَ: لَا، قَالَ: أَفَتَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: أَفَتَجِدُ مَا تُطْعِمُ بِهِ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ، وَهُوَ الزَّبِيلُ، قَالَ: أَطْعِمْ هَذَا عَنْكَ، قَالَ: عَلَى أَحْوَجَ مِنَّا؟ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا، قَالَ: فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ۔

باب: رمضان میں قصداً جماع کرے تو وہ کفارے کا کھانا اپنے گھر والوں کو بھی کھلا سکتا ہے جب وہ محتاج ہوں۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے منصور سے انہوں نے زہری سے انہوں نے حمید بن عبدالرحمن سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک شخص (وہی سلمہ یا سلمان بن صخر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا یہ بدنصیب رمضان میں اپنی عورت سے لگ گیا۔ آپ نے فرمایا تو ایک بردہ آزاد کر سکتا ہے، اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا اچھا دو مہینے لگاتار روزے رکھ سکتا ہے کہنے لگا نہیں آپ نے فرمایا اچھا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے کہنے لگا نہیں پھر ایسا ہوا آپ کے پاس کھجور کا ایک تھیلہ آیا جس کو عرق کہتے ہیں آپ نے فرمایا تو فقیروں کو یہ اپنی طرف سے کھلا دے اس نے عرض کیا مدینہ کے دونوں پتھریلے کناروں میں ہم سے زیادہ کوئی محتاج نہیں آپ نے فرمایا خیر اپنے گھر والوں ہی کو کھلا دے۔

بَابُ الْحِجَامَةِ وَالْقَيْءِ لِلصَّائِمِ،

وَقَالَ لِي يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ: سَمِعَ

باب: روزہ دار کو پچھنے لگانا قے کرنا کیسا ہے؟[1]

اور مجھ سے یحییٰ بن صالح نے کہا ہم سے معاویہ بن سلام نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے انہوں نے عمر بن حکم بن ثوبان سے انہوں نے سنے

أَبَاهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: إِذَا قَاءَ
فَلَا يُفْطِرُ، إِنَّمَا يُخْرِجُ وَلَا يُولِجُ،
وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ يُفْطِرُ
وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
وَعِكْرِمَةُ: الصَّوْمُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ
مِمَّا خَرَجَ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُمَا يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ، ثُمَّ تَرَكَهُ،
فَكَانَ يَحْتَجِمُ بِاللَّيْلِ، وَاحْتَجَمَ
أَبُو مُوسَى لَيْلًا، وَيُذْكَرُ عَنْ سَعْدٍ
وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَأُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهُمْ
احْتَجَمُوا صِيَامًا، وَقَالَ بُكَيْرٌ، عَنْ
أُمِّ عَلْقَمَةَ: كُنَّا نَحْتَجِمُ عِنْدَ عَائِشَةَ
فَلَا تُنْهَى، وَيُرْوَى عَنِ الْحَسَنِ عَنْ
غَيْرِ وَاحِدٍ مَرْفُوعًا: أَفْطَرَ الْحَاجِمُ
وَالْمَحْجُومُ، وَقَالَ لِي عَيَّاشٌ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ الْحَسَنِ
مِثْلَهُ، قِيلَ لَهُ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُ
أَعْلَمُ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا قے کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیوں کہ وہ باہر نکلتا ہے۔ اندر نہیں لے جاتا [1] اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہے کہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر پہلی روایت زیادہ صحیح ہے [2] اور ابن عباس رضؓ اور عکرمہ نے کہا [3] روزہ اس سے جاتا ہے جو چیز اندر جائے نہ اس سے جو باہر نکلے اور ابن عمر رضؓ روزے میں پچھنی لگاتے تھے [4] پھر دن کو پچھنی لگانا چھوڑ دیا رات کو لگانے لگے اور ابو موسیٰ اشعری نے رات کو پچھنی لگائی [5] اور سعد بن ابی وقاص اور زید بن ارقمؓ اور ام سلمہؓ نے روزے میں پچھنی لگائی [6] اور بکیر بن عبد اللہ نے ام علقمہ سے روایت کی ہم حضرت عائشہ رضؓ کے پاس روزے میں پچھنی لگاتے وہ منع نہ کرتیں [7] اور حسن بصری نے کئی صحابہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچھنی لگانے والے کا اور جس نے لگوائی دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا اور مجھ سے عیاش ولید نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الاعلیٰ نے کہا ہم سے یونس نے انہوں نے حسن بصری سے ایسی ہی روایت کی انسے پوچھا گیا کہ یہ آنحضرت صلعم سے روایت ہے انہوں نے کہا ہاں پھر کہنے لگے اللہ خوب جانتا ہے [9]

[1] ان دونوں مسئلوں میں سلف کا اختلاف ہے قے میں تو یہ اختلاف ہے. جمہور کا قول یہ ہے کہ اگر خود بخود ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا اور جو عمداً قے کرے تو ٹوٹ جاتا ہے۔ ابن منذر نے کہا عمداً قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جانے پر اتفاق ہے۔ حافظ نے کہا مگر ابن بطال نے ابن عباسؓ اور ابن مسعود سے نقل کیا کہ عمداً قے کرنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا اور امام مالک سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے اور پچھنی لگانے میں بھی جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ اس سے روزہ نہیں جاتا لیکن حضرت علیؓ اور اوزاعی سے منقول ہے کہ پچھنی لگانے والے اور لگوانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے جیسے دوسری حدیث میں ہے۔ افطر الحاجم والمحجوم اور ہمارے امام احمد بن حنبل اور اسحاق اور ابو ثور سے یہی منقول ہے مگر قے اور حجامت میں صحیح یہی ہے صرف قضا واجب ہوگی نہ کفارہ ۱۲ منہ [2] اس استدلال پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ منی بھی آدمی باہر

نکلتا ہے مگر اس میں قضا اور کفارہ واجب ہے ۱۲ منہ ؎ اس کو امام بخاری نے تاریخ کبیر میں نکالا مرفوعاً کہ جس کو روزے میں خود بخود قے ہو جائے تو اس پر قضا نہیں اور اگر قصداً قے کرے تو اس پر قضا ہے۔ امام بخاری نے کہا یہ روایت صحیح نہیں ترمذی نے کہا میں نے بخاری سے اس حدیث کو پوچھا انہوں نے کہا میں اس کو محفوظ نہیں سمجھتا ۱۲ منہ ؎ ابن عباس کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے اور عکرمہ کے اثر کو بھی انہی نے وصل کیا ۱۲ منہ ؎ اس کو امام مالک نے موطا میں وصل کیا ۱۲ منہ ؎ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ ؎ اس کو امام نسائی نے وصل کیا ۱۲ منہ ؎ اس کلام سے اس حدیث کا ضعف نکلتا ہے گو متعدد وسے مروی ہے مگر ہر طریق میں کلام ہے۔ امام احمد نے کہا ثوبان اور شداد سے یہ حدیث صحیح ہوئی اور ابن خزیمہ نے بھی ایسا ہی کہا اور ابن معین کا یہ کہنا کہ اس باب میں کچھ ثابت نہیں ہٹ دھرمی ہے اور امام بخاری اس کے بعد ابن عباس کی حدیث لائے اور یہ اشارہ کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث از روئے سند قوی ہے ۱۲ منہ

۱۵۹- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ۔

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے انہوں نے ایوب سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں اور جب آپ روزہ دار تھے پچھنی لگائی۔

۱۶۰- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ۔

ہم سے ابو معمر عبداللہ بن عمری نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے میں پچھنی لگائی۔

۱۶۱- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ قَالَ: سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَكُنْتُمْ تَكْرَهُونَ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ؟ قَالَ: لَا، إِلَّا مِنْ أَجْلِ الضَّعْفِ، وَزَادَ شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا میں نے ثابت بنانی سے سنا کہا انس بن مالکؓ سے پوچھا گیا کیا تم روزہ دار کو پچھنی لگانا مکروہ سمجھتے تھے۔ انہوں نے کہا نہیں فقط ضعف کے خیال سے ہم اس کو برا جانتے تھے اور شبابہ نے شعبہ سے اس روایت میں اتنا زیادہ کیا کہ آنحضرت

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں۔

بَابُ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَالإِفْطَارِ۔

باب۔ سفر میں روزہ رکھنا یا افطار کرنا[1]

۱۶۲-حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ: سَمِعَ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ لِرَجُلٍ: انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، الشَّمْسُ، قَالَ: انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، الشَّمْسُ، قَالَ: انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي، فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُ فَشَرِبَ ثُمَّ رَمَى بِيَدِهِ هَا هُنَا، ثُمَّ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، تَابَعَهُ جَرِيرٌ وَأَبُو بَكْرِ ابْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے ابواسحاق سلیمان شیبانی سے انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے سنا انہوں نے کہا ہم ایک سفر (غزوۂ فتح) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ نے ایک آدمی (بلالؓ) سے فرمایا اتر میرے لیے ستوؓ گھول۔ وہ کہنے لگے یارسول اللہ ابھی تو سورج کی روشنی ہے۔ آپ نے فرمایا اتر ستو گھول وہ کہنے لگے یارسول اللہ ابھی تو سورج کی روشنی ہے آپ نے فرمایا اتر ستو گھول آخر وہ اترے اور ستو گھولا آپ نے پی لیا پھر اپنے ہاتھ سے پورب کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا جب ادھر سے رات کا اندھیرا شروع ہو تو روزہ افطار کا وقت آگیا سفیان کے ساتھ اس حدیث کو جریر اور ابوبکر بن عیاش نے بھی شیبانی سے روایت کیا انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے انہوں نے کہا میں ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا

[1] اس مسئلہ میں سلف کا اختلاف ہے بعضوں نے کہا سفر میں اگر روزہ رکھے گا تو اس سے فرض روزہ ادا نہ ہوگا پھر قضا کرنا چاہیے اور جمہور علماء جیسے مالک اور شافعی اور ابوحنیفہ یہ کہتے ہیں کہ روزہ رکھنا سفر میں افضل ہے اگر طاقت ہو اور کوئی تکلیف نہ ہو اور ہمارے امام احمد بن حنبل اور اوزاعی اور اہل حدیث یہ کہتے ہیں کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے بعضوں نے کہا دونوں برابر ہیں روزہ رکھے یا افطار کرے بعضوں نے کہا جو زیادہ آسان ہو وہی افضل ہے ۱۲ منہ

۱۶۳-حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الأَسْلَمِيَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي أَسْرُدُ الصَّوْمَ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے کہا مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے کہا یارسول اللہؐ میں لگاتار روزے رکھتا ہوں۔

١٦٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ حَمْزَةَ ابْنَ عَمْرٍو الأَسْلَمِيَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَأَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ وَكَانَ كَثِيرَ الصِّيَامِ، فَقَالَ: إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو بی بی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا میں سفر میں روزہ رکھوں؟ وہ روزے بہت رکھا کرتے تھے آپ نے فرمایا تیرا اختیار ہے روزہ رکھ یا افطار کر۔

بَابٌ إِذَا صَامَ أَيَّامًا مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ سَافَرَ۔

باب: جب رمضان میں کچھ روزے رکھ کر کوئی سفر کرے[1]

١٦٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ فَلَمَّا بَلَغَ الْكَدِيدَ أَفْطَرَ فَأَفْطَرَ النَّاسُ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: وَالْكَدِيدُ مَاءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقُدَيْدٍ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے (غزوۂ فتح میں چہارشنبہ کے دن عصر کے بعد) آپ روزے سے تھے جب کدید میں پہنچے تو روزہ افطار کر ڈالا لوگوں نے بھی افطار کیا امام بخاری نے کہا کدید (مدینہ سے سات منزل پر) عسفان اور قدید کے بیچ میں پانی کا چشمہ ہے۔

[1] امام بخاری نے یہ باب لا کر اس روایت کا ضعف بیان کیا جو حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ جب کسی شخص پر رمضان کا چاند حالت اقامت میں آ جائے تو پھر وہ سفر میں افطار نہیں کر سکتا جمہور علماء اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا قول مطلق ہے۔ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ اور ابن عباسؓ کی حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کدید میں پہنچ کر پھر افطار کیا حالانکہ آپ دسویں رمضان کو مدینہ سے روانہ ہوئے تھے اب اگر کوئی شخص اقامت میں روزے کی نیت کرلے پھر دن کو کسی وقت سفر میں نکلے تو اس کو روزہ کھول ڈالنا درست ہے یا پورا کرنا چاہیے اس میں اختلاف ہے مگر ہمارے امام احمد ابن حنبل اور اسحاق بن راہویہ روزہ افطار کر ڈالنے کو درست جانتے ہیں اور مزنی نے اس کے لیے اسی حدیث سے حجت لی حالانکہ اس حدیث میں اس کی کوئی حجت نہیں کیونکہ کدید تو مدینہ سے کئی منزل پر ہے ۱۲ منہ

بابٌ:۔

۱۶۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ: أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فِي يَوْمٍ حَارٍّ حَتّٰى يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَمَا فِينَا صَائِمٌ إِلَّا مَا كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنِ رَوَاحَةَ۔

باب:۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن حمزہ نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن یزید سے ان سے اسمٰعیل بن عبیداللہ نے بیان کیا انہوں نے ام درداؓ سے انہوں نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا ہم کسی سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے ایسی گرمی تھی کہ آدمی سر پر اپنا ہاتھ رکھتا گرمی کی شدت سے اور ہم میں کوئی روزے دار نہ تھا صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عبداللہ بن رواحہ روزہ دار تھے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ وَاشْتَدَّ الْحَرُّ: لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ۔

۱۶۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَرَأَى زِحَامًا وَرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ فَقَالُوا: صَائِمٌ، فَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ۔

باب:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شخص کے لیے جس پر سایہ کیا گیا تھا اور سخت گرمی ہو رہی تھی یہ فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا اچھا نہیں۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہؓ نے کہا ہم سے محمد بن عبدالرحمٰن انصاری نے انہوں نے کہا میں نے محمد بن عمرو بن حسن بن علی سے سنا انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر (غزوۂ فتح) میں تھے۔ ایک جگہ ہجوم پایا اور ایک شخص (قیس عامری) کو دیکھا لوگ اس پر سایہ کیے تھے آپ نے حال پوچھا لوگوں نے کہا روزہ دار ہے آپ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا کچھ اچھا کام نہیں [1]

[1] اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل لی جو سفر میں افطار ضروری سمجھتے ہیں مخالفین یہ کہتے ہیں کہ مراد اس سے وہی ہے جب سفر میں روزے سے تکلیف ہوتی ہو اس صورت میں تو بالاتفاق افطار افضل ہے ۱۲ منہ

بَابٌ لَمْ يَعِبْ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي الصَّوْمِ وَالْإِفْطَارِ۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سفر میں کوئی روزہ رکھتے کوئی افطار اور کوئی کسی پر عیب نہ لگاتا۔

۱۶۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے حمید طویل سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے روزہ رکھنے والا افطار کرنے والے پر عیب نہ لگاتا اور نہ افطار کرنے والا روزہ دار پر۔

بَابُ مَنْ أَفْطَرَ فِي السَّفَرِ لِيَرَاهُ النَّاسُ۔

باب: سفر میں لوگوں کو دکھا کر روزہ افطار کر ڈالنا [۱]

۱۶۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَرَفَعَهُ إِلَى يَدِهِ لِيَرَاهُ النَّاسُ فَأَفْطَرَ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ، وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ، فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: قَدْ صَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ نے انہوں نے منصور سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (غزوۂ فتح میں) مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور عسفان تک روزہ رکھتے رہے عسفان میں آپؐ نے پانی منگوایا اور دونوں ہاتھ لمبے کرکے پانی کو اٹھایا تاکہ لوگ دیکھیں پھر افطار کیا یہاں تک کہ مکہ پہنچے یہ رمضان کا ذکر ہے۔ ابن عباسؓ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (سفر میں) روزہ بھی رکھا ہے افطار بھی کیا ہے اب جس کا جی چاہے سفر میں روزہ رکھے جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

[۱] یعنے جو کوئی لوگوں کا پیشوا ہو وہ ایسا کرے تاکہ اور لوگ بھی اس کی دیکھا دیکھی روزہ کھول ڈالیں اور تکلیف نہ اٹھائیں۔ ۱۲ منہ

بَابُ۔ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ۔ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَسَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ: نَسَخَتْهَا۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ۔ إِلَى قَوْلِهِ۔ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى: حَدَّثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَزَلَ رَمَضَانُ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَكَانَ مَنْ أَطْعَمَ كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِينًا تَرَكَ الصَّوْمَ مِمَّنْ يُطِيقُهُ، وَرُخِّصَ لَهُمْ فِي ذَلِكَ فَنَسَخَتْهَا۔ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ۔ فَأُمِرُوا بِالصَّوْمِ

باب۔ سورۂ بقرہ کی اس آیت کا بیان وعلی الذین یطیقونہ ابن عمر اور سلمہ بن اکوع نے کہا یہ آیت اس کے بعد والی آیت یعنی شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ہدی للناس وبینات من الہدی والفرقان فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ ومن کان مریضاً او علی سفر فعدۃ من ایام اخر یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علی ما ہدٰکم ولعلکم تشکرون سے منسوخ ہے[1] اور عبداللہ بن نمیر نے کہا[2] ہم سے اعمش نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن مرہ نے کہا ہم سے ابن ابی لیلیٰ نے کہا ہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہ رمضان کے روزوں کا حکم اترا یہ حکم بعضے لوگوں پر سخت ہوا تو پہلے ان لوگوں کو جو روزے کی طاقت رکھتے تھے یہ اجازت دی گئی اگر وہ چاہیں تو ہر روزے کے بدل ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں پھر اس آیت وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ نے اس اجازت کو منسوخ کر دیا اور روزہ کا حکم دیا گیا۔

[1] پورا ترجمہ آیت کا یوں ہے۔ اور جو لوگ روزے کی طاقت رکھتے ہیں (پر روزہ رکھنا نہیں چاہتے) وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں پھر جو شخص خوشی سے زیادہ آدمیوں کو کھلائے وہ اس کے لیے اور بہتر ہے۔ اگر تم روزہ رکھو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھو۔ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اترا جو لوگوں کو دین کی سچی راہ سمجھاتا ہے اور اس میں کھلی کھلی ہدایت کی باتیں اور صحیح کو غلط سے جدا کرنے کی دلیلیں موجود ہیں پھر اے مسلمانو تم میں سے جو کوئی رمضان کا مہینہ پائے وہ روزہ رکھے اور جو بیمار یا مسافر ہو وہ دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرے اللہ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے اور تم پر سختی کرنا نہیں چاہتا اور اس حکم کی غرض یہ ہے کہ تم گنتی پوری کر لو اور اللہ نے جو تم کو دین کی سچی راہ بتلائی ہے اس کے شکریہ میں اس کی بڑائی کرو اور اس لیے کہ تم اس کا احسان مانو شروع اسلام میں وعلی الذین یطیقونہ اترا تھا اور مقدور والے لوگوں کو اختیار تھا روزہ رکھیں خواہ فدیہ دیں پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور صحیح طور پر روزہ رکھنا فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ سے واجب ہو گیا۔ ١٢ منہ [2] اس کو ابو نعیم نے مستخرج میں وصل کیا اور بیہقی نے ١٢ منہ

١٧٠- حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ

ہم سے عیاش نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے کہا ہم سے عبیداللہ نے انہوں

عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: قَرَأَ - فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ - قَالَ: هِيَ مَنْسُوخَةٌ -

نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے یہ آیت پڑھی فدیۃ طعام مساکین اور کہا یہ منسوخ ہے[1]

[1] بعضوں نے کہا وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ کے معنے یہ ہیں۔ جو لوگ روزے کی طاقت نہیں رکھتے گو مقیم اور تندرست ہیں مثلاً ضعیف بوڑھے لوگ تو وہ ہر روزے کے بدل ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔ اس صورت میں یہ آیت منسوخ نہ ہوگی اور تفصیل اس مسئلے کی تفسیروں میں ہے۔ ۱۲ منہ

بَابٌ مَتَى يُقْضَى قَضَاءُ رَمَضَانَ؟ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَا بَأْسَ أَنْ يُفَرَّقَ لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى - فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ - وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ: فِي صَوْمِ الْعَشْرِ لَا يَصْلُحُ حَتَّى يَبْدَأَ بِرَمَضَانَ، وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: إِذَا فَرَّطَ حَتَّى جَاءَ رَمَضَانُ آخَرُ يَصُومُهُمَا وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِ إِطْعَامًا، وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مُرْسَلًا، وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ يُطْعِمُ، وَلَمْ يَذْكُرِ اللهُ الْإِطْعَامَ إِنَّمَا قَالَ - فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ -

باب: رمضان کے قضا روزے کب رکھے جائیں اور ابن عباسؓ نے کہا کچھ حرج نہیں اگر قضا کے روزے پے درپے نہ رکھے جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اتنا فرمایا دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرلو[1] اور سعید بن مسیب نے کہا ذی الحجہ کے دس نفل روزے اس کو رکھنا بہتر نہیں جس نے رمضان کی قضا نہ رکھی ہو[2] اور ابراہیم نخعی نے کہا ایک رمضان کی قضا نہ رکھے اور دوسرا رمضان آگیا تو دونوں کے روزے رکھے اور فدیہ اس پر واجب نہیں[3] اور ابوہریرہؓ سے مرسلاً اور ابن عباسؓ سے منقول ہے[4] کہ وہ فقیروں کو کھانا بھی کھلائے اور اللہ نے تو اپنی کتاب میں کھانا کھلانے کا ذکر نہیں کیا اتنا ہی فرمایا ہے کہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرلے۔

[1] اس کو امام مالک نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا مگر جمہور صحابہ اور تابعین سے یہ مروی ہے کہ اگر کسی نے رمضان کی قضا نہ رکھی یہاں تک کہ دوسرا رمضان آن پہنچا تو وہ قضا بھی رکھے اور ہر روزے کے بدل فدیہ بھی دے ابو حنیفہؒ نے جمہور کے خلاف ابراہیم نخعی کے قول پر عمل کیا ہے اور فدیہ دینا ضروری نہیں رکھا ابن عمرؓ سے ایک شاذ روایت یہ بھی ہے کہ اگر رمضان کی قضا نہ رکھے اور دوسرا رمضان آن پہنچا تو دوسرے رمضان کے روزے رکھے اور پہلے رمضان کے ہر روزے کے بدل فدیہ دیدے اور روزہ رکھنا ضرور نہیں اس کو عبدالرزاق اور ابن منذر نے نکالا یحییٰ بن سعید نے کہا حضرت عمرؓ سے اس کے خلاف مروی ہے اور قتادہ سے یہ منقول ہے کہ جس نے رمضان کی قضا میں افطار کر ڈالا وہ ایک روزے کے بدل دو روزے رکھے اب جمہور علمائے کے نزدیک رمضان کی قضا پے درپے رکھنا ضرور نہیں الگ الگ بھی رکھ سکتا ہے یعنی متفرق طور سے اور ابن منذر نے حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ سے نقل ہے کہ پے درپے رکھنا واجب ہے بعض اہل ظاہر کا بھی یہی قول ہے حضرت عائشہؓ نے کہا یہ آیت یوں اتری تھی۔ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ مُتَتَابِعَاتٍ ابی بن کعب کی بھی قرأت یوں ہی ہے ۱۲ منہ [4] اس کو

عبدالرزاق نے نکالا ۱۲ منہ

١٧١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ: كَانَ يَكُونُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقْضِيَهُ إِلَّا فِي شَعْبَانَ، قَالَ يَحْيَى: الشُّغْلُ مِنَ النَّبِيِّ، أَوْ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے سُنا وہ کہتی تھیں مجھ پر رمضان کی قضا باقی ہوتی تھی۔ میں اس کو رکھ نہ سکتی یہاں تک کہ شعبان آجاتا یحییٰ نے کہا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مشغول رہتیں۔ ؎

؎ آپؐ کو حضرت عائشہؓ سے بڑی محبت تھی گو ان کی باری نہ ہوتی مگر آپؐ ان کے پاس جاتے بوسہ مساس کرتے اگرچہ صحبت دوسری کی باری میں نہ کرتے اس سے یہ اشکال ہوتا ہے کہ پھر روزہ رکھنے میں کوئی مانع نہ تھا کیونکہ روزے کی حالت میں بوسہ مساس وغیرہ درست ہے۔ شاید حضرت عائشہؓ کی یہ غرض ہو کہ وہ آپ کی اجازت کے بغیر روزہ نہیں رکھ سکتی تھیں اور آپ اجازت نہ دیتے اس خیال سے کہ شاید صحبت کی ضرورت ہو اور جب وقت تنگ ہو جاتا تو اجازت دیدیتے واللہ اعلم ۱۲ منہ

بَابُ الْحَائِضِ تَتْرُكُ الصَّوْمَ وَالصَّلَاةَ، وَقَالَ أَبُو الزِّنَادِ: إِنَّ السُّنَنَ وَوُجُوهَ الْحَقِّ لَتَأْتِي كَثِيرًا عَلَى خِلَافِ الرَّأْيِ، فَمَا يَجِدُ الْمُسْلِمُونَ بُدًّا مِنِ اتِّبَاعِهَا، مِنْ ذَلِكَ أَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِي الصِّيَامَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ۔

باب: حیض والی عورت نماز نہ پڑھے نہ روزہ رکھے اور ابوالزناد نے کہا دین کی باتیں اور شریعت کے احکام میں بہت ایسا ہوتا ہے کہ رائے اور قیاس کے خلاف ہوتے ہیں اور مسلمانوں کو ان کی پیروی کرنی ضرور پڑتی ہے انہی میں سے ایک یہ حکم بھی ہے کہ حیض والی عورت روزے کی قضا کرے لیکن نماز کی قضا نہ کرے ؎

؎ حالانکہ نماز روزے سے کئی درجہ زیادہ اہم ہے نماز مسافر اور مریض کو معاف نہیں روزہ معاف ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اگر دین میں رائے کا اعتبار ہوتا تو موزہ پہ نیچے مسح اوپر کے مسح کرنے سے زیادہ مناسب ہوتا ہے ۱۲ منہ

١٧٢- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدٌ، عَنْ عِيَاضٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر نے کہا مجھ سے زید بن اسلم نے بیان کیا انہوں نے عیاض بن عبداللہ سے انہوں نے ابوسعید خدری سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ؟ فَذَلِكَ نُقْصَانُ دِينِهَا۔

کیا عورت کو جب حیض آتا ہے تو وہ نماز روزہ نہیں چھوڑ دیتی یہی اس کے دین کا نقصان ہے۔

بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ، وَقَالَ الْحَسَنُ: إِنْ صَامَ عَنْهُ ثَلَاثُونَ رَجُلًا يَوْمًا وَاحِدًا جَازَ۔

باب:۔ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کے ذمے روزے ہوں [1] اور امام حسن بصریؒ نے کہا [2] اگر تیس آدمی اس کی طرف سے ایک دن روزہ رکھ لیں تو بھی کافی ہوگا۔ [3]

[1] اہل حدیث کا مذہب باب کی حدیث پر ہے کہ اس کا ولی اس کی طرف سے رکھے اور شافعی کا قول قدیم بھی یہی ہے امام شافعی سے بیہقی نے بسند صحیح روایت کیا کہ جب کوئی صحیح حدیث میرے قول کے خلاف جائے تو اس پر عمل کرو اور میری تقلید نہ کرو امام مالک اور ابوحنیفہ نے اس حدیث صحیح کے برخلاف یہ اختیار کیا ہے کہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ نہیں رکھ سکتا ۱۲ منہ [2] اس کو دارقطنی نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] یعنی ایک رمضان کے روزے اس پر سے اتر جائیں گے ۱۲ منہ

۱۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ: أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ: حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ، تَابَعَهُ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو، وَرَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ۔

ہم سے محمد بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن موسیٰ بن اعین نے کہا مجھ سے میرے باپ نے انہوں نے عمرو بن حارث سے انہوں نے عبیداللہ ابن ابی جعفر سے ان سے محمد بن جعفر نے بیان کیا انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مرجائے اور اس کے ذمے پر روزے ہوں تو اس کا وارث اس کی طرف سے روزے رکھ لے موسیٰ کے ساتھ اس حدیث کو ابن وہب نے بھی عمرو سے روایت کیا اور یحییٰ بن ایوب نے بھی ابن جعفر سے۔

۱۷۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ،

ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے کہا ہم سے زائدہ نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے مسلم بطین سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا ایک شخص (جس کا نام نہیں معلوم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ یارسول اللہ میری ماں مرگئی

إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ، أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا؟ قَالَ نَعَمْ، فَدَيْنُ اللَّهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى، قَالَ سُلَيْمَانُ: فَقَالَ الْحَكَمُ وَسَلَمَةُ: وَنَحْنُ جَمِيعًا جُلُوسٌ حِينَ حَدَّثَ مُسْلِمٌ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَا: سَمِعْنَا مُجَاهِدًا يَذْكُرُ هَذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي خَالِدٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنِ الْحَكَمِ وَمُسْلِمٍ الْبَطِينِ وَسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَعَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أُخْتِي مَاتَتْ وَقَالَ يَحْيَى وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ، وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ نَذْرٍ، وَقَالَ أَبُو جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَاتَتْ أُمِّي وَعَلَيْهَا صَوْمُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا۔

اس پر ایک مہینے کے روزے ہیں کیا میں اس کی طرف سے قضا رکھ لوں آپ نے فرمایا ہاں اللہ کا قرض ضرور ادا کرنا چاہیے سلیمان اعمش نے کہا جب مسلم بطین نے یہ حدیث بیان کی تو ہم سب بیٹھے ہوتے تھے حکم اور سلمہ نے کہا ہم نے بھی مجاہد سے سنا وہ اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے تھے اور ابو خالد سلیمان بن حیان سے منقول ہے ہم سے اعمش نے بیان کیا انہوں نے حکم اور مسلم بطین اور سلمہ بن کہیل سے انہوں نے سعید بن جبیر اور عطا اور مجاہد سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا ایک عورت لہ نے (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میری بہن مر گئی پھر یہی قصّہ بیان کیا اور یحیٰی بن سعید اور ابو معاویہ نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا انہوں نے مسلم سے انہوں نے سعید سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میری ماں مر گئی اور عبید اللہ نے زید بن ابی انیسہ سے بیان کیا انہوں نے حکم سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میری ماں مر گئی اور اس پر نذر کا ایک روزہ تھا اور ابو جریر (عبد اللہ بن حسین) نے کہا ہم سے عکرمہ نے بیان کیا انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میری ماں مر گئی ہے اور اس پر پندرہ روزے تھے۔ ؎

لہ حافظ نے کہا بعضوں نے اس حدیث کو مضطرب قرار دیا اور اصل یہ ہے کہ یہ دو قصّے ہیں اور نذر کا روزہ خثعمیہ نے پوچھا تھا جیسے اواخر حج میں گزرا اور نذر کا حج جہنیہ نے پوچھا تھا اور مسلم نے نکالا کہ حج اور روزہ دونوں کا سوال ایک ہی عورت نے کیا تھا

غرض اس قسم کے اختلافات سے حدیث میں کوئی خلل نہیں آتا اور میت کی طرف سے حج یا روزے ادا کرنا صاف حدیث سے ثابت ہوتا ہے ۱۲ منہ ؎ ان سندوں کے بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ اس حدیث میں بہت سے اختلافات ہیں کوئی کہتا ہے پوچھنے والا مرد تھا۔ کوئی کہتا ہے عورت نے پوچھا تھا۔ کوئی ایک مہینے کے کوئی پندرہ دن کے روزے کہتا ہے۔ اسی لیے امام احمد اور لیث نے نذر کا روزہ میت کی طرف سے رکھنا درست کہا ہے اور رمضان کا روزہ درست نہیں رکھا۔ میں کہتا ہوں ان اختلافات سے حدیث میں کوئی نقص نہیں آتا۔ سب اس کے راوی ثقہ ہیں اور ممکن ہے کہ یہ مختلف واقعے ہوں اور پوچھنے والے متعدد ہوں ۱۲ منہ

بَابٌ:۔ مَتَى يَحِلُّ فِطْرُ الصَّائِمِ؟ وَأَفْطَرَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ حِينَ غَابَ قُرْصُ الشَّمْسِ۔

باب:۔ روزہ کس وقت افطار کرے اور ابو سعید خدری (صحابی) ؎ نے اس وقت روزہ افطار کیا جب سورج کا گردہ ڈوب گیا۔

؎ اس کو سعید بن منصور نے اور ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔ ۱۲ منہ

۱۷۵۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَاهُنَا وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَاهُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ۔

ہم سے حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے عاصم بن عمر سے سنا انہوں نے اپنے باپ حضرت عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات ادھر سے (پورب سے) رخ کرے اور دن ادھر سے (پچھم سے) پیٹھ موڑے اور سورج ڈوب جائے تو روزے کے افطار کا وقت آگیا۔

پ

۱۷۶۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَهُوَ صَائِمٌ، فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ: يَا فُلَانُ، قُمْ فَاجْدَحْ

ہم سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا کہا ہم سے خالد نے انہوں نے سلیمان شیبانی سے انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے انہوں نے کہا ہم ایک سفر میں (غزوۂ فتح میں جو رمضان میں ہوا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ کا روزہ تھا جب سورج ڈوبا تو آپ نے بعضے لوگوں (بلالؓ) سے کہا اٹھ

لَنَا، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ لَوْ أَمْسَيْتَ، قَالَ: انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا، قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ فَلَوْ أَمْسَيْتَ، قَالَ: انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا، قَالَ: إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا، قَالَ: انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا، فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُمْ فَشَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَاهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ۔

ہمارے لیے ستو گھول انہوں نے کہا شام تو ہونے دیجیے آپ نے فرمایا نہیں اتر ستو گھول پھر انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ شام تو ہو جانے دیجیے آپ نے فرمایا نہیں اتر ستو گھول انہوں نے کہا ابھی تو دن ہے۔ آپ نے فرمایا اتر ستو گھول آخروہ اترے اور لوگوں کے لیے ستو گھولے آپ نے پیا پھر فرمایا جب تم دیکھو رات کی تاریکی ادھر پورب سے آن پہنچی تو روزہ دار کے افطار کا وقت آگیا۔

بَابٌ يُفْطِرُ بِمَا تَيَسَّرَ مِنَ الْمَاءِ أَوْ غَيْرِهِ۔

باب:۔ پانی وغیرہ جو میسر آجائے اس سے افطار کرنا[1]

[1] حدیث کی مناسبت ترجمۂ باب سے یوں ہے کہ ستو پانی میں گھولے گئے اور اس وقت یہی حاضر تھا تو پانی وغیرہ ماحضر سے رزہ کھولنا ثابت ہوا۔ ترمذی نے مرفوعاً نکالا کہ کھجور سے روزہ افطار کرے اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے۔

۱۷۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ: انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا، قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ لَوْ أَمْسَيْتَ، قَالَ: انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا، قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا، قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا، فَنَزَلَ فَجَدَحَ، ثُمَّ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ أَقْبَلَ مِنْ هَاهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَ أَشَارَ بِأُصْبُعِهِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد نے کہا ہم سے سلیمان شیبانی نے کہا میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (سفر میں) چل رہے تھے آپ روزہ دار تھے جب سورج ڈوب گیا تو آپؐ نے (ایک شخص سے) فرمایا۔ اتر ہمارے لیے ستو گھول اس نے کہا یارسول اللہ شام تو ہونے دیجئے آپؐ نے فرمایا اتر ہمارے لیے ستو گھول اس نے کہا یارسول اللہ ابھی تو دن ہے آپؐ نے فرمایا اتر اپنا کام (ستو گھول) آخروہ اترا اس نے ستو گھولا پھر آپ نے فرمایا جب تم دیکھو رات کی تاریکی (ادھر پورب) کی طرف سے آن پہنچی تو روزے کے افطار کا وقت آگیا اور آپ نے انگلی سے پورب کی طرف اشارہ کیا۔

آٹھواں پارہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بَابُ تَعْجِیلِ الْإِفْطَارِ۔ باب:۔ روزہ جلدی کھولنا لہ

لہ یعنے وقت ہو جانے کے بعد پھر افطار میں دیر نہ کرنا چاہیے ابوداؤد نے ابوہریرہؓ سے نکالا۔ یہود اور نصاری دیر کرتے ہیں حاکم کی روایت میں ہے کہ میری امت ہمیشہ میری سنت پر رہے گی جب تک روزہ کے افطار میں تارے نکلنے کا انتظار نہ کرے گی۔ عبدالبر نے کہا روزہ جلدا فطار کرنے اور سحری دیر میں کھانے کی حدیثیں صحیح اور متواتر ہیں۔ عبدالرزاق نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سب لوگوں سے روزہ جلدی کھولتے اور سحری کھانے میں سب لوگوں سے دیر کرتے ۱۲ منہ

۱۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابوحازم (سلمہ بن دینار) سے انہوں نے سہل بن سعد سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے لوگ ہمیشہ اچھے رہیں گے جب تک روزہ جلدا فطار کرتے رہیں گے۔ لہ

لہ مگر ہمارے زمانے میں عموماً لوگ روزہ تو دیر میں کھولتے ہیں اور سحری جلدی کھالیتے ہیں اسی وجہ سے ان پر تباہی آرہی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا درست تھا جب سے مسلمانوں نے سنت پر چلنا چھوڑ دیا روز بروز ان کا تنزل ہوتا گیا اور اب تو ان کی تھوڑی سی خال خال کہیں جو حکومت رہ گئی ہے وہ بھی چراغ سحری معلوم ہوتی ہے۔ ہزار جگاتے ہیں مگر وہ خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے۔ قضائے الٰہی ان کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔

۱۷۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے ابوبکر بن عیاش نے انہوں نے سلیمان شیبانی سے انہوں نے ابن ابی اوفیٰؓ سے انہوں نے کہا میں آنحضرت

مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَصَامَ حَتَّى أَمْسَى، قَالَ لِرَجُلٍ: انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي، قَالَ: لَوِ انْتَظَرْتَ حَتَّى تُمْسِيَ، قَالَ: انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي، إِذَا رَأَيْتَ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَاهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سفر میں آپ نے روزہ رکھا جب شام ہوئی تو ایک شخص سے[1] فرمایا اونٹ سے اتر اور میرے لیے ستو گھول وہ کہنے لگا ذرا انتظار کرتے شام تک تو اچھا ہوتا آپ نے فرمایا اتر میرے لیے ستو گھول جب رات ادھر (پورب) کی طرف سے آئے تو روزہ دار کے روزہ کھولنے کا وقت آگیا۔[2]

[1] یعنے بلال رضی اللہ عنہ سے۔ ۱۲ منہ [2] یا روزہ کھل گیا بعضے لوگوں نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ جب افطار کا وقت آجائے تو خود بخود روزہ کھل جاتا ہے گو افطار نہ کرے۔ ہم کہتے ہیں اسی حدیث سے ان کا رد ہوتا ہے کیونکہ اگر وقت آنے سے روزہ خود بخود کھل جاتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ستو گھولنے کے لئے کیوں جلدی فرماتے اسی طرح دوسری حدیثوں میں روزہ جلدی کھولنے کی ترغیب کیوں دیتے اور اگر وقت آنے سے روزہ خود بخود ختم ہوجاتا تو پھر طے[ع] کے روزے سے منع کیوں فرماتے۔ ۱۲ منہ

بَابٌ إِذَا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ۔

باب: ایک شخص نے (سورج غروب ہو گیا سمجھ کر) روزہ کھولا پھر سورج نکل آیا۔

۱۸۰۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: أَفْطَرْنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ غَيْمٍ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ قِيلَ لِهِشَامٍ: فَأُمِرُوا بِالْقَضَاءِ؟ قَالَ: بُدٌّ مِنْ قَضَاءٍ: وَقَالَ مَعْمَرٌ: سَمِعْتُ هِشَامًا يَقُولُ: لَا أَدْرِي أَقَضَوْا أَمْ لَا۔

مجھ سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے فاطمہ بنت منذر سے انہوں نے اسماء بنت ابی بکر سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک دن ابر تھا ہم نے روزہ کھول ڈالا پھر ابر کھل گیا سورج نکل آیا لوگوں نے ہشام سے پوچھا پھر قضا رکھنے کا حکم ہوا انہوں نے کہا اور کیا علاج ہے[1] اور معمر نے ہشام سے یوں نقل کیا معلوم نہیں انہوں نے قضا رکھی یا نہیں۔

[1] اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ ایسی صورت میں قضا لازم ہوگی اور کفارہ نہ ہوگا اور اس کے سوا یہ بھی ضروری ہے کہ جب تک غروب نہ ہو امساک کرے یعنی کچھ کھائے پیئے نہیں قسطلانی نے حنابلہ کی بعضی کتابوں سے یہ نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھ کر کہ رات ہو گئی جماع کرے پھر معلوم ہوا کہ دن تھا تو اس پر قضا بھی نہیں ہے لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں

[ع] طے کے روزے سے مراد دن رات کا مسلسل روزہ ہے درمیان میں افطار کیئے بغیر۔ مصحح عفا اللہ عنہ

حضرت عمر رضہ سے منقول ہے کہ ایسی صورت میں قضا بھی نہیں ہے اور مجاہد اور حسن سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور اسحاق سے بھی یہی منقول ہے۔ حافظ نے کہا ایک روایت امام احمد سے بھی ایسی ہی ہے اور ابن خزیمہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ ۱۲ منہ
؎ اس تعلیق کو عبد بن حمید نے وصل کیا یہ روایت پہلی روایت کے خلاف ہے اور شاید پہلے ہشام کو اس میں شک ہو پھر یقین ہو گیا کہ انہوں نے قضا رکھی اور ابواسامہ نے ان کو قضا کا یقین ہو جانے کے بعد روایت کی ہو۔ اس صورت میں تعارض نہ رہے گا۔ ابن خزیمہ نے کہا ہشام نے جو قضا کرنا بیان کیا اس کی سند ذکر نہیں کی اس لیے میرے نزدیک قضا واجب نہ ہونے کو ترجیح ہے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضہ سے نقل کیا ہم قضا نہیں کریں گے نہ ہم کو گناہ ہوا اور عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے ان سے یہ نقل کیا ہے کہ قضا کرنا چاہیے۔ حافظ نے کہا حاصل کلام یہ ہوا کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ صَوْمِ الصِّبْيَانِ وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِنَشْوَانَ فِي رَمَضَانَ: وَيْلَكَ وَصِبْيَانُنَا صِيَامٌ فَضَرَبَهُ۔

باب:۔ بچوں کے روزے کا بیان ؎ اور حضرت عمر رضہ نے ایک متوالے ؎ کو رمضان میں حد ماری اور فرمایا اَرے کمبخت ہمارے تو بچے بھی روزے سے ہیں اور تو ایسا بے حیا کہ رمضان میں مست

؎ جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ جب تک بچہ جوان نہ ہو اس پر روزہ واجب نہیں ہے لیکن ایک جماعت سلف نے ان کو عادت ڈالنے کے لیے یہ حکم دیا ہے کہ بچوں کو روزہ رکھائیں جیسے نماز پڑھنے کے لیے ان کو حکم دیا ہے شافعی نے کہا سات سے لے کر دس برس تک جب عمر ہو تو ان سے روزہ رکھائیں اور اسحاق نے کہا جب بارہ برس کے ہوں امام احمد نے کہا جب دس برس کے ہوں اوزاعی نے کہا جب بچہ تین روزے متواتر رکھ سکے اور اس کو ضعف نہ ہو تو اس کو روزہ رکھائیں اور مالکیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ بچوں کے حق میں روزہ مشروع نہیں ہے۔ ۱۲ منہ ؎ اس متوالے نے رمضان میں شراب پی تھی۔ حضرت عمر رضہ نے اس کی ناک اور منہ سونگھا اور شراب کی بُو معلوم کی پھر فرمایا ارے کمبخت تو نے یہ کیا حرکت کی ہمارے تو بچے بھی روزہ دار ہیں پھر اس کو اسّی کوڑے مارے اور شام کے ملک میں جلاوطن کیا اس کو سعید بن منصور اور بغوی نے جعدیات میں نکالا۔ ۱۲ منہ

۱۸۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ ابْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ عَاشُورَاءَ إِلَى قُرَى الْأَنْصَارِ: مَنْ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، وَمَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن مفضل نے انہوں نے خالد بن ذکوان سے انہوں نے رُبیّع بنت معوذ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورے کے دن صبح کو انصار کی بستیوں کہلا بھیجا کہ جس نے آج روزہ نہ رکھا ہو وہ بھی باقی دن کچھ نہ کھائے اور جس نے روزہ رکھا ہو وہ روزے سے

فَلْيَصُمْ قَالَتْ: فَكُنَّا نَصُومُهُ بَعْدُ وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ، فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهُ ذَلِكَ حَتَّى يَكُونَ عِنْدَ الْإِفْطَارِ۔

سے ہے ربیع کہتی ہیں اس حکم کے بعد ہم عاشورے کے دن روزہ رکھتے اپنے بچوں کو بھی رکھاتے اور ان کے لیے اُون کا ایک کھلونا بنا دیتے جب ان میں کوئی کھانے کے لیے رونے لگتا تو ہم اس کو یہ کھلونا دے دیتے (وہ بہل جاتا) یہاں تک کہ افطار کا وقت آن پہنچتا۔

بَابُ الْوِصَالِ، وَمَنْ قَالَ لَيْسَ فِي اللَّيْلِ صِيَامٌ لِقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ۔ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ رَحْمَةً لَهُمْ وَإِبْقَاءً عَلَيْهِمْ، وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ۔

باب: طے کے روزے کا بیان اور جس نے یہ کہا کہ رات کو روزہ نہیں ہو سکتا[1] کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا رات تک روزہ پورا کرو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت پر مہربانی اور ان کی طاقت قائم رکھنے کے لیے ان کو طے کے روزے سے منع فرمایا[2] اور عبادت میں سختی کرنا مکروہ ہے۔

[1] ابوالعالیہ تابعی سے ایسا ہی منقول ہے انہوں نے کہا اللہ نے فرمایا روزہ رات تک پورا کرو جب رات آئی تو روزہ کھل گیا یہ ابن ابی شیبہ نے نکالا۔۱۲ منہ [2] اس حدیث کو امام بخاری نے آخر باب میں حضرت عائشہؓ سے وصل کیا اور ابوداؤد نے ایک صحابی سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامت اور وصال سے منع فرمایا اپنے اصحاب کی طاقت باقی رکھنے کیلیے۔ طے کے روزے منع ہیں مگر سحر تک وصال جائز ہے جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے اب اختلاف ہے کہ یہ ممانعت تحریمی ہے یا کراہت کے طور پر بعضوں نے کہا جس پر شاق ہو اس پر تو حرام ہے اور جس پر شاق نہ ہوا اس کے لیے جائز ہے۔۱۲ منہ

۱۸۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُوَاصِلُوا، قَالُوا: إِنَّكَ تُوَاصِلُ، قَالَ: لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ، إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى، أَوْ إِنِّي أَبِيتُ أُطْعَمُ وَأُسْقَى۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا مجھ سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے شعبہ سے کہا مجھ سے قتادہ نے بیان کیا انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا طے کے روزے مت رکھو لوگوں نے کہا آپ تو رکھتے ہیں آپ نے فرمایا میں تمہاری طرح نہیں مجھ کو تو کھلایا پلایا جاتا ہے یا رات کو مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے۔

۱۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الوِصَالِ، قَالُوا: إِنَّكَ تُوَاصِلُ: قَالَ: إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ، إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طے کے روزے رکھنے سے منع فرمایا لوگوں نے کہا آپ تو رکھتے ہیں آپ نے فرمایا میں تمہاری طرح نہیں مجھے تو کھلایا پلایا جاتا ہے۔

١٨٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: حَدَّثَنَا ابْنُ الهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تُوَاصِلُوا فَأَيُّكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حَتَّى السَّحَرِ، قَالُوا: فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ، إِنِّي أَبِيتُ لِي مُطْعِمٌ يُطْعِمُنِي۔ وَسَاقٍ يَسْقِينِ (١)

ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے یزید بن ہاد نے انہوں نے عبد اللہ بن خباب سے انہوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے طے کے روزے مت رکھو اگر کوئی رکھنا چاہے تو خیر سحر تک نہ کھائے (پھر سحر کو کچھ کھائے) لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو طے کے روزے رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تم برابر نہیں مجھ کو تو رات میں ایک کھلانے والا کھلاتا ہے پلانے والا پلاتا ہے۔

(١) قَوْلُهُ يسقين:۔ في المتن بحذف الياء في الفرع كالمصحف العثماني في الشعراء، وفي بعض الأصول: يسقيني بإثباتها كقراءة يعقوب الحضرمي في الآية، وكذا فيما سيأتي، انظر القسطلاني۔

١٨٥۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدٌ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الوِصَالِ رَحْمَةً لَهُمْ فَقَالُوا: إِنَّكَ تُوَاصِلُ، قَالَ: إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ، إِنِّي يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: لَمْ يَذْكُرْ عُثْمَانُ: رَحْمَةً لَهُمْ۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ اور محمد بن سلام نے بیان کیا دونوں نے کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طے کے روزے رکھنے سے منع فرمایا لوگوں پر رحم کیا اُنہوں نے عرض کیا آپ تو رکھتے ہیں آپ نے فرمایا میں تمہاری طرح تھوڑے ہوں مجھے تو میرا پروردگار کھلا پلا دیتا ہے عثمان رضی کی روایت میں یہ لفظ نہیں ہے لوگوں پر رحم کیا۔

لہ اس سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو طے کا روزہ رکھنا حرام نہیں کہتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت پر شفقت کے خیال سے اس سے منع فرمایا جیسے قیام اللیل میں آپ چوتھی رات کو برآمد نہ ہوئے اس ڈر سے کہ کہیں فرض نہ ہو جائے اور ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح عبداللہ بن زبیر سے نکالا کہ وہ پندرہ پندرہ دن تک طے کے روزے رکھتے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ طے کے روزے رکھے اگر حرام ہوتے تو آپ اپنے اصحاب کو کبھی نہ رکھنے دیتے۔ ۱۲ منہ

بَابُ التَّنْكِيلِ لِمَنْ أَكْثَرَ الْوِصَالَ، وَرَوَاهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب: جو طے کے روزے بہت رکھے اسے سزا دینا اس کو انس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۱۸۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ: إِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: وَأَيُّكُمْ مِثْلِي؟ إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ، فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ، فَقَالَ: لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ، كَالتَّنْكِيلِ لَهُمْ حِينَ أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طے کے روزے رکھنے سے منع فرمایا ایک شخص نے مسلمانوں میں سے لہ آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو طے کے روزے رکھتے ہیں آپ نے فرمایا تم میں میری طرح کوئی اور بھی ہے لہ مجھ تو میرا مالک کھلا پلا دیتا ہے لہ جب وہ طے کے روزے رکھنے سے باز نہ آئے تو آپ نے ان کے ساتھ ایک دن کچھ نہ کھایا دوسرے دن بھی کچھ نہ کھایا پھر عید کا چاند ہو گیا آپ نے فرمایا اگر چاند نہ ہوتا تو میں اور (کئی دن) نہ کھاتا گویا ان کو سزا دینے کے لیے یہ کہا جب وہ طے کے روزوں سے باز نہ آئے۔

لہ اس کا نام معلوم نہیں ہوا۔ ۱۲ منہ لہ معلوم ہوا طے کا روزہ رکھنا آپ کا خاصہ تھا اور جو امر آپ سے خاص ہے اس میں آپ کی پیروی درست نہیں مثلاً چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں لانا۔ ۱۲ منہ لہ بعضی روایتوں میں یوں ہے میں تو برابر اپنے مالک کے پاس رہتا ہوں وہ مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے یہ کھلا پلا دینا روزہ نہیں توڑتا کیونکہ یہ بہشت کا طعام اور شراب ہے اس کا حکم دنیا کے طعام اور شراب کا نہیں جیسے ایک حدیث میں ہے سونے کا طشت لایا گیا اور میرا سینہ دھویا گیا

حالانکہ دنیا میں سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال منع ہے قطع نظر اس سے صحیح روایت یہی ہے کہ میں رات کو اپنے مالک کے پاس رہتا ہوں وہ مجھ کو کھلا پلا دیتا ہے۔ ۱۲ منہ

۱۸۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ، مَرَّتَيْنِ، قِيلَ: إِنَّكَ تُوَاصِلُ، قَالَ: إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ، فَاكْلَفُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ۔

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الرزاق نے انہوں نے معمر سے انہوں نے ہمام سے انہوں ابو ہریرہؓ سے سُنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے دو بار فرمایا تم طے کے روزوں سے بچے رہو لوگوں نے کہا آپ تو رکھتے ہیں آپ نے فرمایا مجھ کو تو میرا مالک رات کو کھلا پلا دیتا ہے تم اتنی ہی تکلیف اٹھاؤ جتنی تم کو طاقت ہے۔

بَابُ الْوِصَالِ إِلَى السَّحَرِ۔

باب: سحری تک نہ کھانا طے کا روزہ رکھنا[۱]

[۱] دراصل یہ طے کا روزہ نہیں ہے مگر مجازاً اس کو وصال یعنے طے کا روزہ کہتے ہیں کیونکہ طے یہ ہے کہ ساری رات بھی کچھ نہ کھائے نہ پیئے دن کی طرح۔ ۱۲ منہ

۱۸۸۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تُوَاصِلُوا، فَأَيُّكُمْ أَرَادَ أَنْ يُوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حَتَّى السَّحَرِ، قَالُوا: فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ، إِنِّي أَبِيتُ لِي مُطْعِمٌ يُطْعِمُنِي وَسَاقٍ يَسْقِينِ۔

ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا کہا مجھ سے عبد العزیز بن ابی حازم نے انہوں نے یزید بن ہاد سے انہوں نے عبد اللہ بن خباب سے انہوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے طے کے روزے مت رکھو اگر کوئی تم میں سے طے کا روزہ رکھنا چاہے تو خیر سحری تک نہ کھائے لوگوں نے عرض کیا آپ تو رکھتے ہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے تو رات کو ایک کھلانے والا کھلا دیتا ہے اور پلانے والا پلا دیتا ہے۔

بَابُ مَنْ أَقْسَمَ عَلَى أَخِيهِ لِيُفْطِرَ فِي التَّطَوُّعِ، وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِ قَضَاءً إِذَا كَانَ أَوْفَقَ لَهُ.

باب: اگر کوئی اپنے بھائی کو نفل روزہ توڑنے کے لیے قسم دے اور وہ توڑ ڈالے تو اس پر قضا نہیں ہے جب روزہ نہ رکھنا اس کو مناسب ہو لہ

لہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر بلاوجہ نفل روزہ قصداً توڑ ڈالے تو اس پر قضا لازم ہوگی اس مسئلہ میں علما کا اختلاف ہے شافعیہ کہتے ہیں نفل روزہ اگر توڑ ڈالے تو اس کو قضا مستحب ہے عذر سے توڑے یا بے عذر حنابلہ اور جمہور علما بھی اسی کے قائل ہیں اور حنفیہ کے نزدیک ہر حال میں قضا رکھنا واجب ہے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ جب عمداً بلا عذر توڑ ڈالے تو قضا لازم ہوگی۔ ۱۲ منہ

۱۸۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ، فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً، فَقَالَ لَهَا: مَا شَأْنُكِ؟ قَالَتْ: أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا، فَجَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَ: كُلْ، فَإِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ، قَالَ: فَأَكَلَ، فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُومُ، قَالَ: نَمْ، فَنَامَ، ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ فَقَالَ: نَمْ، فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ: قُمِ الْآنَ، فَصَلَّيَا، فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ: إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے جعفر بن عون نے کہا ہم سے ابو العمیس عتبہ بن عبداللہ نے انہوں نے عون بن ابی جحیفہ سے انہوں نے اپنے باپ وہب بن عبداللہ سوائی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان اور ابوالدرداء کو بھائی بھائی بنا دیا تھا سلمان ابوالدرداء سے ملنے گئے دیکھا تو ام درداء ان کی جورو میلی کچیلی ہیں انہوں نے حال پوچھا تو کہا تمہارا بھائی ابوالدرداء تارک الدنیا ہو گیا ہے۔ اتنے میں ابوالدرداء بھی آ گئے اور سلمان کے لیے کھانا تیار کیا اور کہنے لگے تم کھاؤ میں روزے سے ہوں سلمان نے کہا جب تک تم نہ کھاؤ گے میں نہیں کھانے کا خیر ابوالدرداء نے کھا لیا جب رات ہوئی تو ابوالدرداء عبادت کے لیے اٹھے سلمان نے کہا سو رہو وہ سو گئے پھر اٹھنے لگے تو کہا سو رہو جب رات آخر ہوئی تو سلمان نے کہا اب اٹھو پھر دونوں نے نماز پڑھی بعد اس کے سلمان نے ان کو سمجھایا بھائی دیکھو اللہ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری جان کا بھی اور تمہاری جورو کا بھی پس ہر ایک کا حق ادا کرو یہ سن کر ابوالدرداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقَ سَلْمَانُ۔

پاس آئے اور آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا سلمان سچ کہتا ہے۔

بَابُ صَوْمِ شَعْبَانَ۔

باب: شعبان میں روزے رکھنے کا بیان [1]

[1] اگرچہ اور مہینوں میں بھی آپ نفل روزے رکھتے مگر شعبان میں زیادہ روزے رکھتے کیونکہ شعبان میں بندوں کے اعمال اللہ پاک کی طرف اٹھائے جاتے ہیں۔ نسائی کی روایت میں یہ مضمون وارد ہے ۱۲ منہ

۱۹۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ حَتّٰى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُولَ لَا يَصُومُ، فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابو النضر سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نفل روزے اتنے رکھتے تھے کہ ہم کہتے اب افطار نہ کریں گے اور افطار اتنا کرتے کہ ہم کہتے اب روزے نہ رکھیں گے اور میں نے نہیں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے سوا اور کسی مہینے کے پورے روزے رکھے ہوں اور میں نے آپ کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

۱۹۱- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ، فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ وَكَانَ يَقُولُ: خُذُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوا، وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دُووِمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّتْ، وَكَانَ إِذَا صَلّٰى صَلَاةً دَاوَمَ عَلَيْهَا۔

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام نے انہوں نے یحییٰ سے انہوں نے ابو سلمہ سے ان سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے نہ رکھتے آپ پورے شعبان روزے رکھتے اور فرماتے اتنا ہی (نیک) عمل کرو جتنے کی تم کو طاقت ہے کیونکہ اللہ تو ثواب دینے سے تھکے گا نہیں تم ہی تھک جاؤ گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ نماز بہت پسند تھی جو ہمیشہ پڑھی جاتے اگرچہ تھوڑی ہو اور آپ جب کوئی (نفل) نماز پڑھنا شروع کرتے تو ہمیشہ اس کو پڑھتے [2]

لے یہ بظاہر پہلی روایت کے خلاف ہے کیونکہ اس کا مضمون یہ ہے کہ رمضان کے سوا اور کسی مہینے کے پورے روزے نہ رکھتے اور تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ اس روایت میں پورے رمضان سے اس کا اکثر حصہ مراد ہے۔ ۱۲ منہ ۔ ٹلہ جو نیک کام ہمیشہ کیا جائے اس میں بڑی لذّت ہوتی ہے اور نفس میں بھی عادت اور پاکیزگی پیدا ہو جاتی ہے بہ نسبت اس کے کہ چند روز سخت محنت اٹھائے اور پھر تنگ ہو کر چھوڑ دے اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا اعتدال کے ساتھ مناسب وقتوں میں پابندی کے ساتھ جو کام کیا جائے وہی پورا ہوتا ہے بڑے بڑے کام پابندی اور اعتدال ہی سے انصرام پاتے ہیں اور دوڑ کر چلنے والا ہمیشہ ٹھوکر کھا کر گر پڑتا ہے

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِفْطَارِهِ۔

باب:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے اور افطار کا بیان۔

۱۹۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَا صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ، وَيَصُومُ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ: لَا وَاللهِ لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ: لَا وَاللهِ لَا يَصُومُ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے انہوں نے ابو بشر سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے سوا اور کسی مہینے کے پورے روزے نہیں رکھے اور آپ جب (نفل) روزے رکھنا شروع کرتے تو لگاتار رکھتے کہ کوئی کہتا قسم خدا کی افطار نہ کریں گے اور جب افطار کرتے تو کوئی کہتا خدا کی قسم اب روزے نہیں رکھیں گے۔

۱۹۳۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لَا يَصُومَ مِنْهُ، وَيَصُومُ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لَا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا، وَكَانَ لَا تَشَاءُ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ، وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ، وَقَالَ سُلَيْمَانُ، عَنْ حُمَيْدٍ: أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسًا فِي الصَّوْمِ۔

مجھ سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے محمد ابن جعفر نے انہوں نے حمید طویل سے انہوں نے انسؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہینے میں اتنے دنوں تک افطار کرتے کہ ہم سمجھتے اب روزہ نہیں رکھنے کے اور روزے رکھتے تو اتنے دنوں تک کہ ہم سمجھتے اب افطار نہیں کریں گے اور رات کو اگر کسی کو منظور ہوتا کہ آپ کو نماز پڑھتے دیکھے تو اسی طرح دیکھ لیتا اگر یہ منظور ہوتا کہ آپ کو سوتا ہوا دیکھے تو اسی طرح دیکھ لیتا لے اور سلیمان نے حمید سے یوں روایت کی انہوں نے انسؓ سے روزے کے باب میں پوچھا۔

لہ مطلب یہ ہے کہ آپ کبھی اوّل شب میں عبادت کرتے کبھی بیچ شب میں کبھی آخر شب میں اسی طرح آپ کا آرام فرمانا بھی مختلف وقتوں میں ہوتا رہتا اسی طرح آپ کا روزہ بھی تھا شروع اور بیچ اور آخر مہینے میں ہر دنوں میں رکھتے تو ہر شخص جو آپ کو روزہ دار یا رات کو عبادت کرتے یا سوتے دیکھنا چاہتا بلا دقت دیکھ لیتا۔ ۱۲ منہ

۱۹۴۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَرَاهُ مِنَ الشَّهْرِ صَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ، وَلَا مُفْطِرًا إِلَّا رَأَيْتُهُ، وَلَا مِنَ اللَّيْلِ قَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ، وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ، وَلَا مَسِسْتُ خَزَّةً وَلَا حَرِيرَةً أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا شَمِمْتُ مِسْكَةً وَلَا عَبِيرَةً أَطْيَبَ رَائِحَةً مِنْ رَائِحَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو ابو خالد نے خبر دی کہا ہم کو حمید نے کہا میں نے انسؓ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (نفل) روزے کیسے رکھتے تھے انہوں نے کہا جب میں چاہتا آپ کو روزہ دار دیکھوں تو روزہ دار دیکھ لیتا اور جب چاہتا آپ کو افطار کی حالت میں دیکھوں تو ویسا ہی دیکھ لیتا اسی طرح رات کو جب چاہتا آپ کو نماز میں کھڑا ہوا دیکھتا اور جب چاہتا آپ کو سوتا ہوا دیکھ لیتا اور میں نے سمور اور ریشم کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں پایا۔ اور مشک اور عنبر کی خوشبو بھی آپ کی خوشبو سے اچھی نہیں سونگھی لہ

لہ تو آپ اخلاق اور عادات میں اور نیز شکل و صورت اور شمائل میں سب لوگوں سے زیادہ بہتر تھے اور انہی خوبیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی پیغمبری کے لیے چن لیا اور آپ کو اپنا مقرب خاص بنایا۔ ۱۲ منہ

بَابُ حَقِّ الضَّيْفِ فِي الصَّوْمِ۔

باب: مہمان کی خاطر سے نفل روزہ نہ رکھنا یا توڑ ڈالنا۔

۱۹۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا هَارُونُ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو ہارون بن اسمٰعیل نے خبر دی کہا ہم سے علی بن مبارک نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا مجھ سے ابو سلمہ نے کہا مجھ سے عبداللہ بن عمروؓ بن عاص نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے پھر بیان کیا پوری حدیث کو اس میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا تیرے مہمان کا تجھ پر

يَعْنِي إِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَقُلْتُ: وَمَا صَوْمُ دَاوُدَ؟ قَالَ: نِصْفُ الدَّهْرِ۔

حق ہے اور تیری بی بی کا تجھ پر حق ہے پھر میں نے پوچھا کہ داؤد کیونکر روزے رکھتے تھے آپ نے فرمایا ایک دن روزہ ایک دن افطار۔

بَابُ حَقِّ الْجِسْمِ فِي الصَّوْمِ۔

باب: بدن کا بھی روزے میں حق ہے۔

۱۹۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَبْدَ اللهِ، أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ؟ فَقُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ، صُمْ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ، فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِعَيْنَيْكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ كُلَّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرُ أَمْثَالِهَا، فَإِذَنْ ذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ، فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، قَالَ: فَصُمْ صِيَامَ نَبِيِّ اللهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَلَا تَزِدْ عَلَيْهِ، قُلْتُ: وَمَا كَانَ صِيَامُ نَبِيِّ اللهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ؟ قَالَ: نِصْفُ الدَّهْرِ، وَكَانَ عَبْدُ اللهِ يَقُولُ بَعْدَ مَا كَبِرَ:

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو اوزاعی نے خبر دی کہا مجھ سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا کہا مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا مجھ سے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا عبداللہ مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ تو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو نماز میں کھڑا رہتا ہے انہوں نے کہا بے شک سچ ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تو ایسا مت کر روزہ رکھ اور افطار بھی کر عبادت کر سو بھی کیوں کہ تیرے بدن کا تجھ پر حق ہے اور تیری آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے تیری بی بی کا بھی تجھ پر حق ہے تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے اور تجھے ہر مہینے میں تین روزے بس کرتے ہیں کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ملے گا (تین کے تیس ہوئے) تو گویا ساری عمر روزے رکھے عبداللہ نے کہا پھر میں نے اپنے اوپر سختی چاہی تو سختی کی گئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنے میں زیادہ طاقت پاتا ہوں آپ نے فرمایا تو داؤد پیغمبر علیہ السلام کا روزہ رکھ اس سے مت بڑھا میں نے پوچھا داؤد پیغمبر علیہ السلام کیونکر روزے رکھتے تھے آپ نے فرمایا ایک دن روزہ ایک دن افطار۔ عبداللہ بن عمرو جب بوڑھے ہو گئے اس وقت کہتے تھے کاش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

يَا لَيْتَنِي قَبِلْتُ رُخْصَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کی رخصت کو قبول کر لیتا (ہر مہینے میں تین روزے سہل تھے)

لہ یعنی اتنے روزے نہ رکھنا چاہیے کہ آدمی بے طاقت ہو جائے اور دوسرے فرائض ادا نہ کر سکے۔

بَابُ صَوْمِ الدَّهْرِ

باب:۔ ہمیشہ روزہ رکھنا لہ

لہ جس کو صوم الدہر کہتے ہیں شافعیہ کے نزدیک یہ مستحب ہے ایک حدیث میں ہے جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس پر دوزخ تنگ ہو جائے گی یعنے وہ دوزخ میں جا ہی نہ سکے گا اس کو امام احمد اور نسائی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور بیہقی نے نکالا بعضوں نے ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ جانا ہے کیونکہ ایسا کرنے سے عادت ہو جاتی ہے اور روزے کی تکلیف باقی نہیں رہتی۔ ۱۲ منہ

۱۹۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ: أُخْبِرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَقُولُ وَاللَّهِ لَأَصُومَنَّ النَّهَارَ وَلَأَقُومَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ. فَقُلْتُ لَهُ: قَدْ قُلْتُهُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، قَالَ: فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ فَصُمْ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ، وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وَذَلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ. قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ، قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا، فَذَلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ أَفْضَلُ الصِّيَامِ، فَقُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے یہ کہنے کی خبر پہنچ گئی قسم خدا کی میں تو دن کو روزہ رکھوں گا اور رات کو عبادت میں کھڑا رہوں گا جب تک جیوں (آپ نے پوچھا تو میں نے عرض کیا بیشک میں نے ایسا کہا میرے ماں باپ آپ پر صدقے آپ نے فرمایا یہ تو تجھ سے نہ ہو سکے گا تو ایسا کر روزہ رکھ اور افطار بھی کر اور ہر مہینے میں تین روزے رکھا کر اس لیے کہ ہر نیکی کا دس گنا ثواب ملتا ہے تو گویا ساری عمر روزے رکھے۔ میں نے عرض کیا مجھ کو تو اس سے زیادہ طاقت ہے آپ نے فرمایا تو ایک دن روزہ رکھ دو دن افطار کر میں نے عرض کیا مجھ کو اس سے بھی زیادہ قوت ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا ایک دن روزہ رکھ ایک دن افطار کر یہ داؤد پیغمبر علیہ السلام کا روزہ ہے اور سب روزوں سے افضل ہے۔ میں نے عرض کیا مجھ کو تو اس سے بھی زیادہ بوتہ ہے آپ نے فرمایا اس سے

لا أفضل من ذلك۔

افضل کوئی روزہ نہیں [1]

[1] کیونکہ اس میں نفس کو روزے کی عادت نہیں ہوتی اور اس میں تکلیف باقی رہتی ہے۔ ۱۲ منہ

باب حق الأهل في الصوم: رواه أبو جحيفة عن النبي صلى الله عليه وسلم۔

باب۔ روزے میں بی بی ماں بچوں کا حق اس کو ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

۱۹۸۔ حدثنا عمرو بن علي: أخبرنا أبو عاصم، عن ابن جريج، سمعت عطاء أن أبا العباس الشاعر أخبره: أنه سمع عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما بلغ النبي أني أسرد الصوم، وأصلي الليل، فإما أرسل إلي وإما لقيته فقال: ألم أخبر أنك تصوم ولا تفطر وتصلي؟ فصم وأفطر وقم ونم، فإن لعينيك عليك حظا، وإن لنفسك وأهلك عليك حظا، قال: إني لأقوى لذلك، قال: فصم صيام داود عليه السلام، قال: وكيف؟ قال: كان يصوم يوما ويفطر يوما، ولا يفر إذا لاقى، قال: من لي بهذه يا نبي الله؟ قال عطاء: لا أدري كيف ذكر صيام الأبد؟ قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا صام من صام الأبد مرتين۔

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم کو ابو عاصم نے خبر دی انہوں نے ابن جریج سے کہا میں نے عطا بن ابی رباح سے سنا ان سے ابوالعباس شاعر نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچ گئی کہ میں لگاتار روزے رکھا کرتا ہوں اور رات بھر نماز پڑھا کرتا ہوں تو آپ نے مجھے بلا بھیجا یا میں خود آپ سے ملا آپ نے فرمایا مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ تو روزے رکھتا ہے افطار نہیں کرتا اور نماز پڑھے جاتا ہے ایسا کر روزہ بھی رکھ افطار بھی کر عبادت بھی کر آرام بھی کر کیونکہ تیری آنکھوں کا تجھ پر حق ہے تیری جان اور تیری بی بی بال بچوں کا تجھ پر حق ہے میں نے عرض کیا مجھے اس سے زیادہ طاقت ہے آپ نے فرمایا خیر تو داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھ میں نے پوچھا کیونکر آپ نے فرمایا وہ ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار کرتے اور دشمن کے مقابلہ میں نہ بھاگتے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس بات کی میری طرف سے کون ذمہ داری کر سکتا ہے عطا نے کہا میں نہیں جانتا ہمیشہ روزہ رکھنے کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا اتنا جانتا ہوں کہ آپ نے دو بار یہ فرمایا جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے روزہ نہیں رکھا [1]

[1] اس سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جنہوں نے سدا روزہ رکھنا مکروہ جانا ہے ابن عربی نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سدا روزہ رکھنے والے کی نسبت یہ فرمایا کہ اس نے روزہ نہیں رکھا تو اب اس کو ثواب کی کیا توقع ہے بعضوں نے کہا اس حدیث میں سدا روزہ رکھنے سے یہ مراد ہے کہ عیدین اور ایام تشریق میں بھی افطار نہ کرے اس کی کراہت اور حرمت میں تو کسی کا اختلاف نہیں

اگران دنوں میں کوئی افطار نہ کرے اور باقی دنوں میں روزہ رکھا کرے بشرطیکہ اپنے اور اپنے اہل وعیال کے حقوق میں کوئی خلل واقع نہ ہو تو ظاہر یہ ہے کہ مکروہ نہ ہوگا مگر ہر حال میں افضل یہی ہے کہ صوم داؤدی رکھے یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار۔ ۱۲ منہ

بَابُ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمٍ۔

باب۔ ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کا بیان

١٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُغِيرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، قَالَ: أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، فَمَا زَالَ حَتَّى قَالَ: صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا، فَقَالَ: اقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ، قَالَ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، فَمَا زَالَ حَتَّى قَالَ فِي ثَلَاثٍ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے مغیرہ بن مقسم سے کہا میں نے مجاہد سے سنا انہوں نے عبداللہ بن عمرو سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ہر مہینے میں تین روزے رکھا کر عبداللہ نے کہا مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے پھر یہی سوال جواب ہوتا رہا آخر آپ نے فرمایا ایک دن روزہ رکھ ایک دن افطار کر اور فرمایا ہر مہینے میں ایک ختم قرآن کر میں نے عرض کیا مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے۔ پھر یوں ہی گفتگو رہی یہاں تک کہ آپ نے فرمایا تین روز میں سہی [1]

[1] امام مسلم کی روایت میں یوں ہے آپ نے فرمایا ایک مہینے میں ایک ختم قرآن کا کیا کر میں نے کہا مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے آپ نے فرمایا اچھا بیس دن میں ختم کیا کر میں نے کہا مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے آپ نے فرمایا اچھا دس دن میں ختم کیا کر میں نے کہا مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے آپ نے فرمایا اچھا سات دن میں ختم کیا کر اور اس سے مت بڑھنا یعنے سات دن سے کم میں ختم نہ کر اسی لیے اکثر علماء نے سات دن سے کم میں قرآن ختم کرنا مکروہ رکھا ہے قسطلانی نے کہا میں نے بیت المقدس میں ایک بوڑھے کو دیکھا جنہیں ابوالطاہر کہتے تھے وہ دن رات میں قرآن کے آٹھ ختم کیا کرتا تھا بعضوں نے کہا ایک رات دن میں اس نے دس ختم سے زیادہ کیے اور برہان بن ابی شریف کہتے تھے کہ وہ رات دن میں پندرہ ختم کرتے ہیں اور صفوہ بن منصور بن زاذان سے منقول ہے کہ وہ مغرب اور عشاء کے بیچ میں دو ختم کیا کرتے تھے اور تیسرا ختم بھی طواسین تک پہنچتا تمام ہوا کلام قسطلانی کا مترجم کہتا ہے یہ سب فعل خلافِ سنت ہیں اور عمدہ یہ ہے کہ قرآن سمجھ کر آہستگی کے ساتھ چالیس دن میں ختم کیا جائے حد سات روز میں انتہا تین روز میں اس سے کم میں ختم کرنا ہمارے شیخ اہلِ حدیث نے مکروہ جانا ہے اور ادب اور تعظیم کے بھی خلاف ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ صَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ،

۲۰۰- حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ الْمَكِّيَّ، وَكَانَ شَاعِرًا، وَكَانَ لَا يُتَّهَمُ فِي حَدِيثِهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكَ لَتَصُومُ الدَّهْرَ، وَتَقُومُ اللَّيْلَ، فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ إِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ هَجَمَتْ لَهُ الْعَيْنُ، وَنَفِهَتْ لَهُ النَّفْسُ، لَا صَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ: صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ، قُلْتُ: فَإِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا، وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى۔

۲۰۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ شَاهِينَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الْمَلِيحِ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِيكَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ لَهُ صَوْمِي، فَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ، وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، فَقَالَ: أَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ؟ قَالَ: قُلْتُ:

باب: حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ

ہم سے آدم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے حبیب بن ابی ثابت نے کہا میں نے ابوالعباس شاعر سے سنا ان پر حدیث کی روایت میں تہمت نہ تھی (یعنی معتبر تھے) وہ کہتے تھے میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تو برابر ہر روز روزہ رکھتا ہے اور رات بھر نماز میں کھڑا رہتا ہے میں نے کہا جی آپ نے فرمایا ایسا کرے گا تو تیری آنکھوں میں گڑھا پڑ جائے گا جان ناتواں ہو جائے گا جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے روزہ ہی نہیں رکھا ہر مہینے میں تین روزے رکھنا ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے میں نے عرض کیا مجھ کو تو اس سے زیادہ بل بوتا ہے آپ نے فرمایا تو داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار اور جب دشمن سے مڈبھیڑ ہوتی تو بھاگتے نہیں۔

ہم سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن عبداللہ نے انہوں نے خالد حذاء سے انہوں نے ابوقلابہ سے انہوں نے کہا مجھ کو ابوالملیح نے خبر دی کہ میں تیرے باپ (زید) کے ساتھ عبداللہ بن عمرو بن عاص کے پاس گیا انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے روزوں کا ذکر ہوا تو آپ میرے پاس تشریف لائے میں نے آپ کے لیے چمڑے کی توشک بچھائی جس میں خرمے کی چھال بھری ہوئی تھی آپ زمین پر بیٹھ گئے اور توشک میرے

يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: خَمْسًا، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: سَبْعًا، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: تِسْعًا، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: إِحْدَى عَشْرَةَ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، شَطْرُ الدَّهْرِ صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا۔

اور آپ کے بیچ میں رہ گئی پھر آپ نے فرمایا کیا تجھے ہر مہینے میں تین روزے بس نہیں ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (مجھ کو اس سے زیادہ طاقت ہے) آپ نے فرمایا اچھا پانچ میں نے پھر عرض کیا آپ نے فرمایا اچھا سات میں نے پھر عرض کیا آپ نے فرمایا اچھا نو میں نے پھر عرض کیا آپ نے فرمایا اچھا گیارہ۔ پھر آپ نے فرمایا داؤد کے روزوں سے بڑھ کر کوئی روزہ نہیں ایک دن روزہ رکھ ایک دن افطار کر۔

بَابُ صِيَامِ الْبِيضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ۔

باب:۔ ایام بیض یعنی چاندنی کے دن ہر مہینے میں تیرھویں چودھویں پندرھویں کو روزہ رکھنا۔

۲۰۲ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ: صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَيِ الضُّحَى، وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ۔

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سہیل نے کہا ہم سے ابو التیاح یزید بن حمید نے کہا مجھ سے ابو عثمان عبدالرحمن ہندی نے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا میرے جانی دوست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ہر مہینے[1] تین روزے رکھنے اور چاشت کی نماز دو رکعتیں اور سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی وصیت کی۔

[1] یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ حدیث ترجمۂ باب کے موافق نہیں ہے کیونکہ حدیث میں ہر مہینے میں تین روزے رکھنے کا ذکر ہے ایام بیض کی کوئی تخصیص نہیں ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو امام احمد اور نسائی اور ابن حبان نے موسیٰ بن طلحہ کے طریق سے نکالا انہوں نے ابو ہریرہؓ سے اس میں یوں ہے کہ آپ نے ایک اعرابی سے فرمایا جو بھنا ہوا خرگوش لایا تھا تو بھی کھا اس نے کہا میں ہر مہینے تین روزے رکھتا ہوں آپ نے فرمایا اگر تو یہ روزے رکھتا ہے تو سفید دنوں میں رکھا کر یعنی ایام بیض میں نسائی کی ایک روایت میں عبداللہ بن عمرو سے یوں ہے ہر دس دن میں ایک روزہ رکھا کر اور ترمذی نے نکالا کہ آپ ہفتے اور اتوار اور پیر کو روزہ رکھا کرتے اور ایک روایت میں منگل بدھ جمعرات ہے غرض آپ کا نفلی روزہ ہمیشہ کے لیے کسی خاص دن میں معین نہ تھا۔ ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَمْ يُفْطِرْ عِنْدَهُمْ۔

باب:۔ کہیں ملاقات کو جانا اور نفل روزہ نہ توڑنا۔

٢٠٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنِي خَالِدٌ هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُمِّ سُلَيْمٍ فَأَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَسَمْنٍ قَالَ: أَعِيدُوا سَمْنَكُمْ فِي سِقَائِهِ، وَتَمْرَكُمْ فِي وِعَائِهِ فَإِنِّي صَائِمٌ، ثُمَّ قَامَ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَصَلَّى غَيْرَ الْمَكْتُوبَةِ، فَدَعَا لِأُمِّ سُلَيْمٍ وَأَهْلِ بَيْتِهَا، فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ لِي خُوَيْصَةً، قَالَ: مَا هِيَ؟ قَالَتْ: خَادِمُكَ أَنَسٌ، فَمَا تَرَكَ خَيْرَ آخِرَةٍ وَلَا دُنْيَا إِلَّا دَعَا لِي بِهِ: اللّٰهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَوَلَدًا وَبَارِكْ لَهُ، فَإِنِّي لَمِنْ أَكْثَرِ الْأَنْصَارِ مَالًا، وَحَدَّثَتْنِي ابْنَتِي أُمَيْنَةُ أَنَّهُ دُفِنَ لِصُلْبِي مَقْدَمَ حَجَّاجٍ الْبَصْرَةَ بِضْعٌ وَعِشْرُونَ وَمِائَةٌ، قَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ: سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا مجھ سے خالد بن حارث نے کہا ہم سے حمید نے انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم کے پاس گئے وہ آپ کے لیے کھجور اور گھی لائیں آپ نے فرمایا گھی کپی میں ڈال دو اور کھجور تھیلے میں میں روزے سے ہوں پھر آپ گھر کے ایک کونے میں جا کھڑے ہوئے اور نفل نماز پڑھی [1] اور ام سلیم اور ان کے گھر والوں کے لیے دعا فرمائی۔ ام سلیم نے عرض کیا یارسول اللہ میں ایک خاص شخص کے لیے دعا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا وہ کیا ام سلیم نے کہا آپ کے غلام انسؓ کے لیے یہ سن کر آپ نے دنیا اور آخرت کی بھلائی کی کوئی بات نہ چھوڑی ہر ایک کی دعا کی آپ نے فرمایا اللہ اس کو مال اور اولاد دے اور اس کو برکت عطا فرما انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں سب انصاری لوگوں سے زیادہ مالدار ہوں اور مجھ سے میری بیٹی امینہ نے بیان کیا کہ حجاج جب بصرے میں آیا اس وقت تک خاص میرے نطفہ سے ایک سو بیس پر کچھ زیادہ بچے دفن ہو چکے تھے [2]

[1] حافظ نے کہا یہ دوسرا قصہ ہے اس قصے کے سوا جس میں بوریے پر نماز پڑھنا اور ان کو اپنے پیچھے کھڑے کرنے کا ذکر ہے اور جو کتاب الصلوٰۃ میں اوپر مذکور ہو چکی ہے۔۱۲منہ [2] حجاج بصرے میں ۷۵ھ ہجری میں آیا تھا اس وقت انسؓ کی عمر کچھ اوپر اسی برس کی تھی اس کے بعد بھی انسؓ زندہ رہے ۹۳ھ یا ۹۲ھ یا ۹۱ھ ہجری میں انتقال کیا سو برس کے قریب ان کی عمر ہوئی یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت تھی ایک روایت یہ ہے کہ

انہوں نے ۱۲۹ یا ۱۲۲ یا ۱۲۵ بچے خاص اپنی صلب کے دفن کیے جس کے خاص صلبی بچے اتنے ہوں تو خیال کرنا چاہیے کہ پوتا پوتی نواسے نواسیاں کتنی ہوں گی۔ ۱۲ منہ

بَابُ الصَّوْمِ مِنْ آخِرِ الشَّهْرِ

۲۰۴۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ، عَنْ غَيْلَانَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَأَلَهُ أَوْسَأَلَ رَجُلًا وَعِمْرَانُ يَسْمَعُ فَقَالَ: يَا أَبَا فُلَانٍ، أَمَا صُمْتَ سَرَرَ هَذَا الشَّهْرِ؟ قَالَ: أَظُنُّهُ قَالَ: يَعْنِي رَمَضَانَ، قَالَ الرَّجُلُ: لَا يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ فَإِذَا أَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ، لَمْ يَقُلِ الصَّلْتُ أَظُنُّهُ يَعْنِي رَمَضَانَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ، وَقَالَ ثَابِتٌ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عِمْرَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْ سَرَرِ شَعْبَانَ،

باب:۔ مہینے کے اخیر میں روزہ رکھنا

ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے مہدی بن میمون نے انہوں نے غیلان سے سنا دوسری سند اور ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے مہدی بن میمون نے کہا ہم سے غیلان بن جریر نے انہوں نے مطرف بن عبداللہ سے انہوں نے عمران بن حصین (صحابیؓ) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود عمران سے یا اور کسی سے پوچھا اور عمران سن رہے تھے [۱] اے فلانے تو نے اس مہینے کے اخیر تک روزہ رکھا ابوالنعمان نے کہا میں سمجھتا ہوں رمضان کو فرمایا اس نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا جب تو رمضان میں افطار کرے تو دو روزے رکھ صلت راوی نے یہ نہیں کہا رمضان کو امام بخاری نے کہا ثابت نے مطرف سے انہوں نے عمرانؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں روایت کیا کہ شعبان کے اخیر میں [۲] (یہ صحیح ہے)

[۱] یہ شک مطرف راوی کو ہوئی کیونکہ ثابت نے بھی مطرف سے اسی طرح شک کے ساتھ روایت کیا امام مسلم نے دوسرے دو طریقوں سے اس حدیث کو نکالا ان میں شک نہیں ہے بلکہ یوں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا اور امام احمد کی روایت میں یوں ہے عمرانؓ سے پوچھا۔ ۱۲ فتح [۲] کیونکہ رمضان میں تو سارے مہینے ہر کوئی روزے رکھتا ہے بعضوں نے سرر کا ترجمہ مہینے کا شروع کیا ہے بعضوں نے مہینے کا بیچ بعضوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے بر سبیل تذکرہ فرمایا کہ تو نے شعبان کے اخیر میں تو روزے نہیں رکھے کیونکہ دوسری حدیث میں آپ نے رمضان کا استقبال کرنے سے منع فرمایا مگر اس میں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ ہوتا تو آپ قضا کا حکم کیوں دیتے خطابی نے کہا شاید اس وجہ سے قضا کا حکم دیا کہ اس شخص نے منت مانی ہو گی تو آپ نے منت پوری کرنے کا حکم دیا۔ اس طرح

کہ شوال میں اس کی قضا کرے۔ بعضوں نے کہا اگر کوئی شعبان کے اخیر میں رمضان کے استقبال کی نیت سے روزے رکھے تو یہ مکروہ ہے لیکن اگر استقبال کی نیت نہ ہو تو کچھ قباحت نہیں ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، وَإِذَا أَصْبَحَ صَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَعَلَيْهِ أَنْ يُفْطِرَ.

باب:۔ جمعہ کے دن روزہ رکھنا اگر کسی نے (اکیلا) جمعہ کا روزہ رکھا[1] تو کھول ڈالے۔

[1] یعنی نہ جمعہ سے پہلے ایک دن روزہ رکھا نہ جمعہ کے بعد ہفتہ کے دن اکیلا جمعہ کا روزہ امام احمد اور ابن منذر اور بعض شافعیہ نے مکروہ رکھا ہے اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ مکروہ نہیں ہے۔ ۱۲ منہ

۲۰۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، زَادَ غَيْرُ أَبِي عَاصِمٍ: يَعْنِي أَنْ يَنْفَرِدَ بِصَوْمِهِ.

ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ سے انہوں نے محمد ابن عباد سے انہوں نے کہا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روزے سے منع فرمایا ہے انہوں نے کہا ہاں اور راویوں نے ابوعاصم کے سوا یوں کہا یعنے اکیلا جمعہ کا روزہ رکھنے سے۔

۲۰۶۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَصُومُ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ.

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے ابوصالح نے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے تم میں کوئی شخص جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے مگر جب کہ اس سے پہلے یا اس کے بعد ایک دن اور روزہ رکھے۔

۲۰۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ ح: وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے شعبہ سے دوسری سند اور ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا

أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ فَقَالَ: أَصُمْتِ أَمْسِ؟ قَالَتْ: لَا، قَالَ: تُرِيدِينَ أَنْ تَصُومِي غَدًا؟ قَالَتْ: لَا، قَالَ: فَأَفْطِرِي، وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ الجَعْدِ سَمِعَ قَتَادَةَ: حَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ أَنَّ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَتْهُ فَأَمَرَهَا فَأَفْطَرَتْ۔

ہم سے شعبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے ابوایوب سے انہوں نے جویریہ بنت حارث سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن ان کے پاس تشریف لے گئے وہ روزہ دار تھیں آپ نے فرمایا کیا تو نے کل (جمعرات کو) بھی روزہ رکھا تھا انہوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا اچھا کل ہفتے کو بھی روزہ رکھنا چاہتی ہے انہوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا پھر تو روزہ کھول ڈال اور حماد بن جعد نے قتادہ سے سُنا انہوں نے کہا مجھ سے ابوایوب نے بیان کیا ان سے جویریہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا انہوں نے روزہ کھول ڈالا۔

بَابٌ هَلْ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الأَيَّامِ؟

باب:۔ روزے کے لیے کوئی دن مقرر کرنا [1]

[1] امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ بعضے لوگوں کی جو عادت ہوتی ہے کہ ہفتے میں ایک یا دو دن خاص کرکے اس میں روزہ رکھتے ہیں جیسے کوئی پیر جمعرات کو روزہ رکھتا ہے کوئی پیر منگل کو کوئی جمعرات جمعہ کو تو یہ تخصیص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔ ابن تین نے کہا بعضوں نے اسی وجہ سے ایسی تخصیص کو مکروہ رکھا ہے لیکن عرفہ کے دن اور عاشورے اور ایام بیض کی تخصیص تو خود حدیث سے ثابت ہے حافظ نے کہا کئی ایک حدیثوں میں یہ وارد ہے کہ آپ پیر اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے مگر شاید امام بخاری کے نزدیک وہ حدیثیں صحیح نہیں ہیں حالانکہ ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے نکالا اور ابن حبان نے اس کو صحیح کہا حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قصد کرکے پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے اور نسائی اور ابوداؤد نے نکالا اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح کہا اسامہؓ سے کہیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے میں نے اس کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا اس دن اعمال پیش کیے جاتے ہیں تو میں چاہتا ہوں میرا عمل اس وقت اٹھایا جائے جب میں روزہ دار ہوں ۱۲ منہ

۲۰۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتَصُّ مِنَ الأَيَّامِ شَيْئًا؟ قَالَتْ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے منصور سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی خاص دن روزہ رکھا کرتے تھے

لا، كَانَ عَمَلُهُ دِيمَةً، وَأَيُّكُمْ يُطِيقُ مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطِيقُ؟

انہوں نے کہا نہیں آپ کا عمل مدامی ہوتا (یعنے ہمیشہ کرتے) اور تم میں کون ہے ایسا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر طاقت رکھتا ہو۔

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ۔

باب: عرفہ کے دن روزہ رکھنا[1]

[1] امام بخاری نے اس باب میں ان حدیثوں کا ذکر نہیں کیا جس میں عرفہ کے دن روزے کی ترغیب ہے اور اس جگہ وہ حدیث بیان کی جس سے عرفہ میں آپ کا افطار کرنا ثابت ہے کیوں کہ وہ حدیثیں ان کی شرط کے موافق صحیح نہ ہوں گی حالانکہ امام مسلم نے ابو قتادہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرفہ کا روزہ ایک برس آگے اور ایک برس پیچھے کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ عرفہ کا روزہ حاجی کو نہ رکھنا چاہیے اس خیال سے کہ کہیں ضعف نہ ہو جائے اور حج کے اعمال بجا لانے میں خلل واقع ہو اور اس طرح باب کی حدیثوں اور ان حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ ۱۲ منہ

۲۰۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَيْرٌ مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ حَدَّثَتْهُ ح، وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ، عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ، أَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَيْسَ بِصَائِمٍ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ فَشَرِبَهُ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے امام مالک سے انہوں نے کہا مجھ سے سالم نے بیان کیا کہا مجھ سے عمیر نے جو ام فضل کے غلام تھے۔ ان سے ام فضل نے دوسری سند اور ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابو النضر سے جو عمر بن عبداللہ کے غلام تھے انہوں نے عمیر سے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ انہوں نے ام فضل بنت حارث سے کہ کچھ لوگ ان کے پاس یہ جھگڑا کرنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کا روزہ رکھا ہے یا نہیں بعضوں نے کہا آپ روزہ دار ہیں بعضوں نے کہا نہیں آپ روزے سے نہیں ہیں پھر ام فضل نے دودھ کا ایک پیالہ آپ کے پاس بھیجا آپ اونٹ پر سوار تھے آپ نے پی لیا[1]

[1] ابو نعیم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ خطبہ سنا رہے تھے ۱۲ منہ

٢١٠- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَوْ قُرِئَ عَلَيْهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّاسَ شَكُّوا فِي صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِحِلَابٍ وَهُوَ وَاقِفٌ فِي الْمَوْقِفِ، فَشَرِبَ مِنْهُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ.

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ نے یا ان کے سامنے پڑھا گیا میں نے سنا[1] کہا مجھ سے عمرو بن حارث نے انہوں نے بکیر سے انہوں نے کریب سے انہوں نے ام المومنین میمونہؓ سے انہوں نے کہا لوگوں نے عرفہ کے دن اس میں شک کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے ہیں یا نہیں پھر انہوں نے آپ کے پاس دودھ بھیجا آپ عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے آپ نے اس میں سے کچھ پی لیا اور لوگ دیکھ رہے تھے۔

[1] یعنی عبداللہ بن وہب نے خود یہ حدیث یحییٰ کو سنائی یا عبداللہ بن وہب کے شاگردوں نے ان کو سنائی کر یحییٰ نے سنی دونوں طرح حدیث کی روایت صحیح ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ

باب: عیدالفطر کے دن روزہ رکھنا[1]

[1] یہ بالاتفاق منع ہے مگر اختلاف اس میں ہے کہ اگر کسی نے ایک روزے کی منت مانی اور اتفاق سے وہ منت عید کے دن آ پڑی مثلاً کسی نے کہا جس دن زید آئے اس دن میں ایک روزے کی منت اللہ کے لیے مانتا ہوں اور زید عید کے دن آیا تو یہ نذر صحیح ہوگی یا نہیں۔ حنفیہ نے کہا صحیح ہوگی اور اس پر قضا لازم ہوگی اور جمہور علماء کے نزدیک یہ نذر صحیح ہی نہ ہوگی۔ ۱۲ منہ

٢١١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: هَذَانِ يَوْمَانِ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهِمَا، يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ، وَالْيَوْمُ الْآخَرُ تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ نُسُكِكُمْ،

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابو عبید سعید بن ازہر کے غلام سے انہوں نے کہا میں عید کے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھا انہوں نے کہا ان دو دنوں یعنی عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے ایک تو روزہ کھولنے کا دن ہے اور دوسرا اپنی قربانی کھانے کا[1]

[1] بعضے نسخوں میں اس کے بعد اتنی عبارت زائد ہے۔ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: مَنْ قَالَ

مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ فَقَدْ أَصَابَ وَمَنْ قَالَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدْ أَصَابَ۔ یعنی امام بخاری نے کہا کہ سفیان بن عیینہ نے کہا جس نے ابو عبید کو ابن ازہر کا غلام کہا اس نے بھی ٹھیک کہا اور جس نے عبدالرحمٰن بن عوف کا غلام کہا اس نے بھی ٹھیک کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ ابن ازہر اور عبدالرحمٰن بن عوف دونوں اس غلام میں شریک تھے بعضوں نے کہا درحقیقت وہ عبدالرحمٰن بن عوف کے غلام تھے مگر ابن ازہر کی خدمت میں رہا کرتے تھے تو ایک کے حقیقۃً غلام ہوئے اور دوسرے کے مجازاً واللہ اعلم ۔ ۱۲ منہ

۲۱۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ وَعَنِ الصَّمَّاءِ، وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ، وَعَنْ صَلَاةٍ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا اور ایک کپڑا سارے بدن پر لپیٹ لینے سے[۱] اور ایک کپڑے میں گوٹھ مار کر بیٹھنے سے[۲] اور صبح اور عصر کے بعد نماز پڑھنے سے ۔

[۱] یعنی اشتمال صمّاء سے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ۔ [۲] کیونکہ اس میں ستر کھلنے کا ڈر رہتا ہے ۔ اس کا بھی ذکر اوپر ہو چکا ہے ۔

بَابُ الصَّوْمِ يَوْمَ النَّحْرِ

باب عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنا ۔

۲۱۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ قَالَ: سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: يُنْهَى عَنْ صِيَامَيْنِ وَبَيْعَتَيْنِ: الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ، وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ۔

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام نے خبر دی انہوں نے ابن جریج سے کہا مجھ کو عمرو بن دینار نے خبر دی انہوں نے عطاء بن مینا سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کرتے تھے کہ دو روزے اور دو بیعیں منع ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روزے اور بیع ملامسہ اور منابذہ[۱]

[۱] بیع ملامسہ اور بیع منابذہ کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ کتاب البیوع میں آئیگا یعنی بائع مشتری کا یا مشتری بائع کا کپڑا یا بدن چھوئے تو بیع لازم ہو جائے اس شرط پر بیع کرنا یا بائع یا مشتری کوئی چیز کسی کو پھینک مارے تو بیع لازم ہو جائے۔ ۱۲ منہ

---

٢١٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ نَذَرَ أَنْ يَصُومَ يَوْمًا، قَالَ أَظُنُّهُ قَالَ: الِاثْنَيْنِ فَوَافَقَ ذَلِكَ يَوْمَ عِيدٍ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: أَمَرَ اللَّهُ بِوَفَاءِ النَّذْرِ، وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ هَذَا الْيَوْمِ۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے معاذ عنبری نے کہا ہم کو عبداللہ بن عون نے خبر دی انہوں نے زیاد بن جبیر سے انہوں نے کہا کہ ایک شخص [1] عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پوچھا اگر کسی نے پیر کے دن روزہ رکھنے کی منت مانی اتفاق سے اس دن عید آ گئی (تو کیا کرے) عبداللہ نے کہا اللہ نے تو منت پوری کرنے کا حکم دیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے [2]

[1] حافظ نے کہا مجھے اس کا نام معلوم نہیں ہوا۔ ۱۲ منہ [2] ابن عمرؓ نے احتیاط کی راہ سے کوئی قطعی فتویٰ نہیں دیا بلکہ شرع کی دونوں دلیلیں یعنی قرآن اور حدیث بیان کر دیں اس قول سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو صرف قرآن شریف کو مانتے ہیں اور حدیث میں شبہ کرتے ہیں۔ ۱۲ منہ

---

٢١٥ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ قَزَعَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً، قَالَ: سَمِعْتُ أَرْبَعًا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْجَبْنَنِي قَالَ: لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ مَسِيرَةَ يَوْمَيْنِ إِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ، وَلَا صَوْمَ فِي يَوْمَيْنِ: الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عبدالملک بن عمیر نے کہا میں نے قزعہ بن یحییٰ سے سنا کہا میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر بارہ جہاد کیے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نے چار باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنیں جو مجھ کو بہت پسند آئیں۔ ایک تو آپ نے یہ فرمایا کہ کوئی عورت دو دن کا سفر نہ کرے مگر جب کہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم رشتہ دار ہو دوسرے دو دن عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو روزہ نہ رکھنا چاہیے [1] تیسرے صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبے تک نماز نہ پڑھنا چاہیے چوتھے سوا ان تین

مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى، وَمَسْجِدِي هَذَا۔

مسجدوں کے کہیں اور کے لیے کجاوے نہ کسے جائیں۔ مسجد حرام اور مسجد اقصٰی اور مسجد مدینہ۔

لہ حافظ نے کہا اس حدیث سے بعضوں نے یہ دلیل لی ہے کہ ایام تشریق میں روزہ رکھنا منع نہیں ہے اور اس کی بحث آگے کے باب میں آتی ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ صِيَامِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: قَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي: كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَصُومُ أَيَّامَ مِنًى وَكَانَ أَبُوهُ يَصُومُهَا۔

باب:- ایام تشریق میں روزہ رکھنا لہ

ابو عبد اللہ (امام بخاری) نے کہا مجھ سے محمد بن مثنٰی نے کہا ہم سے یحیٰی بن سعید نے انہوں نے ہشام سے کہا مجھ کو میرے باپ نے خبر دی انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ منٰی کے دنوں میں روزہ رکھا کرتیں اور ہشام کے باپ عروہ بھی ان دنوں میں روزہ رکھا کرتے۔

لہ امام بخاری کے نزدیک راجح یہی ہے کہ متمتع کو ایام تشریق میں روزہ رکھنا جائز ہے اور ابن منذر نے زبیر اور ابوطلحہ سے مطلقاً جواز نقل کیا اور حضرت علیؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ سے مطلقاً منع منقول ہے اور شافعیؒ اور ابوحنیفہؒ کا یہی قول ہے۔ اور ایک قول شافعیؒ کا یہ ہے کہ اس متمتع کے لیے درست ہے جس کو قربانی کا مقدور نہ ہو۔ امام مالکؒ کا بھی یہی قول ہے ۱۲ منہ لہ منٰی میں رہنے کے دن وہی ہیں جن کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ یعنی ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ بعضوں نے ایام تشریق میں صرف ۱۱، ۱۲ کو رکھا ہے۔ تیرھویں کو نہیں رکھا۔ ۱۲ منہ

۲۱۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عِيسَى، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، وَعَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَا: لَمْ يُرَخَّصْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَنْ يُصَمْنَ إِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْهَدْيَ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا میں نے عبد اللہ بن عیسٰی سے سنا انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اور زہری نے اس حدیث کو سالم سے بھی سنا انہوں نے ابن عمرؓ سے ان دونوں نے کہا لہ ایام تشریق میں روزے رکھنے کی اجازت نہیں مگر اس کے لیے جس کو قربانی کا مقدور نہ ہو۔

لہ یعنی حضرت عائشہؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ نے۔ ۱۲ منہ

٢١٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: اَلصِّيَامُ لِمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ عَرَفَةَ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا وَلَمْ يَصُمْ صَامَ أَيَّامَ مِنًى، وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ، وَتَابَعَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا تمتع کرنے والا (جو عمرہ کرکے حج کرے) عرفہ کے دن تک روزہ رکھ لے اگر قربانی کا مقدور نہ ہو تو منیٰ کے دنوں میں بھی روزہ رکھ لے اور ابن شہاب نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے ایسی ہی روایت کی امام مالک کے ساتھ اس حدیث کو ابراہیم بن سعد نے ابن شہاب سے روایت کیا [1]

[1] اس کو امام شافعی نے وصل کیا۔ ۱۲ منہ

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ۔

باب: عاشورا کے دن روزہ رکھنا [1]

[1] اکثر اہل علم کے نزدیک عاشورا محرم کی دسویں تاریخ کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا نویں تاریخ کو اور بہتر یہ ہے کہ نویں اور دسویں دونوں تاریخوں میں روزے رکھے اور اہل اسلام میں یہ روزہ فرض تھا جب رمضان فرض ہوا تو اس کی فرضیت جاتی رہی لیکن سنت رہ گیا اور شیعہ نے عاشورے کا روزہ مکروہ جانا ہے عوام کہتے ہیں کہ اس دن یزید کی ماں نے روزہ رکھا تھا۔ بھلا اگر اس دن یزید کی ماں نے نماز پڑھی ہو تو تم نہ پڑھو گے۔ ہم کو نہ یزید سے کچھ غرض ہے نہ اس کی ماں سے ہم کو تو ہمارے پیغمبر کا قول اور فعل کافی ہے۔ ۱۲ منہ

٢١٨- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَوْمَ عَاشُورَاءَ إِنْ شَاءَ صَامَ۔

ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا انہوں نے عمر بن محمد سے انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاشورے کے دن جس کا جی چاہے وہ روزہ رکھے۔

٢١٩- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ

عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ۔

آنحضرت صلی اللہ وسلم نے عاشورے کے دن روزہ رکھنے کا حکم دیا جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو آپ نے فرمایا اب جو چاہے عاشورے کا روزہ رکھے جو چاہے نہ رکھے۔

۲۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ، فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تَرَكَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا کہ عاشورے کا روزہ قریش لوگ جاہلیت کے زمانے میں رکھا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی رکھنے لگے پھر جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے عاشورے کے دن روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزے کا حکم دیا جب رمضان فرض ہوا تو عاشورے کا روزہ چھوڑ دیا اور فرمایا اب جس کا جی چاہے اس دن روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

۲۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ ابْنَ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَوْمَ عَاشُورَاءَ عَامَ حَجَّ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ، أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: هٰذَا يَوْمُ عَاشُورَاءَ وَلَمْ يَكْتُبِ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ وَأَنَا صَائِمٌ، فَمَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُفْطِرْ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے معاویہ بن ابوسفیان سے عاشورا کے دن منبر پر سنا جس سال انہوں نے حج کیا تھا وہ کہہ رہے تھے مدینہ والو تمہارے عالم کدھر گئے [1] میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے یہ عاشورے کا دن ہے اور اس کا روزہ تم پر فرض نہیں ہے اور میں تو روزے سے ہوں جس کا جی چاہے سو روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

[1] شاید معاویہؓ کو یہ خبر پہنچی ہو کہ مدینے والے عاشورہ کے روزہ کو مکروہ جانتے ہیں یا اس کا اہتمام نہیں کرتے یا اس کو فرض سمجھتے ہیں تو منبر پر یہ تقریر بیان کی کہتے ہیں معاویہؓ نے یہ حج ۴۴ھ ہجری میں کیا تھا یہ ان کی خلافت کا پہلا حج

تھا اور اخیر حج ان کا ۵۷ھ میں ہوا۔ حافظ نے کہا میں سمجھتا ہوں یہ تقریر ان کی آخری تھی ۔ ۱۲ منہ

۲۲۲- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَرَأَى الْيَهُودَ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا يَوْمٌ صَالِحٌ، هَذَا يَوْمٌ نَجَّى اللهُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ، فَصَامَهُ مُوسَى، قَالَ: فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ، فَصَامَهُ، وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ۔

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے ایوب نے کہا ہم سے عبداللہ بن سعید بن جبیر نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے دوسرے سال یہودیوں کو دیکھا عاشورے کے دن روزہ رکھتے ہوئے آپ نے پوچھا یہ روزہ کیسا؟ انہوں نے کہا یہ عمدہ دن ہے اللہ نے اس دن بنی اسرائیل کو ان کے دشمن (فرعون) سے نجات دی تھی تو حضرت موسیٰؑ نے اس میں روزہ رکھا تھا[1] آپ نے فرمایا میں تم سے زیادہ موسیٰ سے تعلق رکھتا ہوں[2] پھر آپ نے اس دن روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزے کا حکم دیا۔

[1] مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اللہ کا شکر کرنے کے لیے اس لیے ہم بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ ابوہریرہؓ کی روایت میں یوں ہے اسی دن حضرت نوحؑ کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری تھی تو نوحؑ نے اس کے شکریہ میں روزہ رکھا تھا۔ ۱۲ منہ

[2] کیونکہ وہ پیغمبر برحق تھے میں بھی پیغمبر ہوں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ سب پیغمبر گویا بھائی بھائی ہیں اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسلمانوں کو سب پیغمبروں کی حرمت اور تعظیم کرنا چاہیے اور ہر ایک پیغمبرؑ سے محبت رکھنا چاہیے مجھے ان مسلمانوں پر نہایت تعجب ہے جنہوں نے حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ السلام کی توہین پر کچھ غصہ نہ کیا اور ہمارے پیغمبر صاحب کی توہین پر مخالفت کی، سچے مسلمان وہ ہیں جو حضرت موسیٰؑ یا حضرت عیسیٰؑ یا حضرت محمدؐ یا اور کسی پیغمبر کی بھی ذرا سی توہین گوارا نہیں کرتے اور جو کوئی پیغمبر کی توہین کرے اس کو سزائے سخت دینے پر مستعد ہوتے ہیں ایک حدیث میں ہے جو کوئی پیغمبروں کو برا کہے وہ قتل کیا جائے۔ ۱۲ منہ

۲۲۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ تَعُدُّهُ الْيَهُودُ

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے ابو عمیس سے انہوں نے قیس بن مسلم سے انہوں نے طارق بن شہاب سے انہوں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا یہودی عاشورے کے دن کو

عِيدًا، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَصُومُوهُ أَنْتُمْ۔

عید سمجھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا تم بھی اس دن روزہ رکھو۔

۲۲۴۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهُ عَلَى غَيْرِهِ إِلَّا هَذَا الْيَوْمَ، يَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَهَذَا الشَّهْرَ، يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ۔

ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا انہوں نے سفیان بن عیینہ سے انہوں نے عبید اللہ بن ابی یزید سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قصد کرکے کسی خاص دن کا روزہ یہ سمجھ کر کہ وہ دوسرے دنوں سے افضل ہے رکھتے نہیں دیکھا مگر اس دن کا یعنی عاشورے کے دن کا اور اس مہینے کا یعنی رمضان کا۔

۲۲۵۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ أَنْ أَذِّنْ فِي النَّاسِ: أَنَّ مَنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ، فَإِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ۔

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ابی عبید نے انہوں نے سلمہ بن الاکوع سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلم قبیلے کے ایک شخص کو یہ حکم دیا لوگوں میں منادی کردے جس نے کچھ کھا لیا ہو وہ بھی باقی دن کچھ نہ کھائے اور جس نے نہیں کھایا ہو وہ روزہ رکھا رہے کیوں کہ یہ عاشورے کا دن ہے۔

کتاب صلاۃ التراویح

کتاب نماز تراویح کے بیان میں

بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ۔

باب: رمضان میں تراویح پڑھنے کی فضیلت[1]

[1] تراویح اس کا نام اس لیے ہوا کہ ترویح کہتے ہیں آرام کرنے کو صحابہ اس نماز میں ہر دوگانہ کے بعد تھوڑی دیر آرام سے بیٹھتے راحت لیتے۔ ۱۲ منہ

۲۲۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے

شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِرَمَضَانَ: مَنْ قَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو ابوسلمہ نے خبر دی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ رمضان کی فضیلت میں فرماتے جو کوئی ایمان رکھ کر ثواب کی نیت سے رمضان میں تراویح پڑھے اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے [1]

[1] نووی نے کہا قیام رمضان سے تراویح ہی مراد ہے کرمانی نے اس پر اتفاق نقل کیا ہے حافظ نے کہا قیام رمضان سے رات کو نفل پڑھنا مراد ہے تراویح ہو یا تہجد اور صحیح یہ ہے کہ رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی نماز پڑھی اسی کو تہجد کہو یا تراویح جب آپ نے رمضان میں تین راتوں تک شروع رات میں یہ نماز پڑھی تو اس کو تراویح کہا اور جب اخیر رات میں پڑھی تو اس کو تہجد کہا اور دونوں صحیح روایت میں آٹھ رکعتیں تھیں اور یہ روایت کہ آپ نے تراویح کی بیس رکعتیں پڑھیں ضعیف ہے البتہ حضرت عمرؓ سے بہ سند صحیح بیس رکعتیں پڑھنا منقول ہے۔ ۱۲ منہ

۲۲۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ عَلَى ذٰلِكَ ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذٰلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ، وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان کی راتوں میں (تراویح میں) ایمان رکھ کر ثواب کی نیت سے کھڑا رہے اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے ابن شہاب نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور لوگوں کا یہی حال رہا۔ اکیلے [1] اور جماعتوں سے تراویح پڑھتے تھے۔ ابوبکرؓ کی خلافت میں بھی ایسا رہا اور عمرؓ کی شروع خلافت میں بھی اور امام مالک نے ابن شہاب سے روایت کی انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبد قاری سے انہوں نے کہا میں رمضان کی ایک رات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں گیا دیکھتا کیا ہوں لوگوں کے جدا جدا جھنڈ ہیں۔ کہیں ایک

لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ، يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي أَرَى لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى قَارِئٍ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ، ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ، قَالَ عُمَرُ: نِعْمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ، وَالَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقُومُونَ، يُرِيدُ آخِرَ اللَّيْلِ، وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهُ.

ہی شخص اکیلا نماز پڑھ رہا ہے اور کہیں کسی کے پیچھے دس پانچ آدمی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں ان سب کو ایک ہی قاری کے پیچھے اکھٹا کر دوں تو اچھا ہوگا پھر انہوں نے یہی ٹھان کر ان سب کو ابی ابن کعب کا مقتدی کر دیا[1] بعد اس کے میں ایک رات جو ان کے ساتھ گیا دیکھا تو سب اپنے قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں[2] حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ بدعت تو اچھی ہوئی اور رات کا وہ حصہ جس میں تم سوتے رہتے ہو یعنے اخیر رات وہ اس حصے سے افضل ہے جس میں نماز پڑھتے ہو اور لوگ شروع ہی رات میں تراویح پڑھ لیتے[4]

[1] حافظ نے کہا آنحضرتؐ کے عہد میں لوگ تراویح اکیلی اکیلی پڑھ لیتے تھے آپ نے اس میں جماعت قائم نہیں کی اور ابن عبد البر نے جو ابن وہب کی روایت ابو ہریرہؓ سے نکالی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے دیکھا تو رمضان میں لوگ مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا انہوں نے ابی ابن کعب کو امام بنایا ہے۔ آپ نے فرمایا ان لوگوں نے ٹھیک کیا تو یہ روایت ضعیف ہے اس کے اسناد میں مسلم بن خالد ہے اس کا اعتبار نہیں اور صحیح یہی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کو ایک جماعت میں اکھٹا کیا اور ابی ابن کعب کو امام بنایا۔ ۱۲ منہ

[2] حضرت عمرؓ نے اس حدیث پر عمل کیا کہ لوگوں کی وہ امامت کرے جو اللہ کی کتاب کا سب سے زیادہ قاری ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ ابی بن کعب مردوں کی امامت کرتے تھے اور تمیم داری عورتوں کی۔ ۱۲ منہ

[3] اس سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت عمرؓ خود اس جماعت میں شریک نہیں ہوتے تھے۔ شاید ان کی یہ رائے ہو کہ نفل نماز اپنے گھر میں وہ بھی آخری شب میں پڑھنا بہتر ہے محمد بن نصر مروزی نے روایت کی کہ ابن عباسؓ نے کہا میں حضرت عمرؓ کے پاس تھا انہوں نے لوگوں کا غل سنا پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا تراویح پڑھ کر جا رہے ہیں حضرت عمرؓ نے کہا جو رات باقی ہے وہ اس سے افضل ہے جو گزر گئی۔ ۱۲ منہ

[4] اس میں یہ بیان نہیں کہ کتنی رکعتیں پڑھتے اس باب میں مختلف روایتیں ہیں ایک میں گیارہ ایک میں اکیس ایک میں بیس ایک میں تیئیس ایک میں چھتیس ایک میں انتالیس ایک میں چالیس ایک میں اڑتیس ایک میں چونتیس ایک میں چوبیس ایک میں سولہ ایک میں تیرہ مذکور ہیں سب میں صحیح تیرہ اور گیارہ کی روایتیں ہیں تراویح کی آٹھ رکعتیں تھیں اور وتر کی تین یا پانچ اور حق

یہ ہے کہ اس سب مجموعی نماز کا نام تہجد اور وتر اور تراویح تھا۔ ۱۲ منہ

۲۲۸- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار رمضان میں تراویح پڑھی۔

۲۲۹- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ، فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ وَصَلَّى رِجَالٌ بِصَلَاتِهِ، فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَاجْتَمَعَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلَّوْا مَعَهُ، فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ، فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهِ حَتَّى خَرَجَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ، وَلَكِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوا عَنْهَا، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی ان کو حضرت عائشہ نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات بیچا بیچ رات کو رمضان میں نکلے اور مسجد میں تراویح کی نماز پڑھی اور کچھ لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے پڑھی جب صبح ہوئی تو انہوں نے اس کا چرچا کیا دوسری رات کو اس سے زیادہ لوگ جمع ہوئے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی صبح کو لوگوں نے اور زیادہ چرچا کیا تیسری شب کو بہت لوگ جمع ہوئے آپ برآمد ہوئے اور نماز پڑھی لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے پڑھی جب چوتھی رات ہوئی تو اتنے لوگ جمع ہوئے کہ مسجد میں ان کا سمانا مشکل ہو گیا آپ برآمد ہی نہیں ہوئے۔ صبح کو نماز کے لیے نکلے اور نماز کے بعد لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے پہلے تشہد پڑھا پھر فرمانے لگے اما بعد مجھے معلوم تھا کہ تم یہاں جمع ہو لیکن میں ڈرا کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم سے نہ ہو سکے اس لیے برآمد نہ ہوا پھر آپ کی وفات ہو گئی اور یہی کیفیت قائم رہی۔

۲۳۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ قَالَ: يَا عَائِشَةُ، إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں کتنی رکعتیں پڑھتے تھے (تراویح یا تہجد کی) انہوں نے کہا آپ رمضان میں اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے[1] پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے ان کی خوبی اور لمبے پنے کو کیا پوچھنا ہے پھر چار پڑھتے تھے ان کی خوبی اور درازی کا کیا پوچھنا پھر تین رکعتیں پڑھتے تھے میں نے ایک بار آپ سے عرض کیا یارسول اللہ آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا عائشہؓ میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔

[1] اس سے اس روایت میں ضعف نکلتا ہے جو ابن ابی شیبہ نے ابن عباسؓ سے نکالی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں تراویح کی بیس رکعتیں پڑھیں حافظ نے کہا اس کا اسناد ضعیف ہے اور حضرت عائشہؓ سے زیادہ آپ کی نماز کو جاننے والا کوئی نہ تھا ابن ہمام نے کہا سنت نبوی تو آٹھ ہی رکعتیں ہیں اور باقی مستحب۔ ۱۲ منہ

بَابُ فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى - إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ - إِلَى آخِرِ السُّورَةِ، قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: مَا كَانَ فِي الْقُرْآنِ - وَمَا أَدْرَاكَ - فَقَدْ أَعْلَمَهُ وَمَا قَالَ: - وَمَا يُدْرِيكَ - فَإِنَّهُ لَمْ يُعْلِمْ۔

باب: شب قدر کی فضیلت اور (سورۃ قدر میں) اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا اور تو کیا جانے شب قدر کیا ہے شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا[1] قرآن میں اللہ نے جہاں ما ادراک فرمایا ہے تو وہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتادی اور جہاں ما یدریک فرمایا وہ نہیں بتائی۔

[1] اس کو محمد بن یحییٰ بن ابی عمرؓ نے کتاب الایمان میں وصل کیا ۱۲ منہ

۲۳۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَفِظْنَاهُ، وَإِنَّمَا حَفِظَ مِنَ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے کہا ہم نے یاد رکھا اور خوب یاد رکھا زہری سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو کوئی ایمان رکھ کر ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جو کوئی شب قدر کو نماز میں کھڑا رہے ایمان رکھ کر ثواب کی نیت سے اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے سفیان کے ساتھ سلیمان بن کثیر نے بھی[1] اس حدیث کو زہری سے روایت کیا۔

[1] اس کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا۔ ۱۲ منہ

بَابُ الْتِمَاسِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ

باب: شب قدر کو رمضان کی اخیر سات راتوں میں ڈھونڈنا۔

۲۳۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ، فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کئی[1] لوگوں کو خواب میں رمضان کی اخیر سات راتوں میں شب قدر دکھائی گئی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دیکھتا ہوں تم سب کے خواب اس پر متفق ہو گئے کہ شب قدر رمضان کی اخیر سات راتوں میں ہے[2] تو جو کوئی شب قدر کی تلاش میں ہو وہ اسے رمضان کی اخیر سات راتوں میں ڈھونڈے۔

[1] حافظ نے کہا ان لوگوں کے نام مجھ کو معلوم نہیں ہوئے۔ ۱۲ منہ [2] اخیر سات راتوں میں جب دکھائی گئی تو ۲۱ اور ۲۳ شب داخل نہ ہوگی اور جن روایتوں میں اخیر دس راتیں ہیں ان میں ۲۱ اور ۲۳ شب

داخل ہوگی بعضوں نے کہا اخیر سات راتوں سے ۲۱ شب سے لیکر ۲۹ تک مراد ہیں تو ۲۳ رات داخل ہوئی ۱۲ منہ

۲۳۳۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ وَكَانَ لِي صَدِيقًا فَقَالَ: اعْتَكَفْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ، فَخَرَجَ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ فَخَطَبَنَا وَقَالَ: إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا أَوْ نُسِّيتُهَا، فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ فِي الْوِتْرِ، وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنِّي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ، فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَرْجِعْ، فَرَجَعْنَا وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً فَجَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حَتَّى سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ وَكَانَ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ، وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّينِ فِي جَبْهَتِهِ

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے کہا میں نے ابو سعید خدری سے پوچھا وہ میرے دوست تھے انہوں نے کہا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے بیچ کے دہے میں اعتکاف کیا پھر بیسویں[1] تاریخ کی صبح کو آپ اعتکاف سے نکلے ہم کو خطبہ سنایا اور فرمانے لگے شب قدر مجھ دکھلائی گئی لیکن میں بھول گیا یا بھلا دیا گیا تو تم اس کو اخیر دہے کی طاق راتوں میں ڈھونڈو اور میں نے خواب میں ایسا دیکھا گویا میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں اس لیے جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہو وہ پھر لوٹ آئے اور اعتکاف کرے خیر ہم نے پھر اعتکاف کیا اور ایسا ہوا کہ آسمان میں ابر کا ایک لکہ بھی ہم کو نہیں دکھائی دیتا تھا لیکن ابر کا ایک ٹکڑا آیا وہ اتنا برسا کہ مسجد کی چھت بہنے لگی وہ کھجور کی ڈالیوں سے بنی ہوئی تھی اور نماز کھڑی ہوئی میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کیچڑ پر سجدہ کر رہے تھے یہاں تک کہ کیچڑ کا نشان میں نے آپ کی پیشانی پر دیکھا۔

[1] اس روایت سے اور اکثر روایتوں سے یہی نکلتا ہے کہ بیسویں تاریخ کی صبح کو آپ نے خطبہ سنایا اور ۲۱ شب کی صبح کو آپ کی پیشانی پر کیچڑ کا نشان تھا اور بارش ۲۱ شب کو ہوئی تو وہی شب قدر ہوگی لیکن بعضی روایتوں میں امام مالک سے یوں ہے جب اکیسویں رات ہوئی جس کی صبح کو آپ اعتکاف سے باہر آئے تھے لیکن یہ اگلی روایتوں کے مخالف پڑتا ہے کیونکہ اس صورت میں دوسرا اعتکاف ۲۲ شب سے شروع ہوتا ہے اور شاید امام مالک کی اس روایت کا مطلب یہ ہو کہ جب اکیسویں رات آن پہنچی جس کے پہلے شب کی صبح کو یعنی بیسویں تاریخ کو آپ اعتکاف سے باہر آئے تھے اس صورت میں تخالف نہ رہے گا۔ ۱۲ منہ

بَابُ تَحَرِّی لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، فِيهِ عُبَادَةُ.

باب۔ شب قدر کا رمضان کی اخیر دس راتوں میں ڈھونڈنا اس باب میں عبادہ بن صامت سے روایت ہے لے

لے اس حدیث کو خود امام بخاری نے آگے چل کر وصل کیا۔ ۱۲ منہ

۲۳۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے کہا ہم سے ابو سہیل نے انہوں نے اپنے باپ مالک بن ابی عامر سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر کو رمضان کی آخری دس راتوں میں ڈھونڈو۔

۲۳۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي رَمَضَانَ الْعَشْرَ الَّتِي فِي وَسَطِ الشَّهْرِ، فَإِذَا كَانَ حِينَ يُمْسِي مِنْ عِشْرِينَ لَيْلَةً تَمْضِي وَيَسْتَقْبِلُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ رَجَعَ إِلَى مَسْكَنِهِ، وَرَجَعَ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَهُ، وَأَنَّهُ أَقَامَ فِي شَهْرٍ جَاوَرَ فِيهِ اللَّيْلَةَ الَّتِي كَانَ يَرْجِعُ فِيهَا فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَمَرَهُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ: كُنْتُ أُجَاوِرُ هَذِهِ الْعَشْرَ، ثُمَّ قَدْ بَدَا لِي أَنْ أُجَاوِرَ هَذِهِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ، فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَثْبُتْ فِي

ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا کہا مجھ سے عبدالعزیز بن ابی حازم اور عبدالعزیز دراوردی نے انہوں نے یزید بن ہاد سے انہوں نے محمد بن ابراہیم سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے بیچ کے دہے میں اعتکاف کیا کرتے تھے جب بیسویں رات گزر جاتی اور اکیسویں رات آن پہنچتی شام کو آپ اپنے گھر میں لوٹ آتے اور جو جو لوگ اعتکاف میں آپ کے ساتھ ہوتے وہ بھی اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ایک رمضان میں ایسا ہوا آپ جس رات اعتکاف سے لوٹ آتے اس رات اعتکاف ہی میں رہے اور لوگوں کو خطبہ سنایا جو اللہ نے چاہا وہ ان کو حکم دیا پھر فرمایا کہ میں اس دہے میں اعتکاف کیا کرتا تھا اب مجھ کو مناسب معلوم ہوا کہ اخیر دہے میں اعتکاف کروں اور جتنے لوگ میرے ساتھ اعتکاف میں ہیں وہ اعتکاف

مُعْتَكَفِهِ، وَقَدْ أُرِيتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا فَابْتَغُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، وَابْتَغُوهَا فِي كُلِّ وِتْرٍ، وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ، فَاسْتَهَلَّتِ السَّمَاءُ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ فَأَمْطَرَتْ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فِي مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ فَبَصُرَتْ عَيْنِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَظَرْتُ إِلَيْهِ انْصَرَفَ مِنَ الصُّبْحِ وَوَجْهُهُ مُمْتَلِئٌ طِينًا وَمَاءً۔

ہی میں رہیں اور مجھ کو شب قدر دکھلائی گئی پھر بھلادی گئی تم اس کو اخیر دہے میں تلاش کرو اور ہر طاق رات میں ڈھونڈو اور میں نے دیکھا میں اس رات کو کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں پھر اسی رات کو یعنے اکیسویں رات کو پانی برسا اور جہاں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے وہاں مسجد ٹپکی میں نے خود اپنی آنکھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صبح کی نماز پڑھ کر لوٹے اور آپ کے مبارک منہ میں کیچڑ بھری ہوئی تھی۔

۲۳۶۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْتَمِسُوا۔

ہم سے محمد بن مثنٰی نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے کہا مجھ کو میرے باپ نے خبر دی انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا شب قدر کو ڈھونڈو۔

۲۳۷۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَيَقُولُ: تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔

مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو عبدہ بن سلیمان نے خبر دی انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخیر دہے میں اعتکاف کیا کرتے اور فرماتے رمضان کے اخیر دہے میں شب قدر کی تلاش کرو۔

۲۳۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل تبوذکی نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ

قَالَ: اِلْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، فِي تَاسِعَةٍ تَبْقَى، فِي سَابِعَةٍ تَبْقَى، فِي خَامِسَةٍ تَبْقَى۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر کو رمضان کے اخیر دہے میں ڈھونڈو جب نو راتیں باقی رہ جائیں یا سات راتیں یا پانچ راتیں [1]

[1] یعنی اکیسویں اور پچیسویں راتوں میں۔ ۱۲ منہ

۲۳۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ وَعِكْرِمَةَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هِيَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ هِيَ فِي تِسْعٍ يَمْضِينَ، أَوْ فِي سَبْعٍ يَبْقِينَ، يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ، تَابَعَهُ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ، وَعَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: اِلْتَمِسُوا فِي أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ۔

ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے عاصم بن سلیمان نے انہوں نے ابو مجلز (لاحق بن حمید) اور عکرمہ سے کہ ابن عباسؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب قدر رمضان کے اخیر دہے میں ہے جب اخیر دہے کی نو راتیں گزر جائیں [1] یا سات راتیں باقی رہیں عبدالوہاب نے [2] ایوب اور خالد سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے یوں روایت کیا کہ چوبیسویں رات کو ڈھونڈو [3]

[1] یعنی انتیسویں یا تیئیسویں رات کو بعضی روایتوں میں یوں ہے جب نو راتیں یا سات راتیں گزر جائیں یعنی انتیسویں یا ستائیسویں شب کو بعضی روایتوں میں یوں ہے جب سات راتیں گزر جائیں یا سات راتیں باقی رہیں یعنی ستائیسویں اور تیئیسویں شب کو۔ کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے صحابہ کو بلایا اور ان سے شب قدر پوچھی سب نے اس پر اتفاق کیا کہ وہ رمضان کی اخیر دس راتوں میں ہے ابن عباس نے کہا میں سمجھتا ہوں جب اخیر دہے کی سات راتیں گزر جائیں یا سات راتیں باقی رہ جائیں اس میں دلیل یہ بیان کی کہ اللہ کو سات کا عدد بہت پسند ہے آسمان سات اور زمینیں سات بنائیں دن سات مقرر کیے زمانہ بھی سات دن میں بدلتا جاتا ہے طواف میں سات پھیرے کنکریاں مارنے میں سات کا عدد رکھا غرض اسی طرح سے کئی باتیں بیان کیں حضرت عمرؓ نے کہا تم تو وہ سمجھے جو ہم بھی نہیں سمجھے۔ ۱۲ منہ [2] اس کو امام احمد اور ابن ابی عمرؓ نے اپنی سندوں میں وصل کیا۔ ۱۲ منہ [3] یہ بظاہر مخالف ہے ان صحیح روایتوں کے جن میں یہ ہے کہ شب قدر اخیر دہے کی طاق راتوں میں ڈھونڈو۔ بعضوں نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ بعض کے بعد شمار اخیر سے کرو تو ستائیسویں رات چوبیسویں ہوتی ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ رَفْعِ مَعْرِفَةِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ لِتَلَاحِي النَّاسِ۔

باب:۔ لوگوں کے جھگڑنے کی وجہ سے شب قدر کے تعیّن کا اٹھ جانا۔

۲۴۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَتَلَاحَى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ: خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحَى فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمْ فَالْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ۔

ہم سے محمّد بن مثنّٰے نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن حارث نے کہا ہم سے حمید طویل نے کہا ہم سے انس رضؓ نے انہوں نے عبادہ بن صامت رضی اللّٰہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم اس لیے برآمد ہوئے کہ ہم کو شب قدر بتلائیں اتنے میں دو مسلمان لڑ پڑے آپ نے فرمایا میں تم کو شب قدر بتلانے کے لیے نکلا لیکن فلاں فلاں کے لڑنے سے میں بھول گیا اور شاید اسی میں تمہاری بھلائی ہو تو (اخیر دہے کی) نویں ساتویں پانچویں رات میں اس کو ڈھونڈو [۱]

[۱] یعنی اکیسویں پچیسویں ستائیسویں راتوں میں حافظ نے کہا شب قدر میں چالیس قولوں سے زیادہ ہیں پھر ان سب کو بڑے طول کے ساتھ بیان کیا پھر سب قولوں میں اس کو ترجیح دی کہ وہ ستائیسویں رات ہے اور ہمارے امام احمد بن حنبل نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور ابی ابن کعب نے قسم کھائی کہ وہ ستائیسویں رات ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ الْعَمَلِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔

باب:۔ رمضان کے اخیر دہے میں زیادہ محنت کرنا [۱]

۲۴۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ وَأَحْيَا لَيْلَهُ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ۔

ہم سے علی بن عبداللّٰہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے ابو یعفور (عبدالرحمٰن) سے انہوں نے ابوالضحیٰ (مسلم بن صبیح) سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم جب رمضان کا اخیر دہا آتا تو اپنا تہ بند مضبوط باندھتے اور رات کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے۔

[۱] کیونکہ اخیر دہے کی راتیں بہت متبرک ہیں اور شب قدر بھی انہی میں ہوتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

ابواب الإعتكاف

ابواب اعتکاف کے بیان میں

بَابُ الإِعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ، وَالإِعْتِكَافِ فِي الْمَسَاجِدِ كُلِّهَا، لِقَوْلِهِ تَعَالَى- وَلاَ تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللهِ فَلاَ تَقْرَبُوهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ۔

باب:۔ رمضان کے اخیر دہے میں اعتکاف کرنا[1] اور اعتکاف ہر مسجد میں درست ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا تم اپنی عورتوں سے اس وقت صحبت نہ کرو جب مسجدوں میں اعتکاف کر رہے ہو[2] یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جاؤ اللہ اسی طرح اپنے حکم لوگوں سے بیان کرتا ہے تاکہ وہ گناہ سے بچے رہیں۔

[1] اعتکاف کے معنی لغت میں جمے رہنا اور شرعاً یہ ہے کہ مسجد میں اقامت کرنے کی نیت کرنا ایک مخصوص طور پر ۱۲ منہ

[2] تو معلوم ہوا کہ اعتکاف کے لیے مسجد شرط ہے اس پر علما کا اتفاق ہے مگر محمد بن عمر مالکی سے منقول ہے کہ اعتکاف کے لیے مسجد شرط نہیں ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام احمد نے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ جس مسجد میں جماعت ہوتی ہو اور امام مالک نے یہ شرط کی ہے کہ اس میں جمعہ بھی ہوتا ہو اور اعتکاف کی اکثر مدت کی حد نہیں لیکن کم سے کم ایک دن ہے بعضوں نے کہا ایک گھڑی اور اعتکاف میں روزہ شرط ہے بعضوں کے نزدیک شرط نہیں یعلی بن امیہ صحابی نے کہا میں جب مسجد میں ٹھہرتا ہوں تو اعتکاف کی نیت کر لیتا ہوں اعتکاف جماع سے ٹوٹ جاتا ہے اور حسن اور زہری نے کہا کفارہ لازم ہوتا ہے مجاہد نے کہا دو دینار صدقہ کرے اور مباشرت میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا اگر انزال ہو جائے تو اعتکاف باطل ہو جاتا ہے ورنہ نہیں۔ ۱۲ فتح

۲۴۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ

ہم سے اسمٰعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے ابن وہب نے انہوں نے یونس سے ان سے نافع نے بیان کیا انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے اخیر

الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ۔

دہے میں اعتکاف کیا کرتے۔

۲۴۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ، ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ ابن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے اخیر دہے میں برابر اعتکاف کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو اٹھالیا پھر آپ کے بعد آپ کی بی بیاں اعتکاف کرتی رہیں۔

لہ صحیح قول یہ ہے کہ اعتکاف سنت موکدہ ہے امام مالک کے کلام سے بعضوں نے یہ نکالا کہ وہ جائز ہے امام احمد نے فرمایا کہ میں کسی عالم کا اختلاف اس میں نہیں جانتا کہ اعتکاف مسنون ہے ابن بطال نے کہا آپ نے ہمیشہ اعتکاف کیا یہ ہمیشگی اس کے سنت موکدہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ ۱۲ منہ

۲۴۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ، فَاعْتَكَفَ عَامًا حَتّٰى إِذَا كَانَ لَيْلَةَ إِحْدٰى وَعِشْرِينَ وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي يَخْرُجُ مِنْ صَبِيحَتِهَا مِنِ اعْتِكَافِهِ قَالَ: مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ، فَقَدْ أُرِيتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا، وَقَدْ رَأَيْتُنِي

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے یزید بن عبداللہ بن ہاد سے انہوں نے محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے بیچ والے دہے میں اعتکاف کیا کرتے تھے ایک سال آپ نے (انہی دنوں) میں اعتکاف کیا جب اکیسویں رات آئی جس کی صبح کو آپ اعتکاف سے برآمد ہونے والے تھے تو آپ نے فرمایا جس شخص نے میرے ساتھ (اس سال) اعتکاف کیا ہو وہ اخیر کے دہے میں بھی اعتکاف میں رہے اور مجھے شب قدر

أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ مِنْ صَبِيحَتِهَا، فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، وَالْتَمِسُوهَا فِي كُلِّ وِتْرٍ، فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلَى عَرِيشٍ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فَبَصُرَتْ عَيْنَايَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَبْهَتِهِ أَثَرُ الْمَاءِ وَالطِّينِ مِنْ صُبْحِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ۔

بتلائی گئی تھی پھر بھلا دی گئی مگر میں نے اپنے تئیں دیکھا جیسے میں اس صبح کو کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں تو اس شب کو اخیر دہے میں ڈھونڈو ہر طاق رات میں پھر ایسا ہوا اسی رات پانی برسا اور مسجد تو گویا ایک سائبان تھا وہ ٹپکی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا آپ کی مبارک پیشانی پر اکیسویں تاریخ کی صبح کو کیچڑ اور پانی کا داغ تھا۔

بَابٌ الْحَائِضُ تُرَجِّلُ الْمُعْتَكِفَ۔

باب:۔ اگر حیض والی عورت اس مرد کے کنگھی کرے جو اعتکاف میں ہو۔

٢٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْغِي إِلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے کہا مجھ کو میرے باپ نے خبر دی انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اعتکاف میں ہوتے اور اپنا سر میری طرف جھکا دیتے میں اس میں کنگھی کر دیتی اور میں حیض سے ہوتی۔

بَابٌ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ۔

باب:۔ اعتکاف والا شخص بے ضرورت گھر میں نہ جائے۔

٢٤٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ: عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ، وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا۔

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ اور عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے کہ حضرت عائشہؓ نے کہا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں مسجد میں رہ کر اپنا سر میرے حجرے کے اندر کر دیتے میں آپ کے سر میں کنگھی کر دیتی اور اعتکاف کی حالت میں بغیر ضرورت کے[1] گھر میں نہ آتے۔

[1] یعنی حاجت ضروری جیسے پاخانہ پیشاب کے لیے اب دوسری حاجتوں میں اختلاف ہے جیسے کھانا پینا

وغیرہ اسی طرح فصد یا حجامت میں اگر ان کی ضرورت واقع ہو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے سنت یہ ہے کہ اعتکاف والا بیمار پرسی کو نہ جائے نہ جنازے میں شریک ہو نہ عورت سے جماع اور مباشرت کرے نہ کسی کام کے لیے مسجد سے نکلے مگر جس میں مجبوری ہو اور حضرت علی اور نخعی اور حسن بصری سے مروی ہے اگر معتکف جنازے کے لیے نکلا یا بیمار پرسی کو گیا یا جمعہ کی نماز کے لیے گیا تو اس کا اعتکاف باطل ہو گیا اور ثوری اور شافعی اور اسحاق کہتے ہیں کہ اگر اعتکاف کے شروع میں ان باتوں کے لیے نکلنے کی شرط کرلے تو اعتکاف باطل نہ ہو گا امام احمد سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے۔ ١٢ فتح

بَابُ غَسْلِ الْمُعْتَكِفِ۔

باب:۔ اعتکاف والا سر یا بدن دھو سکتا ہے

٢٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ۔

ہم سے محمد ابن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے منصور سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا میں حیض کی حالت میں ہوتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے مباشرت کرتے (بوسہ مساس وغیرہ) اور اعتکاف کی حالت میں آپ اپنا سر مسجد کے باہر نکال دیتے میں اس کو دھو دیتی اور میں حائضہ ہوتی۔

بَابُ الْإِعْتِكَافِ لَيْلًا۔

باب:۔ صرف رات بھر کے لیے اعتکاف کرنا [۱]

[۱] معلوم ہوا کہ اعتکاف میں روزہ شرط نہیں کیونکہ رات کو روزہ نہیں ہوتا ١٢ منہ

٢٤٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّ عُمَرَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُنْتُ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، قَالَ: أَوْفِ بِنَذْرِكَ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے کہا مجھ کو نافع نے خبر دی انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میں نے جاہلیت کے زمانہ میں یہ منت مانی تھی کہ ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف کروں گا آپ نے فرمایا اپنی منت پوری کر۔

بَابُ اعْتِكَافِ النِّسَاءِ. باب۔ عورتیں اعتکاف کر سکتی ہیں لہ

لہ امام شافعیؒ نے ان مسجدوں میں جہاں جماعت ہوتی ہے عورت کے لیے اعتکاف کرنا مکروہ جانا ہے اگر اس کا خاوند بھی وہاں اعتکاف کرے تو اس کے ساتھ مکروہ نہیں امام احمدؒ سے بھی ایسی ہی ایک روایت ہے اور اپنے گھر کی مسجد میں ہر طرح عورت کو اعتکاف کرنا درست ہے۔ ۱۲ منہ

۲۴۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَكُنْتُ أَضْرِبُ لَهُ خِبَاءً فَيُصَلِّي الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُهُ، فَاسْتَأْذَنَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ أَنْ تَضْرِبَ خِبَاءً فَأَذِنَتْ لَهَا فَضَرَبَتْ خِبَاءً، فَلَمَّا رَأَتْهُ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ ضَرَبَتْ خِبَاءً آخَرَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الْأَخْبِيَةَ فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ فَأُخْبِرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آلْبِرَّ تُرَوْنَ بِهِنَّ؟ فَتَرَكَ الْاِعْتِكَافَ ذٰلِكَ الشَّهْرَ، ثُمَّ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ.

ہم سے ابو النعمان محمد بن فضل سدوسی نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے انہوں نے عمرہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے اخیر دہے میں اعتکاف کیا کرتے میں آپ کے لیے مسجد میں ایک خیمہ لگا دیتی آپ صبح کی نماز پڑھ کر اس میں چلے جاتے حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے ایک خیمہ لگانے کا اذن چاہا انہوں نے اذن دیا پھر حضرت حفصہؓ نے بھی (مسجد میں) ایک خیمہ لگایا ان کے دیکھا دیکھی حضرت زینبؓ نے بھی ایک خیمہ کھڑا کیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کو اتنے خیمے دیکھے تو فرمایا یہ ہے کیا لوگوں نے بیان کیا آپ نے فرمایا کیا تم سمجھتے ہو یہ خیمے ثواب کی نیت سے کھڑے کئے گئے ہیں لہ پھر آپ نے اس رمضان میں اعتکاف ہی نہیں کیا اور شوال کے دس دنوں میں اعتکاف کیا۔

لہ نہیں بلکہ ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی ضد اور نفسانیت سے۔ ۱۲ منہ

بَابُ الْأَخْبِيَةِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب۔ مسجدوں میں خیمے لگانا

۲۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ، إِذَا أَخْبِيَةٌ، خِبَاءُ عَائِشَةَ وَخِبَاءُ حَفْصَةَ، وَخِبَاءُ زَيْنَبَ، فَقَالَ: آلْبِرَّ تَقُولُونَ بِهِنَّ؟ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ حَتَّى اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنے کا ارادہ فرمایا جب اس جگہ پر تشریف لے گئے جہاں اعتکاف کرنا چاہتے تھے تو دیکھا ڈیرے ہی ڈیرے حضرت عائشہؓ کا ڈیرہ حضرت حفصہؓ کا حضرت زینبؓ کا آپ نے فرمایا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ انہوں نے ثواب کی نیت سے ایسا کیا ہے پھر آپ لوٹ گئے اعتکاف نہیں کیا اور شوال کے مہینے میں دس دن اعتکاف کیا[1]

[1] بعض روایتوں میں ہے شوال کے پہلے دہے میں اعتکاف کیا بعض روایتوں میں ہے کہ اخیر دہے میں اعتکاف کیا اسماعیلی نے کہا اس سے یہ نکلا کہ اعتکاف میں روزہ شرط نہیں کیونکہ شوال کے پہلے دہے میں عیدالفطر کا دن ہوتا ہے اس دن روزہ حرام ہے ۱۲ منہ

بَابٌ هَلْ يَخْرُجُ الْمُعْتَكِفُ لِحَوَائِجِهِ إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ؟

باب۔ کیا اعتکاف والا کام کاج کے لیے مسجد کے دروازے تک آسکتا ہے۔

۲۵۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُورُهُ فِي اعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ،

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو امام زین العابدین علی بن حسینؓ نے خبر دی ان سے ام المومنین صفیہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی نے بیان کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اعتکاف کی حالت میں مسجد میں آئیں رمضان کے اخیر دہے میں آپ سے ملاقات کی اور ایک گھڑی کچھ باتیں کیں پھر لوٹ گئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے ان کو گھر

فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا يَقْلِبُهَا حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَى رِسْلِكُمَا، إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ، فَقَالَا: سُبْحَانَ اللهِ يَا رَسُولَ اللهِ، وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا۔

پہنچا دینے کو جب وہ مسجد کے دروازے پر پہنچیں باب ام سلمہؓ کے پاس تو انصار کے دو شخص ادھر سے گزرے[1] انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ نے ان دونوں سے فرمایا ٹھہر جاتا یہ عورت جو میرے ساتھ ہے صفیہ حیی کی بیٹی (میری بی بی) ہے (تم اور کچھ گمان نہ کرنا) انہوں نے کہا سبحان اللہ اور یہ فرمانا آپ کا ان پر شاق گزرا[2] تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (میاں) شیطان خون کی طرح آدمی کے بدن میں پھرتا ہے میں ڈرا کہیں تمہارے دل میں بدگمانی نہ ڈالے[3]

[1] حافظ نے کہا مجھ کو ان دونوں کے نام معلوم نہیں ہوئے لیکن ابن عطار نے شرح عمدہ میں کہا وہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر تھے ۱۲ منہ [2] وہ یہ سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری نسبت یہ خیال کیا کہ ہم آپ کے ساتھ معاذ اللہ بدگمانی کریں گے ۱۲ منہ [3] تم پیغمبر کی نسبت کوئی برا گمان کرو اور تباہ ہو جاؤ شیطان کا قاعدہ ہے کہ وہ ایمان داروں اور اچھے ہی آدمیوں کی فکر میں رہتا ہے برے تو اس کے دام میں پھنسے ہوئے ہی ہیں وہ جیسا چاہتا ہے ان کو نچاتا ہے اس حدیث سے یہ نکلا کہ معتکف ضروری کام کے لیے نکل سکتا ہے آپ صفیہؓ کے ساتھ اس وجہ سے گئے تھے کہ وہ اکیلی رہ گئی تھیں دوسری بی بیاں تشریف لے گئی تھیں کہتے ہیں ان کا مکان بھی مسجد سے دور تھا تو آپ نے رات کو ان کا اکیلا جانا مناسب نہ سمجھا۔ ۱۲ منہ

بَابُ الْاِعْتِكَافِ وَخُرُوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کا اور بیسویں کی صبح کو اعتکاف سے نکلنے کا بیان

۲۵۲۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيرٍ: سَمِعَ هَارُونَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي

مجھ سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا انہوں نے ہارون بن اسمٰعیل سے سنا انہوں نے کہا ہم سے علی بن مبارک نے بیان کیا

كَثِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قُلْتُ: هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ، اعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ، قَالَ: فَخَرَجْنَا صَبِيحَةَ عِشْرِينَ، قَالَ فَخَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ فَقَالَ: إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَإِنِّي نُسِّيتُهَا، فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي وِتْرٍ فَإِنِّي رَأَيْتُ أَنِّي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ، وَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَرْجِعْ، فَرَجَعَ النَّاسُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً، قَالَ: فَجَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَسَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطِّينِ وَالْمَاءِ، حَتَّى رَأَيْتُ الطِّينَ فِي أَرْنَبَتِهِ وَجَبْهَتِهِ۔

کہا مجھ سے یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا میں نے ابو سلمہ ابن عبدالرحمٰن سے سُنا کہا میں نے ابو سعید خدری (صحابی) سے پوچھا کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شبِ قدر کا کچھ ذکر سُنا ہے انہوں نے کہا ہاں سنا ہے ایسا ہوا کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے بیچ والے دہے میں اعتکاف کیا ابو سعید نے کہا تو ہم بیسویں تاریخ کی صبح کو نکلے کہا پھر آپ نے ہم لوگوں کو بیسویں تاریخ کی صبح کو خطبہ سنایا پھر آپ نے فرمایا مجھ کو شب قدر دکھائی گئی پھر بھلا دی گئی تم اس کو اخیر دہے میں طاق راتوں میں ڈھونڈو کیونکہ میں نے دیکھا میں اس شب میں کیچڑ پانی میں سجدہ کر رہا ہوں اور جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (اس سال) اعتکاف کیا ہو وہ پھر اعتکاف کرے یہ سن کر لوگ مسجد میں لوٹ آئے اس وقت آسمان میں ابر کا ایک لکہ بھی دکھائی نہ دیتا تھا لیکن ایک ابر کا ٹکڑا آیا پانی برسا اور نماز کی تکبیر ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیچڑ پانی میں سجدہ کیا یہاں تک کہ میں نے کیچڑ کا نشان آپ کی ناک اور پیشانی پر دیکھا۔

بَابُ اعْتِكَافِ الْمُسْتَحَاضَةِ۔

باب۔ کیا مستحاضہ عورت اعتکاف کرسکتی ہے؟

۲۵۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: اعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مُسْتَحَاضَةٌ مِنْ أَزْوَاجِهِ فَكَانَتْ تَرَى الْحُمْرَةَ وَالصُّفْرَةَ، فَرُبَّمَا

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے انہوں نے خالد سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک بی بی (ام سلمہؓ) نے اعتکاف کیا وہ استحاضہ میں مبتلا تھیں ہمیشہ سرخی اور زردی دیکھتی رہتیں یہاں تک کہ ہم کبھی

وَضَعْنَا الطَّسْتَ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّي۔

ان کے تلے ایک طشت رکھ دیتے وہ نماز پڑھتی رہتیں۔

لہ بی بی ام سلمہ کا نام سعید بن منصور نے اپنی روایت میں ذکر کیا ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ زِيَارَةِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي اعْتِكَافِهِ۔

باب: عورت اعتکاف کی حالت میں اپنے خاوند سے مل سکتی ہے۔

۲۵۴۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ: أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَعِنْدَهُ أَزْوَاجُهُ فَرُحْنَ. فَقَالَ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ: لَا تَعْجَلِي حَتَّى أَنْصَرِفَ مَعَكِ، وَكَانَ بَيْتُهَا فِي دَارِ أُسَامَةَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا فَلَقِيَهُ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَنَظَرَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَجَازَا، وَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَعَالَيَا، إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا: سُبْحَانَ اللهِ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يُلْقِيَ فِي أَنْفُسِكُمَا شَيْئًا۔

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث نے بیان کیا کہا مجھ سے عبد الرحمان بن خالد نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے امام زین العابدین علی بن حسینؓ سے ان سے ام المومنین حضرت صفیہؓ نے بیان کیا جو بی بی تھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری سند اور ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے امام علی بن حسینؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے اور آپ کے پاس آپ کی بی بیاں تھیں وہ چلیں تو آپ نے صفیہؓ سے فرمایا جلدی نہ کر میں تیرے ساتھ چلتا ہوں ان کی کوٹھڑی اسامہ بن زید کے گھر میں تھی خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ نکلے راستے میں دو انصاری مرد ملے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا پھر آگے بڑھ گئے آپ نے ان دونوں کو پکارا آؤ آؤ یہ (میری بی بی) صفیہ بنت حیی ہے وہ کہنے لگے سبحان اللہ یا رسول اللہ یہ آپ کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا (بھائی) شیطان خون کی طرح آدمی کے بدن میں دوڑتا ہے میں ڈرا کہیں تمہارے دل میں کچھ (برا خیال) نہ ڈالے۔

بَابٌ هَلْ يَدْرَأُ الْمُعْتَكِفُ عَنْ نَفْسِهِ؟

باب:۔ اعتکاف والا اپنے اوپر سے بدگمانی دور کر سکتا ہے۔؟

۲۵۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ صَفِيَّةَ أَخْبَرَتْهُ ح، وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُخْبِرُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ: أَنَّ صَفِيَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ، فَلَمَّا رَجَعَتْ مَشَى مَعَهَا فَأَبْصَرَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا أَبْصَرَهُ دَعَاهُ فَقَالَ: تَعَالَ، هِيَ صَفِيَّةُ، وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ هَذِهِ صَفِيَّةُ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ، قُلْتُ لِسُفْيَانَ: أَتَتْهُ لَيْلًا؟ قَالَ: وَهَلْ هُوَ إِلَّا لَيْلًا؟

ہم سے اسمٰعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا کہا مجھ کو میرے بھائی نے خبر دی انہوں نے سلیمان سے انہوں نے محمد بن ابی عتیق سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے علی بن حسین رضؓ سے ان سے حضرت صفیہؓ نے بیان کیا دوسری سند اور ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا میں نے زہری سے سنا وہ امام علی بن حسینؓ سے نقل کرتے تھے کہ حضرت صفیہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مسجد میں) آئیں آپ اعتکاف میں تھے جب وہ لوٹ کر چلیں تو آپ ان کو پہنچانے کو چلے ایک انصاری مرد نے آپ کو (راستے میں) دیکھا آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا ادھر آؤ یہ صفیہ ہے کبھی سفیان نے یوں کہا یہ صفیہ ہے شیطان خون کی طرح آدمی کے بدن میں پھرتا ہے علی نے کہا میں نے سفیان سے پوچھا کیا صفیہ رات کو آپ کے پاس آئیں آپ نے فرمایا رات کو نہیں تو پھر کیا۔

بَابُ مَنْ خَرَجَ مِنِ اعْتِكَافِهِ عِنْدَ الصُّبْحِ۔

باب:۔ صبح کے وقت اعتکاف سے باہر آنا [1]

[1] باب کی حدیث اس پر محمول ہے کہ آپ نے راتوں کے اعتکاف کی نیت کی تھی نہ دنوں کی گویا غروب آفتاب کے بعد اعتکاف میں گئے صبح کو باہر آئے اگر کوئی دنوں کے اعتکاف کی نیت کرے تو طلوع فجر ہوتے ہی اعتکاف میں جائے اور غروب آفتاب کے بعد نکل جائے۔ ۱۲ منہ

۲۵۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ،

ہم سے عبد الرحمٰن بن بشر نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے ابن جریج

عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ خَالِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ح، قَالَ سُفْيَانُ: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: وَأَظُنُّ أَنَّ ابْنَ لَبِيدٍ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ فَلَمَّا كَانَ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ نَقَلْنَا مَتَاعَنَا فَأَتَانَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ فَلْيَرْجِعْ إِلَى مُعْتَكَفِهِ فَإِنِّي رَأَيْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ وَرَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ، فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى مُعْتَكَفِهِ قَالَ: وَهَاجَتِ السَّمَاءُ فَمُطِرْنَا فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لَقَدْ هَاجَتِ السَّمَاءُ مِنْ آخِرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَرِيشًا فَلَقَدْ رَأَيْتُ عَلَى أَنْفِهِ وَأَرْنَبَتِهِ أَثَرَ الْمَاءِ وَالطِّينِ.

سے انہوں نے سلیمان احول سے جو ابن ابی نجیح کے ماموں تھے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے ابو سعید سے دوسری سند سفیان نے کہا اور ہم سے محمد بن عمرو نے بیان کیا انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے ابو سعید سے اور میں سمجھتا ہوں کہ عبداللہ بن ابی لبید نے ہم سے بیان کیا انہوں نے ابو سلمہؓ سے انہوں نے ابو سعیدؓ سے انہوں نے کہا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے بیچ والے دہے میں اعتکاف کیا جب بیسویں تاریخ کی صبح ہوئی تو ہم نے اپنا اسباب (مسجد سے) اٹھایا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے جو جو لوگ اعتکاف میں تھے وہ پھر اعتکاف کی جگہ آجائیں کیونکہ میں نے شب قدر دیکھی اور یہ بھی دیکھا کہ اس شب کو میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں خیر جب آپ اعتکاف کو لوٹ آئے اور آسمان پر ابر اٹھا اور پانی برسنے لگا قسم اسکی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا اس دن اخیر وقت ابر اٹھا اور مسجد تو ایک منڈوا تھی (وہ ٹپکنے لگی) میں نے آپکی ناک اور پیشانی پر کیچڑ کا نشان دیکھا۔

بَابُ الِاعْتِكَافِ فِي شَوَّالٍ۔

باب: شوال میں اعتکاف کرنے کا بیان

۲۵۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ فَإِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ دَخَلَ مَكَانَهُ الَّذِي اعْتَكَفَ فِيهِ، قَالَ: فَاسْتَأْذَنَتْهُ عَائِشَةُ أَنْ تَعْتَكِفَ فَأَذِنَ

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو محمد بن فضیل نے خبر دی انہوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں اعتکاف کیا کرتے آپ صبح کی نماز پڑھ کر اعتکاف کی جگہ جایا کرتے راوی نے کہا حضرت عائشہؓ نے بھی آپ سے اعتکاف کی اجازت مانگی آپ نے اجازت دی انہوں نے وہاں ایک تنبو لگایا یہ سن کر ام المومنین

لَهَا، فَضَرَبَتْ فِيهِ قُبَّةً، فَسَمِعَتْ بِهَا حَفْصَةُ فَضَرَبَتْ قُبَّةً، وَسَمِعَتْ زَيْنَبُ بِهَا فَضَرَبَتْ قُبَّةً أُخْرَى. فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَدَاةِ أَبْصَرَ أَرْبَعَ قِبَابٍ فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ فَأُخْبِرَ خَبَرَهُنَّ فَقَالَ: مَا حَمَلَهُنَّ عَلَى هٰذَا؟ آلْبِرُّ؟ انْزِعُوهَا فَلَا أَرَاهَا، فَنُزِعَتْ، فَلَمْ يَعْتَكِفْ فِي رَمَضَانَ حَتَّى اعْتَكَفَ فِي آخِرِ الْعَشْرِ مِنْ شَوَّالٍ.

حضرت حفصہؓ نے بھی ایک ڈیرہ جمایا اور حضرت زینبؓ نے جو سنا انہوں نے بھی ایک خیمہ کھڑا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ کر لوٹے دیکھا تو وہاں چار تنبو (ڈیرے) کھڑے ہیں آپ نے پوچھا یہ تنبو کیسے؟ لوگوں نے بیان کیا آپ نے فرمایا! انہوں نے ثواب کی نیت سے یہ نہیں کیا (بلکہ ضدم ضدا ایک دوسری کی ریس کی) ان ڈیروں کو اکھیڑ ڈالو میں ان کو اچھا نہیں سمجھتا وہ اکھیڑے گئے آپ نے رمضان میں اس سال اعتکاف ہی نہیں کیا شوال کے اخیر دہے میں کیا۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ عَلَيْهِ إِذَا اعْتَكَفَ صَوْمًا.

باب:۔ اعتکاف کے لیے روزے کا ضروری نہ ہونا

٢٥٨- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَخِيهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْفِ نَذْرَكَ فَاعْتَكَفَ لَيْلَةً.

ہم سے اسمٰعیل بن عبداللہ نے بیان کیا انہوں نے اپنے بھائی عبدالحمید سے انہوں نے سلیمان سے انہوں نے عبیداللہ بن عمر سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے حضرت عمرؓ سے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے جاہلیت کے زمانے میں منت مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کروں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اپنی منت پوری کر انہوں نے ایک رات بھر اعتکاف کیا۔

بَابٌ إِذَا نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَعْتَكِفَ ثُمَّ أَسْلَمَ.

باب:۔ کسی نے جاہلیت (کفر) میں اعتکاف کی منت مانی پھر مسلمان ہو گیا [1]

[1] باب کی اس حدیث میں آپ نے ایسی نذر کو پورا کرنے کا حکم دیا معلوم ہوا کہ نذر اور یمین حالت کفر میں صحیح ہو

جائے اور اسلام کے بعد بھی اس کا پورا کرنا لازم ہے۔ ۱۲ منہ

٢٥٩- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَعْتَكِفَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، قَالَ: أُرَاهُ قَالَ لَيْلَةً، قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْفِ بِنَذْرِكَ-

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے عبید اللہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جاہلیت کے زمانے میں مسجد حرام میں اعتکاف کرنے کی منت مانی راوی نے کہا میں سمجھتا ہوں ایک رات بھر کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اپنی منت پوری کر۔

بَابُ الِاعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الْأَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ-

باب:۔ رمضان کے بیچ والے دہے میں اعتکاف کرنا [1]

[1] اس سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ اعتکاف کے لیے رمضان کا اخیر دہا ضروری نہیں گو اخیر دہے میں اعتکاف کرنا افضل ہے۔ ۱۲ منہ

٢٦٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْمًا-

ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابوبکر بن عیاش نے انہوں نے ابو حصین عثمان بن عاصم سے انہوں نے ابو صالح سمان سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے [1] جب وہ سال آیا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو آپ نے بیس دن اعتکاف کیا [2]

[1] ابن بطال نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ اعتکاف سنت موکدہ ہے اور ابن منذر نے ابن شہاب سے نکالا مسلمانوں سے تعجب ہے انہوں نے اعتکاف کرنا چھوڑ دیا حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سے مدینے میں تشریف لائے تو آپ نے وفات تک اعتکاف ترک نہیں کیا۔ ۱۲ منہ [2] آپ کو معلوم ہو گیا تھا کہ اب وفات قریب ہے تو عبادت میں اور زیادہ کوشش کی بعضوں نے کہا آپ کو اس سے معلوم ہوا کہ ہر سال جبرئیل آپ سے قرآن کا دور ایک بار کیا کرتے اس سال دو بار کیا بعضوں نے کہا اس سال سے پہلے ایک سال آپ کا اعتکاف ناغہ ہوا تھا تو

آپ نے دو سال کے لیے بیس دن اعتکاف کیا نسائی اور ابوداؤد اور ابن حبان نے ابی ابن کعب سے نکالا۔ ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يَخْرُجَ۔

باب :۔ اعتکاف کا قصد کر کے پھر اعتکاف نہ کرنا اور نکل جانا[1]

[1] گویا اعتکاف آپ نے شروع نہیں کیا تھا صرف ارادہ کیا تھا پھر موقوف رکھا۔ ۱۲ منہ

---

۲۶۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا الأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَتْنِي عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ أَنْ يَعْتَكِفَ الْعَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ، فَاسْتَأْذَنَتْهُ عَائِشَةُ فَأَذِنَ لَهَا، وَسَأَلَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ أَنْ تَسْتَأْذِنَ لَهَا فَفَعَلَتْ، فَلَمَّا رَأَتْ ذَلِكَ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ أَمَرَتْ بِبِنَاءٍ فَبُنِيَ لَهَا، قَالَتْ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى انْصَرَفَ إِلَى بِنَائِهِ فَبَصُرَ بِالأَبْنِيَةِ فَقَالَ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: بِنَاءُ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آلْبِرَّ أَرَدْنَ بِهَذَا؟ مَا أَنَا بِمُعْتَكِفٍ، فَرَجَعَ، فَلَمَّا أَفْطَرَ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ،

ہم سے ابوالحسن محمد بن مقاتل مروزی نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو امام اوزاعی نے کہا مجھ سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا کہا مجھ سے عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے بیان کیا انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ذکر کیا کہ میں رمضان کے اخیر دہے میں اعتکاف کروں گا تو حضرت عائشہؓ نے آپ سے اجازت مانگی آپ نے اجازت دی اور حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا مجھے بھی اجازت دلادو انہوں نے دلا دی جب ام المومنین حضرت زینبؓ نے یہ دیکھا تو انہوں نے بھی ایک ڈیرہ لگانے کا حکم دیا وہ لگا دیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قاعدہ تھا کہ آپ صبح کی نماز پڑھ کر اعتکاف کے لیے ڈیرے میں چلے جاتے جب آپ نے اتنے ڈیرے دیکھے تو پوچھا یہ کس کے ڈیرے لگے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا جناب عائشہؓ اور حفصہؓ اور زینبؓ نے لگائے ہیں آپ نے فرمایا بھلا کیا ان کی ثواب کی نیت ہے میں تو اب اعتکاف سے رہا یا آپ لوٹ گئے جب عید الفطر ہوئی تو آپ نے شوال میں دس دن اعتکاف کیا۔

بَابُ الْمُعْتَكِفِ يُدْخِلُ رَأْسَهُ الْبَيْتَ لِلْغُسْلِ۔

باب:۔ اعتکاف والا اگر اپنا سر (مسجد سے باہر) حجرے میں ڈالے دھونے کے لیے

۲۶۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّهَا كَانَتْ تُرَجِّلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ وَهِيَ فِي حُجْرَتِهَا يُنَاوِلُهَا رَأْسَهُ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں کنگھی کیا کرتیں اور حیض سے ہوتیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اعتکاف میں ہوتے حضرت عائشہؓ حجرے میں رہتیں آپ اپنا سر بڑھا دیتے[1]

[1] حضرت عائشہ صدیقہؓ کا حجرہ مسجد سے ملا ہوا تھا آپ مسجد ہی میں رہ کر سر حجرے کے اندر کر دیتے وہ دھو دیتیں معلوم ہوا معتکف کو سر دھونا نہانا وغیرہ درست ہے۔ ۱۲ منہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

كتاب البيوع

خرید و فروخت کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى:- وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا- قَوْلُهُ- إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ-

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا اللہ نے بیچ کھوچ درست رکھی ہے اور بیاج حرام کیا ہے[1] اور فرمایا مگر جب نقد سودا ہو اس ہاتھ دو اس ہاتھ لو۔

[1] بیع کے معنی ہیں کسی چیز کی ملک دوسرے کی طرف منتقل کرنا کسی قیمت کے بدل اور شراء کے معنے اس کو قبول کرنا اور بیع کو شراء بھی کہتے ہیں بیع کے جواز پر مسلمانوں کا اجماع ہے امام بخاری نے اس آیت سے بیع کا جواز ثابت کیا اب اس میں سے وہ بیعیں خاص کرالی گئی ہیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ ۱۲ منہ

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى- فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ- إِلَى آخِرِ السُّورَةِ، وَقَوْلِهِ- لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ-

باب:- اللہ نے (سورۂ جمعہ میں) یہ جو فرمایا جب جمعہ کی نماز ہو جائے تو زمین میں پھیل پڑو اور اللہ کا فضل ڈھونڈو (یعنے رزق حاصل کرو) اور اللہ نے (سورۂ نساء میں) فرمایا آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ اڑاؤ ہاں بیوپار کر کے رضامندی سے کھاؤ۔

۲۶۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّكُمْ تَقُولُونَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم سے شعیب نے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے خبر دی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا (میں نے سنا) تم یہ کہتے ہو کہ ابوہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

يُكْثِرُ الْحَدِيثَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَقُولُونَ: مَا بَالُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ لَا يُحَدِّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ؟ وَإِنَّ إِخْوَتِي مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ، وَكُنْتُ أَلْزَمُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِلْءِ بَطْنِي، فَأَشْهَدُ إِذَا غَابُوا، وَأَحْفَظُ إِذَا نَسُوا، وَكَانَ يَشْغَلُ إِخْوَتِي مِنَ الْأَنْصَارِ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ امْرَأً مِسْكِينًا مِنْ مَسَاكِينِ الصُّفَّةِ، أَعِي حِينَ يَنْسَوْنَ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثٍ يُحَدِّثُهُ: إِنَّهُ لَنْ يَبْسُطَ أَحَدٌ ثَوْبَهُ حَتَّى أَقْضِيَ مَقَالَتِي هَذِهِ، ثُمَّ يَجْمَعَ إِلَيْهِ ثَوْبَهُ إِلَّا وَعَى مَا أَقُولُ: فَبَسَطْتُ نَمِرَةً عَلَيَّ حَتَّى إِذَا قَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ جَمَعْتُهَا إِلَى صَدْرِي فَمَا نَسِيتُ مِنْ مَقَالَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ مِنْ شَيْءٍ۔

کی بہت حدیثیں بیان کرتا ہے اور یہ بھی کہتے ہو کہ اور مہاجرین اور انصار ابوہریرہ کے برابر کیوں حدیثیں بیان نہیں کرتے بات یہ ہے کہ میرے بھائی مہاجرین رہے چاہیے رات دن بازار میں بیچ کھوچ میں مصروف رہتے اور میں تو جہاں پیٹ بھر گیا بس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹا رہتا وہ غائب ہوتے ہیں آپ کے پاس حاضر رہتا وہ بھول جاتے ہیں یاد رکھتا اور انصاری بھائی اپنی زمین اور باغ کے کاموں میں رہتے ہیں ایک فقیر کنگال آدمی تھا سائبان کے فقیروں میں سے یہ لوگ بھول جاتے تھے میں یاد رکھتا تھا اور ایسا ہوا کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بیان کر رہے تھے اتنے میں آپ نے فرمایا جو کوئی میری گفتگو پوری ہوئے تک اپنا کپڑا پھیلا دے پھر سمیٹ لے تو اس کو میری باتیں یاد رہیں گی میں نے جو ایک کملی اوڑھے تھا بچھا دی اور جب آپ گفتگو ختم کر چکے میں نے اس کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لیا پھر میں جو آپ نے فرمایا تھا اس میں سے کوئی بات نہ بھولا۔

٢٦٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ آخَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ، فَقَالَ سَعْدُ بْنُ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے اپنے باپ (سعد) سے انہوں نے اس کے دادا (ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف) سے انہوں نے کہا عبدالرحمن بن عوف نے کہا جب ہم ہجرت کر کے مدینہ آئے تو آنحضرت صلی اللہ

الرَّبِيعِ: إِنِّي أَكْثَرُ الأَنْصَارِ مَالاً فَأَقْسِمُ لَكَ نِصْفَ مَالِي، وَانْظُرْ أَيَّ زَوْجَتَيَّ هَوِيتَ نَزَلْتُ لَكَ عَنْهَا، فَإِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا، قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: لاَ حَاجَةَ لِي فِي ذَلِكَ، هَلْ مِنْ سُوقٍ فِيهِ تِجَارَةٌ؟ قَالَ: سُوقُ قَيْنُقَاعٍ، قَالَ: فَغَدَا إِلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَأَتَى بِأَقِطٍ وَسَمْنٍ، قَالَ: ثُمَّ تَابَعَ الغُدُوَّ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَلَيْهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَزَوَّجْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَمَنْ؟ قَالَ: امْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ، قَالَ: كَمْ سُقْتَ؟ قَالَ: زِنَةَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

علیہ وسلم نے مجھ کو اور سعد بن ربیع انصاری کو بھائی بنا دیا سعد نے کہا تمام انصار میں میں زیادہ مال دار ہوں میں اپنا آدھا مال تجھ کو دے دیتا ہوں اور میری دونوں بی بیوں کو دیکھ لے جس کو تو پسند کرے میں اس کو چھوڑ دیتا ہوں[1] جب اس کی عدت پوری ہو جائے تو اس سے نکاح کر لے عبدالرحمن کہتے ہیں میں نے کہا نہیں اس کی کیا احتیاج ہے یہاں کوئی بازار بھی ہے جہاں بیوپار ہوتا ہوا انہوں نے کہا ہے قینقاع کا بازار ہے سن کر صبح عبدالرحمن اس بازار میں گئے اور پنیر اور گھی[2] کما کر لائے پھر روز جانے لگے تھوڑے ہی دنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو آئے ان پر زرد خوشبو کا نشان تھا آپ نے پوچھا کیا تم نے نکاح کیا ہے انہوں نے کہا جی ہاں آپ نے پوچھا کس سے انہوں نے کہا ایک انصاری عورت سے آپ نے پوچھا مہر کیا دیا انہوں نے کہا گٹھلی برابر سونا یا ایک گٹھلی سونے کی آپ نے فرمایا ولیمہ تو کر ایک بکری ہی کا سہی۔

[1] یعنے طلاق دے دیتا ہوں تم اس سے عدت گزرے بعد نکاح کر لو حقیقت میں اسلام صحابہ ہی کا تھا ہمارے زمانے کے نام کے مسلمان کو ان حدیثوں سے سبق لینا چاہیے اسلام کا دم بھرتے ہیں مگر مسلمانوں کی ہمدردی اور خیر خواہی کا کبھی بھولے سے بھی خیال نہیں کرتے بس آپ اچھے تو سارا جہان اچھا اسی پر ان کا عمل ہے ادھر نصاریٰ کو دیکھو مشرق والے مغرب والوں کی طرف داری اور حمایت پر مستعد رہتے ہیں اور اپنے دین والوں پر کوئی بادشاہ ذرا سا بھی ظلم کرے تو ساری دنیا کے نصاریٰ ان کی حمایت اور بچاؤ کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ ۱۲ منہ

[2] عقل مند آدمی کو روٹی کمانے کے لیے کسی بضاعت یا پونجی کی ضرورت نہیں ہے عبدالرحمن بن عوف کو دیکھو بازار میں جا کر انہوں نے اپنی روٹی پیدا کر لی اور اتنا مال کمایا کہ نکاح بھی کیا حالانکہ ایک پیسہ ان کے پاس نہ تھا ہمارے زمانہ میں ہندو اور نصاریٰ اور پارسی اور یہود اور بدھ سب تجارت اور صنعت اور حرفت میں ہوشیار ہیں اور محنت پیشوں سے روپیہ پیدا کرتے ہیں بیٹھے ہیں تو مسلمان ان کو حلال پیشے کرنے میں شرم دامن گیر ہوتی ہے باپ دادا کا نام کہتے ہیں بدنام ہوتا ہے کہو تمہارے باپ دادا تھے کیا بیچارے پیغمبروں نے تو بکریاں چرائی ہیں نجاری اور حدادی سب کچھ کی ہے ان مسلمانوں کو اس میں شرم نہیں آتی کہ دنیا کے ذلے

ذرے سے نوابوں اور امیروں کے سامنے جاکر کمر جھکاتے ہیں اور عاجزی سے رکوع تسلیمات بجالاتے ہیں اور حلال پیشہ کرنے میں شرم آتی ہے خاک پڑے ایسی شرم پر یہ نری بے شرمی اور بے حیائی ہے۔ ۱۲ منہ

۲۶۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ الْمَدِينَةَ فَآخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ، وَكَانَ سَعْدٌ ذَا غِنًى فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ: أُقَاسِمُكَ مَالِي نِصْفَيْنِ، وَأُزَوِّجُكَ، قَالَ: بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، دُلُّونِي عَلَى السُّوقِ، فَمَا رَجَعَ حَتَّى اسْتَفْضَلَ أَقِطًا وَسَمْنًا فَأَتَى بِهِ أَهْلَ مَنْزِلِهِ فَمَكَثْنَا يَسِيرًا أَوْ مَا شَاءَ اللهُ فَجَاءَ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَهْيَمْ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: مَا سُقْتَ إِلَيْهَا؟ قَالَ: نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ أَوْ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ۔

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر نے کہا ہم سے حمید نے انہوں نے انس ؓ سے انہوں نے کہا عبدالرحمٰن بن عوف (ہجرت کرکے) مدینہ میں آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور سعد بن ربیع انصاری کو بھائی بھائی بنا دیا اور سعد بہت مال دار تھے انہوں نے عبدالرحمٰن سے کہا میں ایسا کرتا ہوں کہ اپنا آدھو آدھ مال تم کو بانٹ دیتا ہوں اور تمہارا نکاح بھی کر دیتا ہوں انہوں نے کہا نہیں بھائی اللہ تمہاری بی بیوں اور مال میں برکت دے مجھ کو بازار بتلا دو (پھر وہ بازار گئے) اور پنیر اور گھی بچا کر اپنے گھر والوں میں آئے تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا یا جتنا اللہ نے چاہا کہ عبدالرحمٰن زردی کا نشان لگا ہوا آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہو یہ زردی کیسی ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا ہے آپ نے فرمایا مہر کیا دیا۔ انہوں نے عرض کیا ایک سونے کی گٹھلی یا گٹھلی برابر سونا آپ نے فرمایا ولیمہ تو کر ایک ہی بکری کا سہی۔

۲۶۶۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتْ عُكَاظُ وَمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ فَكَأَنَّهُمْ تَأَثَّمُوا فِيهِ فَنَزَلَتْ۔ لَيْسَ عَلَيْكُمْ

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے ابن عباس ؓ سے انہوں نے کہا عکاظ اور مجنہ اور ذوالمجاز جاہلیت کے زمانے کی بازاریں تھیں جب اسلام کا زمانہ آیا تو مسلمانوں نے ان بازاروں میں جانا سوداگری کرنا برا سمجھا اس وقت (سورۂ بقرہ کی) یہ آیت اتری تم کو

جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَّبِّكُمْ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ. قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ.

حج کے موسموں میں اپنے مالک کا فضل ڈھونڈنا کچھ گناہ نہیں ابن عباسؓ کی قرأت ایسی ہی ہے[1]

[1] یعنی فی مواسم الحج اس میں زیادہ ہے مشہور قرأت میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ ۱۲ منہ

بَابٌ الْحَلَالُ بَيِّنٌ، وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ.

باب:۔ حلال کھلا ہوا ہے اور حرام کھلا ہوا ہے بیچ میں کچھ شبہ کی چیزیں ہیں[1]

[1] جو حلال اور حرام دونوں سے ملتی ہیں یعنی ان میں حرمت اور حلت دونوں کے وجوہ موجود ہیں۔ ۱۲ منہ

۲۶۷۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي فَرْوَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي فَرْوَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْحَلَالُ بَيِّنٌ، وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ

مجھ سے محمد بن مثنے نے بیان کیا کہا مجھ سے ابراہیم بن ابی عدی نے انہوں نے عبداللہ بن عون سے انہوں نے عامر شعبی سے کہا میں نے نعمان بن بشیرؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا دوسری سند امام بخاری نے کہا ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے ابو فروہ سے انہوں نے شعبی سے کہا میں نے نعمانؓ بن بشیر سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تیسری سند ہم سے علی ابن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے ابو فروہ عروہ بن حارث سے کہا میں نے شعبی سے سنا کہا میں نے نعمان بن بشیرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چوتھی سند ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی انہوں نے ابو فروہ سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے نعمان بن بشیر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال (صاف صاف) کھلا ہوا ہے اور حرام بھی (صاف صاف) کھلا ہوا

مُشْتَبِهَةٌ، فَمَنْ تَرَكَ مَاشُبِّهَ عَلَيْهِ، مِنَ الْإِثْمِ كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ أَتْرَكَ، وَمَنِ اجْتَرَأَ عَلَى مَا يَشُكُّ فِيهِ مِنَ الْإِثْمِ أَوْشَكَ أَنْ يُوَاقِعَ مَا اسْتَبَانَ، وَالْمَعَاصِي حِمَى اللّٰهِ، مَنْ يَرْتَعْ حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ۔

ہے اوران دونوں کے بیچ میں کچھ ایسی چیزیں ہیں جو دونوں طرف ملتی جلتی ہیں[1] پھر جس نے اس چیز کو چھوڑ دیا جس کے گناہ ہونے میں شبہ ہو تو وہ صاف صاف گناہ کو ضرور چھوڑ دے گا اور جس نے شبہ کی چیز پر دلیری کی وہ قریب ہے کہ صاف صاف حرام میں بھی پھنس جائے اور گناہ اللہ کے رمنے ہیں جو سنے کے اُس پاس چرائے وہ رمنہ میں بھی گھس جانے کے قریب ہو گا۔

[1] یعنی بعض لوگوں کو اس کا حکم معلوم نہ ہو یہ نہیں کہ فی نفسہا وہ مشتبہ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو نہ بھیج کر دین کی سب ضروری باتیں بتلا دی ہیں بعضوں نے کہا مراد وہ چیزیں ہیں جن کی حلت و حرمت میں دین کے عالموں نے اختلاف کیا ہے اور دلیلیں متعارض ہیں تو پرہیزگاری یہ ہے کہ ان سے باز رہے اور شک اور شبہ کی بات سے علیحدہ رہے ۱۲ منہ

بَابُ تَفْسِيرِ الْمُشَبَّهَاتِ، وَقَالَ حَسَّانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَهْوَنَ مِنَ الْوَرَعِ، دَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يُرِيبُكَ۔

باب:۔ ملتی جلتی چیزیں کیا ہیں؟
اور حسّان بن ابی سنان نے کہا[1] میں نے پرہیزگاری سے زیادہ آسان کوئی بات نہیں دیکھی شک کی بات چھوڑ دے بے شک کی اختیار کر۔

[1] اس کو امام احمد اور ابو نعیم نے حلیہ میں وصل کیا ۱۲ منہ

۲۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ جَاءَتْ فَزَعَمَتْ أَنَّهَا أَرْضَعَتْهُمَا، فَذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ وَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ وَقَدْ كَانَتْ تَحْتَهُ

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے کہا ہم کو عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی حسین نے خبر دی کہا ہم سے عبد اللہ بن ابی ملیکہ نے نے بیان کیا انہوں نے عقبہ بن حارث سے انہوں نے کہا کہ ایک سانولی عورت آئی (جس کا نام معلوم نہیں ہوا) وہ کہنے لگی اس نے عقبہ اور اس کی جورو (غنیہ) کو دودھ پلایا ہے عقبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر کر تبسم فرمایا اور کہنے لگے اب تو اس عورت کو کیونکر

ابْنَةُ أَبِي إِهَابٍ التَّمِيمِيِّ۔ | رکھ سکے گا جب ایسا کہا جاتا ہے عقبہ کی جورو غنیہ ابواہاب تیمی کی بیٹی تھی۔

لہ کہ تو اور تیری جورو بھائی بہن ہیں ترمذی کی روایت میں ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ جھوٹی ہے آپ نے منہ پھیر لیا پھر میں آپ کے منہ کے سامنے سے آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ وہ جھوٹی ہے آپ نے فرمایا اب تو اس عورت کو کیسے رکھ سکتا ہے جب یہ کہا جاتا ہے کہ ایک عورت نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ یہ حدیث اوپر کتاب العلم میں گزر چکی ہے یہاں امام بخاری اس لیے لائے کہ گو اکثر علماء کے نزدیک رضاع ایک عورت کی شہادت سے ثابت نہیں ہوسکتا مگر شبہ تو ہو جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شبہ کی بنا پر عقبہ کو یہ صلاح دی کہ اس عورت کو چھوڑ دے۔ معلوم ہوا اگر شہادت کامل نہ ہو یا شہادت کی شرائط میں نقص ہو تو معاملہ مشتبہ رہتا ہے لیکن مشتبہ سے بچے رہنا تقویٰ اور پرہیزگاری ہے ہمارے امام احمد بن حنبل کے نزدیک تو رضاع صرف مرضعہ کی شہادت سے ثابت ہو جاتا ہے۔ ۱۲ منہ

٢٦٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فَاقْبِضْهُ، قَالَتْ: فَلَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَقَالَ: ابْنُ أَخِي قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ، فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ: أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ، فَتَسَاوَقَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ابْنُ أَخِي كَانَ قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ، فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ،

ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا عتبہ بن ابی وقاص نے مرتے وقت اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو یہ وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرے نطفے سے ہے اس کو لے لیجیو حضرت عائشہؓ نے کہا جس سال مکہ فتح ہوا سعد نے اس بچے کو لے لیا اور کہنے لگے یہ میرے بھائی کا بچہ ہے بھائی نے اس کے لینے کے لیے مجھ کو وصیت کی تھی اس وقت عبد بن زمعہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بچہ ہے میرے باپ کی حفاظت میں پیدا ہوا آخر دونوں لڑتے جھگڑتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ میرے بھائی کا بچہ ہے اس نے مجھے وصیت کی تھی کہ اس کو لے لینا عبد بن زمعہ نے کہا یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے

ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ، ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: احْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ، لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ، فَمَا رَآهَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ۔

اس کے بچھونے پر تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبد یہ بچہ تجھ کو ملے گا اس کے بعد فرمایا بچہ اسی کا ہوتا ہے جو جائز شوہر یا مالک ہو اور حرام کار کو پتھر سے سزا ملے گی لیکن ام المومنین سودہؓ سے فرمایا جو زمعہ کی بیٹی (اس بچے کی بہن) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں تم اس سے پردہ کرتی رہنا کیونکہ آپ نے دیکھا اس بچہ کی صورت عتبہ سے ملتی تھی سو اس نے حضرت سودہؓ کو مرتے تک نہیں دیکھا۔

لہ اسی عتبہ نے احد کے دن پتھر مار کر آنحضرتؐ کا دندان مبارک شہید کیا تھا آنحضرتؐ نے اس پہ بد دعا فرمائی کہ ایک سال کے اندر کفر کی حالت میں مر جائے ایسا ہی ہوا اور ابن مندہ نے غلطی کی جو اس کو صحابہ میں ذکر کیا ۱۲ منہ
لہ اس بچے کا نام عبدالرحمٰن تھا آپ نے شرعی قاعدے کے موافق بچہ عبد بن زمعہ کو دلایا مگر قیافہ دیکھ کر یہ شبہ ہوتا تھا کہ شاید وہ عتبہ کا نطفہ ہو اور اسی شبہ کی بنا پر آپ نے حضرت سودہؓ کو اس سے حجاب کرنے کا حکم دیا امام بخاری نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ شبہ کی چیزوں میں یہ امر بھی ہے جو اس باب کا مطلب ہے۔ ۱۲ منہ

۲۷۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ، فَقَالَ: إِذَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ، وَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَقَتَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أُرْسِلُ كَلْبِي وَأُسَمِّي فَأَجِدُ مَعَهُ عَلَى الصَّيْدِ كَلْبًا آخَرَ لَمْ أُسَمِّ عَلَيْهِ، وَلَا أَدْرِي أَيُّهُمَا أَخَذَ، قَالَ: لَا تَأْكُلْ، إِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى الْآخَرِ۔

ہم سے ابو الولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو عبداللہ بن ابی السفر نے خبر دی انہوں نے شعبی سے انہوں نے عدی بن حاتم رضی سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر بن بھال والے تیر (یا لکڑی) سے شکار ماریں تو کیا حکم ہے آپ نے فرمایا اگر دھار کی طرف سے لگے تو کھا اور جو چوڑان لہ سے لگے تو مت کھا وہ مردار ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنے شکاری کتے کو بسم اللہ کہہ کر چھوڑتا ہوں جب شکار کے پاس جاتا ہوں تو دیکھتا ہوں وہاں ایک اور کتا بھی ہے جس پر میں نے بسم اللہ نہیں کہی تھی اور معلوم نہیں ہوتا کس کتے نے شکار مارا آپ نے فرمایا ایسا جانور مت کھا تو نے اپنے کتے پر بسم کہی تھی نہ دوسرے کتے پر لہ

لہ یعنے تیر کی لکڑی آڑی ہو کر شکار کے جانور پر لگے اور بوجھ اور صدمے سے وہ مر جائے ۱۲ منہ

۲؎ معلوم ہوا کہ جس جانور پر بسم اللہ نہ کہی جائے وہ حرام اور مردار ہے اہل حدیث اور اہل ظاہر کا یہی قول ہے اور شافعی کہتے ہیں کہ مسلمان کا ذبیحہ ہر حال میں حلال ہے گو وہ عمداً یا سہواً بسم اللہ چھوڑ دے اس حدیث سے امام بخاری نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ اس جانور میں شبہ پڑ گیا کہ کس کتے نے اس کو مارا اور آپ نے اس کو کھانے سے منع فرمایا تو معلوم ہوا کہ شبہ کی چیزوں سے بچنا چاہیئے۔ ۱۲ منہ

بَابُ مَا يُتَنَزَّهُ مِنَ الشُّبُهَاتِ۔

باب: مشتبہ چیزوں سے پرہیز کرنا۔

۲۷۱- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ مَسْقُوطَةٍ، فَقَالَ: لَوْلَا أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً لَأَكَلْتُهَا، وَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَجِدُ تَمْرَةً سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي۔

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے منصور سے انہوں نے طلحہ بن مصرف سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور پڑی پائی تو فرمایا اگر یہ شبہ نہ ہوتا کہ شاید یہ صدقے کی ہو تو میں اس کو کھا لیتا۱؎ اور ہمام بن منبہ۲؎ نے ابو ہریرہؓ سے یوں روایت کی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میں نے ایک کھجور اپنے بچھونے میں پڑی ہوئی پائی۔

۱؎ وہ کھجور آپ کو اپنے بچھونے پر ملی تھی جیسے اس کے بعد کی روایت میں اس کی تصریح ہے شاید آپ صدقہ کی کھجوریں بانٹ کر آئے ہوں اور کوئی کھجور اسی میں سے آپ کے کپڑے میں لگ گئی ہو اور بچھونے پر گر پڑی ہو یہ شبہ آپ کو ہوا اور آپ نے اس کے کھانے سے پرہیز کیا معلوم ہوا مشتبہ چیز کے کھانے سے پرہیز کرنا کمال تقویٰ اور ورع ہے ۱۲ منہ ۲؎ اس کو خود امام بخاری نے کتاب اللقطہ میں وصل کیا ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الْوَسَاوِسَ وَنَحْوَهَا مِنَ الشُّبُهَاتِ۔

باب: دل میں وسوسہ آنے سے شبہ نہ کرنا چاہیئے۱؎

۱؎ یعنی مشتبہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کی حلت اور حرمت یا طہارت یا نجاست کے دلائل متعارض ہوں تو ایسی چیز سے باز رہنا تقویٰ اور پرہیز گاری ہے اور ایک وسوسہ ہے کہ خواہ مخواہ بے دلیل ہر چیز میں شبہ کرنا

جیسے فرش بچھا ہوا ہے تو یہی سمجھیں گے کہ وہ پاک ہے یا ایک شخص سے کچھ مال خریدا تو یہی سمجھیں گے کہ حلال طور پر اس کے پاس آیا ہوگا اب خواہ مخواہ اس کے نجس ہونے کا گمان کرنا یا اس مال کے حرام ہونے کا یہ وسوسہ ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیے البتہ اگر دلیل سے نجاست یا حرمت معلوم ہو جائے تو باز رہنا چاہیے ۱۲ منہ

۲۷۲- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ قَالَ شُكِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يَجِدُ فِي الصَّلَاةِ شَيْئًا، أَيَقْطَعُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: لَا، حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا، وَقَالَ ابْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ: لَا وُضُوءَ إِلَّا فِيمَا وَجَدْتَ الرِّيحَ أَوْ سَمِعْتَ الصَّوْتَ۔

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عباد بن تمیم سے انہوں نے اپنے چچا عبد اللہ بن زید مازنی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کا یہ شکوہ بیان کیا گیا کہ اس کو نماز میں وسوسہ[1] ہوتا ہے کیا وہ نماز توڑ دے آپ نے فرمایا نہیں جب تک حدث کی آواز نہ سنے یا بدبو نہ پائے اور محمد بن ابی حفصہ نے زہری سے نقل کیا[2] وضو جب ہی لازم ہوگا جب تو حدث کی بدبو پائے یا آواز سنے۔

[1] خواہ مخواہ یہ خیال ہوتا ہے کہ وضو جاتا رہا حدث ہوا ۱۲ منہ [2] اس کو امام احمد اور سراج نے اپنی مسند میں وصل کیا ۱۲ منہ

۲۷۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطُّفَاوِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ قَوْمًا قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ قَوْمًا يَأْتُونَنَا بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِي أَذَكَرُوا اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَمُّوا اللهَ عَلَيْهِ وَكُلُوهُ۔

مجھ سے احمد بن مقدام عجلی نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن عبد الرحمن طفاوی نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا بعضے لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں ہم نہیں جانتے انہوں نے ذبح کے وقت بسم اللہ کہی تھی یا نہیں آپ نے فرمایا تم بسم اللہ کہہ کر اس کو کھا لیا کرو[1]

[1] مطلب یہ ہے کہ مسلمان سے نیک گمان رکھنا چاہیے اور جب تک دلیل سے معلوم نہ ہو کہ مسلمان نے ذبح

کے وقت بسم اللہ نہیں کہی تھی یا اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا تھا تو اس کا لایا ہوا یا پکایا ہوا گوشت حلال ہی سمجھا جائے گا حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ مشرکوں کا لایا یا پکایا ہوا گوشت حلال سمجھ لو اور فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے کہ اگر مشرک قصاب یہ بھی کہے کہ اس جانور کو مسلمان نے کاٹا ہے تب بھی اس کا قول مقبول نہ ہوگا اس لیے مشرک قصائی سے گوشت لینے میں بڑی احتیاط کرنا چاہیے اور جب تک خود نہ دیکھ لے یا مسلمان کی گواہی سے یہ معلوم نہ ہو کہ اس جانور کو مسلمان نے کاٹا ہے اس وقت تک اس گوشت کا کھانا درست نہیں ۱۲ منہ

بَابُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کا (سورۂ جمعہ میں) یہ فرمانا کہ جب وہ کچھ سوداگری یا تماشا دیکھتے ہیں تو ادھر جھپٹ پڑتے ہیں۔

۲۷۴۔ حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ سَالِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي جَابِرٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذْ أَقْبَلَتْ مِنَ الشَّامِ عِيرٌ تَحْمِلُ طَعَامًا فَالْتَفَتُوا إِلَيْهَا حَتَّى مَا بَقِيَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، فَنَزَلَتْ:۔ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا۔

ہم سے طلق بن غنام نے بیان کیا کہا ہم سے زائدہ ابن قدامہ نے انہوں نے حصین سے انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے انہوں نے کہا مجھ سے جابرؓ نے بیان کیا کہ ہم ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز میں شریک تھے (خطبہ سن رہے تھے) اتنے میں شام کا قافلہ غلہ لائے ہوئے آیا لوگ اس کے دیکھنے کو چل دیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے اس وقت یہ آیت اتری جب وہ کچھ بیوپار یا تماشا دیکھتے ہیں تو ادھر جھپٹ جاتے ہیں۔[۱]

۱؎ ہوا یہ تھا کہ اس زمانہ میں مدینہ میں غلہ کا قحط تھا لوگ بہت بھوکے اور پریشان تھے شام سے جو غلے کا قافلہ آیا تو بے اختیار ہو کر اس کے دیکھنے کو چل دیے صرف بارہ صحابہ یعنی عشرہ مبشرہ اور بلالؓ اور ابن مسعودؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھہرے رہے صحابہ کچھ معصوم نہ تھے بشر تھے ان سے یہ خطا ہوگئی۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے عتاب فرمایا شاید اس وقت ان کو یہ معلوم نہ ہوگا کہ خطبے میں سے اٹھ جانا منع ہے۔ امام بخاری اس باب کو اس لیے یہاں لائے کہ بیع اور شرا اور تجارت اور سوداگری گو عمدہ اور مباح چیز ہے مگر عبادت میں اس کی وجہ سے خلل ہو تو اسے چھوڑ دینا چاہیے۔ ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ لَمْ يُبَالِ مِنْ حَيْثُ كَسَبَ الْمَالَ۔

باب:۔ جو روپیہ کمانے میں حلال حرام کی پرواہ نہ کرے۔

۲۷۵۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ، أَمِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ؟

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے کہا ہم سے سعید مقبری نے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا کہ آدمی کچھ پرواہ نہ کرے گا کہ حلال سے کمائے یا حرام سے۔ ۱؎

بَابُ التِّجَارَةِ فِي الْبَرِّ وَغَيْرِهِ وَقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ وَقَالَ قَتَادَةُ: كَانَ الْقَوْمُ يَتَبَايَعُونَ وَيَتَّجِرُونَ وَلٰكِنَّهُمْ إِذَا نَابَهُمْ حَقٌّ مِنْ حُقُوقِ اللّٰهِ لَمْ تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ حَتّٰى يُؤَدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ۔

باب:۔ خشکی میں تجارت کرنے کا بیان ۱؎

اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نور میں) فرمایا اور وہ لوگ جن کو سوداگری اور بیچ کھوچ اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی اور قتادہ ۲؎ نے کہا صحابہ بیچ کھوچ اور سوداگری کیا کرتے تھے مگر جب اللہ کا کوئی کام آپڑتا تو کوئی سوداگری یا بیچ کھوچ اللہ کی یاد سے ان کو غافل نہ کرتی وہ اللہ کا کام پورا کرتے۔

۱؎ بعضوں نے فی البز پڑھا ہے زا معجمہ سے ترجمہ یہ ہوگا کپڑے کی تجارت کرنا مگر باب کی حدیث میں کپڑے کی تجارت کا ذکر نہیں ہے اور امام بخاری نے آگے چل کر جو باب بیان کیا باب سمندر میں تجارت کرنے کا تو اس کا جوڑ یہی ہے کہ یہاں خشکی کی تجارت مذکور ہے بعضوں نے فی البر پڑھا ہے بضم با یعنی گیہوں کی تجارت کرنا اس کا بھی باب کی حدیث میں کوئی ذکر نہیں۔ ۱۲ منہ ۲؎ حافظ نے کہا میں نے اس کو موصولاً نہیں پایا۔ ۱۲ منہ

۲۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ: كُنْتُ أَتَّجِرُ فِي الصَّرْفِ، فَسَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا انہوں نے ابن جریج سے کہا مجھ کو عمرو بن دینار نے خبر دی انہوں نے ابوالمنہال سے انہوں نے کہا میں صرافی کیا کرتا تھا میں نے زید بن ارقم سے بیع صرف کا حکم پوچھا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

۱؎ وہ زمانہ اب ہے جو عام مسلمان اکثر بد قسمتی سے حلال پیشوں میں اور محنت مزدوری میں تو شرم کرتے ہیں اور سرکاری نوکری اور فاسقوں کی نوکری اختیار کرتے ہیں وہ ان سے ایسے کام لیتے ہیں جو شرع کی رو سے نادرست ہوتے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ شراب سفید ہی بکواؤ اس کا محصول کرو اور اللہ و رسول کے حکم کے برخلاف انگریزی قانون سے لوگوں کے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ: حَدَّثَنِي الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَعَامِرُ بْنُ مُصْعَبٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا الْمِنْهَالِ يَقُولُ: سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَا: كُنَّا تَاجِرَيْنِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّرْفِ، فَقَالَ: إِنْ كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَا بَأْسَ، وَإِنْ كَانَ نَسِيئًا فَلَا يَصْلُحُ۔

فرمایا دوسری سند اور مجھ سے فضل بن یعقوب نے بیان کیا کہا ہم سے حجاج بن محمد نے انہوں نے کہا ابن جریج نے کہا مجھ کو عمرو بن دینار اور عامر بن مصعب نے خبر دی ان دونوں نے ابو المنہال (عبدالرحمٰن بن مطعم) سے سنا انہوں نے کہا میں نے براء بن عازبؓ اور زید بن ارقم سے بیع صرف کو پوچھا انہوں نے کہا ہم دونوں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سوداگر تھے ہم نے آپ سے بیع صرف کو پوچھا آپ نے فرمایا اگر ہاتھوں ہاتھ (نقد) ہو تو کچھ برائی نہیں اور جو کسی طرف میعاد[۲] ہو تو وہ درست نہیں[۳]

[۱] بیع صرف کہتے ہیں نقد کو نقد کے بدل بیچنا مثلاً روپیوں کا روپیوں سے یا پیسوں سے یا اشرفیوں سے مبادلہ کرنا۔ ۱۲ منہ [۲] مثلاً ایک شخص نقد روپیہ دے اور دوسرا کہے میں اس کے بدل کا روپیہ ایک مہینے کے بعد دوں گا تو درست نہیں ہے بیع صرف میں سب کے نزدیک تقابض یعنی دونوں بدلوں کا نقد نقد دیا جانا شرط ہے اور میعاد کے ساتھ درست نہیں ہوتی اب اس میں اختلاف ہے کہ اگر جنس ایک ہی ہو مثلاً روپیہ کو روپیہ سے اشرفیوں کو اشرفیوں سے تو کمی اور زیادتی درست ہے یا نہیں حنفیہ کے نزدیک کمی اور زیادتی جب جنس ایک ہو تو درست نہیں اور ان کے مذہب پر کلدار اور حالی سکہ کا بدلنا مشکل ہوتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ کچھ پیسے شریک کر دے تاکہ کمی اور زیادتی سب کے نزدیک جائز ہو جائے ۱۲ منہ [۳] اس حدیث کے عموم سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ خشکی میں تجارت کرنا درست ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ الْخُرُوجِ فِي التِّجَارَةِ، وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ۔

باب:۔ سوداگری کے لیے گھر سے باہر جانا

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ جمعہ میں) فرمایا جب نماز ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل ڈھونڈو۔

۲۷۷۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ ابْنُ يَزِيدَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ:

ہم سے محمد ابن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو مخلد بن یزید نے خبر دی کہا ہم کو ابن جریج نے خبر

أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ: أَنَّ أَبَا مُوسَى اسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، وَكَأَنَّهُ كَانَ مَشْغُولًا فَرَجَعَ أَبُو مُوسَى فَفَرَغَ عُمَرُ فَقَالَ: أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ؟ ائْذَنُوا لَهُ، قِيلَ: قَدْ رَجَعَ، فَدَعَاهُ فَقَالَ: كُنَّا نُؤْمَرُ بِذَلِكَ، فَقَالَ: تَأْتِينِي عَلَى ذَلِكَ بِالْبَيِّنَةِ، فَانْطَلَقَ إِلَى مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوا: لَا يَشْهَدُ لَكَ عَلَى هَذَا إِلَّا أَصْغَرُنَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ، فَذَهَبَ بِأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، فَقَالَ عُمَرُ: أَخَفِيَ عَلَيَّ هَذَا مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ يَعْنِي الْخُرُوجَ إِلَى التِّجَارَةِ۔

دی کہا مجھ کو عطاء بن ابی رباح نے انہوں نے عبید بن عمیر سے کہ ابو موسیٰ اشعریؓ نے حضرت عمرؓ سے اندر آنے کا اذن چاہا لیکن اذن نہ ملا اور شاید حضرت عمرؓ اس وقت کام میں مشغول تھے خیر ابو موسیٰ لوٹ کر چل دیے جب حضرت عمرؓ کام سے فارغ ہوئے تو وہ کہنے لگے میں نے ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس کی آواز سنی تھی ان کو اندر آنے دو لوگوں نے کہا وہ لوٹ کر چلے گئے حضرت عمرؓ نے ان کو بلوایا ابو موسیٰؓ نے کہا ہم کو ایسا ہی حکم تھے[1] حضرت عمرؓ نے کہا اس کے ثبوت میں گواہ لاؤ وہ انصار کی مجلس میں گئے ان سے پوچھا انہوں نے کہا یہ تو تمہارے ساتھ وہ بیان کرے گا جو ہم سب میں کم سن تھے[2] آخر وہ ابو سعید خدریؓ کو اپنے ساتھ لے گئے[3] حضرت عمرؓ نے یہ سن کر کہا افسوس مجھ کو بازاروں میں بیچ کھوچ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم سے غافل رکھا یعنے سوداگری کے لیے نکلنے نے۔

[1] کہ جب اذن نہ ملے تو لوٹ کر چلے جائیں ۱۲ منہ [2] یعنے یہ ایسی مشہور بات ہے جس کو ہمارے بچے بھی جانتے ہیں ۱۲ منہ [3] ابو سعیدؓ نے ابو موسیٰؓ کے موافق گواہی دی کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا کہ تین بار اجازت مانگو اگر اس پر بھی اجازت نہ ملے تو لوٹ جاؤ ۱۲ منہ

بَابُ التِّجَارَةِ فِي الْبَحْرِ وَقَالَ مَطَرٌ: لَا بَأْسَ بِهِ، وَمَا ذَكَرَهُ اللهُ فِي الْقُرْآنِ إِلَّا بِحَقٍّ ثُمَّ تَلَا۔ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ الْفُلْكُ: السُّفُنُ الْوَاحِدُ وَالْجَمْعُ سَوَاءٌ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: تَمْخَرُ السُّفُنُ الرِّيحَ وَلَا

باب۔ سمندر میں تجارت کرنے کا بیان[1]
اور مطر بن طہمان نے کہا سمندر میں سوداگری کے لیے سفر کرنا کچھ برا نہیں اور اللہ نے جو قرآن میں اس کا ذکر کیا ہے تو بجا کیا ہے پھر انہوں نے سورۂ نحل کی یہ آیت پڑھی اور تو دیکھتا ہے جہاز پانی کو چیرتے چلے جاتے ہیں۔ فلک کشتیاں

تَمْخَرُ الرِّيحَ شَيْئًا مِنَ السُّفُنِ إِلَّا الْفُلْكَ الْعِظَامَ، وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ ابْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ خَرَجَ. فِي الْبَحْرِ فَقَضَى حَاجَتَهُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بِهِ۔

(جہاز) اس کا مفرد بھی فلک ہے اور مجاہد نے کہا کشتیاں [۲] ہوا کو پھاڑتی ہیں اور ہوا کو وہی کشتیاں پھاڑتی ہیں جو بڑی ہوں (جیسے بعلے جہاز وغیرہ [۳]) اور لیث نے کہا [۴] مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا کہ اس نے سمندر کا سفر کیا پھر اپنا کام پورا کیا اخیر حدیث تک [۵] اور ابوذرؓ کی روایت میں مستملی سے اتنی عبارت زیادہ ہے۔ مجھ سے عبداللہ ابن صالح نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث نے یہی حدیث۔ [۶]

[۱] اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا۔ ۱۲ منہ [۲] اس کو فریابی نے اپنی تفسیر میں اور عبد بن حمید نے وصل کیا۔ ۱۲ منہ [۳] بعلہ کہتے ہیں چھوٹے بادبانی جہاز کو ۱۲ منہ [۴] اس کو اسمٰعیلی نے وصل کیا [۵] یہ حدیث پوری انشاء اللہ کتاب الکفالہ میں مذکور ہوگی۔ ۱۲ منہ [۶] اس کو خود امام بخاری نے وصل کیا۔ ۱۲ منہ

بَابٌ۔ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا۔ وَقَوْلُهُ۔ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ وَقَالَ قَتَادَةُ: كَانَ الْقَوْمُ يَتَّجِرُونَ وَلٰكِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا نَابَهُمْ حَقٌّ مِنْ حُقُوقِ اللّٰهِ لَمْ تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ حَتّٰى يُؤَدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کا (سورۂ جمعہ میں) یہ فرمانا جب کوئی سوداگری کھیل تماشا دیکھتے ہیں تو ادھر سٹک جاتے ہیں اور (سورۂ نور میں) یہ فرمانا وہ مرد جن کو سوداگری بیچ کھوچ اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی اور قتادہ نے کہا [۱] صحابہ سوداگری کرتے تھے مگر جب خدا کا فرض آن پڑتا تو کوئی سوداگری یا بیچ کھوچ اللہ کی یاد سے ان کو غافل نہ کرتی یہاں تک کہ وہ اللہ کا حق ادا کرتے۔

[۱] حافظ نے کہا یہ اثر مجھ کو موصولاً نہیں ملا جیسے اوپر گزر چکا۔ ۱۲ منہ

۲۷۸۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ

مجھ سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا مجھ سے محمد بن فضیل نے انہوں نے حصین بن عبدالرحمٰن سے انہوں

سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَقْبَلَتْ عِيرٌ وَنَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ فَانْفَضَّ النَّاسُ إِلَّا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ- وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا-

نے سالم بن ابی الجعد سے انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا (شام کا) قافلہ غلہ لے کر آیا اس وقت ہم جمعہ کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھ رہے تھے (خطبہ سن رہے تھے) سب لوگ (قافلہ دیکھنے کو) سٹک گئے فقط بارہ آدمی رہ گئے اس وقت یہ آیت اتری اور جب کوئی بیوپار یا کھیل یا تماشا دیکھتے ہیں تو ادھر چل دیتے ہیں اور تجھ کو (خطبہ میں) کھڑا کا کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ- أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ-

باب:- اللہ تعالیٰ کا (سورۂ بقرہ میں) یہ فرمانا اپنی کمائی میں سے اچھی پاکیزہ چیزیں خرچ کرو۔

۲۷۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ، وَلِزَوْجِهَا بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ، لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا-

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے منصور سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنے گھر کے کھانے میں سے کچھ خیرات کرے (جو خاوند کا مال ہو) مگر بگاڑ کی نیت نہ ہو تو اس کو خرچ کرنے کا اور خاوند کو کمائی کرنے کا ثواب ملے گا اور گھر ماما یا داروغہ کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا اور ان میں سے کسی کا ثواب دوسرے کے ثواب کو کم نہ کرے گا۔

۲۸۰- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَلَهَا نِصْفُ أَجْرِهِ-

مجھ سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے انہوں نے معمر سے انہوں نے ہمام بن منبہ سے انہوں نے کہا میں نے ابو ہریرہؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب عورت اپنے خاوند کی کمائی میں سے اس کے[1] بے اجازت کچھ خیرات کرے تو عورت کو مرد کا آدھا ثواب ملے گا۔

[1] مطلب یہ ہے کہ ایسی معمولی خیرات کرے جس کو خاوند دیکھ بھی لے تو ناپسند نہ کرے جیسے کھانے میں کچھ کھانا فقیر کو دے دیا یا پھٹا پرانا کپڑا اللہ کی راہ میں دے ڈالے اور عورت قرائن سے سمجھتی ہو کہ خاوند کی ایسی خیرات کے لیے اجازت

ہے گو اس نے صریح اجازت نہیں دی ہو بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ عورت اس مال میں سے خرچ کرے جو خاوند نے اس کے لیے مقرر کر دیا ہو بعضے نسخوں میں یوں ہے کہ خاوند کو عورت کا آدھا ثواب ملے گا قسطلانی نے کہا ان دونوں توجیہوں میں سے کوئی توجیہہ ضرور کرنا چاہیے ورنہ عورت اگر خاوند کا مال بے اس کی اجازت کے خرچ کر ڈالے تو ثواب کجا گناہ لازم ہوگا۔ ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ أَحَبَّ الْبَسْطَ فِي الرِّزْقِ۔

باب: جو شخص رزق کی کشایش چاہے وہ کیا کرے۔

۲۸۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ الْكِرْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا حَسَّانُ: حَدَّثَنَا يُونُسُ: قَالَ مُحَمَّدٌ هُوَ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ أَوْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.

ہم سے محمد بن ابی یعقوب کرمانی نے بیان کیا کہا ہم سے حسان بن ابراہیم نے کہا ہم سے یونس نے کہا ہم سے محمد بن مسلم نے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جس کو رزق کی کشایش یا عمر کی درازی بھلی لگے وہ اپنے ناتے والوں سے اچھا سلوک کرے۔

بَابُ شِرَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّسِيئَةِ۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادھار خریدنا۔

۲۸۲۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: ذَكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَمِ فَقَالَ: حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى طَعَامًا مِنْ يَهُودِيٍّ إِلَى أَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيدٍ۔

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے کہا ہم نے ابراہیم نخعی کے پاس ادھار کر کچھ گروی رکھنے کا ذکر کیا انہوں نے کہا مجھ سے اسود نے بیان کیا حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی (ابو شحم) سے ادھار مدت مقرر کر کے غلہ خریدا اور اپنی زرہ لوہے کی اس کے پاس گروی کر دی [1]

[1] آپ نے ایک کافر سود خوار سے غلہ قرض لیا اور کسی مسلمان صحابی سے قرض نہ لیا کیونکہ وہ مسلمان آپ کو مفت غلہ نذر کرتا اور آپ کو کسی کا احسان لینا پسند نہ آیا قسطلانی نے کہا یہودی سب سود کھاتے ہیں باوجود اس کے آنحضرتؐ نے اس سے اناج لیا اور کھایا معلوم ہوا کہ سود خوار سے بیع اور شراء کرنا درست ہے اسی طرح قرض

لینا اور اسی طرح ہر وہ شخص ہے جس کے پاس حلال اور حرام دونوں طرح کا مال آتا ہو یا اس کا اکثر مال حرام ہو اس سے بھی معاملہ درست ہے بشرطیکہ جو مال اس سے لیا جائے اس کے حرام ہونے کا پورا یقین نہ ہو۔ ۱۲ منہ

۲۸۳۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَوْشَبٍ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ أَبُو الْيَسَعِ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ مَشَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيرٍ وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ، وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعًا لَهُ بِالْمَدِينَةِ عِنْدَ يَهُودِيٍّ وَأَخَذَ مِنْهُ شَعِيرًا لِأَهْلِهِ، وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَا أَمْسَى عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعُ بُرٍّ وَلَا صَاعُ حَبٍّ، وَإِنَّ عِنْدَهُ لَتِسْعَ نِسْوَةٍ

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام نے کہا ہم سے قتادہ نے انہوں نے انس سے دوسری سند اور مجھ سے محمد بن عبداللہ بن حوشب نے بیان کیا کہا ہم سے اسباط[1] ابو الیسع بصری نے کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کی روٹی اور بدبودار چربی کھانے کے لیے لے گئے اور اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یہ تھی کہ آپ نے اپنی ذرع مدینہ میں ایک یہودی کے پاس گرو رکھوائی تھی اور اس سے اپنی بی بیوں کے لیے کچھ جو لیے تھے اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے پاس کبھی شام کو ایک صاع گیہوں یا غلے کا جمع نہیں رہا حالانکہ ان کے پاس نو بی بیاں ہیں۔

[1] ان سے اس کتاب میں ایک یہی حدیث مروی ہے بس۔ ۱۲ منہ

بَابُ كَسْبِ الرَّجُلِ وَعَمَلِهِ بِيَدِهِ۔

باب:۔ آدمی کا کمائی کرنا اور ہاتھوں سے محنت کرنا۔

۲۸۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا اسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ قَالَ: لَقَدْ عَلِمَ قَوْمِي أَنَّ حِرْفَتِي لَمْ تَكُنْ تَعْجِزُ

ہم سے اسمعیل بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے کہا جب ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے تو کہنے لگے میری قوم والوں (قریش یا مسلمانوں) کو معلوم ہے کہ میں اپنا پیشہ کر کے اپنے گھر والوں کی روٹی بخوبی پیدا کر لیتا تھا۔

عَنْ مُؤْنَةِ أَهْلِي وَشُغِلْتُ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ، فَسَيَأْكُلُ آلُ أَبِي بَكْرٍ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَحْتَرِفُ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ۔

میں مسلمانوں کے کام میں مشغول رہوں گا تو ابوبکرؓ کے گھر والے بیت المال میں سے کھائیں گے اور ابوبکرؓ مسلمانوں کا مال تجارت سے بڑھاتا رہے گا[1]

[1] اب جبکہ میں خلافت کے کام میں مصروف رہوں گا مجھ کو اپنا ذاتی پیشہ اور بازاروں میں پھرنے کا موقع نہ ملے گا تو میں بیت المال سے اپنا اور گھر والوں کا خرچہ لیا کروں گا اور خرچہ بھی میں اس طرح سے نکال دوں گا کہ بیت المال کے روپے پیسے میں تجارت اور سوداگری کرکے اس کو ترقی دوں گا اور مسلمانوں کا فائدہ کراؤں گا۔ ۱۲ منہ

۲۸۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَّالَ أَنْفُسِهِمْ، فَكَانَ يَكُونُ لَهُمْ أَرْوَاحٌ، فَقِيلَ لَهُمْ: لَوِ اغْتَسَلْتُمْ، رَوَاهُ هَمَّامٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ۔

مجھ سے محمد بن یحییٰ ذہلی نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن یزید نے کہا ہم سے سعید بن ابی ایوب نے کہا مجھ سے ابوالاسود نے انہوں نے عروہ سے انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اپنے کام اپنے ہاتھوں سے کیا کرتے تھے (کوئی خدمت گار نہ تھا) تو ان کے بدن سے بو نکلتی اس لیے ان سے کہا گیا اگر تم نہا لیا کرو (جب جمعہ کی نماز کے لیے جاؤ) تو بہتر ہے ہمام نے اس حدیث کو ہشام سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا انہوں نے حضرت عائشہؓ سے۔

۲۸۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنِي عِيسَى، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنِ الْمِقْدَامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ۔

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی انہوں نے ثور سے انہوں نے خالد بن معدان سے انہوں نے مقدام بن معدی کرب سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کسی آدمی کے لیے اس سے بہتر کوئی کھانا نہیں ہے کہ اپنے ہاتھ سے محنت کرکے کھائے اور اللہ کے پیغمبر داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے (زرع بنا کر[1]) کھایا کرتے تھے۔

[1] حضرت داؤدؑ لوہار کا پیشہ کیا کرتے اور حضرت آدمؑ کھیتی کرتے اور حضرت نوحؑ بڑھئی کا کام کرتے اور حضرت ادریسؑ کپڑے سیا کرتے اور حضرت موسیٰؑ بکریاں چراتے۔ ۱۲ منہ

۲۸۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ لَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ.

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے ہمام بن منبہ سے کہا ہم کو ابو ہریرہؓ نے خبر دی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے محنت کر کے اپنی روزی پیدا کرتے۔

۲۸۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَوْفٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأَنْ يَحْتَطِبَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلَى ظَهْرِهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ أَحَدًا فَيُعْطِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ.

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابو عبید سے جو عبدالرحمٰن بن عوف کے غلام تھے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تم میں اگر کوئی لکڑی کا مگٹھا (جنگل سے کاٹ کر) اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے اس کو بیچ کر کھائے تو اس سے بہتر ہے کہ سوال کرے وہ دے یا نہ دے۔

۲۸۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ أَحْبُلَهُ.

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے وکیع نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے زبیر بن عوام سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی اپنی رسی سنبھالے (اور لکڑیاں باندھ کر لائے تو بھی سوال کرنے سے بہتر ہے)۔

بَابُ السُّهُولَةِ وَالسَّمَاحَةِ فِي الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ، وَمَنْ طَلَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِي عَفَافٍ.

باب خرید و فروخت میں نرمی اور سیر چشمی کرنا اور اپنا حق پاکیزگی کے ساتھ مانگنا (بیہودہ باتیں نہ بکنا)

۲۹۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

ہم سے علی بن عیاش نے بیان کیا کہا ہم سے ابو غسان محمد بن مطرف نے کہا مجھ سے محمد بن منکدر نے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرَى وَإِذَا اقْتَضَى۔

رضی اللہ) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس شخص پر رحم کرے جو بیچتے اور خریدتے اور تقاضا کرتے وقت نرمی اور ملایمت کرتا ہے۔

بَابُ مَنْ أَنْظَرَ مُوسِرًا۔

باب: جو شخص مال دار کو مہلت دے۔

۲۹۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ: أَنَّ رِبْعِيَّ ابْنَ حِرَاشٍ حَدَّثَهُ: أَنَّ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، قَالُوا: أَعَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا؟ قَالَ: كُنْتُ آمُرُ فِتْيَانِي أَنْ يُنْظِرُوا وَيَتَجَاوَزُوا عَنِ الْمُوسِرِ، قَالَ: فَتَجَاوَزُوا عَنْهُ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: وَقَالَ أَبُو مَالِكٍ عَنْ رِبْعِيٍّ: كُنْتُ أُيَسِّرُ عَلَى الْمُوسِرِ وَأُنْظِرُ الْمُعْسِرَ، وَتَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رِبْعِيٍّ، وَقَالَ أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رِبْعِيٍّ: أُنْظِرُ الْمُوسِرَ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ، وَقَالَ نُعَيْمُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ: فَأَقْبَلُ مِنَ الْمُوسِرِ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ۔

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر نے کہا ہم سے منصور نے، ان سے ربعی بن حراش نے بیان کیا ان سے حذیفہ بن یمانؓ نے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگلے زمانے میں تم سے پہلے ایک آدمی مرگیا فرشتوں نے اس کی روح سے ملاقات کی اور پوچھا تو نے کوئی نیک کام کیا ہے وہ بولا (کچھ تو نہیں مگر) میں نے اپنے غلاموں نوکروں کو یہ حکم دے رکھا تھا کہ (کسی پر سخت تقاضا نہ کریں) مال دار کو مہلت دیں اور محتاج کو معاف کر دیں یہ سن کر فرشتوں نے بھی اس کو چھوڑ دیا ابو مالک نے ربعی سے یوں روایت کی ہیں مالدار پر آسانی کرتا اور نادار کو مہلت دیتا ابو مالک کے ساتھ شعبہ نے اس کو عبدالملک سے روایت کیا انہوں نے ربعی سے اور ابو عوانہ نے عبدالملک سے انہوں نے ربعی سے اس میں یوں ہے میں مالدار کو مہلت دیا کرتا اور نادار کو معاف کر دیتا اور نعیم بن ابی ہند نے ربعی سے یوں روایت کی ہیں مال دار کا وعدہ قبول کر لیتا اور نادار کو معاف کر دیتا رہا[1]

[1] یعنی گو قرض دار مالدار ہو مگر اس پر سختی نہ کرے اگر وہ مہلت چاہے تو مہلت دے مالدار کی تعریف میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا جس کے پاس اپنا اور اپنے اہل و عیال کا خرچہ ہو ثوری اور ابن مبارک اور امام احمد

اور اسحاق نے کہا مالدار وہ ہے جس کے پاس پچاس درہم ہوں یا اتنے کا سونا اور امام شافعی نے کہا اس کی کوئی حد مقرر نہیں کر سکتے کبھی جس کے پاس ایک درہم ہو مالدار کہلاتا ہے جب وہ اس کے خرچے سے فاضل ہو اور کبھی ہزار درہم رکھ کر آدمی مفلس ہوتا ہے مثلاً اس کا خرچ بہت ہو اور عیال زیادہ ہوں قرض دار ہو۔ ۱۲ منہ ۔ معلوم ہوا کہ قرض دار گو مالدار ہو مگر اس کو مہلت دینا اور اس سے نرمی کرنا بڑا ثواب ہے خلاصہ یہ ہے کہ خلق خدا سے نیکی کرنا اور ان پر شفقت اور مہربانی کی نظر رکھنا اور ہر ایک شخص سے خندہ پیشانی خوش خلقی کے ساتھ پیش آنا تمام نیکیوں کی جڑ ہے یا اللہ تو اپنے فضل و کرم سے ہمارے اخلاق درست کر دے اور غصے اور بد خلقی سے بچائے رکھ مترجم نے اس کا تجربہ کیا ہے کہ رنج اور غم ہمیشہ گناہ سے پیدا ہوتا ہے جو شخص گناہ سے بچا رہے اور ہر قول اور فعل میں شریعت کا پابند رہے اس کی زندگی دنیا میں بھی بڑی خوشی کے ساتھ گزرتی ہے عقبےٰ کا تو پوچھنا ہی نہیں ۱۲ منہ۔

بَابُ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا۔

۲۹۲۔حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَإِذَا رَأَى مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْيَانِهِ: تَجَاوَزُوا عَنْهُ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا، فَتَجَاوَزَ اللهُ عَنْهُ۔

باب: جو شخص نادار محتاج کو مہلت دے اس کا ثواب

ہم سے ہشام بن عمار نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن حمزہ نے کہا ہم سے محمد بن ولید زبیدی نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک سوداگر تھا جو لوگوں کو قرض دیا کرتا پھر جب دیکھتا کوئی محتاج ہے تو اپنے آدمیوں سے کہتا اس کو معاف کر دو شاید اللہ ہم کو بھی معاف کرے آخر جب وہ مر گیا تو اللہ نے اس کو بخش دیا۔

بَابٌ إِذَا بَيَّنَ الْبَيِّعَانِ وَلَمْ يَكْتُمَا وَنَصَحَا

وَيُذْكَرُ عَنِ الْعَدَّاءِ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: كَتَبَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هٰذَا مَا اشْتَرَى مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَدَّاءِ ابْنِ خَالِدٍ، بَيْعَ الْمُسْلِمِ الْمُسْلِمَ، لَا دَاءَ وَلَا خِبْثَةَ، وَلَا غَائِلَةَ، وَقَالَ قَتَادَةُ الْغَائِلَةُ: الزِّنَا وَالسَّرِقَةُ وَالْإِبَاقُ، وَ

باب: جب بیچنے والا اور خریدار دونوں صاف صاف بیان کر دیں اور ایک دوسرے کی بہتری چاہیں

اور عداء بن خالد سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بیع نامہ لکھ دیا یہ وہ کاغذ ہے جس میں محمد اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا عداء بن خالد سے خرید کرنے کا بیان ہے یہ بیع مسلمان کی ہے مسلمان کے ہاتھ نہ اس میں عیب ہے نہ فریب نہ فسق و فجور اور قتادہ نے کہا فسق و فجور سے مراد زنا، چوری اور بھاگنا ہے

قِيلَ لِإِبْرَاهِيمَ: إِنَّ بَعْضَ النَّخَّاسِينَ يُسَمِّي آرِيَّ خُرَاسَانَ وَسِجِسْتَانَ، فَيَقُولُ: جَاءَ أَمْسِ مِنْ خُرَاسَانَ، جَاءَ الْيَوْمَ مِنْ سِجِسْتَانَ، فَكَرِهَهُ كَرَاهِيَةً شَدِيدَةً، وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ: لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يَبِيعُ سِلْعَةً يَعْلَمُ أَنَّ بِهَا دَاءً إِلَّا أَخْبَرَهُ۔

اور ابراہیم نخعی سے پوچھا گیا بعضے نخاس والے اپنے جانوروں کی قیمت بڑھانے کے لیے (طویلوں کا نام خراسان اور سجستان رکھتے ہیں کہتے ہیں یہ جانور کل ہی خراسان سے آیا ہے آج ہی سجستان سے آیا ہے ابراہیم نے اس کو بہت ہی مکروہ سمجھا اور عقبہ بن عامر نے کہا ؎ جس کو اپنے اسباب کا کوئی عیب معلوم ہو تو وہ خریدار سے بیان کرے اس کو چھپانا درست نہیں۔

؎ قاضی عیاض نے کہا صحیح یوں ہے کہ علاء کی خرید نے کا بیان ہے حضرت محمدؐ سے جیسے ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اس کو وصل کیا قسطلانی نے کہا ممکن ہے کہ بخاری کی روایت ٹھیک ہو اور اشتری بائع کے معنے میں ہو یا معاملہ کئی بار ہوا ہو ۱۲ منہ ؎ عیب یہ کہ غلام کانا ہو یا اندھا یا لنگڑا لولا فریب یہ کہ وہ غلام ہی نہ ہو آزاد ہو اس کو کوئی بھگا لے گئے فسق و فجور یہ کہ چور ہو زانی ہو بھاگ جاتا ہو۔ ۱۲ منہ ؎ اس کو ابن منذر نے وصل کیا۔ ۱۲ منہ ؎ کیوں کہ یہ جھوٹ اور فریب اور دھوکا دینا ہے اس کو ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے وصل کیا۔ ۱۲ منہ ؎ اس کو امام احمد اور ابن ماجہ اور حاکم نے وصل کیا۔ ۱۲ منہ

۲۹۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ رَفَعَهُ إِلَى حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، أَوْ قَالَ: حَتَّى يَتَفَرَّقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے صالح ابو الخلیل سے انہوں نے عبداللہ بن حارث سے انہوں نے حکیم بن حزام سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیچنے والا اور مول لینے والا دونوں کو جب تک جدا نہ ہوں پھیر دینے کا اختیار ہے ؎ پھر اگر وہ سچ بولیں گے اور جو عیب وغیرہ ہو وہ صاف صاف بیان کر دیں گے تو ان کی بیع میں برکت ہوگی اور اگر چھپائیں گے اور جھوٹ بولیں گے تو ان کی بیع میں برکت نہ رہے گی۔

؎ یعنی اس جگہ سے جہاں معاملہ ہوا چلے نہ جائیں تو مراد تفرق بالابدان ہے خود عبداللہ بن عمرؓ سے یہی تفسیر منقول ہے اور امام ابو حنیفہؒ نے تفرق سے ایجاب اور قبول کا تفرق مراد رکھا ہے جو ظاہر کے خلاف ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ الْخِلْطِ مِنَ التَّمْرِ

باب:۔ اچھی اور بُری کھجور ملی جلی بیچنا

۲۹۴۔ حَدَّثَنَا أَبُونُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ وَهُوَ الْخِلْطُ مِنَ التَّمْرِ، وَكُنَّا نَبِيعُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا صَاعَيْنِ بِصَاعٍ، وَلَا دِرْهَمَيْنِ بِدِرْهَمٍ۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نے انہوں نے یحیٰی بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابو سعیدؓ سے انہوں نے کہا ہم کو سب قسم کی ملی جلی کھجور ملا کرتی اور ہم اس کے دو صاع دے کر ایک صاع اچھی کھجور لیتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو صاع ایک صاع کھجور کے بدل بیچنا درست نہیں نہ ایک درہم کا دو درہم کے بدل۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي اللَّحَّامِ وَالْجَزَّارِ

باب:۔ گوشت بیچنے والے اور قصاب کا بیان

۲۹۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُكْنَى أَبَا شُعَيْبٍ فَقَالَ لِغُلَامٍ لَهُ قَصَّابٍ: اجْعَلْ لِي طَعَامًا يَكْفِي خَمْسَةً فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَدْعُوَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَإِنِّي قَدْ عَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْجُوعَ، فَدَعَاهُمْ فَجَاءَ مَعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ هٰذَا قَدْ تَبِعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ يَرْجِعَ رَجَعَ، فَقَالَ: لَا، بَلْ قَدْ أَذِنْتُ لَهُ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاثؒ نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے کہا مجھ سے شقیق نے انہوں نے ابو مسعودؓ سے انہوں نے کہا ایک انصاری مرد آیا جس کی کنیت ابو شعیب تھی لہ اس نے اپنے ایک غلام سے کہا جو قصائی تھا مجھے اتنا کھانا تیار کر دے جو پانچ آدمیوں کو کافی ہو کیونکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمیت پانچ آدمیوں کی دعوت کرنا چاہتا ہوں میں نے آپ کے چہرے کو دیکھا معلوم ہوتا ہے آپ بھوکے ہیں پھر اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا ایک اور شخص زیادہ ٗ چلا آیا آپ نے (صاحب خانہ سے) فرمایا یہ شخص ہمارے ساتھ (بن بلائے) چلا آیا ہے اب تیرا اختیار ہے اس کو اجازت دے (یا نہ دے) اگر تو کہے تو وہ لوٹ جائے صاحب خانہ نے کہا نہیں میں نے اس کو اجازت دی۔ (وہ بھی کھا سکتا ہے)

لہ اس کا نام معلوم نہیں ہوا۔ ۱۲ منہ ٗ لہ یعنی طفیلی بن کر چلا آیا۔ اس شخص کا بھی نام معلوم نہیں ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب خانہ سے اجازت لی حالانکہ آپؐ کو اپنی اُمّت کے مال میں بے اجازت کے بھی تصرف درست تھا اس لئے کہ اس کا دل خوش ہو اور ابو طلحہؓ کی دعوت میں آپؐ نے یہ اجازت نہ لی کیونکہ ابو طلحہؓ نے دعوتیوں کی تعداد معیّن نہیں کی تھی اور اس شخص نے پانچ کی تعداد معیّن کر دی تھی اور یہ امر آپؐ کا معجزہ تھا اس لئے کہ انصاری نے

اپنے قصاب غلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ نہیں فرمایا تھا کہ پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کر مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر کر دی۔ ۱۲ منہ

بَابُ مَا يَمْحَقُ الْكَذِبُ وَالْكِتْمَانُ فِي الْبَيْعِ۔

باب:- بیع میں جھوٹ بولنا اور عیب چھپانے سے برکت مٹ جاتی ہے۔

۲۹۶۔ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْخَلِيلِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، أَوْ قَالَ: حَتَّى يَتَفَرَّقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا۔

ہم سے بدل بن محبر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے کہا میں نے ابوالخلیل سے سنا وہ عبداللہ بن حارث سے نقل کرتے تھے وہ حکیم بن حزام سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بیچنے والا اور خریدنے والا دونوں کو اس وقت تک اختیار ہے جب تک جدا نہ ہوں پھر اگر وہ دونوں سچ بولیں گے اور جو کچھ عیب ہو بیان کر دیں گے[ل] تو ان کو اس بیع میں برکت ہوگی اور اگر چھپائیں گے اور جھوٹ بولیں گے تو بیع میں برکت مٹ جائے گی۔

ل یعنے بائع اور مشتری دونوں کو سچ بولنا چاہیے اگر چیز میں کوئی عیب ہو تو بائع کو اگر قیمت میں کوئی عیب ہو تو مشتری کو صاف صاف بیان کر دینا چاہیے ایسا کریں گے تو اللہ ان کی تجارت میں برکت دے گا ورنہ تباہ ہوں گے۔ ۱۲ منہ

بَابُ آكِلِ الرِّبَا وَشَاهِدِهِ وَكَاتِبِهِ، وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى۔ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ۔ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ۔

باب:- سود کھانے والے اور اس پر گواہ ہونے والے اور سود کا معاملہ لکھنے والے کی سزا اور اللہ تعالیٰ کا (سورۂ بقرہ میں) یہ فرمانا جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن بس اسی طرح کھڑے ہوں گے جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان گلے سے لگا کر باؤلا بنا دیتا ہے۔ ل

ل کسی پر آسیب ہو یا شیطان تو وہ کھڑا نہیں ہو سکتا اگر کسی شکل سے کھڑا بھی ہو جائے تو کپکپا کر گر پڑتا ہے یہی حال حشر کے وقت سود خواروں کا ہوگا۔

۲۹۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ آخِرُ الْبَقَرَةِ قَرَأَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے منصور سے انہوں نے ابوالضحیٰ سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہ رض سے انہوں نے کہا جب سورۂ بقرہ کی اخیر آیتیں الذین یاکلون الربوا اخیر تک اتریں تو آپ نے

عَلَيْهِمْ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ۔

لوگوں کو پڑھ کر سنائیں مسجد میں پھر شراب کی سوداگری کو بھی حرام کیا۔

۲۹۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي فَأَخْرَجَانِي إِلَى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ فَانْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى نَهَرٍ مِنْ دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ، وَعَلَى وَسْطِ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ، فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهَرِ فَإِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ مِنَ الْحِجَارَةِ فِي فِيهِ فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ، فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمَى فِي فِيهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ، فَقُلْتُ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ: الَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّهَرِ آكِلُ الرِّبَا۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن حازم نے کہا ہم سے ابو رجاء بصری نے انہوں نے سمرہ بن جندبؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات کو میں نے خواب دیکھا دو شخص (جبرائیل اور میکائیل) میرے پاس آئے اور مجھ کو ایک پاکیزہ زمین میں لے گئے خیر ہم (تینوں مل کر) چلے ایک خون کی ندی پر پہنچے دیکھا تو اس میں ایک مرد کھڑا ہے اور نہر کے بیچ میںؑ ایک شخص ہے جس کے سامنے پتھر رکھے ہیں وہ شخص جو ندی میں کھڑا تھا آنے لگا اس نے ندی سے باہر نکلنا چاہا وہیں اس شخص نے (جو کنارے پر تھا) اس کے منہ پر پتھر مارا وہ جہاں سے چلا تھا وہیں پلٹ گیا اسی طرح ہر بار جب وہ باہر نکلنا چاہتا ہے اس کے منہ پر ایک پتھر مارتا وہ جہاں تھا وہیں لوٹ جاتا میں نے پوچھا یہ ماجرا کیا ہے انہوں نے کہا نہر میں جو کھڑا ہے سود خور ہے۔

ؑ یہ صحیح نہیں ہے صحیح وہی ہے جو دوسری روایتوں میں ہے وعلی شطا النهر یعنے نہر کے کنارے ایک شخص ہے جس کے سامنے پتھر رکھے ہیں بعضی روایتوں میں علی وسط النہر ہے بغیر واؤ کے تو یہ ماقبل سے متعلق ہوگا یعنی ایک مرد کھڑا ہے نہر کے بیچ میں۔ ۱۲ منہ

بَابُ مُوكِلِ الرِّبَا لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ـ إِلَى قَوْلِهِ ـ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ـ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هٰذِهِ آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ

باب:۔ سود کھلانے والے کا گناہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا مسلمانوں اگر تم میں ایمان ہے تو اللہ سے ڈرو اور جو سود لوگوں پر باقی رہ گیا اس کو چھوڑ دو۔ (یہ آیت، اور ان پر ظلم نہ ہوگا تک) ابن عباسؓ نے کہا یہ آیت واتقوا یوما اخیر تک سب سے

عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری لے

لے اس کو خود امام بخاری نے کتاب التفسیر میں وصل کیا کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے اترنے کے سترہ یا اٹھارہ دن بعد وفات پائی ۔ ۱۲ منہ

۲۹۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبِي اشْتَرَى عَبْدًا حَجَّامًا، فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَثَمَنِ الدَّمِ، وَنَهَى عَنِ الْوَاشِمَةِ وَالْمَوْشُومَةِ، وَآكِلِ الرِّبَا وَمُوكِلِهِ، وَلَعَنَ الْمُصَوِّرَ.

ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عون بن ابی جحیفہ سے انہوں نے کہا میں نے دیکھا میرے باپ نے ایک غلام خریدا جو حجام تھا انہوں نے اس کی حجامت کے ہتھیار توڑ ڈالے میں نے اس کی وجہ پوچھی تو کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کے مول اور خون کے مول لے سے منع فرمایا اور گودنا گدانے گدوانے اور سود کھانے اور کھلانے سے اور مورت بنانے والے پر لعنت کی سے

لے یعنے پچھنے لگانے کی اجرت سے اکثر علماء کے نزدیک کتے کی بیع درست نہیں ہے اور امام ابوحنیفہ نے کتے کا بیچنا اور اس کی قیمت کھانا جائز رکھا ہے اور اگر کوئی کسی کا کتا مار ڈالے تو اس پر تاوان لازم ہے اور امام مالک سے اس باب میں دو روایتیں ہیں ہمارے امام احمد بن حنبل نے حدیث کی رو سے مطلقاً اس کی بیع ناجائز رکھی ہے اب رہی پچھنے لگوائی کی اجرت تو اس حدیث میں جو ممانعت ہے وہ تنزیہی ہے کیونکہ دوسری صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائی اور حجام کو اس کی مزدوری۔ اگر حرام ہوتی تو آپ کبھی نہ دیتے ۔ ۱۲ منہ قسطلانی سے یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے گودنا گدانا گدوانا حرام ہے کیونکہ اس میں اللہ کی خلقت کو بدلنا ہے مشرکوں میں یہ امر بہت رائج ہے۔ قسطلانی نے کہا گودنا یہ ہے کہ جسم میں سوئی ڈالیں پھر سوراخ میں نیل یا سرمہ بھر دیں تو جلد پر کالا سبز نشان پڑ جاتا ہے ۔ ۱۲ منہ سے یعنے جاندار کی صورت بنانے والے پر عکسی ہو یا مجسم البتہ بے جان چیزوں کی مورت بنانے میں قباحت نہیں جیسے درخت یا مکان یا پہاڑ یا دریا کی بعضوں نے کہا جاندار کی بھی عکسی مورت بنانا جائز ہے مگر مجسم تو بالاتفاق حرام ہے اور ان مسلمانوں پر بڑا افسوس ہوتا ہے جو نصاریٰ کی تقلید سے اپنے گھروں میں مجسم مورتیں رکھتے ہیں مسلمان کا یہ فرض منصبی ہے کہ جہاں بت دیکھے توڑ ڈالے ۔ ۱۲ منہ

بَابٌ ـ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ ـ

باب:۔ اللہ تعالیٰ کا (سورۂ بقرہ میں) یہ فرمانا اللہ سود کو مٹاتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے بدکار کو پسند نہیں کرتا۔

۳۰۰ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْحَلِفُ مُنَفِّقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْبَرَكَةِ ـ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے کہ سعید بن مسیب نے کہا ابو ہریرہؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جھوٹی قسم کھانے سے گو مال بک جاتا ہے لیکن برکت مٹ جاتی ہے [1]

[1] اکثر بیوپاریوں کی عادت ہوتی ہے خریداروں کو ٹھگنے کے لیے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں کہ یہ مال ہمارا اتنے کا خرید ہے ہم آپ کو دیے دیتے ہیں تو فرمایا ایسا کرنے سے گو مال چند روز تک کچھ نکل جاتا ہے لیکن اخیر میں نقصان ہوتا ہے ایسے سوداگر کو برکت نہیں ہوتی ہوتا یہ ہے کہ چند روز میں اس کا جھوٹ اور فریب کھل جاتا ہے پھر کوئی اس کی دکان پر پھٹکتا بھی نہیں نہ اس کے قول قسم کا اعتبار کرتا ہے اور سچے آدمی کی روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے اور اس کی تجارت بڑھتی جاتی ہے ایک حکیم نے کہا قسم کھانا ہی عمدہ نہیں آدمی کو یہ کوشش کرنا چاہیے کہ ہمیشہ سچ بات کہے پھر اس کی بات کا ایسا اعتبار ہو جائے گا کہ اس کو قسم کھانے کی ضرورت ہی نہ پڑے گی۔ ۱۲ منہ

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ ـ

باب:۔ خرید و فروخت میں قسم کھانا مکروہ ہے [1]

[1] گو سچی ہی ہو مگر سچی قسم کھانا مکروہ تنزیہی ہے اور جھوٹی قسم کھانا حرام ہے۔ ۱۲ منہ

---

۳۰۱ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا أَقَامَ سِلْعَةً وَهُوَ فِي السُّوقِ فَحَلَفَ

ہم سے عمرو بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے ہشیم نے کہا ہم کو عوام بن حوشب نے خبر دی انہوں نے ابراہیم بن عبدالرحمن سے، انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے انہوں نے کہا ایک شخص نے بازار میں [1] اپنا اسباب رکھا اور لگا خدا

بِاللّٰهِ لَقَدْ أَعْطَى بِهَا مَا لَمْ يُعْطِ لِيُوقِعَ فِيهَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَنَزَلَتْ۔ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا۔

کی قسم کھانے مجھے اس کی قیمت اتنی ملتی تھی پر میں نے نہیں دی وہ چاہتا تھا ایک مسلمان کو دھوکا دے اس وقت (سورۂ آلِ عمران کی) یہ آیت اتری جو لوگ اللہ کے عہد اور قسموں کا بدل تھوڑا مول لیتے ہیں[1][2]

[1] اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا نہ اس مسلمان کا جس کو دھوکا دینا چاہتا تھا۔ ۱۲ منہ [2] ان کا آخرت میں کوئی حصّہ نہیں اور اللہ ان سے بات بھی نہیں کرنے کا نہ ان کو قیامت کے دن دیکھے گا نہ اُنکو گناہوں سے پاک کرے گا اور ان کو تکلیف کا عذاب ہوگا۔ ۱۲ منہ

بَابُ مَا قِيلَ فِي الصَّوَّاغِ، وَقَالَ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا، وَقَالَ الْعَبَّاسُ: إِلَّا الْإِذْخِرَ، فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَبُيُوتِهِمْ، فَقَالَ: إِلَّا الْإِذْخِرَ۔

باب:۔ سناروں کا بیان اور طاؤس نے عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکہ کی گھاس نہ کاٹی جائے اور حضرت عباسؓ نے عرض کیا مگر اذخر کی اجازت دیجیے وہ سناروں (لوہاروں) کے کام آتی ہے آپ نے فرمایا اچھا اذخر کاٹ لو[1]

[1] یہ حدیث کتاب الحج میں اور اس سے پہلے بھی اول پارہ میں گزر چکی ہے اس سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ سناری کا پیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی تھا اور آپ نے اس سے منع نہیں فرمایا تو یہ پیشہ جائز ہوگا اور بعضوں نے یہ پیشہ مکروہ رکھا ہے کیونکہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ سب سے زیادہ جھوٹے سنار اور رنگریز ہوتے ہیں اس کو امام احمد نے نکالا حافظ نے کہا اس کی سند میں اضطراب ہے گویا امام بخاری نے یہ باب لا کر اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ۱۲ منہ

۳۰۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ: أَنَّ حُسَيْنَ ابْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: كَانَتْ لِي شَارِفٌ

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو امام زین العابدین علی بن حسین نے ان سے امام حسینؓ نے بیان کیا کہ حضرت علیؓ کہتے تھے میرے پاس ایک

مِنْ نَصِيبِي مِنَ الْمَغْنَمِ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي شَارِفًا مِنَ الْخُمُسِ، فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ أَنْ يَرْتَحِلَ مَعِي فَنَأْتِيَ بِإِذْخِرٍ أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهُ مِنَ الصَّوَّاغِينَ وَأَسْتَعِينَ بِهِ فِي وَلِيمَةِ عُرْسِي۔

اونٹ تھا جو لوٹ کے مال میں سے میرے حصے میں آیا تھا اور ایک اونٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو خمس میں سے دیا تھا جب حضرت فاطمہ ؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سے میں نے وصال کرنا چاہا تو میں نے بنی قینقاع کے ایک سنار سے ٹھہرایا وہ میرے ساتھ چلے اور ہم دونوں مل کر (جنگل میں) سے اذخر لے کر آئیں میرا مطلب یہ تھا کہ میں اس کو سناروں کے کے ہاتھ بیچ کر ولیمہ کی دعوت کروں [1]

[1] بنی قینقاع یہودیوں کی ایک قوم ہے معلوم ہوا کہ ولیمہ دولھا کو کرنا چاہیے نہ کہ دلہن والوں کو۔ ۱۲ منہ

۳۰۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ: حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا لِأَحَدٍ بَعْدِي، وَإِنَّمَا حَلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا، وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا، وَلَا يُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ، وَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: إِلَّا الْإِذْخِرَ، لِصَاغَتِنَا وَلِسُقُفِ بُيُوتِنَا، فَقَالَ: إِلَّا الْإِذْخِرَ، فَقَالَ عِكْرِمَةُ: هَلْ تَدْرِي مَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا؟ هُوَ أَنْ تُنَحِّيَهُ مِنَ الظِّلِّ وَتَنْزِلَ مَكَانَهُ، قَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ خَالِدٍ: لِصَاغَتِنَا وَقُبُورِنَا۔

ہم سے اسحاق بن شاہین نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن عبد اللہ نے انہوں نے خالد حذاء سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس ؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مکہ کو حرمت والا کیا اور مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں ہوا نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا اور میرے لیے بھی ایک گھڑی بھر دن حلال ہوا نہ وہاں کی گھانس کاٹی جائے نہ وہاں کا درخت تراشا جائے نہ وہاں کا شکار بھگایا جائے نہ وہاں کی پڑی چیز اٹھائی جائے مگر ہاں جو پہنچوا دے (وہ اٹھا سکتا ہے) اس وقت حضرت عباس ؓ نے عرض کیا مگر اذخر کی ہمارے سناروں اور مکانوں کی چھتوں کے لیے اجازت دیجیے۔ آپ نے فرمایا اچھا اذخر کی اجازت ہے عکرمہ نے خالد سے کہا جانتے ہو شکار کا بھگانا کیا ہے؟ یہ کہ اس کو سایہ میں سے ہٹا کر اس کی جگہ لینے کے لیے عبد الوہاب نے خالد سے یوں نقل کیا ہے ہمارے سناروں اور قبروں کے لیے [1]

لہ یعنے بجائے چھتوں کے عبدالوہاب کی روایت میں قبروں کا ذکر ہے عرب لوگ اذخر کو قبروں میں بھی ڈالتے اور چھت بھی اس سے پاٹتے وہ ایک خوشبودار گھاس ہوتی ہے عبدالوہاب کی روایت کو خود امام بخاری نے حج میں نکالا۔ ۱۲ منہ

بَابُ ذِكْرِ الْقَيْنِ وَالْحَدَّادِ۔

٣٠٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ، قَالَ: لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: لَا أَكْفُرُ حَتَّى يُمِيتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ تُبْعَثُ، قَالَ: دَعْنِي حَتَّى أَمُوتَ وَأُبْعَثَ فَسَأُوتَى مَالًا وَوَلَدًا فَأَقْضِيكَ فَنَزَلَتْ۔ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا۔

باب:۔ لوہاروں کا بیان

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن ابی عدی نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے سلیمان سے انہوں نے ابوالضحیٰ سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے خباب بن ارت سے انہوں نے کہا میں جاہلیت کے زمانہ میں لوہاری کا کام کرتا تھا عاص بن وائل پر میرا کچھ قرض آتا تھا میں نے اس سے تقاضا کیا وہ کہنے لگا میں تیرا قرض اس وقت تک نہیں دینے کا جب تک تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پھر جائے میں نے جواب دیا میں تو تیرے مرے تک بھی پھرنے والا نہیں بلکہ مرنے کے بعد بھی اٹھنے تک وہ بولا تو اچھا میں مرکر اٹھوں گا مال ملے گا اولاد ہوگی جب تیرا قرض ادا کردوں گا اس وقت یہ آیت اتری اے پیغمبر تو نے اس کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں کو نہ مانا اور کہتا ہے مجھ کو مال ملے گا اولاد ملے گی کیا وہ غیب تک پہنچ گیا ہے یا اس نے پروردگار سے کوئی اقرار لے لیا ہے لہ

لہ خباب بن ارت مشہور صحابی تھے وہ لوہاری کا پیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کرتے تھے آپ کو ان کا حال معلوم ہوا تھا اس سے یہ نکلا کہ لوہاری کا پیشہ کرنا درست ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ ذِكْرِ الْخَيَّاطِ۔

٣٠٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: إِنَّ خَيَّاطًا

باب:۔ درزی کا بیان

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے ایک درزی

دَعَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ، قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذٰلِكَ الطَّعَامِ، فَقَرَّبَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالِي الْقَصْعَةِ، قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمَئِذٍ۔

نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا اور آپ کو بلایا انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا اس نے آپ کے سامنے روٹی رکھی اور کدو کا شوربا اور بھنا ہوا گوشت میں نے دیکھا آپ پیالے کے کناروں سے کدو ڈھونڈ ڈھونڈ کر کھاتے تھے۔ اس دن سے میں برابر کدو پسند کرتا ہوں۔[1]

[1] کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا کدو نہایت عمدہ ترکاری ہے یعنی ملیا کدو سرد تر اور دافع تپ وخفقان و رافع حرارت و خشکی بدن اور قبض بواسیری کو رفع کرتا ہے میٹھے کی بھی یہی خاصیت ہے گو کدو کھانا دین کا کوئی کام نہیں ہے کہ اس کی پیروی لازم ہو مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس کو مقتضی ہے کہ ہر مسلمان کدو سے رغبت رکھے جیسے انہوں نے کیا۔ ۱۲ منہ

بَابُ النَّسَّاجِ۔

باب:۔ جولاہے کا بیان

۳۰۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ بِبُرْدَةٍ، قَالَ: أَتَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ؟ فَقِيلَ لَهُ: نَعَمْ، هِيَ الشَّمْلَةُ مَنْسُوجَةٌ فِي حَاشِيَتِهَا، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي نَسَجْتُ هٰذِهِ بِيَدِي أَكْسُوكَهَا، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا إِزَارُهُ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اكْسُنِيهَا،

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے ابو حازم سے انہوں نے کہا میں نے سہل بن سعد سے سنا انہوں نے کہا ایک عورت بردہ لے کر آئی سہل نے پوچھا تم جانتے ہو بردہ کیا ہے؟ ان سے کہا گیا ہاں بردہ حاشیہ دار چادر کو کہتے ہیں خیر اس عورت نے کہا یا رسول اللہ میں نے خاص آپ کو پہنانے کے لیے اپنے ہاتھ سے بنی ہے آپ کو اس وقت چادر کی ضرورت تھی آپ نے لے لی پھر باہر برآمد ہوئے تو وہی آپ کا تہ بند تھی ایک شخص صحابہ میں سے کہنے لگا یا رسول اللہ یہ چادر مجھ کو عنایت کیجیے آپ نے فرمایا

فَقَالَ: نَعَمْ، فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا، ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ: مَا أَحْسَنْتَ سَأَلْتَهَا إِيَّاهُ، لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَائِلًا، فَقَالَ الرَّجُلُ: وَاللهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِتَكُونَ كَفَنِي يَوْمَ أَمُوتُ، قَالَ سَهْلٌ: فَكَانَتْ كَفَنَهُ۔

اچھا۔ تھوڑی دیر آپ مجلس میں بیٹھے رہے پھر اندر جا کر تہ کر کے اس شخص کو بھیج دی لوگوں نے اس سے کہا تم نے یہ اچھا نہیں کیا جو آپ سے یہ چادر مانگی تم جانتے ہو کہ آپ کسی کا سوال رد نہیں کرتے وہ شخص بولا خدا کی قسم میں نے یہ چادر اس لیے مانگی کہ مرتے وقت اس کا کفن کروں۔ سہل نے کہا وہی چادر اس کا کفن ہوئی [3]

[1] اس عورت کا نام معلوم نہیں ہوا۔ ۱۲ منہ [2] وہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ تھے۔ ۱۲ منہ [3] یہ حدیث اوپر کتاب الجنائز میں بھی گزر چکی ہے یہاں امام بخاری نے اس سے یہ نکالا کہ جلاہے کا پیشہ کرنا درست ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ النَّجَّارِ

باب۔ بڑھئی کا بیان

۳۰۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: أَتَى رِجَالٌ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَسْأَلُونَهُ عَنِ الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى فُلَانَةَ، امْرَأَةٍ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ، أَنْ مُرِي غُلَامَكِ النَّجَّارَ يَعْمَلُ لِي أَعْوَادًا أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ إِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ، فَأَمَرَتْهُ يَعْمَلُهَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ، ثُمَّ جَاءَ بِهَا فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا فَأَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ فَجَلَسَ عَلَيْهِ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز نے انہوں نے ابو حازم سے انہوں نے کہا کئی آدمی سہل بن سعد ساعدی کے پاس آئے ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کا حال پوچھتے تھے انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلانی عورت کے پاس سہل نے اس کا نام لیا یہ کہلا بھیجا اپنے غلام سے جو بڑھئی ہے یہ کہہ کہ مجھے کچھ لکڑیاں ایسی بنا دے جس پر میں لوگوں کو وعظ سناتے وقت بیٹھ جایا کروں اس نے اپنے غلام کو حکم دیا غابہ کے جھاؤ سے [1] ایک منبر تیار کرے پھر وہ تیار کر کے لایا اور اس عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا۔ آپ نے اس کو مسجد میں رکھوایا پھر اس پر بیٹھے [2]

[1] غابہ ایک مقام ہے مدینہ کے بلند جانب میں شام کی طرف وہاں جھاؤ کے بڑے بڑے درخت تھے۔ ۱۲ منہ [2] یہ حدیث اوپر کتاب الجمعہ میں گزر چکی ہے۔ ۱۲ منہ

۳۰۸۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَتْ: لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلَا أَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ؟ فَإِنَّ لِي غُلَامًا نَجَّارًا، قَالَ: إِنْ شِئْتِ، فَعَمِلَتْ لَهُ الْمِنْبَرَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ الَّذِي صُنِعَ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَنْشَقَّ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا إِلَيْهِ، فَجَعَلَتْ تَئِنُّ أَنِينَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّتُ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ، قَالَ: بَكَتْ عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ۔

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن ایمن نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے جابرؓ بن عبداللہ انصاری سے انہوں نے کہا انصار کی ایک عورت نےؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے لیے ایک ایسی چیز بنا دوں جس پر آپ (وعظ کے وقت) بیٹھا کریں کیونکہ میرا ایک غلام بڑھئی ہے آپ نے فرمایا اچھا تیری خوشی خیر اس نے منبر تیار کیا جب جمعہ کا دن ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی منبر پر جو تیار ہوا تھا بیٹھے اتنے میں کھجور کی وہ لکڑی جس پر ٹیکا دے کر آپ خطبہ پڑھا کرتے تھے آواز کرنے لگی قریب تھی کہ پھٹ جائے آپ منبر پر سے اترے اور اس کو اپنے سینے سے لگا لیا اب وہ چھوٹے بچےؓ کی طرح رونے لگی جس کو لوگ چپ کراتے ہیں پھر چپ ہو گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لکڑی خطبہ سنا کرتی تھی اس لئے روئی [2]

[1] اس کا نام معلوم نہیں ہوا البتہ غلام کا نام یا قوم یا قبیصہ یا میمون یا مینا یا ابراہیم یا کلاب تھا بعضوں نے کہا یہ منبر تمیم داری نے بنایا تھا۔ ۱۲ منہ [2] کہ آپ نے اس کو چھوڑ دیا اور منبر پر خطبہ پڑھنے لگے۔ سبحان اللہ ہر چیز میں روح اور ادراک ہے اور اللہ کی محبت سب کو ہے۔ از خدا گشتی ہمہ چیز از تو گشت :: تو از خدا گشتی ہمہ چیز از تو گشت۔ یہ حدیث اوپر کتاب الجمعہ میں گزر چکی ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ شِرَاءِ الْإِمَامِ الْحَوَائِجَ بِنَفْسِهِ، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اشْتَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَلًا مِنْ عُمَرَ، وَاشْتَرَى ابْنُ عُمَرَ بِنَفْسِهِ

باب :۔ بادشاہ یا امام اپنی ضرورت کی چیزیں خرید سکتا ہے [1] اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک اونٹ خریدا

[1] اور ابن عمرؓ نے اپنی ضرورت کی چیزیں خود خریدیں اور عبدالرحمٰن

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: جَاءَ مُشْرِكٌ بِغَنَمٍ فَاشْتَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَاةً وَاشْتَرَى مِنْ جَابِرٍ بَعِيرًا۔

بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ایک مشرک بکریاں لے کر آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک بکری خریدی[2] اور جابرؓ سے ایک اونٹ خریدا[3]

[1] یعنی یہ امر مروّت کے خلاف نہیں ہے کیونکہ بادشاہ بھی ایک آدمی ہے اس کو بھی اسی طرح ضرورتیں ہوتی ہیں جیسی اور آدمیوں کو ہوتی ہیں اپنا سودا آپ بازار سے خریدنا اور خود ہی اس کو اٹھا کر لے آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور جو کوئی اس کو برا یا عزت کے خلاف سمجھے وہ مردود و شقی ہے خسر الدنیا والآخرہ۔ ۱۲ منہ [2] اس کو خود امام بخاری نے کتاب الہبہ میں وصل کیا۔ ۱۲ منہ [3] اس کو امام بخاری نے کتاب البیوع میں وصل کیا۔ ۱۲ منہ [4] یہ حدیث آگے موصولاً مذکور ہو گی۔ ۱۲ منہ

۲۰۹۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اشْتَرَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا بِنَسِيئَةٍ وَرَهَنَهُ دِرْعَهُ۔

ہم سے یوسف بن عیسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ابو معاویہ نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود بن یزید سے، انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے ادھار غلہ خریدا اور اپنی زرہ اس کے پاس گرو رکھ دی۔

بَابُ شِرَاءِ الدَّوَابِّ وَالْحَمِيرِ، وَإِذَا اشْتَرَى دَابَّةً أَوْ جَمَلًا وَهُوَ عَلَيْهِ، هَلْ يَكُونُ ذٰلِكَ قَبْضًا قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ؟ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ: بِعْنِيهِ، يَعْنِي جَمَلًا صَعْبًا۔

باب: چوپایہ جانوروں اور گدھوں کی خریداری اگر کوئی سواری کا جانور یا گدھا خریدے اور بیچنے والا اس پر سوار ہو تو اس کے اترنے سے پہلے خریدار کا قبضہ پورا ہو گا یا نہیں اور ابن عمرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا یہ اونٹ جو بڑا اکھڑ ہے میرے ہاتھ بیچ ڈال[1]

[1] اس کو امام بخاری نے کتاب الہبہ میں وصل کیا۔ ۱۲ منہ

۳۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَأَبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا، فَأَتَى عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: جَابِرٌ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: مَا شَأْنُكَ؟ قُلْتُ: أَبْطَأَ عَلَيَّ جَمَلِي وَأَعْيَا فَتَخَلَّفْتُ، فَنَزَلَ يَحْجُنُهُ بِمِحْجَنِهِ، ثُمَّ قَالَ: ارْكَبْ فَرَكِبْتُ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَكُفُّهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: تَزَوَّجْتَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟ قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا، قَالَ: أَفَلَا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ؟ قُلْتُ: إِنَّ لِي أَخَوَاتٍ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ امْرَأَةً تَجْمَعُهُنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ وَتَقُومُ عَلَيْهِنَّ، قَالَ: أَمَا إِنَّكَ قَادِمٌ، فَإِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ، ثُمَّ قَالَ: أَتَبِيعُ جَمَلَكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَاشْتَرَاهُ مِنِّي بِأُوقِيَةٍ، ثُمَّ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلِي وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدْتُهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، قَالَ: الْآنَ قَدِمْتَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ فَدَعْ جَمَلَكَ فَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ، فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ فَأَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَزِنَ لَهُ أُوقِيَةً،

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب نے کہا ہم سے عبیداللہ نے انہوں نے وہب بن کیسان سے انہوں نے جابرؓ بن عبداللہ سے انہوں نے کہا میں ایک لڑائی میں (غزوہ ذات الرقاع یا تبوک میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا میرا اونٹ دیر میں چلنے لگا اور تھک گیا اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا جابرؓ میں نے عرض کیا حاضر ہوں آپؐ نے حال پوچھا میں نے کہا یہ اونٹ چلتا ہی نہیں تھک گیا ہے اس لیے میں پیچھے رہ گیا آپ سواری سے اتر کر اس اونٹ کو ٹیڑھے منہ کی لکڑی سے کھینچنے لگے پھر فرمایا سوار ہو جا میں سوار ہو گیا وہ ایسا تیز ہو گیا کہ میں اس کو روکنے لگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہ نکلے آپ نے پوچھا جابر تو نے نکاح کیا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا کنواری سے یا بیوہ سے میں نے عرض کیا بیوہ سے آپ نے فرمایا کنواری سے کیوں نہ کیا تو اس سے کھیلتا وہ تجھ سے کھیلتی میں نے عرض کیا میری (بہت سی) بہنیں ہیں تو میں نے چاہا ایسی عورت کروں جو ان کو اچھی طرح بٹھائے کنگھی چوٹی کرے ان کا خیال رکھے آپ نے فرمایا اب تو اپنی بی بی کے پاس پہنچیگا خوب مزے اڑا (صحبت کر) پھر فرمایا یہ اونٹ بیچتا ہے میں نے کہا بیچتا ہوں پھر ایک اوقیہ چاندی کے بدل آپؐ نے اس کو خرید لیا بعد اس کے آپ مجھ سے پہلے مدینہ میں پہنچ گئے میں دوسرے دن صبح کو پہنچا ہم مسجد میں آئے تو آپ مسجد کے دروازے پر ملے پوچھا تو اب آیا میں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا اونٹ چھوڑ دے مسجد میں جا دو رکعتیں پڑھ میں مسجد میں گیا نماز پڑھی پھر آپ نے

فَوَزَنَ لِي بِلَالٌ فَأَرْجَحَ لِي فِي الْمِيزَانِ، فَانْطَلَقْتُ حَتَّى وَلَّيْتُ فَقَالَ: ادْعُ لِي جَابِرًا، قُلْتُ الْآنَ يَرُدُّ عَلَيَّ الْجَمَلَ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْهُ، قَالَ: خُذْ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمَنُهُ۔

بلالؓ کو حکم دیا کہ مجھے ایک اوقیہ چاندی تول دے۔ بلالؓ نے جھکتی ہوئی تول کر دی میں پیٹھ موڑ کر چلا اس وقت آپ نے فرمایا جابر کو بلاؤ میں اپنے دل میں یہ سمجھا شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پھیر دیں گے اور اس کا پھیرنا مجھے اس وقت بہت ناگوار تھا آپ نے فرمایا اپنا اونٹ لے جا اور اسکی قیمت بھی تیری ہے[لے]

لہ مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ عبداللہ میرے باپ شہید ہوئے اور نو بہنیں میری چھوڑ گئے میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ ایک چھوکری انہی کی طرح کروں یعنے وہ بھی ان کے ساتھ کھیل کود کرتی رہے بلکہ میں نے یہ مناسب سمجھا کہ ایک سنجیدہ عمر والی شوہر دیدہ عورت کروں جوان لڑکیوں کو سنبھال لے ۱۲ منہ ٢ه باب کی دونوں حدیثوں میں کہیں گدھے کا ذکر نہیں ہے جس کا بیان ترجمۂ باب میں ہے اور شاید امام بخاری نے گدھے کو اونٹ پر قیاس کیا دونوں چوپائے اور سواری کے جانور ہیں دوسری روایت میں ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیچتے وقت یہ شرط کر لی تھی کہ مدینہ پہنچنے تک میں اس پر سوار رہوں گا۔ امام احمد بن حنبل اور اہل حدیث نے بیع میں یہ شرط اسی حدیث سے درست رکھی ہے اور شافعیہ اور حنفیہ نے اس کو جائز نہیں رکھا۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اس کتاب میں بیس جگہوں کے قریب بیان کیا ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ الْأَسْوَاقِ الَّتِي كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتَبَايَعَ بِهَا النَّاسُ فِي الْإِسْلَامِ

باب: جاہلیت کے بازاروں میں خرید و فروخت درست ہونا جہاں اسلام کے زمانہ میں بھی لوگ خرید و فروخت کرتے رہے۔

۳۱۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتْ عُكَاظُ وَمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ تَأَثَّمُوا مِنَ التِّجَارَةِ فِيهَا، فَأَنْزَلَ اللهُ- لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ- قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَذَا۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا عکاظ اور مجنہ اور ذوالمجاز یہ سب جاہلیت کے بازار تھے جب اسلام کا زمانہ آیا تو لوگوں نے وہاں سوداگری کرنا برا سمجھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ کی) یہ آیت اتاری تم پر کچھ گناہ نہیں حج کے موسموں میں ابن عباسؓ نے ایسا ہی پڑھا ہے[لے]

لہ ان کی قرارت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں فی مواسم الحج جیسے اوپر گزر چکا اور مجاہد اور سعید بن جبیر

اور عکرمہ اور منصور بن معتمر اور قتادہ اور ابراہیم نخعی اور ربیع بن انس ؓ سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ شِرَاءِ الْإِبِلِ الْهِيمِ أَوِ الْأَجْرَبِ، الْهَائِمُ: الْمُخَالِفُ لِلْقَصْدِ فِي كُلِّ شَيْءٍ۔

باب: ہیم (بیمار) یا خارشی اونٹ خریدنا۔[1] ہیم ہائم کی جمع ہے ہائم اعتدال سے میانہ روی گزرنے والا۔

[1] یہاں یہ اعتراض ہوا ہے کہ ہیم ہائم کی جمع نہیں ہے بلکہ ہیم یا اَیْہَم کی جمع ہے مصابیح والے نے یوں جواب دیا ہے کہ ہیم ہائم کی بھی جمع ہو سکتی ہے جیسے بازل کی جمع بُزل آتی ہے پھر ہا کا ضمہ کسرہ سے بدل دیا گیا جیسے بیض میں جو ابیض کی جمع ہے ہام ایک بیماری ہے جو اونٹ کو ہوتی ہے۔ اس کو پانی کا ہوکا ہو جاتا ہے۔ پیتا ہی چلا جاتا ہے آخر پی پی کر مر جاتا ہے۔ ۱۲ منہ

۳۱۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: قَالَ عَمْرٌو: كَانَ هَهُنَا رَجُلٌ اسْمُهُ نَوَّاسٌ وَكَانَتْ عِنْدَهُ إِبِلٌ هِيمٌ، فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَاشْتَرَى تِلْكَ الْإِبِلَ مِنْ شَرِيكٍ لَهُ فَجَاءَ إِلَيْهِ شَرِيكُهُ فَقَالَ: بِعْنَا تِلْكَ الْإِبِلَ، فَقَالَ: مِمَّنْ بِعْتَهَا؟ قَالَ: مِنْ شَيْخٍ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: وَيْحَكَ ذَاكَ وَاللَّهِ ابْنُ عُمَرَ فَجَاءَهُ فَقَالَ: إِنَّ شَرِيكِي بَاعَكَ إِبِلًا هِيمًا وَلَمْ يَعْرِفْكَ، قَالَ: فَاسْتَقْهَا، قَالَ: فَلَمَّا ذَهَبَ يَسْتَاقُهَا: فَقَالَ: دَعْهَا، رَضِينَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا عَدْوَى، سَمِعَ سُفْيَانُ عَمْرًا۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا عمرو بن دینار نے کہا یہاں ایک شخص تھا نواس نامی اس کے پاس بیمار اونٹ تھے۔ عبداللہ بن عمر رضہ گئے اور نواس کے ایک ساجھی سے یہ اونٹ خرید لیے وہ نواس کے پاس گیا اور کہنے لگا ہم نے یہ اونٹ بیچ ڈالے نواس نے پوچھا کس کے ہاتھ اس نے کہا ایک بوڑھے کے ہاتھ جو ایسی ایسی شکل کا تھا نواس نے کہا ارے کمبخت یہ تو خدا کی قسم عبداللہ بن عمر رضہ تھے خیر نواس عبداللہ بن عمر رضہ کے پاس آیا اور کہنے لگا میرے ساجھی نے آپ کے ہاتھ بیمار اونٹ بیچ ڈالے اور آپ کو خبر نہ کی انہوں نے کہا اچھا وہ اونٹ پھیر لے جا جب وہ ان کو ہانک لیجانے لگا تو انہوں نے کہا رہنے دے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر راضی ہیں آپ نے فرمایا چھوت[1] کوئی چیز نہیں علی بن عبداللہ نے کہا سفیان نے عمرو سے سنا ہے۔

[1] یعنی ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جانا جس کو عدوی کہتے ہیں حالانکہ حدیث میں خارشی اونٹ کا ذکر نہیں

ہے مگر امام بخاری نے خارش کو بھی ہام کی بیماری پر قیاس کیا۔ ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ السِّلَاحِ فِي الْفِتْنَةِ وَغَيْرِهَا، وَكَرِهَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ بَيْعَهُ فِي الْفِتْنَةِ۔

باب: جب مسلمانوں میں آپس میں فساد نہ ہو یا ہو رہا ہو تو ہتھیار بیچنا کیسا ہے اور عمران بن حصین نے اس کو مکروہ رکھا ہے[1]

[1] اس کو ابن عدی نے کامل میں وصل کیا اور طبرانی نے معجم کبیر میں اس کو مرفوعاً روایت کیا لیکن اس کا اسناد ضعیف ہے۔ ۱۲ منہ

۳۱۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے عمر بن کثیر بن ابی افلح سے انہوں نے ابو محمد سے جو ابو قتادہ کے غلام تھے۔ انہوں نے ابو قتادہ حارث بن ربعی سے انہوں نے کہا ہم جس سال حنین کی لڑائی ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے آپ نے مجھ کو ایک زرہ عنایت فرمائی میں نے اس کو بیچ کر بنی سلمہ کے محلہ میں ایک باغ خریدا یہ پہلی جائداد ہے جو اسلام کے زمانے میں میں نے حاصل کی[1]

[1] اس حدیث سے ترجمہ باب کا ایک جزو یعنے جب فساد نہ ہو اس وقت جنگی سامان کا بیچنا درست نکلتا ہے کیونکہ زرہ بھی ہتھیار یعنے لڑائی کے سامان میں داخل ہے اب رہی یہ بات کہ فساد کے زمانے میں ہتھیار بیچنا تو یہ بعضوں نے مکروہ رکھا ہے جب ان لوگوں کے ہاتھ بیچے جو فتنہ میں ناحق پر ہوں کس لیے کہ یہ اعانت ہے گناہ اور معصیت پر اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان البتہ اس جماعت کے ہاتھ جو حق پر ہو بیچنا مکروہ نہیں ہے۔ ۱۲ منہ

بَابٌ فِي الْعَطَّارِ وَبَيْعِ الْمِسْكِ۔

باب: گندھی کا بیان اور مشک بیچنے کا۔

۳۱۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

مجھ سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ بْنَ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السُّوءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ وَكِيرِ الْحَدَّادِ، لَا يَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِمَّا تَشْتَرِيهِ أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ، وَكِيرُ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَيْتَكَ أَوْ ثَوْبَكَ، أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً۔

عبد الواحد نے کہا ہم سے ابوبردہ بن عبداللہ نے کہا میں نے ابوبردہ بن ابی موسیٰ سے سنا انہوں نے اپنے باپ ابوموسیٰ اشعری سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے صحبتی اور بُرے صحبتی کی مثال ایسی ہے جیسے مشک اور لوہار کی بھٹی کی۔ مشک والے کے پاس جائے (یعنے عطار کے) تو فائدے سے خالی نہیں آتا یا تو مشک (یا عطر) خریدے نہیں تو خوشبو ہی سونگھتا ہے اور لوہار کی بھٹی یا تو گھر اور کپڑا جلاتی ہے یا بدبو سنگھاتی ہے۔

بَابُ ذِكْرِ الْحَجَّامِ۔

باب: حجام (پچھنے لگانے والے) کا بیان۔

۳۱۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: حَجَمَ أَبُو طَيْبَةَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ، وَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُخَفِّفُوا مِنْ خَرَاجِهِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے حمید سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا ابوطیبہ نے (جو محیصہ بن مسعود کا غلام تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پچھنے لگائے آپ نے ایک صاع کھجور اس کو دلوائی اور اس کے مالکوں کو یہ حکم دیا کہ اس کا محصول کم کر دیں[1]۔

[1] یعنے جو روزانہ یا ماہواری اس سے لیا کرتے تھے۔ عرب میں مالک لوگ اپنے غلام کی لیاقت اور محنت کے لحاظ سے اس پر شرح مقرر کر دیا کرتے کہ اتنا روز یا مہینے مہینے ہم کو دیا کرے اسی کو خراج کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ

۳۱۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن عبداللہ نے کہا ہم سے خالد حذاء نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَى الَّذِي حَجَمَهُ، وَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَمْ يُعْطِهِ۔

جس نے پچھنے لگائے تھے اس کو (کچھ مزدوری) دی اگر حرام ہوتی تو آپ کاہے کو دیتے۔

بَابُ التِّجَارَةِ فِيمَا يُكْرَهُ لُبْسُهُ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ۔

باب: مرد اور عورت کو جس چیز کا پہننا مکروہ ہے اس کی سوداگری کرنا۔ لہ ۴۴

۳۱۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ، عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِحُلَّةِ حَرِيرٍ أَوْ سِيَرَاءَ فَرَآهَا عَلَيْهِ فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أُرْسِلْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا، إِنَّمَا يَلْبَسُهَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ، إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِتَسْتَمْتِعَ بِهَا يَعْنِي تَبِيعُهَا۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے ابو بکر بن حفص نے انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو ایک ریشمی جوڑا یا زرد دھاری دار ریشمی جوڑا بھیجا پھر دیکھا تو حضرت عمرؓ اس کو پہنے ہیں آپ نے فرمایا میں نے اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ تم اس کو پہنو اس کو تو وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے میں نے تو اس لیے بھیجا تھا کہ بیچ کر اپنے کام میں لاؤ۔

۳۱۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْهُ، فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَتُوبُ إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَاذَا أَذْنَبْتُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ؟ قُلْتُ: اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا میں نے ایک تکیہ (یا چارجامہ) خریدا جس پر مورتیں تھیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو آپ دروازے پر کھڑے رہے اندر نہ آئے میں نے آپ کے چہرے پر ناراضی پائی تو عرض کیا یا رسول اللہ میں اللہ اور اس کے رسول کے سامنے اپنے قصور سے توبہ کرتی ہوں میں نے کیا قصور کیا آپ نے فرمایا یہ تکیہ (یا چارجامہ) کیسا ہے میں نے عرض کیا آپ ہی کے بیٹھنے اور

تَوَسَّدَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعَذَّبُونَ فَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ، وَقَالَ: إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ.

تکیہ لگانے کے لیے میں نے مول لیا ہے آپ نے فرمایا جن لوگوں نے یہ مورتیں بنائیں ہیں ان کو قیامت کے دن عذاب ہوگا ان سے کہا جائے گا جو تم نے بنایا ان میں جان بھی ڈالو[1] اور آپ نے یہ بھی فرمایا جس گھر میں مورتیں ہوں وہاں فرشتے نہیں جاتے[2]

[1] اس حدیث سے صاف یہ نکلتا ہے کہ جاندار کی مورت بنانا مطلقاً حرام ہے نقشی ہو یا مجسم اس لیے کہ تکیے پر نقشی مورتیں بنی ہوئی تھیں اور باب کا مطلب اس حدیث سے اس طرح نکلتا ہے کہ باوجود یکہ آپ نے مورت دار کپڑا عورت اور مرد دونوں کے لیے مکروہ رکھا مگر اس کا خریدنا جائز سمجھا اس لیے کہ حضرت عائشہؓ کو یہ حکم نہیں دیا کہ بیع کو فسخ کریں۔ ۱۲ منہ [2] یعنے رحمت کے فرشتے جو اپنی خوشی سے مومنین کے پاس آتے جاتے رہتے ہیں باقی جو فرشتے خدا کے حکم سے آتے ہیں وہ تو ہر حال میں اور ہر جگہ آئیں گے۔ ۱۲ منہ

بَابُ صَاحِبِ السِّلْعَةِ أَحَقُّ بِالسَّوْمِ.

باب۔ جس کا مال ہو اس کو قیمت کہنے کا زیادہ حق ہے[1]

[1] یعنے مال کی قیمت وہی بیان کرے پھر خریدار جو چاہے کہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایسا کرنا واجب ہے کیونکہ اوپر جابرؓ کی حدیث میں گزرا[علے]۔ ۱۲ منہ

۳۱۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا بَنِي النَّجَّارِ، ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ وَفِيهِ خِرَبٌ وَنَخْلٌ.

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے انہوں نے ابوالتیاح سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا بنی نجار کے لوگو تم مجھ سے اپنے باغ کا مول کر لو اس میں کھنڈر تھے اور کھجور کے درخت[1]

[1] یہ حدیث اوپر کتاب الصلوٰت میں گزر چکی ہے۔ ۱۲ منہ

[علے] کہ ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ خریدا اور قیمت بھی آپ نے طے کی معلوم ہوا خریدار بھی مال کی قیمت بیان کر سکتا ہے۔ (مصحح)

بَابٌ كَمْ يَجُوزُ الْخِيَارُ؟

باب:۔ کب تک بیع توڑ ڈالنے کا اختیار رہتا ہے[1]

[1] بیع میں کئی طرح کے خیار ہوتے ہیں ایک خیار المجلس یعنے جب تک بائع اور مشتری اسی جگہ رہیں جہاں عقد ہوا تو دونوں کو بیع کے فسخ کر ڈالنے کا اختیار رہتا ہے دوسرے خیار الشرط یعنے مشتری تین دن کی شرط کرے یا اس سے کم کی تیسرے خیار الرویہ یعنے مشتری نے بن دیکھے ایک چیز خرید لی دیکھنے پر اس کو اختیار ہوتا ہے چاہے بیع قائم رکھے چاہے فسخ کر ڈالے اس کے سوا اور بھی خیار ہیں جن کو قسطلانی نے بیان کیا۔ ۱۲ منہ

۳۲۰۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْمُتَبَايِعَيْنِ بِالْخِيَارِ فِي بَيْعِهِمَا مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، أَوْ يَكُونُ الْبَيْعُ خِيَارًا. وَقَالَ نَافِعٌ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا اشْتَرَى شَيْئًا يُعْجِبُهُ فَارَقَ صَاحِبَهُ.

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالوہاب نے خبر دی کہا میں نے یحییٰ بن سعید سے سُنا کہا میں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بائع اور مشتری دونوں کو اپنے معاملہ میں اس وقت تک اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں یا خود بیع میں خیار کی شرط ہو[1] نافع نے کہا ابن عمرؓ جب کوئی چیز خریدتے جو ان کو پسند آتی تو بائع سے جدا ہو جاتے[2]

[1] تو جو مدت ٹھہری ہے اس مدت تک مشتری کو اختیار رہے گا یا دونوں جدا ہو جائیں بعضوں نے اس کا یہ معنے کیا ہے کہ بائع عقد پورا ہونے کے بعد مشتری کو اختیار دے اور وہ یہ کہے کہ میں بیع کو نافذ کرتا ہوں تو اب اس کو فسخ کا اختیار نہ رہے گا گو وہ اسی مجلس میں بیٹھا رہے اس کا ذکر آگے آئے گا۔ ۱۲ منہ [2] یعنی وہاں سے جلدی چل دیتے تاکہ فسخ بیع کا اختیار نہ رہے اس سے صاف یہ نکلتا ہے کہ جدا ہونے سے حدیث میں دونوں کا جدا ہونا مراد ہے۔ ۱۲ منہ

۳۲۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ حَكِيمِ ابْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے ابوالخلیل صالح بن ابی مریم سے انہوں نے عبداللہ بن حارث سے انہوں نے حکیم بن حزام سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا، وَزَادَ أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ: قَالَ هَمَّامٌ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِأَبِي التَّيَّاحِ فَقَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي الْخَلِيلِ لَمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ۔

علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہے جب تک جدا نہ ہوں اور احمد بن سعید داری نے اتنا اور بڑھایا ہم سے بہز بن راشد نے بیان کیا ہمام نے کہا پھر میں نے یہ حدیث ابوالتیاح سے بیان کی تو انہوں نے کہا میں بھی ابوالخلیل کے ساتھ تھا جب عبداللہ بن حارث نے ان سے یہ حدیث بیان کی تھی۔

بَابٌ إِذَا لَمْ يُوَقِّتْ فِي الْخِيَارِ، هَلْ يَجُوزُ الْبَيْعُ؟

باب: اگر کوئی شخص بائع یا مشتری اختیار کی مدت معین نہ کرے تو بیع جائز ہوگی یا نہیں۔

۳۲۲- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، أَوْ يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: اخْتَرْ، وَرُبَّمَا قَالَ: أَوْ يَكُونُ بَيْعَ خِيَارٍ۔

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بائع اور مشتری دونوں کو اس وقت تک اختیار ہے جب تک جدا نہ ہوں یا ایک دوسرے سے یوں نہ کہدے کہ بھائی اختیار کرلے بیع رکھے یا توڑ ڈال یا خود بیع میں اختیار کی شرط ہو[1]

[1] اس مسئلہ میں اختلاف ہے شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک خیار الشرط تین دن سے زیادہ نہیں ہو سکتی اگر اس سے زائد مدت ٹھہرائے یا کوئی مدت معین نہ ہو اور ہمارے امام احمد اور اسحاق اور اہل حدیث کا یہ مذہب ہے کہ بیع جائز ہے اور جتنی مدت ٹھہرائے اتنی مدت تک اختیار رہے گا اور جو کوئی مدت معین نہ ہو تو ہمیشہ اختیار رہے گا اور اوزاعی اور ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ خیار کی شرط باطل ہوگی اور بیع لازم ہوگی۔ ۱۲ منہ

بَابٌ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، وَبِهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَشُرَيْحٌ وَالشَّعْبِيُّ وَطَاوُسٌ وَعَطَاءٌ وَابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ۔

باب: بائع اور مشتری دونوں کو جب تک جدا نہ ہوں اختیار رہتا ہے ابن عمرؓ اور شریحؒ اور شعبی اور طاؤس اور عطاء اور ابن ابی ملیکہ کا یہی قول ہے[1]

[1] ان سب نے یہی کہا ہے کہ صرف ایجاب وقبول یعنے عقد سے بیع لازم نہیں ہو جاتی اور جب تک

بائع اور مشتری مجلس عقد سے جدا نہ ہوں دونوں کو اختیار رہتا ہے کہ بیع فسخ کر ڈالیں سعید بن مسیب اور زہری اور ابن ابی ذئب اور حسن بصری اور اوزاعی اور ابن جریج اور شافعی اور مالک اور احمد اور اکثر علماء یہی کہتے ہیں ابن حزم نے کہا تابعین میں سے سوا ابراہیم نخعی کے اور کوئی اس کا مخالف نہیں اور امام ابوحنیفہؒ نے صرف نخعی کا قول اختیار کر کے جمہور علماء کی مخالفت کی ہے۔ ابن عمرؓ کا عمل تو امام بخاری نے اس سے نکالا جو اوپر نافع سے گزرا کہ ابن عمرؓ جب کوئی چیز ایسی خریدتے جو اُن کو پسند ہوتی تو بائع سے جدا ہو جاتے۔ ترمذی نے روایت کیا بیٹھے ہوتے تو اٹھ کھڑے ہوتے ابن ابی شیبہ نے روایت کیا وہاں سے چل دیتے تاکہ بیع لازم ہو جائے اور شریح کے قول کو سعید بن منصور نے اور شعبی کے قول کو ابن ابی شیبہ نے اور طاؤس کے قول کو شافعی نے اُم میں اور عطاء اور ابن ابی ملیکہ کے اقوال کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔ ۱۲ منہ

۳۲۳- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا حَبَّانُ ابْنُ هِلَالٍ قَالَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ قَتَادَةُ: أَخْبَرَنِي عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا، وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا۔

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم کو حبان بن ہلال نے خبر دی کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا مجھ کو قتادہ نے خبر دی انہوں نے صالح ابوالخلیل سے انہوں نے عبداللہ بن حارث سے کہا میں نے حکیم بن حزام سے سُنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہے جب تک جدا نہ ہوں[1] اگر دونوں سچ بولیں گے اور اصل حال بیان کر دیں گے تو ان کی بیع میں برکت ہوگی اور جو جھوٹ بولیں گے اور اصل حال چھپائیں گے تو بیع کی برکت مٹ جائے گی۔

[1] یعنی جہاں معاملہ ہوا ہے وہاں سے سرک نہ جائیں اگر وہیں رہیں یا دونوں ایک ساتھ مل کر منزلوں چلتے رہیں تو اختیار باقی رہے گا گو تین دن سے زیادہ مدت گزر جائے ۱۲ قسطلانی۔

۳۲۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بائع اور مشتری دونوں کو ایک دوسرے کے مقابل اختیار ہے جب تک جدا نہ ہوں مگر بیع خیار میں (یعنے جب بائع بیع کے بعد مشتری کو اختیار دے

مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعُ الْخِيَارِ۔

اور وہ کہے میں بیع کو نافذ کرتا ہوں لے

لے اکثر علماء نے الا بیع الخیار کے یہی معنے کیے ہیں اور نووی نے کہا اس کی ترجیح پر اتفاق ہے اور شافعی نے اسی کا یقین کیا ہے بعضوں نے یہ معنے کیے ہیں مگر اس بیع میں جس میں اختیار کی شرط ہو یعنے وہاں سے جدا ہونے سے اختیار باطل نہ ہوگا بلکہ مدت مقررہ تک اختیار رہے گا۔ ۱۲ منہ

بَابٌ إِذَا خَيَّرَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ بَعْدَ الْبَيْعِ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ۔

باب: جب بائع یا مشتری دوسرے کو بیع کے بعد اختیار دے اور وہ بیع پسند کرے تو بیع لازم ہو گئی۔

۳۲۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَكَانَا جَمِيعًا، أَوْ يُخَيِّرُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَتَبَايَعَا عَلَى ذٰلِكَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ، وَإِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ أَنْ يَتَبَايَعَا وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا الْبَيْعَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ۔

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب دو آدمی بیع کا معاملہ کریں تو جب تک جدا نہ ہوں ملے رہیں ان کو بیع کے فسخ کرنے کا اختیار ہے اور ایک دوسرے کو اختیار دیں تو ہر ایک کو اختیار رہتا ہے۔ پھر وہ دونوں ہی بیع کو مناسب سمجھیں تو لازم ہو جاتی ہے اور اگر بیع کے بعد جدا ہو جائیں اور بیع کا معاملہ قائم ہو تو بھی بیع لازم ہو جاتی ہے۔

بَابٌ إِذَا كَانَ الْبَائِعُ بِالْخِيَارِ هَلْ يَجُوزُ الْبَيْعُ؟

باب: اگر بائع اپنے لیے اختیار کی شرط کرے تب بھی بیع جائز ہے لے

لے یہ باب لاکر امام بخاری نے ان لوگوں کا رد کیا جو کہتے ہیں کہ خیار الشرط فقط مشتری ہی کو کرنا ہے بائع کو درست نہیں۔ ۱۲ منہ

۳۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ

النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: کُلُّ بَیِّعَیْنِ لَا بَیْعَ بَیْنَھُمَا حَتّٰی یَتَفَرَّقَا إِلَّا بَیْعَ الْخِیَارِ۔

علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کسی بائع اور مشتری کے درمیان بیع لازم نہیں ہوتی جب تک دونوں جدا نہ ہو جائیں مگر وہ بیع جس میں مشتری کو بیع کے بعد اختیار دیا گیا ہو۔

۳۲۷۔ حَدَّثَنِی إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا حَبَّانُ: حَدَّثَنَا ھَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَۃُ عَنْ أَبِی الْخَلِیلِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ حَکِیمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ حَتّٰی یَتَفَرَّقَا، قَالَ ھَمَّامٌ: وَجَدْتُ فِی کِتَابِی: یَخْتَارُ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَإِنْ صَدَقَا وَبَیَّنَا بُورِکَ لَھُمَا فِی بَیْعِھِمَا، وَإِنْ کَذَبَا وَکَتَمَا فَعَسٰی أَنْ یَرْبَحَا رِبْحًا وَیُمْحَقَا بَرَکَۃَ بَیْعِھِمَا، قَالَ: وَحَدَّثَنَا ھَمَّامٌ: حَدَّثَنَا أَبُو التَّیَّاحِ: أَنَّہُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الْحَارِثِ یُحَدِّثُ بِھٰذَا الْحَدِیثِ عَنْ حَکِیمِ بْنِ حِزَامٍ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم سے حبان نے کہا ہم سے ہمام نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے ابوالخلیل سے انہوں نے عبداللہ بن حارث سے انہوں نے حکیم بن حزام سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بائع (بیچنے والے) اور مشتری (خریدنے والے) دونوں کو اختیار رہے گا جب تک جدا نہ ہوں ہمام راوی نے کہا میں نے اپنی کتاب میں یوں لکھا پایا تین بار اختیار کرلے[1] پھر اگر وہ دونوں سچ بولیں گے اور جو عیب ہو وہ بیان کر دیں گے تو ان کی بیع میں برکت ہوگی اور اگر جھوٹ بولیں گے اور عیب کو چھپائیں گے تو تھوڑا سا نفع شاید کما لیں لیکن ان کی بیع میں برکت نہ ہوگی۔ حبان بن ہلال نے کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا کہا ہم سے ابوالتیاح نے انہوں نے عبداللہ بن حارث سے سنا وہ اس حدیث کو حکیم بن حزام سے وہ آنحضرتؐ سے نقل کرتے تھے۔

[1] اوپر کی روایت میں جو ہمام نے اپنی یاد سے کی ہے یوں ہے البیعان بالخیار لیکن ہمام کہتے ہیں میں نے اپنی کتاب میں جو اس حدیث کو دیکھا تو یختار کا لفظ تین بار لکھا ہوا پایا بعضے نسخوں میں یختار کے بدل بخیار ہے۔ ۱۲ منہ

بَابٌ إِذَا اشْتَرٰی شَیْئًا فَوَھَبَ مِنْ سَاعَتِہِ قَبْلَ أَنْ یَتَفَرَّقَا وَلَمْ یُنْکِرِ الْبَائِعُ عَلَی الْمُشْتَرِی أَوِ اشْتَرٰی عَبْدًا فَأَعْتَقَہُ، وَقَالَ طَاوُسٌ فِیمَنْ یَشْتَرِی

باب:۔ اگر کوئی شخص کوئی چیز مول لے کر وہ کسی اور کو ہبہ کر دے ابھی بائع سے جدا بھی نہ ہوا ہو اور بائع مشتری پر اعتراض نہ کرے یا ایک غلام خریدے اور جدا ہونے سے پہلے اسے آزاد کر دے

السِّلْعَةَ عَلَى الرِّضَا ثُمَّ بَاعَهَا: وَجَبَتْ
لَهُ وَالرِّبْحُ لَهُ، وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنِ ابْنِ عُمَرَ
رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَكُنْتُ عَلَى
بَكْرٍ صَعْبٍ لِعُمَرَ فَكَانَ يَغْلِبُنِي
فَيَتَقَدَّمُ أَمَامَ الْقَوْمِ فَيَزْجُرُهُ عُمَرُ
وَيَرُدُّهُ، ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيَزْجُرُهُ عُمَرُ
وَيَرُدُّهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِعُمَرَ: بِعْنِيهِ، قَالَ: هُوَ لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ،
قَالَ: بِعْنِيهِ، فَبَاعَهُ مِنْ رَسُولِ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللهِ
ابْنَ عُمَرَ تَصْنَعُ بِهِ مَا شِئْتَ، قَالَ
أَبُو عَبْدِ اللهِ: وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ،
عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ
عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بِعْتُ مِنْ
أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ
اللهُ عَنْهُ مَالًا بِالْوَادِي بِمَالٍ لَهُ بِخَيْبَرَ،
فَلَمَّا تَبَايَعْنَا رَجَعْتُ عَلَى عَقِبِي حَتَّى
خَرَجْتُ مِنْ بَيْتِهِ خَشْيَةَ أَنْ يُرَادَّنِي
الْبَيْعَ، وَكَانَتِ السُّنَّةُ أَنَّ الْمُتَبَايِعَيْنِ
بِالْخِيَارِ حَتَّى يَتَفَرَّقَا، قَالَ عَبْدُ اللهِ:
فَلَمَّا وَجَبَ بَيْعِي وَبَيْعُهُ رَأَيْتُ أَنِّي
قَدْ غَبَنْتُهُ بِأَنِّي سُقْتُهُ إِلَى أَرْضِ ثَمُودَ
بِثَلَاثِ لَيَالٍ وَسَاقَنِي إِلَى الْمَدِينَةِ بِثَلَاثِ

اور طاؤس نے کہا جو کوئی کچھ سامان خریدے
بائع کی رضامندی سے پھر اس کو بیچ ڈالے (اور
بائع انکار نہ کرے) تو بیع لازم ہو جائے گی اور نفع
خریدار ہی کو ملے گا ۱؎ اور حمیدی نے کہا ہم سے
سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن دینار نے
انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا ہم ایک
سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔
میں ایک تند سے جوان اونٹ پر سوار تھا جو والد کا تھا
وہ مجھ پر زور کر کے لوگوں سے آگے بڑھ جاتا تھا والد
اس کو جھڑکتے تھے پیچھے پھیر دیتے تھے وہ پھر
آگے بڑھ جاتا تھا۔ پھر جھڑکتے اور پیچھے کرتے آخر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے والد (حضرت عمر رضی اللہ عنہ)
سے فرمایا یہ میرے ہاتھ بیچ ڈال انہوں نے فرمایا
(مفت لے لیجیے۔ آپ نے فرمایا قیمت سے پھر انہوں
نے وہ اونٹ آپ کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ آپ نے فرمایا
عبداللہ یہ اونٹ تو لے لے اور جو چاہے وہ کر۔ امام بخاری
نے کہا اور لیث بن سعد نے ۲؎ کہا مجھ سے عبدالرحمن
بن خالد نے کہا انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے
سالم بن عبداللہ سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ
سے انہوں نے کہا میں نے اپنی زمین جو وادی القریٰ
میں تھی ۳؎ حضرت عثمانؓ کے ہاتھ اس زمین کے
بدل بیچی جو ان کی خیبر میں تھی جب عقد ہو چکا تو
میں پیچھے پلٹ کر ان کے گھر سے نکل گیا اس ڈر سے
کہ کہیں وہ بیع پھیر نہ لیں اور شریعت کا قاعدہ یہ تھا کہ
بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں
عبداللہ نے کہا میں سمجھا میں نے حضرت عثمان کو ٹھگ لیا کیونکہ
میں نے ان کو ثمود کے ملک کی طرف تین دن کی مسافت پہ دھکیل دیا

لَيَالٍ۔ اور انہوں نے مجھ کو تین دن کا راستہ مدینہ سے کم کر دیا۔[۵]

[۱] ان دونوں صورتوں میں اب بائع کو فسخ بیع کا اختیار نہ رہے گا کیونکہ اس نے مشتری کے تصرف پر اعتراض نہ کیا بلکہ سکوت کیا باب کی حدیث میں صرف ہبہ کا ذکر ہے مگر اعتاق کو ہبہ پر قیاس کیا دونوں تبرع کی قسم میں سے ہیں اور اس باب کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ باب کی حدیث سے خیار مجلس کی نفی نہیں ہوتی جس کا ثبوت اوپر ابن عمرؓ کی حدیث سے ہو چکا ہے کیونکہ یہ خیار اس واسطے جاتا رہا کہ مشتری نے تصرف کیا اور بائع نے سکوت کیا تو اس کا سکوت مبطل خیار ہو گیا ابن بطال نے کہا جو لوگ کہتے ہیں کہ بغیر تفرق ابدان کے بیع پوری نہیں ہوتی وہ مشتری کا تصرف قبل از تفرق جائز نہیں رکھتے اور یہ حدیث ان پر حجت ہے اب رہا قبضہ سے پہلے بیع کرنا تو شافعی اور محمد کے نزدیک مطلقاً درست نہیں ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک منقول کی بیع درست نہیں غیر منقول کی درست ہے اور ہمارے امام احمد بن حنبل اور اوزاعی اور اسحاق اور اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ ناپ اور تول کر جو چیزیں بکتی ہیں ان کا قبضے سے پہلے بیچنا درست نہیں باقی چیزوں کا درست ہے قسطلانی نے کہا حضرت عمرؓ کی حدیث تو ان صحیح حدیثوں کی معارض نہیں جن سے خیار مجلس ثابت ہے کیونکہ احتمال ہے کہ عقد بیع کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ سے تھوڑی دیر کے لیے آگے یا پیچھے گئے ہوں اس کے بعد ہبہ کیا ہو واللہ اعلم ۱۲منہ [۲] اس کو سعد بن منصور اور عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲منہ [۳] آپ نے حضرت عمرؓ سے وہ اونٹ لے کر اسی وقت عبداللہ بن عمرؓ ان کے صاحبزادے کو ہبہ کر دیا اور حضرت عمرؓ نے اس پر کوئی اعتراض نہ کیا تو بیع لازم ہو گئی اور خیار مجلس باقی نہ رہا ۱۲منہ [۴] اس کو اسمٰعیلی نے وصل کیا ۱۲منہ

[۵] وادی القریٰ ایک بستی ہے تبوک کے قریب کہتے ہیں ثمود کی قوم وہیں آباد تھی مدینہ سے چھ سات منزل پر ۱۲منہ

[۶] اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے قسطلانی نے کہا مناسبت یہ ہے کہ بائع اور مشتری کو اپنے الادے سے جدا ہونا درست ہے یا بیع کا فسخ کرنا ۱۲منہ

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبَيْعِ۔

باب:۔ بیع میں دھوکا دینا مکروہ ہے۔

۳۲۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوعِ، فَقَالَ: إِذَا

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ کہ ایک مرد (حبان بن منقذ یا منقذ بن عمرو) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ لوگ اس کو خرید فروخت میں ٹھگ لیتے ہیں آپ نے فرمایا تو بیچتے خریدتے وقت یہ کہہ دیا کر

بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ۔

بھائی فریب یا دھوکے کا کام نہیں ہے[1]

[1] بیہقی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور تو جو چیز خریدے اس میں تجھے تین دن تک اختیار ہوگا امام احمد نے اسی حدیث سے یہ حکم دیا ہے کہ اگر کسی شخص کو اسباب کی قیمت معلوم نہ ہو اور وہ تہائی قیمت زیادہ دے یا ایک سدس تو وہ اسباب بائع کو پھیر سکتا ہے اور حنفیہ اور شافعیہ نے اس سے انکار کیا ہے۔ یہ حبان بن منقذ صحابی تھے جنگ احد میں شریک تھے ان کے سر میں زخم آیا تھا اس کی وجہ سے عقل میں فتور ہو گیا تھا۔ ۱۲ منہ

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الْأَسْوَاقِ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ، قُلْتُ: هَلْ مِنْ سُوقٍ فِيهِ تِجَارَةٌ؟ فَقَالَ: سُوقُ قَيْنُقَاعَ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: دُلُّونِي عَلَى السُّوقِ، وَقَالَ عُمَرُ: أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ۔

باب:۔ بازاروں کا بیان

اور عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا[1] جب ہم ہجرت کر کے مدینہ میں آئے تو میں نے پوچھا یہاں کوئی بازار بھی ہے جس میں لوگ کاروبار کرتے ہوں؟ کہا ہاں بنی قینقاع کا بازار[2] اور انس نے کہا عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا مجھ کو بازار بتلا دو اور حضرت عمرؓ نے[3] کہا مجھ کو بازاروں اور سودے سلف نے غافل رکھا۔

[1] یہ حدیث اوپر موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ منہ [2] یہ بھی موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ منہ [3] یہ بھی اوپر موصولاً گزر چکی ہے جس میں ابوموسیٰ کے اجازت مانگنے کا ذکر ہے ۱۲ منہ

۳۲۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُو جَيْشٌ الْكَعْبَةَ، فَإِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَيْفَ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَفِيهِمْ أَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ

ہم سے محمد بن صباح نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن ذکریا نے انہوں نے محمد بن سوقہ سے انہوں نے نافع بن جبیر بن مطعم سے کہا مجھ سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے قریب ایک لشکر کعبے پر چڑھ آئے گا (اس کو گرانے کو) جب وہ بیدا میں پہنچیں گے[1] کھلے میدان میں تو اول سے لے کر آخر تک سب زمین میں دھنسا دیے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ سب اول سے لے کر آخر تک کیسے دھنسیں گے ان میں تو بازاریں بھی ہوں گی[2] اور وہ لوگ بھی جن کو ان سے غرض نہیں۔ آپ نے فرمایا اول سے

لَيْسَ مِنْهُمْ ؟ قَالَ: يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ، ثُمَّ يُبْعَثُونَ عَلَى نِيَّاتِهِمْ۔

لے کر آخر تک دھنس جائیں گے پھر قیامت کے دن اپنی اپنی نیت کے موافق اٹھائے جائیں گے[۳]

[۱] مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ کا بیداء مراد ہے ۱۲ منہ [۲] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ [۳] یعنے قیامت میں جس کی نیت اچھی ہوگی وہ عذاب سے محفوظ رہے گا معلوم ہوا دنیا میں بروں کے ساتھ اچھے بھی پس جاتے ہیں۔ ۱۲ منہ

۳۳۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلَاةُ أَحَدِكُمْ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي سُوقِهِ وَبَيْتِهِ بِضْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً وَذَلِكَ بِأَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَ بِهَا دَرَجَةً، أَوْ حُطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ، وَالْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ، اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيهِ، مَا لَمْ يُؤْذِ فِيهِ، وَقَالَ: أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ۔

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں جو کوئی جماعت سے نماز پڑھے اس کی نماز بازار میں یا گھر میں نماز پڑھنے سے[۱] بیس پر کئی درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے کیونکہ جب وہ اچھی طرح وضو کر کے مسجد میں آتا ہے اور فقط نماز ہی کی نیت سے اور نماز ہی نے اس کو اٹھایا ہوتا ہے تو وہ جو قدم اٹھاتا ہے ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے یا ایک گناہ مٹتا ہے اور تم میں جب تک کوئی اس جگہ میں رہتا ہے جہاں اس نے نماز پڑھی تو فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں یا اللہ اس پر رحمت اتار اس پر مہربانی کر جب تک حدث نہ کرے[۲] اور کسی مسلمان یا (یا فرشتوں) کو نہ ستائے اور آپ نے فرمایا تم میں ہر ایک نماز ہی میں رہتا ہے جب تک نماز کے لیے رکا رہے۔

[۱] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے معلوم ہوا کہ بازار میں جانا درست ہے ۱۲ منہ [۲] یعنے اس کا وضو نہ ٹوٹے مثلاً گوز لگے یا پاخانہ پیشاب کرے ۱۲ منہ

۳۳۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے حمید طویل سے انہوں نے انسؓ بن مالک سے انہوں نے کہا آنحضرت

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوقِ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّمَا دَعَوْتُ هَذَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي۔

صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تھے اتنے میں ایک شخص نے پکارا ابوالقاسم آپ نے ادھر دیکھا تو وہ کہنے لگا میں نے آپ کو نہیں پکارا تھا اس دوسرے شخص کو پکارا تب آپ نے فرمایا میرے نام پر نام رکھا کرو لیکن میری کنیت نہ رکھو[2]

[1] اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا اس حدیث میں صاف مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بازار میں تھے تو بازار میں جانے کا جواز ثابت ہوا۔ ۱۲ منہ [2] اکثر علماء نے اسی حدیث سے ابوالقاسم کنیت رکھنا مکروہ رکھی ہے مگر امام مالک نے اس کو جائز کہا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ ممانعت خاص آپ کی زندگی تک تھی۔ ۱۲ منہ

۲۳۲- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: دَعَا رَجُلٌ بِالْبَقِيعِ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَمْ أَعْنِكَ، قَالَ: سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي۔

ہم سے مالک بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر نے انہوں نے حمید سے انہوں نے انسؓ سے کہ ایک شخص نے بقیع میں آواز دی ابوالقاسم آپ نے اس کی طرف دیکھا تو وہ کہنے لگا میں نے آپ کو نہیں پکارا تھا آپ نے فرمایا میرا نام رکھو تو خیر لیکن میری کنیت نہ رکھو[1]

[1] اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے بعضوں نے کہا اس زمانہ میں بقیع میں بازار ہوا کرتا تھا عینی نے کہا اس کی دلیل بیان کرنا چاہیئے میں کہتا ہوں دلیل یہ ہے کہ اگلی روایت میں بازار کا لفظ صراحتہ مذکور ہے اور ظاہر یہی ہے کہ یہ ایک ہی قصہ ہے کیونکہ دونوں حدیثوں کے راوی انسؓ ہی ہیں۔ ۱۲ منہ

۲۳۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ الدَّوْسِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عبیداللہ بن ابی یزید سے انہوں نے نافع بن جبیر بن مطعم سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دن میں ایک وقت نکلے دیا گرمی کے دن میں نہ آپ نے مجھ سے بات کی نہ میں نے آپ سے

فِي طَائِفَةِ النَّهَارِ لَا يُكَلِّمُنِي وَلَا أُكَلِّمُهُ حَتَّى أَتَى سُوقَ بَنِي قَيْنُقَاعٍ فَجَلَسَ بِفِنَاءِ بَيْتِ فَاطِمَةَ فَقَالَ: أَثَمَّ لُكَعُ؟ أَثَمَّ لُكَعُ؟ فَحَبَسَتْهُ شَيْئًا فَظَنَنْتُ أَنَّهَا تُلْبِسُهُ سِخَابًا أَوْ تُغَسِّلُهُ، فَجَاءَ يَشْتَدُّ حَتَّى عَانَقَهُ وَقَبَّلَهُ وَقَالَ: اللَّهُمَّ أَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ، قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: أَخْبَرَنِي أَنَّهُ رَأَى نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ۔

یہاں تک کہ آپ بنی قینقاع کے بازار میں تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضؓ کے گھر کے جلو خانہ میں بیٹھ گئے اور پوچھا بچہ ہے؟ بچہ ہے؟ حضرت فاطمہؓ نے تھوڑی دیر لگائی میں سمجھا وہ امام حسن کو کچھ ہار وغیرہ پہنا رہی ہیں یا نہلا رہی ہیں لتنے میں وہ دوڑتے ہوئے آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گلے لگایا اور بوسہ دیا اور فرمایا یا اللہ اس سے محبت رکھ اور جو اس سے محبت رکھے اس سے بھی محبت رکھ[۲] سفیان نے کہا عبداللہ نے مجھ کو خبر دی کہا انہوں نے نافع بن جبیر کو دیکھا تھا وتر کی ایک رکعت پڑھتے ہوئے[۳]

[۱] یعنے امام حسن علیہ السلام کو فوراً باہر نہیں بھیجا ذرا دیر کی اس سے ابوہریرہؓ سمجھے کہ شاید ان کا بناؤ سنگار کر رہی ہیں۔ ۱۲ منہ [۲] اس سے امام حسن علیہ السلام کی بڑی فضیلت نکلی مسلم کی روایت میں یوں ہے یا اللہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ ہم گنہگاروں کے پاس کوئی نیکی نہیں ہے بجز اس کے کہ امام حسن علیہ السلام سے محبت رکھتے یا اللہ اپنے حبیب کی دعا پوری کر اور ہم کو آخرت کے عذاب سے امام حسن کے طفیل میں بچا دے۔ آمین یا رب العالمین۔ ۱۲ منہ [۳] اس روایت کے بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ عبداللہ کا سماع نافع بن جبیر سے صاف معلوم ہو جائے۔ ۱۲ منہ

۲۳٤۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ: حَدَّثَنَا مُوسَى، عَنْ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُمَرَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَشْتَرُونَ الطَّعَامَ مِنَ الرُّكْبَانِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ عَلَيْهِمْ مَنْ يَمْنَعُهُمْ أَنْ يَبِيعُوهُ حَيْثُ اشْتَرَوْهُ حَتَّى يَنْقُلُوهُ حَيْثُ يُبَاعُ الطَّعَامُ، قَالَ: وَحَدَّثَنَا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَاعَ الطَّعَامُ إِذَا اشْتَرَاهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ۔

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے ابوضمرہ انس بن عیاض نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے نافع سے کہا ہم سے ابن عمرؓ نے بیان کیا لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قافلہ سواروں سے جا کر غلہ خرید کرتے آپ ایک شخص کو ان کے پاس بھیج دیتے جو ان کو اسی جگہ وہ غلہ بیچنے سے منع کرتا جب تک اس کو جہاں اناج بکتا ہے (یعنے اناج کی منڈی میں) اٹھا نہ لائیں نافع نے کہا اور ہم سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اناج خرید کر اس کے بیچنے سے منع فرمایا جب تک اس پر قبضہ نہ کرے۔

[1] حدیث میں بازار کا ذکر نہیں ہے مگر اناج اکثر بازار یا منڈی ہی میں بکا کرتا ہے بازار میں جانے کا جواز نکلا اور حدیث ترجمہ باب کے مطابق ہوگی۔ ۱۲ منہ

بَابُ كَرَاهِيَةِ السَّخَبِ فِي السُّوقِ.

۳۳۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ: حَدَّثَنَا هِلَالٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: لَقِيتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ، قَالَ أَجَلْ، وَاللهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ، أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي، سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ، وَلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ، وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللهُ حَتَّى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَيُفْتَحُ بِهَا أَعْيُنٌ عُمْيٌ، وَآذَانٌ صُمٌّ، وَقُلُوبٌ غُلْفٌ، تَابَعَهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ هِلَالٍ، وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ هِلَالٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ سَلَامٍ.

باب: بازار میں شور و غل مچانا مکروہ ہے۔

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح نے کہا ہم سے ہلال بن علی نے انہوں نے عطاء بن یسار سے، انہوں نے کہا میں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے ملا اور میں نے ان سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال جو توارت شریف میں مذکور ہے وہ مجھ سے بیان کرو، انہوں نے کہا اچھا خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعضی صفتیں توراۃ میں وہی مذکور ہیں جو قرآن شریف میں ہیں یعنی اے پیغمبر ہم نے تجھ کو گواہ بنا کر بھیجا اور خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا اور ان پڑھ لوگوں یعنی عربوں کو بچانے والا۔ تو میرا بندہ ہے میرا پیغام پہنچانے والا۔ میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے، نہ اکل کھرا ہے نہ سخت دل، نہ بازاروں میں غل مچانے والا[1] اور برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتا بلکہ معاف کرتا ہے اور بخش دیتا ہے اور اللہ اس پیغمبر کو دنیا سے نہیں اٹھانے کا جب تک ٹیڑھی شریعت کو اس سے سیدھی نہ کرلے[2] یعنی لوگ لا الٰہ الا اللہ نہ کہنے لگیں اور اس کے سبب سے اندھی آنکھیں بہرے کان غلاف چڑھے دل کھول نہ دے[3] فلیح کے ساتھ اس حدیث کو عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے بھی ہلال سے روایت کیا اور سعید بن ابی ہلال نے اس کو ہلال سے روایت کیا، انہوں نے عطاء سے انہوں نے عبداللہ بن سلام سے[4] اغلف کہتے ہیں ہر چیز کو جو غلاف میں ہو کہتے ہیں تلوار اغلف اور کمان غلفاء یعنے جو غلاف میں ہے اور آدمی اغلف یعنے جس کا ختنہ نہ ہوا ہو)۔

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے معلوم ہوا بازار میں شور و غل مچانا لڑنا جھگڑنا اپنی چیز کی تعریف میں اور دوسرے کی چیز کی برائی میں مبالغہ کرنا اور قسمیں کھانا یہ سب مکروہ اور مذموم باتیں ہیں ایک حدیث میں ہے کہ سب جگہوں میں بری جگہ بازار ہے اس سے یہ بھی نکلا کہ بازار میں جانا شان پیغمبری یا امامت کے خلاف نہیں ہے کافر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض

کرتے تھے مالھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق البتہ وہاں شور وغل کرنا خلاف شان ہے ۱۲ منہ ۲؎ شریعت سے حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کی شریعت مراد ہے پہلے وہ سیدھی تھی عرب کے مشرکوں نے اس کو ٹیڑھا کر رکھا تھا ہزاروں کفر اور گمراہی کی باتیں اس میں شریک کردی تھیں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو بھیج کر اس شریعت کو سیدھا کرایا اس میں جو کجی ہوگئی تھی وہ رفع کرادی یا اللہ ہمارے زمانے میں اسلام کا بھی یہی حال ہوگیا ہے نام کے مسلمانوں نے اس کو بالکل کج اور ٹیڑھا کر دیا ہے اب تو اپنے کسی ایسے مقبول بندے کو بھیج جو اسلام میں سے یہ کجی رفع کر دے اور جیسے حضرت محمدؐ نے فولادی کوڑوں سے عربوں کو درست کر دیا تھا ویسے ہی یہ نائب پیغمبر بھی ان کو فولادی کوڑے لگا کر ان کی کجی درست کرے کیونکہ یہ سمجھانے بجھانے سے کسی طرح نہیں مانتے اور ضد تعصب اور نفسانیت اور باپ دادا اور بزرگوں اور پیروں اور درویشوں کی تقلید نہیں چھوڑتے۔ ۱۲ منہ ۳؎ یعنی جن دلوں پر تہ بر تہ غفلت اور معصیت اور کفر کے غلاف چڑھے ہوتے ہیں ان کے سب غلاف اتار کر نور ایمان اور ہدایت نہ بھر دے۔ ۱۲ منہ ۴؎ اس کو خود مؤلف نے سورۂ فتح کی تفسیر میں وصل کیا۔ ۱۲ منہ ۵؎ جو یہودیوں کے بڑے عالم تھے اور پیغمبر پر ایمان لائے تھے سعید نے عبدالعزیز اور فلیح کے خلاف بجائے عبداللہ بن عمرو کے عبداللہ بن سلام کا ذکر کیا حافظ نے کہا ممکن ہے عطاء نے اس حدیث کو دونوں سے سنا ہو سعید کی روایت کو دارمی نے اپنے مسند میں اور یعقوب بن سفیان نے تاریخ میں اور طبرانی نے نکالا۔ ۱۲ منہ

بَابُ الْكَيْلِ عَلَى الْبَائِعِ وَالْمُعْطِي،

وَقَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ۔ يَعْنِي كَالُوا لَهُمْ وَوَزَنُوا لَهُمْ، كَقَوْلِهِ۔ يَسْمَعُونَكُمْ۔ يَسْمَعُونَ لَكُمْ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اكْتَالُوا حَتَّى تَسْتَوْفُوا، وَيُذْكَرُ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: إِذَا بِعْتَ فَكِلْ، وَإِذَا ابْتَعْتَ فَاكْتَلْ۔

باب: ماپ تول کی مزدوری بیچنے والے اور دینے والے پر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ مطففین میں) فرمایا اور جب ان کو ماپ یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں یعنی ان کے لیے جیسے دوسری آیت میں یسمعونکم یعنی یسمعون لکم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھجور ناپ لو اور (اپنے اونٹ کی) پوری قیمت بھر لو[۱] اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو بیچے تو مال ماپ کر دے اور جب تو خریدے تو ماپ کرا لے[۲]

۱؎ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طارق بن عبداللہ محاربی اور ان کے ساتھیوں سے کھجور کے بدل ایک اونٹ خریدا تھا ایک شخص کے ہاتھ ان کے پاس کھجور بھیجی اور یہ کہلا بھیجا کہ اچھی طرح اپنا حق ماپ لو۔ اس حدیث کو نسائی اور ابن حبان نے وصل کیا۔ ۱۲ منہ ۲؎ اس کو دارقطنی اور امام

احمد اور ابن ماجہ اور بزاز نے وصل کیا۔ ۱۲ منہ

۳۳۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اناج خریدے وہ اس کو نہ بیچے جب تک اس پر قبضہ نہ ہو[1]

[1] یعنے بائع سے تلا یا ماپوا نہ لے اور دوسری جگہ اٹھا نہ لے جائے اس حدیث کا بیان اوپر گزر چکا ہے۔ ۱۲ منہ

۳۳۷- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَاسْتَعَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى غُرَمَائِهِ أَنْ يَضَعُوا مِنْ دَيْنِهِ، فَطَلَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَفْعَلُوا، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اذْهَبْ فَصَنِّفْ تَمْرَكَ أَصْنَافًا الْعَجْوَةَ عَلَى حِدَةٍ، وَعَذْقَ زَيْدٍ عَلَى حِدَةٍ، ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَيَّ. فَفَعَلْتُ ثُمَّ أَرْسَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ فَجَلَسَ عَلَى أَعْلَاهُ أَوْ فِي وَسَطِهِ، ثُمَّ قَالَ: كِلْ لِلْقَوْمِ، فَكِلْتُهُمْ حَتَّى أَوْفَيْتُهُمُ الَّذِي لَهُمْ وَبَقِيَ تَمْرِي كَأَنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ شَيْءٌ، وَقَالَ فِرَاسٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ: حَدَّثَنِي جَابِرٌ،

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو جریر نے خبر دی انہوں نے مغیرہ سے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے جابرؓ سے انہوں نے کہا عبداللہ بن عمرو بن حرام (میرے باپ) شہید ہوگئے اور قرض داری بہت چھوڑ گئے تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد چاہی کہ آپ قرض خواہوں کو سمجھا کر کچھ قرض معاف کرا دیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہی چاہا لیکن انہوں نے کچھ معاف نہیں کیا آخر آپ نے مجھ سے فرمایا تو ایسا کر باغ میں جا اور اپنی کھجور کی ایک ایک قسم جدا جدا رکھ عجوہ ایک جگہ عذق زید ایک جگہ پھر مجھ کو بلا بھیج جابرؓ نے کہا میں نے ایسا ہی کیا بعد اس کے آپ کو کہلا بھیجا آپ تشریف لائے اور کھجور کے ڈھیر پر یا اس کے بیچا بیچ بیٹھ گئے اور فرمایا ماپ ماپ کر ان لوگوں کو دے۔ میں نے ماپنا شروع کیا سب کا قرضہ پورا ادا کر دیا اور دیکھتا ہوں تو میری کھجور اتنی ہی ہے کچھ کم نہیں ہوئی[2] اور فراس نے شعبی سے یوں روایت کی[3] مجھ سے جابرؓ نے بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر اسی حدیث کا ذکر

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَمَا زَالَ يَكِيلُ لَهُمْ حَتَّى أَدَّاهُ، وَقَالَ هِشَامٌ، عَنْ وَهْبٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جُدَّ لَهُ فَأَوْفِ لَهُ۔

کیا اس میں یوں ہے کہ جابرؓ برابر ناپتے رہے یہاں تک کہ قرض سب ادا کر دیا ہشام نے وہب سے انہوں نے جابرؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کھجور کاٹ اور قرض خواہ کا پورا قرضہ دے دے۔

لہ عجوہ اور عذق زید دونوں کھجور کی قسمیں ہیں۔ ۱۲ منہ لہ یہ آپ کا ایک کھلا ہوا معجزہ تھا پہلے یہ سارے باغ کی کھجور قرض داروں کے قرضہ کو کافی نہ تھی اس لیے جابرؓ نے چاہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفارش کر کے کچھ قرضہ معاف کرا دیں لیکن قرض خواہوں نے نہ سنا اللہ تعالیٰ نے جابرؓ کا قرض بھی سب ادا کر دیا پھر کھجور جوں کی توں ہی رہی۔ ۱۲ منہ لہ اس روایت کو خود مؤلف نے ابواب الوصایا میں وصل کیا۔ ۱۲ منہ لہ اس کو خود مؤلف نے استقراض میں وصل کیا اس حدیث میں امام بخاری نے باب کا مطلب نکالا کہ جابرؓ کھجور دے رہے تھے تو اس کا ماپنا انہی کے ذمہ تھا۔ ۱۲ منہ

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَيْلِ۔

باب: اناج کا ماپنا مستحب ہے

۲۳۸۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ خَالِدِ ابْنِ مَعْدَانَ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كِيلُوا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ۔

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ولید نے انہوں نے ثور بن یزید حمصی سے انہوں نے خالد بن معدان سے انہوں نے مقدام بن معدی کرب سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اپنے اناج کو ماپا کرو اس میں تم کو برکت ہوگی لہ

لہ یعنے خریدتے وقت ماپو تو یہ معارض نہ ہوگی اس حدیث کے جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ میرے پاس کچھ جو تھے میں ان کو ایک مدت تک کھاتی رہی آخر تنگ آکر میں نے ان کو ماپا تو وہ تمام ہو گئے۔ ۱۲ منہ

بَابُ بَرَكَةِ صَاعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُدِّهِ: فِيهِ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاع اور مد کی برکت کا بیان لہ اس باب میں حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

لہ یعنے وہ صاع اور مد جو خاص آپ کے گھر میں تھا یہ عینی نے کہا اور حق وہ ہے جو حافظ نے کہا کہ اہل مدینہ

کا صاع اور مد مراد ہے۔ ۱۲ منہ

٣٣٩۔ حَدَّثَنَا مُوسَى: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ عَبَّادِ ابْنِ تَمِيمٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لَهَا، وَحَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ، كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ وَدَعَوْتُ لَهَا فِي مُدِّهَا وَصَاعِهَا مِثْلَ مَا دَعَا إِبْرَاهِيمُ لِمَكَّةَ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ نے انہوں نے عباد بن تمیم انصاری سے انہوں نے عبداللہ بن زید انصاری سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام کیا اور اس کے لیے دعا کی تھی اور میں مدینہ کو حرام کرتا ہوں جیسے ابراہیم نے مکہ کو حرام کیا تھا اور میں نے مدینہ کے صاع اور مد کے لیے دعا کی جیسے ابراہیم نے مکہ کے[1] لیے دعا کی تھی۔

[1] اس کو خود مؤلف نے آخر کتاب الحج میں وصل کیا۔ ۱۲ منہ

٣٤٠۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مِكْيَالِهِمْ، وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ، وَمُدِّهِمْ يَعْنِي أَهْلَ الْمَدِينَةِ۔

مجھ سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے انس بن مالک سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یااللہ مدینہ والوں کے ماپ میں برکت دے اور ان کے صاع میں برکت دے اور ان کے مد میں برکت دے[1]

[1] اس روایت سے عینی کا وہ اعتراض ساقط ہو جاتا ہے جو انہوں نے حافظ ابن حجر پر کیا کہ ترجمہ باب میں اہل مدینہ کا صاع اور مد مراد لینا بعید ہے کیونکہ خود حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي بَيْعِ الطَّعَامِ وَالْحُكْرَةِ۔

باب:۔ اناج کا بیچنا اور احتکار کرنا کیسا ہے[1]

[1] احتکار کہتے ہیں گرانی کے وقت غلہ خرید کرکے اس کو رکھ چھوڑنا کہ جب بہت گراں ہو گا تو بیچیں گے اگر ارزانی کے وقت خرید کرکے رکھ چھوڑے تو یہ احتکار منع نہیں ہے اسی طرح اگر گرانی کے وقت بھی اپنے اہل و عیال کے کھانے کے لیے رکھ چھوڑے یہ بھی منع نہیں ہے باب کی حدیثوں میں احتکار کا ذکر نہیں ہے۔ حافظ نے کہا امام بخاری نے احتکار کا جواز ثابت کیا اس حدیث سے کہ غلہ قبضے سے پہلے نہ بیچے یعنے اپنے گھر یا دکان میں لانے سے پہلے تو اگر احتکار حرام ہوتا تو آپ یہ حکم نہ فرماتے بلکہ خریدتے ہی بیچ ڈالنے کا حکم دیتے اور شاید ان کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہیں ہے جس کو امام مسلم نے معمر بن عبد اللہ سے مرفوعاً نکالا کہ احتکار وہی کرتا ہے جو گناہ گار ہوتا ہے۔ اور ابن ماجہ اور حاکم نے نکالا کہ جو کوئی مسلمانوں پر ان کا کھانا احتکار کرے گا اللہ اس پر جذام کی بیماری ڈالے گا نعوذ باللہ۔ ۱۲ منہ

۳۴۱۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ الطَّعَامَ مُجَازَفَةً يُضْرَبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعُوهُ حَتَّى يُؤْوُوهُ إِلَى رِحَالِهِمْ۔

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم کو ولید بن مسلم نے خبر دی انہوں نے اوزاعی سے انہوں نے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے باپ (ابن عمرؓ) سے انہوں نے کہا میں نے دیکھا ہے جو لوگ اناج کے ڈھیر (بن ماپے بن تولے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں خرید لیتے تھے ان کو مار پڑتی تھی اس لیے کہ جب تک اپنے گھر نہ لے جائیں نہ بیچیں۔

۳۴۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ طَعَامًا حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: كَيْفَ ذَاكَ؟ قَالَ:

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے انہوں نے ابن طاؤس سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غلہ کو قبضے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا طاؤس کہتے ہیں میں نے ابن عباسؓ

ذَاكَ دَرَاهِمُ بِدَرَاهِمَ، وَالطَّعَامُ مُرْجَأٌ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: مُرْجَأُونَ: مُؤَخَّرُونَ۔

سے اس کا مطلب پوچھا انہوں نے کہا یہ تو گویا روپیوں کو روپیوں کے بدل بیچنا ہے کیونکہ غلہ تو میعاد پر دیا جائے گا[۱]

[۱] اس کی صورت یہ ہے مثلاً زید نے دو من گیہوں عمرو سے دو روپیہ کے بدل خریدے اور عمرو سے یہ ٹھہرایا کہ دو مہینے بعد گیہوں دیئے اب زید نے وہی گیہوں بکر کے ہاتھ چار روپیہ کو بیچ ڈالی تو درحقیقت زید نے گویا دو روپیہ کو چار روپیہ کی بدل بیچا جو صراحتاً سود ہے، کیونکہ گیہوں کا تو ابھی وجود ہی نہیں وہ تو دو ماہ کے بعد ملیں گے اور روپیہ بک رہا ہے کلکتہ اور بمبئی میں اس قسم کی بیعیں ہزاروں ہوتی رہتی ہیں خیر اور چیزوں میں جو کھانے کی نہیں ہیں اس قسم کی بیع مختلف فیہ ہے لیکن اناج اور غلہ میں تو صحیح احادیث ممانعت میں وارد ہیں۔ ۱۲ منہ

۳۴۳- حَدَّثَنِي أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ۔

مجھ سے ابو الولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عبد اللہ بن دینار نے کہا میں نے ابن عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اناج خریدے وہ جب تک اس پر قبضہ نہ کر لے اس کو نہ بیچے۔

۳۴۴- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: كَانَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ يُحَدِّثُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ عِنْدَهُ صَرْفٌ؟ فَقَالَ طَلْحَةُ: أَنَا حَتَّى يَجِيءَ خَازِنُنَا مِنَ الْغَابَةِ، قَالَ سُفْيَانُ: هُوَ الَّذِي حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ لَيْسَ فِيهِ زِيَادَةٌ، فَقَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ: أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُخْبِرُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا

ہم سے علی بن مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے ان سے عمرو بن دینار بیان کرتے تھے انہوں نے زہری سے انہوں نے مالک بن اوس سے، انہوں نے پوچھا کسی کے پاس روپیہ اشرفیاں ہیں بدلنے کو طلحہ نے کہا میرے پاس ہیں ہمارے خزانچی کو آنے دو جو غابہ میں گیا ہے سفیان نے کہا عمرو نے جیسے زہری سے روایت کی ویسی ہی ہم کو بھی زہری سے یاد ہے اس میں کوئی بات زیادہ نہیں ہے خیر زہری نے کہا مجھ کو مالک بن اوس نے خبر دی انہوں نے حضرت عمرؓ سے سنا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے تھے آپ نے فرمایا سونے کا سونے کے بدل بیچنا بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ (نقدا نقد) اور گیہوں کا

هَاءَ وَهَاءَ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ۔

گیہوں کے بدل بیچنا بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور جو کا جو کے بدل بیچنا بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ [۲]

[۱] غابہ ایک مقام ہے مدینہ منورہ کے قریب جہاں کے درخت سے منبر نبوی بنایا گیا تھا ۱۲ منہ [۲] حدیث سے یہ نکلا کہ جو اور گیہوں علیحدہ علیحدہ قسمیں ہیں۔ شافعیؒ اور ابو حنیفہؒ اور امام احمد اور اہل حدیث کا یہی قول ہے اور مالک اور لیث کہتے ہیں وہ دونوں ایک ہی قسم ہیں ان کے نزدیک جو کو بھی گیہوں کے بدل ادھار نہیں بیچ سکتے۔ اسی طرح جوار الگ قسم ہے چاول الگ قسم ہیں اور اس حدیث کی بحث انشاءاللہ آگے آئے گی ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ، وَبَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ۔

باب:۔ اناج کا قبضے سے پہلے بیچنا یا اس چیز کا بیچنا جو اپنے پاس نہیں کیسا ہے [۱]

[۱] باب کی حدیثوں میں اس چیز کی بیع کی ممانعت نہیں ہے جو بائع کے پاس نہ ہو اور شاید امام بخاری نے اس کو نکال لیا اس طرح پر کہ جب قبضے سے پہلے بیچنا درست نہ ہوا تو جو چیز اپنے پاس نہ ہو اس کا بھی بیچنا درست نہ ہوگا اور اس باب میں ایک صریح حدیث مروی ہے جس کو اصحاب سنن نے حکیم بن حزام سے نکالا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اس چیز کو مت بیچ جو تیرے پاس نہ ہو اور شاید یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر نہ ہوگی اس وجہ سے اس کو لا نہ سکے۔ ۱۲ منہ

۳۴۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: الَّذِي حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: أَمَّا الَّذِي نَهَى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ الطَّعَامُ أَنْ يُبَاعَ حَتَّى يُقْبَضَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَلَا أَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا مِثْلَهُ۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم نے عمرو بن دینار سے یاد رکھا وہ یہ ہے کہ انہوں نے طاؤس سے سنا انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بیع سے منع کیا وہ غلہ کی بیع ہے قبضے سے پہلے ابن عباسؓ نے کہا میں تو ہر چیز کو ایسا ہی سمجھتا ہوں یعنے اس کی قبضے سے پہلے درست نہیں ہے [۱]

[۱] یہ ابن عباسؓ کا اجتہاد ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر حکیم بن حزام کی حدیث کہ کسی چیز کو مت بیچ

جب تک اس پر قبضہ نہ کرلے اس کو بیہقی نے نکالا اور اس کا اسناد حسن ہے متصل شافعیہ کا یہی مذہب ہے کہ وہ کسی چیز کی بیع قبضے سے پہلے جائز نہیں سمجھتے اناج ہو یا اور کوئی چیز منقول ہو یا غیر منقول اور ابو حنیفہؒ کہتے ہیں منقول کی درست نہیں غیر منقول کی درست ہے اور امام مالک کہتے ہیں صرف کھانے اور اناج کی بیع قبضے سے پہلے درست نہیں اور چیزوں کی درست ہے اور امام احمد کہتے ہیں جو چیز ماپ کر یا تول کر بکتی ہے اس کی بیع قبضے سے پہلے درست نہیں اور چیزوں کی درست ہے۔ ۱۲ منہ

٣٤٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ، زَادَ إِسْمَاعِيلُ: فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اناج خریدے وہ جب تک اس پر قبضہ نہ کرلے اس کو نہ بیچے اسمٰعیل نے اپنی روایت میں یستوفیہ کے بدل یقبضہ کہا۔

بَابُ مَنْ رَأَى إِذَا اشْتَرَى طَعَامًا جِزَافًا أَنْ لَا يَبِيعَهُ حَتَّى يُؤْوِيَهُ إِلَى رَحْلِهِ، وَالْأَدَبِ فِي ذٰلِكَ۔

باب:۔ جو شخص غلہ کا ڈھیر بن ماپے تولے خریدے وہ جب تک اس کو اپنے ٹھکانے نہ لائے اور کسی کے ہاتھ نہ بیچے اور اس کے خلاف کرنے والے کی سزا۔

٣٤٧- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ النَّاسَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَاعُونَ جِزَافًا، يَعْنِي الطَّعَامَ، يُضْرَبُونَ أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِمْ حَتَّى يُؤْوُوهُ إِلَى رِحَالِهِمْ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو سالم بن عبداللہ نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیکھا لوگوں کو اس پر تنبیہ کی جاتی جب وہ غلہ کا ڈھیر خرید کر کے اپنے ٹھکانے پر لانے سے پہلے اس کو نہ بیچ ڈالتے [1]

[1] اس حدیث سے یہ نکلا کہ حاکم اسلام بیع فاسد پر سزا دے سکتا ہے۔ امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ جو چیز اندازے سے بن ماپ تول خریدی جائے اس کو قبضے سے پہلے بیچ سکتا ہے۔ اوزاعی اور اسحاق سے بھی ایسا ہی منقول ہے اس

اس حدیث سے ان کا رد ہوتا ہے ۱۲ منہ

بَابٌ إِذَا اشْتَرَى مَتَاعًا أَوْ دَابَّةً فَوَضَعَهُ عِنْدَ الْبَائِعِ أَوْ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: مَا أَدْرَكَتِ الصَّفْقَةُ حَيًّا مَجْمُوعًا فَهُوَ مِنَ الْمُبْتَاعِ۔

باب۔ اگر کسی شخص نے کچھ اسباب یا ایک جانور خریدا اور اس کو بائع ہی کے پاس رکھوا دیا وہ اسباب تلف ہو گیا یا جانور مر گیا اور ابھی مشتری نے اس پر قبضہ نہیں کیا تھا اور ابن عمرؓ نے کہا بیع کے وقت جو مال زندہ تھا اور بیع میں شریک تھا وہ اگر تلف ہو گیا تو خریدار پر پڑیگا۔ بائع اس کا تاوان نہ دیگا۔

لہ اس کو طحاوی اور دار قطنی نے وصل کیا مگر اس میں مجموعا کا لفظ نہیں ہے ۱۲ منہ

۳۴۸- حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَقَلَّ يَوْمٌ كَانَ يَأْتِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا يَأْتِي فِيهِ بَيْتَ أَبِي بَكْرٍ أَحَدَ طَرَفَيِ النَّهَارِ، فَلَمَّا أُذِنَ لَهُ فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْمَدِينَةِ لَمْ يَرُعْنَا إِلَّا وَقَدْ أَتَانَا ظُهْرًا فَخُبِّرَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ: مَا جَاءَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا لِأَمْرٍ حَدَثَ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ، أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّمَا هُمَا ابْنَتَايَ، يَعْنِي عَائِشَةَ، وَأَسْمَاءَ، قَالَ: أَشَعَرْتَ أَنَّهُ قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ، قَالَ: الصُّحْبَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: الصُّحْبَةَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ عِنْدِي نَاقَتَيْنِ أَعْدَدْتُهُمَا لِلْخُرُوجِ فَخُذْ

ہم سے فروہ بن ابی المغرأ نے بیان کیا کہا ہم کو علی بن مسہر نے خبر دی انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا کوئی دن کم گزرتا کہ آپ صبح یا شام ابو بکرؓ کے گھر میں نہ آتے جب آپ کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم مل گیا تو ہم اسی وقت گھبرائے جب آپ ظہر کے وقت تشریف لائے لہ ابو بکرؓ کو اطلاع دی گئی تو وہ کہنے لگے اس وقت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں تو کوئی نئی بات ضرور ہوئی ہے خیر جب آپ ابو بکرؓ کے پاس گئے تو فرمایا یہاں جو لوگ ہوں ان سے کہو باہر جائیں ابو بکرؓ نے کہا یا رسول اللہ یہاں کوئی غیر آدمی نہیں ہے میری دو بیٹیاں ہیں عائشہؓ اور اسماءؓ آپ نے فرمایا تم کو معلوم ہے مجھ کو ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔ ابو بکرؓ نے کہا میں بھی آپ کے ساتھ ہی چلوں گا آپ نے فرمایا میں بھی چاہتا ہوں تم کو ساتھ لوں ابو بکرؓ نے کہا میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں جن کو میں نے پہلے ہی سفر کیلئے تیار رکھا ہے

إِحْدَاهُمَا، قَالَ: قَدْ أَخَذْتُهَا بِالثَّمَنِ۔

ایک آپ لے لیجیے آپ نے فرمایا میں نے قیمت سے لی[1]

[1] کیونکہ اس وقت آپ کا تشریف لانا خلاف معمول تھا آپ کے آنے کا وقت صبح تھا یا شام ۱۲ منہ

[1] حدیث سے یہ نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیقؓ سے اونٹنی مول لے کر انہی کے پاس رکھوا دی تو باب کا مطلب کہ کوئی چیز خرید کر کے بائع کے پاس رکھوا دینا اس سے ثابت ہوا۔ ۱۲ منہ

بَابٌ لَا يَبِيعُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلَا يَسُومُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ حَتَّى يَأْذَنَ لَهُ أَوْ يَتْرُكَ۔

باب: دوسرا مسلمان بھائی بیع کر رہا ہو تو اس پر خود بیع نہ کرے اسی طرح دوسرے مسلمان بھائی کے مول پر خود مول نہ کرے جب تک وہ اجازت نہ دے یا چھوڑ نہ دے[1]

[1] یعنے پہلا بائع اگر اجازت دے تو تم بھی اپنا مال اس خریدار کو بتلاؤ بیچو تو بیچنا درست ہے اسی طرح اگر پہلا خریدار اس چیز کو چھوڑ کر چلا جائے یا نہ خریدے تو دوسرے کو اس کا خریدنا درست ہے ورنہ حرام ہے امام اوزاعی نے کہا یہ امر مسلمان بھائی کے لیے خاص ہے اور جمہور نے اس کو عام رکھا ہے کیونکہ یہ امر اخلاق سے بعید ہے کہ ایک شخص اپنا مال بیچ رہا ہے یا کوئی شخص کچھ خرید رہا ہے ہم بیچ میں جا کودیں اور اس کا فائدہ نہ ہونے دیں۔ ۱۲ منہ

۳۴۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ۔

ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے۔

۳۵۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ،

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے زہری نے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہر والا باہر والے کا مال نہ بیچے[1] اور دھوکا دینے کے لیے قیمت مت بڑھاؤ اور کوئی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کے پیام پر پیام دے اور کوئی

وَلَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَكْفَأَ مَا فِي إِنَائِهَا۔

عورت اپنی مسلمان بہن سوکن کو طلاق نہ دلوائے اس نیت سے کہ اس کے منہ کا نوالہ اپنے منہ میں پڑ جائے۔

لے یعنے باہر والے جو غلہ یا اشیا باہر سے لاتے ہیں وہ اکثر بستی والے کے ہاتھ سستا بیچ کر اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں اب کوئی شہر والا ان کو بہکائے کہ ابھی نہ بیچو یہ مال میرے سپرد کر دو میں اس کو مہنگا بیچ دوں گا تو اس سے منع فرمایا کیونکہ یہ بستی والوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ الْمُزَايَدَةِ، وَقَالَ عَطَاءٌ: أَدْرَكْتُ النَّاسَ لَا يَرَوْنَ بَأْسًا بَيْعَ الْمَغَانِمِ فِيمَنْ يَزِيدُ۔

باب:۔ نیلام (ہراج) کے بیان میں اور عطاء بن ابی رباح نے کہا میں نے تو لوگوں کو دیکھا وہ لوٹ کے مال نیلام کرنے میں کوئی برائی نہیں سمجھتے تھے لے

لے اس کو ابو بکرؓ بن ابی شیبہ نے وصل کیا اور لوٹ کے مال پر ہر مال کو قیاس کیا ہے اس کا نیلام کرنا درست ہے۔ ۱۲ منہ

۳۵۱۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ الْمُكْتِبُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ، فَاحْتَاجَ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي؟ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بِكَذَا وَكَذَا، فَدَفَعَهُ إِلَيْهِ۔

ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو منشی حسین نے انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے انہوں نے جابرؓ بن عبد اللہ سے انہوں نے کہا ایک شخص نے اپنے ایک غلام کو اپنے مرے بعد آزاد کر دیا پھر وہ مفلس ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلام کو لیا اور فرمایا اس کو کون خریدتا ہے مجھ سے۔ نعیم بن عبد اللہ نے اس کو اتنے اتنے روپوں پر خرید لیا آپ نے وہ غلام ان کے حوالے کر دیا لے

لے نعیم بن عبد اللہ نے آٹھ سو درم پر لیا۔ جب آپ نے فرمایا کون اس کو خریدتا ہے تو یہ نیلام ہی ہوا اور اسمٰعیل کا اعتراض دفع ہو گیا کہ حدیث سے نیلام ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس میں یہ نہیں ہے کہ لوگوں نے مول بڑھانا شروع کیا اور مدبر کی بیع کا جواز نکلا امام شافعی اور ہمارے امام احمد بن حنبل کا یہی قول ہے لیکن امام ابو حنیفہؒ اور امام مالک کے نزدیک مدبر کی بیع درست نہیں ہے اور اس کی بحث ان شاء اللہ آگے آئے گی۔ ۱۲ منہ ۲ے بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے آپ نے وہ روپیہ غلام کے مالک کو دے دیئے عینی نے یوں کیا آپ نے وہ روپے نعیم کو دے دیئے یہ صریح سہو ہے

بَابُ النَّجْشِ، وَمَنْ قَالَ: لَا يَجُوزُ ذَلِكَ الْبَيْعُ، وَقَالَ ابْنُ أَبِي أَوْفَى: النَّاجِشُ آكِلُ رِبًا خَائِنٌ، وَهُوَ خِدَاعٌ بَاطِلٌ لَا يَحِلُّ، قَالَ: النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْخَدِيعَةُ فِي النَّارِ، وَمَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ.

باب: نجش یعنی دھوکا دینے کے لیے قیمت بڑھانا کیسا ہے۔ اور بعضوں نے کہا[1] یہ بیع درست نہیں اور ابن ابی اوفی نے کہا نجش کرنے والا چور ہے سود خوار ہے اور نجش فریب ہے خلاف شرع بالکل درست نہیں[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[3] فریب دوزخ میں لے جائے گا اور جو کوئی ایسا کام کرے جس کا حکم ہم نے نہیں دیا تو وہ مردود ہے[4]

[1] ہمارے امام احمد بن حنبل کا یہی قول ہے اور مالکیہ کے نزدیک بیع تو صحیح ہو جائے گی لیکن مشتری کو پھیر دینے کا اختیار رہے گا اور حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک بیع صحیح ہے لیکن گناہ ہے۔ ۱۲ منہ [2] اس کو خود مؤلف نے کتاب الشہادت میں وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو ابن عدی نے کامل میں وصل کیا ۱۲ منہ [4] یہ حدیث آگے کتاب الصلح میں موصولاً آئے گی ۱۲ منہ

۳۵۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّجْشِ.

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجش سے منع فرمایا۔

بَابُ بَيْعِ الْغَرَرِ وَحَبَلِ الْحَبَلَةِ.

باب: دھوکے کی بیع اور حمل کے حمل کی بیع کا بیان[1]۔

[1] دھوکے کی بیع یہ ہے کہ مثلاً پرندہ ہوا میں اڑ رہا ہے یا مچھلی دریا میں جا رہی ہے یا ہرن جنگل میں بھاگ رہا ہے اس کو پکڑنے سے پہلے بیچ ڈالے اسی طرح اس غلام یا لونڈی کو جو بھاگ گیا ہو اور اسی طرح میں داخل ہے بیع معدوم اور مجہول اور جس کی تسلیم پر قدرت نہیں اور حبل الحبلہ کی بیع جاہلیت میں مروج تھی اس کی تفسیر آگے خود حدیث میں آتی ہے۔ باب کی حدیث میں دھوکے کی بیع کا ذکر نہیں ہے مگر امام بخاری نے حبل الحبلہ کی ممانعت سے نکال لیا کس لیے کہ وہ بھی ایک دھوکے کی قسم ہے ممکن ہے کہ اونٹنی نہ جنے یا اس کا بچہ جو پیدا ہو وہ نہ جنے شاید امام بخاری نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا جس میں امام احمد نے ابن مسعود اور ابن عمرؓ سے اور مسلم نے ابو ہریرہؓ سے اور ابن ماجہ نے ابن عباسؓ سے اور طبرانی نے سہل سے روایت کی اس میں صاف یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دھوکے کی بیع سے منع فرمایا ۱۲ منہ

۳۵۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ، وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْجَزُورَ إِلَى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تُنْتَجَ الَّتِي فِي بَطْنِهَا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حبل الحبلہ کی بیع سے منع فرمایا اور وہ ایک بیع تھی جو جاہلیت کے زمانے میں رائج تھی ایک شخص ایک اونٹ یا اونٹنی کو خریدتا اور قیمت دینے کی میعاد یہ مقرر کرتا کہ ایک اونٹنی جنے پھر اس کے پیٹ کی اونٹنی بڑی ہو کر جنے[1]

[1] بعضوں نے حبل الحبلہ کی تفسیر یہ کی ہے کہ کسی اونٹنی کے حمل کے حمل کو فی الحال بیچ ڈالے مثلاً یوں کہے کہ اونٹنی کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کے پیٹ کے بچے کو میں نے تیرے ہاتھ بیچا یہ بھی منع ہے اس لیے کہ وہ معدوم اور مجہول کی بیع ہے اور داخل ہے بیع غرر یعنے دھوکے کی بیع میں۔ ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ الْمُلَامَسَةِ، قَالَ أَنَسٌ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ۔

باب: بیع ملامسہ کا بیان اور انسؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے[1]

[1] اس کو خود امام بخاری نے آگے چل کر وصل کیا اور ملامسہ کی تفسیر آگے خود حدیث میں آتی ہے۔ ۱۲ منہ

۳۵۴- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُنَابَذَةِ، وَهِيَ طَرْحُ الرَّجُلِ ثَوْبَهُ بِالْبَيْعِ إِلَى الرَّجُلِ قَبْلَ أَنْ يُقَلِّبَهُ أَوْ يَنْظُرَ إِلَيْهِ، وَنَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ، وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الثَّوْبِ لَا يَنْظُرُ

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عقیل نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو عامر بن سعد نے خبر دی ان کو ابوسعید خدریؓ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع منابذہ سے منع فرمایا وہ یہ ہے کہ آدمی جو کپڑا بیچتا ہے اس کو خریدار کی طرف پھینک دے اور وہ الٹ کر اس کو نہ دیکھے یوں ہی لے لے (کیونکہ یہی شرط ہوئی تھی) اور آپ نے بیع ملامسہ سے بھی منع فرمایا وہ یہ ہے کہ جب خریدار کپڑے کو ہاتھ لگادے اس کو

إِلَيْهِ۔

دیکھے نہ تو بیع پوری ہو گئی۔

۳۵۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى عَنْ لِبْسَتَيْنِ، أَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ ثُمَّ يَرْفَعُهُ عَلَى مَنْكِبِهِ، وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ: اللِّمَاسِ وَالنِّبَاذِ۔

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب نے کہا ہم سے ایوب نے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا دو طرح کے لباس منع ہیں ایک یہ کہ آدمی ایک ہی کپڑے میں گوٹھ مار کر بیٹھے پھر اس کو کاندھے پر ڈال لے (شرم گاہ کھلی رہے) اور دو بیعیں منع ہیں ایک ملامسہ دوسری بیع منابذہ[1]

[1] اس روایت میں دوسرے لباس کا ذکر نہیں کیا وہ اشتمال صماء ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے یعنے ایک ہی کپڑا سارے بدن پر اس طرح لپیٹ لینا کہ ہاتھ وغیرہ کچھ باہر نہ نکل سکیں نسائی کی روایت میں بیع ملامسہ کی تفسیر یوں مذکور ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے کہے میں اپنا کپڑا تیرے کپڑے کے عوض بیچتا ہوں اور کوئی دوسرے کا کپڑا نہ دیکھے صرف چھوئے اور بیع منابذہ یہ ہے کہ بائع اور مشتری میں یہ ٹھہرے کہ جو میرے پاس ہے وہ تیری طرف پھینک دوں گا اور جو تیرے پاس ہے وہ میری طرف پھینک دے بس اسی شرط پر بیع ہو جائے اور کسی کو معلوم نہ ہو کہ دوسرے کے پاس کتنا اور کیسا مال ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ الْمُنَابَذَةِ، وَقَالَ أَنَسٌ: نَهَى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب: بیع منابذہ کے بیان میں اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا[1]

[1] اس کو خود امام بخاری نے آگے چل کر وصل کیا ہے۔ ۱۲ منہ

۳۵۶- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے انہوں نے ابوالزناد سے ان دونوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا۔

۳۵۷- حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ، الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ۔

ہم سے عیاش بن ولید بصری نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالاعلیٰ ابن عبدالاعلیٰ نے کہا ہم سے معمر نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عطاء بن یزید سے انہوں نے ابو سعیدؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لباسوں سے منع فرمایا اور دو بیعوں سے بیع ملامسہ اور بیع منابذہ سے۔

بَابُ النَّهْيِ لِلْبَائِعِ أَنْ لَا يُحَفِّلَ الْإِبِلَ وَالْبَقَرَ وَالْغَنَمَ وَكُلَّ مُحَفَّلَةٍ، وَالْمُصَرَّاةُ الَّتِي صُرِّيَ لَبَنُهَا وَحُقِنَ فِيهِ وَجُمِعَ فَلَمْ يُحْلَبْ أَيَّامًا، وَأَصْلُ التَّصْرِيَةِ: حَبْسُ الْمَاءِ، يُقَالُ مِنْهُ صَرَّيْتُ الْمَاءَ: إِذَا حَبَسْتُهُ۔

باب: اونٹ یا بکری یا گائے کے تھن میں دودھ جمع کر رکھنا بائع کو منع ہے اسی طرح ہر جاندار کے تھن میں اور مُصرّاۃ وہ جانور ہے جس کے تھن میں دودھ روک لیا گیا ہو اور بند کر دیا گیا ہو اکھٹا کیا گیا ہو کئی دن دوہا نہ گیا ہو اصل میں تصریہ کہتے ہیں پانی روکنے کو اسی سے ہے صرّیت الماء یعنے میں نے پانی روک رکھا۔

لہ مثلاً لونڈی ہو یا گدھی ان کے دودھ کے بدل ایک صاع نہ دیا جائے گا اور حنابلہ نے گدھی کے دودھ کا بدلہ دینا لازم نہیں رکھا لیکن لونڈی میں انہوں نے اختلاف کیا اور جمہور اہل علم صحابہ اور تابعین اور مجتہدین نے باب کی حدیث پر عمل کیا ہے کہ ایسی صورت میں مشتری چاہے تو وہ جانور پھیر دے اور ایک صاع کھجور کا دودھ کے بدل دیدے خواہ بہت ہوا ہو یا کم اور حنفیہ نے قیاس پر عمل کر کے اس صحیح حدیث کے خلاف کیا ہے اور کہتے کیا ہیں کہ ابو ہریرہؓ فقیہ نہ تھے اس لیے ان کی روایت قیاس کے خلاف قبول نہیں ہو سکتی اور یہ کھلی وصینگا مشتی ہے۔ ابو ہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم نقل فرمایا ہے جس کا اتباع لازم ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ سے جن کو حنفی فقہ اور اجتہاد میں امام مانتے ہیں ان سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور شاید حنفیہ کو الزام دینے کے لیے امام بخاری نے اس کے بعد عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت نقل کی ہے اور خود حنفیہ نے بہت سے مقاموں پر حدیث سے قیاس جلی کو ترک کیا ہے جیسے وضو یا نبیذ اور قہقہہ میں پھر یہاں ترک کیوں نہیں کرتے اور امام ابن قیم نے بہت تشنیع کی ہے حنفیہ پر بوجہ ترک کرنے اس حدیث کے۔ ۱۲ منہ

۳۵۸- حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے جعفر بن ربیعہ سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے انہوں نے کہا ابو ہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ، فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدُ فَإِنَّهُ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَيْنَ إِنْ يَحْتَلِبَهَا، إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعَ تَمْرٍ، وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ وَمُجَاهِدٍ وَالْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ وَمُوسَى ابْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَاعَ تَمْرٍ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ وَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثًا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ: صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ ثَلَاثًا، وَالتَّمْرُ أَكْثَرُ۔

سے روایت کی آپ نے فرمایا اونٹ اور بکری کا دودھ تھن میں روک کر نہ رکھو اگر کوئی ایسا جانور (دھوکے میں آن کر) مول لے تو اس کو دودھ دوہنے کے بعد دو باتوں میں سے جو بھلی معلوم ہو وہ کرے اگر چاہے تو رکھ لے چاہے پھیر دے اور ایک صاع کھجور (دودھ کا بدل دیدے) اور ابو صالح[1] اور مجاہد اور ولید بن رباح اور موسیٰ بن یسار نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کھجور کا ایک صاع نقل کیا ہے اور بعضوں نے[2] ابن سیرین سے ایک صاع اناج نقل کیا ہے[3] اور کہا ہے کہ خریدار کو تین دن تک اختیار ہوگا اور بعضوں نے[4] ابن سیرین سے ایک صاع کھجور کا نقل کیا ہے اور تین دن تک اختیار ہونے کا ذکر نہیں کیا اور ایک صاع کھجور اکثر لوگوں نے روایت کیا ہے۔

[1] ابو صالح کی روایت کو امام مسلم نے اور مجاہد کی روایت کو بزار اور طبرانی نے معجم اوسط میں اور ولید کی روایت کو احمد بن منیع نے اپنی مسند میں اور موسیٰ بن یسار کی روایت کو امام مسلم نے اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] یعنے قرہ نے اس کو امام نے نکالا ۱۲ منہ [3] امام زفرؒ نے کہا ایک صاع کھجور دے یا آدھا صاع گیہوں اور ابن ابی لیلیٰ اور ابو یوسفؒ نے ایک صاع کھجور کی قیمت بھی دینا جائز رکھا ہے ۱۲ منہ [4] یعنے ایوب سختیانی نے اس کو بھی امام مسلم نے نکالا ۱۲ منہ

۳۵۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَنِ اشْتَرَى شَاةً مُحَفَّلَةً فَرَدَّهَا فَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُلَقَّى الْبُيُوعُ۔

ہم سے مسدد نے بیان کہا ہم سے معتمر نے کہا میں نے اپنے باپ (سلیمان) سے سنا وہ کہتے تھے ہم سے ابو عثمان نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے انہوں نے کہا جو کوئی ایسی بکری خریدے جس کے تھن میں دودھ روکا گیا ہو وہ اس کو پھیر سکتا ہے اور ایک صاع کھجور کا اس کے ساتھ دیدے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بستی سے آگے بڑھ کر مال لانے والوں سے خریدنا منع کیا ہے۔

۳۶۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ:

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لاَ تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ، وَلاَ يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلاَ تَنَاجَشُوا، وَلاَ يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلاَ تُصَرُّوا الغَنَمَ، وَمَنِ ابْتَاعَهَا فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْتَلِبَهَا، إِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ۔

مالک نے خبر دی انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قافلہ والوں سے (جو مال بیچنے کو لائیں) آگے جاکر نہ ملو اور کوئی تم میں سے ایک دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے اور نجش بھی مت کرو اور بستی والا باہر والے کا مال (روک کر) نہ بیچے اور بکریوں کا دودھ تھن میں اکٹھا مت کرو اور جو کوئی ایسی بکری (دھوکے میں آن کر) مول لے اس کو دودھ دوہنے کے بعد دو میں سے ایک بات کرنے کا اختیار ہوگا چاہے تو اس کو رہنے دے چاہے تو پھیر دے اور ایک صاع کھجور دیدے۔

لہ اس کا بیان آگے ایک باب میں آئے گا اور نجش کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ ۱۲ منہ

بَابٌ: إِنْ شَاءَ رَدَّ المُصَرَّاةَ وَفِي حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ۔

باب۔ اگر خریدار چاہے تو مصراۃ بکری پھیر دے اور دودھ کے عوض ایک صاع کھجور دیدے۔

۳۶۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا المَكِّيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زِيَادٌ: أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ اشْتَرَى غَنَمًا مُصَرَّاةً فَاحْتَلَبَهَا فَإِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ سَخِطَهَا فَفِي حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ۔

ہم سے محمد بن عمرو نے بیان کیا کہا ہم سے مکی بن ابراہیم نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی کہا مجھ کو زیاد خراسانی نے ان سے ثابت بن عیاض نے جو عبدالرحمن بن زید کے غلام تھے انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ایسی بکری خریدے جس کے تھن میں دودھ اکٹھا کیا گیا ہو پھر اس کا دودھ دوہے تو اس کو اختیار ہے چاہے تو رہنے دے اور جو نہ چاہے تو پھیر دے دودھ کے بدل ایک صاع کھجور دیدے [1]

لہ یعنی ہر بکری کے دودھ کے بدل ایک صاع کھجور دے اور بعضوں نے کہا کہ اگر ہزار بکریاں بھی ایسی خریدے تو سب کے دودھ کا بدل ایک صاع کافی ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ الْعَبْدِ الزَّانِي، وَقَالَ شُرَيْحٌ: إِنْ شَاءَ رَدَّ مِنَ الزِّنَا.

باب: زانی غلام کی بیع کرنا کیسا ہے؟ اور شریح نے کہا خریدار ایسے غلام لونڈی کو پھیر سکتا ہے[1]۔

[1] کیونکہ یہ بھی ایک عیب ہے شریح کی روایت کو سعید بن منصور نے وصل کیا باب کی حدیث میں گو غلام کا ذکر نہیں ہے مگر امام بخاری نے غلام کو لونڈی پر قیاس کیا اور حنفیہ کے نزدیک لونڈی زنا کے عیب سے پھیری جا سکتی ہے لیکن غلام نہیں پھیرا جا سکتا۔ ۱۲ منہ

۳۶۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا زَنَتِ الأَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ، ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ.

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے کہا مجھ سے سعید مقبری نے انہوں نے اپنے باپ کیسان سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب لونڈی کا زنا کھل جائے (ثابت ہو جائے) تو اس کا مالک اس کو کوڑے لگائے پھر نہ جھڑکے[1] اگر پھر زنا کرائے پھر کوڑے لگائے پھر نہ جھڑکے اگر پھر تیسری بار زنا کرائے تو اس کو بیچ ڈالے گو ایک بالوں کی رسی ہی کے بدل۔

[1] یعنے حد لگانے کے بعد پھر جھڑکے اور ملامت نہ کرے کیونکہ قصور کی سزا مل چکی خطابی نے کہا ترجمہ یوں ہے اس کو کوڑے لگائے اور صرف جھڑکی پر اکتفا نہ کرے۔ ۱۲ منہ

۳۶۳- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصِنْ قَالَ: إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ

ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ اور زید بن خالد سے، دونوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا لونڈی اگر محصنہ (یعنے بیاہی ہوئی) نہ ہو اور وہ زنا کرے تو کیا کرنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا اس کو کوڑے مارو اگر پھر زنا کرے پھر کوڑے مارو اگر پھر زنا کرے

فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَبِيعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: لَا أَدْرِي أَبَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ.

تو اس کو بیچ ڈالو ایک رسی ہی کے بدل سہی ابن شہاب نے کہا مجھے یاد نہیں آپ نے تیسری بار کے بعد بیچنے کا حکم دیا یا چوتھی بار کے بعد۔

لہ ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگر لونڈی محصنہ ہو تو اس کو سنگسار کریں حالانکہ لونڈی غلام پر بالاجماع رجم نہیں ہے کیونکہ خود قرآن میں صاف حکم موجود ہے فاذا احصن فان اتین بفاحشۃ فعلیھن نصف ما علی المحصنات من العذاب اور رجم کا نصف نہیں ہو سکتا تو کوڑوں کا نصف مراد ہوگا یعنے پچاس کوڑے مارو بعضوں نے کہا حدیث کا ترجمہ یوں ہے اگر لونڈی اپنے تئیں زنا سے نہ بچائے اور زنا کرائے۔ ۱۲ منہ

بَابُ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ مَعَ النِّسَاءِ۔

باب: عورتوں سے خرید و فروخت کرنا

۳۶۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اشْتَرِي وَأَعْتِقِي فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ، ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَشِيِّ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: مَا بَالُ أُنَاسٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ؟ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ، شَرْطُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ۔

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں نے آپؐ سے بریرہ کے خریدنے کا ذکر کیا آپ نے فرمایا تو اس کو خرید کر آزاد کر دے ترکہ اسی کو ملتا ہے جو آزاد کر دے پھر شام کو آپ نے (منبر پر خطبہ سنانے کو) کھڑے ہوئے پہلے جیسے چاہیئے اللہ کی تعریف کی پھر فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے وہ شرطیں لگاتے ہیں جن کا اللہ نے حکم نہیں دیا جو شخص ایسی شرطیں لگائے جن کا اللہ نے حکم نہیں دیا وہ لغو ہیں گو یا سو بار شرطیں لگائے اللہ نے جو شرط لگائی وہی مضبوط اور پائیدار ہے لہ

لہ اسی کا اعتبار ہے اور حدیث میں جو شرطیں پیغمبر نے بیان فرمائیں وہ بھی اللہ ہی کی لگائی ہوئی ہیں کیونکہ جو کچھ حدیث میں ہے وہ بھی اللہ ہی کا حکم ہے یہ خطبہ آپ نے اس وقت سنایا جب بریرہؓ کے مالک حضرت عائشہؓ سے یہ شرط لگاتے تھے کہ ہم بریرہؓ کو اس شرط پر بیچتے ہیں کہ اس کا ترکہ ہم لیں گے۔ ۱۲ منہ

۳۶۵۔ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ أَبِي عَبَّادٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَاوَمَتْ بَرِيرَةَ فَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَلَمَّا جَاءَ قَالَتْ إِنَّهُمْ أَبَوْا أَنْ يَبِيعُوهَا إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطُوا الْوَلَاءَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ، قُلْتُ لِنَافِعٍ: حُرًّا كَانَ زَوْجُهَا أَوْ عَبْدًا؟ فَقَالَ: مَا يُدْرِينِي؟

ہم سے حسان بن ابی عباد نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام نے کہا میں نے نافع سے سُنا وہ عبداللہ بن عمر رضہ سے نقل کرتے تھے کہ حضرت عائشہؓ نے بریرہ کا نرخ اس کے مالکوں سے چکایا[1] پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے جب لوٹ کر آئے تو حضرت عائشہؓ نے آپ سے کہا بریرہ کے مالک نہیں مانتے وہ کہتے ہیں اس کا ترکہ تو ہم لیں گے آپ نے فرمایا ترکہ تو اسی کو ملے گا جو آزاد کرے ہمام نے کہا میں نے نافع سے پوچھا بریرہؓ کا خاوند آزاد تھا یا غلام انہوں نے کہا میں نہیں جانتا۔

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ عورتوں سے خرید و فروخت کرنے کا جواز نکلا۔ ۱۲ منہ

بَابٌ هَلْ يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِغَيْرِ أَجْرٍ؟ وَهَلْ يُعِينُهُ أَوْ يَنْصَحُهُ؟ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا اسْتَنْصَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيَنْصَحْ لَهُ، وَرَخَّصَ فِيهِ عَطَاءٌ۔

باب:۔ کیا بستی والا باہر والے کا مال بن اجرت کے بیچ سکتا ہے؟ کیا اس کی مدد یا اس کو نصیحت کر سکتا ہے؟[1] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[2] جب کوئی اپنے بھائی سے صلاح خیر چاہے تو اس کو اچھی صلاح دے اور عطاؒ نے کہا اس میں کوئی قباحت نہیں[3]

[1] امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ حدیث میں جو ممانعت آئی ہے کہ بستی والا باہر والے کا مال نہ بیچے اس کا یہ مطلب ہے کہ اس سے اجرت لے کر بیچے اگر بطور مدد اور خیر خواہی کے اس کا مال بیچ دے تو وہ منع نہیں ہے کیونکہ دوسری حدیثوں میں مسلمانوں کی امداد اور خیر خواہی کرنے کا حکم ہے۔ ۱۲ منہ [2] اس کو امام احمد اور بیہقی نے جابر رضہ سے نقل کیا۔ ۱۲ منہ [3] یعنے عطاؒ ابن ابی رباح نے اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا۔ ۱۲ منہ

۳۶۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عُیَیْنہ نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے جریر بن عبداللہ بجلی سے انہوں نے

يَقُولُ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان باتوں پر بیعت کی کہ گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بیشک محمد اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور نماز درستی سے ادا کرتا رہوں گا اور زکوٰۃ دیا کروں گا اور حاکم اسلام کا حکم سنوں گا اور مانوں گا اور ہر مسلمان کا خیرخواہ رہوں گا [1]

[1] یہ حدیث اوپر کتاب الایمان میں گزر چکی ہے یہاں امام بخاری نے اس سے یہ نکالا کہ جب ہر مسلمان کی خیر خواہی کا اس میں حکم ہے تو اگر بستی والا باہر والے کا مال بلا معاوضہ بیچ دے اس کی خیر خواہی کرے تو ثواب ہوگا نہ گناہ۔ اب اس حدیث کی تاویل یہ ہوگی کہ جس میں اس کی ممانعت ہے وہ اس صورت میں ہے جب اجرت لے کر ایسا کرے اور بستی والوں کو نقصان پہنچائے اور اپنا فائدہ کرنے کی نیت ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ۱۲ منہ

---

۳۶۷ - حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا قَوْلُهُ: لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ؟ قَالَ: لَا يَكُونُ لَهُ سِمْسَارًا۔

ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد نے کہا ہم سے معمر نے انہوں نے عبداللہ بن طاؤس سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قافلہ سواروں سے (جو غلہ لے کر آئیں) آگے جا کر نہ ملو ان کو بستی میں آنے دو اور بستی والا باہر والے کا مال نہ بیچے طاؤس نے کہا میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا اس کا مطلب کیا ہے کہ بستی والا باہر والے کا مال نہ بیچے انہوں نے کہا اس کا دلال نہ بنے [1]۔

[1] اور اس سے دلالی کا حق ٹھہرا کر بستی والوں کو نقصان نہ پہنچائے اگر یہ دلال نہ بنتا تو شاید غریبوں کو غلہ سستا مل جاتا گویا یہ مناع الخیر بنا۔ حنفیہ نے کہا حدیث اس وقت سے خاص ہے جب غلہ کا قحط ہو مالکیہ نے کہا عام ہے ہمارے امام احمد بن حنبلؒ سے منقول ہے کہ ممانعت اس صورت میں ہے جب پانچ باتیں ہوں جنگل سے کوئی اسباب بیچنے کو آئے، اس دن کے نرخ پر بیچنا چاہے، نرخ اس کو معلوم نہ ہو، بستی والا قصد کر کے اس کے پاس جائے، مسلمانوں کو اس اسباب کی حاجت ہو۔ جب یہ باتیں پائی جائیں تو بیع حرام اور باطل ہوگی ورنہ صحیح ہوگی۔ ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِأَجْرٍ۔

باب: جس نے اجرت لے کر بستی والے کو باہر والے کا مال بیچنا مکروہ رکھا ہے۔

۳۶۸۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ صَبَّاحٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ دِينَارٍ قَالَ، حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَبِهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ۔

مجھ سے عبداللہ بن صباح نے بیان کیا کہا ہم سے ابو علی حنفی نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار سے انہوں نے کہا مجھ سے میرے باپ (عبداللہ بن دینار) نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ بستی والا جنگل دیہات والے کا مال بیچے اور ابن عباسؓ نے بھی ایسا ہی کیا[1]۔

[1] ابن عباسؓ کا قول اوپر گزرا کہ بستی والا باہر والے کا دلال نہ بنے یعنے اجرت لے کر اس کا مال نہ بکوائے اور باب کا یہی مطلب ہے۔ ۱۲ منہ

بَابٌ لَا يَشْتَرِي حَاضِرٌ لِبَادٍ بِالسَّمْسَرَةِ، وَكَرِهَهُ ابْنُ سِيرِينَ وَإِبْرَاهِيمُ لِلْبَائِعِ وَلِلْمُشْتَرِي، قَالَ إِبْرَاهِيمُ: إِنَّ الْعَرَبَ تَقُولُ: بِعْ لِي ثَوْبًا، وَهِيَ تَعْنِي الشِّرَاءَ۔

باب: بستی والا باہر والے کے لیے دلالی کر کے مول نہ لے۔ اور ابن سیرین اور ابراہیم نخعی نے اس کو مکروہ رکھا ہے بائع اور مشتری دونوں کے لیے[1] ابراہیم نخعی نے کہا عرب کہتے ہیں بع لی ثوباً یعنی میرے لئے کپڑا خرید لے۔[2]

[1] مطلب یہ ہے کہ نہ بستی والا باہر والے کا مال بکوائے نہ باہر والے خریدار کو بستی والوں کا مال خرید والتے دونوں صورتوں میں اجرت لے کر دلال نہ بنے۔ ابن سیرین کے اثر کو تو ابو عوانہ نے وصل کیا حافظ نے کہا ابراہیم نخعی کا اثر مجھ کو نہیں ملا۔ ۱۲ منہ [2] مطلب یہ ہے کہ حدیث میں جو لایبیع حاضر لباد ہے۔ یہ بیع اور شراء دونوں کو شامل ہے جیسے شراء بائع کے معنے میں آتا ہے قرآن میں ہے وشروہ بثمن بخس ای باعوہ ایسے ہی بائع بھی شراء کے معنے میں آتا ہے اور دونوں صورتوں میں منع ہیں۔ ۱۲ منہ

۳۶۹۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا کہا مجھ کو ابن جریج نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں

شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَبْتَعِ الْمَرْءُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ۔

نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی اپنے بھائی مسلمان کے مول پر مول نہ کرے اور نہ بخش کرے اور نہ بستی والا باہر والے کے لیے بیچے یا مول لے۔

۳۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ: قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: نُهِينَا أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے معاذ بن معاذ نے کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے کہا انس ابن مالکؓ نے کہا ہم کو اس کی ممانعت ہوئی کہ بستی والا باہر والے کے لیے بیچے یا خریدے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَلَقِّي الرُّكْبَانِ، وَأَنَّ بَيْعَهُ مَرْدُودٌ لِأَنَّ صَاحِبَهُ عَاصٍ آثِمٌ إِذَا كَانَ بِهِ عَالِمًا وَهُوَ خِدَاعٌ لَا يَجُوزُ۔

باب۔ پہلے سے جاکر قافلہ والوں سے ملنے کی ممانعت اور ایسی بیع لغو ہے پھیر دی جائے گی کیونکہ ایسا کرنے والا جان بوجھ کر گنہگار ہے اور یہ ایک قسم کا فریب ہے جو درست نہیں[1]

[1] جب کہیں باہر سے بیوپاری یعنے غلہ کی رسد آتی ہے تو بعضے بستی والے یہ کرتے ہیں کہ ایک دو کوس سے آگے نکل کر راہ میں ان بیوپاریوں سے ملتے ہیں اور ان کو دغا اور دھوکا دے کر بستی کا نرخ اترا ہوا بیان کرکے ان کا مال خرید کر لیتے ہیں۔ جب وہ بستی میں آتے ہیں تو دیکھتے ہیں وہاں کا نرخ بڑھا ہوا ہے اور ان کو چکمہ دیا گیا امام بخاری کے نزدیک ایسی صورت میں بیع باطل اور لغو ہے بعضوں نے کہا ایسا کرنا حرام ہے لیکن بیع صحیح ہو جائے گی اور ان کو اختیار ہوگا بستی میں آکر وہاں کا نرخ دریافت کرکے اس بیع کو قائم رکھیں یا فسخ کر ڈالے حنفیہ نے کہا ہے اگر قافلہ والوں سے آگے جاکر ملنا بستی والوں کو نقصان کا باعث ہو تو مکروہ ہے ورنہ مکروہ نہیں۔ ۱۲ منہ

۳۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّلَقِّي وَأَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب نے کہا ہم سے عبیداللہ بن عمری نے انہوں نے سعید بن ابی سعید سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ والوں سے آگے بڑھ کر ملنے سے منع فرمایا ہے اور بستی والے کو باہر والے کا مال بیچنے سے۔

۳۷۲- حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: مَا مَعْنَى قَوْلِهِ لَا يَبِيعَنَّ حَاضِرٌ لِبَادٍ؟ فَقَالَ: لَا يَكُنْ لَهُ سِمْسَارًا۔

مجھ سے عیاش بن ولید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے کہا ہم سے معمر نے انہوں نے ابن طاؤس سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا اس کا مطلب کیا ہے کہ بستی والا باہر والے کا مال نہ بیچے انہوں نے کہا اس کا دلال نہ بنے۔

۳۷۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنِي التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَنِ اشْتَرَى مُحَفَّلَةً فَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا، قَالَ: وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَلَقِّي الْبُيُوعِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے سلیمان تیمی نے انہوں نے ابو عثمان نہدی سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا جو کوئی دودھ جمع کی ہوئی بکری خریدے (وہ بکری پھیر دے) اور اس کے ساتھ ایک صاع دیدے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ والوں سے آگے بڑھ کر ملنے سے منع فرمایا۔

۳۷۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا تَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتَّى يُهْبَطَ بِهَا إِلَى السُّوقِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے دوسرے کی بیع پر (جیسا کچھ وہ بیچ رہا ہوں) بیع نہ کرے اور جو مال باہر سے آرہا ہو اس سے آگے جا کر مت ملو[1] جب تک وہ بازار میں نہ آئے۔

[1] اس باب کے لانے سے امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کوئی حد مقرر نہیں اگر بازار میں آنے سے ایک قدم بھی آگے جا کر ملا تو اس نے حرام کام کیا۔ ۱۲ منہ

بَابُ مُنْتَهَى التَّلَقِّي۔

باب۔ قافلے سے کتنی دور آگے جا کر ملنا منع ہے۔

۳۷۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَتَلَقَّى الرُّكْبَانَ فَنَشْتَرِي مِنْهُمُ الطَّعَامَ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا ہم آگے جا کر قافلہ سواروں سے ملا کرتے ان سے غلہ خریدتے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس سے منع فرمایا کہ ہم اس

فَنَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَبِيعَهُ حَتَّى يُبْلَغَ بِهِ سُوقَ الطَّعَامِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: هَذَا فِي أَعْلَى السُّوقِ وَيُبَيِّنُهُ حَدِيثُ عُبَيْدِ اللهِ۔

مال کو اسی جگہ بیچیں جب تک اناج کی بازار میں نہ لائیں امام بخاری نے کہا عبداللہ بن عمرؓ کا یہ ملنا بازار کے بلند کنارے پر تھا(جدھر سے سوداگر آیا کرتے) اور یہ بات عبیداللہ کی حدیث سے نکلتی ہے جو آگے آتی ہے۔

لہ یعنی اس روایت میں جو مذکور ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ قافلے سے آگے جا کر ملتے اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ بستی سے باہر جا کر یہ تو حرام اور منع ہے بلکہ عبداللہ کا مطلب یہ ہے کہ بازار میں آجانے کے بعد اس کے کنارے پر ہم ان سے ملتے کیونکہ اس روایت میں اس امر کی ممانعت ہے کہ غلہ کو جہاں خریدیں وہاں بیچیں اور اس کی ممانعت اس روایت میں نہیں ہے کہ قافلے والوں سے آگے بڑھ کر ملنا منع ہے۔ایسی حالت میں یہ روایت ان لوگوں کی دلیل نہیں ہو سکتی جنہوں نے قافلہ والوں سے آگے بڑھ کر ملنا درست رکھا ہے۔ ۱۲ منہ

۳۷۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانُوا يَبْتَاعُونَ الطَّعَامَ فِي أَعْلَى السُّوقِ فَيَبِيعُونَهُ فِي مَكَانِهِمْ، فَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِ حَتَّى يَنْقُلُوهُ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ قطان نے انہوں نے عبیداللہ سے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا لوگ ایسا کرتے تھے کہ بازار کی بلند جانب جا کر غلہ خریدتے پھر اس کو وہیں بیچ ڈالتے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کیا کہ غلہ وہاں نہ بیچیں جب تک اس کو اٹھا کر دوسری جگہ نہ لے جائیں لہ

لہ معلوم ہوا کہ جب قافلہ بازار میں آجائے تو اس سے آگے بڑھ کر ملنا درست ہے۔ بعضوں نے کہا بستی کی حد تک آگے بڑھ کر ملنا درست نہیں مالکیہ نے کہا اس میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے ایک میل سے آگے بڑھ کر ملنا درست ہے۔ کوئی کہتا ہے چھ میل سے کم پر کوئی کہتا ہے دو دن کی راہ سے کم پر۔ ۱۲ منہ

بَابٌ إِذَا اشْتَرَطَ فِي الْبَيْعِ شُرُوطًا لَا تَحِلُّ۔

باب۔ اگر کسی نے بیع میں ناجائز شرطیں لگائیں۔

۳۷۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ:

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتْنِي بَرِيرَةُ فَقَالَتْ: كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ، فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ، فَأَعِينِينِي، فَقُلْتُ: إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ وَيَكُونَ وَلاَؤُكِ لِي فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلَى أَهْلِهَا، فَقَالَتْ لَهُمْ فَأَبَوْا عَلَيْهَا، فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِهِمْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ، فَقَالَتْ: إِنِّي عَرَضْتُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الوَلاَءُ لَهُمْ، فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: خُذِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الوَلاَءَ، فَإِنَّمَا الوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ، فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ، قَضَاءُ اللَّهِ أَحَقُّ، وَشَرْطُ اللَّهِ أَوْثَقُ، وَإِنَّمَا الوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ۔

٣٧٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ المُؤْمِنِينَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ

کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا بریرہؓ میرے پاس آئی اور کہنے لگی میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیے چاندی پر کتابت کی ہے ہر سال میں ایک اقیہ تو میری کچھ مدد کرو میں نے کہا اگر تیرے مالک پسند کریں تو میں ان کو یک مشت سب روپیہ دیتی ہوں اور تیرا ترکہ میں لوں گی بریرہؓ اپنے مالکوں کے پاس گئی ان سے ذکر کیا انہوں نے نہ مانا پھر وہ لوٹ کر آئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اس نے کہا میں نے ان سے بیان کیا وہ نہیں مانتے کہتے ہیں ترکہ تو ہم لیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا اور حضرت عائشہؓ نے بھی آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا تو بریرہؓ کو خرید لے اور ترکہ کی شرط جو وہ کرتے ہیں اس پر چپ ہو رہ ترکہ تو اسی کو ملے گا جو کوئی آزاد کرے حضرت عائشہؓ نے ایسا ہی کیا پھر آپ خطبہ سنانے کو لوگوں میں کھڑے ہوئے پہلے اللہ کی جیسے چاہیے تعریف کی پھر فرمایا اما بعد لوگوں کو کیا ہو گیا ہے وہ شرطیں لگاتے ہیں جن کا اللہ نے حکم نہیں دیا جو شرط اللہ نے جائز نہیں رکھی وہ باطل اور لغو ہے اگرچہ کوئی سو بار وہ شرط لگائے اللہ کا حکم سب پر مقدم ہے اور اللہ کی شرط بھی مضبوط ہے اور ترکہ اسی کا ہے جو آزاد کرے۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے (انہوں نے کہا) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی (بریرہؓ) خرید

جَارِيَةً فَتُعْتِقَهَا فَقَالَ أَهْلُهَا: نَبِيعُكِهَا عَلَى أَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا، فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَا يَمْنَعُكِ ذَلِكِ، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ۔

کر آزاد کرنا چاہی اس کے مالکوں نے کہا ہم اس شرط پر بیچتے ہیں کہ اس کا ترکہ ہم لیں گے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا تو ایسا کہنے سے اپنے قصد سے باز مت رہ وارث تو وہی ہوگا جو آزاد کرے[1]

[1] اس حدیث سے مالکیہ کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ مکاتب کی بیع جائز ہے لیکن مخالفین یہ کہہ سکتے ہیں کہ شاید بریرہؓ بدل کتابت کے ادا کرنے سے عاجز ہوگئی ہوگی تو اس کا حکم لونڈی کا سا ہوگیا اور بیع جائز ہوگئی باقی بحث اس کی اللہ نے چاہا تو کتاب المکاتب میں آئے گی۔ ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ۔

باب: کھجور کو کھجور کے بدل بیچنا۔

۳۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ: سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے مالک بن اوس سے انہوں نے حضرت عمرؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا گیہوں گیہوں کے بدل بیچنا بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور جو کو جو کے بدل بیچنا بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور کھجور کو کھجور کے بدل بیچنا بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ[1]

[1] مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور نمک بیچنا نمک کے بدلے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور اس کا بیان انشاءاللہ تعالیٰ آگے آئے گا بہرحال جب ان میں سے کوئی چیز اپنی جنس کے بدل بیچی جائے تو اس میں یہ ضرور ہے کہ دونوں ماپ تول میں برابر ہوں نقدا نقد ہوں۔ ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ الزَّبِيبِ بِالزَّبِيبِ، وَالطَّعَامِ بِالطَّعَامِ۔

باب: منقےٰ کو منقےٰ کے بدل اور اناج کو اناج کے بدل بیچنا۔

۳۸۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي

ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے

مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ، وَالْمُزَابَنَةُ: بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا، وَبَيْعُ الزَّبِيبِ بِالْكَرْمِ كَيْلًا۔

امام مالک نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا مزابنہ یہ ہے کہ درخت پر کی کھجور کو خشک کھجور کے بدل ماپ کر بیچی جائے[1] اسی طرح بیل پر کے انگور کو منقّے کے بدل بیچنا۔

[1] یعنی وہ کھجور جو ابھی درخت سے نہ اتری ہو اسی طرح وہ انگور جو ابھی بیل سے توڑا نہ گیا ہو۔ اس کا اندازہ کر کے خشک کھجور یا منقے کے بدل بیچنا درست نہیں کیونکہ اس میں کمی بیشی کا احتمال ہے۔ ۱۲ منہ

۳۸۱- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ، قَالَ: وَالْمُزَابَنَةُ: أَنْ يَبِيعَ الثَّمَرَ بِكَيْلٍ إِنْ زَادَ فَلِي وَإِنْ نَقَصَ فَعَلَيَّ، قَالَ: وَحَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا۔

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا (اس کی تفسیر یہ ہے) عبداللہ بن عمرؓ نے کہا مزابنہ یہ ہے کہ کوئی شخص درخت پر کا میوہ سوکھے میوے کے بدل ناپ یا تول کر بیچے اور خریدار سے کہے اگر درخت کا میوہ اس سوکھے میوے سے زیادہ نکلے تو وہ اس کا ہے۔ کم نکلے تو وہ بھرے گا عبداللہ بن عمرؓ نے کہا مجھ سے زید بن ثابت نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کی اجازت دی[1] اندازہ کر کے۔

[1] عرایا کا پورا بیان آئے گا درحقیقت وہ بھی مزابنہ کی ایک قسم ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خاص طور پر اجازت دی بوجہ ضرورت کے وہ ضرورت یہ تھی کہ لوگ خیرات کے طور پر ایک دو درخت کا میوہ کسی محتاج کو دیا کرتے پھر اس کا باغ میں کھڑے کھڑے آنا ناگوار ہوتا تو اس میوے کا اندازہ کر کے اتنے خشک میوے کے بدل وہ درخت فقیر سے خرید لیتے۔ ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ الشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ۔

باب: جو کے بدل جو بیچنا

۳۸۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مَالِكِ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے کہ مالک بن اوس

ابْنِ أَوْسٍ: أَخْبَرَهُ أَنَّهُ الْتَمَسَ صَرْفًا بِمِائَةِ دِينَارٍ، فَدَعَانِي طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ فَتَرَاوَضْنَا حَتَّى اصْطَرَفَ مِنِّي فَأَخَذَ الذَّهَبَ يُقَلِّبُهَا فِي يَدِهِ ثُمَّ قَالَ: حَتَّى يَأْتِيَ خَازِنِي مِنَ الْغَابَةِ، وَعُمَرُ يَسْمَعُ ذَلِكَ، فَقَالَ: وَاللَّهِ لَا تُفَارِقُهُ حَتَّى تَأْخُذَ مِنْهُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ۔

نے سو اشرفیاں بھنانا چاہیں ان کو طلحہ بن عبداللہ نے بلا بھیجا مالک کہتے ہیں ہم نے اور طلحہ نے در میں تکرار کی[1] آخر وہ راضی ہو گئے اور اشرفیاں ہاتھ میں لے کر پھرانے لگے پھر انہوں نے کہا غابہ سے میرے خزانچی کو آنے دو اور حضرت عمرؓ یہ بات سن رہے تھے انہوں نے مجھ سے کہا خدا کی قسم طلحہ سے جدا نہ ہونا جب تک روپیہ لے نہ لینا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے کا سونے یا چاندی کے بدل بیچنا بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور جو کا جو کے بدل بیچنا بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور کھجور کا کھجور کے بدل بیچنا بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ۔

[1] در اُردو زبان میں کہتے ہیں اشرفی روپیہ بھنانے کو۔ ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ۔

باب :۔ سونا سونے کے بدل بیچنا۔

۳۸۳۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ، وَالْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ، وَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْتُمْ۔

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا کہا ہم کو اسمٰعیل بن علیہ نے خبر دی کہا مجھ سے یحییٰ بن ابی اسحاق نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے کہ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ (نفیع بن حارث) نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے کو سونے کے بدل نہ بیچنا مگر برابر برابر اور چاندی کو چاندی کے بدل نہ بیچو مگر برابر برابر اور سونے کو چاندی کے بدل اور چاندی کو سونے کے بدل جس طرح چاہو بیچو[1]

[1] یعنی اس میں کمی بیشی درست ہے مگر ہاتھوں ہاتھ کی شرط اس میں بھی ہے ایک طرف نقد دوسری طرف ادھار درست نہیں اور سونے چاندی سے عام مراد ہے خواہ مسکوک ہو یا غیر مسکوک۔ ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ

باب:۔ چاندی کو چاندی کے بدل بیچنا

۳۸٤۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا عَمِّي: حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَمِّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ حَدَّثَهُ مِثْلَ ذَلِكَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَقِيَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، فَقَالَ: يَا أَبَا سَعِيدٍ مَا هَذَا الَّذِي تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فِي الصَّرْفِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَالْوَرِقُ بِالْوَرِقِ مِثْلًا بِمِثْلٍ.

ہم سے عبیداللہ بن سعد بن ابراہیم قرشی بغدادی نے بیان کیا کہا ہم سے میرے چچا یعقوب بن ابراہیم نے کہا ہم سے زہری کے بھتیجے محمد بن عبداللہ نے انہوں نے اپنے چچا زہری سے کہا مجھ سے سالم بن عبداللہ نے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے ان سے ابوسعید خدری نے ایسی ہی حدیث بیان کی (جیسے ابوبکرہؓ یا حضرت عمرؓ سے گزری) پھر عبداللہ بن عمرؓ ان سے ملے اور کہنے لگے۔ ابوسعید یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سے تم کیا حدیث بیان کرتے ہو۔ ابوسعید نے کہا صرف (روپیہ اشرفیاں) بدلانے یا توڑانے کے متعلق میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے سونا سونے کے بدل برابر برابر بیچو اور چاندی چاندی کے بدل برابر برابر۔

۳۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ، وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ، وَلَا تَبِيعُوا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ.

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے ابوسعید خدری سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونا سونے کے بدل نہ بیچو مگر برابر برابر اور ایک طرف زیادہ اور دوسری طرف کم نہ ہو اور چاندی کو چاندی کے بدل نہ بیچو مگر برابر برابر اور ایک طرف کم اور دوسری طرف زیادہ نہ ہو اور نہ ایک طرف ادھار ؎ دوسری طرف نقد۔

؎ اس حدیث میں امام شافعی کی حجت ہے کہ اگر ایک شخص کے دوسرے پر درم قرض ہوں اور اس کے اس پر دینار قرض ہوں تو ان کی بیع جائز نہیں کیونکہ یہ بیع الکالی بالکالی ہے یعنی ادھار کو ادھار کے بدل بیچنا اور ایک حدیث میں صراحتًا اس کی ممانعت وارد ہے اور اصحاب سنن نے ابن عمرؓ سے نکالا کہ

میں بقیع میں اونٹ بیچا کرتا تھا تو دیناروں کے بدل بیچتا اور درم لیتا درم کے بدل بیچتا اور دینار لیتا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلے کو پوچھا آپ نے فرمایا اس میں کوئی قباحت نہیں بشرطیکہ اسی دن کے نرخ سے لے اور ایک دوسرے سے بے لیئے جدا نہ ہو۔ ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ الدِّينَارِ بِالدِّينَارِ نَسَاءً۔

باب: اشرفی اشرفی کے بدل ادھار بیچنا

۳۸۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ: أَنَّ أَبَا صَالِحٍ الزَّيَّاتَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ، وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَقُولُهُ، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: سَأَلْتُهُ فَقُلْتُ: سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ وَجَدْتَهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟ قَالَ: كُلَّ ذَلِكَ لَا أَقُولُ وَأَنْتُمْ أَعْلَمُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّي، وَلَكِنَّنِي أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا رِبًا إِلَّا فِي النَّسِيئَةِ۔

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے ضحاک بن مخلد نے بیان کیا کہا ہم سے ابن جریج نے کہا ہم کو عمرو بن دینار نے خبر دی ان کو ابو صالح روغن فروش نے انہوں نے ابو سعید خدری سے سنا وہ کہتے تھے دینار کو دینار کے بدل اور درم کو درم کے بدل بیچو[۱] ابو صالح نے کہا میں نے ان سے کہا ابن عباسؓ تو اس کے خلاف کہتے ہیں[۲] ابو سعید نے کہا میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ تم نے یہ مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا یا اللہ کی کتاب میں پایا انہوں نے کہا میں دونوں میں سے کوئی بات نہیں کہتا[۳] اور تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مجھ سے زیادہ جانتے ہو[۴] بات یہ ہے کہ مجھ سے اسامہ بن زیدؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیاج اسی میں ہے جب ادھار ہو[۵]

[۱] مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے برابر برابر جس نے زیادہ لیا بیاج میں پڑ گیا ۱۲ منہ [۲] ابن عباسؓ کا مذہب یہ ہے کہ بیاج اسی صورت میں ہوتا ہے جب ایک طرف ادھار ہو اگر نقد ایک درم دو درم کے بدل بیچے تو یہ درست ہے۔ ابن عباسؓ کا مذہب ہمارا زمانہ لے لے تو بہت مفید تھا خصوصاً ہمارے ملک میں تو کلدار اور حالی کی بٹاون رات دن جاری ہے اور تول کر برابر تبادلہ نہیں ہو سکتا اور خوردہ شریک کرنے میں بھی بعضے بعضے وقت دقت ہوتی ہے۔ ابن عباسؓ کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں آپ نے فرمایا لَا رِبَا إِلَّا فِي النَّسِيئَةِ یعنی بیاج نہیں مگر ادھار میں ۱۲ منہ۔ [۳] میں یہ نہیں کہتا کہ اللہ کی کتاب میں میں نے یہ مسئلہ پایا ہے نہ یہ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا

ہے۔ اس حدیث سے صاف یہ نکلتا ہے کہ صحابہ شرع کی دو ہی باتوں کو سمجھتے تھے قرآن یا حدیث اور اجماع اور قیاس ان کے نزدیک کوئی شرعی دلیل نہ تھی کیونکہ قیاس ہر ایک کا متفاوت اور مختلف ہوتا ہے اور اجماع کی معرفت دشوار ہے ۱۲ منہ کے کیونکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بچہ تھا اور تم جوان تھے رات دن آپ کی صحبت بابرکت میں رہتے تھے۔ ۱۲ منہ ۵ قسطلانی نے کہا اس کے خلاف پر اجماع ہو گیا ہے بعضوں نے کہا یہ محمول ہے اس پر جب جنس مختلف ہوں جیسے ایک طرف چاندی دوسری طرف سونا ایک طرف گیہوں دوسری طرف جوار ہو ایسی حالت میں کمی بیشی درست ہے۔ بعضوں نے یہ کہا حدیث منسوخ ہے مگر نسخ صرف احتمال سے نہیں ہو سکتا۔ صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نہیں ہے بیاج اس بیع میں جو ہاتھوں ہاتھ ہو۔ بعضوں نے کہا کہ ابن عباسؓ نے اس قول سے رجوع کیا۔ ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ نَسِيئَةً

باب:۔ چاندی کو سونے کے بدل ادھار بیچنا

٣٨٧۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْمِنْهَالِ قَالَ: سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ عَنِ الصَّرْفِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَقُولُ: هَذَا خَيْرٌ مِنِّي، فَكِلَاهُمَا يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ دَيْنًا۔

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ سے حبیب بن ابی ثابت نے خبر دی کہا میں نے ابوالمنہال سے سنا کہا میں نے براء بن عازبؓ اور زید بن ارقم صحابیوں سے صراف کو پوچھا نقدی کے بیوپار کو ان میں سے ہر ایک دوسرے کو کہنے لگا یہ مجھ سے بہتر ہیں آخر دونوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کو چاندی کے بدل ادھار بیچنے سے منع فرمایا[1]

[1] اگر اسباب کی بیع اسباب کے ساتھ ہو تو اس کو مقایضہ کہتے ہیں اگر اسباب کی نقد کے ساتھ ہو تو نقد کو ثمن اور اسباب کو عرض کہیں گے اگر نقد کی نقد کے ساتھ ہو تو اگر ہم جنس یعنی سونے کو سونے کے ساتھ بدلے یا چاندی کو چاندی کے ساتھ تو اس کو مراطلہ کہتے ہیں اگر جنس کا اختلاف ہو جیسے چاندی کو سونے کے بدل یا بالعکس تو اس کو صرف کہتے ہیں صرف میں کمی بیشی درست ہے مگر حلول یعنی ہاتھوں ہاتھ لین دین ضرور اور لازم ہے اور قبض میں دیر کرنا درست نہیں اور مراطلہ میں تو برابر برابر ہاتھوں ہاتھ دونوں باتیں ضرور ہیں۔ اگر ثمن اور عرض کی بیع ہو تو ثمن یا عرض کے لیے میعاد کرنا درست ہے۔ اگر ثمن میں میعاد ہو تو قرض ہے۔ اگر عرض میں میعاد ہو تو وہ سلم ہے یہ دونوں درست ہیں اگر دونوں میں میعاد ہو تو وہ بیع الکالی بالکالی ہے جو درست نہیں۔ ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ يَدًا بِيَدٍ۔

باب: چاندی کو سونے کے بدل ہاتھوں ہاتھ نقد بیچنا درست ہے۔

۳۸۸۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى ابْنُ أَبِي إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ، وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ، وَأَمَرَنَا أَنْ نَبْتَاعَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْنَا، وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْنَا۔

ہم سے عمران بن میسرہؓ نے بیان کیا کہا ہم سے عباد بن عوام نے کہا ہم کو یحییٰ بن ابی اسحاق نے خبر دی کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہؓ نے بیان کیا انہوں نے اپنے باپ ابو بکرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کو چاندی کے بدل اور سونے کو سونے کے بدل بیچنے سے منع فرمایا مگر جب برابر برابر ہو البتہ ہم سونے کو چاندی کے بدل جس طرح چاہیں خرید سکتے ہیں اور اسی طرح چاندی کو سونے کے بدل [1]

[1] اس حدیث میں ہاتھوں ہاتھ کی قید نہیں ہے مگر دوسری روایت سے امام مسلم کے ثابت ہوتا ہے ہاتھوں ہاتھ یعنے نقد انقد ہونا اس میں بھی شرط ہے اور بیع صرف میں قبضہ ہونے پر علماء کا اتفاق ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ جب جنس ایک ہو تو کمی بیشی درست ہے یا نہیں جمہور کا قول یہی ہے کہ درست نہیں اور ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ سے اس کا جواز منقول ہے جیسے اوپر گزر چکا۔ ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ الْمُزَابَنَةِ، وَهِيَ بَيْعُ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ، وَبَيْعُ الزَّبِيبِ بِالْكَرْمِ، وَبَيْعُ الْعَرَايَا، قَالَ أَنَسٌ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ۔

باب: بیع مزابنہ کے بیان میں وہ یہ ہے کہ درخت پر کی کھجور کے بدل اور بیل پر کا انگور منقے کے بدل بیچیں اور بیع عرایا کا بیان انسؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا [1]

[1] اس کو خود امام بخاری نے آگے چل کر وصل کیا ہے۔ مزابنہ کے معنی معلوم ہو چکے محاقلہ یہ ہے کہ ابھی گیہوں کھیت میں ہو بالوں میں اس کا اندازہ کر کے اس کو اترے ہوئے گیہوں کے بدل بیچے یہ بھی منع ہے کیونکہ کمی بیشی کا احتمال ہے جیسے مزابنہ منع ہے۔ ۱۲ منہ

۳۸۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ، وَلَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ، قَالَ سَالِمٌ: وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ بَعْدَ ذَلِكَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِالرُّطَبِ أَوْ بِالتَّمْرِ، وَلَمْ يُرَخِّصْ فِي غَيْرِهِ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو سالم بن عبداللہ نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درخت کا میوہ اس وقت تک نہ بیچو جب تک اس کا پکا پن نہ کھل جائے اور درخت پر کی کھجور خشک کھجور کے بدل مت بیچو[1] سالم نے کہا اور مجھ سے عبداللہ بن عمرؓ نے زید بن ثابت سے سن کر یہ بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد عریہ کو تر یا خشک کھجور کے بدل بیچنے کی اجازت دی[2] اور عریہ کے سوا اور کسی صورت میں اجازت نہیں دی۔

[1] اسی طرح تر کھجور خشک کھجور کے بدل برابر برابر بھی بیچنا ناجائز ہے کیونکہ تر کھجور سوکھی سے وزن میں کم ہو جاتی ہے۔ جمہور علما کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہ نے اس کو جائز رکھا ہے ۱۲ منہ [2] عرایا عریہ کی جمع ہے عرایا کی تفسیر اوپر بیان ہو چکی ہے اور حنفیہ نے برخلاف جمہور علماء کے عرایا کو بھی جائز نہیں رکھا کیونکہ وہ بھی مزابنہ میں داخل ہے اور ہم کہتے ہیں کہ جہاں مزابنہ کی ممانعت آئی ہے وہیں یہ مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کی اجازت دی۔ ۱۲ منہ

۳۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ، وَالْمُزَابَنَةُ: بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا، وَبَيْعُ الْكَرْمِ بِالزَّبِيبِ كَيْلًا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا اور مزابنہ یہ ہے کہ درخت کی کھجور سوکھی کھجور کے بدل ماپ کر خریدے اسی طرح بیل پر کے انگور منقے کے بدل ماپ کر خریدے۔

۳۹۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ،

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے داؤد بن حصین

عَنْ أَبِي سُفْيَانَ مَوْلَى بْنِ أَبِي أَحْمَدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ، وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ عَلَى رُءُوسِ النَّخْلِ۔

سے انہوں نے ابوسفیان سے جو عبداللہ بن ابی احمد کے غلام تھے انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا اور مزابنہ یہ ہے کہ کھجور جو ابھی درخت پر لگی ہو اتری ہوئی سوکھی کھجور کے بدل خریدے۔

۳۹۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے ابومعاویہ نے انہوں نے سلیمان شیبانی سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔

۳۹۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْخَصَ لِصَاحِبِ الْعَرِيَّةِ أَنْ يَبِيعَهَا بِخَرْصِهَا۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے زید بن ثابتؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عریہ کے مالک کو یہ اجازت دی کہ اپنا عریہ اس کے انداز برابر میوے کے بدل بیچ ڈالے۔

بَابُ بَيْعِ الثَّمَرِ عَلَى رُءُوسِ النَّخْلِ بِالذَّهَبِ أَوِ الْفِضَّةِ۔

باب:۔ درخت پر کی کھجور سونے چاندی کے بدل بیچنا۔

۳۹۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَطِيبَ، وَلَا يُبَاعُ شَيْءٌ مِنْهُ إِلَّا بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ إِلَّا الْعَرَايَا۔

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی انہوں نے عطاء بن ابی رباح اور ابوالزبیر سے انہوں نے جابرؓ سے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میوہ کا بیچنا اس وقت تک منع کیا جب تک اس کی پختگی نہ شروع ہو اور یہ بھی فرمایا کہ درخت پر کا میوہ روپیہ اشرفی کے بدل بیچو (نہ سوکھے میوے کے بدل) مگر عریہ کی اجازت دی[1]

لہ یعنی باغ والے کے ہاتھ یہ صحیح ہے کہ عریّہ بھی مزابنہ ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی اس لیے کہ عریہ خیر خیرات کا کام ہے۔ اگر عریہ میں یہ اجازت نہ دی جاتی تو لوگ کھجور یا میوے کے درخت مسکینوں کو للہ دینا چھوڑ دیتے اس لیے کہ اکثر لوگ یہ خیال کرتے کہ ہمارے باغ میں مسکین وقت بے وقت گھستے رہیں گے اور ان کے گھسنے اور بے موقع آنے سے ہم کو تکلیف ہوگی۔ ۱۲ منہ

۳۹۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكًا، وَسَأَلَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الرَّبِيعِ: أَحَدَّثَكَ دَاوُدُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ قَالَ نَعَمْ۔

ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا کہا میں نے امام مالک سے سنا ان سے عبیداللہ بن ربیع نے پوچھا کیا تم نے داؤد ابن حصین سے انہوں نے ابوسفیان سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے یہ حدیث نقل کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کی بیع کی اجازت دی پانچ وسق تک یا پانچ وسق سے کم ہو انہوں نے کہا ہاں لہ

لہ ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے ایک صاع ۵⅓ رطل کا جیسے اوپر گزر چکا ہے۔ اکثر خیرات اس کے اندر کی جاتی تو آپ نے یہ حد مقرر فرما دی اب حنفیہ کا یہ کہنا کہ عرایا کی حدیث منسوخ ہے یا معارض ہے مزابنہ کی حدیث کے صحیح نہیں کیونکہ نسخ کے لیے تقدم تاخر ثابت کرنا ضرور ہے اور معارضہ جب ہوتا کہ مزابنہ کی نہی کے ساتھ عرایا کا استثناء نہ کیا جاتا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع کرتے وقت عرایا کو مستثنیٰ کر دیا تو اب تعارض کہاں رہا حنفیہ شاید یہ چاہتے ہیں کہ شارع کا منصب اپنے ہاتھ میں لیں سو یہ امر غیر ممکن ہے شارع آنحضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات ہے۔ سب کو آپ کی غلامی کرنا چاہیے اور آپ کا ارشاد سن کر پھر چون وچرا کرنا بدبختی اور کم نصیبی کی نشانی ہے۔ ۱۲ منہ

۳۹۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: سَمِعْتُ بُشَيْرًا قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ، وَرَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا، يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رُطَبًا، وَقَالَ

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے کہا میں نے بشیر بن یسار سے سنا انہوں نے کہا میں نے سہل بن ابی حثمہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت پر کی کھجور سوکھی کھجور کے بدل بیچنے سے منع فرمایا اور عریّہ کی اجازت دی کہ عریّہ والے اپنی کھجور کا اندازہ کر کے اس کے بدل تازی کھجور کھائیں

سُفْيَانُ مَرَّةً أُخْرَى: إِلَّا أَنَّهُ رَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ يَبِيعُهَا أَهْلُهَا بِخَرْصِهَا، يَأْكُلُونَهَا رُطَبًا، قَالَ: هُوَ سَوَاءٌ، قَالَ سُفْيَانُ: فَقُلْتُ لِيَحْيَى وَأَنَا غُلَامٌ: إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ يَقُولُونَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لَهُمْ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا، فَقَالَ: وَمَا يُدْرِي أَهْلَ مَكَّةَ؟ قُلْتُ: إِنَّهُمْ يَرْوُونَهُ عَنْ جَابِرٍ، فَسَكَتَ، قَالَ سُفْيَانُ: إِنَّمَا أَرَدْتُ أَنَّ جَابِرًا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، قِيلَ لِسُفْيَانَ: أَلَيْسَ فِيهِ نَهْيٌ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ؟ قَالَ: لَا.

اور سفیان نے کہا اس کا مطلب وہی ہے جو اگلے قول کا ہے اور سفیان نے کبھی یوں کہا۔ میں نے یحیٰی بن سعید سے کہا مکہ والے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع عرایا کی اجازت دی انہوں نے کہا مکہ والوں کو کہاں سے معلوم ہوا میں نے کہا وہ اس حدیث کو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں یہ سن کر یحیٰی چپ ہو رہے۔ سفیان نے کہا اس کہنے سے میرا مطلب یہ تھا کہ جابر مدینہ والے ہیں [1] سفیان بن عیینہ سے کسی نے کہا [2] اس حدیث میں اس کی ممانعت نہیں ہے کہ پھلوں کو بیچنے سے آپ نے منع فرمایا جب تک ان کی پختگی نہ کھل جائے انہوں نے کہا نہیں۔

[1] تو حدیث آخر مدینہ والوں پر ہی آٹھہری حاصل یہ ہے کہ یحیٰی بن سعید اور مکہ والوں کی روایت میں کسی قدر اختلاف ہے۔ یحیٰی بن سعید نے عرایا کی رخصت میں اندازکرنے کی اور عرایا والوں کی تازہ کھانے کی قید لگائی ہے اور مکہ والوں نے اپنی روایت میں یہ قیدیں بیان نہیں کیں بلکہ مطلق عریہ کو جائز رکھا خیر انداز کرنے کی قید تو ایک حافظ نے بیان کی ہے۔ اس کا قبول کرنا واجب ہے لیکن کھانے کی قید محض واقعی ہے نہ احترازی ۱۲ قسطلانی

[2] حافظ نے کہا مجھ کو اس کہنے والے کا نام معلوم نہیں ہوا۔ ۱۲ منہ

بَابُ تَفْسِيرِ الْعَرَايَا، وَقَالَ مَالِكٌ: الْعَرِيَّةُ أَنْ يُعْرِيَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ النَّخْلَةَ، ثُمَّ يَتَأَذَّى بِدُخُولِهِ عَلَيْهِ، فَرُخِّصَ لَهُ أَنْ يَشْتَرِيَهَا مِنْهُ بِتَمْرٍ، وَقَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ: الْعَرِيَّةُ لَا تَكُونُ إِلَّا بِالْكَيْلِ مِنَ التَّمْرِ يَدًا بِيَدٍ، وَلَا تَكُونُ بِالْجِزَافِ، وَمِمَّا يُقَوِّيهِ قَوْلُ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ: بِالْأَوْسُقِ الْمُوَسَّقَةِ

باب: عرایا کی تفسیر امام مالک نے کہا عریہ یہ ہے کہ باغ کا مالک کسی کو ایک درخت اللہ نام دے پھر باغ میں اس کے آنے سے تکلیف ہو تو میوہ دے کر وہ درخت اس سے خرید لے اور محمد بن ادریس نے کہا [1] عریہ جائز نہیں ہوتا مگر (پانچ وسق سے کم میں) سوکھی کھجور ماپ کر نقدا نقد یہ نہیں کہ دونوں طرف انداز ہو اور سہل بن ابی حثمہ کے قول سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ وسقوں سے ماپ کر [2] اور ابن اسحاق

وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ فِي حَدِيثِهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: كَانَتِ الْعَرَايَا أَنْ يُعْرِيَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي مَالِهِ النَّخْلَةَ وَالنَّخْلَتَيْنِ، وَقَالَ يَزِيدُ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ: الْعَرَايَا نَخْلٌ كَانَتْ تُوهَبُ لِلْمَسَاكِينِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَنْتَظِرُوا بِهَا، فَرُخِّصَ لَهُمْ أَنْ يَبِيعُوهَا بِمَا شَاءُوا مِنَ التَّمْرِ۔

نے اپنی روایت میں نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے یوں نقل کیا عرایا یہ تھی کہ ایک آدمی اپنے باغ میں سے کھجور کا ایک درخت یا دو درخت کسی کو مستعار دیتا [1] اور یزید بن سفیان نے حسین سے نقل کیا عرایا وہ کھجور کے درخت ہیں جو فقیروں کو للہ دیے جاتے ہیں ان سے میوہ اترنے کا انتظار نہیں ہو سکتا تو ان کو اجازت دی گئی کہ سوکھی کھجور لے کر جس کے ہاتھ چاہیں بیچ ڈالیں [2]

[1] یعنی امام شافعی بعضوں نے کہا عبداللہ بن ادریس اور وہی ۱۲ منہ [2] اس کو طبری نے لیث سے روایت کیا انہوں نے جعفر بن ربیعہ سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے سہل سے موقوفاً ۱۲ منہ [3] یعنی باغ والے کے ہاتھ یا اور کسی کے ہاتھ امام شافعی نے اس کو جائز رکھا ہے اور شافعی سے منقول ہے کہ صرف مساکین کو ایسا کرنا درست ہے اور صحیح یہ ہے کہ مسکینوں کی تخصیص نہیں ہر کوئی ایسا کر سکتا ہے کیونکہ حدیثیں عام ہیں۔ ۱۲ منہ

۳۹۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا كَيْلًا، قَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ: وَالْعَرَايَا نَخَلَاتٌ مَعْلُومَاتٌ تَأْتِيهَا فَتَشْتَرِيهَا۔

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے زید بن ثابت سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کی اجازت دی اندازہ کر کے اس کے ناپ سے سوکھا میوہ لینے کی موسیٰ بن عقبہ نے کہا عرایا کچھ معین درخت جن کا میوہ تو اترے ہوئے میوے کے بدل خریدے۔

بَابُ بَيْعِ الثِّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا

باب: پختگی معلوم ہو جانے سے پہلے میوہ بیچنا منع ہے [1]

وَقَالَ اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ: كَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ مِنْ

اور لیث بن سعدؒ نے ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان سے نقل کیا کہ عروہ بن زبیر سہل بن ابی حثمہ انصاری سے نقل کرتے تھے جو بنی حارثہ میں سے تھے۔ انہوں نے زید بن ثابتؓ سے

بَنِي حارِثَةَ أَنَّهُ، حَدَّثَهُ عَنْ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَايَعُونَ الثِّمَارَ، فَإِذَا جَدَّ النَّاسُ وَحَضَرَ تَقَاضِيهِمْ قَالَ الْمُبْتَاعُ: إِنَّهُ أَصَابَ الثَّمَرَ الدُّمَانُ، أَصَابَهُ مَرَضٌ، أَصَابَهُ قُشَامٌ، عَاهَاتٌ يَحْتَجُّونَ بِهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَثُرَتْ عِنْدَهُ الْخُصُومَةُ فِي ذَلِكَ: فَإِمَّا لَا، فَلَا تَتَبَايَعُوا حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُ الثَّمَرِ، كَالْمَشُورَةِ يُشِيرُ بِهَا لِكَثْرَةِ خُصُومَتِهِمْ، وَأَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ لَمْ يَكُنْ يَبِيعُ ثِمَارَ أَرْضِهِ حَتَّى تَطْلُعَ الثُّرَيَّا، فَيَتَبَيَّنَ الْأَصْفَرُ مِنَ الْأَحْمَرِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ۔

روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگ پھلوں کی جو درخت پر لگے رہتے خرید و فروخت کرتے جب کاٹنے کا وقت آن پہنچتا اور خریدار آن موجود ہوتے تو خریدار کہتے اس میوے کا تو گابھ کالا اور خراب پڑ گیا اس کو بیماری ہو گئی یہ ٹھٹر گیا اسی قسم کی آفتوں کا ذکر کرتے اور جھگڑے نکالتے آخر جب آنحضرت ؐ کے پاس اس قسم کے جھگڑے بہت آنے لگے تو آپ نے فرمایا اگر تم یہ جھگڑے نہیں چھوڑتے تو ایسا کرو جبتک میوے کی پختگی معلوم نہ ہو جائے اس کو نہ بیچو آپ نے یہ صلاح اور مشورے کے طور پر فرمایا[۳] کیونکہ جھگڑے بہت ہوا کرتے تھے اور ابوالزناد نے کہا مجھ کو خارجہ بن زید بن ثابت نے خبر دی کہ زید بن ثابت اپنے باغ کا میوہ اس وقت تک نہ بیچتے جب تک ثریا تارا نہ نکلتا اور زردی سرخی میں نمایاں نہ ہوتی امام[۴] بخاری نے کہا اس حدیث کو علی بن بحر نے بھی روایت کیا۔

[۱] میوے کی بیع پختگی سے پہلے ابن ابی لیلیٰ اور ثوری کے نزدیک مطلقاً باطل ہے۔ بعضوں نے کہا مطلقاً جائز ہے۔ بعضوں نے کہا جب کاٹ لینے کی شرط کی جائے تو باطل ہے اور نہ باطل نہیں امام شافعی اور امام احمد اور جمہور علما کا یہی قول ہے۔ ۱۲ فتح ملخصاً [۲] حافظ نے کہا میں نے لیث کی روایت کو موصولاً نہیں پایا مگر سعید بن منصور نے ابوالزناد سے اور ابو داؤد اور طحاوی نے پہلے اسناد اور بیہقی نے دونوں اسناد سے روایت کیا ہے ۱۲ منہ [۳] قسطلانی نے کہا شاید آپ نے پہلے یہ حکم بطریق صلاح اور مشورہ دیا ہو پھر اس کے بعد قطعاً منع فرما دیا جیسے ابن عمرؓ کی حدیث میں ہے اور اس کا قرینہ یہ ہے کہ خود زید بن ثابت جو اس حدیث کے راوی ہیں اپنا میوہ پختگی سے پہلے نہیں بیچتے تھے ۱۲ منہ [۴] ثریا ایک تارہ ہے جو شروع گرمی میں صبح کے وقت نکلتا ہے حجاز کے ملک میں اس وقت سخت گرمی ہوتی ہے اور پھل میوے پک جاتے ہیں۔ ۱۲ منہ

۳۹۸- حَدَّثَنَا حَكَّامٌ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، عَنْ زَكَرِيَّاءَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ سَهْلٍ، عَنْ زَيْدٍ۔

ہم سے حکام بن سلم نے بیان کیا کہا ہم سے عنبسہ نے انہوں نے زکریا سے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے سہل سے انہوں نے زید بن ثابت سے۔

۳۹۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا، نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُبْتَاعَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا جب تک اس کی پختگی کھل نہ جائے آپ نے بائع اور مشتری دونوں کو منع کیا۔

۴۰۰- حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ تُبَاعَ ثَمَرَةُ النَّخْلِ حَتَّى تَزْهُوَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: يَعْنِي حَتَّى تَحْمَرَّ۔

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو حمید طویل نے خبر دی انہوں نے انسؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کا میوہ اس وقت تک بیچنے سے منع کیا جب تک وہ لال یا پیلا نہ ہو جائے امام بخاری نے کہا حدیث میں تزہو کے معنی یہ ہیں کہ سرخ ہو جائے۔

۴۰۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سَلِيمِ بْنِ حَيَّانَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَا قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُبَاعَ الثَّمَرَةُ حَتَّى تُشَقِّحَ، فَقِيلَ: مَا تُشَقِّحُ؟ قَالَ: تَحْمَارُّ وَتَصْفَارُّ وَيُؤْكَلُ مِنْهَا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے انہوں نے سلیم بن حیان سے کہا ہم سے سعید بن مینا نے بیان کیا کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میوے کے بیچنے سے اس وقت تک منع فرمایا جب تک وہ مشقح یعنی سرخ یا زرد نہ ہو جائے اور کھانے کے لائق نہ بن جائے۔

لہ یہ تفسیر سعید بن مینا کا قول ہے جیسے امام احمد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ امام مسلم کی روایت میں یوں ہے میں نے سعید سے کہا مشقح ہونا کیا ہے انہوں نے کہا سرخ یا زرد ہو جائے کھانے کے قابل ہو جائے اور اسمٰعیلی کی روایت میں یوں ہے کہ پوچھنے والے سعید تھے اور تفسیر کرنے والے جابرؓ ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ النَّخْلِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلاحُهَا۔

باب:۔ جب تک کھجور کی پختگی نمایاں نہ ہو اس کا بیچنا منع ہے۔

۴۰۲۔ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْهَيْثَمِ: حَدَّثَنَا مُعَلًّى: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلاحُهَا، وَعَنِ النَّخْلِ حَتَّى يَزْهُوَ، قِيلَ وَمَا يَزْهُوَ؟ قَالَ: يَحْمَارُّ أَوْ يَصْفَارُّ۔

مجھ سے علی بن ہیثم نے بیان کیا کہا ہم سے معلی بن منصور نے کہا ہم سے ہشیم بن بشیر نے کہا ہم کو حمید نے خبر دی کہا ہم سے انسؓ بن مالک نے بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے میوہ بیچنے سے اس وقت تک منع فرمایا جب تک اس کی پختگی کھل نہ جائے اور کھجور کے بیچنے سے بھی منع فرمایا جب تک زہو نہ ہو لوگوں نے انسؓ سے پوچھا زہو کیا ہے انہوں نے کہا سرخ یا زرد ہو جانا۔

بَابُ إِذَا بَاعَ الثِّمَارَ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلاحُهَا ثُمَّ أَصَابَتْهُ عَاهَةٌ فَهُوَ مِنَ الْبَائِعِ۔

باب:۔ اگر کسی نے پختہ ہونے سے پہلے ہی میوہ بیچ ڈالا پھر کوئی آفت آئی تو بائع کا نقصان ہوگا۔

۴۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى تُزْهِيَ، فَقِيلَ لَهُ: وَمَا تُزْهِي؟ قَالَ: حَتَّى تَحْمَرَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرَأَيْتَ إِنْ مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ، بِمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ؟ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: لَوْ أَنَّ رَجُلًا ابْتَاعَ ثَمَرًا قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلاحُهُ ثُمَّ أَصَابَتْهُ عَاهَةٌ كَانَ مَا أَصَابَهُ عَلَى رَبِّهِ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے حمید سے انہوں نے انسؓ بن مالک سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میوہ کی بیع سے منع فرمایا اس کا زہو ہونے سے آگے لوگوں نے آپ سے پوچھا زہو کیا ہے آپ نے فرمایا سرخ ہو جانا اور فرمایا بھلا بتلاؤ اگر اللہ تعالیٰ میوہ ہی نہ نکالے تو تم میں کوئی اپنے بھائی مسلمان کا مال کس چیز کے بدل کھائے گا لیث نے کہا مجھ سے یونس نے ابن شہاب سے نقل کیا انہوں نے کہا اگر کسی نے پختگی کھلنے سے آگے میوہ خرید لیا پھر کوئی آفت آئی تو اس کا جوابدار بیچنے والا ہوگا ابن شہاب نے کہا مجھ سے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ

اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَتَبَايَعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا، وَلَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میوہ اس وقت تک نہ بیچو جب تک اس کی پختگی کھل نہ جائے اور درخت پر کی کھجور سوکھی کھجور کے بدل نہ بیچو۔

لہ امام بخاری کا مذہب یہ معلوم ہوتا ہے کہ میوہ کی بیع پختگی سے پہلے صحیح تو ہو جاتی ہے مگر اس کا ضمان بائع پر رہے گا مشتری کی کل رقم اس کو پھیر دینا ہوگی۔ ۱۲ منہ

بَابُ شِرَاءِ الطَّعَامِ إِلَى أَجَلٍ۔

باب۔ اناج ادھار خریدنا

۴۰۴۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: ذَكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَفِ فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ، ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى طَعَامًا مِنْ يَهُودِيٍّ إِلَى أَجَلٍ فَرَهَنَهُ دِرْعَهُ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم نے ابراہیم نخعی کے پاس قرض لے کر گروی رکھنے کا ذکر کیا انھوں نے کہا اس میں کوئی برائی نہیں پھر ہم سے حدیث بیان کی اسود سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی (ابو شحم) سے غلہ خریدا ادھار ایک مدت پر اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھ دی۔

بَابٌ إِذَا أَرَادَ بَيْعَ تَمْرٍ بِتَمْرٍ خَيْرٍ مِنْهُ۔

باب۔ اگر کوئی شخص خراب کھجور کے بدل اچھی کھجور لینا چاہے۔

۴۰۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكُلُّ

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے عبدالمجید بن سہیل بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابو سعید خدریؓ اور ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر کا تحصیل دار مقرر کیا وہ ایک عمدہ قسم کی کھجور لے کر آیا آپ نے پوچھا کیا خیبر کی سب ایسی ہی کھجور ہوتی ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ خدا کی قسم ہم اس کھجور کا

تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا؟ قَالَ: لَا، وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَفْعَلْ، بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا۔

ایک صاع دو صاع دوسری کھجور کے دے کر اور دو صاع دوسری کھجور کے تین صاع دے کر لیتے ہیں آپ نے فرمایا ایسا مت کر بری ملواں کھجور کو پہلے روپیوں کے بدل بیچ ڈال پھر روپیوں کے بدل یہ عمدہ کھجور مول لے لے[1]

[1] اس صورت میں بیاج سے محفوظ رہے گا شافعیہ نے اس سے یہ دلیل لی ہے کہ ربوی بیع میں حیلہ کرنا درست ہے تاکہ ربا نہ رہے مثلاً سونے کے بدل دوسرا سونا کم و بیش لینے کی ضرورت ہے تو پہلے سونے کو روپیوں یا اسباب کے بدل بیچ ڈالے پھر ان روپیوں یا اسباب کے عوض میں سونا لے لے ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ، أَوْ أَرْضًا مَزْرُوعَةً أَوْ بِإِجَارَةٍ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لِي إِبْرَاهِيمُ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ: يُخْبِرُ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ: أَيُّمَا نَخْلٍ بِيعَتْ قَدْ أُبِّرَتْ لَمْ يُذْكَرِ الثَّمَرُ، فَالثَّمَرُ لِلَّذِي أَبَّرَهَا، وَكَذٰلِكَ الْعَبْدُ وَالْحَرْثُ، سَمَّى لَهُ نَافِعٌ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ۔

باب :۔ اگر کوئی پیوندکی ہوئی کھجور یا کھیتی کھڑی ہوئی زمین بیچے یا ٹھیکے پر دے (تو میوہ اور اناج بائع کا ہوگا) امام بخاری نے کہا مجھ سے ابراہیم بن منذر نے کہا مجھ کو ہشام بن سلیمان نے خبر دی کہا ہم کو ابن جریج نے کہا میں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا وہ نافع سے نقل کرتے تھے جو ابن عمرؓ کے غلام تھے جب کوئی کھجور کا پیوندی درخت بیچا جائے اور اس کے میوے کا جو درخت پر لگا ہوا ذکر نہ آئے[1] تو میوہ اسی کو ملے گا جس نے اس کا پیوند کیا تھا غلام اور کھیت کا بھی یہی حکم ہے[2] نافع نے ابن جریج سے ان تینوں کا ذکر کیا۔

[1] اگر ذکر آئے تو جس کے لیے میوہ ٹھہرے اسی کو ملے گا کھجور کے سوا ہر قسم کے درختوں کا یہی حکم ہے ۱۲ منہ

[2] یعنی اگر ایک غلام بیچا جائے اس کے پاس مال ہو تو وہ بائع ہی کا ہوگا اسی طرح لونڈی اگر بیچے تو اس کا بچہ اگر پیدا ہو چکا ہو وہ بائع ہی کا ہوگا البتہ پیٹ کا بچہ مشتری کا ہوگا۔ ۱۲ منہ

۲۰۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں

ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ۔

نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پیوند کیا ہوا کھجور کا درخت بیچے تو اُس کا پھل بائع ہی کو ملے گا مگر جب خریدار اُس کی شرط کرے۔

بَابُ بَيْعِ الزَّرْعِ بِالطَّعَامِ كَيْلًا۔

باب: کھیتی کا اناج جو ابھی درختوں پر ہو ماپ کی رو سے غلّہ کے عوض بیچنا۔

۴۰۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ، أَنْ يَبِيعَ ثَمَرَ حَائِطِهِ إِنْ كَانَ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا، وَإِنْ كَانَ كَرْمًا أَنْ يَبِيعَهُ بِزَبِيبٍ كَيْلًا، وَإِنْ كَانَ زَرْعًا أَنْ يَبِيعَهُ بِكَيْلِ طَعَامٍ، وَنَهَى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ۔

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا یعنی اپنے باغ کا میوہ اگر کھجور ہو ماپ کے حساب سے خشک کھجور کے بدل بیچنا یا اگر انگور ہو تو منقّی کے عوض ماپ کے رُو سے بیچنا یا اگر کھیت ہو تو غلّہ کے عوض ماپ کی رو سے بیچنا ان سب باتوں سے آپؐ نے منع فرمایا۔

بَابُ بَيْعِ النَّخْلِ بِأَصْلِهِ۔

باب:۔ درخت کو جڑ سمیت بیچنا

۴۰۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَيُّمَا امْرِئٍ أَبَّرَ نَخْلًا ثُمَّ بَاعَ أَصْلَهَا فَلِلَّذِي أَبَّرَ ثَمَرُ النَّخْلِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهُ الْمُبْتَاعُ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک کھجور کے درخت کو پیوند کیا پھر اس کو جڑ سمیت بیچ ڈالا تو جو پھل اس میں لگا ہو وہ بائع ہی کا ہوگا مگر جب خریدار اس کی شرط کرے۔

بَابُ بَيْعِ الْمُخَاضَرَةِ۔

باب:۔ بیع مخاضرہ کا بیان [1]

[1] بیع مخاضرہ میوہ یا اناج پکنے سے پہلے بیچنا یعنی کچے پن کی حالت میں جب وہ سبز ہو ۱۲ منہ

٤٠٩ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ الأَنْصَارِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ المُحَاقَلَةِ وَالمُخَاضَرَةِ وَالمُلَامَسَةِ وَالمُنَابَذَةِ وَالمُزَابَنَةِ۔

ہم سے اسحاق بن وہب نے بیان کیا کہا ہم سے عمر بن یونس نے کہا مجھ سے میرے باپ نے کہا مجھ سے اسحاق بن ابی طلحہ انصاری نے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع محاقلہ اور مخاضرہ اور بیع ملامسہ اور منابذہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔[1]

[1] ان سب کے معنے اوپر گزر چکے۔ ۱۲ منہ

---

٤١٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ ثَمَرِ التَّمْرِ حَتَّى يَزْهُوَ، فَقُلْنَا لِأَنَسٍ: مَا زَهْوُهَا؟ قَالَ: تَحْمَرُّ وَتَصْفَرُّ، أَرَأَيْتَ إِنْ مَنَعَ اللهُ الثَّمَرَ بِمَ تَسْتَحِلُّ مَالَ أَخِيكَ؟

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے انہوں نے حمید سے انہوں نے انس رضؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے وہ پھل جو درخت پر ہوں بیچنے سے منع فرمایا جب تک ان کا زہو نہ ہو حمید نے کہا ہم نے انسؓ سے پوچھا زہو کیا ہے انہوں نے کہا سرخ یا زرد ہو جانا بھلا بتلاؤ تو اگر میوہ اللہ نے نہ ہونے دیا تو پھر اپنے بھائی کا مال تیرے لیے کیسے حلال ہوگا۔

بَابُ بَيْعِ الجُمَّارِ وَأَكْلِهِ۔

باب۔ کھجور کا گابھا جو سفید اندر سے نکلتا ہے بیچنا اور کھانا۔

٤١١ - حَدَّثَنَا أَبُو الوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ المَلِكِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَأْكُلُ جُمَّارًا، فَقَالَ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةٌ كَالرَّجُلِ المُؤْمِنِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ هِيَ النَّخْلَةُ، فَإِذَا أَنَا أَحْدَثُهُمْ، قَالَ: هِيَ النَّخْلَةُ۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ نے انہوں نے ابو بشر سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا آپ کھجور کی چربی (گابھ) کھا رہے تھے پھر فرمایا ایک درخت کی مثال مومن کی مثال ہے میرے دل میں آیا کہہ دوں وہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں ان سب لوگوں میں کم سن تھا جو وہاں موجود تھے پھر آپ ہی نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے[1]

لہ یہ حدیث پہلے پارے کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور گابھ کا کھانا درست ہوا تو بیچنا درست ہو گا۔ پس ترجمہ باب نکل آیا ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ أَجْرَى أَمْرَ الْأَمْصَارِ عَلَى مَا يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ فِي الْبُيُوعِ وَالْإِجَارَةِ، وَالْكَيْلِ وَالْوَزْنِ، وَسُنَنِهِمْ عَلَى نِيَّاتِهِمْ وَمَذَاهِبِهِمُ الْمَشْهُورَةِ، وَقَالَ شُرَيْحٌ لِلْغَزَّالِينَ: سُنَّتُكُمْ بَيْنَكُمْ، وَقَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ: لَا بَأْسَ الْعَشَرَةُ بِأَحَدَ عَشَرَ، وَيَأْخُذُ لِلنَّفَقَةِ رِبْحًا، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهِنْدٍ: خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ، وَقَالَ تَعَالَى- وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ- وَاكْتَرَى الْحَسَنُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِرْدَاسٍ حِمَارًا فَقَالَ: بِكَمْ؟ قَالَ: بِدَانِقَيْنِ، فَرَكِبَهُ ثُمَّ جَاءَ مَرَّةً أُخْرَى فَقَالَ: الْحِمَارَ الْحِمَارَ، فَرَكِبَهُ وَلَمْ يُشَارِطْهُ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ بِنِصْفِ دِرْهَمٍ-

باب: خرید و فروخت اور اجارے میں ہر ملک کے دستور کے موافق حکم دیا جائے گا اسی طرح ماپ اور تول اور دوسرے کاموں میں ان کی نیت اور رسم و رواج کے موافق لہ اور قاضی شریح نے سوت ٢ بیچنے والوں سے کہا جیسے تم لوگوں کا رواج ہے اسی کے موافق حکم دیا جائے گا اور عبدالوہاب نے ایوب سے روایت کی انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے کہا دس کا مال گیارہ پر بیچنے میں کوئی قباحت نہیں اور جو خرچ پڑا ہے اس پر بھی نفع لے ٣ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند (ابوسفیان کی جورو) سے فرمایا تو اپنا اور اپنے بچوں کا خرچ دستور کے موافق نکال لے اور اللہ تعالیٰ نے (سورۃ نساء میں) فرمایا اور جو محتاج ہو وہ دستور کے موافق (یتیم کے مال میں سے) کھائے اور امام حسن بصری نے عبداللہ بن مرداس ٤ سے ایک گدھا کرائے پر لیا پوچھا کیا لے گا اس نے کہا دو دانق ٥ خیر وہ اس پر سوار ہوئے پھر دوسری بار آئے اور کہنے لگے گدھا لا گدھا اور اس سے کرایہ نہیں چکایا پھر تین دانق اس کو بھیج دیئے ٦

لہ مثلاً کسی ملک میں سو روپیہ بھر کا سیر مروج ہے تو جس نے سیر بھر غلہ بیچا اس کو اسی سیر سے دینا ہو گا۔ اسی طرح ملک میں جس روپیہ پیسہ کا رواج ہے اگر عقد میں دوسرے سکہ کی شرط نہ ہو تو وہی رائج سکہ مراد ہو گا اسی طرح سینکڑا بیس چھکڑے کا مروج ہے تو اسی سینکڑے سے آم وغیرہ دینا پڑیں گے جو گن کر دیئے جاتے ہیں ۱۲ منہ

٢ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا۔ ۱۲ منہ ٣ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ابن بطال نے کہا اصل اس باب میں یہ ہے کہ اناج کے ڈھیر کی بیع اس شرط پر جائز ہے کہ ہر پائلی پر ایک درم لوں گا گو یہ معلوم نہ ہو کہ وہ ڈھیر کتنی پائلیوں کا ہے شافعیہ اور مالکیہ اور حنابلہ اور صاحبین اس کو جائز کہتے ہیں لیکن ابوحنیفہ کہتے ہیں اس صورت میں

صرف ایک پائلی کی بیع صحیح ہوگی خرچہ میں حمالی دلالی وصول سب کی مزدوری داخل ہوگی یہاں تک کہ اجرت بھی اور سرکاری محصول بھی امام مالکؒ کے نزدیک خرچہ میں وہی چیزیں داخل ہوں گی جن کا اثر اس اسباب پر ہوا ہو جیسے رنگوائی سلائی وغیرہ اور دلالی پارسل کرائی وغیرہ یہ چیزیں نہ ہوں گی ۱۲ منہ ؎ اس کو خود امام بخاری نے اسی باب میں وصل کیا ۱۲ منہ ؎ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ ؎ دانق درہم کا ۱/۶ حصہ ہوتا ہے ۱۲ منہ ؎ گویا حسن نے دستور پر عمل کیا کہ ایک گدھے کا کرایہ دو دانق ہوتا ہے اور ایک دانق بطریق احسان کے اس کو زیادہ دے دیا ۱۲ منہ

۴۱۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: حَجَمَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو طَيْبَةَ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ، وَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُخَفِّفُوا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے حمید طویل سے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا ابو طیبہ (دینار یا نافع یا میسرہ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پچھنی لگائی آپ نے ایک صاع کھجور اس کو دینے کا حکم فرمایا ؎ اور اس کے مالکوں سے کہا اس کا محصول کچھ کم کرو۔

؎ اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ آپ نے اس کی اجرت پہلے سے نہیں ٹھہرائی اور دستور کے موافق کام کرنے کے بعد دلوا دی بلکہ اس سے زیادہ دی ۱۲ منہ

۴۱۳- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: قَالَتْ هِنْدٌ، أُمُّ مُعَاوِيَةَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ سِرًّا؟ قَالَ: خُذِي أَنْتِ وَبَنُوكِ مَا يَكْفِيكِ بِالْمَعْرُوفِ۔

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ہشام سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا ہندہ نے جو معاویہ بن ابی سفیان کی ماں تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ابوسفیان بڑا بخیل آدمی ہے اگر میں اس کا کچھ روپیہ چپکے سے لے لیا کروں تو مجھ کو گناہ تو نہ ہوگا آپ نے فرمایا تو اتنا دستور کے موافق لے سکتی ہے جو تجھ کو اور تیرے بیٹوں کو کافی ہو ؎

لے تو آپ نے کوئی حد مقرر نہیں کی بلکہ عرف اور دستور کے موافق حکم دیا ۱۲ منہ

---

٤١٤ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ فَرْقَدٍ قَالَ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ - وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ، وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ - أُنْزِلَتْ فِي وَالِي الْيَتِيمِ الَّذِي يُقِيمُ عَلَيْهِ وَيُصْلِحُ فِي مَالِهِ، إِنْ كَانَ فَقِيرًا أَكَلَ مِنْهُ بِالْمَعْرُوفِ۔

مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن نمیر نے خبر دی کہا ہم کو ہشام نے دوسری سند اور مجھ سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا میں نے عثمان بن فرقد سے سنا کہا میں نے ہشام بن عروہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے تھے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے وہ کہتی تھیں (سورۂ نساء کی) یہ آیت جو مالدار ہو وہ بچا رہے اور جو محتاج ہو وہ دستور کے موافق کھائے یتیم کے ولی کے باب میں اتری ہے جو اس کی خبر لیتا ہے اور اس کی جائداد سنوارتا ہے اگر وہ محتاج ہو تو دستور کے موافق اس میں سے کھائے۔

بَابُ بَيْعِ الشَّرِيكِ مِنْ شَرِيكِهِ۔

باب۔ ایک ساجھی اپنا حصہ دوسرے ساجھی کے ہاتھ بیچ سکتا ہے

٤١٥ - حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ۔

مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مال میں جو تقسیم نہ ہوا ہو[1] شفعہ کا حق قائم رکھا جب تقسیم ہو جائے اور حدیں بندھ جائیں اور راستے الگ الگ ہو جائیں تو شفعہ نہ رہے گا۔

لے اس سے مراد غیر منقولہ اسباب جائداد ہے جیسے مکان زمین باغ وغیرہ کیونکہ جائداد منقولہ میں بالاجماع شفعہ نہیں ہے اور عطا کا قول شاذ ہے جو کہتے ہیں ہر چیز میں شفعہ ہے یہاں تک کہ کپڑے میں بھی یہ حدیث شافعیہ کے مذہب کی تائید کرتی ہے کہ ہمسایہ کو شفعہ کا حق نہیں ہے صرف شریک کو ہے اور اس کا بیان آگے آئے گا یہاں امام بخاری نے یہ حدیث لا کر باب کا مطلب اس طرح سے نکالا کہ جب شریک کو شفعہ کا حق ہوا تو وہ دوسرے شریک کا حصہ خریدے گا پس ایک شریک کے ہاتھ بیع کرنا جائز ہوا اور یہی ترجمہ باب ہے ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ الْأَرْضِ وَالدُّورِ وَالْعُرُوضِ مُشَاعًا غَيْرَ مَقْسُومٍ۔

باب۔ زمین مکان اسباب کا حصہ گو تقسیم نہ ہوا ہو بیچنا درست ہے۔

٤١٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ۔

ہم سے محمد بن محبوب نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے کہا ہم سے معمر نے انہوں نے زہری سے انہوں نے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے انہوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کا حق ہر اس مال میں قائم رکھا[ل] جو تقسیم نہ ہوا ہو پھر جب حدیں پڑ جائیں اور راستے جدا جدا ہو جائیں تو اب شفعہ نہ رہے گا۔

ل یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ جب شریک کو تقسیم سے پہلے شفعہ کا حق ہوا تو وہ دوسرے شریک کا مشاع یعنے غیر مقسوم حصہ لے سکتا ہے اور باب کا یہی مطلب ہے ۱۲ منہ

---

٤١٧ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بِهٰذَا، وَقَالَ: فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ، تَابَعَهُ هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: فِي كُلِّ مَالٍ، رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ،

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الواحد نے یہی حدیث نقل کی اس میں یوں ہے ہر اس چیز میں[ل] جو تقسیم نہ ہوئی ہو عبد الواحد کے ساتھ اس حدیث کو ہشام بن یوسف نے بھی معمر سے روایت کیا[ع] عبد الرزاق بن ہمام نے اپنی روایت میں ہر مال کہا اور عبد الرحمٰن بن اسحاق نے بھی زہری سے ایسا ہی نقل کیا[ع]

ل یعنے مال کے بدل اس روایت میں ہر چیز ہے ۱۲ منہ [ع] اس کو خود امام بخاری نے باب ترک الحیل میں نکالا ۱۲ منہ [ع] عبد الرزاق کی روایت باب بیع الشریک من شریکہ میں گزر چکی ہے اور عبد الرحمٰن بن اسحاق کی روایت کو مسدد نے اپنی مسند میں وصل کیا ۱۲ منہ

بَابٌ إِذَا اشْتَرَى شَيْئًا لِغَيْرِهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ فَرَضِيَ۔

باب: اگر کسی نے کسی کے واسطے کوئی چیز بے اس کے حکم کے خرید لی پھر اس نے پسند کر لی۔

۴۱۸۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَرَجَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَمْشُونَ فَأَصَابَهُمُ الْمَطَرُ فَدَخَلُوا فِي غَارٍ فِي جَبَلٍ فَانْحَطَّتْ عَلَيْهِمْ صَخْرَةٌ، قَالَ: فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: ادْعُوا اللهَ بِأَفْضَلِ عَمَلٍ عَمِلْتُمُوهُ، فَقَالَ أَحَدُهُمْ: اللَّهُمَّ إِنِّي كَانَ لِي أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ، فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَأَرْعَى، ثُمَّ أَجِيءُ فَأَحْلُبُ فَأَجِيءُ بِالْحِلَابِ فَآتِي بِهِ أَبَوَيَّ فَيَشْرَبَانِ، ثُمَّ أَسْقِي الصِّبْيَةَ وَأَهْلِي وَامْرَأَتِي، فَاحْتَبَسْتُ لَيْلَةً فَجِئْتُ فَإِذَا هُمَا نَائِمَانِ، قَالَ: فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَهُمَا، وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ رِجْلَيَّ، فَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ دَأْبِي وَدَأْبَهُمَا حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فُرْجَةً نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ، قَالَ: فَفُرِجَ عَنْهُمْ، وَقَالَ الْآخَرُ: اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي كُنْتُ أُحِبُّ امْرَأَةً مِنْ بَنَاتِ عَمِّي كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرَّجُلُ النِّسَاءَ، فَقَالَتْ:

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عاصم نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی کہا مجھ کو موسٰی بن عقبہ نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تین آدمی (راستے میں) جا رہے تھے کہ یانی آن پہنچا بارش ہوگئی، وہ پہاڑ کی ایک کھو (غار) میں گھس گئے اوپر سے ایک پتھر آن گرا (کھو بند ہوگیا) تب تو آپس میں کہنے لگے (اب کیا کرنا) ایسا کرو اللہ سے اپنے اپنے عمدہ عمل بیان کرکے دعا کرو ان میں کا ایک یوں کہنے لگا یا اللہ میرے ماں باپ بوڑھے ضعیف تھے میں بستی سے باہر جا کر بکریاں چرایا کرتا جب گھر لوٹ کر آتا تو ان کا دودھ دوہتا اور پہلے اپنے ماں باپ کے پاس لاتا جب وہ پی چکتے تو اپنے بچوں اور اپنے گھر والوں اور جورو کو پلاتا ایک رات ایسا ہوا مجھ کو دیر ہوگئی میں جو گھر میں آیا دیکھا تو وہ دونوں سو رہے ہیں میں نے ان کو جگانا برا سمجھا ادھر بچے میرے پاؤں کے پاس بھوک کے مارے رو رہے تھے پھر صبح نکلنے تک میرا اور ان کا یہی معاملہ رہا یا اللہ تو اگر جانتا ہے کہ میں نے یہ کام خالص تیری رضامندی کے لیے کیا تو کسی قدر اس پتھر کو کھول دے جس میں سے ہم آسمان تو دیکھیں پھر وہ پتھر ذرا سا کھل گیا۔ اب دوسرا کہنے لگا یا اللہ میری ایک چچا زاد بہن تھی میں اس کو بہت چاہتا تھا جیسے کسی مرد کو کسی عورت سے بے انتہا الفت ہوتی ہے وہ کہنے لگی تو اپنا مطلب مجھ سے نہیں حاصل کر سکتا

لاتنال ذٰلِكَ مِنها حتّٰی تُعطِيَها مِائَةَ
دِينارٍ، فَسَعَيتُ فِيها حتّٰی جَمَعتُها فَلَمَّا
قَعَدتُ بَينَ رِجلَيها قالَت: اِتَّقِ اللهَ
وَلا تَفُضَّ الخاتَمَ إلّا بِحَقِّهِ، فَقُمتُ
وَتَرَكتُها، فَإن كُنتَ تَعلَمُ أنّي فَعَلتُ
ذٰلِكَ ابتِغاءَ وَجهِكَ فافرُج عَنّا
فُرجَةً، قالَ: فَفَرَجَ عَنهُمُ الثُّلُثَينِ،
وَقالَ الآخَرُ: اللّٰهُمَّ إن كُنتَ تَعلَمُ
أنّي استَأجَرتُ أجِيرًا بِفَرَقٍ مِن ذُرَةٍ
فَأعطَيتُهُ وَأبىٰ ذاكَ أن يَأخُذَ، فَعَمَدتُ
إلىٰ ذٰلِكَ الفَرَقِ فَزَرَعتُهُ حتّٰی اشتَرَيتُ
مِنهُ بَقَرًا وَراعِيَها، ثُمَّ جاءَ فَقالَ:
يا عَبدَ اللهِ، أعطِنِي حَقِّي، فَقُلتُ:
انطَلِق إلىٰ تِلكَ البَقَرِ وَراعِيها فَإنَّها
لَكَ، فَقالَ: أتَستَهزِئُ بِي؟ قالَ:
فَقُلتُ: ما أستَهزِئُ بِكَ وَلٰكِنَّها لَكَ،
اللّٰهُمَّ إن كُنتَ تَعلَمُ أنّي فَعَلتُ
ذٰلِكَ ابتِغاءَ وَجهِكَ فافرُج عَنّا،
فَكُشِفَ عَنهُم۔

جب تک مجھ کو سو اشرفیاں نہ دے میں نے کوشش کرکے سو اشرفیاں جمع کیں پھر جب میں نے اس کی دونوں ٹانگیں اٹھائیں تو وہ کہنے لگی اللہ سے ڈر اور اس مہر کو ناجائز طور سے مت توڑ۔ میں یہ سن کر کھڑا ہو گیا اور اس کو چھوڑ دیا یا اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضامندی کے لیے کیا ہے تو ایک ذرا سا پتھر اور سرکا دے تو دو تہائی اس پتھر کی سرک گئی پھر تیسرا کہنے لگا یا اللہ تو جانتا ہے میں نے تین صاع جوار پر ایک مزدور لگایا تھا وہ میں اس کو دینے لگا اس نے نہ لیا میں نے تین صاع کو بو دیا اور اس کی آمدنی میں سے گائے بیل چرواہے سب خرید کیے پھر (ایک مدت کے بعد) وہ مزدور آیا کہنے لگا او خدا کے بندے میری مزدوری دے ڈال۔ میں نے کہا وہ گائے بیل چرواہے سب لے لے وہ تیرا ہی مال ہے اس نے کہا تو مجھ سے ٹھٹھا کرتا ہے۔ میں نے کہا میں ٹھٹھا نہیں کرتا وہ سب تیرے ہی ہیں۔ یا اللہ اگر تو جانتا ہے یہ کام میں نے تیری رضامندی کے لیے کیا تھا تو اس پتھر کو ہٹا دے وہ ہٹ گیا[1]

[1] اور تینوں شخص باہر آئے اور چلتے پھرتے نظر آئے اس باب میں جو یہ حدیث لائے اس سے مقصود اخیر شخص کا بیان ہے کیونکہ بغیر مالک کے پوچھے اس جوار کو دوسرے کام میں صرف کیا اور اس سے نفع کمایا اور بیع کو بھی اسی پر قیاس کیا تو بیع فضولی کی طرح صحیح ہے اور مالک کی اجازت پر نافذ ہو جاتی ہے۔ مالکیہ اور شافعیہ کا یہی قول ہے ۱۲ منہ

بَابُ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ مَعَ الْمُشْرِكِينَ وَأَهْلِ الْحَرْبِ۔

۴۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌّ طَوِيلٌ بِغَنَمٍ يَسُوقُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبَيْعًا أَمْ عَطِيَّةً؟ أَوْ قَالَ أَمْ هِبَةً؟ قَالَ: لَا، بَلْ بَيْعٌ فَاشْتَرَى مِنْهُ شَاةً۔

باب: مشرکین اور حربی کافروں سے خرید و فروخت کرنا۔

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو عثمان سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اتنے میں ایک مشرک آیا[۱] پریشان سر لمبا قد بکریاں ہانک رہا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا یہ بکریاں بیچنا چاہتا ہے یا ہم کو یوں ہی دینا ہے اس نے کہا نہیں بیچنا چاہتا ہوں پھر آپ نے اس سے ایک بکری خریدی۔

[۱] حافظ نے کہا اس کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ

بَابُ شِرَاءِ الْمَمْلُوكِ مِنَ الْحَرْبِيِّ وَهِبَتِهِ وَعِتْقِهِ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَلْمَانَ كَاتِبْ، وَكَانَ حُرًّا فَظَلَمُوهُ وَبَاعُوهُ، وَسُبِيَ عَمَّارٌ وَصُهَيْبٌ وَبِلَالٌ، وَقَالَ اللهُ تَعَالَى۔ وَاللهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ، فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا بِرَآدِّي رِزْقِهِمْ عَلَى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيهِ سَوَاءٌ، أَفَبِنِعْمَةِ اللهِ يَجْحَدُونَ۔

باب: حربی کافر سے غلام لونڈی خریدنا اور اس کا ہبہ کرنا آزاد کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی سے فرمایا تو اپنے مالک سے کتابت کر لے[۱] حالانکہ سلمان آزاد تھے لیکن کافروں نے ان پر ظلم کیا غلام بنایا ان کو بیچا اور عمار بن یاسرؓ اور صہیبؓ اور بلالؓ یہ سب قید کیے گئے تھے[۲] اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نحل میں) فرمایا اللہ ہی نے تم میں سے ایک کی روزی دوسرے سے زیادہ رکھی ہے جن کی روزی زیادہ ہے وہ اس کو اپنی لونڈی غلاموں کو دے کر اپنے برابر نہیں کر دیتے کیا یہ لوگ اللہ کا احسان نہیں مانتے[۳]

[۱] کتابت اس کو کہتے ہیں کہ غلام مالک کو کچھ روپیہ کئی قسطوں میں دینا قبول کرے کل روپیہ ادا کرنے کے بعد غلام آزاد ہو جاتا ہے ۱۲ منہ [۲] اور کافروں نے ان کو غلام بنا رکھا تھا مسلمانوں نے ان کو خرید کر کے آزاد کر دیا ۱۲ منہ [۳] کہ اس نے مختلف حالت کے لوگ پیدا کیے کوئی غلام ہے کوئی بادشاہ ہے کوئی مالدار ہے کوئی محتاج اگر سب برابر اور یکساں

ہوتے تو کوئی کسی کا کام کاہے کو کرتا زندگی دوبھر ہو جاتی پس یہ اختلاف حالات اور تفاوت درجات حق تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے اس آیت سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ کافر لونڈی غلاموں کے مالک ہیں ان کے لونڈی غلاموں کو ماملکت ایمانہم فرمایا جب ان کی ملک صحیح ہوئی تو ان سے مول لینا بھی درست ہوگا ۱۲ منہ

٤٢٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِسَارَةَ فَدَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيهَا مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوكِ، أَوْ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ، فَقِيلَ: دَخَلَ إِبْرَاهِيمُ بِامْرَأَةٍ هِيَ مِنْ أَحْسَنِ النِّسَاءِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ: أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ، مَنْ هَذِهِ الَّتِي مَعَكَ؟ قَالَ: أُخْتِي، ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهَا فَقَالَ لَا تُكَذِّبِي حَدِيثِي، فَإِنِّي أَخْبَرْتُهُمْ أَنَّكِ أُخْتِي، وَاللّٰهِ إِنْ عَلَى الْأَرْضِ مِنْ مُؤْمِنٍ غَيْرِي وَغَيْرُكِ، فَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّي، فَقَالَتْ: اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ وَأَحْصَنْتُ فَرْجِي إِلَّا عَلَى زَوْجِي فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ، فَغُطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ، قَالَ الْأَعْرَجُ قَالَ: أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَتْ: اللّٰهُمَّ إِنْ يَمُتْ يُقَالُ هِيَ قَتَلَتْهُ، فَأُرْسِلَ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابو الزناد نے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام حضرت سارہ (اپنی بی بی) کو لے کر نمرود کے ملک سے ہجرت کر گئے پھر ایک بستی میں پہنچے[1] وہاں تھا ایک ظالم بادشاہ کسی نے اس کو خبر دی کہ ابراہیم ایک نہایت خوبصورت عورت اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں بادشاہ نے ان سے کہلا بھیجا ابراہیم یہ عورت تمہاری کون ہے (اس کو میرے پاس بھیج دو) انہوں نے کہا میری بہن ہے پھر حضرت ابراہیم لوٹ کر سارہ کے پاس گئے اور ان سے کہا تم مجھ کو جھوٹا مت کرنا میں نے یوں ہی کہہ دیا ہے کہ تم میری بہن ہو قسم خدا کی اس وقت روئے زمین پر میرے اور تمہارے سوا کوئی مومن نہیں ہے پھر بادشاہ کے پاس سارہ کو بھیج دیا بادشاہ ان کے پاس گیا وہ وضو کر کے نماز پڑھ رہی تھیں انہوں نے یہ دعا کی یا اللہ اگر میں تجھ پر اور تیرے پیغمبر پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنی شرم گاہ کو خاوند کے سوا اور سب سے بچایا ہے تو اس کافر کا زور مجھ پر مت چلا یہ دعا کرنا ہی تھا کہ وہ کافر (زمین پر گر کر) خرّاٹے لینے لگا پاؤں مارنے لگا اعرج راوی نے کہا ابوسلمہ نے کہا ابوہریرہؓ نے کہا سارہؓ کہنے لگیں یا اللہ اگر کہیں یہ مر گیا تو لوگ کہیں گے میں نے مار ڈالا پھر وہ اچھا ہو گیا اور سارہ

تَوَضَّأُ وَتُصَلِّيْ وَتَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ وَ أَحْصَنْتُ فَرْجِيْ إِلَّا عَلَى زَوْجِيْ فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ هَذَا الْكَافِرَ، فَغُطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ إِنْ يَمُتْ فَيُقَالُ هِيَ قَتَلَتْهُ، فَأُرْسِلَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ، فَقَالَ: وَاللهِ مَا أَرْسَلْتُمْ إِلَيَّ إِلَّا شَيْطَانًا، أَرْجِعُوهَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَعْطُوهَا آجَرَ، فَرَجَعَتْ إِلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَتْ أَشَعَرْتَ أَنَّ اللهَ كَبَتَ الْكَافِرَ وَأَخْدَمَ وَلِيدَةً؟

کی طرف اٹھا وہ وضو کرکے کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگیں اور یوں دعا کی یا اللہ اگر میں تجھ پر اور تیرے پیغمبر پر ایمان لائی ہوں اور خاوند کے سوا سب سے میں نے اپنی شرم گاہ کو بچایا ہے تو اس کافر کا زور مجھ پر مت چلا یہ دعا کرتے ہی وہ کافر گر کر خرخر کرنے اور ٹانگیں مارنے لگا اور پاؤں زمین پر ہلانے لگا عبدالرحمٰن نے کہا ابو سلمہ نے کہا ابو ہریرہؓ نے کہا سارہ کہنے لگیں یا اللہ اگر کہیں یہ مر گیا تو لوگ کہیں گے میں نے مار ڈالا وہ اچھا ہو گیا خیر دوسری بار یا تیسری بار وہ لوگوں سے کہنے لگا خدا کی قسم تم یہ عورت کیا لائے ہو شیطان ہے^۳ اس کو ابراہیم ہی کے پاس لے جاؤ اور لونڈی ہاجرہ میری طرف سے اس کو دو پھر وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس لوٹ آئیں اور کہنے لگیں تم نے دیکھا اللہ نے کافر کو ذلیل بھی کیا اور ایک لونڈی بھی دلوائی [۴]

⁂

[۱] یہ بستی مصر تھی اور بادشاہ کا نام صادق یا سنان بن علوان تھا یا عمرو بن امرئ القیس بن سبا ۱۲ منہ

[۲] یہ بکبخت بادشاہ کیا کرتا تھا ہر شخص کی جورو جو خوبصورت ہوتی چھین لیتا اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سارہ کو اپنی بہن بنایا مراد دینی بہن ہے کہتے ہیں بادشاہ سے جا کر یہ مخبری حناط نامی ایک شخص نے کی تھی ۱۲ منہ

[۳] یعنے جن کی قسم میں سے ہے جب میں چاہتا ہوں اس کو ہاتھ لگاؤں تو بے ہوش ہو کر گر پڑتا ہوں۔ ۱۲ منہ

[۴] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ اس کافر نے ایک لونڈی سارہ کو ہبہ کی اور سارہ نے قبول کر لی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ ہبہ جائز رکھا ۱۲ منہ

۴۲۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ، فَقَالَ سَعْدٌ: هَذَا يَا رَسُولَ اللهِ ابْنُ أَخِي عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا سعد بن ابی وقاصؓ اور عبد بن زمعہ دونوں نے ایک لڑکے میں جھگڑا کیا سعد کہنے لگے یا رسول اللہ یہ میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا بیٹا ہے اس نے مرتے وقت

عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ، انْظُرْ إِلَى شَبَهِهِ، وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: هَذَا أَخِي يَا رَسُولَ اللَّهِ، وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِي مِنْ وَلِيدَتِهِ، فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شَبَهِهِ فَرَأَى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ، فَقَالَ: هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ، الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ، وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ، فَلَمْ تَرَهُ سَوْدَةُ قَطُّ۔

یہ وصیت کی تھی یہ اس کا بیٹا ہے آپ اس کی صورت دیکھیے عتبہ سے کیسی ملتی ہے عبد بن زمعہ نے کہا یا رسول اللہ یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی نے اس کو جنا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے کو دیکھا تو صاف عتبہ کے مشابہ معلوم ہوا پھر آپ نے فرمایا یہ تجھ کو ملے گا اے عبد۔ لڑکا اسی کو ملتا ہے جو عورت کا خاوند یا مالک ہو اور زنا کرنے والوں کے لیے پتھر ہیں اور سودہؓ سے فرمایا جو زمعہ کی بیٹی تھیں تم اس سے پردہ کیا کرو سودہؓ نے اس کو کبھی نہیں دیکھا[1]

[1] حالانکہ ازروئے قاعدہ شرعی آپ نے اس بچے کو زمعہ کا بیٹا قرار دیا تو ام المومنین سودہؓ اس کی بہن ہوئیں مگر احتیاطاً ان کو اس بچہ سے پردہ کرنے کا حکم دیا کس لیے کہ اس کی صورت عتبہ سے ملتی تھی اور گمان غالب ہوتا تھا کہ وہ عتبہ کا بیٹا ہے حدیث سے یہ نکلا کہ شرعی اور باقاعدہ ثبوت کے مقابل مخالف گمان پر کچھ نہیں ہو سکتا باب کی مطابقت اسی طرح پر ہے کہ آپ نے زمعہ کی ملک مسلم رکھی حالانکہ زمعہ کافر تھا اور اس کو اپنی لونڈی پر وہی حق ملا جو مسلمان کو ملتا ہے تو کافر کا تصرف بھی اپنی لونڈی غلاموں میں مثل بیع و ہبہ نافذ ہوگا ۱۲ منہ

---

۴۲۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ: قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِصُهَيْبٍ: اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَدَّعِ إِلَى غَيْرِ أَبِيكَ، فَقَالَ صُهَيْبٌ: مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي كَذَا وَكَذَا وَأَنِّي قُلْتُ ذَلِكَ وَلَكِنِّي سُرِقْتُ وَأَنَا صَبِيٌّ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے سعد بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے باپ ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوفؓ سے کہ عبدالرحمن بن عوفؓ نے صہیب سے کہا اللہ سے ڈرو اور اپنے باپ کے سوا دوسرے کا بیٹا نہ بن۔ صہیب نے کہا اگر مجھ کو اتنی اتنی دولت ملے تب بھی میں اس کو پسند نہ کروں (کہ اپنے کو اور کسی کا بیٹا کہوں) مگر میں کیا کروں[1] بچپن میں رومی لوگ مجھ کو قید کر کے لے گئے تھے

[1] ہوا یہ کہ صہیب کی زبان رومی تھی مگر وہ اپنا باپ ایک عرب یعنی سنان بن مالک کو بتاتے تھے۔ اس پر عبدالرحمن نے ان سے کہا خدا سے ڈر اور دوسروں کو باپ نہ بنا۔ صہیب نے جواب دیا میری زبان رومی اس وجہ سے ہوئی کہ بچپن میں رومی لوگ حملہ کر کے مجھ کو قید کر کے لے گئے تھے میں انہی میں پرورش پایا۔ اسی لیے میری زبان رومی ہو گئی۔ ورنہ میں اصل میں عربی ہوں میں جھوٹ کسی اور کا بیٹا نہیں بنتا۔ اگر مجھ

کو ایسی دولت ملے جب بھی میں یہ کام نہ کروں۔ اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ کافروں کی ملک صحیح اور مسلّم ہے۔ کیونکہ ابن جدعان نے صہیب کو خریدا اور آزاد کیا ۱۲ منہ

٤٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ أَوْ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صِلَةٍ وَعَتَاقَةٍ وَصَدَقَةٍ، هَلْ لِي فِيهَا أَجْرٌ؟ قَالَ حَكِيمٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ.

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی، ان کو حکیم بن حزام نے خبر دی، انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ فرمائیے جاہلیت کے زمانہ میں جو میں نے نیک کام کیے عزیزوں سے سلوک کرنا آزاد کرنا صدقہ دینا ان کا ثواب مجھ کو ملے گا؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں (اسلام لانے سے یہ نیکیاں برباد نہ ہوں گی) بلکہ جو نیکیاں تو کر چکا ہے ان کو قائم رکھ کر اسلام لایا ہے۔

لہ یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کہ کافر کے تصرفات درست ہیں ۱۲ منہ

بَابُ جُلُودِ الْمَيْتَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْبَغَ۔

باب: مردار کی کھال کا دباغت سے پہلے کیا حکم ہے (اس کا بیچنا جائز ہے یا نہیں)

٤٢٤- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَيْتَةٍ فَقَالَ: هَلَّا اسْتَمْتَعْتُمْ بِإِهَابِهَا؟ قَالُوا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ، قَالَ: إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا۔

ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے کہا ہم سے میرے باپ نے، انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے کہا مجھ سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ عبیداللہ بن عبداللہ نے ان کو خبر دی ان سے عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مری ہوئی بکری پر سے گزرے فرمایا لوگو! تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا انہوں نے عرض کیا وہ مردار ہے آپ نے فرمایا مردار کا فقط کھانا حرام ہے لہ

لہ حالانکہ قرآن شریف میں حرمت علیکم المیتۃ مطلق ہے جو اس کی تمام اجزاء کو شامل ہے مگر حدیث سے اس

کی تخصیص ہوگئی کہ مردار کا صرف کھانا حرام ہے زہری نے اس حدیث سے دلیل لی اور کہا کہ مردار کی کھال سے مطلقاً نفع اٹھانا درست ہے دباغت ہوئی ہو یا نہ لیکن دباغت کی قید دوسری حدیث سے نکالی گئی ہے اور جمہور علما کی وہی دلیل ہے اور شافعی نے مرداروں میں کتے اور سور کا استثنا کیا ہے کہ اس کی کھال دباغت سے بھی پاک نہ ہوگی اور ابو حنیفہؒ نے صرف سور اور آدمی کی کھال کو مستثنیٰ کیا ہے اور شیعہ نے ہر ایک کھال کی طہارت کا حکم دیا ہے جب اس کی دباغت کر لی جائے یہاں تک کہ سور کی کھال بھی ۱۲ منہ

بَابُ قَتْلِ الْخِنْزِيرِ، وَقَالَ جَابِرٌ: حَرَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَ الْخِنْزِيرِ.

باب۔ سور کا مار ڈالنا اور جابرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سور کے بیچنے کو حرام کیا۔[1]

[1] اس کو خود امام بخاری نے باب بیع المیتۃ والاصنام میں وصل کیا ۱۲ منہ

۴۲۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ.

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم (اس خدا کے پاک) کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قریب ہے تم میں عیسٰی مریم کے بیٹے اتریں گے وہ انصاف کے ساتھ حکومت کریں گے اور صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے اور مال کی ایسی ریل پیل ہوگی کہ کوئی نہ لے گا۔[1]

[1] اس حدیث سے امام بخاری نے نکالا کہ سور نجس العین ہے اس کی بیع جائز نہیں ہے ورنہ حضرت عیسٰی اس کو قتل کیوں کرتے اور نیست و نابود کیوں کرتے جزیہ موقوف کرنے سے یہ غرض ہے کہ حضرت عیسٰی فرمائیں گے یا مسلمان ہو یا قتل ہو جزیہ قبول نہ کریں گے اس حدیث سے صاف حضرت عیسٰی کا قیامت کے قریب اترنا اور حکومت کرنا صلیب توڑنا جزیہ موقوف کرنا یہ سب باتیں ثابت ہوتی ہیں اور تعجب ہوتا ہے اس شخص کی عقل پر جو قادیانی مرزا کو مسیح موعود سمجھتا ہے۔ اللھم ثبتنا علی دینک الحق وجنبنا من الفتن ماظہر

منہا وما بطن۔ ۱۲ منہ

بَابٌ لَا يُذَابُ شَحْمُ الْمَيْتَةِ وَلَا يُبَاعُ وَدَكُهُ، وَرَوَاهُ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب:۔ مردار کی چربی گلانا اور اس کا بیچنا جائز نہیں[1] اس کو جابرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے[2]

[1] جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ جس چیز کا کھانا حرام ہے اس کا بیچنا بھی حرام ہے لیکن بعضوں نے اس میں خلاف کیا ۱۲ منہ [2] اس کو خود امام بخاری نے باب بیع المیتۃ والاصنام میں وصل کیا ہے۔ ۱۲ منہ

۴۲۶۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي طَاوُسٌ: أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: بَلَغَ عُمَرَ أَنَّ فُلَانًا بَاعَ خَمْرًا، فَقَالَ: قَاتَلَ اللّٰهُ فُلَانًا، أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ، حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَجَمَلُوهَا فَبَاعُوهَا۔

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے کہا مجھ کو طاؤس نے خبر دی انہوں نے ابن عباسؓ سے سنا وہ کہتے تھے حضرت عمرؓ کو یہ خبر پہنچی کہ فلاں شخص (سمرہ یا سفیان بن جندب) نے شراب بیچی انہوں نے کہا اللہ اس کو تباہ کرے کیا وہ نہیں جانتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ یہودیوں کو تباہ کرے ان پر چربی حرام ہوئی تو انہوں نے اس کو گلا کر بیچ ڈالا۔

۴۲۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ، حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَبَاعُوهَا وَأَكَلُوا أَثْمَانَهَا، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ، لَعَنَهُمْ، قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ، لُعِنَ الْخَرَّاصُونَ

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا میں نے سعید بن مسیب سے سنا انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ یہودیوں کو تباہ کرے ان پر چربی حرام ہوئی تو انہوں نے اس کو بیچا اور اس کی قیمت کھائی ※

※ امام بخاریؒ نے کہا اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے قاتلھم اللہ یا قتل الخراصون اس کے معنی بھی یہی ہیں جو اس حدیث میں قاتل اللہ الیہود کے ہیں یعنی خدا ان کو لعنت کرے ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ التَّصَاوِيرِ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا رُوحٌ، وَمَا يُكْرَهُ مِنْ ذَلِكَ۔

باب۔ ان چیزوں کی مورتیں بیچنا جن میں جان نہیں ہوتی اور کون سی (مورت) حرام ہے۔

۴۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: أَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ، إِنِّي إِنْسَانٌ إِنَّمَا مَعِيشَتِي مِنْ صَنْعَةِ يَدِي، وَإِنِّي أَصْنَعُ هَذِهِ التَّصَاوِيرَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فَإِنَّ اللَّهَ مُعَذِّبُهُ حَتَّى يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيهَا أَبَدًا، فَرَبَا الرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِيدَةً وَاصْفَرَّ وَجْهُهُ، فَقَالَ: وَيْحَكَ إِنْ أَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تَصْنَعَ فَعَلَيْكَ بِهَذَا الشَّجَرِ، كُلُّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيهِ رُوحٌ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: سَمِعَ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ مِنَ النَّضْرِ ابْنِ أَنَسٍ هَذَا الْوَاحِدَ۔

ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم کو عوف بن ابی جمیلہ نے خبر دی انہوں نے سعید بن ابی الحسن سے انہوں نے کہا میں ابن عباسؓ کے پاس تھا استنے میں ایک شخص (اس کا نام معلوم نہیں) آیا کہنے لگا ابو العباس (یہ ابن عباسؓ کی کنیت تھی) میں ایک ایسا آدمی ہوں کہ اپنے ہاتھ سے محنت کرکے کھاتا ہوں میں مورتیں بنایا کرتا ہوں۔ ابن عباسؓ نے کہا میں تجھ سے وہی بیان کروں گا جو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے جو کوئی مورت بنائے (یعنی جاندار کی) تو اللہ قیامت کے دن اس کو یہ عذاب کرے گا کہ اس میں جان ڈالنے کے لیے فرمائے گا وہ جان تو کبھی نہ ڈال سکے گا یہ سن کر اس کا دم رک گیا اور منہ زرد ہو گیا ابن عباسؓ نے کہا کمبخت اگر تو مورت ہی بناتا ہے تو درخت وغیرہ کی بنا جو چیزیں جاندار نہیں ہیں امام بخاری نے کہا سعید بن ابی عروبہ نے نضر بن انسؓ سے بس یہی ایک حدیث سُنی ہے [1]

[1] امام بخاری نے اس کو کتاب اللباس میں عبدالاعلیٰ سے انہوں نے سعید بن ابی عروبہ سے انہوں نے نضر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے نکالا اس حدیث سے امام بخاری نے مورتوں کی کراہت یعنی حرمت نکالی ۱۲ منہ

بَابُ تَحْرِيمِ التِّجَارَةِ فِي الْخَمْرِ، وَقَالَ جَابِرٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: حَرَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ.

باب: شراب کی سوداگری کرنا حرام ہے[1] اور جابرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کا بیچنا حرام فرمادیا ہے[2]

[1] جیسے شراب کا پینا حرام ہے افسوس ہے ہمارے زمانہ کے بہت سے بدکار مسلمان علانیہ شراب پیتے ہیں اور پھر لطف یہ کہ شراب کی سوداگری سے پرہیز کرتے ہیں اور نصاریٰ کے بنائے ہوئے شراب فراغت سے خریدتے ہیں اپنے ملک کی ساری دولت اس میں کھپاتے ہیں جمال الدین افغانی فیلسوف کہا کرتے تھے کہ مسلمانوں کو خدا کا خوف تو بالکل کم ہو گیا لیکن یہ کیا کم آفت ہے کہ دنیا کی عقل بھی جاتی رہی ہم خدا کے گنہگار اور ہم دنیا میں مفلس اور محتاج اور نادار جو کچھ کماتے ہیں وہ بھی غیر قوم کو کھلا دیتے ہیں۔ خسر الدنیا والآخرہ انہی کی شان میں ہے ۱۲ منہ [2] اس کو امام بخاری نے باب بیع المیتۃ والاصنام میں وصل کیا۔ ۱۲ منہ

۴۲۹- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: لَمَّا نَزَلَتْ آيَاتُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ عَنْ آخِرِهَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: حُرِّمَتِ التِّجَارَةُ فِي الْخَمْرِ.

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابوالضحیٰ سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا جب سورۂ بقرہ کی اخیر کی آیتیں اتریں (جن میں سود کا ذکر ہے) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرے سے برآمد ہوئے اور فرمایا کہ شراب کی سوداگری کرنا بھی حرام ہے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ بَاعَ حُرًّا.

باب: آزاد شخص کو بیچنا کیسا گناہ ہے۔

۴۳۰- حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ مَرْحُومٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللهُ: ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ

مجھ سے بشر بن مرحوم نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سلیم نے انہوں نے اسمٰعیل بن امیہ سے انہوں نے سعید بن ابی سعید سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قیامت کے دن میں تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا ایک تو اس کا جو میرا نام لے کر عہد کرے پھر عہد توڑ ڈالے دوسرے وہ شخص جو آزاد کو بیچے اور اس کی قیمت کھائے تیسرے وہ شخص جو کسی سے پوری مزدوری لے پھر

أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ.

اس کی مزدوری نہ دے۔

بَابُ بَيْعِ الْعَبْدِ وَالْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً، وَاشْتَرَى ابْنُ عُمَرَ رَاحِلَةً بِأَرْبَعَةِ أَبْعِرَةٍ مَضْمُونَةٍ عَلَيْهِ يُوفِيهَا صَاحِبَهَا بِالرَّبَذَةِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَدْ يَكُونُ الْبَعِيرُ خَيْرًا مِنَ الْبَعِيرَيْنِ، وَاشْتَرَى رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ بَعِيرًا بِبَعِيرَيْنِ فَأَعْطَاهُ أَحَدَهُمَا، وَقَالَ آتِيكَ بِالآخَرِ غَدًا رَهْوًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ، وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: لَا رِبَا فِي الْحَيَوَانِ، الْبَعِيرُ بِالْبَعِيرَيْنِ، وَالشَّاةُ بِالشَّاتَيْنِ إِلَى أَجَلٍ، وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ: لَا بَأْسَ بِبَعِيرٍ بِبَعِيرَيْنِ نَسِيئَةً.

باب۔ غلام کا غلام کے بدل اور جانور کا جانور کے بدل ادھار بیچنا اور عبداللہ بن عمرؓ نے ایک اونٹنی خریدی چار اونٹوں کے بدل جو بائع کی ضمان میں تھی وہ اس کو ربذہ میں حوالہ کرے گا[1] اور ابن عباسؓ نے کہا کبھی ایک اونٹ دو اونٹوں سے بہتر ہوتا ہے[2] اور رافع بن خدیجؓ نے ایک اونٹ دو اونٹوں کے بدل خریدا ایک اونٹ تو اسی وقت (نقد) دیا اور دوسرے اونٹ کو دینے کا کل کا وعدہ کیا اور کہا اس میں دیر نہ ہوگی انشاء اللہ اور سعید بن مسیب نے کہا[3] جانوروں میں بیاج نہیں ایک اونٹ دو اونٹوں کے بدل اور ایک بکری دو بکریوں کے بدل ادھار خرید سکتا ہے اور محمد بن سیرین نے کہا[4] ایک اونٹ دو اونٹوں کے بدل ادھار بیچنے میں کوئی قباحت نہیں۔

[1] اس کو امام مالک اور شافعی اور ابن ابی شیبہ نے نکالا ۱۲ منہ [2] ربذہ ایک مقام ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان مطلب یہ ہے کہ وہ اونٹنی بائع کے ذمہ اور اس کی حفاظت میں رہے گی اور ربذہ پہنچ کر اس کو مشتری کے سپرد کرے گا ۱۲ منہ [3] اس کو امام شافعی نے وصل کیا طاؤس کے طریق سے معلوم ہوا کہ جانور کو جانور سے بدلنے میں کمی اور بیشی اسی طرح ادھار جائز ہے اور یہ سود نہیں ہے گو ایک ہی جنس کا دونوں طرف ہو اور یہی قول شافعیہ اور جمہور علماء کا ہے لیکن ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اور ابوحنیفہؒ نے اس سے منع کیا ان کی دلیل سمرہ کی حدیث ہے جس کو اصحاب سنن نے نکالا اور امام مالک نے کہا اگر جنس مختلف ہو تو جائز ہے ۱۲ منہ [4] اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ [5] اس کو امام مالک نے موطا میں وصل کیا اور ابن ابی شیبہ نے ۱۲ منہ [6] اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ

۴۳۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ فِي السَّبْيِ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ثابت سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا قیدیوں میں حضرت صفیہؓ بھی تھیں پہلے یہ

صَفِيَّةُ، فَصَارَتْ إِلَى دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ، ثُمَّ صَارَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

دحیہ کلبیؓ کے حصے میں آئیں پھر (دوسری لونڈی کے بدلے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مل گئیں لہ

لہ اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ جانور سے تبادلہ درست ہے اسی طرح غلام کا غلام سے لونڈی کا لونڈی سے کیونکہ سب حیوان ہیں تو ہر حیوان کا یہی حکم ہوگا بعضوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس حدیث میں زیادتی اور کمی کا ذکر نہیں نہ ادھار کا اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جس کو امام مسلم نے نکالا اس میں یہ ہے کہ آپ نے صفیہؓ کو سات لونڈیاں دے کر خرید کیا ابن بطال نے کہا جب آپ نے دحیہ سے فرمایا کہ صفیہؓ کے بدل اور کوئی لونڈی قیدیوں میں سے لیلے تو یہ بیع ہوئی لونڈی کی بعوض لونڈی کے ادھار اور باب کا یہی مطلب ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ الرَّقِيقِ.

باب۔ لونڈی غلام بیچنا۔

۴۳۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ مُحَيْرِيزٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا نُصِيبُ سَبْيًا، فَنُحِبُّ الْأَثْمَانَ فَكَيْفَ تَرَى فِي الْعَزْلِ؟ فَقَالَ: أَوَ إِنَّكُمْ تَفْعَلُونَ ذَلِكَ؟ لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا ذَلِكُمْ، فَإِنَّهَا لَيْسَتْ نَسَمَةٌ كَتَبَ اللهُ أَنْ تَخْرُجَ إِلَّا هِيَ خَارِجَةٌ.

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھے عبداللہ بن محیریز نے خبر دی ان کو ابوسعید خدریؓ نے خبر دی کہ ایسا ہوا ایک بار وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے ایک شخص (مجدی بن عمرو ضمری) نے کہا یا رسول اللہ ہم لڑائی میں قیدی عورتوں سے صحبت کرتے ہیں اور ان کا بیچنا منظور ہوتا ہے تو آپ عزل کے باب میں کیا فرماتے ہیں لہ آپ نے فرمایا کیا تم ایسا کرتے ہو اگر ایسا نہ کرو تب بھی کوئی قباحت نہیں کیونکہ جس جان کا (دنیا میں) پیدا ہونا اللہ نے لکھ دیا ہے وہ ضرور پیدا ہوگی۔ ؎

لہ عزل کہتے ہیں انزال کے وقت ذکر کو فرج سے نکال لینا تاکہ انزال باہر ہو اور عورت کو حمل نہ رہے ۱۲ منہ
؎ تو عزل کر دیا کچھ کرو اللہ کو منظور ہے تو حمل رہ جائے گا اور اس کو منظور نہیں تو لاکھ صحبت کرو ایک بچہ بھی پیدا نہ ہوگا صد آدمی اولاد کی خواہش میں صدہا جو رتیں کرتے ہیں مگر اولاد نہیں ہوتی اور جن کو اولاد کی چنداں خواہش نہیں ہوتی بلکہ اولاد سے پریشان ہوتے ہیں ان کو اولاد ہوتی چلی جاتی ہے یہ خدا کی دین ہے اور اس کی مرضی

ہے۔ رضینا بقضاء اللہ سبحانہ ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ

باب:۔ مدبر کا بیچنا کیسا ہے[1]

[1] مدبر وہ غلام ہے جس کو مالک کہہ دے تو میرے مرنے پر آزاد ہے امام مالکؒ اور ابو حنیفہؒ اور اوزاعیؒ کے نزدیک اس کی بیع ناجائز ہے اور شافعیؒ اور اہل حدیث کے نزدیک جائز ہے۔ ۱۲ منہ

۴۳۳۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُدَبَّرَ۔

ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا کہا ہم سے وکیع نے کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابی خالد نے انہوں نے سلمہ بن کہیل سے انہوں نے عطاء سے انہوں نے جابرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر کو بیچ ڈالا[1]

[1] ایک شخص مرگیا تھا اس کی کچھ جائداد نہ تھی ایک مدبر غلام تھا اور آپ نے وہی مدبر غلام آٹھ سو درہم کو بیچ کر اس کے قرض خواہوں کا قرضہ ادا کیا۔ ۱۲ منہ

۴۳۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو: سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: بَاعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے جابرؓ بن عبداللہ انصاریؓ سے سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر کو بیچ ڈالا۔

۴۳۵۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَ ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ

مجھ سے زہیر بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب نے کہا ہم سے والد (ابراہیم بن سعد) نے انہوں نے صالح بن کیسان سے کہا ابن شہاب نے بیان کیا کہ ان کو عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی ان کو زید بن خالدؓ اور ابوہریرہؓ نے خبر دی ان دونوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ سے پوچھا

عَنِ الْأَمَةِ تَزْنِي وَلَمْ تُحْصَنْ، قَالَ: اجْلِدُوهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ بِيعُوهَا بَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ۔

گیا لونڈی زنا کرائے اور اس کا نکاح نہ ہوا ہو[1] فرمایا اس کو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرائے پھر مارو پھر بیچ ڈالو تیسری یا چوتھی بار یہ فرمایا[2]

[1] یہ قید اتفاقی ہے کیونکہ اگر لونڈی نکاح ہوتے پیچھے بھی زنا کرائے تو اس کو کوڑے ہی ماریں گے رجم نہ کریں گے۔ ۱۲ منہ [2] اس حدیث کی مطابقت ترجمۂ باب سے مشکل ہے حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ لونڈی جب زنا کرائے تو اس کو بیچ ڈالیں اور یہ عام ہے اس لونڈی کو بھی شامل ہے جو مدبرہ ہو تو مدبرہ کی بیع کا جواز نکلا عینی نے اس پر یہ اعتراض کیا کہ حدیث میں جواز بیع مکرر سہ کرر زنا کرانے پر موقوف رکھا گیا ہے اور ان لوگوں کے نزدیک تو مدبر کی بیع ہر حال میں درست ہے خواہ وہ زنا کرائے یا نہ کرائے اس لیے استدلال صحیح نہیں ہو سکتا میں کہتا ہوں عینی کا اعتراض فاسد ہے کس لیے کہ مدبرہ لونڈی اگر مکرر سہ کرر زنا کرائے تو اس کے بیچنے کا جواز اس حدیث سے نکلا اور جو لوگ مدبر کی بیع کو جائز نہیں سمجھتے وہ زنا کرنے کی صورت میں بھی اس کے جواز کے قائل نہیں ہیں پس یہ حدیث ان کے قول کے خلاف ہوئی اور موافق ہوئی ان کے جو مدبر کی جواز بیع کے قائل ہیں اور گو بیع کا حکم اس حدیث میں زنا کے مکرر سہ کرر ہونے پر دیا گیا ہے مگر قرینہ دلالت کرتا ہے کہ بیع اس پر موقوف نہیں ہے اس لیے کہ جو لونڈی مطلق زنا نہ کرائے یا ایک ہی بار کرائے اس کا بھی بیچنا درست ہے۔ اب عینی کا یہ کہنا کہ یہ دلالت بعبارۃ النص ہے یا اشارۃ النص یا دلالت النص اس کے جواب میں یہ کہیں گے کہ دلالت النص ہے کیونکہ حدیث میں مطلق لونڈی کا ذکر ہے اور وہ مدبرہ کو شامل ہے۔ ۱۲ منہ

۴۳۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا زَنَتْ أَمَةُ أَحَدِكُمْ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ، ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَبِعْهَا

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ کو لیث نے خبر دی انہوں نے سعید بن ابی سعید سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب تم میں سے کسی کی لونڈی زنا کرائے اور زنا ثابت ہو جائے تو اس کو حد لگائے (اس کے بعد) ملامت نہ کرے پھر اگر وہ زنا کرائے تو اس کو حد لگائے اور (اس کے بعد) ملامت نہ کرے پھر اگر تیسری بار زنا کرائے اور زنا ثابت ہو جائے تو اس کو بیچ ڈالے گو ایک بالوں کی رسی

وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ۔

ہی کے بدل۔

بَابٌ هَلْ يُسَافِرُ بِالْجَارِيَةِ قَبْلَ أَنْ يَسْتَبْرِأَهَا؟ وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بَأْسًا أَنْ يُقَبِّلَهَا أَوْ يُبَاشِرَهَا، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: إِذَا وُهِبَتِ الْوَلِيدَةُ الَّتِي تُوطَأُ أَوْ بِيعَتْ أَوْ عُتِقَتْ فَلْيُسْتَبْرَأْ رَحِمُهَا بِحَيْضَةٍ، وَلَا تُسْتَبْرَأُ الْعَذْرَاءُ، وَقَالَ عَطَاءٌ: لَا بَأْسَ أَنْ يُصِيبَ مِنْ جَارِيَتِهِ الْحَامِلِ مَا دُونَ الْفَرْجِ، وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى۔ إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ۔

باب:۔ اگر کوئی لونڈی خریدے تو استبراء سے پہلے اس کو سفر میں لے جا سکتا ہے یا نہیں[1] اور حسن بصری نے کہا اس سے بوسہ اور مباشرت کرنا کچھ برا نہیں[2] اور عبداللہ بن عمرؓ نے کہا جب کوئی ایسی لونڈی ہبہ کی جائے جس سے صحبت کی جاتی تھی یا بیچی جائے یا آزاد ہو تو ایک حیض تک استبراء کرنا چاہیے[3] اور کنواری کے لیے استبراء کی ضرورت نہیں اور عطاء بن ابی رباح نے کہا[4] اگر کسی کی لونڈی حاملہ ہو تو اس کی شرمگاہ کو چھوڑ کر دوسرے اعضا سے مزہ اٹھا سکتا ہے اور اللہ نے (سورۂ مومنون میں فرمایا) مگر اپنی بیبیوں یا لونڈیوں سے[5]۔

[1] استبراء کہتے ہیں لونڈی کا رحم پاک کرنے کو یعنی نئی لونڈی کوئی خریدے تو جب تک ایک حیض نہ آئے اس سے صحبت نہ کرے اور سفر میں لے جانے کا ذکر کیا کہ وہاں مساس اور مباشرت کی ضرورت پڑتی ہے۔ ۱۲ منہ [2] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا یعنے جب تک استبراء نہ ہو جماع کرنا منع ہے لیکن بوسہ اور چمٹانے میں قباحت نہیں ۱۲ منہ [3] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو عبدالرزاق نے ایوب سے انہوں نے نافع سے نکالا کہ ابن عمرؓ نے کہا کنواری کے لیے استبراء کی حاجت نہیں ۱۲ منہ [5] عطاء کے اثر کی نسبت حافظ نے لکھا نہ قسطلانی نے کہ اس کو کس نے وصل کیا ۱۲ منہ [6] آیت کے اطلاق سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ بیبیوں اور لونڈیوں سے مطلقاً مزہ اٹھانا درست ہے اب صرف جماع استبراء سے پہلے منع ہوا تو دوسرے مزے اٹھانا بدستور درست رہیں گے ۱۲ منہ

٤٣٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهُ جَمَالُ

ہم سے عبدالغفار بن داؤد نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے عمرو بن ابی عمرو سے انہوں نے انسؓ بن مالک سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر تشریف لائے جب اللہ تعالیٰ نے خیبر کا قلعہ فتح کرا دیا تو آپ سے حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب کی خوب صورتی بیان کی گئی

صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ، وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوسًا، فَاصْطَفَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فَخَرَجَ بِهَا حَتَّى بَلَغْنَا سَدَّ الرَّوْحَاءِ حَلَّتْ فَبَنَى بِهَا ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ صَغِيرٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آذِنْ مَنْ حَوْلَكَ، فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيمَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَفِيَّةَ، ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ، قَالَ: فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّي لَهَا وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ، ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيرِهِ فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ حَتَّى تَرْكَبَ۔

ان کا خاوند لڑائی میں مارا گیا تھا اور وہ نئی دلہن تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے لیے چن لیا پھر ان کو لے کر خیبر سے نکلے (وہ حیض سے تھیں) جب ہم لوگ سد الروحاء میں[1] پہنچے تو وہ حیض سے پاک ہوئیں آپ نے ان سے صحبت کی پھر ایک چھوٹے سے دسترخوان پر حیس[1] تیار کر کے رکھا اور (انسؓ) سے فرمایا جو لوگ آس پاس ہیں ان کو بلا لے یہی کھانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کے ولیمہ میں کھلایا پھر ہم مدینہ کو روانہ ہوئے انسؓ نے کہا میں نے (رستے میں) دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفیہ کے لیے اپنے پیچھے اونٹ پر کمبل سے گول گدہ بنا دیتے[2] پھر آپ اونٹ کے پاس بیٹھتے اور اپنا گھٹنا نیچے رکھتے صفیہؓ اپنا پاؤں آپ کے گھٹنے پر رکھ کر اونٹ پر چڑھ جاتیں[3]

[1] حیس ایک کھانا ہے جو کھجور اور گھی اور پنیر ملا کر بنایا جاتا ہے ۱۲ منہ [2] تاکہ حضرت صفیہؓ کو سخت چیز پر بیٹھنے سے تکلیف نہ ہو بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ کمبل کو اونٹ کے کوہان کے گرد باندھ کر آڑ کر لیتے اس لیے کہ آپ کے نکاح کے بعد وہ امہات المومنین میں داخل ہو گئیں۔ ۱۲ منہ [3] باب کا مطلب اس حدیث سے یوں نکلا کہ باوجودیکہ حضرت صفیہؓ حیض سے تھیں مگر آپ ان کو سفر میں ہمراہ لے گئے۔ ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ الْمَيْتَةِ وَالْأَصْنَامِ۔

باب:۔ مردار اور بتوں کا بیچنا

۴۳۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے انہوں نے جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ: إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهَا يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ، وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ، فَقَالَ: لَا، هُوَ حَرَامٌ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ: قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ، إِنَّ اللهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُومَهَا جَمَلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ، قَالَ أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ: كَتَبَ إِلَيَّ عَطَاءٌ: سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

علیہ وسلم سے سُنا جس سال مکہ فتح ہوا[1] آپ مکہ ہی میں فرماتے تھے بے شک اللہ اور اُس کے رسول نے شراب اور مردار اور سور اور بتوں کا بیچنا حرام کیا ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مردار کی چربی تو کشتیوں پر ملتے ہیں کھالوں پر لگاتے ہیں لوگ اُس سے روشنی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں وہ حرام ہے[2] پھر آپ نے اُسی وقت فرمایا اللہ یہودیوں کو تباہ کرے جب اللہ نے ان پر چربی حرام کی تو وہ اُس کو گلا کر بیچنے لگے اُس کی قیمت چکھی ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے کہا ہم سے عبدالحمید نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ابی حبیب نے کہا کہ عطاء بن ابی رباح نے مجھ کو لکھا میں نے جابرؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث۔

[1] یعنے ۸ھ ہجری میں ۱۲ منہ [2] اس کا مطلب اکثر علمائے نے یہ لکھا ہے کہ اُس کا بیچنا حرام ہے اور انہوں نے یہ کہا ہے کہ نفع اٹھانا اُس سے جائز ہے مثلاً کشتیوں پر لگانا یا روشنی کرنا بعضوں نے کہا کوئی نفع اٹھانا جائز نہیں سوا اس کے جس کی صراحت حدیث میں آگئی ہے یعنی چمڑا جب اُس کی دباغت کرلی جائے۔ اگر کوئی پاک چیز ناپاک ہو جائے جیسے لکڑی یا کپڑا تو اُس کی بیع جمہور کے نزدیک جائز ہے اور امام احمد اور ابن ماجشون نے کہا جائز نہیں۔ ۱۲ منہ

بَابُ ثَمَنِ الْكَلْبِ۔ باب۔ کُتّے کی قیمت[1]

[1] امام شافعی اور جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ مطلقاً کسی کتے کی بیع جائز نہیں سکھایا ہوا ہو یا بن سکھایا ہوا اور اگر کوئی اُس کو مار ڈالے تو اس پر ضمان نہیں آتا اور امام مالک کے نزدیک ضمان لازم ہوگا اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک فائدہ مند کتے کی بیع درست ہے۔ ۱۲ منہ

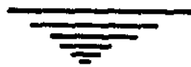
۴۳۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ، وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابو بکر بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابو مسعود انصاریؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور لونڈی کی خرچی اور نجومی کی اجرت سے منع فرمایا[1]

[1] عرب میں کاہن لوگ بہت تھے جو آیندہ کی باتیں لوگوں کو بتلایا کرتے ہندوستان میں بھی اب تک ہیں جن کو جوتشی اور نجومی اور پنڈت کہتے ہیں جو کوئی ان کے پاس کچھ پوچھنے کو جاتا وہ تھوڑی شیرینی یا نقد یا اسباب تحفہ کے طور پر لے جاتا یہ سب چیزیں حلوان میں داخل ہیں اور بالاتفاق حرام ہیں۔ ۱۲ منہ

۴۴۰۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: رَأَيْتُ أَبِي اشْتَرَى حَجَّامًا فَأَمَرَ بِمَحَاجِمِهِ فَكُسِرَتْ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ، وَثَمَنِ الْكَلْبِ، وَكَسْبِ الْأَمَةِ، وَلَعَنَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ، وَآكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرَ۔

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو عون بن ابی جحیفہ نے خبر دی انہوں نے کہا میرے باپ نے پچھنے لگانے والا غلام خریدا پھر انہوں نے اس کے ہتھیار توڑ ڈالے میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگانے کی اجرت اور کتے کی قیمت اور لونڈی کی کمائی (زنا یا حرام کی) سے منع فرمایا اور آپ نے گدنا گودنے والی اور گدانے والی اور سود کھانے والے اور کھلانے والے اور مورت بنانے والے سب پر لعنت کی۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كتاب السّلم

کتاب بیع سلم کے بیان میں

بَابُ السَّلَمِ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ۔

باب:۔ ماپ مقرر کر کے سَلم کرنا

لہ بیع سلم اس کو کہتے ہیں کہ ایک شخص دوسرے شخص کو نقد روپیہ یا اشرفیاں دے اور کہے کہ اتنی مدت کے بعد مجھ کو سو من گیہوں یا چاول اس قسم کے دینا یہ بالاجماع مشروع ہے صرف سعید بن مسیب نے اس میں اختلاف کیا ہے جو شخص روپیہ دے اس کو رب السلم کہتے ہیں اور جس کو دے اس کو مسلم الیہ اور جو مال دینا ٹھہرے اس کو مسلم فیہ کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ

٤٤١۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَالنَّاسُ يُسْلِفُونَ فِي الثَّمَرِ الْعَامَ وَالْعَامَيْنِ، أَوْ قَالَ: عَامَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً، شَكَّ إِسْمَاعِيلُ، فَقَالَ: مَنْ سَلَّفَ فِي تَمْرٍ فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ۔

ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا کہا ہم کو اسمٰعیل بن علیہ نے خبر دی کہا ہم کو عبداللہ بن ابی نجیح نے انہوں نے عبداللہ بن کثیر سے انہوں نے ابوالمنہال عبدالرحمٰن بن مطعم سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور لوگ میوے میں ایک سال یا دو سال یا دو سال یا تین سال کی میعاد پر سلم کیا کرتے تھے یہ شک اسمٰعیل کو ہوئی آپ نے فرمایا جو کوئی تم میں سے کھجور میں (یا میوے میں) سلم کرے وہ ماپ اور تول ٹھہرا کر لہ

لہ جو چیزیں ماپ کر بیچی جاتی ہیں ان میں ماپ ٹھہرا کر اور جو چیزیں تول سے بکتی ہیں ان میں تول ٹھہرا

کر سلم کرنا چاہیے اگر ماپ تول معین نہ ہوگی تو سلم درست نہ ہوگی اب جو چیزیں تول کر بکتی ہیں ان کو ماپ سے ٹھہرانا یا جو ماپ کر بکتی ہیں ان کو تول کر ٹھہرانا بھی درست ہے بعضوں نے پہلی صورت کو ناجائز رکھا ہے۔ ۱۲ منہ

---

٤٤٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ بِهٰذَا: فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ.

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو اسمٰعیل بن علیہ نے خبر دی انہوں نے ابن ابی نجیح سے یہی حدیث روایت کی اس میں بھی یہی ہے معین ماپ اور تول سے۔

بَابُ السَّلَمِ فِي وَزْنٍ مَعْلُومٍ.

باب، تول ٹھہرا کر سلم کرنا

٤٤٣ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ بِالتَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ، فَقَالَ: مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَفِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ.

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی کہا ہم کو ابن ابی نجیح نے انہوں نے عبداللہ بن کثیر سے انہوں نے ابوالمنہال سے انہوں نے عبداللہ بن عباس رضؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور لوگ کھجوریں دو برس اور تین برس کی میعاد پر سلم کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا جب کسی چیز میں کوئی سلم کرے تو معین ماپ اور معین تول معین میعاد ٹھہرا کر۔

٤٤٤ - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ نَجِيحٍ وَقَالَ: فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ.

ہم سے علی بن مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا مجھ سے ابن ابی نجیح نے انہوں نے یہی حدیث بیان کی اس میں یوں ہے معین میعاد ٹھہرا کر۔

٤٤٥ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ:

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے ابن ابی نجیح سے انہوں نے عبداللہ بن کثیر سے انہوں نے ابوالمنہال سے انہوں نے کہا میں نے ابن عباس رضؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ میں تشریف لائے)

فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ، وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ۔

پھر یہی حدیث بیان کی اس میں یوں ہے معین ماپ اور معین تول معین مدت ٹھہرا کر۔

٤٤٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ ابْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ أَوْ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الْمُجَالِدِ، قَالَ: اخْتَلَفَ عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ وَأَبُو بُرْدَةَ فِي السَّلَفِ فَبَعَثُونِي إِلَى ابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: إِنَّا كُنَّا نُسْلِفُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ، وَسَأَلْتُ ابْنَ أَبْزَى فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابن ابی مجالد سے دوسری سند اور ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے وکیع نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے محمد بن ابی مجالد سے انہوں نے کہا ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے کہا خبر دی مجھ کو محمد بن ابی مجالد یا عبداللہ بن ابی مجالد نے انہوں نے کہا عبداللہ بن شداد بن ہاد اور ابو بردہ عامر بن ابی موسیٰ نے سلم میں اختلاف کیا تو مجھ کو عبداللہ بن ابی اوفیٰ صحابی کے پاس پوچھنے کو بھیجا میں نے ان سے پوچھا انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے زمانہ میں گیہوں اور جوار منقی اور کھجور میں سلم کیا کرتے تھے اور میں نے عبدالرحمٰن بن ابزیٰ صحابی سے پوچھا انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔

بَابُ السَّلَمِ إِلَى مَنْ لَيْسَ عِنْدَهُ أَصْلٌ۔

باب۔ ایسے شخص سے سلم کرنا جس کے پاس اصل مال ہی نہیں ہے لے

لے مثلاً ایک شخص کے پاس کھجور نہیں ہے اور کسی نے اس سے کھجور لینے کے لیے سلم کی بعضوں نے کہا اصل سے مراد اس کی بنا ہے مثلاً غلہ کی اصل کھیتی ہے اور میوے کی اصل درخت ہے اس باب سے یہ غرض ہے کہ سلم کے جواز کے لیے اس مال کا مسلم الیہ کے پاس ہونا ضرور نہیں ۱۲ منہ

٤٤٧۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ: بَعَثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ وَأَبُو بُرْدَةَ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے ابواسحاق شیبانی نے کہا ہم سے محمد بن ابی المجالد نے انہوں نے کہا مجھ کو عبداللہ بن شداد اور ابو بردہ نے عبداللہ بن ابی

إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَا: سَلْهُ هَلْ كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْلِفُونَ فِي الْحِنْطَةِ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: كُنَّا نُسْلِفُ نَبِيطَ أَهْلِ الشَّامِ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّيْتِ، فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ، قُلْتُ: إِلَى مَنْ كَانَ أَصْلُهُ عِنْدَهُ؟ قَالَ: مَا كُنَّا نَسْأَلُهُمْ عَنْ ذٰلِكَ، ثُمَّ بَعَثَانِي إِلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبْزَى، فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْلِفُونَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ نَسْأَلْهُمْ: أَلَهُمْ حَرْثٌ أَمْ لَا؟

اوفیٰ کے پاس بھیجا یہ پوچھنے کو کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آپ کے زمانہ میں گیہوں میں سلم کیا کرتے تھے عبداللہ نے کہا ہاں ہم شام کے کاشتکاروں سے گیہوں اور جو اور زیتون میں سلم کیا کرتے تھے ایک معین ماپ اور معین میعاد ٹھہرا کر میں نے کہا ان لوگوں سے جن کے پاس یہ اصل مال ہوتے انہوں نے کہا ہم یہ کچھ نہیں پوچھتے لے پھر ان دونوں نے مجھ کو عبدالرحمن بن ابزی صحابیؓ کے پاس بھیجا میں نے ان سے بھی پوچھا انہوں نے کہا صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سلم کیا کرتے تھے اور ہم ان سے یہ نہیں پوچھتے تھے کہ ان کے پاس کھیتی ہے یا نہیں۔

لے یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے یعنے اس بات کو ہم دریافت نہیں کرتے کہ اس کے پاس مال ہے یا نہیں معلوم ہوا سلم ہر شخص سے کرنا درست ہے خواہ مسلم فیہ یا اس کی اصل اس کے پاس موجود ہو یا نہ ہو ۱۲ منہ

٤٤٨- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي مُجَالِدٍ بِهٰذَا، وَقَالَ: فَنُسْلِفُهُمْ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ، وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ وَقَالَ: وَالزَّيْتِ۔

ہم سے اسحاق بن شاہین نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن عبداللہ نے انہوں نے شیبانی سے انہوں نے محمد بن ابی مجالد سے یہی حدیث یوں بیان کی کہ ہم گیہوں اور جو میں سلم کیا کرتے تھے اور عبداللہ بن ولید نے سفیان سے یوں نقل کیا ہم سے شیبانی نے بیان کیا پھر یہی حدیث ذکر کی اس میں زیتون کا لفظ زیادہ ہے۔

٤٤٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ وَقَالَ: فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّبِيبِ۔

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے شیبانی سے انہوں نے منقیٰ ذکر کیا ہے۔

۴۵۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنَا عَمْرٌو قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْبَخْتَرِيِّ الطَّائِيَّ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يُؤْكَلَ مِنْهُ وَحَتَّى يُوزَنَ، فَقَالَ رَجُلٌ: مَا يُوزَنُ؟ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ إِلَى جَانِبِهِ: حَتَّى يُحْرَزَ، وَقَالَ مُعَاذٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرٍو قَالَ أَبُو الْبَخْتَرِيِّ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم کو عمرو بن مرہ نے خبر دی کہا میں نے ابوالبختری طائی سے سنا کہا میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا کھجور جو درخت پر لگی ہو اس میں سلم کرنا کیسا ہے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت پر کی کھجور بیچنا منع فرمایا جب تک وہ کھانے کے قابل نہ ہو جائے اور وزن کے لائق نہ ہو جائے ایک شخص بولا وزن سے کیا مراد ہے[1] جو شخص ان کے پاس بیٹھا تھا[2] اس نے کہا یعنی اندازہ کرنے کے لائق نہ ہو جائے[3] اور معاذ بن معاذ نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا انہوں نے عمرو سے کہ ابوالبختری نے کہا میں نے ابن عباسؓ سے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا پھر یہی حدیث بیان کی۔

[1] یہ خود ابوالبختری تھے جیسے آگے کی روایت سے نکلتا ہے اور حافظ نے کہا مجھے اس کا نام معلوم نہیں ہوا۔ ۱۲ منہ [2] اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا۔ ۱۲ منہ [3] اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک اس کی پختگی نہ کھل جائے اس وقت تک سلم جائز نہیں کیونکہ یہ سلم خاص درختوں کے پھل پر ہوئی اگر مطلق کھجوروں میں کوئی سلم کرے تو وہ جائز ہے گو درخت پر پھل نکلے بھی نہ ہوں یا مسلم الیہ کے پاس درخت ہی نہ ہوں اور بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث کاتب کی غلطی سے اس باب میں درج کی گئی ہے درحقیقت یہ اس کے بعد والے باب سے متعلق ہے۔ بعضوں نے کہا اسی باب سے متعلق ہے اور مطابقت یوں ہوتی ہے کہ جب معین درختوں کے سلم جائز نہ ہوئی تو معلوم ہوا کہ درختوں کے وجود سے سلم پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور اگر درخت نہ ہوں جو مال کی اصل ہیں جب بھی سلم جائز ہوگی اور باب کا مطلب یہی ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ۔

باب: درخت پر جو کھجور لگی ہو اس میں سلم کرنا

۴۵۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے ابوالبختری سعید بن فیروز سے انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کھجور جو درخت

عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ، فَقَالَ: نُهِيَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يَصْلُحَ وَعَنْ بَيْعِ الْوَرِقِ نَسَاءً بِنَاجِزٍ، وَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يُؤْكَلَ مِنْهُ، أَوْ يَأْكُلَ مِنْهُ، وَحَتَّى يُوزَنَ۔

پر لگی ہو اس میں سلم کرنے کو پوچھا انہوں نے کہا کھجور جب تک پکنے کو نہ آئے اس وقت تک اس کو بیچنا منع ہے اسی طرح چاندی کا سونے کے بدل ایک طرف نقد اور ایک طرف ادھار بیچنا منع ہے اور میں نے ابن عباسؓ سے درخت پر کی کھجور سلم کرنے کو پوچھا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت پر کی کھجور بیچنے سے منع فرمایا جب تک وہ کھانے اور وزن کرنے کے لائق نہ ہو جائے۔

۴۵۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ، فَقَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَصْلُحَ وَنَهَى عَنِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ نَسَاءً بِنَاجِزٍ، وَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يَأْكُلَ أَوْ يُؤْكَلَ، وَحَتَّى يُوزَنَ، قُلْتُ وَمَا يُوزَنُ؟ قَالَ رَجُلٌ عِنْدَهُ: حَتَّى يُحْرَزَ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے ابوالبختری سے انہوں نے کہا میں نے ابن عمرؓ سے پوچھا درخت پر کی کھجور میں سلم کرنے کو انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میوہ بیچنے سے اس وقت تک منع فرمایا جب تک اس کی پختگی شروع نہ ہو جائے اور چاندی کو سونے کے بدل ایک طرف نقد اور ایک طرف ادھار بیچنے سے بھی منع فرمایا اور میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور جو درخت پر ہو اس کا بیچنا منع کیا جب تک وہ کھانے کے لائق نہ ہو جائے اور وزن کے قابل نہ ہو جائے میں نے کہا وزن سے کیا مراد ہے؟ ایک شخص ان کے پاس بیٹھا تھا اس نے کہا یعنی اس کا اندازہ ہو جائے (پختگی آجائے)

بَابُ الْكَفِيلِ فِي السَّلَمِ۔

باب: سلم (یا قرض) میں ضمانت دینا۔

۴۵۳۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ: حَدَّثَنَا يَعْلَى: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: اشْتَرَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا مِنْ يَهُودِيٍّ

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم سے یعلی بن عبید اللہ نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود بن یزید سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے ادھار غلہ خریدا اور اپنی لوہے

بِنَسِيئَةٍ وَرَهَنَهُ دِرْعًا لَهُ مِنْ حَدِيدٍ۔ کی زرہ اس کے پاس گروی کر دی لہ

لہ تو زرہ بطور ضمانت کے یہودی کے پاس رہی معلوم ہوا سلم یا قرض میں اگر دوسرا کوئی شخص مسلم الیہ یا مدیوں کا ضامن ہو تو درست ہے ۱۲ منہ

بَابُ الرَّهْنِ فِي السَّلَمِ۔

باب: سلم یا قرض میں گروی رکھنا

۲۵۴۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ: تَذَاكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَفِ، فَقَالَ: حَدَّثَنِي الأَسْوَدُ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ وَارْتَهَنَ مِنْهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيدٍ۔

مجھ سے محمد بن محبوب نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے کہا ہم نے ابراہیم نخعی کے پاس قرض میں گروی رکھنے کا ذکر کیا انہوں نے کہا مجھ سے اسود بن یزید نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے معین وعدے پر غلہ خریدا اور اپنی لوہے کی زرہ (یہودی کو اعتبار آنے کے لیے) اس کے پاس گروی کر دی لہ

لہ یہ مسئلہ تو قرآن شریف سے ثابت ہے۔ اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ۔ اخیر تک پھر فرمایا فرہان مقبوضۃ یعنی ہاتھ میں گروی رکھ لو مرداوی نے جو ہمارے فقہاء حنابلہ میں سے ہیں یہ کہا کہ مسلم فیہ کے بدل گروی یا کفالت لینا درست نہیں اور ایک روایت امام احمد سے یہ ہے کہ درست ہے اور یہی زیادہ ظاہر ہے ۱۲ منہ

بَابُ السَّلَمِ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ،

باب: سلم میں میعاد معین ہونا چاہیے

وَبِهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو سَعِيدٍ وَالأَسْوَدُ وَالْحَسَنُ، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: لاَ بَأْسَ فِي الطَّعَامِ الْمَوْصُوفِ بِسِعْرٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ، مَا لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ فِي زَرْعٍ لَمْ يَبْدُ صَلاَحُهُ۔

ابن عباسؓ اور ابو سعید خدریؓ اور اسود اور حسن بصری کا یہی قول ہے لہ اور عبداللہ بن عمرؓ نے کہا اگر غلہ کا نرخ اور اس کی صفت بیان کر دی جائے تو میعاد معین کر کے اس میں سلم کرنے میں قباحت نہیں اگر یہ غلہ کسی خاص کھیت کا نہ ہو جو ابھی پکا نہ ہو لہ

لہ ابن عباسؓ کے قول کو شافعی نے اور ابو سعیدؓ کے قول کو عبدالرزاق نے اسود کے قول کو ابن ابی شیبہ

نے اور حسن بصری کے قول کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ ۲؎ اس کو امام مالک نے موطا میں وصل کیا ۱۲ منہ ۳؎ مثلاً اس قسم کا گیہوں یا اس قسم کے چاول یا اس قسم کی جواری میں لوں گا ۱۲ منہ ۴؎ یعنے اگر کسی خاص کھیت کے غلے میں یا کسی خاص درخت کے میوے میں سلم کرے اور ابھی وہ غلہ یا میوہ تیار نہ ہوا ہو تو سلم درست نہ ہوگی لیکن تیار ہو جانے کے بعد خاص کھیت اور خاص درخت کی پیداوار میں بھی سلم کرنا درست ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک غلہ یا میوہ پختگی پر نہ آیا ہو اس کا کوئی بھروسہ نہیں ہو سکتا کہ غلہ یا میوہ اترے گا یا نہیں۔ احتمال ہے کہ کسی آفت ارضی یا سماوی سے یہ غلہ اور میوہ تباہ ہو جائے پھر دونوں میں جھگڑا ہو۔ ۱۲ منہ

۴۵۵- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي الثِّمَارِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ، فَقَالَ: أَسْلِفُوا فِي الثِّمَارِ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ، وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ، وَقَالَ: فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے ابن ابی نجیح سے انہوں نے عبد اللہ بن کثیر سے انہوں نے ابو المنہال سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اس وقت لوگ میووں میں دو تین سال کی سلم کیا کرتے تھے آپؐ نے فرمایا میووں میں سلم کیا کرو ماپ متعین کر کے اور مدت متعین کر کے ۱؎ اور عبد اللہ بن ولید نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے ابن ابی نجیح نے بیان کیا اس میں یوں ہے معین ماپ اور معین وزن سے ۲؎

۱؎ امام بخاری نے یہ باب لا کر شافعیہ کا رد کر دیا جو سلم کو بن میعاد یعنے نقد بھی جائز رکھتے ہیں۔ حنفیہ اور مالکیہ امام بخاری کے موافق ہیں اب اس میں اختلاف ہے کہ کم سے کم کیا مدت ہونا چاہیے پندرہ دن سے لے کر آدھے دن تک کی مدت میں مختلف اقوال ہیں طحاوی نے تین دن کو کم سے کم مدت قرار دیا ہے امام محمد نے ایک مہینہ۔ ۱۲ منہ ۲؎ اس کو ابو سفیان نے اپنی جامع میں وصل کیا۔ ۱۲ منہ

۴۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو سفیان ثوری

سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ: أَرْسَلَنِي أَبُو بُرْدَةَ وَ عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَبْزَى وَعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، فَسَأَلْتُهُمَا عَنِ السَّلَفِ، فَقَالَا: كُنَّا نُصِيبُ الْمَغَانِمَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَأْتِينَا أَنْبَاطٌ مِنْ أَنْبَاطِ الشَّامِ فَنُسْلِفُهُمْ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّيْتِ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى، قَالَ: قُلْتُ: أَكَانَ لَهُمْ زَرْعٌ أَوْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ زَرْعٌ؟ قَالَا: مَا كُنَّا نَسْأَلُهُمْ عَنْ ذَلِكَ۔

نے انہوں نے سلیمان شیبانی سے انہوں نے محمد بن ابی مجالد سے انہوں نے کہا ابو بردہ نے (جو کوفہ کے قاضی تھے) اور عبداللہ بن شداد نے مجھ کو عبدالرحمٰن بن ابزی اور عبداللہ بن ابی اوفی کے پاس بھیجا میں نے ان دونوں سے سلم کو پوچھا انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوٹ کا پیسہ کماتے پھر شام کے نصاری ہمارے پاس آتے ہم ان سے گیہوں اور جو اور منقے میں سلم کیا کرتے ایک معین میعاد پر میں نے پوچھا ان کے پاس کھیتی ہوتی یا نہیں انہوں نے کہا ہم ان باتوں کو ان سے کچھ نہ پوچھتے۔

بَابُ السَّلَمِ إِلَى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ۔

باب سلم میں یہ میعاد لگانا کہ جب اونٹنی بچہ جنے[1]

[1] یہ جاہلیت کا رواج تھا مہینے اور دن تو معین نہ ہوتے جہالت اس درجہ کی تھی کہ اونٹنی کے جننے کو وعدہ ٹھہراتے گو اونٹنی اکثر قریب یکساں مدت میں جنتی ہے مگر پھر بھی آگے پیچھے کئی دن کا فرق ہو جاتا ہے اور یہ نزاع کا باعث ہو گا اس لیے ایسی مدت لگانے سے منع فرمایا۔ ۱۲ منہ

۴۵۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أَخْبَرَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانُوا يَتَبَايَعُونَ الْجَزُورَ إِلَى حَبَلِ الْحَبَلَةِ، فَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ، فَسَّرَهُ نَافِعٌ إِلَى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ مَا فِي بَطْنِهَا۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم کو جویریہ بنت اسماء نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا جاہلیت کے زمانہ میں لوگ اونٹ کو اس وعدے پر خریدتے جب تک پیٹ والی کا بچہ بڑا ہو کر نہ جنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا نافع نے کہا یعنی اونٹنی اپنا بچہ جنے جو اس کے پیٹ میں ہے۔[1]

[1] پھر اس کا بچہ بڑا ہو کر وہ بچہ جنے جیسے دوسری روایت میں اس کی تصریح ہے اس میعاد میں جہالت تھی دوسرے دھوکا تھا معلوم نہیں وہ کب بچہ جنتی ہے پھر اس کا بچہ زندہ بھی رہ جاتا ہے یا مر جاتا ہے اگر زندہ رہے تو کب حمل رہتا ہے کب وضع حمل ہوتا ہے ایسی میعاد اگر سلم میں لگائے تو سلم جائز نہ ہو گی گو عادۃً اس کا وقت معلوم بھی ہو سکے۔ ۱۲ منہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كتاب الشفعة

کتاب شفعہ کے بیان میں

السَّلَمُ فِي الشُّفْعَةِ

بَابُ الشُّفْعَةِ مَا لَمْ يُقْسَمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ فَلَا شُفْعَةَ.

باب: شفعہ اسی جائداد میں ہوتا جس کی تقسیم نہ ہوئی ہو جب حد بندی ہو جائے تو پھر شفعہ[1] نہ ہوگا۔

[1] شفعہ کہتے ہیں شریک یا ہمسائے کا حصہ وقت بیع کے اس کے شریک یا ہمسائے کو جبراً منتقل ہونا امام مالک کہتے ہیں ہر چیز میں شفعہ ہے اور امام احمد سے روایت ہے کہ جانور میں ہے اور کسی منقولہ جائداد میں نہیں اور شافعیہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ شفعہ صرف جائداد غیر منقولہ میں ہوگا اور شافعیہ کے نزدیک حق شفعہ صرف شریک کو ملے گا نہ ہمسایہ کو ابو حنیفہ کے نزدیک ہمسایہ کو بھی حق شفعہ ہے اور اہل حدیث نے اس کو اختیار کیا ہے ۱۲ منہ

۴۵۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ، وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ، فَلَا شُفْعَةَ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد نے کہا ہم سے معمر نے انہوں نے زہری سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے انہوں نے جابر بن عبداللہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس چیز میں شفعہ کا حکم دیا جس کی تقسیم نہ ہوئی ہو جب حد بندی ہو جائے اور ہر ایک راستہ الگ الگ ٹھہر جائے تو شفعہ نہیں رہے گا[1]

بَابُ عَرْضِ الشُّفْعَةِ عَلَى صَاحِبِهَا قَبْلَ الْبَيْعِ، وَقَالَ الْحَكَمُ: إِذَا أَذِنَ

باب: شفیع پر شفعہ پیش کرنا بیع سے پہلے اور حکم بن عتیبہ نے کہا اگر شفیع نے بیع کی اجازت دیدی بیع

لَهُ قَبْلَ الْبَيْعِ فَلَا شُفْعَةَ لَهُ، وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: مَنْ بِيعَتْ شُفْعَتُهُ وَهُوَ شَاهِدٌ لَا يُغَيِّرُهَا فَلَا شُفْعَةَ لَهُ۔

سے پہلے تو پھر اس کو شفعہ کا حق نہ رہے گا[1] اور شعبی نے کہا اگر جائداد بیچی گئی اور شفیع وہاں موجود ہے لیکن اس نے کوئی اعتراض نہیں کیا تو شفعہ کا حق جاتا رہا۔

[1] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔ ۱۲ منہ [2] اس کو بھی ابن ابی شیبہ نے وصل کیا قسطلانی نے کہا امام ابوحنیفہ اور شافعی اور مالک کا مذہب یہ ہے کہ اگر شریک نے شفیع کو بیع کی خبر دی اور اس نے بیع کی اجازت دی پھر شریک نے بیع کی تو شفیع کو حقِ شفعہ نہیں پہنچے گا اور اس میں اختلاف ہے کہ بائع کو شفیع کا خبر دینا واجب ہے یا مستحب ۱۲ منہ

۴۵۹۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ ابْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ قَالَ: وَقَفْتُ عَلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَجَاءَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى إِحْدَى مَنْكِبَيَّ إِذْ جَاءَ أَبُو رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا سَعْدُ ابْتَعْ مِنِّي بَيْتَيَّ فِي دَارِكَ، فَقَالَ سَعْدٌ: وَاللهِ مَا أَبْتَاعُهُمَا، فَقَالَ الْمِسْوَرُ: وَاللهِ لَتَبْتَاعَنَّهُمَا، فَقَالَ سَعْدٌ: وَاللهِ لَا أَزِيدُكَ عَلَى أَرْبَعَةِ آلَافٍ مُنَجَّمَةٍ أَوْ مُقَطَّعَةٍ، قَالَ أَبُو رَافِعٍ: لَقَدْ أُعْطِيتُ خَمْسَمِائَةِ دِينَارٍ، وَلَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ مَا أَعْطَيْتُكَهَا بِأَرْبَعَةِ آلَافٍ وَأَنَا أُعْطَى بِهَا خَمْسَمِائَةِ دِينَارٍ، فَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ۔

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی کہا مجھ کو ابراہیم بن میسرہ نے انہوں نے عمرو بن شرید سے انہوں نے کہا میں سعد بن ابی وقاص کے پاس کھڑا تھا اتنے میں مسور بن مخرمہ آئے انہوں نے اپنا ہاتھ میرے ایک مونڈھے پر رکھا اتنے میں ابو رافع آئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے انہوں نے کہا اے سعد تم میرے دونوں گھر جو تمہارے محلے میں ہیں خرید لو سعد نے کہا خدا کی قسم میں تو نہیں خریدتا مسور نے کہا خدا کی قسم تم کو خریدنا ہو گا تب سعد نے کہا اچھا میں چار ہزار درم دیتا ہوں بس وہ بھی کئی قسطوں میں ابو رافع نے کہا مجھ کو تو ان گھروں کے پانسو دینار ملتے ہیں (جس کے پانچ ہزار درم ہوئے) اور اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا آپ فرماتے تھے ہمسایہ اپنے نزدیکی کی وجہ سے زیادہ مستحق ہے تو میں تم کو چار ہزار درم کے بدل یہ گھر کبھی نہ دیتا خصوصاً جب کہ مجھ کو ان کے پانچ سو دینار ملتے تھے آخر ابو رافع نے وہ گھر سعد کو دے دیے[1]

[1] یہ حدیث بظاہر حنفیہ کی دلیل ہے کہ ہمسایہ کو شفعہ کا حق ہے شافعیہ اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ مراد

وہ ہمسایہ ہے جو جائداد مبیعہ میں شریک بھی ہو تاکہ حدیثوں میں اختلاف نہ رہے ۱۲ منہ

بَابٌ أَيُّ الْجِوَارِ أَقْرَبُ؟

باب۔ کون ہمسایہ زیادہ حق دار ہے[1]

[1] معلوم ہوا کہ امام بخاری بھی امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ متفق ہیں کہ ہمسایہ کو حق شفعہ ہے ۱۲ منہ

۴۶۰۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ لِي جَارَيْنِ فَإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِي؟ قَالَ: إِلَى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا.

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے دوسری سند اور ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے شبابہ نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے ابو عمران نے کہا میں نے طلحہ بن عبداللہ سے سنا انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا میں نے کہا یا رسول اللہ میرے دو پڑوسی ہیں ان میں سے (پہلے) میں کس کو تحفہ بھیجوں آپ نے فرمایا جس کا دروازہ تجھ سے زیادہ نزدیک ہو[1]

[1] قسطلانی نے کہا اس سے شفعہ کا جواز ثابت نہیں ہوتا حافظ نے کہا کہ ابو رافع کی حدیث ہمسایہ کے لیے حق شفعہ ثابت کرتی ہے اب اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ اگر کئی ہمسائے ہوں تو وہ ہمسایہ حق شفعہ میں مقدم سمجھا جائے گا جس کا دروازہ آنے جانے کا جائداد مبیعہ سے زیادہ نزدیک ہے ۱۲ منہ

نواں پارہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ہے نہایت رحم والا

کِتَابُ الْاِجَارَةِ — کتاب اجارہ کے بیان میں

فِی الْاِجَارَاتِ — اجاروں[1] کا بیان

[1] اجارہ لغت میں اجرت کو کہتے ہیں اور شرعاً اجارہ یہ ہے کہ عقد ہے منفعت مقصودہ پر جو معلوم اور معین ہو اور وہ منفعت اس قابل ہو کہ کسی کو اس کا اٹھانا اور لینا جائز ہو بعوض ایک بدل معین کے ۱۲ قسطلانی

بَابُ اسْتِئْجَارِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ، وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى - إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ - وَالْخَازِنُ الْأَمِينُ وَمَنْ لَمْ يَسْتَعْمِلْ مَنْ أَرَادَهُ -

باب: اچھے نیک شخص کو مزدوری پر رکھنا[1] اور اللہ نے سورۂ قصص میں فرمایا اچھا مزدور جو تو رکھے وہ ہے جو زور دار امانت دار ہو[2] اور امانت دار خزانچی کا ثواب اور اس کا بیان کہ جو شخص حکومت کی درخواست کرے اس کو حکومت نہ دی جائے[3]

[1] اس باب کے لانے سے یہ غرض ہے کہ کوئی یہ وہم نہ کرے کہ نیک اور اچھے شخصوں سے مزدوری لینا مناسب نہیں کیونکہ اس میں ان کو ذلیل سمجھنا ہے ۱۲ قسط [2] یہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب کی صاحبزادی کی زبان پر فرمایا انہوں نے اپنے والد سے گھر پہنچ کر یہ کہا باوا ایسا زبردست اور امانت دار نوکر تو ملنے کا نہیں حضرت شعیب نے پوچھا تجھے کیونکر معلوم ہوا انہوں نے کہا وہ پتھر جس کو بمشکل دس آدمی اٹھاتے تھے اس نے یعنے حضرت موسیٰ نے اکیلے اٹھا کر پھینک دیا اور میں اس کے آگے چل رہی تھی میرا کپڑا ہوا میں اڑنے لگا تو اس نے کہا میرے پیچھے پیچھے چل اگر میں غلط راستے پر چلوں تو پیچھے سے ایک کنکری سیدھے راستے پر پھینک دے مجھ کو راستہ معلوم ہو جائے گا۔ سبحان اللہ یہ جوانی یہ حسن اور یہ قوت اور اس پر ایسی پاک بازی اور نیک چلنی اور

خدا ترسی۔ سچ ہے ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات ۱۲ منہ [۳] یہ بڑا عمدہ کلیہ ہے جس کو عموماً ہر ایک بادشاہ اور حاکم کو ملحوظ رکھنا چاہیے جو شخص نوکری اور خدمت کی درخواست کرے اور اس کے حاصل کرنے کے لیے وسیلہ ڈھونڈے اس کو ہرگز خدمت نہ دینا چاہیے اور جو شخص نوکری کرنے سے بھاگے اور خدمت سے نفرت کرے اس کو خدمت پر مقرر کرنا چاہیے وہ ضرور ایمان داری اور خیر خواہی سے کام کرے گا۔ ۱۲ منہ

٤٦١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَدِّي أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْخَازِنُ الْأَمِينُ الَّذِي يُؤَدِّي مَا أُمِرَ بِهِ طَيِّبَةً نَفْسُهُ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقَيْنِ۔

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ابوبردہ (بریدبن عبداللہ) سے کہا مجھ کو میرے دادا ابوبردہ (عامر) نے خبر دی انہوں نے اپنے باپ ابوموسیٰ اشعریؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امانت دار خزانچی (داروغہ) کو جو حکم دیا جائے وہ اپنے مالک کی دلائی ہوئی رقم (پوری پوری) خوشی سے ادا کرے اس کو بھی خیرات کا ثواب ملے گا[۱]

[۱] اس حدیث کا تعلق کتاب الاجارہ سے یہ ہے کہ خزانچی بھی آخر ایک طرح کا مزدور یعنی نوکر ہے ۱۲ منہ

٤٦٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِي رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ فَقُلْتُ: مَا عَلِمْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ، قَالَ: لَنْ، أَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے قرہ بن خالد سے انہوں نے کہا مجھ سے حمید بن ہلال نے بیان کیا کہا ہم سے ابوبردہؓ نے انہوں نے ابوموسیٰ اشعری سے انہوں نے کہا میں یمن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میرے ساتھ اشعری قبیلے کے دو مرد بھی تھے[۱] انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی خدمت کی درخواست کی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ خدمت چاہتے ہیں آپ نے فرمایا ہم جو کوئی خدمت مانگے اس کو ہرگز خدمت نہیں دیتے[۲]

[۱] ان کے نام معلوم نہیں ہوئے ۱۲ منہ [۲] کیونکہ اس کی نسبت گمان پیدا ہوتا ہے کہ چکھنے اور خیانت کی نیت رکھتا ہے ورنہ نوکری کی خواہش کیوں کرتا روٹی کمانے کے اللہ نے بہت سے ذریعے رکھے ہیں جیسے تجارت صنعت حرفت کاشتکاری وغیرہ ان سب کو چھوڑ کر سرکار کی تابعداری اور غلامی پر مرے جاتا اس کے لیے درخواستیں

دینا ضرور علت سے خالی نہیں ہے اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ بادشاہ یا حاکم اپنے گمان کی وجہ سے کسی شخص کو خدمت سے محروم کر سکتا ہے گو شہادت سے باقاعدہ ثبوت نہ ہو ۱۲ منہ

بَابُ رَعْيِ الْغَنَمِ عَلَى قَرَارِيطَ۔

باب: کئی قیراط تنخواہ پر بکریاں چرانا[1]

[1] قیراط آدھے دانق کو کہتے ہیں وزن میں پانچ جو کے برابر ہر پیغمبر نے جو پہلے بکریاں چرائی ہیں اس میں حکمت یہ ہے کہ بکریوں کے اوپر رحم اور شفقت کرنے کی ان کو عادت ہو اور رفتہ رفتہ آدمیوں کے چرانے کی ان کو صلاحیت اور قابلیت پیدا ہو۔ ۱۲ منہ

۴۶۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا بَعَثَ اللهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ، فَقَالَ أَصْحَابُهُ: وَأَنْتَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ۔

ہم سے احمد بن محمد مکی نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ نے انہوں نے اپنے دادا سعید بن عمرو سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ نے کوئی پیغمبر ایسا نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا اور آپ نے بھی چرائیں۔ آپ نے فرمایا ہاں میں چند قیراط تنخواہ پر مکہ والوں کی بکریاں چراتا تھا۔

بَابُ اسْتِئْجَارِ الْمُشْرِكِينَ عِنْدَ الضَّرُورَةِ، أَوْ إِذَا لَمْ يُوجَدْ أَهْلُ الْإِسْلَامِ، وَعَامَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُودَ خَيْبَرَ۔

باب: اگر مسلمان مزدور نہ ملے تو ضرورت کے وقت مشرک سے خدمت لینا[1] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کو کھیتی باڑی کے کام پر رکھا ان سے بٹائی کا معاملہ کیا۔

[1] معلوم ہوا بلا ضرورت مسلمان کو چھوڑ کر کافر کو نوکر رکھنا اس سے مزدوری لینی منع ہے کافر حربی ہو یا ذمی امام بخاری کا یہی مذہب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کو کاشتکاری پر اس وجہ سے قائم رکھا کہ اس وقت مسلمان کاشتکار ایسے موجود نہ تھے جو خیبر کو آباد رکھتے اگر آپ یہودیوں کو فوراً نکال دیتے تو خیبر اجاڑ ہو جاتا مسلمانوں کی آمدنی میں بڑا نقصان پڑتا حضرت عمرؓ نے اپنے وقت میں ان کو نکال باہر کیا کس لیے کہ مسلمانوں کی تعداد اور آبادی بڑھ گئی تھی اب کافروں سے کام لینے کی کوئی ضرورت نہ رہی تھی ابن بطال نے کہا مسلمان کافر کی نوکری اور مزدوری نہ کرے کیونکہ اس میں مسلمان کی ذلت ہے ۱۲ منہ

٤٦٤ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: وَاسْتَأْجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيلِ، ثُمَّ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا، الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ، قَدْ غَمَسَ يَمِينَ حِلْفٍ فِي آلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ، وَهُوَ عَلَى دِينِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ، فَأَمِنَاهُ، فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَأَوْعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، فَأَتَاهُمَا بِرَاحِلَتَيْهِمَا صَبِيحَةَ لَيَالٍ ثَلَاثٍ فَارْتَحَلَا وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيلُ الدِّيلِيُّ، فَأَخَذَ بِهِمْ أَسْفَلَ مَكَّةَ وَهُوَ طَرِيقُ السَّاحِلِ.

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی انہوں نے معمر سے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے (ہجرت کا قصہ نقل کیا) اور کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ نے راستہ بتلانے کے لیے بنی دیل کے ایک مرد کو نوکر رکھا جو بنی عبد بن عدی کے خاندان میں سے تھا وہ راستہ بتلانے میں خوب ہوشیار تھا اور اس نے اپنا ہاتھ (پانی وغیرہ میں ڈبو کر) عاص بن وائل کے خاندان سے عہد کیا تھا اس کا دین وہی تھا جو قریش کے کافروں کا تھا غرض دونوں نے اس کا بھروسہ کیا اور اپنی اونٹنیاں اس کے حوالے کر دیں اور اس سے یہ ٹھہرایا کہ تین راتوں کے بعد اونٹنیاں لے کر غار ثور پر آ جائے وہ تیسری رات کی صبح (جیسا ٹھہرا تھا) اونٹنیاں لے کر آیا دونوں روانہ ہوئے اور ان کے ساتھ عامر بن فہیرہ (ابوبکرؓ کا غلام بھی تھا) اور یہ راستہ بتلانے والا دیل قبیلے کا ان کو سمندر کے کنارے کنارے لے گیا۔

بَابٌ إِذَا اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا لِيَعْمَلَ لَهُ بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، أَوْ بَعْدَ شَهْرٍ، أَوْ بَعْدَ سَنَةٍ جَازَ، وَهُمَا عَلَى شَرْطِهِمَا الَّذِي اشْتَرَطَاهُ إِذَا جَاءَ الْأَجَلُ.

باب: کوئی شخص کسی مزدور کو اس غرض سے رکھے کہ تین دن یا ایک مہینے یا ایک سال کے بعد یہ کام کرے تو درست ہے[1] اور جب وہ وقت آئے جو ٹھہرا تھا تو دونوں اپنی شرط پر قائم رہیں گے۔

[1] اس باب کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ اجارہ میں یہ امر ضرور نہیں کہ جس وقت سے اجارہ شروع ہو اسی وقت سے کام شروع کرے اسماعیلی نے یہ اعتراض کیا ہے کہ باب کی حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ ابوبکر صدیقؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے یہ شرط لگائی تھی کہ وہ تین دن کے بعد اپنا کام شروع کرے۔ ۱۲ منہ

---

٤٦٥ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ: قَالَ ابْنُ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے عقیل سے کہ ابن شہاب نے کہا مجھ کو عروہ بن

شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: وَاسْتَأْجَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيلِ هَادِيًا خِرِّيتًا وَهُوَ عَلَى دِينِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ، فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلَاثٍ۔

زبیر نے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں۔ یہ بیان کیا (ہجرت کا قصہ ذکر کیا اور کہا کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بنی دیل کے ایک شخص کو ہوشیار راستہ بتانے والا مقرر کیا مزدوری پر وہ قریش کافروں کا دین رکھتا تھا دونوں نے اپنی اونٹنیاں اس کے حوالے کر دیں اور کہہ دیا تین راتوں کے بعد یعنی تیسری رات کی صبح کو یہ اونٹنیاں لے کر غار ثور پر آجانا۔

بَابُ الْأَجِيرِ فِي الْغَزْوِ۔

باب: جہاد میں مزدور لے جانا

٤٦٦۔ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ يَعْلَى، عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَكَانَ مِنْ أَوْثَقِ أَعْمَالِي فِي نَفْسِي، فَكَانَ لِي أَجِيرٌ فَقَاتَلَ إِنْسَانًا، فَعَضَّ أَحَدُهُمَا إِصْبَعَ صَاحِبِهِ، فَانْتَزَعَ إِصْبَعَهُ فَأَنْدَرَ ثَنِيَّتَهُ فَسَقَطَتْ، فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ، وَقَالَ: أَفَيَدَعُ إِصْبَعَهُ فِي فِيكَ تَقْضَمُهَا؟ قَالَ: أَحْسِبُهُ قَالَ كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ، قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ جَدِّهِ بِمِثْلِ هَذِهِ الصِّفَةِ: أَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَأَنْدَرَ ثَنِيَّتَهُ فَأَهْدَرَهَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی کہا مجھ کو عطاء بن ابی رباح نے انہوں نے صفوان بن یعلی سے انہوں نے یعلی بن امیہ سے انہوں نے کہا میں جیش عسرۃ (جنگ تبوک) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا تھا مجھے اپنے سارے نیک عملوں میں اس کا بڑا بھروسہ تھا اور میرے ساتھ ایک مزدور بھی تھا وہ ایک آدمی سے لڑ بیٹھا دونوں میں سے کسی نے دانت سے دوسرے کی انگلی کاٹی اس نے جو اپنی انگلی کھینچی تو دوسرے کا دانت نکل پڑا پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فریادی ہوا۔ آپ نے اس کے دانت کا کچھ بدلہ نہ دلایا اور فرمایا کیا وہ اپنی انگلی تیرے منہ میں رہنے دیتا اور تو اس کو اونٹ کی طرح چباجاتا ابن جریج نے کہا اور مجھ سے عبد اللہ بن ابی ملیکہ نے اپنے دادا (زہیر بن عبد اللہ) سے یہی قصہ نقل کیا کہ ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ کاٹا اس نے دانت نکال لیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دانت کا بدلہ کچھ نہ دلایا۔

بَابٌ إِذَا اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَبَيَّنَ لَهُ الْأَجَلَ وَلَمْ يُبَيِّنِ الْعَمَلَ لِقَوْلِهِ. إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ. إِلَى قَوْلِهِ. عَلَى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ. يَأْجُرُ فُلَانًا: يُعْطِيهِ أَجْرًا، وَمِنْهُ فِي التَّعْزِيَةِ: آجَرَكَ اللَّهُ.

باب: ایک شخص کو ایک میعاد کے لیے نوکر رکھنا اور کام نہ بیان کرنا[1] جیسے سورہ قصص میں اللہ نے فرمایا میں چاہتا ہوں ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تجھ سے کردوں اخیر آیت واللہ علی مانقول وکیل تک عرب لوگ کہتے ہیں یاجر فلانا یعنی فلانے کو مزدوری دیتا ہے اور تعزیت میں کہتے ہیں آجرک اللہ یعنی اللہ تجھ کو اس کا بدل دے۔

[1] معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری نے اس آیت سے دلیل لے کر اس کو جائز رکھا ہے کہ اجارہ میں کام کی تصریح اور تعین نہ کی جائے اور جمہور علماء کے نزدیک یہ جائز نہیں۔ ابن منیر نے کہا امام بخاری کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عمل مجہول ہو جب بھی اجارہ جائز ہے بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ عمل کو زبان سے بیان کرنا کچھ شرط نہیں ہے جب قرائن حال سے وہ معلوم ہو ۱۲ منہ

بَابٌ إِذَا اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا عَلَى أَنْ يُقِيمَ حَائِطًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ جَازَ.

باب: اگر کوئی شخص کسی کو اس کام پر مقرر کرے کہ ایک گرتی دیوار سیدھی کردے تو درست ہے[1]

[1] حافظ نے کہا اس حدیث کی بحث اللہ چاہے تو کتاب التفسیر میں آئے گی اور یہ استدلال جب پورا ہوگا کہ اگلی شریعتیں ہمارے لیے بھی شریعت ہونگی اور اس مسئلہ میں اختلاف ہے جو علم اصول میں بیان کیا گیا ۱۲ منہ

---

٤٦٧ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ: أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ: عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ، وَغَيْرُهُمَا قَالَ: قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ، قَالَ سَعِيدٌ:

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی ان کو ابن جریج نے کہا مجھ کو یعلی بن مسلم اور عمرو بن دینار نے خبر دی انہوں نے سعید بن جبیر سے یعلی اور عمرو ایک دوسرے سے کچھ زیادہ بیان کرتے ہیں ابن جریج نے کہا میں نے یہ حدیث اوروں سے بھی سنی ہے وہ بھی سعید بن جبیر سے نقل کرتے تھے کہ مجھے ابن عباسؓ نے کہا مجھ سے ابی بن کعب نے بیان کیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (خضر اور موسیٰ کے قصے میں) فرمایا دونوں چلے انہوں نے ایک دیوار دیکھی جو گرا چاہتی تھی سعید نے کہا خضر نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ

بِيَدِهِ هٰكَذَا، وَرَفَعَ يَدَهُ فَاسْتَقَامَ، قَالَ يَعْلَى: حَسِبْتُ أَنَّ سَعِيدًا قَالَ: فَمَسَحَهُ بِيَدِهِ فَاسْتَقَامَ- لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا- قَالَ سَعِيدٌ: أَجْرًا نَأْكُلُهُ-

کیا اور ہاتھ اٹھایا وہ دیوار سیدھی ہوگئی یعلی نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ سعید نے یہ کہا خضر نے اپنا ہاتھ اس دیوار پر پھیر دیا تھا اور وہ سیدھی ہوگئی تب موسیٰ کہنے لگے تم چاہتے تو اس کام کی مزدوری لیتے سعید نے کہا یعنی اجرت تو ہم اس کو کھاتے۔

بَابُ الْإِجَارَةِ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ-

باب: آدھے دن کے لیے مزدور لگانا[1]

[1] امام بخاری کی غرض ان بابوں کے لانے سے یہ ہے کہ اجارے کے لیے یہ ضرور نہیں کہ کم سے کم ایک دن کی مدت ہو بلکہ اس سے کم مدت بھی درست ہے ۱۲ منہ

۴۶۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ أُجَرَاءَ، فَقَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ غُدْوَةٍ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ؟ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيرَاطٍ؟ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى، ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنَ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ عَلَى قِيرَاطَيْنِ فَأَنْتُمْ هُمْ، فَغَضِبَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فَقَالُوا: مَا لَنَا أَكْثَرَ عَمَلًا وَأَقَلَّ عَطَاءً؟ قَالَ: هَلْ نَقَصْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَذٰلِكَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ،

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے مزدور لگائے اور کہا کہ ایک قیراط کے بدل صبح سے دوپہر دن تک کون مزدوری کرتا ہے یہ کام یہود نے کیا پھر کہنے لگا دوپہر سے لے کر عصر کی نماز تک[2] ایک قیراط کے بدل کون کام کرتا ہے یہ کام نصاریٰ نے کیا پھر کہنے لگا عصر سے لے کر سورج ڈوبنے تک دو قیراط کے بدل کون کام کرتا ہے یہ کام تم مسلمانوں نے کیا تو یہود اور نصاریٰ کو غصہ آیا وہ کہنے لگے واہ (یہ عجیب انصاف ہے) کام تو ہم نے زیادہ کیا اور مزدوری کم لیں۔ وہ شخص کہنے لگا کیا میں نے تمہارا کچھ حق دبا لیا۔ انہوں نے کہا نہیں تب اس نے کہا اس میں تمہارا کیا اجارا ہے) یہ میرا احسان ہے میں جس پر چاہوں کروں[3]

لہ یعنے عصر کی نماز شروع ہونے تک یا ختم ہونے تک اب یہ استدلال صحیح نہ ہوگا کہ عصر کا وقت دو مثل تک رہتا ہے حافظ نے کہا دوسری روایت میں جو امام بخاری نے توحید میں نکالی یہ ہے کہ ایسا کہنے والے صرف یہودی تھے اور ان کے وقت کا مسلمانوں کے وقت سے زیادہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں اسماعیلی نے کہا اگر دونوں فرقوں نے یہ کہا ہو تب بھی حنفیہ کا استدلال چل نہیں سکتا کس لیے کہ نصاریٰ نے اپنا عمل جو زیادہ قرار دیا وہ یہود کا زمانہ ملا کر کیونکہ نصاریٰ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ دونوں پر ایمان لائے تھے حافظ نے کہا ان تاویلات کی ضرورت نہیں کس لیے کہ ظہر سے لے کر عصر تک کا زمانہ اس سے زیادہ ہوتا ہے جتنا عصر اور مغرب کے بیچ میں ہوتا ہے۔ ۱۲ منہ ٢ اس میں اہل سنت کی دلیل ہے کہ ثواب دینا اللہ کی طرف سے بطور احسان ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ الْإِجَارَةِ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ

باب: عصر کی نماز تک مزدور لگانا لہ

لہ اس روایت میں گو یہ صراحت نہیں ہے کہ نصاریٰ نے عصر کی نماز تک کام کیا مگر یہ مضمون اس سے نکلتا ہے کہ تم مسلمانوں نے عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک کام کیا کیونکہ مسلمانوں کا عمل نصاریٰ کے عمل کے بعد شروع ہوا ہوگا۔ ۱۲ منہ

---

٤٦٩ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ دِينَارٍ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَالْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا، فَقَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ؟ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ، ثُمَّ عَمِلَتِ النَّصَارَى عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ ثُمَّ أَنْتُمُ الَّذِينَ تَعْمَلُونَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغَارِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ، فَغَضِبَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے جو عبداللہ بن عمرؓ کے غلام تھے انہوں نے عبداللہ بن عمر بن خطابؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے مزدور لگائے تو کہنے لگا ایک ایک قیراط لے کر دوپہر دن تک کون کام کرتا ہے۔ یہود نے ایک ایک قیراط کے بدل کام کیا۔ پھر نصاریٰ نے (عصر تک) ایک ایک قیراط پر کام کیا پھر تم مسلمانوں نے عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک کام کیا دو دو قیراط پر یہ حال دیکھ کر یہود اور نصاریٰ کو غصہ آیا وہ کہنے لگے کام تو ہم نے زیادہ کیا اور ہم ہی کو مزدوری کم ملی اس شخص نے کہا

وَقَالُوا: نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقَلُّ عَطَاءً، قَالَ: هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَذَلِكَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ۔

کیا جو تم سے ٹھہرا تھا اس میں سے میں نے کچھ دبا رکھا۔ وہ بولے نہیں تب اس نے کہا پھر میں جس پر چاہوں احسان کروں (تم کون)

بَابُ إِثْمِ مَنْ مَنَعَ أَجْرَ الْأَجِيرِ۔

باب جو شخص مزدور کی مزدوری نہ دے اس پر کتنا گناہ ہوگا۔

۴۷۰۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللهُ تَعَالَى: ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ۔

ہم سے یوسف بن محمد نے بیان کیا کہا مجھ سے یحییٰ بن سلیم نے انہوں نے اسمٰعیل بن امیہ سے انہوں نے سعید بن ابی سعید سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قیامت کے دن میں تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا ایک تو وہ جس نے میرا نام لے کر عہد کیا پھر فریب کیا دوسرے وہ جس نے آزاد کو بیچ کر اس کا مول کھایا تیسرے جس نے مزدور سے پوری محنت لی پھر اس کی مزدوری نہ دی۔

بَابُ الْإِجَارَةِ مِنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ۔

باب: عصر سے لے کر رات تک مزدور لگانا۔

۴۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ الْمُسْلِمِينَ وَالْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ قَوْمًا يَعْمَلُونَ لَهُ عَمَلًا يَوْمًا إِلَى اللَّيْلِ عَلَى أَجْرٍ مَعْلُومٍ، فَعَمِلُوا لَهُ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ، فَقَالُوا: لَا حَاجَةَ لَنَا إِلَى أَجْرِكَ الَّذِي شَرَطْتَ لَنَا وَمَا

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے برید بن عبد اللہ سے انہوں نے ابو بردہ سے انہوں نے ابو موسیٰؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا مسلمانوں کی اور یہود کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک معین اجرت پر صبح سے لے کر رات تک کام کرنے کے لیے مزدور لگائے انہوں نے دوپہر تک کام کیا پھر کہنے لگے ہم تیری اجرت سے دھائےع جو تو نے ٹھہرائی تھی اور ہماری محنت

ع یعنی ہم کو حاجت نہیں۔ مصحح

عَمِلْنَا بَاطِلٌ، فَقَالَ لَهُمْ: لَا تَفْعَلُوا، أَكْمِلُوا بَقِيَّةَ عَمَلِكُمْ وَخُذُوا أَجْرَكُمْ كَامِلًا، فَأَبَوْا وَتَرَكُوا، وَاسْتَأْجَرَ آخَرِينَ بَعْدَهُمْ، فَقَالَ: أَكْمِلُوا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ هَذَا، وَلَكُمُ الَّذِي شَرَطْتُ لَهُمْ مِنَ الْأَجْرِ، فَعَمِلُوا حَتَّى إِذَا كَانَ حِينُ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَالُوا: لَكَ مَا عَمِلْنَا بَاطِلٌ وَلَكَ الْأَجْرُ الَّذِي جَعَلْتَ لَنَا فِيهِ، فَقَالَ لَهُمْ أَكْمِلُوا بَقِيَّةَ عَمَلِكُمْ فَإِنَّ مَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ شَيْءٌ يَسِيرٌ، فَأَبَوْا، فَاسْتَأْجَرَ قَوْمًا أَنْ يَعْمَلُوا لَهُ بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ وَاسْتَكْمَلُوا أَجْرَ الْفَرِيقَيْنِ كِلَيْهِمَا، فَذَلِكَ مَثَلُهُمْ وَمَثَلُ مَا قَبِلُوا مِنْ هَذَا النُّورِ۔

اکارت ہوئی اس نے سمجھایا دیکھو ایسا نہ کرو اپنا کام پورا کر لو اور پوری اجرت لے لو مگر انہوں نے نہ مانا کام چھوڑ کر چل دیے آخر اس نے دوسرے مزدور لگائے اور ان سے کہا باقی دن تم کام کرو اور جو مزدوری پہلے مزدوروں سے ٹھہری تھی وہ سب تم لو خیر انہوں نے کام شروع کیا جب عصر کی نماز کا وقت آیا تو کہنے لگے ہمارا اتنا کام اکارت گیا اور جو مزدوری تو نے ہم سے ٹھہرائی تھی وہ تجھ کو ہی مبارک رہے اس نے سمجھایا دیکھو کام پورا کر لو اب دن کیا ہے ذرا سا باقی ہے انہوں نے نہ مانا آخر اس نے باقی دن کے لیے اور مزدور لگائے انہوں نے سورج ڈوبے تک کام کیا اور پہلے اور دوسرے مزدوروں کی مزدوری بھی سب ان کو ملی تو مسلمانوں کی اور اس نور کی جس کو انہوں نے قبول کیا یہی مثال ہے[1]

۱؎ یہ بظاہر ابن عمرؓ کی حدیث کے مخالف ہے جس میں یہ ہے کہ اس نے صبح سے لے کر دوپہر تک کے لیے مزدور لگائے تھے اور حقیقت میں یہ الگ الگ قصے ہیں تو کوئی مخالف نہیں ۱۲ منہ ۲؎ بعضوں نے اس سے یہ نکالا کہ اس امت کی بقا ہزار برس سے زیادہ رہے گی اور یہ امر اب پورا ہو گیا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر تیرہ سو سے زیادہ برس گزر چکے اور اب تک اہل اسلام باقی ہے ۱۲ منہ

بَابُ مَنِ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَتَرَكَ أَجْرَهُ فَعَمِلَ فِيهِ الْمُسْتَأْجِرُ فَزَادَ، أَوْ مَنْ عَمِلَ فِي مَالِ غَيْرِهِ فَاسْتَفْضَلَ۔

باب: ایک مزدور اپنی مزدوری کا پیسہ چھوڑ کر چل دے اور جس نے مزدور لگایا تھا وہ اس کے پیسے میں محنت کر کے اس کو بڑھائے یا غیر کے مال میں محنت کر کے اس کو بڑھائے تو کیا حکم ہے۔

۴۷۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے سالم بن

عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: انْطَلَقَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَتَّى أَوَوُا الْمَبِيتَ إِلَى غَارٍ فَدَخَلُوهُ، فَانْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ عَلَيْهِمُ الْغَارَ، فَقَالُوا: إِنَّهُ لَا يُنْجِيكُمْ مِنْ هَذِهِ الصَّخْرَةِ إِلَّا أَنْ تَدْعُوا اللّٰهَ بِصَالِحِ أَعْمَالِكُمْ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: اللَّهُمَّ كَانَ لِي أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ، وَكُنْتُ لَا أَغْبِقُ قَبْلَهُمَا أَهْلًا وَلَا مَالًا، فَنَأَى بِي فِي طَلَبِ شَيْءٍ يَوْمًا فَلَمْ أُرِحْ عَلَيْهِمَا حَتَّى نَامَا فَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوقَهُمَا فَوَجَدْتُهُمَا نَائِمَيْنِ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَغْبِقَ قَبْلَهُمَا أَهْلًا أَوْ مَالًا، فَلَبِثْتُ وَالْقَدَحُ عَلَى يَدَيَّ أَنْتَظِرُ اسْتِيقَاظَهُمَا حَتَّى بَرَقَ الْفَجْرُ فَاسْتَيْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوقَهُمَا، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ مِنْ هَذِهِ الصَّخْرَةِ، فَانْفَرَجَتْ شَيْئًا لَا يَسْتَطِيعُونَ الْخُرُوجَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَقَالَ الْآخَرُ: اللَّهُمَّ كَانَتْ لِي بِنْتُ عَمٍّ كَانَتْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ فَأَرَدْتُهَا عَنْ نَفْسِهَا، فَامْتَنَعَتْ مِنِّي حَتَّى أَلَمَّتْ بِهَا سَنَةٌ مِنَ السِّنِينَ فَجَاءَتْنِي فَأَعْطَيْتُهَا عِشْرِينَ وَمِائَةَ دِينَارٍ عَلَى أَنْ تُخَلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِهَا فَفَعَلَتْ، حَتَّى إِذَا

عبداللہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے ایسا ہوا اگلے زمانے میں تین آدمی سفر کرتے جا رہے تھے۔ رات کو پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے جب وہ اندر تھے اوپر سے ایک ڈوہ کا ڈوہ گرا اور غار کا منہ بند کر دیا اب وہ آپس میں یوں گفتگو کرنے لگے (بھائیو) اس پتھر سے تم نکل نہیں سکتے تو اپنی اپنی نیکیاں بیان کر کے اللہ سے دعا کرو۔ ان میں سے ایک یوں کہنے لگا یا اللہ میرے ماں باپ بوڑھے پھونس تھے اور میں ان سے پہلے کسی کو دودھ نہیں پلاتا تھا نہ بال بچوں کو نہ لونڈی غلاموں کو ایک دن ایسا ہوا میں کسی چیز کی تلاش میں گھر سے دور نکل گیا تھا میں اس وقت لوٹا کہ وہ دونوں سو گئے تھے۔ خیر میں نے ان کے لیے دودھ دوہا دیکھا تو وہ سو رہے ہیں اور مجھے یہ پسند نہ تھا کہ ان سے پہلے میں کسی کو لونڈی غلاموں یا بال بچوں میں سے دودھ پلاؤں میں دودھ کا پیالہ ہاتھ میں لیے صبح تک انتظار کرتا رہا جب وہ جاگے تو انہوں نے دودھ پیا اللہ اگر میں نے یہ کام خاص تیری رضامندی کے لیے کیا تو ہم کو اس مصیبت سے نجات دے یہ پتھر سرکا دے۔ وہ پتھر تھوڑا سا سرک گیا لیکن مگر نہ اتنا کہ وہ باہر نکل سکیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب دوسرا شخص یوں کہنے لگا یا اللہ میرے چچا کی ایک بیٹی تھی جو سب سے زیادہ مجھ کو پیاری تھی میں نے اس سے برا کام کرنا چاہا اس نے نہ مانا ایک سال قحط پڑا تو وہ میرے پاس آئی میں نے اس کو ایک سو بیس اشرفیاں اس شرط پر دیں کہ مجھ کو برا کام کرنے دے وہ راضی ہو گئی جب میں اس پر

قَدَرْتُ عَلَيْهَا قَالَتْ: لَا أُحِلُّ لَكَ أَنْ تَفُضَّ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ، فَتَحَرَّجْتُ مِنَ الْوُقُوعِ عَلَيْهَا فَانْصَرَفْتُ عَنْهَا وَهِيَ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ وَتَرَكْتُ الذَّهَبَ الَّذِي أَعْطَيْتُهَا، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ، فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ الْخُرُوجَ مِنْهَا، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ الثَّالِثُ: اللَّهُمَّ إِنِّي اسْتَأْجَرْتُ أُجَرَاءَ فَأَعْطَيْتُهُمْ أَجْرَهُمْ غَيْرَ رَجُلٍ وَاحِدٍ تَرَكَ الَّذِي لَهُ وَذَهَبَ فَثَمَّرْتُ أَجْرَهُ حَتَّى كَثُرَتْ مِنْهُ الْأَمْوَالُ فَجَاءَنِي بَعْدَ حِينٍ فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ، أَدِّ إِلَيَّ أَجْرِي، فَقُلْتُ لَهُ: كُلُّ مَا تَرَى مِنْ أَجْلِكَ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالرَّقِيقِ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ: لَا تَسْتَهْزِئُ بِي، فَقُلْتُ: إِنِّي لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ فَأَخَذَهُ كُلَّهُ فَاسْتَاقَهُ فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهُ شَيْئًا، اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ، فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوا يَمْشُونَ۔

چڑھ بیٹھا تو کہنے لگی تو میرا بجز شرع کے خلاف مت توڑ میں اس کی اجازت نہیں دیتی یہ سن کر میں بھی اس بات کو گناہ سمجھا اور اس سے الگ ہو گیا حالانکہ وہ سب لوگوں سے زیادہ مجھ کو پیاری تھی اور میں نے جو اشرفیاں اس کو دی تھیں وہ بھی معاف کر دیں یا اللہ اگر میں نے یہ کام تیری رضامندی کے لیے کیا تھا تو ہم پر سے یہ آفت ٹال دے۔ وہ پتھر ذرا سا اور سرک گیا مگر اتنا کہ وہ باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تیسرا شخص یوں کہنے لگا۔ یا اللہ میں نے ایک کام کے لیے کئی مزدور لگائے تھے سب کی مزدوری دیدی ایک مزدور اپنی مزدوری چھوڑ کر چل دیا تھا میں نے اس کے پیسے کو کام میں لگایا وہ بہت بڑھ گیا ایک مدت کے بعد وہ مزدور آیا اور کہنے لگا او خدا کے بندے میری مزدوری دے ڈال میں نے کہا جتنے اونٹ اور گائے بکریاں اور غلام لونڈی تو دیکھتا ہے وہ سب تیرے ہی ہیں لے جا وہ کہنے لگا مجھ سے ٹھٹھا نہ کر میں نے کہا نہیں میں ٹھٹھا نہیں کرتا آخر وہ سب لے کر چل دیا۔ اس میں سے کچھ نہ چھوڑا یا اللہ اگر میں نے یہ کام تیری خوشنودی کے لیے کیا تھا تو یہ بلا ہم پر سے ٹال دے اس وقت پتھر سرک گیا اور یہ لوگ غار سے باہر نکلے مزے سے چلتے ہوئے[1]

[1] مولوی خرم علی صاحب مرحوم نے ترجمہ مشارق الانوار میں لکھا ہے پھر اس پتھر میں ایک روزن آگیا ۱۲ منہ [2] اس حدیث سے امام بخاری نے تیسرے شخص کے بیان سے باب کا مطلب نکالا۔ بعضوں نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس تیسرے شخص پر اس سب سامان کا اس مزدور کو دینا کچھ واجب نہ تھا بلکہ بطور تبرع کے اس نے دے دیا تھا۔ ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ آجَرَ نَفْسَهُ لِيَحْمِلَ عَلَى ظَهْرِهِ، ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهِ، وَأُجْرَةِ الْحَمَّالِ.

باب :۔ کوئی شخص حمال بن کر مزدوری کرے پھر اُس کو خیرات کرے اور حمال کی اجرت کا بیان

۴۷۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَرَ بِالصَّدَقَةِ انْطَلَقَ أَحَدُنَا إِلَى السُّوقِ فَيُحَامِلُ فَيُصِيبُ الْمُدَّ وَإِنَّ لِبَعْضِهِمْ لَمِائَةَ أَلْفٍ، قَالَ: مَا تَرَاهُ إِلَّا نَفْسَهُ.

ہم سے سعید بن یحییٰ بن سعید نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ (یحییٰ بن سعید قرشی) نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے شقیق سے انہوں نے ابو مسعود انصاری سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم کو کچھ خیرات کرنے کا حکم دیتے تو ہم میں سے کوئی بازار جاتا وہاں حمالی کر کے ایک مدا ناج کماتا وہ خیرات کرتا اور آج ان میں سے کسی کے پاس لاکھ درم موجود ہیں شقیق نے کہا ہم سمجھتے ہیں ابو مسعودؓ نے کسی سے اپنے تئیں مراد لیا۔

بَابُ أَجْرِ السَّمْسَرَةِ وَلَمْ يَرَ ابْنُ سِيرِينَ وَعَطَاءٌ وَإِبْرَاهِيمُ وَالْحَسَنُ بِأَجْرِ السِّمْسَارِ بَأْسًا، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَا بَأْسَ أَنْ يَقُولَ بِعْ هَذَا الثَّوْبَ، فَمَا زَادَ عَلَى كَذَا وَكَذَا فَهُوَ لَكَ، وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ: إِذَا قَالَ بِعْهُ بِكَذَا فَمَا كَانَ مِنْ رِبْحٍ فَهُوَ لَكَ أَوْ بَيْنِي وَبَيْنَكَ فَلَا بَأْسَ بِهِ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُسْلِمُونَ عِنْدَ شُرُوطِهِمْ.

باب :۔ دلالی کی اجرت لینا اور ابن سیرینؒ اور عطا اور ابراہیم اور حسن بصری نے دلالی کی اجرت بری نہیں سمجھی[1] اور ابن عباسؓ نے کہا اس میں کوئی برائی نہیں کہ ایک شخص دوسرے سے کہے یہ کپڑا اتنے داموں کو بیچ اگر زیادہ کو بکے تو وہ تو لے لے[2] اور ابن سیرین نے کہا اگر کسی سے یوں کہے یہ چیز اتنے کو بیچ اور جو فائدہ ہو وہ میرا تیرا دونوں کا ہے تو اس میں کوئی برائی نہیں[3] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان اپنی شرطوں پر قائم رہیں گے[4]

[1] ابن سیرین اور ابراہیم کے قول کو ابن ابی شیبہ نے اور عطاء کے قول کو بھی ابن ابی شیبہ نے وصل کیا اور حسن کے قول کو نہ حافظ نے بیان کیا نہ قسطلانی نے کہ کس نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو بھی ابن ابی شیبہ نے وصل کیا عطاء سے انہوں نے ابن عباسؓ سے جمہور علماء نے اس کو جائز نہیں رکھا کیونکہ اس میں دلالی کی اجرت مجہول ہے اور ابن عباسؓ نے اسکو اس وجہ سے جائز رکھا ہے کہ یہ ایک مضاربت کی صورت ہے ۱۲ منہ [3] اس کو بھی ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو اسحاق نے اپنی

مسند میں عمرو بن عوف مزنی سے مرفوعاً روایت کیا اور ابو داؤد احمد اور حاکم نے ابو ہریرہؓ سے ۱۲ منہ

۴۷۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَلَقَّى الرُّكْبَانُ، وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ، قُلْتُ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، مَا قَوْلُهُ: لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ؟ قَالَ: لَا يَكُونُ لَهُ سِمْسَارًا۔

ہم سے مسدّد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے معمر نے انہوں نے ابن طاؤس سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قافلہ سے آگے بڑھ کر ملنے کو منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ بستی والا باہر والے کا مال نہ بیچے طاؤس نے کہا میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ بستی والا باہر والے کا مال نہ بیچے انہوں نے کہا یعنی اس کا دلال نہ بنے۔

بَابٌ هَلْ يُؤَاجِرُ الرَّجُلُ نَفْسَهُ مِنْ مُشْرِكٍ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ؟

باب: کیا کوئی شخص کسی مشرک کی دارالحرب میں مزدوری کر سکتا ہے[1]؟

[1] اس باب میں امام بخاری خبابؓ کی حدیث لائے کیونکہ اس وقت مکہ دارالحرب تھا اور عاص بن وائل کافر تھا خبابؓ مسلمان ہو چکے تھے لیکن انہوں نے عاص کی مزدوری کی بعض اہل علم نے اس کو مکروہ رکھا ہے لیکن دو شرطوں سے جائز کہا ہے۔ ایک تو یہ کہ وہ کام ایسا ہو جس کو کرنا شرعاً منع نہ ہو دوسرے یہ کہ اس کام سے مسلمانوں کو کوئی نقصان نہ پہنچتا ہو ابن منیر نے کہا۔ دکان میں کافروں کا کام بنانے میں قباحت نہیں مگر گھر میں ان کی خدمت گاری کی نوکری کرنی مسلمان کو درست نہیں کیونکہ اس میں مسلمان کی ذلت ہے ۱۲ منہ

۴۷۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ: حَدَّثَنَا خَبَّابٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا قَيْنًا فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ فَاجْتَمَعَ لِي عِنْدَهُ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ: لَا، وَاللّٰهِ لَا أَقْضِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ، فَقُلْتُ: أَمَا وَاللّٰهِ حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ، فَلَا، قَالَ: وَإِنِّي

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے مسلم بن صبیح سے انہوں نے مسروق سے کہا ہم سے خباب بن ارت صحابی نے بیان کیا کہ میں لوہار کا پیشہ کرتا تھا میں نے عاص بن وائل مشرک کا کچھ کام بنایا میری مزدوری اس پر چڑھ گئی میں اس کے پاس گیا اور تقاضا کیا وہ کہنے لگا خدا کی قسم میں دینے والا نہیں جب تک تو محمد سے پھر نہ جائے میں نے کہا خدا کی قسم تو مر کر پھر اٹھے جب بھی یہ نہ ہو گا عاص نے کہا کیا مرنے کے بعد پھر میں زندہ ہو کر اٹھوں گا میں نے کہا بے شک عاص نے کہا تو پھر کیا ہے وہاں آخر

لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوثٌ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّهُ سَيَكُونُ لِي ثَمَّ مَالٌ وَوَلَدٌ فَأَقْضِيكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى- أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ: لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا۔

مجھ کو دولت اور اولاد ملے گی میں تیرا قرضہ ادا کردوں گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورۂ مریم کی یہ آیت اتاری۔ اے پیغمبر تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں کو نہ مانا اور کہتا ہے مجھے آخر وہاں مال اور اولاد ملے گی۔

بَابُ مَا يُعْطَى فِي الرُّقْيَةِ عَلَى أَحْيَاءِ الْعَرَبِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَحَقُّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللَّهِ، وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: لَا يَشْتَرِطُ الْمُعَلِّمُ إِلَّا أَنْ يُعْطَى شَيْئًا فَلْيَقْبَلْهُ، وَقَالَ الْحَكَمُ: لَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا كَرِهَ أَجْرَ الْمُعَلِّمِ، وَأَعْطَى الْحَسَنُ دَرَاهِمَ عَشَرَةً، وَلَمْ يَرَ ابْنُ سِيرِينَ بِأَجْرِ الْقَسَّامِ بَأْسًا، وَقَالَ: كَانَ يُقَالُ السُّحْتُ: الرِّشْوَةُ فِي الْحُكْمِ وَكَانُوا يُعْطَوْنَ عَلَى الْخَرْصِ۔

باب: سورۂ فاتحہ پڑھ کر عربوں پر پھونکنا اور اس کی اجرت لینا[1] اور ابن عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا سب کاموں سے زیادہ اجرت لینے کے لائق اللہ کی کتاب ہے[2] اور شعبی نے کہا قرآن سکھانے والا اجرت کی شرط نہ کرے اگر اس کو بن مانگے (کچھ دیں) تو قبول کرلے اور حکم نے کہا[3] میں نے کسی سے نہیں سنا جس نے معلم کی اجرت مکروہ رکھی ہو اور حسن نے[4] معلم کو دس درم اجرت کے دیے اور ابن سیرین[5] نے تقسیم کی اجرت کو برا نہیں سمجھا اور کہا سحت اس کو کہتے ہیں کہ حاکم فیصلہ کرنے میں رشوت لے[6] اور اٹکل (انداز) کرنے کی اجرت دی جاتی تھی۔

[1] اس کو امام بخاری نے طب میں وصل کیا جمہور علماء نے اس سے یہ دلیل لی ہے کہ تعلیم قرآن کی اجرت لینا درست ہے مگر حنفیہ نے اس کو ناجائز رکھا ہے البتہ منتر کے طور پر اگر اس کو پڑھے تو ان کے نزدیک بھی اجرت لے سکتا ہے لیکن تعلیم کی نہیں لے سکتا کیونکہ وہ عبادت ہے ۱۲ منہ [2] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [3] اس کو بغوی نے جعدیات میں وصل کیا ۱۲ منہ [4] اس کو ابن سعد نے طبقات میں وصل کیا اور ابن ابی شیبہ نے حسن سے نکالا کہ کتابت کی اجرت لینے میں قباحت نہیں ۱۲ منہ [5] اس کو ابن ابی شیبہ نے نکالا لیکن عبد بن حمید وغیرہ نے ابن سیرین سے اس کی کراہت نقل کی ہے اور ابن سعد نے ابن سیرین سے یوں نکالا کہ اجرت کی اگر شرط کرے تو مکروہ ہے ورنہ نہیں اور اس روایت سے دونوں روایتوں میں جمع ہوتا ہے۔ ۱۲ منہ [6] یعنی قرآن میں جس سحت کا ذکر ہے اور وہ حرام ہے اس سے رشوت ہی مراد ہے حضرت عمرؓ علیؓ اور ابن مسعودؓ اور زید بن ثابت سے بھی سحت کی یہی تفسیر منقول ہے۔ ۱۲ منہ

۴۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: انْطَلَقَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا حَتَّى نَزَلُوا عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمْ، فَلُدِغَ سَيِّدُ ذَلِكَ الْحَيِّ فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ، لَوْ أَتَيْتُمْ هَؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ نَزَلُوا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ، فَأَتَوْهُمْ فَقَالُوا: يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ وَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ، فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: نَعَمْ، وَاللهِ إِنِّي لَأَرْقِي وَلَكِنْ وَاللهِ لَقَدِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُونَا، فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا، فَصَالَحُوهُمْ عَلَى قَطِيعٍ مِنَ الْغَنَمِ، فَانْطَلَقَ يَتْفِلُ عَلَيْهِ وَيَقْرَأُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، فَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَانْطَلَقَ يَمْشِي وَمَا بِهِ قَلَبَةٌ، قَالَ: فَأَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِي صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اقْسِمُوا، فَقَالَ الَّذِي رَقَى لَا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِي كَانَ فَنَنْظُرَ مَا يَأْمُرُنَا، فَقَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے انہوں نے ابوبشر سے انہوں نے ابوالمتوکل سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اصحاب[1] ایک سفر میں گئے تھے۔ جاتے جاتے عرب کے ایک قبیلے پر اترے انہوں نے چاہا کہ قبیلے والے ہماری مہمانی کریں لیکن انہوں نے مہمانی نہ کی۔ اتفاق سے ان کے سردار کو بچھو[2] یا سانپ نے کاٹ کھایا اور کوئی تدبیر ان کی کارگر نہ ہوئی۔ کچھ لوگ ان میں سے کہنے لگے چلو ان لوگوں سے پوچھیں جو یہاں آن کر اترے ہیں ان میں شاید کوئی اس کا منتر جانتا ہو۔ وہ آئے اور صحابہ سے کہنے لگے لوگو! ہمارے سردار کو بچھو یا سانپ نے کاٹ کھایا ہے اور ہم نے سب جتن کیے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تم میں سے کسی کو اس کا منتر معلوم ہے۔ صحابہ میں سے کوئی بولا خدا کی قسم میں اس کا منتر جانتا ہوں[3] لیکن تم لوگوں سے ہم نے یہ چاہا کہ ہماری مہمانی کرو تو تم نے نہ مانا اب میں تمہارے لیے منتر پڑھنے والا نہیں جب تک ہم کو اس کی مزدوری نہ دو۔ آخر چند بکریاں[4] اجرت ٹھہری وہ صحابی گیا اور سورۂ فاتحہ پڑھ پڑھ کر تھوکنے لگے[5] وہ ایسا چنگا ہو گیا جیسے کوئی رسی سے بندھا ہوا ور کھول دیا جائے اور خاصی طرح چلنے لگا اور اس کو کوئی دکھ نہ رہا جو بکریاں ٹھہری تھیں وہ انہوں نے دیں بعضوں نے کہا ان کو بانٹ لو۔ جس نے منتر پڑھا تھا اس نے کہا ابھی ٹھہرو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ سے یہ قصہ بیان کریں اور دیکھیں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں پھر جب یہ سارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ قصہ آپ کے سامنے بیان کیا تو آپ نے منتر پڑھنے والے سے پوچھا تجھے یہ کیسے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ منتر

فَذَكَرُوا لَهُ فَقَالَ: وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ؟ ثُمَّ قَالَ: قَدْ أَصَبْتُمْ، اقْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا، فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: وَقَالَ شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ: سَمِعْتُ أَبَا الْمُتَوَكِّلِ بِهٰذَا۔

ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا تم نے اچھا کیا [۱۰] یہ بکریاں بانٹ لو میرا بھی ایک حصہ اپنے ساتھ لگاؤ اور آپؐ ہنس دیئے اور شعبہ نے بھی [۱۱] اس حدیث کو روایت کیا کہا ہم سے ابو بشر نے بیان کیا کہا میں نے ابوالمتوکل سے سُنا۔

[۱] حافظ نے کہا مجھ کو ان لوگوں کے نام معلوم نہیں ہوئے سوا ابو سعیدؓ کے ۱۲ منہ [۲] حافظ نے کہا اعمش کی روایت سے صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ بچھونے کاٹا تھا اور ہشیم کی روایت میں یوں ہے کہ اس کی عقل میں فتور ہو گیا تھا یا سانپ یا بچھونے اس کو کاٹ کھایا تھا۔ ۱۲ منہ [۳] وہ ابو سعیدؓ تھے جو حدیث کے راوی ہیں جیسے کہ اعمش کی روایت میں اس کی صراحت ہے ۱۲ منہ [۴] کہتے ہیں تیس بکریاں اجرت کی ٹھہریں ۱۲ منہ [۵] اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ کتنی بار سورۂ فاتحہ پڑھی لیکن ایک روایت میں سات بار مذکور ہے اور دوسری روایت میں تین بار ۱۲ منہ [۶] یعنی سورۂ فاتحہ کو جو منتر بنایا یا بکریوں کو جو مجھ سے بن پوچھے نہ بانٹا ۱۲ منہ [۷] شعبہ کی روایت کو ترمذی نے وصل کیا اس لفظ کے ساتھ اور امام بخاری نے بھی طب میں عنعنہ کے ساتھ اس حدیث سے یہ نکلا کہ قرآن کی آیتیں جھاڑ پھونک یا منتر کے طور پر پڑھنا درست ہیں اسی طرح دوسرے اب وہ منتر جن کے الفاظ قرآن یا حدیث میں نہیں آئے تو حدیث سے نہ ان کی نفی ہوتی ہے نہ اثبات اور اس کا ذکر خدا چاہے تو کتاب الطب میں آئے گا۔ ۱۲ منہ

بَابُ ضَرِيبَةِ الْعَبْدِ وَتَعَاهُدِ ضَرَائِبِ الْإِمَاءِ۔

باب:۔ لونڈی پر ہر روز ایک رقم مقرر کرنا [۱]

[۱] باب کی حدیث میں صرف ابوطیبہ کا ذکر ہے جو غلام تھا لیکن لونڈی کو غلام پر قیاس کیا اب یہ احتمال کہ شاید لونڈی زنا کر کے کمائے غلام میں بھی چل سکتا ہے شاید وہ چوری کر کے کمائے اور امام بخاری اور سعید بن منصور نے حذیفہ سے نکالا انہوں نے کہا اپنی لونڈیوں کی کمائی پر نگاہ رکھو اور ابوداؤد نے رافع بن خدیج سے مرفوعاً نکالا کہ آپ نے لونڈی کی کمائی سے منع فرمایا جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ اس نے کس ذریعے سے کمایا۔

٤٧٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: حَجَمَ أَبُو طَيْبَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ أَوْ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ، وَكَلَّمَ مَوَالِيَهُ فَخُفِّفَ عَنْ غَلَّتِهِ أَوْ ضَرِيبَتِهِ۔

ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے حمید طویل سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا ابوطیبہ (حجام) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پچھنے لگائے آپؐ نے اس کو (اجرت میں) ایک صاع یا دو صاع اناج دیا اور اس کے مالکوں سے سفارش کی کہ جو محصول اس پر مقرر ہے اس میں تخفیف کر دیں۔

بَابُ خَرَاجِ الْحَجَّامِ۔

باب: حجام کی اجرت کا بیان لـه ۵۰۵

٤٧٨- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ: عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے کہا ہم سے ابن طاؤس نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اور حجام (پچھنے لگانے والے) کو اجرت دی۔

٤٧٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ وَلَوْ عَلِمَ كَرَاهِيَةً لَمْ يُعْطِهِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے انہوں نے خالد سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگائے اور حجام کو اس کی اجرت دی اگر یہ مکروہ ہوتے تو آپؐ کیوں دیتے۔

٤٨٠- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَجِمُ وَلَمْ يَكُنْ يَظْلِمُ أَحَدًا أَجْرَهُ۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے مسعر بن کدام نے انہوں نے عمرو بن عامر سے انہوں نے کہا میں نے انسؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچھنے لگاتے تھے اور کسی کی اجرت آپ نہیں دبا رکھتے تھے۔

۵۰۵ لـه باب کی حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ حجام کی اجرت حلال ہے کس لئے کہ اگر حرام ہوتی تو آپ کا ہے کو دیتے۔ ابن عباسؓ نے گویا اس شخص کا رد کیا جو حجام کی اجرت کو حرام کہتا

بَابُ مَنْ كَلَّمَ مَوَالِيَ الْعَبْدِ أَنْ يُخَفِّفُوا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ.

باب: کسی غلام کے مالک سے اس پر کا محصول کم کرنے کے لیے سفارش کرنا[1]

[1] یعنی برسبیل تفضل اور احسان نہ کہ بطور زجوب کے حکم دینا بعضوں نے کہا اگر غلام کو اس کے ادا کرنے کی طاقت نہ ہو تو حاکم اس میں تخفیف کا حکم بھی دے سکتا ہے۔ ۱۲ منہ

۴۸۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا حَجَّامًا فَحَجَمَهُ وَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ أَوْ صَاعَيْنِ، أَوْ مُدٍّ أَوْ مُدَّيْنِ، وَكَلَّمَ فِيهِ فَخُفِّفَ مِنْ ضَرِيبَتِهِ.

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے حمید طویل سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حجام غلام ابو طیبہ[1] سے پچھنے لگوا اور ایک صاع یا دو صاع یا ایک مد یا دو مد اناج اس کو دلوایا اور اس کے لیے سفارش کی تو اس کا محصول کم کر دیا گیا۔

[1] اس کا نام نافع تھا یہی صحیح ہے بعضوں نے کہا دینار اور یہ وہم ہے کیونکہ دینار حجام تابعی تھا اور ابن مندہ نے ایک حدیث دینار حجام سے اس نے ابو طیبہ حجام سے روایت کی ہے۔ بعضوں نے کہا اس کا نام میسرہ تھا۔ بعضوں نے کہا اس کا نام نہیں معلوم ہوا۔ ابن حذاء نے کہا ابو طیبہ ایک سو چونتیس سال تک زندہ رہا ۱۲ منہ

بَابُ كَسْبِ الْبَغِيِّ وَالْإِمَاءِ، وَكَرِهَ إِبْرَاهِيمُ أَجْرَ النَّائِحَةِ وَالْمُغَنِّيَةِ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى- وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ- قَالَ مُجَاهِدٌ: فَتَيَاتِكُمْ:

باب:۔ رنڈی اور فاحشہ لونڈی کی خرچی کا بیان اور ابراہیم نخعی نے نوحہ کرنے والی اور گانے والی کی اجرت مکروہ سمجھی ہے اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نور میں) فرمایا اپنی باندیوں پر حرام کرانے کے لیے زبردستی نہ کرو دنیا کا مال متاع کھانے کو اگر وہ حرام سے بچنا چاہیں اور جو کوئی ان پر زبردستی کرے تو اس کے بعد خداوند کریم بخشنے والا مہربان ہے مجاہد نے کہا فتیات

إماءكم۔ قرآن میں لونڈیاں مراد ہیں۔

لے اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا اور کاہن کا لفظ اس میں زیادہ ہے ۱۲ منہ ۲ے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر وہ خوشی سے زنا کرائیں تو ان کو کرنے دو بلکہ یہ ہوا تھا کہ عبداللہ بن ابی منافق نے اپنی ایک لونڈی کو زنا کرانے کا حکم دیا وہ گئی اور زنا کرا کے ایک چادر کما کر لائی عبداللہ نے کہا پھر جا اور کما کر لا اس نے کہا اب تو میں نہیں جاتی اس وقت یہ آیت اتری۔ ایک روایت میں ہے کہ مسیکہ ایک لونڈی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میرا مالک مجھ کو زبردستی کرتا ہے کہ زنا کرا اس وقت یہ آیت اتری ۱۲ منہ

۴۸۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ، وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے انہوں نے ابو مسعود انصاری سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور رنڈی کی خرچی اور نجومی کی اجرت سے منع فرمایا۔

۴۸۳۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْإِمَاءِ

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے محمد بن جحادہ سے انہوں نے ابو حازم سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈیوں کی حرام کی کمائی سے منع فرمایا۔

بَابُ عَسْبِ الْفَحْلِ۔

باب نر جانور کدانے کی اجرت لے

لے کوئی سانڈ جانور ہو گھوڑا یا بیل یا بینڈھا اور نسائی کی روایت میں خاص بکرے کدانے کا ذکر ہے ہر حال میں اجارہ ناجائز ہے خواہ منی کی قیمت ہو یا جماع کی غرض اس کی بیع اور اجارہ حرام ہے اور شافعیہ اور حنابلہ سے ایک روایت یہ ہے کہ مقرر کر کے یہ اجارہ جائز ہے اور حسن اور ابن سیرین اور امام مالک سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔ ۱۲ منہ

۴۸۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ،

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث اور اسمٰعیل بن ابراہیم نے انہوں نے علی

عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَکَمِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: نَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ۔

بن حکم سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نر کدانے کی اجرت ٹھہرانے سے منع فرمایا[1]

[1] لیکن عاریت کے طور پر نر جانور کا دینا سب کے نزدیک درست ہے اور اگر بلا شرط ہدیہ کے طور پر مادہ والا نر والے کو کچھ دے تو اس کے لینے میں کچھ قباحت نہیں ۱۲ منہ

بَابٌ إِذَا اسْتَأْجَرَ أَرْضًا فَمَاتَ أَحَدُھُمَا وَقَالَ ابْنُ سِیرِینَ: لَیْسَ لِأَھْلِہِ أَنْ یُخْرِجُوہُ إِلَی تَمَامِ الْأَجَلِ، وَقَالَ الْحَکَمُ وَالْحَسَنُ وَإِیَاسُ بْنُ مُعَاوِیَةَ: تُمْضَی الْإِجَارَةُ إِلَی أَجَلِھَا، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: أَعْطَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْبَرَ بِالشَّطْرِ، فَکَانَ ذَلِکَ عَلَی عَھْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَأَبِی بَکْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ، وَلَمْ یُذْکَرْ أَنَّ أَبَا بَکْرٍ جَدَّدَ الْإِجَارَةَ بَعْدَ مَا قُبِضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

باب: اگر کوئی زمین کو اجارے پر لے لے پھر اجارہ دینے والا یا لینے والا مر جائے[1] اور ابن سیرین نے[2] کہا کہ زمین والے بغیر مدت پوری ہوئے مستاجر کو (یا اس کے وارثوں کو) بیدخل نہیں کر سکتے اور حکم اور حسن اور ایاس بن معاویہ نے کہا اجارہ مدت ختم ہونے تک باقی رہتا ہے اور عبداللہ بن عمرؓ نے کہا[3] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا اجارہ آدھوں آدھ بٹائی پر یہودیوں کو دیا تھا پھر یہی اجارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ کے زمانہ تک باقی رہا اور عمرؓ کے بھی شروع خلافت میں اور کہیں یہ ذکر نہیں ہے کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نیا اجارہ کیا ہو۔

[1] حنفیہ کے نزدیک ایسی صورت میں اجارہ فسخ ہو جاتا ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک فسخ نہیں ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو خیبر کی اراضی کا اجارہ دے دیا تھا اور وفات پر بھی یہ اجارہ اپنے حال پر قائم رہا اور ابو بکر صدیقؓ یا حضرت عمرؓ نے کوئی نیا اجارہ ان کے ساتھ نہیں کیا ہمارے زمانہ میں بھی حنفیہ کا مذہب چل نہیں سکتا اکثر اجارے جو سرکار کی جانب سے رعایا کو دیے جاتے ہیں یا رعایا باہم ایک دوسرے کو دیتے ہیں وہ صدہا سال تک قائم رہتے ہیں اگر حنفیہ کے مذہب پر ہو تو آجر یا مستاجر کسی کی موت پر اجارہ فسخ ہو جایا کرے تو بہت وقت واقع ہوگی ۱۲ منہ [2] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا اور حسن اور ایاس کے قول کو بھی انہی نے وصل کیا لیکن حکم کا قول کس نے نکالا معلوم نہیں ہوا۔ ۱۲ منہ [3] اس کو امام مسلم نے بیان کیا ۱۲ منہ

۴۸۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُودَ أَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَأَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ الْمَزَارِعَ كَانَتْ تُكْرَى عَلَى شَيْءٍ سَمَّاهُ نَافِعٌ لَا أَحْفَظُهُ، وَأَنَّ رَافِعَ ابْنَ خَدِيجٍ حَدَّثَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ، وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: حَتَّى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کو یہودیوں کے حوالے کیا اس شرط پر کہ وہ اس میں محنت اور کاشت کریں اور پیداوار کا آدھا حصہ لیں اور ابن عمرؓ نے نافع سے یہ بیان کیا تھا لیکن مجھ کو یاد نہیں رہا اور رافع بن خدیجؓ نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھیتوں کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا اور عبیداللہ نے نافع سے[1] انہوں نے ابن عمرؓ سے یہی روایت نقل کی اس میں اتنا زیادہ ہے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو خیبر سے نکال دیا۔

[1] اس کو بھی امام مسلم نے وصل کیا ۱۲ منہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ الْحَوَالَاتِ

کتاب حوالوں کی [1]

[1] حوالہ کہتے ہیں قرض کا مقابلہ دوسرے پر کر دینے کو جو قرض دار حوالہ کرے اس کو محیل کہتے ہیں اور جس کے لیے حوالہ کیا جائے اس کو محتال لہٗ اور جس پر حوالہ کیا جائے اس کو محتال علیہ کہتے ہیں در حقیقت حوالہ دین کی بیع ہے بعوض دین کے مگر ضرورت سے جائز رکھا گیا۔ ۱۲ منہ

بَابُ الْحَوَالَةِ، وَهَلْ يَرْجِعُ فِي الْحَوَالَةِ؟ وَقَالَ الْحَسَنُ وَقَتَادَةُ: إِذَا كَانَ يَوْمَ أَحَالَ عَلَيْهِ مَلِيًّا جَازَ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَتَخَارَجُ الشَّرِيكَانِ وَأَهْلُ الْمِيرَاثِ فَيَأْخُذُ هٰذَا عَيْنًا وَهٰذَا دَيْنًا، فَإِنْ تَوِيَ لِأَحَدِهِمَا لَمْ يَرْجِعْ عَلَى صَاحِبِهِ۔

باب: حوالہ یعنی قرض کو دوسرے پر اتارنے کا بیان اور اس کا کہ حوالہ میں رجوع کرنا درست ہے یا نہیں [1] اور حسن اور قتادہ نے کہا محتال علیہ یعنے جس پر قرض اتارا گیا اگر حوالے کے دن مالدار تھا تو رجوع جائز نہیں حوالہ پورا ہو گیا [2] اور ابن عباسؓ نے کہا [3] اگر ساجھیوں اور وارثوں نے یوں تقسیم کی کہ کسی نے نقد مال لیا کسی نے قرضہ لیا پھر کسی کا حصہ ڈوب گیا تو اب وہ دوسرے ساجھی یا وارث سے کچھ نہیں لے سکتا۔

[1] یعنی جب محتال لہٗ نے حوالہ قبول کر لیا اب پھر اس کو محیل سے مواخذہ کرنا اور اس سے اپنے قرض کا مطالبہ کرنا درست ہے یا نہیں ۱۲ منہ [2] قتادہ اور حسن کے اثروں کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا اس سے یہ نکلتا ہے کہ محتال علیہ حوالہ کے وقت مفلس تھا تو محتال لہٗ پھر محیل پر رجوع کر سکتا ہے اور امام شافعی کا یہ قول ہے کہ محتال کسی حالت میں حوالہ کے بعد پھر محیل سے رجوع نہیں کر سکتا حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ توی کی صورت میں محتال لہٗ محیل پر رجوع کر سکتا ہے توی یہ ہے کہ محتال علیہ حوالہ سے منکر ہو جائے اور حلف کھا لے اور گواہ نہ ہوں یا افلاس کی حالت میں مر جائے۔ امام احمد نے کہا کہ محتال لہٗ محیل پر جب رجوع کر سکتا ہے کہ محتال علیہ کی مالداری کی شرط ہوئی ہو پھر وہ مفلس نکلے۔ مالکیہ نے کہا اگر محیل نے دھوکا دیا مثلاً وہ جانتا ہو کہ محتال علیہ دیوالیہ ہے لیکن محتال لہٗ کو خبر نہ کی گئی ہو اس صورت میں رجوع جائز ہو گا۔ ۱۲ منہ [3] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ

٤٨٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، فَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مالدار کو قرض ادا کرنے میں ٹالم ٹولا کرنا ظلم ہے۔ پھر اگر تم میں سے کسی کو مالدار پر حوالہ دیا جائے تو قبول کرے [1]

[1] اس سے یہ نکلتا ہے کہ حوالہ کے لیے محیل اور محتال علیہ کی رضامندی کافی ہے محتال لہ کی رضامندی ضرور نہیں۔ جمہور کا یہی قول ہے اور حنفیہ نے اس کی رضامندی بھی شرط رکھی ہے۔ ۱۲ منہ

بَابٌ إِذَا أَحَالَ عَلَى مَلِيءٍ فَلَيْسَ لَهُ رَدٌّ۔

باب: جب مال دار پر حوالہ دیا جائے تو اس کو رد کرنا جائز نہیں۔

٤٨٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، وَمَنْ أُتْبِعَ عَلَى مَلِيءٍ فَلْيَتَّبِعْ۔

ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عبداللہ بن ذکوان سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مالدار کا قرض ادا کرنے میں دیر لگانا ظلم ہے اور جس کو کسی مالدار پر حوالہ دیا جائے تو وہ قبول کرے۔

بَابٌ إِذَا أَحَالَ دَيْنَ الْمَيِّتِ عَلَى رَجُلٍ جَازَ۔

باب: مردے پر جو قرض ہو اس کا حوالہ دینا درست ہے۔

٤٨٨ - حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ابی عبید نے انہوں نے سلمہ بن اکوع سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک جنازہ لایا گیا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس پر نماز پڑھیے

إِذْ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ فَقَالُوا: صَلِّ عَلَيْهَا، فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ قَالُوا: لَا، فَصَلَّى عَلَيْهِ، ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرَى فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، صَلِّ عَلَيْهَا، قَالَ: هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟ قِيلَ: نَعَمْ، قَالَ: فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ قَالُوا: ثَلَاثَةَ دَنَانِيرَ، فَصَلَّى عَلَيْهَا، ثُمَّ أُتِيَ بِالثَّالِثَةِ فَقَالُوا: صَلِّ عَلَيْهَا، قَالَ: هَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَهَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟ قَالُوا: ثَلَاثَةُ دَنَانِيرَ، قَالَ: صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ، فَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ: صَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُولَ اللهِ وَعَلَيَّ دَيْنُهُ، فَصَلَّى عَلَيْهِ۔

آپ نے پوچھا یہ قرضدار تو نہ تھا لوگوں نے کہا نہیں پھر آپ نے پوچھا اس نے کچھ مال چھوڑا لوگوں نے کہا نہیں آپ نے اس پر نماز پڑھی پھر دوسرا جنازہ آیا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اس پر نماز پڑھیے آپ نے پوچھا کیا یہ قرضدار تھا لوگوں نے کہا جی ہاں پھر آپ نے فرمایا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے لوگوں نے کہا جی ہاں تین اشرفیاں چھوڑی ہیں آپ نے اس پر بھی نماز پڑھی پھر تیسرا جنازہ آیا لوگوں نے کہا اس پر نماز پڑھیے آپ نے پوچھا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے لوگوں نے کہا نہیں آپ نے پوچھا کیا یہ قرضدار مرا لوگوں نے کہا جی ہاں تین اشرفیوں کا اس پر قرضہ ہے آپ نے فرمایا تو تم ہی اس پر نماز پڑھو ابو قتادہ نے کہا یا رسول اللہ آپ نماز پڑھیے اس کا قرضہ میں نے اپنے ذمہ لیا تب آپ نے اس پر نماز پڑھی۔

لہ اس میت کا نام معلوم نہیں ہوا نہ اور میتوں کا ۱۲ منہ ۲ہ ابن ماجہ کی روایت میں یوں ہے میں اس کا ضامن ہوں اور حاکم کی روایت میں یوں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اشرفیاں تجھ پر ہیں اور میت بری ہو گیا جمہور علماء نے اس سے استدلال کیا ہے کہ ایسی کفالت صحیح ہے اور کفیل کو پھر میت کے مال میں رجوع نہیں پہنچتا اور امام مالک کے نزدیک اگر رجوع کی شرط کرے تو رجوع کر سکتا ہے اور اگر ضامن کو یہ معلوم ہو کہ میت نادار ہے تو رجوع نہیں کر سکتا ابو حنیفہؒ یہ کہتے ہیں کہ بقدر قرض کے جائداد چھوڑ گیا ہے تب تو ضمانت درست ہے ورنہ ضمانت درست نہ ہوگی اور یہ صریح حدیث کے برخلاف ہے ۱۲ منہ

بَابُ الْكَفَالَةِ فِي الْقَرْضِ، وَالدُّيُونِ بِالْأَبْدَانِ وَغَيْرِهَا

وَقَالَ أَبُو الزِّنَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعَثَهُ مُصَدِّقًا، فَوَقَعَ رَجُلٌ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ، فَأَخَذَ حَمْزَةُ مِنَ

باب: قرضوں وغیرہ کی حاضر ضمانت اور مال ضمانت کے بیان میں

اور ابو الزناد نے محمد ابن حمزہ بن عمرو اسلمی سے نقل کیا انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا حضرت عمرؓ نے ان کو زکوٰۃ کا تحصیلدار بنا کر بھیجا وہاں ایک آدمی نے اپنی جورو کی لونڈی سے زنا کیا تھا حمزہ نے اس سے (حاضر) ضمانت لی اور حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور حضرت عمرؓ نے

الرَّجُلِ كُفَلَاءَ حَتَّى قَدِمَ عَلَى عُمَرَ، وَكَانَ عُمَرُ قَدْ جَلَدَهُ مِائَةَ جَلْدَةٍ فَصَدَّقَهُمْ وَعَذَرَهُمْ بِالْجَهَالَةِ، وَقَالَ جَرِيرٌ وَالْأَشْعَثُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فِي الْمُرْتَدِّينَ: اسْتَتِبْهُمْ وَكَفِّلْهُمْ فَتَابُوا وَكَفَلَهُمْ عَشَائِرُهُمْ، وَقَالَ حَمَّادٌ: إِذَا تَكَفَّلَ بِنَفْسٍ فَمَاتَ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ، وَقَالَ الْحَكَمُ: يَضْمَنُ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ هُرْمُزَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يُسْلِفَهُ أَلْفَ دِينَارٍ فَقَالَ: ائْتِنِي بِالشُّهَدَاءِ أُشْهِدُهُمْ، فَقَالَ: كَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا، قَالَ: فَأْتِنِي بِالْكَفِيلِ، قَالَ: كَفَى بِاللَّهِ كَفِيلًا، قَالَ: صَدَقْتَ، فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى، فَخَرَجَ فِي الْبَحْرِ فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ الْتَمَسَ مَرْكَبًا يَرْكَبُهَا يَقْدَمُ عَلَيْهِ لِلْأَجَلِ الَّذِي أَجَّلَهُ فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا، فَأَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَأَدْخَلَ فِيهَا أَلْفَ دِينَارٍ وَصَحِيفَةً مِنْهُ إِلَى صَاحِبِهِ ثُمَّ زَجَّجَ مَوْضِعَهَا ثُمَّ أَتَى بِهَا إِلَى الْبَحْرِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّي كُنْتُ تَسَلَّفْتُ فُلَانًا أَلْفَ دِينَارٍ فَسَأَلَنِي كَفِيلًا فَقُلْتُ: كَفَى بِاللَّهِ كَفِيلًا فَرَضِيَ بِكَ،

اس کو سو کوڑے لگا تے تھے۔ اس آدمی نے جو جرم اس پر لگایا گیا تھا اس کو قبول کیا تھا لیکن جہالت کا عذر کیا تھا حضرت عمرؓ نے اس کو معذور رکھا تھا اور جریر اور اشعث نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا مرتد لوگوں سے توبہ کراؤ ضمانت لے لو کہ دوبارہ مرتد نہ ہوں گے) پھر انہوں نے توبہ کی اور ان کے کنبے والوں نے ان کی ضمانت کی اور حماد نے کہا جس کا حاضر ضامن ہو اگر وہ مر جائے تو ضامن پر کچھ تاوان نہ ہوگا۔ اور حکم نے کہا اس کو ذمہ کا مال دینا پڑے گا امام بخاری نے کہا لیث نے کہا مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا کہ انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا کہ انہوں نے بنی اسرائیل کے دوسرے شخص سے ہزار اشرفیاں قرض مانگیں اس نے کہا اچھا گواہوں کو بلا لا تاکہ میں ان کے سامنے دوں ان کو گواہ کروں۔ اس نے کہا اللہ کی گواہی کافی ہے۔ تب اس نے کہا اچھا ضمانت دے اس نے کہا اللہ کی ضمانت بس کرتی ہے اس نے کہا تو سچ کہتا ہے اور ہزار اشرفیاں اس کو وعدے پر دیدیں پھر جس نے قرض لیا تھا اس نے سمندر کا سفر کیا اور اپنا کام پورا کر کے یہ چاہا کہ جہاز پر سوار ہو کر اپنے وعدہ پر پہنچ جائے (اور قرض ادا کرے) لیکن کوئی جہاز نہ ملا آخر اس نے ایک لکڑی کریدی اس میں ہزار اشرفیاں اور ایک خط رکھ کر اس کا منہ بند کر دیا اور سمندر پر آیا کہنے لگا کہ یا اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے فلانے شخص سے ہزار اشرفیاں قرض لی تھیں۔ اس نے مجھ سے ضمانت مانگی تھی تو میں نے کہا تھا کہ تیری ضمانت بس کرتی ہے وہ اس پر راضی ہو گیا تھا اور اس نے مجھ سے گواہ بھی مانگے تھے میں نے کہا تھا تیری گواہی بس کرتی ہے وہ اس پر راضی ہو گیا تھا۔ میں نے بہت کوشش کی کہ کوئی جہاز ملے میں اس کا قرض

وَسَأَلَنِي شَهِيدًا فَقُلْتُ: كَفَى بِاللهِ شَهِيدًا فَرَضِيَ بِكَ، وَإِنِّي جَهَدْتُ أَنْ أَجِدَ مَرْكَبًا أَبْعَثُ إِلَيْهِ الَّذِي لَهُ فَلَمْ أَقْدِرْ، وَإِنِّي اسْتَوْدِعُكَهَا، فَرَمَى بِهَا فِي الْبَحْرِ حَتَّى وَلَجَتْ فِيهِ، ثُمَّ انْصَرَفَ، وَهُوَ فِي ذَلِكَ يَلْتَمِسُ مَرْكَبًا يَخْرُجُ إِلَى بَلَدِهِ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ أَسْلَفَهُ يَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْكَبًا قَدْ جَاءَ بِمَالِهِ، فَإِذَا بِالْخَشَبَةِ الَّتِي فِيهَا الْمَالُ، فَأَخَذَهَا لِأَهْلِهِ حَطَبًا، فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِيفَةَ، ثُمَّ قَدِمَ الَّذِي كَانَ أَسْلَفَهُ فَأَتَى بِالْأَلْفِ دِينَارٍ، فَقَالَ: وَاللهِ مَا زِلْتُ جَاهِدًا فِي طَلَبِ مَرْكَبٍ لِآتِيَكَ بِمَالِكَ فَمَا وَجَدْتُ مَرْكَبًا قَبْلَ الَّذِي أَتَيْتُ فِيهِ، قَالَ: هَلْ كُنْتَ بَعَثْتَ إِلَيَّ بِشَيْءٍ؟ قَالَ: أُخْبِرُكَ أَنِّي لَمْ أَجِدْ مَرْكَبًا قَبْلَ الَّذِي جِئْتُ فِيهِ، قَالَ: فَإِنَّ اللهَ قَدْ أَدَّى عَنْكَ الَّذِي بَعَثْتَ فِي الْخَشَبَةِ فَانْصَرِفْ بِالْأَلْفِ الدِّينَارِ رَاشِدًا۔

(وعدے پر) ادا کردوں لیکن میں کیا کروں جہاز ہی نہیں ملا اب میں یہ مال تیرے سپرد کرتا ہوں (تو پہنچا دے) یہ کہہ کر اس نے وہ لکڑی سمندر میں پھینک دی وہ ڈوب گئی اور لوٹ کر چلا آیا۔ اس وقت بھی اپنے شہر جانے کو جہاز ڈھونڈتا رہا جس نے قرض دیا تھا وہ سمندر پر اس خیال سے گیا کہ شاید کوئی جہاز آئے اور اس کا روپیہ لائے اتنے میں ایک لکڑی اس کو دکھلائی دی اس نے جلانے کے لیے اٹھالی جب اس کو چیرا تو اشرفیاں پائیں خط بھی ملا پھر وہ شخص آن پہنچا جس نے قرض لیا تھا اور (دوبارہ) ہزار اشرفیاں لایا اور عذر کرنے لگا۔ خدا کی قسم میں جہاز ڈھونڈتا رہا کہ تمہارا قرض آن کر ادا کروں مگر جس جہاز میں آیا اس سے پہلے کوئی جہاز نہ ملا تب قرض خواہ نے کہا تو نے میرے پاس کچھ بھیجا تھا اس نے کہا میں کہوں بات یہ ہے کہ جب اس سے پہلے کوئی جہاز مجھ کو نہ ملا تو میں نے ایک لکڑی میں اشرفیاں رکھ کر ڈال دی تھیں۔ قرض خواہ کہنے لگا اللہ نے وہ اشرفیاں پہنچا دیں جو تو نے لکڑی میں رکھ کر بھیجی تھیں پھر وہ اشرفیاں لے کر اطمینان کے ساتھ لوٹ جا۔

لہ شریعت میں یہ دونوں درست ہیں ضامن کو مدینہ والے زعیم اور مصر والے حمیل اور عراق والے کفیل کہتے ہیں ۱۲ منہ ۲ہ نہ اس آدمی کا نام معلوم ہوا نہ اس کی جورو کا نہ لونڈی کا ۱۲ منہ ۳ہ اور رجم نہیں کیا تھا ۱۲ منہ ۴ہ کیونکہ اس کو شبہ ہو گیا تھا وہ جورو کا مال اپنا ہی سمجھا اور جورو کی لونڈی کو اپنی لونڈی سمجھ کر اس سے جماع کیا بظاہر یہ حضرت عمرؓ کی رائے تھی ورنہ شبہ کی حالت میں جب رجم ساقط ہو گیا تو کوڑے بھی لگا سکتے تھے۔ ۱۲ قرشہ اس کو امام بیہقی نے وصل کیا اور ایک قصہ بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعودؓ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ ابن نواحہ کا موذن اذان میں یوں کہتا ہے اشھد ان مسیلمۃ رسول اللہ انہوں نے ابن نواحہ اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا ابن نواحہ کی تو گردن ماردی اور اس کے ساتھیوں کے باب میں مشورہ لیا عدی بن حاتم نے کہا قتل کرو جریر اور اشعث نے کہا ان سے توبہ کراؤ

اور ضمانت لو وہ ایک سو ستر آدمی تھے۔ ابن ابی شیبہ نے ایسا ہی نقل کیا۔ ابن منیر نے کہا امام بخاری نے حدود میں کفالت سے دیوان میں بھی کفالت کا حکم ثابت کیا لیکن حدود اور قصاص میں کوئی کفیل ہو اور اصل مجرم یعنے مکفول عنہ غائب ہو جائے تو کفیل پر حد یا قصاص نہ ہوگا اس پر اتفاق ہے مگر قرضہ میں جو کفیل ہو اس کو قرض ادا کرنا ہوگا ۱۲ منہ ۶؎ حماد اور حکم کے اثروں کو اثرم نے وصل کیا ۱۲ منہ ۷؎ اس کو اسماعیلی اور نسائی اور امام احمد وغیرہ نے لیث سے وصل کیا۔ اور نسائی کے نسخہ میں یوں ہے۔ امام بخاری نے کہا ہم سے عبداللہ بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے تو یہ خود موصول ہے۔ ۱۲ منہ ۸؎ ان دو شخصوں کا نام معلوم نہیں ہوا حافظ نے کہا محمد بن ربیع نے مسند صحابہ میں عبداللہ بن عمرو سے نکالا کہ قرض دینے والا النجاشی تھا۔ اس صورت میں اس کو بنی اسرائیل فرمانا اس وجہ سے ہوگا کہ وہ بنی اسرائیل کا متبع تھا نہ یہ کہ ان کی اولاد میں سے تھا عینی نے اپنی عادت کے مطابق ناحق حافظ پر اعتراض کیا اور حافظ صاحب کی وسعت نظر اور کثرت علم کی تعریف نہ کی اور کہا یہ روایت ضعیف ہے اس پر اعتماد نہیں ہو سکتا حالانکہ حافظ صاحب نے خود فرمایا ہے کہ اس کی سند مجہول ہے ۱۲ منہ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ،

باب۔ اللہ تعالیٰ کا (سورۂ نساء میں) یہ فرمانا جن سے تم نے قسم کھا کر قول کیا ان کا حصہ ان کو دے دو۱؎

۱؎ یعنے مولی الموالات سے عرب میں دستور تھا کسی سے بہت دوستی ہو جاتی تو اس سے معاہدہ کرتے اور کہتے تیرا خون میرا خون ہے اور تو جس سے لڑے ہم اس سے لڑیں تو جس سے صلح کرے ہم اس سے صلح کریں گے۔ تو ہمارا وارث ہم تیرے وارث، تیرا قرضہ ہم سے لیا جائے ہمارا قرضہ تجھ سے، تیری طرف سے ہم دیت دیں تو ہماری طرف سے شروع زمانہ اسلام میں ایسے شخص کو ترکہ کا چھٹا حصہ ملنے کا حکم ہوا تھا پھر یہ حکم اس آیت سے منسوخ ہو گیا۔ واولوالارحام بعضهم اولی ببعض فی کتاب اللہ۔ ابن منیر نے کہا کفالت کے باب میں امام بخاری اس کو اس لیے لائے کہ جیسے حلف سے جو ایک عقد تھا شروع زمانہ اسلام میں ترکہ کا استحقاق پیدا ہو گیا تھا تو کفالت کرنے سے بھی مال کی ذمہ داری کفیل پر پیدا ہوگی کیونکہ وہ بھی ایک عقد ہے۔ ۱۲ منہ

۴۸۹۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ إِدْرِيسَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا،

ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے ادریس سے انہوں نے طلحہ بن مصرف سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ہم نے ہر ایک کے موالی یعنی وارث

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ۔ قَالَ: وَرَثَةً۔ وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ۔ قَالَ: كَانَ الْمُهَاجِرُونَ لَمَّا قَدِمُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَرِثَ الْمُهَاجِرُ الْأَنْصَارِيَّ دُونَ ذَوِي رَحِمِهِ لِلْأُخُوَّةِ الَّتِي آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ۔ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ۔ نَسَخَتْ، ثُمَّ قَالَ۔ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ۔ إِلَّا النَّصْرَ وَالرِّفَادَةَ وَالنَّصِيحَةَ، وَقَدْ ذَهَبَ الْمِيرَاثُ وَيُوصَى لَهُ۔

ٹھہرائے اور جن سے تم نے قسمیں کھا کر قول کیا اس کا قصہ یہ ہے کہ مہاجرین جب مدینہ میں ہجرت کر کے آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اور انصار میں بھائی چارہ کرا دیا) تو مہاجر انصار کا ترکہ پاتا اور انصاری کے ناطہ داروں کو کچھ نہ ملتا اس بھائی پنے کی وجہ سے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کرا دیا تھا جب یہ آیت اتری ولکل جعلنا موالی تو آیت والذین عاقدت ایمانکم کو منسوخ کر دیا اب والذین عاقدت ایمانکم سے مراد مدد اور اعانت اور خیر خواہی رہ گئی اور ان کو ترکہ میں حصہ ملنا جاتا رہا البتہ وصیت ان کے لیے ہو سکتی ہے[1]

[1] جیسے اور غیر شخصوں کے لیے بھی ہو سکتی ہے تہائی ترکہ میں سے اس کا نفاذ کیا جائے گا ۱۲ منہ

۴۹۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَآخَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ ابْنِ الرَّبِيعِ۔

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے انہوں نے حمید سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا عبد الرحمٰن بن عوف ا مکہ سے ہجرت کر کے آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اور سعد ابن ربیع میں بھائی چارہ کرا دیا۔

۴۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَبَلَغَكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ؟ فَقَالَ: قَدْ حَالَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِي۔

ہم سے محمد بن صباح نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن زکریا نے کہا ہم سے عاصم بن سلیمان نے انہوں نے کہا میں نے انسؓ سے پوچھا کیا تم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نہیں پہنچی کہ جاہلیت کے عہد و پیمان اسلام میں نہیں ہیں انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو قریش اور انصار میں خود میرے گھر میں عہد و پیمان کرایا تھا۔

بَابُ مَنْ تَكَفَّلَ عَنْ مَيِّتٍ دَيْنًا فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَرْجِعَ - وَبِهِ قَالَ الْحَسَنُ،

باب: جو شخص مردے کے قرض کی ضمانت کرے تو وہ پھر نہیں سکتا امام حسن بصری نے ایسا ہی کہا ہے لہ

لہ نہ حافظ صاحب نے نہ قسطلانی نے بیان کیا کہ حسن کا اثر کس نے وصل کیا ۱۲ منہ

---

۴۹۲ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَقَالَ: هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ؟ قَالُوا: لاَ، فَصَلَّى عَلَيْهِ، ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرَى فَقَالَ: هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ، قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: عَلَيَّ دَيْنُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَصَلَّى عَلَيْهِ۔

ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا انہوں نے یزید بن ابی عبید سے انہوں نے سلمہ بن اکوع سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک جنازہ لایا گیا نماز پڑھنے کے لیے آپ نے پوچھا کیا اس پر قرض تھا لوگوں نے کہا نہیں آپؐ نے اس پر نماز پڑھی پھر دوسرا جنازہ آیا آپ نے پوچھا کیا اس پر قرض تھا لوگوں نے کہا جی ہاں آپ نے صحابہ سے فرمایا تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو ابو قتادہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا قرض میں نے اپنے اوپر لے لیا تب آپ نے اس پر نماز پڑھی لہ

لہ اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ ضامن اپنی ضمانت سے رجوع نہیں کر سکتا جب وہ میت کے قرضے کا ضامن ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بمجرد ابو قتادہ کی ضمانت کے اس پر نماز پڑھ لی اگر رجوع جائز ہوتا تو جب تک ابو قتادہ یہ قرض ادا نہ کر دیتے آپ اس پر نماز نہ پڑھتے ۱۲ منہ

---

۴۹۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو: سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْ أَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا، فَلَمْ يَجِئْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتَّى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَ أَبُو بَكْرٍ فَنَادَى:

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے انہوں نے امام محمد باقر سے سنا انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ فرمایا اگر بحرین کا خراج آئے گا تو میں تجھ کو اس طرح ادونوں لپ بھر کر) دوں گا پھر بحرین کا خراج آنے سے پیشتر ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی جب ابو بکر صدیقؓ کی خلافت میں بحرین سے روپیہ آیا تو انہوں نے منادی کرائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس سے کچھ وعدہ کیا ہو یا آپ پر اس کا کچھ قرض ہو تو وہ

مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ أَوْ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي كَذَا وَكَذَا، فَحَثَى لِي حَثْيَةً فَعَدَدْتُهَا فَإِذَا هِيَ خَمْسُمِائَةٍ وَقَالَ: خُذْ مِثْلَيْهَا

حاضر ہو میں یہ منادی سن کر ابوبکر صدیق کے پاس گیا میں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اتنا اتنا دینے کا وعدہ فرمایا تھا انہوں نے ایک لپ بھر کر مجھ کو روپے دیے۔ میں نے ان کو گنا تو پانچ سو نکلے انہوں نے کہا اس کے دوگن اور لے لے [1]

[1] سب تین لپ ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین لپ بھر کر دینے کا وعدہ فرمایا تھا جیسے دوسری روایت میں ہے جس کو امام بخاری نے شہادت میں نکالا اس کی تصریح ہے باب کا مطلب اس سے یوں نکلا کہ ابوبکر جب آنحضرتؐ کے خلیفہ اور جانشین ہوئے تو گویا آپ کے سب معاملات اور وعدوں کے وہ کفیل ٹھہرے اور ان کو ان وعدوں کا پورا کرنا لازم ہوا ۱۲ منہ

بَابُ جِوَارِ أَبِي بَكْرٍ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقْدِهِ.

باب:۔ ابوبکر صدیقؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک کافر کا امن دینا اور ان سے عہد کرنا [1]

[1] امام بخاری جو حدیث اس باب میں لائے اس کی مطابقت اس طرح ہے کہ پناہ دینے والے نے جس کو پناہ دی گویا وہ اس کی عدم ایذا کا متکفل ہوا اور اس پر اس کفالت کا پورا کرنا لازم ہوا۔

۴۹٤ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ، وَقَالَ أَبُو صَالِحٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ، عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے ابن شہاب نے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ نے کہا جو بی بی تھیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ میں نے جب سے اپنے ماں باپ کو پہچانا (اپنی عقل آئی) تو ان کو اسلام ہی کے دین پر پایا اور ابوصالح سلیمان نے کہا مجھ سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا یونس سے انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے تو جب سے اپنے ماں باپ کو سمجھا ان کو اسلام ہی کے دین پر پایا اور ہم پر کوئی دن ایسا نہیں گزرتا

قَالَتْ: لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ، وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً، فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُونَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا قِبَلَ الْحَبَشَةِ حَتَّى إِذَا بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ يَا أَبَا بَكْرٍ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْرَجَنِي قَوْمِي فَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَسِيحَ فِي الْأَرْضِ فَأَعْبُدَ رَبِّي، قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ: إِنَّ مِثْلَكَ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ، فَإِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ، وَأَنَا لَكَ جَارٌ فَارْجِعْ فَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبِلَادِكَ، فَارْتَحَلَ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَرَجَعَ مَعَ أَبِي بَكْرٍ فَطَافَ فِي أَشْرَافِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ، أَتُخْرِجُونَ رَجُلًا يَكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَيَصِلُ الرَّحِمَ، وَيَحْمِلُ الْكَلَّ، وَيَقْرِي الضَّيْفَ، وَيُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ؟ فَأَنْفَذَتْ قُرَيْشٌ جِوَارَ ابْنِ الدَّغِنَةِ وَآمَنُوا أَبَا بَكْرٍ وَقَالُوا لِابْنِ الدَّغِنَةِ: مُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهُ فِي دَارِهِ، فَلْيُصَلِّ، وَلْيَقْرَأْ مَا شَاءَ، وَلَا يُؤْذِينَا بِذَلِكَ، وَلَا يَسْتَعْلِنْ بِهِ فَإِنَّا قَدْ خَشِينَا أَنْ يَفْتِنَ أَبْنَاءَنَا وَ

تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح و شام دن کے دونوں کناروں میں ہمارے پاس نہ آتے ہوں۔ جب مسلمانوں کو (کافروں کی طرف سے) سخت تکلیف ہونے لگی تو ابوبکر صدیقؓ ہجرت کر کے حبش کی طرف چلے برک الغماد میں پہنچے تو ان کو مالک بن دغنہ ملا جو قارہ قبیلے کا سردار تھا اس نے پوچھا ابوبکرؓ کہاں کا قصد ہے انہوں نے کہا میری قوم نے مجھے نکال دیا اب میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی زمین کی سیر کروں اور اس کی پوجا کرتا رہوں۔ ابن دغنہ نے کہا تم ایسا آدمی نہ نکلتا ہے نہ نکالا جاسکتا ہے تم تو جو چیز لوگوں کے پاس نہیں ہے وہ ان کو کما دیتے ہو (یعنی غریب پرور ہو) اور ناتا جوڑتے ہو اور بال بچوں کا بوجھ اپنے اوپر اٹھا لیتے ہو اور مہمان کی ضیافت کرتے ہو اور حادثوں میں حق بات کی مدد کرتے ہو اور میں تم کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں چلو تم اپنے شہر لوٹ چلو وہیں اپنے مالک کی پوجا کرو۔ آخر ابن الدغنہ نے بھی سفر کیا اور ابوبکرؓ کے ساتھ مکہ آیا قریش کے سرداروں کے پاس گیا اور ان سے کہنے لگا دیکھو ابوبکرؓ کا سا آدمی اور وہ یہاں سے نکل جائے یا نکالا جائے (سخت افسوس ہے) تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو غریب کی پرورش کرتا ہے ناتا جوڑتا ہے بال بچوں کا بوجھ اپنے اوپر اٹھا لیتا ہے مہمان کی ضیافت کرتا ہے حادثوں میں حق کی مدد کرتا ہے قریش کے کافروں نے ابن دغنہ کی پناہ منظور کی اور ابوبکرؓ کو امن دیا مگر ابن دغنہ سے کہنے لگے تم ابوبکرؓ سے کہہ دو کہ وہ اپنے گھر میں اپنے مالک کی پوجا کریں وہیں نماز پڑھا کریں جو چاہیں وہ پڑھیں اور ہم کو نماز اور قرآن پڑھ کر تکلیف نہ دیں نہ علانیہ پڑھیں کیونکہ ہم ڈرتے ہیں ہمارے بیٹے اور عورتیں

نِسَاءَنَا، قَالَ ذٰلِكَ ابْنُ الدَّغِنَةِ لِأَبِي بَكْرٍ، فَطَفِقَ أَبُو بَكْرٍ يَعْبُدُ رَبَّهُ فِي دَارِهِ، وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِالصَّلَاةِ، وَلَا الْقِرَاءَةِ فِي غَيْرِ دَارِهِ، ثُمَّ بَدَا لِأَبِي بَكْرٍ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ وَبَرَزَ فَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ، فَيَتَقَصَّفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ وَأَبْنَاؤُهُمْ يَعْجَبُونَ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ دَمْعَهُ حِينَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، فَأَفْزَعَ ذٰلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَأَرْسَلُوا إِلَى ابْنِ الدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا لَهُ: إِنَّا كُنَّا أَجَرْنَا أَبَا بَكْرٍ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ، وَإِنَّهُ جَاوَزَ ذٰلِكَ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ وَأَعْلَنَ الصَّلَاةَ وَالْقِرَاءَةَ، وَقَدْ خَشِينَا أَنْ يَفْتِنَ أَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا فَأْتِهِ، فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَعَلَ، وَإِنْ أَبَى إِلَّا أَنْ يُعْلِنَ ذٰلِكَ فَسَلْهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَإِنَّا كَرِهْنَا أَنْ نُخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقِرِّينَ لِأَبِي بَكْرٍ الِاسْتِعْلَانَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتَ الَّذِي عَقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ، فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلَى ذٰلِكَ، وَإِمَّا أَنْ تَرُدَّ إِلَيَّ ذِمَّتِي فَإِنِّي لَا أُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّي أُخْفِرْتُ فِي رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهُ،

خراب نہ ہو جائیں۔ ابن دغنہ نے ابوبکرؓ سے یہ کہہ دیا اور ابوبکرؓ اس دن سے اپنے گھر میں عبادت کرنے لگے اور علانیہ یا کسی اور جگہ نماز اور قرآن پڑھنا چھوڑ دیا پھر ابوبکرؓ کے دل میں آیا تو انہوں نے اپنے گھر کے سامنے جو صحن تھا اس میں مسجد بنالی اور باہر نکل کر وہاں نماز شروع کی جب وہ قرآن پڑھتے تو مشرکوں کی عورتیں بچے ان پر ہجوم کرتے اور تعجب سے ان کو دیکھتے اور ابوبکرؓ بڑے رونے والے آدمی تھے جب وہ قرآن پڑھتے تو بے اختیار ان کے آنسو بہ نکلتے قریش کے کافر رئیس یہ کیفیت دیکھ کر گھبرا گئے اور ابن دغنہ کو کہلا بھیجا وہ مکہ میں آیا کافروں نے اس سے کہا ہم نے تو ابوبکرؓ کو اس شرط پر امان دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں عبادت کریں لیکن انہوں نے شرط کے خلاف مکان کے صحن میں مسجد بنائی اور علانیہ نماز اور قرآن پڑھتے ہیں ہم کو ڈر ہوتا ہے کہیں ہماری عورتیں اور بچے سن کر پھسل نہ جائیں تم ابوبکرؓ سے کہو اگر وہ اپنے گھر کے اندر عبادت کرتے ہیں تو کریں اگر نہ مانیں اور علانیہ کرنا چاہیں تو اپنی امان ان سے پھیر لو کیونکہ ہم کو تمہاری امان توڑنا اچھا نہیں معلوم ہوتا اور ہم تو ابوبکرؓ کو علانیہ کبھی عبادت نہیں کرنے دیں گے حضرت عائشہؓ نے کہا ابن دغنہ یہ سن کر ابوبکرؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا تم جانتے ہو میں نے جس شرط پر ذمہ لیا تھا تو یا تو تم اپنی شرط پر قائم رہو یا میرا ذمہ واپس کر دو کیونکہ میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ عربوں میں یہ چرچا ہو کہ میرا ذمہ توڑا گیا ابوبکرؓ نے کہا تم اپنا ذمہ واپس لے لو اور میں اللہ کی امان میں راضی ہوں ان

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنِّي أَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ وَأَرْضَى بِجِوَارِ اللهِ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ أُرِيتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ، رَأَيْتُ سَبْخَةً ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ، فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِينَةِ حِينَ ذَكَرَ ذَلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ بَعْضُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ، وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَى رِسْلِكَ، فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: هَلْ تَرْجُو ذَلِكَ بِأَبِي أَنْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَصْحَبَهُ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ.

دنوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مکہ میں تھے آپ نے یہ ذکر کیا کہ مجھ کو خواب میں تمہاری ہجرت کا مقام بتلایا گیا میں نے ایک کھاری زمین دیکھی جو کالی پتھریلی زمینوں کے بیچ میں ہے (یعنی مدینہ کے دونوں پتھریلے کنارے) یہ سن کر جس نے ہجرت کی اس نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور کچھ لوگوں نے جو پہلے حبش کے ملک میں ہجرت کر گئے تھے یہ کیا کہ مدینہ میں آگئے اور ابوبکر صدیق نے بھی ہجرت کی تیاری کی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ذرا ٹھہرو میں سمجھتا ہوں مجھ کو بھی (خدا کی طرف سے) ہجرت کی اجازت ملے گی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کو امید ہے کہ ایسی اجازت ملے گی آپ نے فرمایا ہاں اس لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ رکے رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی ہجرت کریں گے اور دو اونٹنیوں کو جو ان کے پاس تھیں چار مہینے تک ببول کے پتے کھلائے تاکہ وہ تیز بھاگنے لگیں ۴

۱ ابوذر کی روایت میں یہ سند مذکور نہیں ہے صرف عقیل ہی کا طریق مذکور ہے۔ یہ ابو صالح سلیمان بن صالح مروزی ہیں جو امام بخاری کے شیخ ہیں ان کا لقب سلمویہ ہے اور جو لفظ حدیث کا اس باب میں مذکور ہے وہ یونس کی روایت کا ہے اور ہجرت میں جو مذکور ہے وہ عقیل کا لفظ ہے ۱۲ منہ ۲ غرض یہ ہے کہ میرے ابتدائے شعور کے زمانے سے وہ مسلمان ہی تھے ۱۲ منہ ۳ قارہ ایک شاخ تھی بنی ہون قبیلے کی جو تیر اندازی میں مشہور تھے ان کا سردار مالک بن دغنہ تھا بعضوں نے کہا اس کا نام حارث بن یزید تھا ۱۲ منہ ۴ عرب کے لوگ یہ چارہ اونٹوں کو اس وقت کھلاتے تھے جب ان کو کہیں تیز لے جانا منظور ہوتا تھا اس حدیث کی مطابقت باب سے یوں ہے کہ ابن دغنہ نے ابوبکرؓ کی ضمانت کی تھی کہ ان کو مالی اور بدنی ایذا نہ پہنچے ۱۲ منہ

بَابُ الدَّيْنِ۔

٤٩٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفَّى عَلَيْهِ الدَّيْنُ فَيَسْأَلُ: هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ فَضْلًا؟ فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ لِدَيْنِهِ وَفَاءً صَلَّى، وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِينَ: صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ، فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْفُتُوحَ قَالَ: أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ، وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ۔

باب۔ قرضہ کا بیان

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کا جنازہ آتا جس پر قرض ہوتا آپ پوچھتے کیا اس شخص نے قرض ادا کرنے کو کچھ زیادہ مال (جو تجہیز و تکفین سے بچ رہے) چھوڑا ہے اگر لوگ کہتے ہاں تب تو آپ اس پر نماز پڑھتے ورنہ مسلمانوں سے فرماتے تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو[1] جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو دولت دنیا شروع کی تو فرمایا میں مسلمانوں کا خود ان سے زیادہ ان کا ہوا خواہ ہوں جو کوئی مسلمان مرجائے اور قرض دار مرے تو اس کا قرض مجھ پر ہے اور اگر مال چھوڑ جائے تو اس کے وارثوں کا ہے۔

[1] معلوم ہوا کہ قرض داری بری بلا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ سے نماز نہ پڑھی اختلاف ہے کہ آپ کو قرض دار پر نماز پڑھنا جائز تھا یا حرام نووی نے کہا ٹھیک یہ ہے کہ جائز تھا اگر کوئی اس کے قرضہ کا ضامن ہو جاتا۔ حاکم نے ابن عباسؓ سے نکالا جب آپ نے اس کی نماز نہیں پڑھی تو حضرت جبرئیلؑ آئے اور کہنے لگے گناہ گار وہ قرضدار ہے جس نے گناہ اور فضول خرچی میں روپیہ خرچ کیا ہو لیکن عیال دار سوال سے بچنے والا میں خود اس کا ضامن ہوں اس کی طرف سے ادا کروں گا۔ پھر آپ نے اس پر نماز پڑھی اور اس کے بعد یہ حدیث بیان فرمائی یہ روایت ضعیف ہے۔ ۱۲ منہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ الْوَكَالَةِ

کتاب وکالت کے بیان میں[1]

[1] وکالت کے معنی لغت میں سپرد کرنا اور شریعت میں وکالت اس کو کہتے ہیں کہ آدمی اپنا کوئی کام دوسرے کے سپرد کر دے بشرطیکہ اس کام میں یا شخص میں نیابت اور قائم مقامی ہو سکتی ہو ۱۲ منہ

وَكَالَةُ الشَّرِيكِ الشَّرِيكَ فِي الْقِسْمَةِ وَغَيْرِهَا، وَقَدْ أَشْرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا فِي هَدْيِهِ، ثُمَّ أَمَرَهُ بِقِسْمَتِهَا.

ایک شریک دوسرے شریک کا تقسیم وغیرہ میں وکیل ہونا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو قربانی میں شریک کر لیا پھر ان کو حکم کیا کہ فقیروں کو بانٹ دیں[1]

[1] اس کو خود امام بخاری نے کتاب الشرکۃ میں وصل کیا ۱۲ منہ

۷۹۶- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِجِلَالِ الْبُدْنِ الَّتِي نُحِرَتْ وَبِجُلُودِهَا.

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ابن ابی نجیح سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے حضرت علیؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا کہ قربانی کے اونٹوں کی جھولیں اور کھالیں (فقیروں کو) بانٹ دوں[1]

[1] اس روایت میں گو شرکت کا ذکر نہیں مگر امام بخاری نے جابرؓ کی روایت کی طرف اشارہ کیا جس کو کتاب الشرکۃ میں نکالا اس میں صاف یوں مذکور ہے کہ آپ نے حضرت علیؓ کو قربانی میں شریک کر لیا ۱۲ منہ

٤٩٧- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلَى صَحَابَتِهِ فَبَقِيَ عَتُودٌ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ضَحِّ بِهِ أَنْتَ۔

ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے ابوالخیر سے انہوں نے عقبہ بن عامرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بکریاں دیں اپنے صحابہ میں بانٹنے کے لیے تو ایک بکری کا بچہ سال بھر کا بچ رہا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ نے فرمایا تو اس کی قربانی کر لے۔

بَابٌ- إِذَا وَكَّلَ الْمُسْلِمُ حَرْبِيًّا فِي دَارِ الْحَرْبِ أَوْ فِي دَارِ الْإِسْلَامِ جَازَ۔

باب:۔ اگر مسلمان حربی کافر کو دارالحرب یا دارالاسلام میں وکیل کرے تو درست ہے۔

٤٩٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَاتَبْتُ أُمَيَّةَ ابْنَ خَلَفٍ كِتَابًا بِأَنْ يَحْفَظَنِي فِي صَاغِيَتِي بِمَكَّةَ، وَأَحْفَظَهُ فِي صَاغِيَتِهِ بِالْمَدِينَةِ فَلَمَّا ذَكَرْتُ الرَّحْمَنَ قَالَ: لَا أَعْرِفُ الرَّحْمَنَ، كَاتِبْنِي بِاسْمِكَ الَّذِي كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَكَاتَبْتُهُ عَبْدُ عَمْرٍو، فَلَمَّا كَانَ فِي يَوْمِ بَدْرٍ خَرَجْتُ إِلَى جَبَلٍ لِأُحْرِزَهُ حِينَ نَامَ النَّاسُ، فَأَبْصَرَهُ بِلَالٌ فَخَرَجَ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مَجْلِسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ: لَا نَجَوْتُ إِنْ نَجَا أُمَيَّةُ، فَخَرَجَ مَعَهُ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے یوسف بن ماجشون نے انہوں نے صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ان کے دادا عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے انہوں نے کہا میں نے امیہ بن خلف (کافر) کو خط لکھا کہ وہ مکہ میں (جو اس وقت دارالحرب تھا) میرے بال بچوں مال اسباب کی محافظت کرے گا اور میں مدینہ میں اس کے مال اسباب کی حفاظت کروں گا جب میں نے خط میں اپنا نام عبدالرحمٰن لکھا تو امیہ کہنے لگا میں رحمٰن کو نہیں پہچانتا جو تمہارا جاہلیت کے زمانے کا نام ہے اسی نام سے خط و کتابت کرو آخر میں نے اپنا (اصلی) نام عبد عمرو لکھا۔ بدر کے دن ایسا ہوا میں ایک پہاڑ کی طرف نکل گیا کہ امیہ کی جان بچاؤں لوگ سو گئے تھے بلالؓ نے کہیں دیکھ پایا وہ انصار کی مجلس پر گئے کہنے لگے یہ امیہ بن خلف ہے اگر وہ بچ گیا تو میں نہیں بچا یہ سن کر انصار کے کچھ لوگ بلالؓ کے ساتھ ہو کر ہمارے پیچھے نکلے۔ جب میں ڈرا کہ وہ ہم کو پالیں گے تو میں نے اس کے بیٹے کو پیچھے چھوڑ دیا

فَرِيقٌ مِنَ الأَنْصَارِ فِي آثَارِنَا، فَلَمَّا خَشِيتُ أَنْ يَلْحَقُونَا خَلَّفْتُ لَهُمُ ابْنَهُ، لِأُشْغِلَهُمْ فَقَتَلُوهُ ثُمَّ أَبَوْا حَتَّى يَتْبَعُونَا، وَكَانَ رَجُلاً ثَقِيلاً، فَلَمَّا أَدْرَكُونَا قُلْتُ لَهُ: ابْرُكْ، فَبَرَكَ فَأَلْقَيْتُ عَلَيْهِ نَفْسِي لِأَمْنَعَهُ فَتَجَلَّلُوهُ بِالسُّيُوفِ مِنْ تَحْتِي حَتَّى قَتَلُوهُ، وَأَصَابَ أَحَدُهُمْ رِجْلِي بِسَيْفِهِ، وَكَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ يُرِينَا ذَلِكَ الأَثَرَ فِي ظَهْرِ قَدَمِهِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: سَمِعَ يُوسُفُ صَالِحًا وَإِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ۔

کہ وہ اس میں پھنسے رہیں انہوں نے اس کو مار ڈالا اور کسی طرح نہ مانا ہمارے پیچھے ہوئے اور امیہ ایک بھاری بھر کم آدمی تھا میں نے اس سے کہا ارے بیٹھ جا وہ بیٹھ گیا میں اس کے اوپر پڑ گیا کہ میری وجہ سے اس کی جان بچ جائے لیکن انصار نے میرے نیچے سے اس کے بدن میں تلواریں گھونسیں یہاں تک کہ وہ مر گیا اور ان میں سے ایک کی تلوار میرے پاؤں کو بھی لگی عبدالرحمن ہم کو اس کا نشان اپنے پاؤں کی پشت پر بتلایا کرتے۔ امام بخاریؒ نے کہا یوسف نے صالح سے اور ابراہیم نے اپنے باپ سے سنا۔

لے حضرت بلالؓ پہلے اسی امیہ ملعون کے غلام تھے وہ بے انتہا تکلیفیں ان کو دیا کرتا تاکہ وہ اسلام سے پھر جائیں اسی لیے بلالؓ نے کہا یہ مردود بچ گیا تو میری خیر نہیں ۱۲ منہ ٢ے اس کا نام علی بن امیہ تھا حافظ نے کہا اس حدیث کی شرح ان شاء اللہ غزوہ بدر میں مذکور ہوگی اور ہم یہ بیان کریں گے کہ امیہ کو کس نے مارا اور علی بن امیہ کو کس نے اور عبدالرحمن بن عوف کے پاؤں پر کس کی تلوار لگی۔ ترجمہ باب اس حدیث سے یوں نکلا کہ امیہ کافر حربی تھا اور دارالحرب یعنی مکہ میں مقیم تھا عبدالرحمن مسلمان تھے لیکن انہوں نے اس کو وکیل کیا اور جب دارالحرب میں اس کو وکیل کرنا جائز ہوا تو اگر وہ امان لے کر دارالاسلام میں آئے جب بھی اس کو وکیل کرنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ ابن منذر نے کہا اس پر علماء کا اتفاق ہے کسی کا اس میں اختلاف نہیں کہ کافر حربی کو دونوں امر درست ہیں ۱۲ منہ

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الصَّرْفِ وَالْمِيزَانِ، وَقَدْ وَكَّلَ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ فِي الصَّرْفِ۔

باب:۔ صرافی اور ماپ تول میں وکیل کرنا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عمرؓ نے صرافی میں وکیل کیا لے

لے صرافی کہتے ہیں بیع صرف کو یعنی روپیوں اشرفیوں کی بدلائی حضرت عمرؓ کے اثر کو سعید بن منصور

نے اور ابن عمرؓ کے اثر کو بھی انہی نے وصل کیا۔ حافظ نے کہا ان کا اسناد صحیح ہے ۱۲ منہ

۴۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهُمْ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ فَقَالَ: أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا؟ فَقَالَ: إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ، وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ، فَقَالَ: لَا تَفْعَلْ، بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا، وَقَالَ فِي الْمِيزَانِ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے عبدالمجید بن سہیل بن عبدالرحمٰن بن عوف سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ اور ابوہریرہؓ سے ان دونوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر کا تحصیل دار مقرر کیا[1] وہ وہاں سے عمدہ کھجور لے کر آیا آپ نے پوچھا کیا خیبر میں سب ایسی ہی کھجور ہوتی ہے اس نے کہا نہیں ہم اس کا ایک صاع دوسری کھجور کے دو صاع اور اس کے دو صاع دوسری کھجور کے تین صاع دے کر خریدتے ہیں آپ نے فرمایا ایسا مت کر پہلے بیچ میل کھجور کو نقد روپیہ کے بدل بیچ ڈال پھر روپیہ دے کر یہ کھجور خرید لے اور تولنے کی چیزوں میں بھی آپ نے یہ حکم دیا۔

[1] حافظ نے کہا اس کا نام سواد بن غزیہ انصاری تھا ۱۲ منہ

بَابٌ إِذَا أَبْصَرَ الرَّاعِي أَوِ الْوَكِيلُ شَاةً تَمُوتُ أَوْ شَيْئًا يَفْسُدُ ذَبَحَ وَأَصْلَحَ مَا يَخَافُ عَلَيْهِ الْفَسَادَ۔

باب۔ جب چرواہا یا وکیل بکری مرتی دیکھے یا کوئی چیز بگڑتی۔ تو اس کو کاٹ ڈالے اور بگڑتی چیز کو درست کر لے[1]

[1] ابن منیر نے کہا امام بخاری کی غرض اس باب سے یہ نہیں ہے کہ وہ بکری حلال ہو گئی یا حرام بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ ایسی صورت میں چرواہے پر ضمان نہ ہوگا اسی طرح وکیل پر اور یہ مطلب اس طرح باب کی حدیث سے نکلتا ہے کہ کعب بن مالک نے اس لونڈی سے مواخذہ نہیں کیا بلکہ اس کا گوشت کھانے میں تردد کیا ۱۲ منہ

۵۰۰۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: سَمِعَ الْمُعْتَمِرَ: أَنْبَأَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا انہوں نے معتمر سے سنا کہا ہم کو عبیداللہ نے خبر دی انہوں نے

نَافِعٍ: أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُمْ غَنَمٌ تَرْعَى بِسَلْعٍ، فَأَبْصَرَتْ جَارِيَةٌ لَنَا بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِنَا مَوْتًا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا بِهِ فَقَالَ لَهُمْ: لَا تَأْكُلُوا حَتَّى أَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أُرْسِلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَسْأَلُهُ، وَأَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَاكَ أَوْ أَرْسَلَ فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهَا، قَالَ عُبَيْدُ اللهِ: فَيُعْجِبُنِي أَنَّهَا أَمَةٌ وَأَنَّهَا ذَبَحَتْ، تَابَعَهُ عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ۔

نافع سے انہوں نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے[1] وہ اپنے باپ سے روایت کرتے تھے کہ ان کی بکریاں سلع پہاڑ پر (جو مدینہ میں ہے) چرا کرتیں۔ ہماری ایک لونڈی نے دیکھا کہ اس میں سے ایک بکری مر رہی ہے تو ایک پتھر توڑ کر اس کو کاٹ ڈالا کعب نے لوگوں سے کہا اس کا گوشت مت کھاؤ جب تک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھ نہ لوں یا کسی کو بھیج کر پچھوا نہ لوں پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھا یا کسی کو بھیج کر پچھوایا آپ نے یہ حکم دیا کہ اس کا گوشت کھاؤ عبیداللہ نے کہا مجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ لونڈی ہو کر اس نے بکری ذبح کی معتمر کے ساتھ عبدہ نے بھی اس کو عبیداللہ سے روایت کیا۔

[1] مزی نے اطراف میں یہی لکھا ہے کہ ابن کعب سے عبداللہ مراد ہیں لیکن ابن وہب نے اس حدیث کو اسامہ بن زیدؓ سے روایت کیا انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے حافظ نے کہا ظاہر یہ ہے کہ وہ عبدالرحمن بن کعب بن مالک ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ

بَابٌ۔ وَكَالَةُ الشَّاهِدِ وَالْغَائِبِ جَائِزَةٌ[1]، وَكَتَبَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو إِلَى قَهْرَمَانِهِ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهُ أَنْ يُزَكِّيَ عَنْ أَهْلِهِ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ۔

باب:۔ حاضر اور غائب ہر ایک کو وکیل کرنا درست ہے[1] اور عبداللہ بن عمرو نے اپنے وکیل کو لکھا کہ ان گھر والوں چھوٹے بڑے سب کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے۔

[1] ابن بطال نے کہا جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ جو شخص شہر میں موجود ہو اور اس کو کوئی عذر نہ ہو وہ بھی وکیل کر سکتا ہے لیکن ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ بیماری کے عذر یا سفر کے عذر سے ایسا کرنا درست ہے یا فریق مقابل کی رضامندی سے اور امام مالک نے کہا اس شخص کو وکیل کرنا درست نہیں جس سے دشمنی ہو اور طحاوی نے جمہور کے قول کی تائید کی ہے اور کہا ہے کہ صحابہ نے حاضر کو وکیل کرنا بلا شرط بالاتفاق جائز رکھا ہے اور غائب کی وکالت وکیل کے قبول پر موقوف رہے گی بالاتفاق اور جب قبول پر موقوف رہی تو حاضر اور غائب دونوں کا حکم یکساں ہے۔ ۱۲ منہ

۵۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا

سُفْيَانُ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنٌّ مِنَ الْإِبِلِ فَجَاءَهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ: أَعْطُوهُ، فَطَلَبُوا سِنَّهُ فَلَمْ يَجِدُوا لَهُ إِلَّا سِنًّا فَوْقَهَا، فَقَالَ: أَعْطُوهُ، فَقَالَ: أَوْفَيْتَنِي أَوْفَى اللَّهُ بِكَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً۔

ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے سلمہ بن کہیل سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک شخص کا ایک عمر والا اونٹ قرض تھا وہ تقاضا کرنے آیا آپ نے صحابہ سے فرمایا اس کو اسی عمر کا اونٹ دے دو۔ انہوں نے اونٹ ڈھونڈا تو اس عمر کا اونٹ نہ ملا اس سے بڑھ کر (جو قیمت میں زیادہ ہوتا ہے) ملا آپ نے فرمایا وہی دے دو[1] تب وہ بولا آپ نے میرا حق پورا دے دیا اللہ آپ کو پورا دے۔ تب آپ نے فرمایا تم میں اچھے وہی لوگ ہیں جو قرض کو خوبی کے ساتھ ادا کریں۔

[1] یہیں سے باب کا مطلب نکلا کیونکہ آپ نے جو حاضر تھے دوسروں کو اونٹ دینے کے لیے وکیل کیا اور جب حاضر کو وکیل کرنا جائز ہوا حالانکہ وہ خود کام کر سکتا ہے تو غائب کو بطریق اولیٰ وکیل کرنا جائز ہوگا۔ ایسا ہی فرمایا حافظ ابن حجر نے اور علامہ عینی سے تعجب ہے کہ انہوں نے ناحق حافظ صاحب پر اعتراض جمایا کہ حدیث سے غائب کی وکالت نہیں نکلتی اولویت کا تو کیا ذکر ہے حالانکہ اولویت کی وجہ خود حافظ صاحب کے کلام میں مذکور ہے۔ حافظ صاحب نے انتقاض الاعتراض میں کہا جس شخص کے فہم کا یہ حال ہو اس کو اعتراض کرنا کیا زیب دیتا ہے۔ نعوذ باللہ من التعصب ومن سوء الفہم ۱۲ منہ

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي قَضَاءِ الدُّيُونِ۔

باب۔ قرض ادا کرنے کے لیے وکیل کرنا۔

۵۰۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ فَأَغْلَظَ فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا، ثُمَّ قَالَ:

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے سلمہ بن کہیل سے کہا میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے سنا انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا ایک شخص آیا اپنے قرض کا تقاضا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کرنے لگا اور سخت الفاظ کہے آپ کے اصحاب نے اس کو سزا دینا چاہا آپ نے فرمایا نہیں رہنے دو جس کا حق نکلتا ہو وہ ایسی باتیں کر سکتا ہے پھر آپ نے فرمایا اس کو اسی عمر کا اونٹ دے دو لوگوں نے عرض کیا اس عمر کا تو نہیں اس سے بہتر

أَعْطُوهُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّهِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ إِلَّا أَمْثَلَ مِنْ سِنِّهِ، فَقَالَ: أَعْطُوهُ، فَإِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ قَضَاءً۔

اونٹ ہے۔ آپ نے فرمایا وہی دے دو۔ تم میں اچھے وہی لوگ ہیں جو خوبی کے ساتھ قرض ادا کریں۔

لہ شاید یہ شخص یہودی ہوگا یا مسلمان ہوگا مگر گنوار لٹھ امام احمد کی روایت میں یوں ہے کہ ایک گنوار آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اونٹ کا تقاضا کرتا تھا گنوار کی عادت ہوتی ہے سخت کلامی کر بیٹھتے ہیں اس سے کفر لازم نہیں آتا طبرانی کی روایت سے یہ نکلتا ہے کہ یہ شخص عرباض بن ساریہ تھا جو صحابی ہے لیکن نسائی اور حاکم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور شخص تھا اور ممکن ہے دونوں کو ایسا اتفاق ہو۔ ۱۲ منہ

بَابُ إِذَا وَهَبَ شَيْئًا لِوَكِيلٍ أَوْ شَفِيعِ قَوْمٍ جَازَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوَفْدِ هَوَازِنَ حِينَ سَأَلُوهُ الْمَغَانِمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَصِيبِي لَكُمْ۔

باب: اگر کسی قوم کے وکیل یا سفارشی کو کچھ ہبہ کیا جائے تو درست ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کی طرف سے جو لوگ آئے تھے جب انہوں نے لوٹ کا مال واپس مانگا تو آپ نے فرمایا میرے حصے میں جو آیا ہے وہ تم لے جاؤ لہ

لہ حافظ نے کہا یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو ابن اسحاق نے مغازی میں عبداللہ بن عمرو بن عاص سے نکالا۔ ہوازن قیس کے ایک قبیلے کا نام تھا۔ ابن منیر نے کہا گو بظاہر یہ ہبہ ان لوگوں کے لیے تھا جو اپنی قوم کی طرف سے وکیل اور سفارشی بن کر آئے تھے مگر درحقیقت سب کے لیے ہبہ تھا جو حاضر تھے ان کے لیے بھی اور جو غائب تھے ان کے لیے بھی۔ خطابی نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ وکیل کا اقرار موکل پر نافذ ہوگا اور مالک اور شافعیؒ نے کہا وکیل کا اقرار موکل پر نافذ نہ ہوگا ۱۲ منہ

۵۰۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: وَزَعَمَ عُرْوَةُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِينَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث نے بیان کیا کہا مجھ سے عقیل نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے کہ عروہ نے کہا ان سے مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ دونوں نے بیان کیا کہ جب ہوازن کے وکیل اسلام قبول کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ کھڑے ہوئے انہوں نے یہ درخواست کی کہ ہمارے

مُسْلِمِينَ، فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ: إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ، فَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِهِمْ، وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِينَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ، فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَادٍّ إِلَّا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوا: فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُسْلِمِينَ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ هَؤُلَاءِ قَدْ جَاءُونَا تَائِبِينَ، وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ بِذَلِكَ، فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ اللَّهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ، فَقَالَ النَّاسُ: قَدْ طَيَّبْنَا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِي ذَلِكَ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ، فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعُوا إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ، فَرَجَعَ النَّاسُ، فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ قَدْ

مال اور قیدی پھیر دیے جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچی بات مجھ کو بہت پسند ہے تو تم دو میں سے ایک بات اختیار کرو یا قیدی واپس لو یا مال (دونوں واپس نہیں ہو سکتے) اور میں نے تو (جعرانہ میں) ان کا انتظار کیا تھا۔ ہوا یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طائف سے لوٹے تو دس پر کئی راتوں تک (جعرانہ میں ٹھہرے) ہوازن کے وکیلوں کا انتظار کرتے رہے خیر جب ان کو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں چیزیں پھیرنے والے نہیں ہیں ایک ہی دیں گے تو کہنے لگے اچھا ہمارے قیدی واپس دیجیے اس وقت مسلمانوں میں آپ (خطبہ کے لیے) کھڑے ہوئے پہلے جیسے چاہیے ویسی اللہ کی تعریف کی پھر فرمایا امابعد تمہارے یہ بھائی (ہوازن کے لوگ) توبہ کر کے آئے ہیں اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی ان کو پھیر دیے جائیں اب جو کوئی خوشی سے پھیر دینا چاہے وہ تو پھیر دے اور جو کوئی اپنا حصہ قائم رکھنا چاہے اس طرح کہ اب جو پہلی فتح ہم کو اللہ دے گا اس میں سے اس کا بدلہ دیں گے تو ویسا کرے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی خوشی کے لیے ان کے قیدی یوں ہی دے دیں گے آپ نے فرمایا دیکھو ہم کو معلوم نہیں کہ تم میں کون اس امر پر راضی ہے کون نہیں تو بہتر یہ ہے کہ تم لوٹ جاؤ اور تمہارے نقیب سردار تمہاری طرف سے بیان کریں آخر ان نقیبوں نے اپنے اپنے لوگوں سے گفتگو کی پھر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا وہ راضی ہیں انہوں نے قیدی

طَيِّبُوا وَأَذِنُوا۔

پھیر دینے کی اجازت دی۔

بَابٌ۔ إِذَا وَكَّلَ رَجُلٌ رَجُلًا أَنْ يُعْطِيَ شَيْئًا وَلَمْ يُبَيِّنْ كَمْ يُعْطِي فَأَعْطَى عَلَى مَا يَتَعَارَفُهُ النَّاسُ۔

باب:۔ ایک شخص نے دوسرے شخص کو کچھ دینے کے لیے وکیل کیا اور یہ نہیں بیان کیا کہ کتنا دے انہوں نے دستور کے موافق دیا۔

٥٠٤۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ وَغَيْرِهِ، يَزِيدُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، وَلَمْ يُبَلِّغْهُ كُلُّهُمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَكُنْتُ عَلَى جَمَلٍ ثَفَالٍ إِنَّمَا هُوَ فِي آخِرِ الْقَوْمِ، فَمَرَّ بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ قُلْتُ: جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: مَا لَكَ؟ قُلْتُ: إِنِّي عَلَى جَمَلٍ ثَفَالٍ، قَالَ: أَمَعَكَ قَضِيبٌ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: أَعْطِنِيهِ، فَأَعْطَيْتُهُ فَضَرَبَهُ فَزَجَرَهُ فَكَانَ مِنْ ذَلِكَ الْمَكَانِ مِنْ أَوَّلِ الْقَوْمِ، قَالَ: بِعْنِيهِ، فَقُلْتُ: بَلْ هُوَ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: بِعْنِيهِ، قَدْ أَخَذْتُهُ بِأَرْبَعَةِ دَنَانِيرَ وَلَكَ ظَهْرُهُ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ أَخَذْتُ أَرْتَحِلُ، قَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قُلْتُ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً قَدْ خَلَا مِنْهَا، قَالَ: فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ؟ قُلْتُ: إِنَّ أَبِي تُوُفِّيَ وَتَرَكَ بَنَاتٍ فَأَرَدْتُ أَنْ أَنْكِحَ امْرَأَةً قَدْ

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ابن جریج نے انہوں نے عطاء بن ابی رباح اور کئی لوگوں سے ان میں سب نے ایک دوسرے پر بڑھا کر بیان کیا ہے مگر ان سب لوگوں نے حدیث کو جابر تک نہیں پہنچایا بلکہ ایک شخص نے ان میں مرسلاً روایت کیا انہوں نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے کہا میں ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا مگر میں ایک سست اونٹ پر سوار تھا جو سب کے پیچھے رہتا خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر سے گزرے پوچھا کون۔ میں نے عرض کیا جابر عبداللہ انصاری کا بیٹا آپ نے پوچھا تجھے کیا ہوا میں نے عرض کیا میرا اونٹ بالکل سست ہے آپ نے فرمایا تیرے پاس چھڑی ہے۔ میں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا مجھ کو دے میں نے دی آپ نے اس کو مارا اور ڈانٹا وہ جو اس جگہ سے چلا تو سب لوگوں سے آگے بڑھ گیا آپ نے فرمایا یہ اونٹ میرے ہاتھ بیچ ڈال میں نے کہا یا رسول اللہ آپ ہی کا ہے آپ نے فرمایا نہیں بیچ ڈال میں نے چار اشرفی کو لیا اور تم مدینہ تک اس پر سوار رہو خیر جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو میں اور طرف جانے لگا آپ نے فرمایا کہاں جاتا ہے میں نے کہا میں نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا ہے آپ نے فرمایا کنواری چھوکری سے کیوں نہیں کیا وہ تجھ سے کھیلتی تو اس سے کھیلتا۔ میں نے کہا میرا باپ مر گیا اور کئی بیٹیاں چھوڑ گیا۔ میرا مطلب یہ تھا کہ ایسی عورت سے نکاح

جَرَّبَتْ خَلَا مِنْهَا، قَالَ: فَذَلِكَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ: يَا بِلَالُ أَقْضِهِ وَزِدْهُ، فَأَعْطَاهُ أَرْبَعَةَ دَنَانِيرَ وَزَادَهُ قِيرَاطًا، قَالَ جَابِرٌ: لَا تُفَارِقُنِي زِيَادَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُنِ الْقِيرَاطُ يُفَارِقُ جِرَابَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ۔

کروں جو جہاں دیدہ ہو آپ نے فرمایا یہ بات ہے تو خیر جب ہم مدینہ پہنچے تو آپ نے فرمایا بلال جابر کو قیمت ادا کر دے اور کچھ زیادہ دے۔ انہوں نے چار اشرفیاں دیں اور ایک قیراط سونا زیادہ دیا[1] جابرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایک قیراط سونا زیادہ دیا تھا وہ مجھ سے جدا نہیں ہوتا ہمیشہ یہ قیراط جابرؓ کی تھیلی میں رہتا[2]

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صاف نہیں فرمایا تھا کہ اتنے زیادہ دے مگر بلالؓ نے اپنی رائے سے زمانہ کے رواج کے مطابق ایک قیراط جھکتا ہوا سونا زیادہ دیا ۱۲ منہ [2] بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے ان کے تلوار کے دام میں رہتا۔ ام سلمہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب حرہ کے دن یزید پلید کی طرف سے شام والوں کا بلوہ مدینہ منورہ پر ہوا تو انہوں نے یہ سونا جابرؓ سے چھین لیا ۱۲ منہ

بَابُ وَكَالَةِ الْمَرْأَةِ الْإِمَامَ فِي النِّكَاحِ۔

باب:۔ کوئی عورت اپنا نکاح کرنے کے لیے بادشاہ کو وکیل کر دے[1]

[1] یہ وکالت امام بخاری نے عورت کے اس قول سے نکالی کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخش دی۔ داؤدی نے کہا حدیث میں وکالت کا ذکر نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مومن اور مومنہ کے ولی ہیں بموجب اس آیت کے النبی اولی بالمومنین من انفسہم اور اسی ولایت کی وجہ سے آپ نے اس عورت کا نکاح کر دیا ۱۲ منہ

۵۰۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ لَكَ مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ رَجُلٌ: زَوِّجْنِيهَا، قَالَ: قَدْ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابو حازم سے انہوں نے سہل بن سعد سے انہوں نے کہا ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی یارسول اللہ میں نے اپنی جان آپ کو بخش دی اب آپ جو جی چاہے وہ کیجیے ایک شخص بولا یارسول اللہ اس کا نکاح مجھ سے کر دیجیے آپ نے فرمایا ہم نے اس قرآن کے بدل جو تجھ کو یاد

زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ۔

ہے اس کا نکاح تجھ سے کر دیا[۲]

[۱] اس کا نام نہیں معلوم ہوا طبرانی کی روایت میں یوں ہے وہ انصاری تھا ۱۲ منہ [۲] معلوم ہوا تعلیم قرآن مہر ہو سکتا ہے امام ابوحنیفہ نے اس میں خلاف کیا ہے ۱۲ منہ

بَابٌ إِذَا وَكَّلَ رَجُلًا فَتَرَكَ الْوَكِيلُ شَيْئًا فَأَجَازَهُ الْمُوَكِّلُ فَهُوَ جَائِزٌ، وَإِنْ أَقْرَضَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى جَازَ، وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَبُو عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: وَكَّلَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَأَتَانِي آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ وَقُلْتُ: وَاللهِ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ وَلِي حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ، قَالَ: فَخَلَّيْتُ عَنْهُ، فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ: مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُودُ لِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ سَيَعُودُ، فَرَصَدْتُهُ، فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ دَعْنِي فَإِنِّي

باب:۔ ایک شخص کسی کو وکیل کرے پھر وکیل کوئی بات چھوڑ دے لیکن موکل اس کی اجازت دے تو درست ہے اور اگر وکیل معین میعاد پر کسی کو قرض دے اور موکل اجازت دے تو بھی درست ہے اور عثمان بن ہیثم ابو عمرو[۱] نے کہا ہم سے عوف نے بیان کیا انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو صدقہ فطر کی حفاظت پر مقرر کیا ایک شخص آیا[۲] اور لپ بھر بھر کر اناج لینے لگا میں نے اس کو پکڑا میں نے کہا خدا کی قسم میں تو تجھ کو پکڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا وہ کہنے لگا میں محتاج ہوں بال بچے والا اور بڑی تکلیف میں ہوں خیر میں نے (رحم کر کے) اس کو چھوڑ دیا جب صبح ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ابو ہریرہؓ گزشتہ رات کو تیرے قیدی کا کیا حال ہوا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے بڑی محتاجی اور بال بچوں کا شکوہ کیا مجھے رحم آیا میں نے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا خبردار رہ وہ جھوٹا ہے اور پھر آئے گا آپ کے فرمانے سے مجھ کو یقین ہو گیا وہ پھر آئے گا۔ میں اس کی تاک میں تھا ایسا ہی ہوا وہ آن پہنچا اور لگا اناج کے لپ بھرنے میں نے پکڑا اور کہا اب تو ضرور تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا۔ کہنے لگا محتاج ہوں عیال دار اب نہیں آنے کا۔ پھر

مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ، لَا أَعُودُ، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ، فَرَصَدْتُهُ الثَّالِثَةَ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ، فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا آخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ أَنَّكَ تَزْعُمُ لَا تَعُودُ ثُمَّ تَعُودُ، قَالَ: دَعْنِي أُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا، قُلْتُ: مَا هُنَّ؟ قَالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ۔ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ۔ حَتَّى تَخْتِمَ الْآيَةَ فَإِنَّكَ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرَبَنَّكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، زَعَمَ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِي كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللّٰهُ بِهَا فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: مَا هِيَ؟ قُلْتُ: قَالَ لِي: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ، فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتَّى تَخْتِمَ۔ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ۔ وَقَالَ لِي: لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ، وَكَانُوا أَحْرَصَ شَيْءٍ عَلَى الْخَيْرِ

مجھ کو رحم آگیا میں نے چھوڑ دیا۔ صبح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ابو ہریرہ تیرے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے سخت محتاجی اور بال بچوں کا شکوہ کیا میں نے رحم کر کے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا خبردار ہو جاوہ جھوٹا ہے اور پھر آئے گا۔ میں تیسری بار اس کی تاک میں رہا۔ وہ آیا اور لگا اناج کے لپ اٹھانے میں نے پکڑا اور کہا میں تجھ کو ضرور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا اور یہ تیسری مرتبہ ہے تو ہر بار کہتا ہے میں پھر نہیں آنے کا اور آئے جاتا ہے۔ کہنے لگا مجھ کو چھوڑ دے میں تجھ کو وہ کلمے سکھلاتا ہوں جس سے خدا تجھ کو فائدہ دے گا[۳] میں نے کہا وہ کیا ہیں اس نے کہا جب تو سونے کے لیے اپنے بچھونے پر جائے تو آیۃ الکرسی پڑھ اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم سے اخیر تک[۴] اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ تیرا نگہبان رہے گا اور صبح تک شیطان تیرے پاس نہ پھٹکے گا یہ سن کر میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اگلی رات کو تیرے قیدی کا کیا ماجرا ہوا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ اس نے کہا میں تجھ کو کچھ کلمے سکھائے دیتا ہوں جن سے اللہ تیرا فائدہ کرے گا۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ نے پوچھا کون سے کلمے اس نے سکھائے۔ میں نے کہا اس نے یہ بتایا جب تو اپنے بچھونے پر جائے تو آیۃ الکرسی اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم شروع سے اخیر تک پڑھ اور کہنے لگا ایسا کرے گا تو اللہ کی طرف سے ایک چوکیدار تجھ پر مقرر رہے گا اور شیطان تیرے پاس صبح تک نہ پھٹکے گا۔ اور صحابہ کا یہ حال تھا کہ وہ اچھی بات کے بڑے طالب تھے یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ، تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: ذَاكَ شَيْطَانٌ۔	فرمایا۔ اس نے سچ کہا حالانکہ وہ بڑا جھوٹا ہے ابوہریرہ تو جانتا ہے تین راتوں سے کون تیرے پاس آتا ہے۔ میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا وہ شیطان ہے رہے

لے اس کو نسائی اور اسمٰعیلی اور ابونعیم نے وصل کیا ۱۲ منہ ۲ے وہ شیطان تھا ایک روایت میں یوں ہے کہ ابوہریرہؓ نے صدقہ کی کھجور میں ہاتھ کا نشان پایا جیسے کوئی اس میں سے اٹھا کر لے گیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا کیا تو اس کو پکڑنا چاہتا ہے۔ تو یوں کہہ سبحان من سخرک لمحمد ابوہریرہؓ کہتے ہیں میں نے یہی کہا تو دیکھتا ہوں کہ وہ میرے سامنے کھڑا ہے میں نے اس کو پکڑ لیا ۱۲ منہ ۳ے ابوالمتوکل کی روایت میں یوں ہے جب تو وہ کلمے کہہ لے گا تو جن نر پری کوئی تیرے پاس نہ پھٹکے گی چھوٹی نہ بڑی ۱۲ منہ ۴ے معاذ بن جبل کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور امن الرسول سے اخیر سورۃ تک اس میں یوں ہے کہ صدقہ کی کھجور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری حفاظت میں دی تھی میں جو دیکھوں تو روز بروز وہ کم ہو رہی ہے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا شکوہ کیا آپ نے فرمایا یہ شیطان کا کام ہے۔ پھر میں اس کو تاکتا رہا۔ وہ ہاتھی کی صورت میں نمودار ہوا جب دروازے کے قریب پہنچا تو دروازوں میں سے صورت بدل کر اندر چلا آیا اور کھجور کے پاس آن کر اس کے لقمے لگانے لگا میں نے اپنے کپڑے مضبوط باندھے اور اس کی کمر پکڑی میں نے کہا اللہ کے دشمن تو نے صدقہ کی کھجور اڑا دی دوسرے لوگ تجھ سے زیادہ اس کے حقدار تھے تجھ کو پکڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا۔ وہاں تیری خوب فضیحت ہو گی۔ رویانی کی روایت میں یوں ہے۔ میں نے پوچھا تو میرے گھر میں کھجور کھانے کے لیے کیوں گھسا کہنے لگا میں بوڑھا محتاج عیال دار ہوں اور نصیبین سے آ رہا ہوں اگر مجھے کہیں اور کچھ مل جاتا تو تیرے پاس نہ آتا اور ہم تمہارے ہی شہر میں رہا کرتے تھے یہاں تک کہ تمہارے صاحب پیغمبر ہوئے جب ان پر یہ دو آیتیں اتریں تو ہم بھاگ گئے اگر تو مجھ کو چھوڑ دے تو میں وہ آیتیں تجھ کو سکھلا دوں گا میں نے کہا اچھا پھر اس نے آیت الکرسی اور آمن الرسول سے سورۂ بقرہ کے اخیر تک بتلائی ۱۲ منہ ۵ے نسائی کی روایت میں ابی بن کعب سے یوں ہے میرے پاس کھجور کا ایک تھیلا تھا اس میں سے روز کھجور کم ہو رہی تھی ایک دن میں نے دیکھا ایک کبڑا لڑکا وہاں موجود ہے میں نے پوچھا تو جن ہے یا آدمی وہ کہنے لگا جن ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا ہم تم سے کیسے بچیں۔ اس نے کہا آیت الکرسی پڑھ کر۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا اس خبیث نے سچ کہا۔ معلوم ہوا جس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس میں شیطان شریک ہو جاتے ہیں اور شیطان کو دیکھنا ممکن ہے جب وہ اپنی خلقی صورت بدل لے ۱۲ منہ

بَابٌ إِذَا بَاعَ الْوَكِيلُ شَيْئًا فَاسِدًا فَبَيْعُهُ مَرْدُودٌ۔

باب: اگر وکیل ایسی بیع کرے جو فاسد ہو تو وہ بیع واپس ہوگی لے

لے باب کی حدیث میں اس کی صراحت نہیں ہے کہ واپس ہوگی یعنی پھیر دی جائے گی مگر امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو امام مسلم نے نکالا اس میں یوں ہے یہ سود ہے اسے پھیر دے ۱۲ منہ

۵۰۶۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ هُوَ ابْنُ سَلَّامٍ، عَنْ يَحْيَى قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَبْدِ الْغَافِرِ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ بِلَالٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْ أَيْنَ هٰذَا؟ قَالَ بِلَالٌ: كَانَ عِنْدِي تَمْرٌ رَدِيءٌ فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ لِنُطْعِمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ: أَوَّهْ أَوَّهْ، عَيْنُ الرِّبَا، عَيْنُ الرِّبَا، لَا تَفْعَلْ، وَلٰكِنْ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَشْتَرِيَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَيْعٍ آخَرَ ثُمَّ اشْتَرِهِ۔

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن صالح نے کہا ہم سے معاویہ بن سلام نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے کہا میں نے عقبہ بن عبدالغافر سے سنا انہوں نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے کہا بلال رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس برنی کھجور (ایک عمدہ قسم کی کھجور) لے کر آئے آپ نے ان سے پوچھا یہ کہاں سے آئی بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے پاس خراب کھجور تھی میں نے اس کے دو صاع دے کر اس کا ایک صاع لیا آپ کے کھانے کے لیے آپ نے یہ سن کر فرمایا ہائے ہائے یہ تو بالکل سود ہے۔ بالکل سود ایسا مت کر اگر تو آئندہ کھجور خریدنا چاہے تو پہلے اپنی کھجور بیچ ڈال پھر عمدہ کھجور (قیمت کے بدل) خرید لے۔

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الْوَقْفِ وَنَفَقَتِهِ، وَأَنْ يُطْعِمَ صَدِيقًا لَهُ وَيَأْكُلَ بِالْمَعْرُوفِ۔

باب: وقف کے مال میں وکالت اور وکیل کا اپنے دوست کو کھلانا اور خود دستور کے موافق کھانا۔

۵۰۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ:

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، قَالَ فِي صَدَقَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَيْسَ عَلَى الْوَلِيِّ جُنَاحٌ أَنْ يَأْكُلَ وَيُؤْكِلَ صَدِيقًا غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا، فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ هُوَ يَلِي صَدَقَةَ عُمَرَ، يُهْدِي لِنَاسٍ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ۔

بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے کہا حضرت عمرؓ نے جو صدقے کے باب میں کتاب لکھوائی تھی اس میں یوں ہے کہ صدقہ کا متولی اس میں سے کھا سکتا ہے اور دوست کو کھلا سکتا ہے لیکن اپنے لیے روپیہ نہ جوڑے اور ابن عمرؓ حضرت عمرؓ کے صدقہ کے متولی تھے وہ مکہ والوں کو اس میں سے تحفہ بھیجتے تھے جو ان کے پاس اترتے۔

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الْحُدُودِ۔

باب:۔ حد لگانے کے لیے کسی کو وکیل کرنا

۵۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ إِلَى امْرَأَةِ هَذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم کو لیث بن سعد نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے زید بن خالد اور ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے انیس بن ضحاک اسلمی سے فرمایا انیس تو اس کی عورت کے پاس جا[1] اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر۔

[1] یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کیونکہ آپ نے انیس کو حد لگانے کے لیے وکیل مقرر فرمایا ۱۲ منہ

۵۰۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: جِيءَ بِالنُّعَيْمَانِ أَوِ ابْنِ النُّعَيْمَانِ شَارِبًا، فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ فِي الْبَيْتِ أَنْ يَضْرِبُوهُ، قَالَ: فَكُنْتُ أَنَا فِيمَنْ ضَرَبَهُ فَضَرَبْنَاهُ بِالنِّعَالِ وَالْجَرِيدِ۔

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبر دی انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے عقبہ بن حارث سے انہوں نے کہا نعیمان یا نعیمان کے بیٹے[1] کو لے کر آئے اس نے شراب پیا تھا آپ نے جو لوگ گھر میں موجود تھے ان کو حکم دیا اس کو حد ماریں۔ میں بھی ان لوگوں میں موجود تھا جنہوں نے اس کو مارا تو ہم نے اس کو جوتوں اور چھڑیوں سے مارا۔

[1] یہ راوی کو شک ہے کہ نعیمان کہا یا ابن النعیمان اسمٰعیلی کی روایت میں نعمان یا نعیمان مذکور ہے حافظ نے کہا اس کا نام نعیمان بن عمرو بن رفاع انصاری تھا بدر کی لڑائی میں شریک تھا اور بڑا دل لگی باز آدمی تھا

۱۲منہ ۲ھ یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کیونکہ آپ نے گھر میں جو لوگ موجود تھے ان کو حد مارنے کے لیے وکیل مقرر کیا ۱۲منہ

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الْبُدْنِ وَتَعَاهُدِهَا۔

باب: قربانی کے اونٹوں میں وکالت اور ان کی نگرانی کرنے میں لہ

لہ وکالت تو اس سے نکلی کہ آپ نے ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ وہ قربانیاں روانہ کردیں اور نگرانی اس سے کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے ان کے گلوں میں ہار ڈالے ۱۲منہ

۵۱۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي، فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللهُ لَهُ حَتَّى نُحِرَ الْهَدْيُ۔

ہم سے اسمٰعیل بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے اونٹوں کے ہار اپنے ہاتھوں سے بٹے تھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گلے میں اپنے ہاتھوں سے ڈالے پھر میرے والد کے ساتھ ان کو (مکہ) روانہ کر دیا مگر جتنی چیزیں آپ کے لیے حلال تھیں اس میں سے کوئی چیز (اس قربانی بھیجنے کی وجہ سے) آپ پر حرام نہیں ہوئی یہاں تک کہ وہ اونٹ نحر کیے گیے۔

بَابٌ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِوَكِيلِهِ: ضَعْهُ حَيْثُ أَرَاكَ اللهُ، وَقَالَ الْوَكِيلُ: قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ۔

باب: اگر کسی نے اپنے وکیل سے یوں کہا تم جس کام میں مناسب سمجھو اس مال کو خرچ کرو اور وکیل نے کہا اچھا میں تمہارا کہنا سن چکا لہ

لہ یعنے وکیل نے اپنی رائے سے اس مال کو کسی کام میں خرچ کیا تو یہ جائز ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوطلحہ نے وکیل کیا کہ بیرحاء کو آپ جس کار خیر میں چاہیں صرف کریں۔ آپ نے ان کو یہ

رائے دی کہ اپنے ہی ناتے داروں کو بانٹ دیں ۱۲ منہ

۵۱۱۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ الأَنْصَارِ بِالْمَدِينَةِ مَالًا، وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بِيرُحَاءَ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ، فَلَمَّا نَزَلَتْ۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۔ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ۔ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بِيرُحَاءَ، وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللهِ، فَضَعْهَا يَا رَسُولَ اللهِ حَيْثُ شِئْتَ، فَقَالَ: بَخٍ، ذَلِكَ مَالٌ رَائِحٌ، ذَلِكَ مَالٌ رَائِحٌ، قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيهَا وَأَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الأَقْرَبِينَ، قَالَ: أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ، تَابَعَهُ إِسْمَاعِيلُ، عَنْ مَالِكٍ، وَقَالَ رَوْحٌ، عَنْ مَالِكٍ: رَابِحٌ۔

مجھ سے یحییٰ بن یحییٰ نے بیان کیا کہا میں نے امام مالک کو پڑھ کر سنایا انہوں نے اسحاق بن عبداللہ سے روایت کی انہوں نے انس بن مالک سے سنا وہ کہتے تھے کہ ابوطلحہ انصاری لوگوں میں سب سے زیادہ مدینہ میں جائداد رکھتے اور ان کو اپنے سب مال میں بیرحاء (ایک باغ کا نام ہے) بہت پیارا تھا وہ مسجد کے سامنے تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں جایا کرتے اور وہاں کا صاف پانی پیا کرتے جب یہ آیت سورۂ آل عمران کی اتری تم نیکی کے درجے کو نہ پہنچو گے جب تک اپنے پیارے مال کو خرچ نہ کرو تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اٹھ کر آئے اور کہنے لگے یارسول اللہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔ تم نیکی کا درجہ اس وقت نہ پاؤ گے جب تک اپنے پیارے مال کو خرچ نہ کرو گے مجھے سب مالوں میں بیرحاء بہت پیارا ہے۔ میں خدا کے لیے اس کو خیرات کرتا ہوں اور اس کا اجر اور ثواب اللہ کے پاس جمع کرتا ہوں، آپ جس کام میں چاہیں لگائیں۔ آپ نے فرمایا واہ کیا کہنا۔ یہ مال تو جانے والا ہے یہ مال تو جانے والا ہے میں نے سنا جو تو نے کہا میں مناسب سمجھتا ہوں تو اس کو اپنے عزیزوں میں بانٹ دے ابوطلحہ نے کہا بہتر، پھر اپنے عزیزوں اور چچا کے بیٹوں کو بانٹ دیا یحییٰ بن یحییٰ کے ساتھ اس حدیث کو اسمٰعیل نے بھی امام مالک سے روایت کیا اور روح نے مالک سے رائح بجائے رابح کے روایت کیا یعنے یہ مال تو فائدہ دینے والا ہے۔

بَابُ وَكَالَةِ الأَمِينِ فِي الْخِزَانَةِ وَنَحْوِهَا۔

باب :۔ خزانچی کا خزانے میں وکیل ہونا۔

۵۱۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْخَازِنُ الأَمِينُ الَّذِي يُنْفِقُ، وَرُبَّمَا قَالَ: الَّذِي يُعْطِي مَا أُمِرَ بِهِ كَامِلاً مُوَفَّرًا، طَيِّبًا نَفْسُهُ إِلَى الَّذِي أُمِرَ بِهِ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقَيْنِ۔

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے برید بن عبداللہ سے انہوں نے ابوبردہؓ سے انہوں نے ابوموسیٰؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا امانت دار خزانچی جو اپنے مالک کے حکم پر پورا پورا خوشی سے خرچ کرتا ہے یا دیتا ہے صدقہ دینے والوں میں شریک ہے (یعنے اس کو بھی صدقہ کا ثواب ملے گا۔)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ الْمُزَارَعَةِ

کتاب بٹائی کے بیان میں

بَابُ فَضْلِ الزَّرْعِ وَالْغَرْسِ إِذَا أُكِلَ مِنْهُ، وَقَوْلِهِ تَعَالَى - أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ أَأَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا۔

باب: کھیت اور میوہ دار درخت جس میں سے لوگ کھائیں اس کے لگانے کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ واقعہ میں) فرمایا بتلاؤ تم جو کھیتی کرتے ہو اس کو تم اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں ہم چاہیں تو اس کو چورہ کرکے رکھ دیں۔

لہ امام بخاری نے اس آیت سے یہ ثابت کیا کہ کھیتی کرنا مباح ہے اور بعض حدیث میں اس کی ممانعت وارد ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کھیتی میں ایسا مشغول ہونا منع ہے کہ آدمی جہاد سے بھی باز رہے یا دین کے دوسرے کاموں سے ۱۲ منہ

---

۵۱۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ، وَقَالَ مُسْلِمٌ: حَدَّثَنَا أَبَانُ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ نے دوسری سند اور مجھ سے عبدالرحمٰن بن مبارک نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لہ جو مسلمان کوئی (میوہ دار) درخت لگائے یا کھیتی کرے پھر اس میں سے کوئی پرندہ یا آدمی یا چوپایہ جانور کھائے تو اس کو صدقے کا ثواب ملے گا امام بخاری نے کہا اور ہم سے مسلم بن ابراہیم نے کہا ہم سے ابان نے بیان کیا کہا ہم سے قتادہ نے کہا ہم سے انس نے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

لہ مسلمان کی تخصیص اس لیے کی کہ صدقہ سے مراد آخرت کا ثواب ہے اور کافر کو آخرت کا ثواب ہونے

والا نہیں البتہ دنیا میں اس کا بدلہ مل جائے گا جیسے امام مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے نکالا بعضوں نے کہا آخرت میں اس کا عذاب ہلکا ہوگا مگر اس پر دلیل چاہیئے۔ ۱۲ منہ

بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنْ عَوَاقِبِ الإِشْتِغَالِ بِآلَةِ الزَّرْعِ أَوْ مُجَاوَزَةِ الْحَدِّ الَّذِي أُمِرَ بِهِ.

باب: کھیتی کے سامان میں بہت مصروف رہنا یا حد سے زیادہ اس میں لگ جانا اس کا انجام بُرا ہے۔

٥١٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَالِمٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ زِيَادٍ الأَلْهَانِيُّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: وَرَأَى سِكَّةً وَشَيْئًا مِنْ آلَةِ الْحَرْثِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَدْخُلُ هَذَا بَيْتَ قَوْمٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ الذُّلَّ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَاسْمُ أَبِي أُمَامَةَ: صُدَيُّ ابْنُ عَجْلَانَ.

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن سالم حمصی نے کہا ہم سے محمد بن زیاد الہانی نے انہوں نے ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ہل دیکھا ناگرم اور کچھ کھیتی کا سامان تو کہنے لگے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جس قوم میں یہ گھسا اللہ اس کو ذلیل و خوار کر دے گا[1]۔ امام بخاریؒ نے کہا ابو امامہ کا نام صدی ابن عجلان ہے۔

[1] ذلت سے مراد یہ ہے کہ حکام ان سے پیسہ وصول کریں گے ان پر طرح طرح کے ظلم توڑیں گے حافظ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا فرمایا تھا وہ پورا ہوا اکثر ظلم کا شکار کاشتکار لوگ ہی بنتے ہیں۔ بعضوں نے کہا ذلت سے یہ مراد ہے کہ جب رات دن کھیتی باڑی میں لگ جائیں گے تو سپاہ گری اور فنون جنگ بھول جائیں گے اور دشمن ان پر غالب ہو جائے گا۔ ہمارے زمانے کے اکثر مسلمانوں کا یہی حال ہے اپنا آبائی پیشہ سپاہ گری اور شہسواری چھوڑ کر کافروں کی رعایا بن بیٹھے ہیں اور طرح طرح کے ظلم ان کی طرف سے ان پر توڑے جاتے ہیں۔ یہ ہیں کہ بھیگی بلی بنے ہوئے دُم نہیں مار سکتے۔ آپس کا جنگ وجدل نہیں چھوڑتے کسی کو بھی اپنا امام نہیں بناتے کہ ہر تنازع میں اس کی طرف رجوع ہوں جب تک یہ کلمہ اتحاد پھر مسلمانوں میں قائم نہ ہوگا اس وقت تک روز بروز اور زیادہ خراب اور برباد ہوتے رہیں گے۔

بَابُ اقْتِنَاءِ الْكَلْبِ لِلْحَرْثِ۔

باب: کھیت کی حفاظت کے لیے کتا رکھنا[1]

[1] اس باب سے امام بخاری نے کھیتی کی اباحت ثابت کی کیونکہ جب کھیت کے لیئے کتا رکھنا جائز ہوا تو کھیتی کرنا بھی درست ہوگا۔ ۱۲ منہ

۵۱۵- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطٌ، إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ، قَالَ ابْنُ سِيرِينَ وَأَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِلَّا كَلْبَ غَنَمٍ أَوْ حَرْثٍ أَوْ صَيْدٍ، وَقَالَ أَبُو حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ صَيْدٍ۔

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کتا رکھا اس کے نیک اعمال کا ثواب ایک قیراط روز کم ہوتا ہے گا البتہ کھیت یا ریوڑ کی حفاظت کے لیے کتا رکھ سکتا ہے ابن سیرین اور ابوصالح نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں روایت کیا البتہ بکریوں یا کھیت یا شکار کے لیے کتا رکھ سکتا ہے اور ابوحازم نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں نقل کیا ہے۔ البتہ شکار یا ریوڑ کا کتا رکھ سکتا ہے[1]

[1] اس حدیث سے کھیت یا شکار یا جانور کی حفاظت کے لیے کتا پالنے کا جواز نکلا حافظ نے کہا اسی قیاس پر اور کسی ضرورت سے بھی کتے کا رکھنا جائز ہوگا لیکن بلاضرورت اس کا رکھنا مکروہ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ہر روز دو قیراط اس کے ثواب میں کم ہوں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کتا فرشتوں کو گھر میں آنے سے روکتا ہے بعضوں نے کہا اس لیے کہ وہ مہمان پر بھونکتا ہے اور سائل کو دوڑتا ہے ۱۲ منہ

۵۱۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ: أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ أَبِي زُهَيْرٍ، رَجُلًا مِنْ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے یزید بن خصیفہ سے ان سے سائب بن یزید نے بیان کیا انہوں نے سفیان بن ابی زہیر سے سنا جو ازد شنوءہ کے قبیلے سے تھے اور صحابی تھے انہوں

أَزْدِ شَنُوءَةَ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطٌ، قُلْتُ: أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: إِي وَرَبِّ هَذَا الْمَسْجِدِ۔

نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی (بے ضرورت) کتا پالے نہ کھیت کے کام کا ہو نہ بکریوں کے بچانے کے لئے تو اس کے عمل کا ثواب ایک قیراط برابر ہر روز گھٹتا جائے گا۔ سائب نے کہا میں نے سفیان سے پوچھا کیا تم نے خود یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا انہوں نے کہا ہاں اس مسجد کے مالک کی قسم۔

بَابُ اسْتِعْمَالِ الْبَقَرِ لِلْحِرَاثَةِ۔

باب: کھیت کے لیے گائے بیل سے کام لینا[1]

[1] کیونکہ گائے بیل اصل کھیتی کے کام کے لیے بنائے گئے ہیں جیسے گھوڑا سواری کے لیے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ گھوڑے کا گوشت کھانا حرام ہو جیسے گائے بیل کا گوشت کھانا حرام نہیں۔ ۱۲ منہ

۵۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ رَاكِبٌ عَلَى بَقَرَةٍ الْتَفَتَتْ إِلَيْهِ فَقَالَتْ: لَمْ أُخْلَقْ لِهَذَا، خُلِقْتُ لِلْحِرَاثَةِ، قَالَ، آمَنْتُ بِهِ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَأَخَذَ الذِّئْبُ شَاةً فَتَبِعَهَا الرَّاعِي فَقَالَ الذِّئْبُ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ؟ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِي؟ قَالَ: آمَنْتُ بِهِ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، قَالَ أَبُو سَلَمَةَ، وَمَا هُمَا يَوْمَئِذٍ فِي الْقَوْمِ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے سعد بن ابراہیم سے کہا میں نے ابوسلمہ سے سنا انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ایک شخص ایک بیل پر سوار جا رہا تھا اتنے میں بیل نے اس کی طرف دیکھا (اللہ نے اس کو زبان دی) وہ کہنے لگا میں اس لیے پیدا نہیں ہوا ہوں (سواری کیلئے) میں تو کھیتی کے لیے پیدا ہوا ہوں پھر آپ نے فرمایا میں اس پر ایمان لایا ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی ایمان لائے اور ایسا ہوا کہ ایک بکری کو بھیڑیا لیے گیا گڈریا اس کے پیچھے گیا بھیڑیا کہنے لگا آج تو بچاتا ہے جس دن (مدینہ اجاڑ ہو گا) درندے ہی درندے رہ جائیں گے اس دن میرے سوا کون بکریوں کو چرانے والا ہو گا آپ نے فرمایا میں اس پر ایمان لایا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی ایمان لائے ابوسلمہ نے کہا حالانکہ وہ دونوں اس دن مجلس میں موجود نہ تھے[1]

ؔ اس حدیث سے ابوبکرؓ اور عمرؓ کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر پورا بھروسا تھا۔ اس حدیث میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو عقل کے خلاف ہو۔ کیونکہ زبان اللہ تعالیٰ نے جانوروں کو بھی دی ہے۔ ان کا بات کرنا کچھ مشکل نہیں ہے جو لوگ عادت کے خلاف باتوں کو عقل کے خلاف جانتے ہیں یہ ان کا جہل اور حمق ہے ۱۲ منہ

بَابٌ - إِذَا قَالَ اكْفِنِي مَؤُونَةَ النَّخْلِ أَوْ غَيْرِهِ وَتُشْرِكُنِي فِي الثَّمَرِ۔

باب : باغ والا کسی سے کہے تو سب درختوں وغیرہ کو دیکھ لے تو اور میں میوہ میں شریک ہوں۔

۵۱۸ - حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَتِ الْأَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا النَّخِيلَ، قَالَ: لَا، فَقَالُوا: تَكْفُونَا الْمَؤُونَةَ وَنُشْرِكُكُمْ فِي الثَّمَرَةِ، قَالُوا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا۔

ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا انصاری لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ایسا کیجیے کہ کھجور کے درخت ہم میں اور ہمارے بھائی مہاجرین میں تقسیم کر دیجیے آپ نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا تب انصار نے مہاجرین سے کہا ایسا کرو تم درختوں میں محنت کرو ہم تم میوے میں شریک رہیں گے انہوں نے کہا اچھا ہم نے سُنا اور قبول کیا ؔ

ؔ معلوم ہوا یہ صورت جائز ہے کہ باغ یا زمین ایک شخص کی ہو اور کام اور محنت دوسرا شخص کرے دونوں پیداوار میں شریک ہوں اس کو مساقات کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو انصار کو زمین تقسیم کر دینے سے منع فرمایا اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو معلوم تھا کہ مسلمانوں کی ترقی بہت ہو گی بہت سی زمینیں ملیں گی تو انصار بیچاروں کی تھوڑی سی زمین انہی کے پاس رہنا آپ نے مناسب سمجھا ۱۲ منہ

بَابُ قَطْعِ الشَّجَرِ وَالنَّخْلِ، وَقَالَ أَنَسٌ: أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّخْلِ فَقُطِعَ۔

باب : میوہ دار درخت اور کھجور کے درخت کاٹنا اور انسؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو کھجور کے درخت کاٹے گئے ؔ

ؔ یہ اس حدیث کا ٹکڑا ہے جو باب المساجد میں موصولاً اوپر گزر چکی ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی ضرورت سے یا

دشمن کا نقصان کرنے کے لیے جب اس کی حاجت ہو میوہ دار درخت کاٹنا یا کھیتی یا باغ جلانا درست ہے ۱۲ منہ

۵۱۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ، وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ وَلَهَا يَقُولُ حَسَّانُ:

وَهَانَ عَلَى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ
حَرِيقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيرُ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے بنی نضیر یہودیوں کے کھجور کے درخت جلوا دیے اور کٹوا ڈالے ان ہی کے باغ کا نام بویرہ تھا اور حسان بن ثابت شاعر ہی کا ذکر اس شعر میں کرتے ہیں۔

بنی لوی کے عمائد پہ ہو گیا آسان
لگی ہو آگ بویرہ میں ہر طرف سوزان[1]

[1] بنی لوی قریش کو کہتے ہیں اور سراۃ کا ترجمہ عمائد اور معزز بن ہی بویرہ ایک مقام کا نام ہے جہاں بنی نضیر یہودیوں کے باغات تھے ہوا یہ تھا کہ قریش ہی کے لوگ اس تباہی کا باعث ہوئے کیونکہ اس نے بنی قریظہ اور بنی نضیر کو بھڑکا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد شکنی کرائی بعضوں نے کہا آپ نے یہ درخت اس لیے جلوائے کہ جنگ کے لیے صاف میدان کی ضرورت تھی تاکہ دشمنوں کو چھپ رہنے اور کمین گاہ سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کا موقع نہ ملے ۱۲ منہ

باب:۔

باب[1]:۔

[1] اس باب میں کوئی ترجمہ نہیں ہے گویا یہ باب پہلے باب کی ایک فصل ہے اور مناسبت یہ ہے کہ جب بٹائی ایک میعاد کے لیے جائز ہوئی تو مدت گزرنے کے بعد زمین کا مالک یہ کہہ سکتا ہے کہ اپنا درخت یا کھیت اکھاڑ لے جاؤ پس درخت کاٹنا ثابت ہوا اگلے باب کا یہی مطلب تھا۔ ۱۲ منہ

۵۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيِّ: سَمِعَ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ قَالَ: كُنَّا أَكْثَرَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مُزْدَرَعًا، كُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو یحییٰ بن سعید نے خبر دی انہوں نے حنظلہ بن قیس انصاری سے انہوں نے رافع بن خدیج سے سنا انہوں نے کہا سب مدینہ والوں میں ہمارے کھیت بہت تھے ہم زمین کو بٹائی پر دیا کرتے اس شرط پر کہ زمین کے ایک معین حصے کی پیداوار

بِالنَّاحِيَةِ مِنْهَا مُسَمًّى لِسَيِّدِ الْأَرْضِ، قَالَ: فَمِمَّا يُصَابُ ذَلِكَ وَتَسْلَمُ الْأَرْضُ، وَمِمَّا يُصَابُ الْأَرْضُ وَيَسْلَمُ ذَلِكَ، فَنُهِينَا، فَأَمَّا الذَّهَبُ وَالْوَرِقُ فَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ۔

ہم لیں گے تو کبھی ایسا ہوتا کہ اُس حصے کی پیداوار خراب ہو جاتی باقی زمین کی اچھی رہتی اور کبھی ساری زمین کی خراب ہو جاتی اور اُس حصے کی بچی رہتی اس لئے ہم کو اس سے ممانعت کی گئی اور چاندی سونے کے بدل ٹھیکہ دینے کا تو اس وقت رواج ہی نہ تھا۔ (القسطلانی ٹھہراؤ بالکل نہیں ہوتا تھا)۔

بَابُ الْمُزَارَعَةِ بِالشَّطْرِ وَنَحْوِهِ، وَقَالَ قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، قَالَ: مَا بِالْمَدِينَةِ أَهْلُ بَيْتِ هِجْرَةٍ إِلَّا يَزْرَعُونَ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ، وَزَارَعَ عَلِيٌّ وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَعَبْدُ اللَّهِ ابْنُ مَسْعُودٍ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَالْقَاسِمُ وَعُرْوَةُ وَآلُ أَبِي بَكْرٍ وَآلُ عُمَرَ وَآلُ عَلِيٍّ وَابْنُ سِيرِينَ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدِ: كُنْتُ أُشَارِكُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ فِي الزَّرْعِ، وَعَامَلَ عُمَرُ النَّاسَ عَلَى إِنْ جَاءَ عُمَرُ بِالْبَذْرِ مِنْ عِنْدِهِ فَلَهُ الشَّطْرُ، وَإِنْ جَاءُوا بِالْبَذْرِ فَلَهُمْ كَذَا، وَقَالَ الْحَسَنُ: لَا بَأْسَ أَنْ تَكُونَ الْأَرْضُ لِأَحَدِهِمَا فَيُنْفِقَانِ جَمِيعًا فَمَا خَرَجَ فَهُوَ بَيْنَهُمَا، وَرَأَى ذَلِكَ الزُّهْرِيُّ، وَقَالَ الْحَسَنُ: لَا بَأْسَ أَنْ يُجْتَنَى الْقُطْنُ عَلَى النِّصْفِ، وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ وَابْنُ سِيرِينَ وَعَطَاءٌ وَالْحَكَمُ وَالزُّهْرِيُّ وَقَتَادَةُ: لَا بَأْسَ أَنْ يُعْطِيَ الثَّوْبَ بِالثُّلُثِ أَوِ الرُّبُعِ وَنَحْوِهِ، وَقَالَ مَعْمَرٌ:

باب: آدھی یا کم و زیادہ پیداوار پر بٹائی کرنا اور قیس بن مسلم نے ابو جعفرؒ سے نقل کیا کہ مدینہ میں کسی مہاجر کا گھرانہ ایسا نہ تھا جو تہائی یا چوتھائی پیداوار پر بٹائی نہ کرتے ہوں اور حضرت علیؓ اور سعد بن مالکؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اور عمر بن عبدالعزیز اور قاسم اور عروہ اور ابو بکرؓ کے خاندان والے اور عمرؓ کے خاندان والے اور علیؓ کے خاندان والے اور ابن سیرین سب بٹائی کیا کرتے اور عبدالرحمن بن اسود نے کہا کہ میں عبدالرحمن بن یزید کا کھیتی میں شریک رہتا اور حضرت عمرؓ نے لوگوں سے اس شرط پر بٹائی کی کہ اگر تخم ان کا ہو تو وہ آدھی پیداوار لیں گے اور اگر تخم لوگوں کا ہو تو وہ اتنی لیں گے حسن بصریؒ نے کہا اس میں کوئی برائی نہیں کہ ایک شخص کی زمین ہو دوسرے کی محنت دونوں اس میں خرچ کریں اور پیداوار آدھوں آدھ بانٹ لیں اور زہری نے بھی یہی اختیار کیا اور حسن نے کہا اگر کوئی آدھوں آدھ کپاس ٹھہرا کر اس کو چنے تو کوئی برائی نہیں اور ابراہیم نخعی اور ابن سیرین اور عطاء اور حکم اور زہری اور قتادہ نے کہا اس میں کوئی برائی نہیں کہ جولاہے کو تہائی یا چوتھائی کپڑے کا شریک کرلیں اور معمر نے کہا اس میں قباحت نہیں اگر جانور

لَا بَأْسَ أَنْ تَكُونَ الْمَاشِيَةُ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى۔

ایک معین مدت کے لیے اس کی تہائی یا چوتھائی کمائی پر دیا جائے۔

؎ ابو جعفر کنیت ہے امام محمد باقر علیہ السلام کی جو والد ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ۱۲ منہ ؎ حضرت علیؓ اور سعد اور ابن مسعود اور عمر بن عبد العزیز کے اثروں کو ابن ابی شیبہ نے قاسم کے اثر کو عبد الرزاق نے اور عروہ کے اثر کو بھی ابن ابی شیبہ نے وصل کیا اور ابن سیرین اور قاسم کے اثر کو بھی ابن ابی شیبہ نے وصل کیا اور ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے امام محمد باقر سے نکالا اس میں یہ ہے کہ ان سے بٹائی کو پوچھا تو انہوں نے کہا میں نے ابو بکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ سب کے خاندان والوں کو یہ کرتے دیکھا ہے اور ابن سیرین کے اثر کو سعید بن منصور نے وصل کیا۔ ۱۲ منہ ؎ اس کو ابن ابی شیبہ اور نسائی نے وصل کیا ۱۲ منہ ؎ اس کو ابن ابی شیبہ اور بیہقی اور طحاوی نے وصل کیا۔ امام بخاری کا مطلب اس اثر کے لانے سے یہ ہے کہ مزارعت اور مخابرت دونوں ایک ہیں بعضوں نے کہا جب تخم زمین کا مالک دے تو وہ مزارعت ہے اور جب کام کرنے والا تخم اپنے پاس سے ڈالے تو وہ مخابرہ ہے بہر حال مزارعت اور مخابرت امام احمد اور ابن خزیمہ اور ابن منذر اور خطابی کے نزدیک درست ہے اور باقی علماء نے اس کو ناجائز کہا ہے لیکن صحیح مذہب امام احمد کا ہے کہ یہ جائز ہے ۱۲ منہ ؎ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ ؎ اس کو ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ ؎ ابراہیم کے قول کو ابو بکر اثرم نے اور ابن سیرین کے قول کو ابن ابی شیبہ نے اور عطاء اور قتادہ اور حکم اور زہری کے اقوال کو بھی انہوں نے ہی وصل کیا۔ ۱۲ منہ ؎ اس کو عبد الرزاق نے وصل کیا۔ ۱۲ منہ

۵۲۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ، فَكَانَ يُعْطِي أَزْوَاجَهُ مِائَةَ وَسْقٍ، ثَمَانُونَ وَسْقَ تَمْرٍ، وَعِشْرُونَ وَسْقَ شَعِيرٍ، وَقَسَمَ عُمَرُ خَيْبَرَ فَخَيَّرَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْطِعَ لَهُنَّ مِنَ الْمَاءِ

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے انس بن عیاض نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے نافع سے ان سے عبد اللہ بن عمرؓ نے بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے خیبر کے یہودیوں سے آدھوں آدھ پیداوار پر بٹائی کر لی جو پیدا ہو اناج یا میوہ آپ اس میں سے اپنی بی بیوں کو (سال میں) سو وسق دیا کرتے ؎ اسّی وسق کھجور کے اور بیس وسق جو کے پھر حضرت عمرؓ نے (اپنی خلافت میں یہودیوں کو نکال کر) خیبر کی زمین تقسیم کر دی

وَالْأَرْضِ أَوْ يُمْضِيَ لَهُنَّ، فَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْأَرْضَ، وَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْوَسْقَ، وَكَانَتْ عَائِشَةُ اخْتَارَتِ الْأَرْضَ۔

اور آپ کی بی بیوں سے کہا پانی اور زمین لو یا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ملا کرتا تھا وہ لو کسی نے زمین لینا پسند کیا کسی نے کہا ہم کو وسق دیا کرو۔ حضرت عائشہؓ نے زمین لی تھی ؎۲

؎۱ اسی وسق کھجور کے اور بیس وسق جو کے کیونکہ کھجور کا خرچ زیادہ تھا برخلاف جو کے اس کی کبھی کبھی روٹی پکایا کرتے ۱۲ منہ

؎۲ ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر والوں سے نصف پیداوار پر معاملہ کیا ۱۲ منہ

بَابٌ۔ إِذَا لَمْ يَشْتَرِطِ السِّنِينَ فِي الْمُزَارَعَةِ۔

باب :۔ اگر بٹائی میں سالوں کی تعداد نہ کرے ؎۱

؎۱ امام بخاری نے یہ صراحت نہیں کی کہ وہ جائز ہے یا ناجائز کیونکہ اس میں اختلاف ہے کہ مزارعت میں جب میعاد نہ ہو تو وہ جائز ہے یا نہیں ابن بطال نے کہا امام مالک اور ثوری اور شافعی اور ابوثور نے اس کو مکروہ کہا ہے لیکن صحیح مذہب ہمارے امام احمد بن حنبل اور اہل حدیث کا ہے کہ یہ جائز ہے اور دلیل ان کی یہی حدیث ہے ایسی صورت میں زمین کے مالک کو اختیار رہیگا کہ وہ جب چاہے کاشت کار کو نکال دے ۱۲ منہ

۵۲۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: عَامَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے انہوں نے عبید اللہ سے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے آدھی پیداوار پر اناج ہو یا میوہ بٹائی کرلی۔

بَابٌ۔

باب :۔

۵۲۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: قَالَ عَمْرٌو: قُلْتُ لِطَاوُسٍ: لَوْ تَرَكْتَ الْمُخَابَرَةَ فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے انہوں نے کہا میں نے طاؤس سے کہا تم بٹائی چھوڑ دو تو بہتر ہے لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بٹائی سے منع کیا

نَهَى عَنْهُ، قَالَ أَيْ عَمْرُو: إِنِّي أُعْطِيهِمْ وَأُعِينُهُمْ وَإِنَّ أَعْلَمَهُمْ أَخْبَرَنِي يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ وَلَكِنْ قَالَ: أَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهِ خَرْجًا مَعْلُومًا.

ہے طاؤس نے کہا میں لوگوں کو زمین دیتا ہوں اور صحابہ میں جو بڑے عالم تھے یعنے ابن عباسؓ انہوں نے مجھ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بٹائی سے منع نہیں کیا البتہ یہ فرمایا اگر کوئی تم میں اپنے بھائی کو یوں ہی مفت زمین دیدے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا محصول لے لے[1]

[1] امام طحاوی نے زید بن ثابتؓ سے نکالا انہوں نے کہا اللہ رافع بن خدیج کو بخشے میں ان سے زیادہ اس حدیث کو جانتا ہوں ہوا یہ تھا کہ دو انصاری آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لڑتے ہوئے آئے آپ نے فرمایا اگر تمہارا حال یہ ہے تو کھیتوں کو کرایہ پر مت دیا کرو رافع نے یہ لفظ سن لیا کہ کھیتوں کو کرایہ پر مت دیا کرو حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کرایہ پر دینے کو منع نہیں فرمایا بلکہ آپ نے یہ برا سمجھا کہ اس سبب سے لوگوں میں فساد اور جھگڑا ہو ۱۲ منہ

بَابُ الْمُزَارَعَةِ مَعَ الْيَهُودِ.

باب: یہودیوں سے بٹائی کرنا[1]

[1] اس باب کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ مزارعت جیسے مسلمانوں میں آپس میں درست ہے ویسی ہی مسلمانوں اور کافروں میں بھی درست ہے اور چونکہ حدیث میں صرف یہود کا ذکر ہے لہٰذا انہی کو ترجمہ باب میں بیان کیا اور جب یہود کے ساتھ مزارعت کرنا جائز ہوا تو ہر ایک کافر کے ساتھ جائز ہوگا۔ ۱۲ منہ

٥٢٤- حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَى خَيْبَرَ الْيَهُودَ عَلَى أَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا.

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم سے عبیداللہ نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر یہودیوں کے سپرد کر دیا اس شرط پر کہ وہ وہاں محنت کریں اور جوتیں بوئیں جو پیدا ہو اس کا آدھا وہ لیں۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الشُّرُوطِ فِي الْمُزَارَعَةِ

باب :۔ بٹائی میں کونسی شرطیں لگانا مکروہ ہیں۔

۵۲۵۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ يَحْيَى: سَمِعَ حَنْظَلَةَ الزُّرَقِيَّ، عَنْ رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا أَكْثَرَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ حَقْلًا، وَكَانَ أَحَدُنَا يُكْرِي أَرْضَهُ فَيَقُولُ: هَذِهِ الْقِطْعَةُ لِي وَهَذِهِ لَكَ، فَرُبَّمَا أَخْرَجَتْ ذِهِ وَلَمْ تُخْرِجْ ذِهِ، فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے حنظلہ زرقی سے سُنا انہوں نے رافع بن خدیج سے انہوں نے کہا ہم سب مدینہ والوں سے زیادہ کھیتی کرتے تھے اور ہم میں کوئی اپنی زمین کو کرائے پر دیتا اور کہتا یہ حصہ زمین کا میں لوں گا یہ تو لے[۱] پھر کبھی ایسا ہوتا اس میں تو پیدا ہوتا اس میں کچھ نہ ہوتا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔

[۱] یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کیونکہ یہ بھی ایک فاسد شرط ہے کہ یہاں کی پیداوار میں لوں گا وہاں کی تو لے اس لیے کہ اس سے نزاع پیدا ہوتا ہے ۱۲ منہ

بَابٌ إِذَا زَرَعَ بِمَالِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ وَكَانَ فِي ذَلِكَ صَلَاحٌ لَهُمْ۔

باب :۔ اگر کسی کا روپیہ ان سے پوچھے بغیر کھیتی میں لگا دے ان کے فائدے کے لیے[۱]

[۱] امام بخاری نے اس باب میں وہی تین آدمیوں کی حدیث بیان کی جو اوپر ذکر ہو چکی ہے اور ترجمۂ باب تیسرے شخص کے بیان سے نکالا کہ اس نے مزدور کی بے اجازت اس کے مال کو کام میں لگایا اور اس کے لئے فائدہ کمایا اور اگر ایسا کرنا گناہ ہوتا تو یہ شخص اس کام کو دفع بلا کا وسیلہ کیوں بناتا ۱۲ منہ

۵۲۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے ابوضمرہ نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ایک بار ایسا ہوا تین آدمی سفر پر جا رہے تھے پانی برسنے لگا تو وہ پہاڑ کے

نَفَرٍ يَمْشُونَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَأَوَوْا إِلَى
غَارٍ فِي جَبَلٍ فَانْحَطَّتْ عَلَى فَمِ غَارِهِمْ
صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَانْطَبَقَتْ عَلَيْهِمْ،
فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: انْظُرُوا أَعْمَالًا
عَمِلْتُمُوهَا صَالِحَةً لِلّٰهِ فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا
لَعَلَّهُ يُفَرِّجُهَا عَنْكُمْ، قَالَ أَحَدُهُمْ:
اللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ
كَبِيرَانِ وَلِي صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ أَرْعَى
عَلَيْهِمْ، فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ حَلَبْتُ
فَبَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ أَسْقِيهِمَا قَبْلَ بَنِيَّ،
وَإِنِّي اسْتَأْخَرْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ آتِ
حَتَّى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا نَامَا فَحَلَبْتُ
كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوسِهِمَا
أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْقِيَ
الصِّبْيَةَ، وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ
قَدَمَيَّ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ، فَإِنْ كُنْتَ
تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُهُ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ
لَنَا فَرْجَةً نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ، فَفَرَجَ
اللّٰهُ فَرَأَوُا السَّمَاءَ، وَقَالَ الْآخَرُ: اللّٰهُمَّ
إِنَّهَا كَانَتْ لِي بِنْتُ عَمٍّ أَحْبَبْتُهَا كَأَشَدِّ مَا
يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ مِنْهَا
فَأَبَتْ حَتَّى آتِيَهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ، فَبَغَيْتُ
حَتَّى جَمَعْتُهَا فَلَمَّا وَقَعْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا
قَالَتْ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ، اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ
الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ، فَقُمْتُ، فَإِنْ كُنْتَ
تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُهُ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ
عَنَّا فَرْجَةً، فَفَرَجَ، وَقَالَ الثَّالِثُ:

ایک کھوہ میں گھس گئے۔ ان کے گھستے ہی ایک بڑا پتھر پہاڑ سے ڈھلکا اور کھوہ کا منہ بند ہو گیا تب تو ایک دوسرے سے کہنے لگے اپنے نیک اعمال کو یاد کرو جو تم نے اللہ کے لیے کیے ہوں شاید اللہ اس آفت کو تم پر سے ٹال دے ان میں ایک کہنے لگا میرے ماں باپ بوڑھے ضعیف تھے اور میرے بچے بھی چھوٹے چھوٹے تھے۔ میں ان کے لیے جانور چرایا کرتا تھا جب شام کو گھر آتا تو دودھ نچوڑ کر پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا پھر بچوں کو ایک دن مجھے دیر ہو گئی میں رات تک گھر میں نہ آیا جب آیا تو دیکھا ماں باپ سو گئے ہیں میں نے دودھ نچوڑا جیسے روز نچوڑتا تھا اور دودھ لیے ان کے سرہانے کھڑا رہا میں نے ان کو جگانا پسند نہ کیا اور ان سے پہلے اپنے بچوں اور بچیوں کو بھی پلانا مناسب نہ سمجھا وہ میرے پاؤں کے پاس شور کرتے رہے صبح تک یہی حال رہا یا اللہ تو جانتا ہے یہ کام میں نے تیری رضامندی کے لیے کیا تھا تو اس پتھر کو ذرا سرکا دے کہ ہم آسمان تو دیکھیں۔ وہ پتھر ذرا سرک گیا ان کو آسمان دکھائی دینے لگا دوسرا کہنے لگا میری چچازاد بہن تھی میں اس سے ایسی ہی سخت محبت کرتا تھا جیسے کہ مرد عورتوں سے کرتے ہیں میں نے اس سے بُرا کام کرنا چاہا وہ نہ مانی میں نے ان کی فکر کی سو اشرفیاں جمع کیں جب اس کی ٹانگیں اٹھائیں تو وہ کہنے لگی ارے خدا کے بندے خدا سے ڈر اور میرا بکر ناحق نہ توڑ۔ میں یہ سن کر ڈر گیا اٹھ کھڑا ہوا اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضامندی کے لیے کیا تو اس پتھر کو ذرا اور سرکا دے وہ سرک گیا اب تیسرا کہنے لگا یا اللہ میں نے ایک شخص کو مزدوری پر رکھا تھا ایک فرق چاول کے بدل جب وہ اپنا کام کر چکا تو مزدوری مانگی میں اس کو دینے لگا اس نے

۴۴ / اس نے نہ مانا جب تک میں اس کو سو اشرفیاں نہ دوں

اللَّهُمَّ إِنِّي اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ، فَلَمَّا قَضَى عَمَلَهُ قَالَ: أَعْطِنِي حَقِّي، فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ حَتَّى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَجَاءَنِي فَقَالَ: اتَّقِ اللَّهَ، فَقُلْتُ اذْهَبْ إِلَى ذَلِكَ الْبَقَرِ وَرُعَاتِهَا فَخُذْ، فَقَالَ: اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَسْتَهْزِئْ بِي، فَقُلْتُ: إِنِّي لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ، فَخُذْ فَأَخَذَهُ، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ، فَفَرَجَ اللَّهُ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ: فَسَعَيْتُ۔

نہ لی میں نے اس سے کھیتی کی اور اسی سے گائے بیل چرواہے رکھے (اتنی برکت ہوئی) پھر وہ مزدور آیا کہنے لگا خدا سے ڈر میں نے کہا جا وہ گائے بیل چرواہے سب تیرے ہیں لے لے اس نے کہا خدا سے ڈر مجھ سے ٹھٹھا نہ کر میں نے کہا میں ٹھٹھا نہیں کرتا وہ سب تیرے ہیں لے لے۔ اس نے لے لیے اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضامندی کے لیے کیا تو باقی پتھر بھی ہٹا دے اللہ نے ہٹا دیا امام بخاری نے کہا ابن عقبہ نے نافع سے بجائے فبغیت کے فسعیت روایت کیا ہے[1]

[1] یعنے اس روایت میں بجائے فبغیت حتی جمعتہا کے فسعیت حتی جمعتہا ہے۔ مطلب دونوں کا ایک ہے یعنے میں نے محنت کر کے سو اشرفیاں جمع کیں ابن عقبہ کی روایت کو خود امام بخاری نے کتاب الادب میں وصل کیا ۱۲ منہ

بَابُ أَوْقَافِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَرْضِ الخَرَاجِ وَمُزَارَعَتِهِمْ وَمُعَامَلَتِهِمْ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ: تَصَدَّقْ بِأَصْلِهِ، لَا يُبَاعُ وَلَكِنْ يُنْفَقُ ثَمَرُهُ، فَتَصَدَّقَ بِهِ۔

باب۔ صحابہ کے اوقاف کا اور خراجی زمین اور اس کی بٹائی کا بیان[1] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا[2] اصل زمین کو وقف کر دے اس کو کوئی بیچ نہ سکے البتہ اس کا میوہ کھائیں پھر حضرت عمرؓ نے ایسا ہی کیا۔

[1] ابن بطال نے کہا اس باب کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی آپ کے اوقاف میں اسی طرح مزارعت کرتے رہے جیسے خیبر کے یہود کیا کرتے تھے۔ ۱۲ منہ [2] یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاری نے کتاب الوصایا میں نکالا کہ حضرت عمرؓ نے اپنا ایک باغ جس کو ثمغ کہتے

ہیں صدقہ کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں نے کچھ مال کمایا ہے میں چاہتا ہوں اس کو تصدق کروں وہ مال بہت عمدہ ہے آپ نے فرمایا اس کی اصل صدقہ کر دے نہ وہ بیع ہو سکے نہ ہبہ نہ اس میں ترکہ ہو بلکہ اس کا میوہ خیرات ہوا کرے پھر حضرت عمرؓ نے اس کو اسی طرح اللہ کی راہ یعنی مجاہدین اور مساکین اور بردوں کے چھڑانے اور مہمان اور مسافروں اور ناطے والوں کے لیے صدقہ کر دیا اور یہ اجازت دی کہ جو اس کا متولی ہو وہ اس میں سے دستور کے موافق کھائے اپنے دوستوں کو کھلائے پر دولت نہ جوڑے۔ ۱۲ منہ

---

٥٢٧ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لَوْلَا آخِرُ الْمُسْلِمِينَ مَا فَتَحْتُ قَرْيَةً إِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ أَهْلِهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ

ہم سے صدقہ نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالرحمٰن بن مہدی نے خبر دی انہوں نے امام مالک سے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا حضرت عمرؓ نے کہا اگر مجھ کو آئندہ جو لوگ مسلمان ہوں گے ان کا خیال نہ ہوتا تو میں جس بستی کو فتح کرتا اس کو فتح کرنے والوں میں بانٹ دیتا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بانٹ دیا۔

لہ مطلب یہ کہ آئندہ بہت سے مسلمان لوگ پیدا ہوں گے جو محتاج ہوں گے اگر میں تمام مفتوحہ ممالک کو غازیوں میں تقسیم کروں تو آئندہ محتاج مسلمان محروم رہ جائیں گے یہ حضرت عمرؓ نے اس وقت فرمایا جب سواد کا ملک فتح ہوا۔ بہ ظاہر یہ قول امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کے موافق ہے کہ ممالک مفتوحہ میں امام کو اختیار ہے کہ ان کو وقف کرے یا مجاہدین میں تقسیم کرے اور شافعی کے نزدیک جو ملک جنگ سے فتح ہو اس کو تقسیم کرنا لازم ہے مگر جب مجاہدین وقف کرنے پر رضامند ہو جائیں اور امام مالک کے نزدیک ایسا ملک فتح ہوتے ہی وقف ہو جاتا ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَوَاتًا، وَرَأَى ذَلِكَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي أَرْضِ الْخَرَابِ بِالْكُوفَةِ، وَقَالَ عُمَرُ: مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيِّتَةً فَهِيَ لَهُ وَيُرْوَى عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عَوْفٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: فِي غَيْرِ حَقِّ مُسْلِمٍ، وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ فِيهِ حَقٌّ،

باب: ناآباد (بنجر) زمین کو جو آباد کرے اور حضرت علیؓ نے کوفہ کی ویران زمین میں یہی حکم دیا اور حضرت عمرؓ نے کہا جو کوئی ناآباد زمین کو آباد کرے وہ اسی کی ہو جاتی ہے اور حضرت عمرو بن عوفؓ سے ایسا ہی مروی ہے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا زیادہ ہے بشرطیکہ وہ کسی مسلمان کی ملک نہ ہو اور ظالم رگ والے کا زمین میں کوئی حق نہیں ہے اور جابر رضی اللہ عنہ سے

وَيُرْوَى فِيهِ عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بھی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی مروی ہے۔

لہ طحاوی نے کہا بنجر وہ زمین جو کسی کی ملک نہ ہو اور نہ بستی کے متعلق ہو مگر یہ ضرور ہے کہ شہر بستی سے باہر ہو دور ہو یا نزدیک۔ امام ابو یوسف نے کہا بنجر نا آباد زمین کہ وہاں کے نزدیک کے کنارے سے کھڑے ہو کر کوئی بستی والوں کو پکارے تو جو بستی والے وہاں سے قریب ہوں ان کو بھی آواز نہ جائے۔ قزاز نے کہا بنجر زمین وہ ہے جو آباد نہ ہو یعنی اس میں کھیتی نہ ہوئی ہو جس کو عربی میں موات کہتے ہیں۔ اس کو آباد کرنے سے یہ مطلب ہے کہ اس میں پانی لائے یا کھیتی کرے یا باغ لگائے یا عمارت یا مکان بنائے تو وہ ایسا کرنے والے کی ملک ہو جاتی ہے خواہ امام یا بادشاہ کا اذن ہو یا نہ ہو جمہور علماء کا یہی قول ہے لیکن امام ابو حنیفہ کے نزدیک امام یا بادشاہ کا اذن ضرور ہے ۱۲ منہ ؎ ان کو موات یعنی بنجر قرار دیا۔ ۱۲ منہ ؎ اس کو امام مالک نے موطا میں وصل کیا اور اس کی تفصیل دوسری روایت میں مذکور ہے جس کو ابو عبید قاسم بن سلام نے کتاب الاموال میں نکالا کہ لوگ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں زمین کو روکنے لگے تب انہوں نے کہا جو کوئی نا آباد زمین آباد کرے وہ اسی کی ہو جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ فقط قبضہ کرنے یا روکنے سے ایسی زمین پر ملک نہیں ہوتا جب تک اس کو آباد نہ کرے ۱۲ منہ ؎ یعنے عمرو بن عوف بن یزید مزنی سے اس کو طبرانی اور ابن عدی اور بیہقی نے وصل کیا اور اسحاق بن راہویہ نے بھی نکالا لیکن اس کے اسناد میں کثیر بن عبداللہ ضعیف ہے اور بعضے نسخوں میں صحیح بخاری کے یوں ہے اور حضرت عمرؓ اور ابن عوفؓ نے روایت کی مگر یہ غلط ہے اور صحیح وہی ہے کہ عمروؓ بن عوف نے روایت کی اور یہ عمرو بن عوف ان عمرو بن عوف بدری کے سوا ہیں جن کی روایت جزیہ کے باب میں آئے گی ان سے اس کتاب میں بس ایک یہی حدیث وہ بھی تعلیقاً مروی ہے۔ ۱۲ منہ ؎ یعنے جو جبراً دوسرے کی زمین چھین کر اس میں کھیت یا باغ لگائے ۱۲ منہ ؎ اس کو امام ترمذی اور نسائی نے نکالا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۱۲ منہ

۵۲۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَعْمَرَ أَرْضًا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ فَهُوَ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عبیداللہ بن ابی جعفر سے انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص ایسی (نا آباد) زمین کو آباد کرے جو کسی کی ملک نہ ہو وہ اس کا زیادہ حقدار

أَحَقُّ، قَالَ عُرْوَةُ: قَضَى بِهِ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي خِلَافَتِهِ۔

ہے۔ عروہ نے کہا حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں یہی فیصلہ کیا۔

بَابٌ:۔

باب[1]:۔

[1] اس میں کوئی ترجمہ مذکور نہیں ہے گویا یہ پہلے باب کی فصل ہے اور مناسب باب کی حدیث یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ کی زمین میں یہ حکم نہیں دیا کہ جو کوئی اس کو آباد کرے وہ اسی کی ملک ہے کیونکہ ذوالحلیفہ لوگوں کے اترنے کی جگہ ہے یا یہ مطلب ہے کہ ذوالحلیفہ کی زمین بنجر ہے وہاں ہر شخص اتر سکتا ہے ۱۲ منہ

۵۲۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيَ وَهُوَ فِي مُعَرَّسِهِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فِي بَطْنِ الْوَادِي، فَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ، فَقَالَ مُوسَى وَقَدْ أَنَاخَ بِنَا سَالِمٌ بِالْمُنَاخِ الَّذِي كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُنِيخُ بِهِ يَتَحَرَّى مُعَرَّسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَسْفَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِبَطْنِ الْوَادِي، بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطَّرِيقِ وَسَطٌ مِنْ ذٰلِكَ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو (مکہ جاتے وقت) ذوالحلیفہ میں نالے کے نشیب میں اترے تھے تو آپ سے خواب میں کہا گیا تم برکت والے میدان میں ہو موسیٰ بن عقبہ نے کہا سالم نے ہمارے ساتھ وہیں اونٹ بٹھایا جہاں عبداللہ بن عمر بٹھایا کرتے تھے وہ اسی جگہ کا قصد کرتے تھے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اترے تھے اس مسجد کے نیچے جو نالے کے نشیب میں تھی اس میں اور راستے کے بیچ میں۔

۵۳۰- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اللَّيْلَةَ أَتَانِي آتٍ مِنْ

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب بن اسحاق نے خبر دی انہوں نے امام اوزاعی سے کہا مجھ سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے حضرت عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا۔ آج کی رات ایک آنے والا (فرشتہ) میرے مالک کے

رَبِّيْ وَهُوَ بِالْعَقِيْقِ أَنْ صَلِّ فِيْ هٰذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ، وَقُلْ عُمْرَةٌ فِيْ حَجَّةٍ۔

پاس سے آیا اس وقت آپ عقیق میں تھے اس نے کہا اس برکت والے نالے میں نماز پڑھ اور کہہ کہ عمرہ حج میں شریک ہو گیا۔

لے مراد حضرت جبرئیل ہیں اس حدیث کی بھی مناسبت اس باب سے وہی ہے جو اگلی حدیث کی ہے یعنی وادی عقیق کی زمین بنجر ہے کسی کی ملک نہیں وہاں ہر شخص اتر سکتا ہے ۱۲ منہ

بَابٌ۔ إِذَا قَالَ رَبُّ الْأَرْضِ أُقِرُّكَ مَا أَقَرَّكَ اللّٰهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَجَلًا مَعْلُوْمًا، فَهُمَا عَلٰى تَرَاضِيْهِمَا۔

باب۔ اگر زمین کا مالک کاشتکار سے یوں کہے میں تجھ کو اس وقت تک رکھوں گا جب تک اللہ تجھ کو رکھے اور کوئی مدت معین نہ کرے تو معاملہ ان کی خوشی پر رہو گا (جب چاہیں فسخ کر دیں)

۵۳۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مُوسٰى: أَخْبَرَنَا نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِيْ مُوسٰى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَجْلَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلٰى خَيْبَرَ أَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا وَكَانَتِ الْأَرْضُ حِيْنَ ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ وَأَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا فَسَأَلَتِ الْيَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُقِرَّهُمْ بِهَا أَنْ يَكْفُوْا عَمَلَهَا وَلَهُمْ

ہم سے احمد بن مقدام نے بیان کیا کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے ہم کو نافع نے خبر دی انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسری سند اور عبدالرزاق نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی کہا مجھ سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ حضرت عمرؓ نے یہود اور نصاریٰ کو ملک حجاز سے نکال دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر والوں پر غالب ہوئے تو یہودیوں کو وہاں سے نکال دینا چاہا کیونکہ جب آپ خیبر والوں پر غالب ہوئے تو وہاں کی ساری زمین اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کی ہو گئی آپ نے چاہا یہودیوں کو وہاں سے باہر کر دیں لیکن انہوں نے آپ سے یہ درخواست کی کہ آپ ان کو وہاں رہنے دیں وہ کھیتی کا سارا کام کر لیں اور پیداوار میں سے آدھا حصہ لیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جب تک ہم چاہیں گے تم کو اس کام پر

نِصْفُ الثَّمَرِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلَى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا، فَقَرُّوا بِهَا حَتَّى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ إِلَى تَيْمَاءَ وَأَرِيحَاءَ۔

رکھیں گے۔ آخر یہودی وہاں رہے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنی خلافت میں) ان کو تیماء اور اریحا[۴] کی طرف جلاوطن کر دیا۔

۱؎ امام بخاری نے عبدالرزاق سے نہیں سنا تو یہ روایت معلق ہوئی اس کو امام مسلم اور امام احمد نے وصل کیا۔ ۱۲ منہ ۲؎ اس کا سبب انشاء اللہ تعالیٰ کتاب الشروط میں مذکور ہوگا ۱۲ منہ ۳؎ کیونکہ خیبر کی کچھ زمین جنگ کے بعد فتح ہوئی وہ تو حسب قاعدہ شرع اللہ اور رسول اور مسلمانوں کی ملک ہو گئی اور جو صلحاً فتح ہوئی وہ بھی صلح کے بعد مسلمانوں کی ہو گئی ۱۲ منہ ۴؎ تیما اور اریحا دونوں مقام کے نام ہیں جو سمندر کے کنارے بنی طے کے کنارے پر واقع ہیں جہاں سے شام کا راستہ شروع ہوتا ہے ۱۲ منہ

بَابُ مَا كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَاسِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي الزِّرَاعَةِ وَالثَّمَرَةِ۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا کھیتی باڑی پھل پھلاڑی میں ایک دوسرے سے موافقت رکھنا بے معاوضہ زمین دینا۔

۵۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ أَبِي النَّجَاشِيِّ مَوْلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ: سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجِ بْنِ رَافِعٍ،

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو امام اوزاعی نے انہوں نے ابوالنجاشی سے جو رافع بن خدیج کے غلام تھے انہوں نے کہا میں نے رافع بن خدیج بن رافع سے سنا انہوں

فَقَالَ: يُزْرِعُ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ، وَلٰكِنْ قَالَ: إِنْ يَمْنَحْ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ شَيْئًا مَعْلُومًا۔

بیان کی انہوں نے کہا بٹائی پر زمین دے سکتا ہے ابن عباسؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں کیا البتہ آپ نے یہ فرمایا کہ اگر کوئی تم میں سے اپنے مسلمان بھائی کو یوں ہی مفت (کھیتی کرنے کو) زمین دے تو یہ کرایہ لینے سے بہتر ہے۔

۵۳۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ يُكْرِي مَزَارِعَهُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَصَدْرًا مِنْ إِمَارَةِ مُعَاوِيَةَ،

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے نافع سے کہ عبداللہ بن عمرؓ اپنے کھیتوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور شروع معاویہ کی خلافت میں کرایہ پر دیا کرتے تھے (یعنی بٹائی پر) پھر ان کو رافع بن خدیج کی یہ حدیث سنائی گئی کہ آنحضرت صلی

٥٣٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ أَعْلَمُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَرْضَ تُكْرَى، ثُمَّ خَشِيَ عَبْدُ اللَّهِ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَحْدَثَ فِي ذَلِكَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُهُ: فَتَرَكَ كِرَاءَ الْأَرْضِ-

ہم سے یحیٰی بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو سالم نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں جانتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زمین بٹائی پر دی جاتی تھی پھر عبداللہ ڈرے ایسا نہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب میں کوئی نیا حکم دیا ہو جس کی خبر ان کو نہ ہوئی ہو اس لیے انہوں نے (احتیاطاً زمین کو بٹائی پر دینا چھوڑ دیا)۔

بَابُ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ أَمْثَلَ مَا أَنْتُمْ صَانِعُونَ أَنْ تَسْتَأْجِرُوا الْأَرْضَ الْبَيْضَاءَ مِنَ السَّنَةِ إِلَى السَّنَةِ-

باب:۔ نقدی ٹھہراؤ پر سونے چاندی کے بدل زمین کرایہ پر دینا اور عبداللہ بن عباسؓ نے کہا[۱] بہتر کام جو تم کرنا چاہو یہ ہے کہ اپنی خالی زمین کو ایک ایک سال کے لیے کرایہ پر دو۔

[۱] اس کو ثوری نے اپنی جامع میں وصل کیا حافظ نے کہا اس کا اسناد صحیح ہے اور امام بیہقی نے بھی اس کو نکالا ۱۲ منہ

٥٣٧- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمَّايَ أَنَّهُمْ كَانُوا يُكْرُونَ الْأَرْضَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يَنْبُتُ عَلَى الْأَرْبِعَاءِ أَوْ شَيْءٍ يَسْتَثْنِيهِ صَاحِبُ الْأَرْضِ، فَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ، فَقُلْتُ لِرَافِعٍ: فَكَيْفَ هِيَ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ؟ فَقَالَ رَافِعٌ: لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ، وَقَالَ

ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا انہوں نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے انہوں نے حنظلہ بن قیس سے انہوں نے رافع بن خدیج سے انہوں نے کہا مجھ سے میرے دونوں چچاؤں[۱] نے بیان کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زمین کو اس پیداوار کے بدل جو نالیوں پر ہو یا جس پیداوار کو زمین کا مالک بچن لے کرایہ پر دیا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا حنظلہ نے کہا میں نے رافع سے کہا روپیہ اشرفی کے بدل کرایہ پر دینا کیسا ہے رافع نے کہا[۲] روپیہ اشرفی کے بدل دینے میں قباحت نہیں اور لیث نے کہا[۳]

اللَّيْثُ: وَكَانَ الَّذِي نُهِيَ مِنْ ذَلِكَ مَا لَوْ نَظَرَ فِيهِ ذَوُو الْفَهْمِ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ لَمْ يُجِيزُوهُ لِمَا فِيهِ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ۔

جس بٹائی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا وہ ایسی ہے کہ اگر اس میں حرام و حلال سمجھنے والا غور کرے تو کبھی اس کو جائز نہ کہے گا کیونکہ اس میں دھوکا ہے[3]

[1] حافظ نے کہا ایک کا نام تو ظہیر بن رافع تھا۔ کلاباذی نے کہا دوسرے کا نام معلوم نہیں ہوا لیکن میں نے بغوی اور ابن سکن کی کتاب الصحابہ میں قتادہ کی ایک روایت پائی اس میں یوں ہے قتادہ نے کہا کہ اس کا نام ظہیر تھا ۱۲ منہ [2] ممکن ہے کہ رافع نے یہ اپنے اجتہاد سے کہا ہو یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو ۱۲ منہ [3] یہ تعلیق نہیں ہے لیث تک وہی سند ہے جو اوپر گزری ۱۲ منہ [4] اس سے جمہور کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ جس مزارعت میں دھوکا نہ ہو مثلاً روپیہ اشرفی کے بدل ہو یا پیداوار کے نصف یا ربع پر تو وہ جائز ہے منع وہی مزارعت ہے جس میں دھوکا ہو مثلاً کسی خاص مقام کی پیداوار پر ۱۲ منہ

بَابٌ:-

باب :-

۵۳۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ: حَدَّثَنَا هِلَالٌ ح، وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي الزَّرْعِ فَقَالَ لَهُ: أَلَسْتَ فِيمَا شِئْتَ؟ قَالَ: بَلَى وَلَكِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ، قَالَ: فَبَذَرَ فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَاسْتِوَاؤُهُ وَاسْتِحْصَادُهُ

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح نے کہا ہم سے ھلال بن علی نے دوسری سند اور ہم سے عبداللہ ابن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عامر نے کہا ہم سے فلیح نے انہوں نے ہلال بن علی سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باتیں کر رہے تھے آپ کے پاس ایک جنگل کا رہنے والا شخص بیٹھا تھا کہ جنت کے لوگوں میں سے ایک شخص اپنے پروردگار سے کھیتی کرنے کی اجازت مانگے گا پروردگار فرمائے گا کیا تو جو چاہتا ہے وہ تیرے پاس نہیں وہ عرض کرے گا بیشک ہے لیکن مجھ کو کھیتی کرنا پسند ہے خیر وہ بیج ڈالے گا اور پلک مارتے وہ اُگ آئے گا اور سیدھا ہو جائے گا اور کاٹنے کے لائق ہو جائے گا پہاڑوں

فَكَانَ أَمْثَالَ الْجِبَالِ، فَيَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى: دُونَكَ يَا ابْنَ آدَمَ فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ، فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: وَاللّٰهِ لَا تَجِدُهُ إِلَّا قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ، وَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کی طرح ہو جائے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا آدم کے بیٹے اب خوش ہو، تیرا پیٹ بھرنے والا نہیں[۱] یہ سن کر جنگلی کہنے لگا یہ شخص یا قریشی ہو گا یا انصاری وہی کھیتی کیا کرتے ہیں اور ہم تو کھیتی باڑی کے لوگ ہیں نہیں[۲] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیے۔

[۱] حقیقت میں آدمی ایسا ہی حریص ہے کتنی بھی دولت اور راحت ہو وہ اس پر قناعت نہیں کرتا زیادہ طلبی اس کے خمیر میں ہے اسی طرح تلون مزاجی حالانکہ بہشت میں ہمہ شے اور ہمہ نعمت موجود ہو گی مگر بیٹھے بیٹھے یہ خیال سوجھے گا کہ وہ کھیتی کریں وہ اگے اس کا تماشا دیکھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ خواہش بھی پوری کر دے گا ۱۲ منہ [۲] کیونکہ عرب میں قبائل کے لوگ جنگ وجدل اور لوٹ غارت میں مصروف رہتے تھے بستی والے کھیتی باڑی کیا کرتے ۱۲ منہ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغَرْسِ۔

باب:۔ درخت بونے کا بیان

۵۳۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّا كُنَّا لَنَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ، كَانَتْ لَنَا عَجُوزٌ تَأْخُذُ مِنْ أُصُولِ سِلْقٍ لَنَا كُنَّا نَغْرِسُهُ فِي أَرْبِعَائِنَا فَتَجْعَلُهُ فِي قِدْرٍ لَهَا، فَتَجْعَلُ فِيهِ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيرٍ لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ لَيْسَ فِيهِ شَحْمٌ وَلَا وَدَكٌ، فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ زُرْنَاهَا فَقَرَّبَتْهُ إِلَيْنَا، فَكُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ وَمَا كُنَّا نَتَغَدَّى وَلَا نَقِيلُ إِلَّا بَعْدَ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن عبد الرحمن نے انہوں نے ابو حازم سلمہ بن دینار سے انہوں نے سہل بن سعدؓ سے انہوں نے کہا ہم کو جمعہ کے دن خوشی ہوا کرتی ایک بڑھیا چقندر کی جڑیں لیتی جن کو ہم اپنے باغ کی مینڈوں پر بو دیا کرتے تھے وہ ایک ہانڈی میں ان کو پکاتی اوپر سے تھوڑے دانے جو کے ڈال دیتی ابو حازم نے کہا میں یہی جانتا ہوں کہ سہل نے کہا نہ اس میں چربی ہوتی نہ چکنائی پھر ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر اس کی ملاقات کو جاتے وہ ہمارے سامنے یہ کھانا لاتی ہم کو اس لیے جمعہ کی خوشی ہوا کرتی اور جمعہ کے دن ہم نماز کے بعد ہی کھانا کھاتے

الْجُمُعَةِ۔

اور سوتے ۔

٥٤٠۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: يَقُولُونَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ وَاللهُ الْمَوْعِدُ، وَيَقُولُونَ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ لا يُحَدِّثُونَ مِثْلَ أَحَادِيثِهِ؟ وَإِنَّ إِخْوَتِي مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالأَسْوَاقِ، وَإِنَّ إِخْوَتِي مِنَ الأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمْ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ، وَكُنْتُ امْرَأً مِسْكِينًا أَلْزَمُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِلْءِ بَطْنِي، فَأَحْضُرُ حِينَ يَغِيبُونَ، وَأَعِي حِينَ يَنْسَوْنَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا: لَنْ يَبْسُطَ أَحَدٌ مِنْكُمْ ثَوْبَهُ حَتَّى أَقْضِيَ مَقَالَتِي هَذِهِ ثُمَّ يَجْمَعَهُ إِلَى صَدْرِهِ فَيَنْسَى مِنْ مَقَالَتِي شَيْئًا أَبَدًا، فَبَسَطْتُ نَمِرَةً لَيْسَ عَلَيَّ ثَوْبٌ غَيْرُهَا حَتَّى قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ ثُمَّ جَمَعْتُهَا إِلَى صَدْرِي، فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا نَسِيتُ مِنْ مَقَالَتِهِ تِلْكَ إِلَى يَوْمِي هَذَا، وَاللهِ لَوْلا آيَتَانِ فِي كِتَابِ اللهِ مَا حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا أَبَدًا۔ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى۔ إِلَى۔ الرَّحِيمُ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں اور آخر اللہ سے مجھ کو ملنا ہے (میں جھوٹ بولوں گا تو سزا ہوگی) کہتے ہیں دوسرے مہاجرین اور انصار ابو ہریرہؓ کی طرح حدیثیں بیان نہیں کرتے اور بات یہ ہے کہ میرے بھائی مہاجرین بازاروں میں بیچ کھوچ کرتے رہتے اور میرے بھائی انصار وہ اپنے باغوں میں محنت کرتے اور میں ایک مفلس قلاچ آدمی تھا رات دن پیٹ بھر گیا تو بس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتا میں اس وقت موجود رہتا جب یہ لوگ غائب ہوتے اور میں یاد رکھتا یہ لوگ اپنے کام کی وجہ سے بھول جاتے اور ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا جو کوئی تم میں اپنا کپڑا اس وقت تک پھیلائے رکھے جب تک میں اپنی گفتگو ختم کروں پھر اس کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لے تو وہ میری کوئی بات کبھی نہیں بھولنے کا یہ سن کر میں نے اپنی چادر بچھا دی بس وہی چادر میرے پاس تھی اور کوئی کپڑا نہ تھا یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تقریر ختم کی پھر سمیٹ کر میں نے اس کو اپنے سینے سے لگا لیا قسم اس کی جس نے آپؐ کو سچائی کے ساتھ بھیجا میں آپ کی تقریر سے آج تک کوئی بات نہ بھولا اور قسم خدا کی اگر قرآن کی یہ دو آیتیں نہ ہوتیں ان الذین یکتمون سے الرحیم تک تو میں تم سے کبھی کوئی حدیث بیان نہ کرتا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ الْمُسَاقَاةِ

کتاب مساقات کے بیان میں[1]

[1] مساقات درحقیقت مزارعت کی ایک قسم ہے فرق یہ ہے کہ مزارعت زمین میں ہوتی ہے اور مساقات درختوں میں یعنی ایک شخص کے درخت ہوں وہ دوسرے سے کہے تم ان کو پانی وغیرہ دیا کرو ان کی خدمت کرتے رہو اور جو میوہ پیدا ہو وہ ہم تم دونوں بانٹ لیں اس کے جواز اور عدم جواز میں بھی ویسا ہی اختلاف ہے جیسے اوپر مزارعت میں گزر چکا ۱۲ منہ

بَابٌ فِي الشُّرْبِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ. وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ: أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ - إِلَى قَوْلِهِ - فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ. ثَجَّاجًا: مُنْصَبًّا، الْمُزْنُ: السَّحَابُ، وَالْأُجَاجُ: الْمُرُّ، فُرَاتًا: عَذْبًا.

باب: کھیتوں اور باغوں کیلیے پانی میں حصہ لینا

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ مومنون میں) فرمایا ہم نے ہر زندہ چیز پانی سے بنائی کیا وہ اس کا یقین نہیں کرتے اور (سورۂ واقعہ میں) فرمایا بھلا بتلاؤ پانی جو تم پیتے ہو تم نے اس کو ابر میں سے اتارا یا ہم اس کے اتارنے والے ہیں اگر ہم چاہیں تو اس کو کھاری کڑوا کر دیں پھر تم شکر کیوں نہیں کرتے (امام بخاری کہتے ہیں) ثجاجاً کے معنی خوب بہنے والا، المزن ابر کو کہتے ہیں اجاج کڑوے کو فرات میٹھے کو

بَابٌ مَنْ رَأَى صَدَقَةَ الْمَاءِ وَهِبَتَهُ وَوَصِيَّتَهُ جَائِزَةً، مَقْسُومًا كَانَ أَوْ غَيْرَ مَقْسُومٍ

وَقَالَ عُثْمَانُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَشْتَرِي بِئْرَ رُومَةَ فَيَكُونُ دَلْوُهُ فِيهَا كَدِلَاءِ الْمُسْلِمِينَ؟ فَاشْتَرَاهَا عُثْمَانُ رَضِيَ

باب: جو کہتا ہے پانی کا حصہ خیرات اور ہبہ کرنا اور اس کی وصیت کرنا جائز ہے خواہ وہ بٹا ہوا ہو یا ان بٹا (مشترک)

اور حضرت عثمانؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کون ایسا ہے جو رومہ کا کنواں مول لے پھر آپ بھی اپنا ڈول اس میں اسی طرح ڈالے جیسے اور مسلمان ڈالیں (یعنی اس کو وقف کر دے) آخر حضرت عثمان نے اس

اللهُ عَنْهُ۔ کو خرید ا؎

؎ اس کو ترمذی اور نسائی اور خزیمہ نے وصل کیا ۱۲ منہ ؎ اور مسلمانوں پر وقف کر دیا پانی کی تکلیف ان پر سے جاتی رہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے خوش ہوئے کہ حضرت عثمانؓ کو اس کے بدل بہشت کی بشارت دی۔ ۱۲ منہ

۵۴۱۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ أَصْغَرُ الْقَوْمِ وَالْأَشْيَاخُ عَنْ يَسَارِهِ، فَقَالَ: يَا غُلَامُ، أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَهُ الْأَشْيَاخَ؟ قَالَ: مَا كُنْتُ لِأُوثِرَ بِفَضْلِي مِنْكَ أَحَدًا يَا رَسُولَ اللهِ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ۔

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم سے ابو غسان نے کہا مجھ سے ابو حازم نے انہوں نے سہل بن سعد سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ (دودھ پانی کا) لایا گیا آپ نے اس میں سے پیا اور آپ کے داہنے طرف ایک کم سن لڑکا بیٹھا تھا؎ بائیں طرف عمر والے لوگ تھے؎ آپ نے فرمایا لڑکے تو اس کی اجازت مجھ کو دیتا ہے کہ پہلے میں یہ پیالہ بوڑھوں کو دوں اس نے کہا میں تو آپ کا جھوٹا جو میرا حصہ ہے وہ اور کسی کو نہیں دوں گا آخر آپ نے یہ پیالہ اسی کو دیا؎

؎ یہ ابن عباسؓ تھے جیسے ابن ابی شیبہ کی روایت میں صراحت ہے ۱۲ منہ ؎ ان میں خالد بن ولید بھی تھے ۱۲ منہ ؎ اس حدیث کی مناسبت ترجمۂ باب سے یوں ہے کہ پانی کی تقسیم ہو سکتی ہے اور اس کے حصے کی ملک جائز ہے ورنہ آپ لڑکے سے اجازت طلب کیوں کرتے حدیث سے یہ بھی نکلا کہ تقسیم میں پہلے داہنی طرف والوں کا حصہ ہے پھر بائیں طرف والوں کا ۱۲ منہ

۵۴۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ حُلِبَتْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ دَاجِنٌ وَهُوَ فِي دَارِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَشِيبَ لَبَنُهَا بِمَاءٍ مِنَ الْبِئْرِ الَّتِي فِي دَارِ أَنَسٍ، فَأَعْطَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے انسؓ بن مالک نے بیان کیا کہ ایک بکری انسؓ کے گھر میں پلی ہوئی تھی اس کا دودھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دوہا گیا اور اس میں اس کنویں کا پانی ملایا گیا جو انسؓ کے گھر میں تھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا پیالہ (پینے کے لیے) دیا گیا۔ آپ نے اس میں سے پیا جب پیالہ منہ سے جدا کیا

وَسَلَّمَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ مِنْهُ حَتَّى إِذَا نَزَعَ الْقَدَحَ مِنْ فِيهِ وَعَلَى يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ، وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ عُمَرُ وَخَافَ أَنْ يُعْطِيَهُ الْأَعْرَابِيَّ: أَعْطِ أَبَا بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ عِنْدَكَ، فَأَعْطَاهُ الْأَعْرَابِيَّ الَّذِي عَلَى يَمِينِهِ، ثُمَّ قَالَ: الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ۔

تو دیکھا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی بائیں طرف بیٹھے ہیں اور ایک گنوار آپ کی داہنی طرف بیٹھا ہے حضرت عمر ڈرے کہیں آپ یہ پیالہ اس گنوار کو نہ دے دیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (پہلے) ابو بکر کو دیجیے جو آپ کے پاس بیٹھے ہیں آپ نے پہلے اس گنوار کو دیا اور فرمایا داہنی طرف والا زیادہ حق دار ہے پھر جو اس کی داہنی طرف ہو۔

لہ بعضوں نے کہا یہ خالد بن ولید تھے مگر یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ خالد گنوار نہ تھے ۱۲ منہ ۲ یہاں گنوار سے اجازت نہ لی جیسے اگلی روایت میں ابن عباسؓ سے اجازت لی تھی کہ آپ نے گنوار کو خفا کرنا مناسب نہ سمجھا کہیں اسلام سے نہ پھر جائے ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ قَالَ: إِنَّ صَاحِبَ الْمَاءِ أَحَقُّ بِالْمَاءِ حَتَّى يَرْوِيَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ

باب: جس کا پانی ہے وہ سیراب ہونے تک پانی کا زیادہ حق دار ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضرورت سے زیادہ جو پانی ہو وہ نہ روکا جائے لہ

لہ جمہور علماء کا یہی قول ہے وہ کہتے ہیں پانی ملک ہے تو مالک اپنے ملک سے پہلے فائدہ اٹھانے کا مستحق ہے ۱۲ منہ

۵۴۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ۔

ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابو الزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضرورت سے زیادہ جو پانی ہو وہ اس لیے نہ روکا جائے کہ ضرورت سے زیادہ جو گھاس ہو وہ بھی رکی رہے لہ

لہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کا کنواں ایک مقام پر ہو اس کے گرد گھانس ہو جس میں عام خاص سب کو چرانے کا حق ہو مگر کنویں والا کسی کے جانوروں کو پانی نہ پینے دے اس غرض سے کہ جب پانی پینے کو نہ ملے گا تو لوگ اپنے جانور

بھی وہاں چرانے کو نہ لائیں گے اور گھاس محفوظ رہے گی۔ جمہور کے نزدیک یہ حدیث محمول ہے اس کنویں پر جو ملکی زمین ہو یا ویران زمین بشرطیکہ ملکیت کی نیت سے کھودا گیا ہو اور جو کنواں خلق اللہ کے آرام کے لیے ویران زمین میں کھودا جائے اس کا پانی ملک نہیں ہوتا لیکن کھودنے والا جب تک وہاں سے کوچ نہ کرے اس پانی کا زیادہ حقدار ہوتا ہے اور ضرورت سے یہ مراد ہے کہ اپنے اور بال بچوں اور زراعت اور مواشی کے لیے جو پانی درکار ہو اس کے بعد جو فاضل ہو اس کو روکنا جائز نہیں۔ خطابی نے کہا یہ ممانعت تنزیہاً ہے مگر اس کی دلیل کیا ہے ظاہر یہی ہے کہ یہ نہی تحریمی ہے اور پانی کا نہ روکنا واجب ہے اب اختلاف ہے کہ فاضل پانی کی قیمت لینا اس کو روکنا ہے یا نہیں ۱۲ منہ

---

٥٤٤ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَمْنَعُوا فَضْلَ الْمَاءِ لِتَمْنَعُوا بِهِ فَضْلَ الْكَلَإِ.

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب اور ابوسلمہ سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حاجت سے زیادہ جو پانی ہو اس کو اس غرض سے نہ روکو کہ جو گھاس ضرورت سے زیادہ ہے وہ بھی روکو۔

بَابُ مَنْ حَفَرَ بِئْرًا فِي مِلْكِهِ لَمْ يَضْمَنْ.

باب: کوئی شخص اپنی ملکی زمین میں [1] کنواں کھودے اور اس میں کوئی گر کر مر جائے تو اس پر تاوان نہ ہوگا۔

[1] امام بخاری کے یہ قید لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اہل کوفہ کے ساتھ متفق ہیں کہ یہ کنواں اپنے ملک میں کھودا ہو تب کنویں والے پر ضمان نہ ہوگا اور جمہور کہتے ہیں کہ کسی حال میں ضمان نہ ہوگا خواہ اپنے ملک میں ہو یا غیر ملک میں اور اس کی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ کتاب الدیات میں آئے گی۔ ۱۲ منہ

---

٥٤٥ - حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمَعْدِنُ جُبَارٌ،

ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے انہوں نے اسرائیل سے انہوں نے ابوحصین سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کان سے جو نقصان ہو اس کا تاوان ہوگا۔

وَالبِئْرُ جُبَارٌ، وَالعَجمَاءُ جُبَارٌ، وَ فِي الرِّكَازِ الخُمُسُ۔

اسی طرح کنویں سے اسی طرح جانور سے اور گڑھے ہوئے مال میں پانچواں حصہ دینا ہوگا۔

بَابُ الخُصُومَةِ فِي البِئْرِ وَالقَضَاءِ فِيهَا۔

باب:۔ کنویں میں جھگڑا اور اس کا فیصلہ کرنا۔

۵۴۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ، هُوَ عَلَيْهَا فَاجِرٌ، لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى۔ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا۔ الآيَةَ، فَجَاءَ الأَشْعَثُ فَقَالَ: مَا حَدَّثَكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِيَّ أُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ، كَانَتْ لِي بِئْرٌ فِي أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِي، فَقَالَ لِي: شُهُودَكَ قُلْتُ: مَا لِي شُهُودٌ، قَالَ: فَيَمِينُهُ، قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِذًا يَحْلِفَ، فَذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الحَدِيثَ فَأَنْزَلَ اللهُ ذَلِكَ تَصْدِيقًا لَهُ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا انہوں نے ابوحمزہ سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے شقیق سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال مار لے تو وہ اللہ سے جب ملے گا تو وہ اس پر غصہ ہوگا پھر (سورہ آل عمران کی یہ آیت) اللہ نے اتاری جو لوگ اللہ کے عہد کو درمیان دے کر جھوٹی قسمیں کھا کر دنیا کا تھوڑا مول لیتے ہیں آخیر آیت تک پھر اشعث آئے انہوں نے کہا عبداللہ بن مسعود تم سے کیا بیان کرتے ہیں۔ یہ آیت تو میرے باب میں اتری ہے ہوا یہ تھا کہ میرے چچا زاد بھائی کی زمین میں میرا ایک کنواں تھا اس کا جھگڑا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا تیرے پاس گواہ ہیں، میں نے کہا گواہ نہیں ہیں آپ نے فرمایا تو پھر دوسرے فریق سے قسم لے لے میں نے کہا یا رسول اللہ وہ تو قسم کھا لے گا۔ اس وقت آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت اتاری۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ مَنَعَ ابْنَ السَّبِيلِ مِنَ المَاءِ۔

باب:۔ جو شخص مسافر کو پانی نہ دے اس کا گناہ [1]

[1] یعنی جو پانی اس کی ضرورت سے زیادہ ہو جیسے حدیث میں اس کی تصریح ہے اور ضرورت کے موافق جو پانی ہو اس کا مالک زیادہ حقدار ہے بہ نسبت مسافر کے ۱۲ منہ

۵۴۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: رَجُلٌ كَانَ لَهُ فَضْلُ مَاءٍ بِالطَّرِيقِ فَمَنَعَهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيلِ، وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا سَخِطَ، وَرَجُلٌ أَقَامَ سِلْعَتَهُ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ: وَاللهِ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ لَقَدْ أُعْطِيتُ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ رَجُلٌ، ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ- إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا-

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے کہا میں نے ابوصالح سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابوہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کی طرف تو اللہ قیامت کے دن دیکھے گا بھی نہیں نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کو دکھ کا عذاب ہوگا ایک تو وہ شخص جس کے پاس راہ میں ضرورت سے زیادہ پانی ہو وہ مسافر کو نہ دے دوسرے وہ شخص جو کسی حاکم سے بیعت کرے دنیا کی غرض سے اگر وہ کچھ دے (دنیا کا فائدہ ہو) تب تو راضی رہے ورنہ خفا ہو جائے تیسرے وہ شخص جو عصر کی نماز کے بعد اپنا اسباب بازار میں بتلائے اور کہے اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں مجھ کو اس کی قیمت یہ ملتی تھی (لیکن میں نے نہ دیا) پھر کوئی شخص اس کو سچا سمجھے (اور دھوکے میں آکر خرید لے) بعد اس کے آپ نے یہ آیت پڑھی جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر جھوٹی قسمیں کھا کر دنیا کا تھوڑا سا مال مول لیتے ہیں۔

بَابُ سَكْرِ الْأَنْهَارِ-

باب:- نہر کا پانی روکنا۔

۵۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا النَّخْلَ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ فَأَبَى عَلَيْهِ، فَاخْتَصَمَا

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے ابن شہاب نے انہوں نے عروہ سے انہوں نے عبداللہ بن زبیرؓ سے کہ ایک انصاری مرد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زبیر بن عوام سے حرہ کی ندی میں جھگڑا کیا جس کا پانی (مدینہ کے لوگ) کھجور کے درختوں کو دیا کرتے تھے انصاری (زبیر) سے کہنے لگے پانی کو بہنے دو (روکتے کیوں ہو) زبیر نے نہ مانا پھر دونوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عِندَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ: اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ، فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ: أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ؟ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ، فَقَالَ الزُّبَيْرُ: وَاللهِ إِنِّي لَأَحْسِبُ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي ذَلِكَ - فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ - قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: لَيْسَ أَحَدٌ يَذْكُرُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ إِلَّا اللَّيْثُ فَقَطْ۔

کے سامنے یہ مقدمہ پیش کیا آپ نے زبیرؓ سے فرمایا اے زبیر اپنے درختوں کو پانی پلا لے پھر اپنے ہمسایہ کی زمین میں پانی چھوڑ دے۔ یہ سن کر انصاری غصہ ہوا کہنے لگا کیوں نہیں زبیر آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں نا۔ آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا فرمایا اے زبیر اپنے درختوں کو پلا پھر پانی روک کے رہ یہاں تک کہ منڈیروں تک بھر آئے زبیرؓ نے کہا قسم خدا کی میں سمجھتا ہوں (سورۂ نساء کی یہ آیت قسم تیرے مالک کی ان کا ایمان پورا نہ ہوگا جب تک اپنے جھگڑوں میں تجھ کو فیصلہ کرنے والا نہ بنائیں[1] اسی بارے میں نازل ہوئی۔ محمد بن عباس نے کہا عروہ کی روایت عبداللہ سے صرف لیث نے نقل کی ہے۔

[1] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہر کا پانی روکنا درست نہیں بلکہ جب اپنے کھیت یا درختوں کو پانی دے لے تو نشیبی کھیت والے کی طرف چھوڑ دے ۱۲ منہ

بَابُ شِرْبِ الْأَعْلَى قَبْلَ الْأَسْفَلِ۔

باب جس کا کھیت بلندی پر ہو پہلے وہ پانی پلا لے[1]

[1] جو نہر یا نالہ کسی کی ملک نہ ہو اس سے پانی لینے میں پہلے بلند کھیت والے کا حق ہے وہ اتنا پانی اپنے کھیت میں دے سکتا ہے کہ سب زمین پانی پیے اور کھیت کے منڈیروں تک پانی چڑھ آئے پھر نشیبی کھیت والے کی طرف پانی کو چھوڑ دے ۱۲ منہ

---

۵۴۹ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: خَاصَمَ الزُّبَيْرُ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا زُبَيْرُ، اسْقِ ثُمَّ أَرْسِلْ، فَقَالَ

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے کہا ایک انصاری مرد نے زبیر سے جھگڑا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زبیر تو اپنے درختوں کو پانی پلا لے پھر پانی چھوڑ دے انصاری نے کہا ہاں وہ آپ

الأَنْصَارِيُّ: إِنَّهُ ابْنُ عَمَّتِكَ ؟ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ يَبْلُغُ الْمَاءُ الْجَدْرَ ثُمَّ أَمْسِكْ، فَقَالَ الزُّبَيْرُ: فَأَحْسِبُ هَذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ فِي ذَلِكَ۔ فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ۔

بَابُ شِرْبِ الأَعْلَى إِلَى الْكَعْبَيْنِ۔

۵۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ فِي شِرَاجٍ مِنَ الْحَرَّةِ يَسْقِي بِهَا النَّخْلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْقِ يَا زُبَيْرُ، فَأَمَرَهُ بِالْمَعْرُوفِ ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَى جَارِكَ، فَقَالَ الأَنْصَارِيُّ: أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ ؟ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ يَرْجِعُ الْمَاءُ إِلَى الْجَدْرِ، وَاسْتَوْعَى لَهُ حَقَّهُ، فَقَالَ الزُّبَيْرُ: وَاللَّهِ إِنَّ هَذِهِ الآيَةَ أُنْزِلَتْ فِي ذَلِكَ۔ فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ۔ فَقَالَ لِي ابْنُ شِهَابٍ: فَقَدَّرَتِ الأَنْصَارُ وَالنَّاسُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ: وَكَانَ ذَلِكَ إِلَى

کی پھوپھی کا بیٹا ہے نا تب آپ نے فرمایا زبیر اپنے درختوں کو پانی دے پھر پانی کو روکے رہ یہاں تک کہ وہ منڈیروں تک آجائے۔ زبیر نے کہا میں سمجھتا ہوں یہ آیت تو قسم تیرے پروردگار کی وہ مومن نہ ہوں گے جب تک وہ اپنے جھگڑوں میں تجھ کو فیصلہ کرنے والا نہ بنائیں اسی باب میں اتری ہے۔

باب:۔ بلند کھیت والا ٹخنوں تک بھرلے

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو مخلد نے خبر دی کہا مجھ کو ابن جریج نے کہا مجھ سے ابن شہاب نے بیان کیا انہوں نے عروہ بن زبیر سے کہ ایک انصاری مرد نے حرہ کی ندی میں جس سے کھجور کے درختوں کو پانی دیا کرتے زبیر سے جھگڑا کیا آپ نے فرمایا (انصاری کی رعایت کر) زبیر تو اپنے درختوں کو پانی پلالے پھر پانی اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دے۔ انصاری نے کہا یہ اس وجہ سے کہ زبیر آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا (آپ کو غصہ آگیا) آپ نے فرمایا زبیر اپنے درختوں کو پانی پلا پھر پانی روکے رہ یہاں تک کہ وہ کھیت کی بندوں تک آجائے اور زبیر کا جو واجبی حق تھا وہ آپ نے دلا دیا زبیر کہتے تھے خدا کی قسم یہ آیت فلا وربک اخیر تک اسی باب میں اتری۔ ابن شہاب نے کہا انصار اور دوسرے لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فرمانے کا کہ پانی روک لے یہاں تک کہ وہ مینڈوں تک پہنچے یہ اندازہ کیا یعنی پانی ٹخنوں تک بھر جائے۔ امام بخاری نے

الْكَعْبَيْنِ۔ الْجَدْرُ هُوَ الْأَصْلُ۔ کہا منڈیر یہی اصل ہے ؎

لہ حالانکہ غصہ کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی کو حکم دینے سے منع فرمایا ہے مگر آپ نے یہ حکم غصے کی حالت میں دیا کیونکہ آپ غصے میں بھی انصاف اور معدلت اور حق بات سے تجاوز نہیں کرتے اور خطا سے معصوم تھے ۱۲ منہ

بَابُ فَضْلِ سَقْيِ الْمَاءِ۔

باب: پانی پلانے کا ثواب

۵۵۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَا رَجُلٌ يَمْشِي فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَنَزَلَ بِئْرًا فَشَرِبَ مِنْهَا، ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا هُوَ بِكَلْبٍ يَلْهَثُ، يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ: لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا مِثْلُ الَّذِي بَلَغَ بِي، فَمَلَأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ، ثُمَّ رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا؟ قَالَ: فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ، تَابَعَهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَالرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ،

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے سمی سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار ایسا ہوا کہ ایک شخص لہ (رستے میں) جا رہا تھا اس کو زور کی پیاس لگی وہ کنوے میں اُترا اور پانی پیا اندر سے نکلا دیکھا تو ایک کتا ہانپ رہا ہے پیاس کے مارے کیچڑ چاٹ رہا ہے اس نے اپنے دل میں کہا آخر اس پر بھی وہی تکلیف ہو گی جو مجھ پر تھی اس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا اور منہ میں تھام کر اوپر چڑھا کتے کو پانی پلایا اللہ تعالیٰ نے اس کے اس کام کی قدر کی اور اس کو بخش دیا یہ سن کر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا جانوروں کو پانی پلانے میں بھی ہم کو ثواب ملے گا آپ نے فرمایا کیوں نہیں ہر تازے جگر والے میں ثواب ہے ؎

لہ حافظ نے کہا مجھ کو اس کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ ؎ یہ تو بظاہر عام ہے ہر جانور کو شامل ہے بعضوں نے کہا مراد اس سے حلال چوپائے جانور ہیں اور کتے اور سور وغیرہ میں یہ ثواب نہیں کیونکہ ان کے مار ڈالنے کا حکم ہے میں کہتا ہوں حدیث کو مطلق رکھنا بہتر ہے کتے یا سور کو بھی یہ کیا ضرور ہے کہ پیاسا رکھ کر مارا جائے پہلے اس کو پانی پلا دیں پھر مار ڈالیں ابو عبدالملک نے کہا یہ حدیث بنی اسرائیل کے لوگوں سے متعلق ہے ان کو کتوں کے مارنے کا

حکم نہ تھا بعضوں نے اس سے یہ دلیل لی ہے کہ کتے کا جھوٹا پاک ہے اور اوپر کتاب الطہارت میں اس کی بحث گزر چکی ہے۔ ۱۲ منہ

۵۵۲- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةَ الْكُسُوفِ فَقَالَ: دَنَتْ مِنِّي النَّارُ حَتَّى قُلْتُ أَيْ رَبِّ وَأَنَا مَعَهُمْ، فَإِذَا امْرَأَةٌ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ تَخْدِشُهَا هِرَّةٌ، قَالَ: مَا شَأْنُ هَذِهِ؟ قَالُوا: حَبَسَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ جُوعًا۔

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم سے نافع بن عمر نے انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے اسماء بنت ابی بکرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن کی نماز پڑھی (پھر نماز کے بعد) فرمایا دوزخ مجھ سے اتنی نزدیک ہوئی کہ میں کہنے لگا پروردگار کیا میں بھی دوزخ والوں میں ہوں۔ اتنے میں میں نے ایک عورت دیکھی میں سمجھتا ہوں ایک بلی اس کو نوچ رہی تھی آپ نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے فرشتوں نے کہا اس نے دنیا میں اس بلی کو باندھ رکھا یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی۔

۵۵۳- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ حَبَسَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ جُوعًا فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ، قَالَ: فَقَالَ: وَاللهُ أَعْلَمُ، لَا أَنْتِ أَطْعَمْتِيهَا وَلَا سَقَيْتِهَا حِينَ حَبَسْتِيهَا، وَلَا أَنْتِ أَرْسَلْتِيهَا فَأَكَلَتْ مِنْ خُشَاشِ الْأَرْضِ۔

ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عورت کو اس میں عذاب ہوا اس نے ایک بلی کو باندھ رکھا یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی وہ عورت دوزخ میں گئی۔ آپ نے فرمایا اللہ خوب جانتا ہے نہ تو نے اس کو قید میں کھانا پانی دیا اور نہ اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھاتی۔ (یعنی اپنا پیٹ بھر سکے) [1]

[1] اس حدیث کی مناسبت ترجمۂ باب سے یوں ہے۔ کہ بلی کو پانی نہ پلانے سے عذاب ہوا تو معلوم ہوا پانی پلانا ثواب ہے۔ ابن منیر نے کہا اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ بلی کو قتل کرنا درست نہیں ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ رَأَى أَنَّ صَاحِبَ الْحَوْضِ أَوِ الْقِرْبَةِ أَحَقُّ بِمَائِهِ۔

باب: حوض والا یا مشک والا پہلے اپنے پانی کا زیادہ حق دار ہے (جو بچے وہ دوسروں کو دے)

٥٥٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ هُوَ أَحْدَثُ الْقَوْمِ، وَالْأَشْيَاخُ عَنْ يَسَارِهِ، قَالَ: يَا غُلَامُ، أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ الْأَشْيَاخَ؟ فَقَالَ: مَا كُنْتُ لِأُوثِرَ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا يَا رَسُولَ اللهِ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ۔

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز نے انہوں نے ابو حازم سے انہوں نے سہل بن سعد سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (دودھ کا) ایک پیالہ لایا گیا آپ نے اس میں سے پیا اور آپ کے داہنے طرف ایک لڑکا بیٹھا تھا جو سب لوگوں میں کم سن تھا اور بائیں طرف عمر والے لوگ تھے آپ نے فرمایا لڑکے تو یہ اذن دیتا ہے کہ پہلے میں یہ پیالہ بوڑھوں کو دوں وہ کہنے لگا نہیں تو آپ کا جھوٹا اپنے حصے کا کسی کو دینے والا نہیں یارسول اللہ آخر آپ نے وہ پیالہ اسی کو دے دیا [1]

[1] ترجمہ باب سے مطابقت اس طرح ہے کہ حوض اور مشک کو پیالے پر قیاس کیا ابن منیر نے کہا مناسبت کی وجہ یہ ہے کہ جب داہنی طرف بیٹھنے والا پیالے کا زیادہ حق دار ہوا صرف داہنے طرف بیٹھنے کی وجہ سے تو جس نے حوض بنایا یا مشک تیار کی وہ بطریق اولیٰ پہلے اس کے پانی کا حقدار ہوگا ۱۲ منہ

٥٥٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَذُودَنَّ رِجَالًا عَنْ حَوْضِي كَمَا تُذَادُ الْغَرِيبَةُ مِنَ الْإِبِلِ عَنِ الْحَوْضِ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے محمد بن زیاد سے انہوں نے کہا میں نے ابو ہریرہؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تو (قیامت کے دن) اپنے حوض پر سے کچھ لوگوں کو ایسے ہانک دوں گا جیسے پرائے اونٹ حوض پر سے نکال دیے جاتے ہیں [1]

[1] یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حوض والے پر انکار نہیں کیا اس امر پر کہ وہ غیر کے جانوروں کو اپنے حوض سے ہانک دیتا ہے ۱۲ منہ

۵۵۶۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ وَكَثِيرِ بْنِ كَثِيرٍ، يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى الآخَرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَرْحَمُ اللَّهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ، لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ أَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ لَكَانَتْ عَيْنًا مَعِينًا، وَأَقْبَلَ جُرْهُمُ فَقَالُوا: أَتَأْذَنِينَ أَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ وَلَا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ، قَالُوا: نَعَمْ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے ایوب اور کثیر بن کثیر سے ایک نے دوسرے سے کچھ زیادہ بیان کیا انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے کہا ابن عباسؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسمٰعیل کی ماں (حضرت ہاجرہ) پر رحم کرے اگر وہ زم زم کو چھوڑ دیتیں (اس کے گرد مینڈھ نہ اٹھاتیں) یا یوں فرمایا اگر وہ زمزم سے چلو بھر بھر کر نہ لیتیں تو وہ ایک بہتا ہوا چشمہ ہوتا اور جرہم قبیلہ کے لوگ ان کے پاس آئے کہنے لگے تم ہم کو اپنے پاس اترنے کی اجازت دیتی ہو انہوں نے کہا اچھا لیکن پانی میں تمہارا کوئی دعویٰ نہیں انہوں نے کہا بیشک [1]

[1] یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہاجرہ کے اس قول پر کہ پانی میں تمہارا کوئی دعویٰ نہیں انکار نہیں کیا خطابی نے کہا اس سے یہ نکلا کہ جنگل میں جو کوئی پانی نکالے وہ اس کا مالک بن جاتا ہے اور دوسرا کوئی اس میں بے اس کی رضامندی کے شریک نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ

۵۵۷۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ: رَجُلٌ حَلَفَ عَلَى سِلْعَةٍ لَقَدْ أَعْطَى بِهَا أَكْثَرَ مِمَّا أَعْطَى وَهُوَ كَاذِبٌ، وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ، وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَائِهِ فَيَقُولُ اللَّهُ: الْيَوْمَ أَمْنَعُكَ فَضْلِي كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے ابوصالح سمان سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں سے تو اللہ قیامت کے دن بات بھی نہیں کرنے کا نہ ان کی طرف نظر التفات کرے گا ایک وہ شخص جس نے جھوٹی قسم کھائی مجھ کو اس سامان کے اتنے روپے ملتے تھے حالانکہ اس سے کم ملتے تھے دوسرے جس نے عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائی ایک مسلمان مرد کا مال مار لینے کو تیسرے وہ شخص جس نے اپنی ضرورت سے بچا ہوا پانی روک لیا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تو نے اس پانی کو روک رکھا جو تیرا بنایا ہوا نہ تھا آج میں

مَالَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ، قَالَ عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ، عَنْ عَمْرٍو: سَمِعَ أَبَا صَالِحٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اپنا فضل تجھ سے روک لیتا ہوں علی بن مدینی نے کہا اس حدیث کو ہم سے سفیان بن عیینہ نے کئی بار بیان کیا عمرو بن دینار سے انہوں نے ابوصالح سے وہ اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے۔

لہ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ ضرورت سے زیادہ پانی روکنے پر سزا ملی تو معلوم ہوا کہ بقدر ضرورت اس کو روکنا جائز تھا اور وہ اس کا حق رکھتا تھا بعضوں نے کہا یہ جو فرمایا جو تیرا بنایا ہوا نہ تھا اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ پانی اس نے اپنی محنت سے نکالا ہوتا جیسے کنواں کھودا ہوتا یا مشک میں بھر کر لایا ہوتا تو وہ اس کا حقدار ہوتا ۱۲ منہ

بَابٌ - لَاحِمَى إِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب:۔ رمنہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی محفوظ نہیں کر سکتا۔

۵۵۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَاحِمَى إِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ، وَقَالَ: بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمَى النَّقِيعَ وَأَنَّ عُمَرَ حَمَى الشَّرَفَ وَالرَّبَذَةَ۔

ہم سے یحیٰی بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے کہ صعب بن جثامہ لیثی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمنہ اللہ یا اس کا رسول محفوظ کر سکتا ہے لہ اور امام بخاری نے کہا ہم کو خبر پہنچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نقیع کو محفوظ کیا ۲ہ اور حضرت عمرؓ نے شرف اور ربذہ کو۔

لہ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جنگل میں رمنہ روکنا گھانس اور شکار بند کرنا یہ حق کسی کو نہیں پہنچتا سوا اللہ اور اس کے رسول کے امام اور خلیفہ بھی رسول کا قائم مقام ہے اس کے علاوہ اور لوگوں کو رمنہ روکنا اور محفوظ کرنا درست نہیں شافعیہ اور اہل حدیث کا یہی قول ہے ۱۲ منہ ۲ہ نقیع ایک مقام کا نام ہے مدینے سے بیس میل پر اور شرف اور ربذہ بھی مقاموں کے نام ہیں ۱۲ منہ

بَابُ شُرْبِ النَّاسِ وَسَقْيِ الدَّوَابِّ

باب:۔ نہروں میں سے آدمی اور جانور پانی

مِنَ الأَنْهَارِ۔

پی سکتے ہیں ۱؎

۱؎ امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ جو نہریں رستے میں واقع ہوں ان میں آدمی اور جانور سب پانی پی سکتے ہیں۔ وہ کسی کے لیے خاص نہیں ہو سکتیں۔ ۱۲ منہ

۵۵۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْخَيْلُ لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ، فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَطَالَ بِهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ، فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذَلِكَ مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهُ انْقَطَعَ طِيَلُهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ، فَهِيَ لِذَلِكَ أَجْرٌ، وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظُهُورِهَا فَهِيَ لِذَلِكَ سِتْرٌ، وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنِوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ، فَهِيَ عَلَى ذَلِكَ وِزْرٌ، وَسُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ، فَقَالَ: مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ فَمَنْ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو مالک بن انس نے خبر دی انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے ابو صالح روغن فروش سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑے ایک کے لیے ثواب ایک کیلیئے بچاؤ اور ایک پر وبال ہیں جس کے لئے ثواب ہیں وہ تو وہ شخص، ہے جو اللہ کی راہ میں (یعنے جہاد کیلیے) ان کو باندھ رکھے ان کی رسی کسی رمنے میں یا باغ میں لنبی کر دے وہ اپنی رسی کی لنبائی جہاں تک اس رمنے یا باغ میں چریں اس کے لیے نیکیاں ہوں گی اگر ان کی رسی ٹوٹ جائے اور وہ ایک بلندی یا دو بلندی تک دوڑ جائیں تو ان کے قدم اور ان کی لیدیں سب اس کے لیے نیکیاں ہوں گی اگر وہ کسی ندی پر گزریں وہاں پانی پی لیں گو ان کے مالک کا ارادہ پانی پلانے کا نہ ہو ۱؎ تب بھی نیکیاں لکھی جائیں گی ایسے شخص کے لیے تو گھوڑے ثواب ہی ثواب ہیں جس کے لیے بچاؤ ہیں وہ وہ شخص ہے جس نے روپیہ کمانے کے لیے اور سوال سے بچنے کے لیے ان کو باندھا پھر ان کی گردنوں اور پیٹھوں میں اللہ کا جو حق ہے اس کو نہ بھولے تو ایسے شخص کے لیے گھوڑے بچاؤ ہیں عذاب اور وبال اس شخص پر ہیں جو اترانے اور دکھانے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے باندھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کو پوچھا گیا آپ نے فرمایا گدھوں کے باب میں تو مجھ پر کچھ نہیں اترا مگر (سورۂ اذا زلزلت کی) یہ جامع آیت جو کوئی رتی برابر بھلائی کرے گا وہ (قیامت کے دن) اس کو دیکھ لے گا اور جو

يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ۔ کوئی رتی برابر برائی کرے گا وہ بھی دیکھ لے گا۔

لہ یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کیونکہ اگر جانوروں کو نہر سے پانی پی لینا جائز نہ ہوتا تو اس پر ثواب کیوں ملتا اور جب بغیر پلانے کے قصد کے ان کے خود بخود پانی پی لینے میں ثواب ملا تو قصداً پلانا بطریق اولیٰ جائز بلکہ موجب ثواب ہوگا۔ ۱۲ منہ

۵۶۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ خَالِدٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ: اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا، ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً، فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَشَأْنَكَ بِهَا، قَالَ: فَضَالَّةُ الْغَنَمِ؟ قَالَ: هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ، قَالَ: فَضَالَّةُ الْإِبِلِ؟ قَالَ: مَالَكَ وَلَهَا؟ مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا، تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا۔

ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے انہوں نے یزید سے جو منبعث کا غلام تھا انہوں نے زید بن خالد جہنی سے انہوں نے کہا ایک شخص[لہ] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے پڑی ہوئی چیز (لقطہ) کو پوچھا آپ نے فرمایا اس کی تھیلی اور سر بندھن پہچان رکھ پھر ایک برس تک لوگوں سے پوچھتا رہ اگر اس کا مالک آگیا تو خیر ورنہ جو چاہے وہ کر اس نے پوچھا بھولی بھٹکی بکری آپ نے فرمایا وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی یا بھیڑیے کی اس نے پوچھا بھولا بھٹکا اونٹ آپ نے فرمایا اونٹ سے تجھے کیا غرض اس کے ساتھ مشک اور موزہ سب موجود ہے پانی پی لیتا ہے درخت کے پتے کھاتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک آئے اور اس کو لے لے۔

لہ اس کا نام ابوعمیر مالک تھا بعضوں نے کہا بلال بعضوں نے کہا زید بن خالد ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ الْحَطَبِ وَالْكَلَاءِ۔

باب۔ لکڑی گھانس بیچنا[لہ]

لہ اس باب کی مناسبت کتاب الشرب سے یہ ہے کہ لکڑی پانی گھانس وغیرہ یہ سب مشترک ہیں جن سے ہر ایک آدمی نفع اٹھا سکتا ہے حدیث میں جو لکڑی اور گھانس بیان کی گئی ہے اس سے مراد یہی ہے کہ جو غیر ملکی زمین میں واقع ہو ۱۲ منہ

۵۶۱- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ أَحْبُلًا فَيَأْخُذَ حُزْمَةً مِنْ حَطَبٍ فَيَبِيعَ فَيَكُفَّ اللهُ بِهِ وَجْهَهُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ أُعْطِيَ أَمْ مُنِعَ۔

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے زبیر بن عوام سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اگر تم میں کوئی ایک رسی لے اور لکڑی کا گٹھ لا کر بیچے اس سے اپنا گزر کرے اور اپنی عزت بچائے تو اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے وہ دیں یا نہ دیں۔

۵۶۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَوْفٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأَنْ يَحْتَطِبَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلَى ظَهْرِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ أَحَدًا فَيُعْطِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابو عبید سے جو عبدالرحمن بن عوف کے غلام تھے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں کوئی اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھ لاد کر لائے تو اس سے بہتر ہے کہ کسی سے سوال کرے وہ اس کو دے یا نہ دے۔

۵۶۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ: أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَنَّهُ قَالَ: أَصَبْتُ شَارِفًا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَغْنَمٍ يَوْمَ بَدْرٍ، قَالَ وَأَعْطَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَارِفًا

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام نے خبر دی ان سے ابن جریج نے بیان کیا کہا مجھ کو ابن شہاب نے خبر دی انہوں نے امام زین العابدین علی بن حسینؑ سے انہوں نے اپنے والد امام حسینؑ سے انہوں نے جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؓ سے انہوں نے کہا بدر کے دن جو لوٹ کا مال ملا اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں نے ایک جوان اونٹنی پائی اور ایک جوان اونٹنی آنحضرت

أُخْرَى فَأَنَخْتُهُمَا يَوْمًا عِنْدَ بَابِ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَحْمِلَ عَلَيْهِمَا إِذْخِرًا لِأَبِيعَهُ وَمَعِي صَائِغٌ مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ فَأَسْتَعِينُ بِهِ عَلَى وَلِيمَةِ فَاطِمَةَ، وَحَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَشْرَبُ فِي ذَلِكَ الْبَيْتِ مَعَهُ قَيْنَةٌ، فَقَالَتْ: أَلَا يَا حَمْزَةُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ، فَثَارَ إِلَيْهِمَا حَمْزَةُ بِالسَّيْفِ فَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا ثُمَّ أَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا قُلْتُ لِابْنِ شِهَابٍ: وَمِنَ السَّنَامِ؟ قَالَ: قَدْ جَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا فَذَهَبَ بِهَا، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَنَظَرْتُ إِلَى مَنْظَرٍ أَفْظَعَنِي فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ، فَخَرَجَ وَمَعَهُ زَيْدٌ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَدَخَلَ عَلَى حَمْزَةَ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ فَرَفَعَ حَمْزَةُ بَصَرَهُ وَقَالَ: هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِآبَائِي؟ فَرَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَهْقِرُ حَتَّى خَرَجَ عَنْهُمْ وَذَلِكَ قَبْلَ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو عنایت فرمائی میں نے ان دونوں اونٹنیوں کو ایک انصاری آدمی ؎۱ کے دروازے پر بٹھایا میرا قصہ یہ تھا کہ ان پر اذخر لادکر لاؤں اس کو بیچوں میرے ساتھ بنی قینقاع کا ایک سنار بھی تھا اور حضرت فاطمہ رضی سے جو میں نکاح کرنے والا تھا اس کا ولیمہ کروں اس وقت حمزہ بن عبدالمطلب اسی گھر میں شراب پی رہے تھے اور گانے والی گا رہی تھی اس نے یہ مصرع گایا ؎۲ اٹھو حمزہ فربہ جوان اونٹنیاں یہ سن کر حمزہ تلوار لے کر لپکے ان کے کوہان کاٹ لیے ان کے پیٹ پھاڑ ڈالے اور کلیجیاں نکال لیں ابن جریج نے ابن شہاب سے پوچھا اور کوہان انہوں نے کہا کوہان بھی کاٹ کر لے گئے ابن شہاب نے کہا حضرت علی رضی کو جب خبر ہوئی وہ گئے کہتے ہیں میں نے ایک ایسا واقعہ دیکھا جس سے میں گھبرا گیا میں اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو سارا قصہ کہہ سنایا آپ کے پاس اس وقت زید بن حارثہ بیٹھے تھے آپ چلے زید بھی آپ کے ساتھ اور میں بھی گیا حمزہ کے پاس پہنچے آپ ان پر غصہ ہوئے حمزہ نے (جو نشہ میں تھے) آنکھ اٹھائی اور کہنے لگے تم ہو کیا میرے باپ دادا کے غلام ہو ؎۳ یہ حال دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے پاؤں لوٹے وہاں سے تشریف لے گئے ؎۴ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب تک شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔

؎۱ اس کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ ؎۲ اس وقت تک نہ شراب حرام ہوئی تھی نہ گانا سننا ۱۲ منہ ؎۳ حضرت حمزہ اس وقت نشہ میں تھے اس لیے ایسا کہنے سے گنہگار نہیں ہوتے دوسرے ان کا مطلب یہ تھا کہ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ اور حضرت علی رضی کے والد ابوطالب دونوں ان کے لڑکے تھے اور لڑکا اپنے باپ کا گویا غلام ہی ہوتا ہے ۱۲ منہ ؎۴ اس وقت

یہی مناسب تھا شاید حمزہ کچھ اور کہہ بیٹھتے دوسری روایت میں ہے کہ ان کا نشہ اترنے کے بعد آپ نے ان سے اونٹنیوں کی قیمت حضرت علیؓ کو دلوائی باب کا مطلب اس فقرے سے نکلتا ہے کہ ان پر اذخر لاد کر لاؤں اذخر ایک خوشبودار گھانس ہے ۱۲ منہ

بَابُ الْقَطَائِعِ۔

باب:۔ جاگیر مقطعہ دینے کا بیان [1]

[1] اس کتاب میں قطائع کا لفظ ہے وہ مقطعہ اور جاگیر دونوں کو شامل ہے شافعیہ نے کہا آباد زمین کو جاگیر میں دینا درست نہیں ویران زمین میں سے امام جس کو لائق سمجھے جاگیر دے سکتا ہے مگر جاگیر دار یا مقطع دار اس کا مالک نہیں ہو جاتا۔ محب طبری نے اس کا تعین کیا ہے لیکن قاضی عیاض نے کہا اگر امام اس کو مالک بنائے تو مالک ہو جاتا ہے ۱۲ منہ

۵٦٤۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْطِعَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَتِ الأَنْصَارُ: حَتَّى تُقْطِعَ لِإِخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِثْلَ الَّذِي تُقْطِعُ لَنَا، قَالَ: سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُثْرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے کہا میں نے انسؓ سے سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری لوگوں کو بحرین کے ملک میں جاگیر مقطعے دینا چاہے انہوں نے عرض کیا ہم جب لیں گے کہ بھائی مہاجرین کو بھی ویسے ہی جاگیر مقطعے سرفراز فرمائیے آپ نے فرمایا (بات یہ ہے) تم میرے بعد یہ دیکھو گے کہ دوسرے لوگ تم پر مقدم رکھے جائیں گے تو تم مجھ سے ملنے تک صبر کیے رہنا۔ [1]

[1] ان کو خلافت حکومت ملے گی تم محروم رہو گے تو صبر کیے رہنا جنگ وجدل نہ کرنا انصار نے اسی حدیث کے موافق عمل کیا اور خلیفہ وقت کی اطاعت کی رضی اللہ عنہم ۱۲ منہ

بَابُ كِتَابَةِ الْقَطَائِعِ،

وَقَالَ اللَّيْثُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الأَنْصَارَ لِيُقْطِعَ

باب:۔ جاگیر مقطعوں کی سند لکھ دینا

اور لیث نے یحییٰ بن سعید سے روایت کی انہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا اس لیے کہ بحرین میں ان کو جاگیریں دیں انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ

لَهُمْ بِالْبَحْرَيْنِ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنْ فَعَلْتَ فَاكْتُبْ لِإِخْوَانِنَا مِنْ قُرَيْشٍ بِمِثْلِهَا، فَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُثْرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي۔

اگر آپ دیتے ہیں تو ہمارے بھائی قریش کے لوگوں کو بھی ویسے ہی جاگیروں کی سندیں لکھ دیجیے آپ نے اس کو پسند نہ فرمایا اور ارشاد ہوا تم میرے بعد دیکھو گے کہ دوسرے لوگ تم پر مقدم رکھے جائیں گے تو تم مجھ سے ملنے تک صبر کیے رہنا۔

بَابُ حَلَبِ الْإِبِلِ عَلَى الْمَاءِ۔

باب: پانی کے پاس اونٹنیوں کو دوہنا

۵۶۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مِنْ حَقِّ الْإِبِلِ أَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَاءِ۔

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن فلیح نے کہا مجھ سے میرے والد نے انہوں نے ہلال بن علی سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ سے انہوں نے ابوہریرہ رضؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اونٹنیوں کا یہ حق ہے کہ ان کا دودھ پانی کے پاس دوہا جائے[1]

[1] کیونکہ پانی پر اکثر محتاج لوگ جمع ہوتے ہیں وہ بھی دودھ پئیں ۱۲ منہ

بَابُ الرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ مَمَرٌّ أَوْ شِرْبٌ فِي حَائِطٍ أَوْ فِي نَخْلٍ؟

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ بَاعَ نَخْلًا بَعْدَ أَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ، الْمَمَرُّ وَالسَّقْيُ حَتَّى يَرْفَعَ وَكَذَلِكَ رَبُّ الْعَرِيَّةِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا

باب: باغ میں گزرنے کا حق یا کھجور کے درختوں میں پانی پلانے کا حصہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[1] جس نے پیوند کرنے کے بعد کھجور کا درخت بیچا تو اس کا میوہ (جو درخت پر ہو) بیچنے والے ہی کا ہے اور جب تک وہ اپنا میوہ اٹھا نہ لے اس کو وہاں جانے اور درخت کو پانی پلانے کا حق ہوگا اور ایسا ہی عریہ والے کو بھی[2] ہم کو عبداللہ بن یوسف نے خبر دی کہا ہم سے لیث نے بیان کیا کہا مجھ سے ابن شہاب نے انہوں نے سالم بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے جو کوئی

بَعْدَ أَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ، وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلَّذِي بَاعَهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ، وَعَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ فِي الْعَبْدِ

پیوند لگانے کے بعد کھجور کا درخت خریدے تو اس کا میوہ (جو درخت پر ہو) بائع کا ہوگا مگر جب خریدار اس کی شرط کرے اور جو کوئی مال والا غلام خریدے تو مال بائع کا ہوگا[۳] مگر جب خریدار شرط کرے[۴] یہ حدیث امام مالک سے[۵] انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے عمرؓ سے یہی روایت کی ہے اس میں صرف غلام کا ذکر ہے۔

[۱] یہ حدیث اوپر موصولاً باب مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ اُبِّرَتْ میں گزر چکی ہے ۱۲ منہ [۲] عریہ کا ذکر اوپر گزر چکا ہے ۱۲ منہ [۳] امام ابو حنیفہ کا یہی قول ہے اور ایک روایت امام احمد سے بھی ایسی ہی ہے شافعی اور مالک سے مروی ہے کہ اگر بائع نے اس غلام کو کسی مال کا مالک بنا دیا تھا تو وہ مال خریدار کا ہو جائے گا ۱۲ منہ [۴] کہ اس مال کا کل یا بعض میں لوں گا اور بائع راضی ہو کر اسی شرط پر بیع کرے ۱۲ منہ [۵] یعنے اسی اسناد سے مروی ہے جو اوپر گزرا تو یہ تعلیق نہیں ہے ۱۲ منہ

---

۵۶۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ: رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُبَاعَ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا تَمْرًا۔

ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے زید بن ثابت سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کی اجازت دی انداز کر کے خشک کھجور ان کے بدل دینے کی[۱]

[۱] باب کی مناسبت اس طرح سے ہے کہ جب عریہ کا دینا جائز ہوا تو خواہ مخواہ عریہ والا باغ میں جائے گا اپنے پھلوں کی حفاظت کرنے کو یہ جو فرمایا انداز کر کے اس کے برابر خشک کھجور کے بدل بیچ ڈالنے کی اجازت دی اس کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص کو دو تین درخت کھجور کے بہ طریق عریہ کے ملے وہ ایک اندازہ کرنے والے کو بلائے وہ اندازہ کرے کہ درخت پر جو تازی کھجور ہے وہ سوکھنے کے بعد اتنی رہے گی اور عریہ والا اتنی سوکھی کھجور کسی شخص سے لے کر درخت کا میوہ اس کے ہاتھ بیچ ڈالے تو یہ درست ہے حالانکہ یوں کھجور کے بدل انداز کر کے بیچنا درست نہیں کیونکہ اس میں کمی بیشی کا احتمال رہتا ہے مگر عریہ والے اکثر محتاج بھوکے لوگ ہوتے ہیں تو ان کو کھانے کے لیے ضرورت پڑتی ہے۔ اسی لیے یہ بیع آپ نے جائز فرما دی ۱۲ منہ

---

٥٦٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ: سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ، وَعَنِ الْمُزَابَنَةِ، وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا، وَأَنْ لَا تُبَاعَ إِلَّا بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ إِلَّا الْعَرَايَا۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے انہوں نے جابرؓ سے سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ اور محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا[1] اور میوے کے بیچنے سے جب اس کی پختگی نہ کھلی ہو اور آپ نے یہ حکم دیا کہ میوہ یا غلہ جو درخت پر لگا ہو نہ بیچا جائے مگر روپیہ اشرفی کے بدل البتہ عرایا کی اجازت دی۔

[1] مخابرہ اور محاقلہ اور مزابنہ کے معنے اوپر گزر چکے ہیں ۱۲ منہ

---

٥٦٨ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ مَوْلَى أَبِي أَحْمَدَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا مِنَ التَّمْرِ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ، شَكَّ دَاوُدُ فِي ذَلِكَ۔

ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے داؤد بن حصین سے انہوں نے ابوسفیان (وہب) سے جو ابن ابی احمد کے غلام تھے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کی بیع کی اجازت دی اتنے ہی کھجور کے بدل اندازہ سے جب پانچ وسق کے اندازہ سے کم یا پانچ وسق ہو یہ شک داؤد بن حصین نے کی۔

٥٦٩ - حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِي حَارِثَةَ: أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ وَسَهْلَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ حَدَّثَاهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ

ہم سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ابو اسامہ نے خبر دی کہا مجھ کو ولید بن کثیر نے خبر دی کہا مجھ کو بُشیر بن یسار نے جو بنی حارثہ کے غلام تھے ان سے رافع بن خدیج اور سہل ابن ابی حثمہ دونوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع کیا یعنے درخت پر کی کھجور خشک کھجور کے

الْمُزَابَنَةِ، بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ، إِلَّا أَصْحَابَ الْعَرَايَا فَإِنَّهُ أَذِنَ لَهُمْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي بُشَيْرٌ مِثْلَهُ.

بدل بیچنے سے البتہ عرایا والوں کو اس کی اجازت دی امام بخاری نے کہا ابن اسحاق[1] نے کہا مجھ سے بشیر نے ایسی ہی حدیث بیان کی۔

[1] یہ تعلیق ہے کیونکہ امام بخاری نے ابن اسحاق کو نہیں پایا حافظ نے کہا مجھ کو یہ تعلیق موصولاً نہیں ملی ۱۲ منہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان ہے رحم والا

كِتَابٌ فِي الِاسْتِقْرَاضِ وَأَدَاءِ الدُّيُونِ وَالْحَجْرِ وَالتَّفْلِيسِ

کتاب قرض لینے ادا کرنے اور حجر کرنے اور مفلسی منظور کرنے کے بیان میں[1]

[1] حجر کہتے ہیں تصرف سے روک دینا۔ حاکم جس شخص کے لیے بوجہ فتورِ عقل یا کثرت قرض کے مناسب سمجھتا ہے تو یہ حکم دیتا ہے کہ وہ کوئی بیع شرا نہ کرے اگر کرے تو وہ باطل ہے اس کو حجر کہتے ہیں ۱۲ منہ

بَابٌ - مَنِ اشْتَرَى بِالدَّيْنِ وَلَيْسَ عِنْدَهُ ثَمَنُهُ أَوْ لَيْسَ بِحَضْرَتِهِ.

باب: جو شخص قرض کوئی چیز خریدے اور اس کے پاس قیمت نہ ہو یا اس وقت نہ ہو۔

۵۷۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ هُوَ الْبِيكَنْدِيُّ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: كَيْفَ

ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا کہا ہم کو جریر نے خبر دی انہوں نے مغیرہ سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے جابر بن عبداللہؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا آپ نے فرمایا تیرا اونٹ کیسا ہے؟ تو اس کو بیچتا ہے میں نے

تَرَى بَعِيرَكَ؟ أَتَبِيعُهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَبِعْتُهُ إِيَّاهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ غَدَوْتُ إِلَيْهِ بِالْبَعِيرِ فَأَعْطَانِي ثَمَنَهُ۔

عرض کیا جی ہاں بیچتا ہوں آخر میں نے آپ کے ہاتھ بیچ ڈالا جب[1] آپ مدینہ میں آئے تو میں اونٹ لے کر آپ کے پاس پہنچا آپ نے مجھے اس کی قیمت دے دی۔

[1] یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابرؓ کا اونٹ سفر میں خرید فرما لیا حالانکہ اس وقت آپ کے پاس قیمت نہ تھی مدینہ میں آن کر آپ نے قیمت دی ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَاءَهَا أَوْ إِتْلَافَهَا۔

باب:۔ جو شخص لوگوں کا مال ادا کرنے کی نیت سے[1] لے اور جو ہضم کرنے کی نیت سے لے (برباد کرنے کو)

[1] یعنے خریدے یا قرض لے ۱۲ منہ

۵۷۱۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: تَذَاكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَمِ فَقَالَ: حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى طَعَامًا مِنْ يَهُودِيٍّ إِلَى أَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيدٍ۔

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے کہا ہم نے ابراہیم نخعی کے پاس قرض میں گروی رکھنے کا ذکر کیا انہوں نے کہا مجھ سے اسود بن یزید نے بیان کیا انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے غلہ خریدا وعدے پر اور اپنی لوہے کی زرہ قیمت کے بدل اس کے پاس رکھ دی۔

۵۷۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَاءَهَا أَدَّى اللّٰهُ عَنْهُ، وَمَنْ أَخَذَ يُرِيدُ إِتْلَافَهَا

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا انہوں نے ثور بن زید سے انہوں نے ابوالغیث سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص لوگوں کا مال اس نیت سے لے کہ اس کو ادا کرے گا[1] تو اللہ اس کی طرف سے ادا کر دے گا اور جو شخص اس کو تباہ کرنا چاہے

أَتْلَفَهُ اللّٰهُ۔

گا تو اللہ اس کو تباہ کر دے گا۔

لہ یعنے قرض ادا کرنے کی نیت سے لے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے یا تو دنیا ہی میں اس کا قرض ادا کرا دیتا ہے یا اگر مفلسی کی وجہ سے وہ ادا نہ کر سکے تو آخرت میں اس کو عذاب نہ ہوگا یہ جو فرمایا اللہ اس کو تباہ کرے گا تو یہ تباہی دنیا میں ہوگی یا آخرت میں ۱۲ منہ

بَابُ أَدَاءِ الدُّيُونِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى- إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ، إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا۔

باب قرضوں کا ادا کرنا اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نساء میں) فرمایا اللہ تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ لوگوں کی امانتیں ان کو ادا کرو اور جب تم لوگوں کا جھگڑا ہو فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو اللہ جو تم کو نصیحت کرتا ہے وہ بہت اچھی ہے بے شک اللہ سب کچھ دیکھتا سنتا ہے لہ

لہ امام بخاری اس آیت کو اس لیے لائے کہ جب امانت کے ادا کرنے کا اللہ نے حکم دیا حالانکہ اس کی ذمہ داری امین پر نہیں ہوتی تو قرض ادا کرنا بطریق اولیٰ لازم ہوگا ۱۲ منہ

۵۷۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَبْصَرَ، يَعْنِي أُحُدًا، قَالَ: مَا أُحِبُّ أَنَّهُ تَحَوَّلَ لِي ذَهَبًا يَمْكُثُ عِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا دِينَارًا أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الْأَكْثَرِينَ هُمُ الْأَقَلُّونَ، إِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا، وَأَشَارَ أَبُو شِهَابٍ بَيْنَ يَدَيْهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ،

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے ابو شہاب (عبد ربہ) نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے زید بن وہب سے انہوں نے ابوذر رضی سے انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ نے احد کا پہاڑ جب دیکھا تو فرمایا میں یہ پسند نہیں کرتا کہ یہ سارا سونے کا ہو جائے اور پھر اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس تین دن سے زیادہ رہے مگر وہ دینار رہے تو رہے جس کو میں نے قرضہ ادا کرنے کے لیے رکھ لیا ہو پھر فرمایا دیکھو جو دولتمند ہیں وہی محتاج ہیں لہ مگر جو اس طرح خرچ کریں ابو شہاب راوی نے سامنے اور داہنے بائیں اشارہ کیا لہ اور ایسے لوگ تھوڑے ہیں لہ اور فرمایا یہیں

وَقَلِيلٌ مَا هُمْ، وَقَالَ: مَكَانَكَ وَتَقَدَّمَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَسَمِعْتُ صَوْتًا فَأَرَدْتُ أَنْ آتِيَهُ، ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَهُ مَكَانَكَ حَتَّى آتِيَكَ، فَلَمَّا جَاءَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ الَّذِي سَمِعْتُ أَوْ قَالَ الصَّوْتُ الَّذِي سَمِعْتُ، قَالَ: وَهَلْ سَمِعْتَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، قُلْتُ: وَإِنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ۔

ٹھہرارہ آپ تھوڑی دور آگے بڑھ گئے میں نے کچھ آواز سنی اور چاہا ادھر جاؤں پھر مجھ کو آپ کا فرمانا یاد آیا کہ یہیں ٹھہرارہ جب تک میں تیرے پاس آؤں جب آپ تشریف لائے تو میں نے پوچھا یہ آواز کیا تھی جو میں نے سنی تھی آپ نے فرمایا تو نے سنی تھی میں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا ہوا یہ کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہنے لگے تمہاری امت کے لوگوں میں سے جو کوئی مر جائے وہ شرک نہ کرتا ہو تو جنت میں جائے گا میں نے کہا اگرچہ وہ ایسے ایسے کام کرتا ہو (زنا اور چوری) انہوں نے کہا ہاں [1]

[1] یعنی آخرت میں ان کو ثواب کی کمی ہوگی۔ آنا نکہ غنی تر ند محتاج تر ند ۱۲ منہ [2] مطلب یہ ہے کہ روپیہ جوڑ کر نہ رکھا جب اللہ نے دیا تو کھلایا کھلایا محتاجوں کو ادھر اُدھر جہاں دیکھا تقسیم کیا ۱۲ منہ [3] جوڑ پیہ ملنے کے بعد سب خرچ کر ڈالیں ورنہ اکثر لوگ روپے سے محبت پیدا کر لیتے ہیں اور اس کو جوڑ کر رکھتے ہیں نہ آپ کھاتے ہیں نہ دوسروں کو کھلاتے ہیں گویا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں ان کو ہمیشہ رہنا ہے حاشا وکلا مرتے وقت اپنے لیے حسرت اور ندامت جوڑتے ہیں ۱۲ منہ [4] باب کا مطلب اس فقرے سے نکلتا ہے مگر وہ دینار رہے تو رہے جس کو میں نے قرضہ ادا کرنے کے لیے رکھ لیا ہو کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرض ادا کرنے کی فکر ہر شخص کو کرنا چاہیے اور اس کا ادا کرنا خیرات کرنے پر مقدم ہے اب اس میں اختلاف ہے کہ خیرات کرنے کے لیے کوئی شخص بلا ضرورت قرض لے تو جائز ہے یا نہیں اور صحیح یہ ہے کہ ادا کرنے کی نیت ہو تو جائز ہے بلکہ ثواب ہے۔ عبد اللہ بن جعفر بے ضرورت قرض لیا کرتے لوگوں نے وجہ پوچھی انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ قرض دار کے ساتھ ہے یہاں تک کہ اپنا قرض ادا کرے میں چاہتا ہوں کہ اللہ میرے ساتھ رہے اور تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ جو شخص نیک کاموں میں خرچ کرنے کی وجہ سے قرض دار ہو جائے تو پروردگار اس کا قرض غیب سے ادا کرا دیتا ہے ہمارے مرشد مولانا فضل رحمان صاحب مراد آبادی قدس سرہٗ مسافروں کی خدمت گزاری کیا کرتے اور محض متوکل تھے جب انتقال ہوا اس وقت کتنی ہزار کے قرض دار تھے ان کی قبر پر بہت سے لوگ جمع تھے ایک شخص کھڑے ہوئے اور کہنے لگے مولانا پر جس جس کا قرض ہو وہ ایمان سے بتلا دے میں ان کی قبر پر رکھ دیتا ہوں اٹھا لے چنانچہ قرض خواہ یہ سن کر حاضر ہوئے اور انہوں نے سب کا قرض

دام دام چکا دیا ذالك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم ۱۲ منہ

---

٥٧٤ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبِ ابْنِ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ يُونُسَ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ كَانَ لِي مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا يَسُرُّنِي أَنْ لَا يَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثٌ وَعِنْدِي مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا شَيْءٌ أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ، رَوَاهُ صَالِحٌ وَعُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

ہم سے احمد بن شبیب بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے میرے والد نے انہوں نے یونس سے کہ ابن شہاب نے کہا مجھ سے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے بیان کیا کہ ابوہریرہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تب بھی مجھ کو یہ اچھا نہیں لگتا کہ تین دن گزر جائیں اور اس میں سے کچھ سونا میرے پاس رہے ہاں قرض ادا کرنے کے لیے کچھ میں رکھ چھوڑوں گا تو اور بات ہے اس حدیث کو صالح اور عقیل نے بھی زہری سے روایت کیا۔

بَابُ اسْتِقْرَاضِ الْإِبِلِ۔

باب:۔ اونٹ قرض لینا۔

٥٧٥ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بِمِنًى يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا تَقَاضَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ: دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا وَاشْتَرُوا لَهُ بَعِيرًا فَأَعْطُوهُ إِيَّاهُ، قَالُوا: لَا نَجِدُ إِلَّا أَفْضَلَ مِنْ سِنِّهِ قَالَ: اشْتَرُوهُ فَأَعْطُوهُ إِيَّاهُ فَإِنَّ خَيْرَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم کو سلمہ بن کہیل نے خبر دی انہوں نے کہا میں نے ابوسلمہ سے سنا وہ ہمارے گھر میں بیان کرتے تھے کہ ابوہریرہؓ نے روایت کی ایک شخص نے (عرباض یا دوسرا کوئی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تقاضا کیا اور سخت کلامی کی ؎ آپ کے اصحاب نے اس کو سزا دینا چاہا آنحضرتؐ نے فرمایا جانے دو جس کا کچھ حق نکلتا ہو وہ ایسی باتیں کہہ سکتا ہے ایک اونٹ خرید کر اس کو دے دو ؎ لوگوں نے کہا یارسول اللہ اس کا سا اونٹ تو نہیں ملتا اس سے بڑھیا ملتا ہے آپ نے فرمایا وہی خرید کر دے دو تم میں اچھے وہی لوگ ہیں جو قرض اچھے طور سے ادا کریں۔

؎ کہنے لگا عبدالمطلب کی اولاد تم میں جھوٹ بولنے اور قرض خواہ کو ٹالنے کی عادت ہے ۱۲ منہ ؎ ترجمہ

باب یہیں سے نکلتا ہے۔ اونٹ کی مثل اور جانور بھی ہیں ان کا قرض لینا درست ہے ویسا ہی جانور اس کے بدل ادا کرے اہلِ حدیث اور سفیان ثوری اور شافعی اور مالک اور جمہور علماء یہی کہتے ہیں پر امام ابو حنیفہؒ نے اس کو ناجائز رکھا ہے اور جس حدیث سے دلیل ہے کہ حیوان کی بیع حیوان کے ساتھ ادھار منع ہے اول تو وہ مرسل ہے دوسرے اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں طرف ادھار ہو تو منع ہے۔ ۱۲ منہ

بَابُ حُسْنِ التَّقَاضِي.

باب:۔ نرمی سے تقاضا کرنے کا ثواب

۵۷۶ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَاتَ رَجُلٌ فَقِيلَ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ؟ قَالَ: كُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ فَأَتَجَوَّزُ عَنِ الْمُوسِرِ، وَأُخَفِّفُ عَنِ الْمُعْسِرِ، فَغُفِرَ لَهُ، قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: سَمِعْتُهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہم سے مسلم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عبدالملک سے انہوں نے ربعی بن خراش سے انہوں نے حذیفہؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے ایک شخص مر گیا[1] اس سے پوچھا تیرے پاس کوئی نیکی ہے؟ وہ کہنے لگا میں بیوپاری آدمی تھا اتنا تھا کہ مالدار کو میں مہلت دیتا تھا اور نادار کو معاف کر دیتا تھا آخر وہ بخشا گیا ابو مسعودؓ نے کہا میں نے بھی یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔

[1] اس کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ

بَابٌ - هَلْ يُعْطَى أَكْبَرَ مِنْ سِنِّهِ؟

باب:۔ قرضے کے اونٹ کے بدل اس سے زیادہ عمر کا اونٹ دینا۔

۵۷۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ: حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ بَعِيرًا،

ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے یحییٰ بن سعید قطان سے انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے کہا مجھ سے سلمہ بن کہیل نے بیان کیا انہوں نے ابو سلمہؓ سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی سے کہ ایک (گنوار) شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ایک

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعْطُوهُ، فَقَالُوا: مَا نَجِدُ إِلَّا سِنًّا أَفْضَلَ مِنْ سِنِّهِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: أَوْفَيْتَنِي أَوْفَاكَ اللّٰهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعْطُوهُ فَإِنَّ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً۔

اونٹ کا تقاضا آپ پر کرنے لگا آپ نے فرمایا اس کا اونٹ دو۔ لوگوں نے کہا اس کے اونٹ سے بڑی عمر کا اونٹ موجود ہے[۱] تب وہ شخص کہنے لگا آپ نے میرا پورا حق دے دیا اللہ آپ کو پورا ثواب دے آپ نے فرمایا وہی اونٹ دے دو اچھے وہی لوگ ہیں جو اچھی طرح قرض ادا کریں[۲]

[۱] جو قیمت میں اس کے اونٹ سے زیادہ ہے کیونکہ اس کا اونٹ پاٹھا تھا ۱۲ منہ [۲] یہ آپ کا حسن خلق تھا حالانکہ اس نے سختی سے تقاضا کیا اور کوئی ہوتا تو اس کا قرض بھی نہ دیتا شکست جواب دے کر نکال دیتا اگر حکم بھی کرتا تو اس کے واجبی حق سے ایک پیسہ بڑھ کر نہ دیتا مگر آپ نے بدی کے بدل نیکی کی اور قدرت کے ساتھ تواضع یہ بہت مشکل ہے اور آپ کے برحق پیغمبر ہونے کی یہ ایک بڑی نشانی ہے قسطلانی نے کہا بلا شرط قرض ادا کرتے وقت زیادہ دینا منع نہیں بلکہ مستحب ہے اور قرض خواہ کو اس کا لینا جائز ہے ۱۲ منہ

بَابُ حُسْنِ الْقَضَاءِ۔

باب اچھی طرح سے ادا کرنا۔

۵۷۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنٌّ مِنَ الْإِبِلِ فَجَاءَهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعْطُوهُ، فَطَلَبُوا سِنَّهُ فَلَمْ يَجِدُوا لَهُ إِلَّا سِنًّا فَوْقَهَا، فَقَالَ: أَعْطُوهُ، فَقَالَ: أَوْفَيْتَنِي أَوْفَى اللّٰهُ بِكَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً۔

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے سلمہ بن کہیل سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک شخص کا اونٹ ایک عمر کا قرض تھا آپ سے وہ تقاضا کرنے آیا آپ نے (صحابہؓ سے) فرمایا اس کا اونٹ دو انہوں نے ڈھونڈا تو اس عمر کا اونٹ نہ پایا البتہ زیادہ عمر کا موجود تھا آپ نے فرمایا وہی دے دو وہ کہنے لگا آپ نے میرا قرض بھرپور دے دیا اللہ آپ کو بھرپور ثواب دے گا آپ نے فرمایا دیکھو تم میں وہی اچھے لوگ ہیں جو اچھی طرح قرض ادا کریں۔

۵۷۹۔ حَدَّثَنَا خَلَّادٌ: حَدَّثَنَا

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے مسعر

مِسْعَرٌ: حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، قَالَ مِسْعَرٌ: أُرَاهُ قَالَ ضُحًى، فَقَالَ: صَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِي عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَزَادَنِي۔

نے کہا ہم سے محارب بن دثار نے انہوں نے جابرؓ بن عبداللہ سے انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ اس وقت مسجد میں تھے مسعر نے کہا میں سمجھتا ہوں محارب نے کہا چاشت کا وقت تھا خیر آپ نے فرمایا (تحیۃ المسجد کی) دو رکعتیں پڑھ اور میرا کچھ قرض آپ پر نکلتا تھا آپ نے ادا کر دیا اور کچھ زیادہ دیا۔

بَابٌ- إِذَا قَضَى دُونَ حَقِّهِ أَوْ حَلَّلَهُ فَهُوَ جَائِزٌ۔

باب: قرض دار قرضہ سے کم ادا کرے اور قرض خواہ معاف کر دے تو جائز ہے [1]

[1] یہ ترجمہ اس صورت میں ہے جب کتاب میں وحللہ ہو واؤ عطف کے ساتھ ہو اکثر نسخوں میں او حللہ ہے تو ترجمہ یوں ہو گا جب قرض دار قرض خواہ کے حق سے کم دے اور وہ راضی ہو جائے یا معاف کر دے تو یہ جائز ہے ابن بطال نے کہا صحیح واؤ عطف کے ساتھ ہے ۱۲ منہ

۵۸۰- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيدًا وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَاشْتَدَّ الْغُرَمَاءُ فِي حُقُوقِهِمْ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُمْ أَنْ يَقْبَلُوا تَمْرَ حَائِطِي وَيُحَلِّلُوا أَبِي فَأَبَوْا، فَلَمْ يُعْطِهِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَائِطِي وَقَالَ: سَنَغْدُو عَلَيْكَ، فَغَدَا عَلَيْنَا حِينَ أَصْبَحَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ وَدَعَا فِي ثَمَرِهَا بِالْبَرَكَةِ فَجَدَدْتُهَا

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس نے انھوں نے زہری سے کہا مجھ سے عبداللہ یا عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک نے بیان کیا ان کو جابر بن عبداللہؓ نے خبر دی کہ ان کے والد احد کے دن شہید ہوئے وہ قرض دار تھے قرض خواہوں نے اپنے قرض کے لیے سخت تقاضا کیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ سے بیان کیا آپ نے قرض خواہوں سے کہا ایسا کرو باغ میں جتنی کھجور ہے وہ سب لے لو باقی قرض معاف کر دو انہوں نے نہ مانا [1] آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ کا میوہ ان کو نہ دیا اور مجھ سے یہ فرمایا صبح کو ہم تیرے باغ میں آئیں گے (قرض خواہوں کو بلوا لینا) پھر صبح آپ تشریف لائے باغ میں گھومے اور میوے میں برکت کے لیے دعا فرمائی میں نے

فَقَضَيْتُهُمْ وَبَقِيَ لَنَا مِنْ تَمْرِهَا۔

جو کھجور کاٹی تو سب قرض ادا کر دیا اور کچھ بچ رہی۔

لہ آپ کا یہ فرمانا بطریق حکم نہ تھا ورنہ ان کو ماننا فرض ہو جاتا بلکہ آپ نے بطور صلاح خیر کے ان کو یہ مشورہ دیا اگر وہ سارا باغ لے لیتے تو فائدہ میں رہتے ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جاتے مگر پروردگار عالم کو تو جابرؓ کا فائدہ کرانا منظور تھا وہ لوگ کم قسمت تھے جابرؓ خوش نصیب قرض کا قرض ادا ہو گیا میوہ کھانے کے لیے بچ گیا ۱۲ منہ

بَابٌ۔ إِذَا قَاصَّ أَوْ جَازَفَهُ فِي الدَّيْنِ تَمْرًا بِتَمْرٍ أَوْ غَيْرِهِ۔

باب اگر قرض ادا کرتے وقت کھجور کے بدل اتنی ہی کھجور یا اور کوئی میوہ یا اناج اسی میوہ یا اناج کے بدل برابر ناپ تول کر یا اندازہ کر کے دے تو درست ہے۔ لہ

لہ اس باب کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ گو کھجور کی بیع کھجور کے بدل یا اور کسی میوے کی اسی میوے کے بدل اندازے سے جائز نہیں نہ اس میوے کی بیع جو درخت پر ہو لینے تر ہو خشک میوے کے بدل کیونکہ اس میں کمی زیادتی کا احتمال ہے بجز عریہ کے مگر قرض کی ادائیگی کا حکم علیحدہ ہے قرض ادا کرتے وقت اگر باغ کا میوہ جو درختوں پر ہو اسی خشک میوے کے بدل جو قرض آتا ہو اندازہ کر کے دیدے تو جائز ہے باب کی حدیث سے صاف اس کا جواز نکلتا ہے کس لیے کہ آنحضرتؐ نے پہلے جابرؓ کے قرض خواہوں کو یہی صلاح دی کہ وہ اپنی خشک کھجور کے بدل جو جابرؓ کے باپ پر قرض آتی ہے باغ کی تر کھجور جو درختوں پر تھی لے لیں ۱۲ منہ

۵۸۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ عَلَيْهِ ثَلَاثِينَ وَسْقًا لِرَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ، فَاسْتَنْظَرَهُ جَابِرٌ فَأَبَى أَنْ يُنْظِرَهُ، فَكَلَّمَ جَابِرٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَهُ إِلَيْهِ فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے انسؓ نے انہوں نے ہشام سے انہوں نے وہب بن کیسان سے ان کو جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ ان کے والد شہید ہوئے اور تیس وسق کھجور ایک یہودی کا قرضہ چھوڑ گئے جابرؓ نے اس یہودی (ابو شحم) سے مہلت مانگی اس نے مہلت نہ دی جابرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تاکہ آپ اس یہودی سے سفارش کریں خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلَّمَ الْيَهُودِيَّ لِيَأْخُذَ ثَمَرَ نَخْلِهِ بِالَّذِي لَهُ فَأَبَى فَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخْلَ فَمَشَى فِيهَا ثُمَّ قَالَ لِجَابِرٍ: جُدَّ لَهُ فَأَوْفِ لَهُ الَّذِي لَهُ، فَجَدَّهُ بَعْدَ مَا رَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَوْفَاهُ ثَلَاثِينَ وَسْقًا وَفَضَلَتْ لَهُ سَبْعَةَ عَشَرَ وَسْقًا، فَجَاءَ جَابِرٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَهُ بِالَّذِي كَانَ فَوَجَدَهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخْبَرَهُ بِالْفَضْلِ فَقَالَ: أَخْبِرْ ذَلِكَ ابْنَ الْخَطَّابِ، فَذَهَبَ جَابِرٌ إِلَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: لَقَدْ عَلِمْتُ حِينَ مَشَى فِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُبَارَكَنَّ فِيهَا۔

اور یہودی سے فرمایا تو ایسا کر اپنے قرض کے بدل اس کے باغ کی ساری کھجور لے لے اس نے نہ مانا آخر آپ خود باغ میں تشریف لے گئے وہاں چلے پھرے پھر جابر رضؓ سے فرمایا تو کھجور کاٹ اس کا قرض ادا کر جابر رضی اللہ عنہ نے آپ کے لوٹ آنے کے بعد کھجور کاٹی اور یہودی کے تیس وسق پورے دے دیئے اور سترہ وسق کھجور جابر رضؓ کو بچ رہی جابر رضؓ یہ حال کہنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے دیکھا تو آپ عصر کی نماز پڑھ رہے ہیں جب نماز سے فارغ ہوئے تو جابر رضؓ نے یہ حال کہا آپ نے فرمایا ذرا عمرؓ کو تو خبر کر دے جابر رضؓ عمرؓ سے یہ کہنے گئے انہوں نے کہا میں تو پہلے ہی سمجھ گیا تھا جب آپ باغ میں چل پھر رہے تھے کہ اس کے میوے میں ضرور برکت ہو گی [1]

[1] یہ آپ کا معجزہ تھا عرب لوگوں کو کھجور کا جو درخت پر ہو ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ کاٹ کر تولیں ماپیں تو اندازہ بالکل صحیح نکلتا ہے سیر دو سیر کی کمی بیشی ہو تو ہو یہ اور بات ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ ڈیوڑھے سے زیادہ کا فرق نکلے اگر کھجور پہلے ہی سے زیادہ ہوتی تو یہودی خوشی سے باغ کا سب میوہ اپنے قرض کے بدل قبول کر لیتا مگر وہ میوہ تو تیس وسق سے بھی کم معلوم ہوتا تھا آپ کے وہاں پھرنے اور دعا کرنے کی برکت سے وہ ۴۷ وسق ہو گیا یہ امر عقل کے خلاف نہیں ہے حضرت عیسیٰ اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کے معجزے مکرر سہ کرر ظاہر ہوتے ہیں ۱۲ منہ

بَابُ مَنِ اسْتَعَاذَ مِنَ الدَّيْنِ۔

باب: قرض سے اللہ کی پناہ مانگنا۔

۵۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے دوسری سند ہم سے

إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ، فَقَالَ قَائِلٌ: مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيذُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مِنَ الْمَغْرَمِ! قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ۔

اسمٰعیل نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے بھائی (عبدالحمید) نے انہوں نے سلیمان سے انہوں نے محمد بن ابی عتیق سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ سے حضرت عائشہؓ نے ان کو خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دعا مانگتے تھے یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں گناہ سے اور قرض داری سے ایک شخص (حضرت عائشہؓ) نے پوچھا یا رسول اللہ اس کی کیا وجہ ہے جو آپ قرض داری[1] سے بہت پناہ مانگا کرتے ہیں آپ نے فرمایا آدمی جب قرض دار ہوتا ہے اور بات کہتا ہے تو جھوٹ اور وعدہ کرتا ہے تو خلاف۔

[1] اس حدیث میں قرض داری سے آپ نے پناہ مانگی اس سے یہ نہیں نکلتا کہ قرض لینا ناجائز ہے اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قرض داری کی بلاؤں سے خدا محفوظ رکھے ۱۲ منہ

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى مَنْ تَرَكَ دَيْنًا۔ باب: قرض دار پر جنازے کی نماز پڑھنا[1]

[1] اس باب کے لانے سے یہ غرض ہے کہ قرض دار ہونے سے دین میں کوئی خلل نہیں آتا اور اسی لیے قرض دار پر جنازے کی نماز پڑھی جاتی ہے شروع اسلام میں جب مسلمان نادار تھے آپ نے اپنی ذات سے قرض دار پر جنازے کی نماز چھوڑ دی تھی تاکہ لوگ قرض داری سے بچتے رہیں جب ملک فتح ہونا شروع ہوئے اور مسلمان مالدار ہوگئے تو آپ قرض دار پر نماز پڑھنے لگے۔ اس کا قرض اپنے ذمے لینے لگے ۱۲ منہ

۵۸۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ، وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَإِلَيْنَا۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عدی بن ثابت سے انہوں نے ابوحازم سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کو ملے گا اور جو بال بچے اور قرضداری چھوڑ جائے اس کے ہم ذمہ دار ہیں[1]

لہ یعنے اس کے بال بچوں کی پرورش اس کا قرض ادا کرنا ہمارے ذمے ہے یعنے بیت المال میں سے یہ خرچہ دیا جائے گا۔ سبحان اللہ اس سے زیادہ شفقت اور عنایت کیا ہوگی جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت سے تھی۔ باپ بھی اپنے بیٹے پر اتنا مہربان نہیں ہوتا جتنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں پر مہربان تھے یہی وجہ تھی کہ مسلمان بھی سب آپ پر دل و جان سے فدا تھے۔ مسلمانوں کی حکومت کیا تھی ایک جمہوریت تھی۔ ملک کے انتظام میں اور آمدنی میں سب مسلمان برابر کے شریک اور بیت المال یعنی خزانہ ملک میں سارے مسلمانوں کا حصہ تھا یہ نہیں کہ وہ بادشاہ کا ذاتی مال سمجھا جائے کہ جس طرح چاہے اپنی خواہشوں میں اس کو اڑائے وہ تو الّلے تلّلے کرے اور مسلمان فاقے مرتے رہیں جیسے ہمارے زمانے میں مسلمان رئیسوں اور نوابوں کا حال ہے اللہ ان کو ہدایت کرے ۱۲ منہ

۵۸۴- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَى بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ۔ النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ۔ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانُوا، وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَلْيَأْتِنِي فَأَنَا مَوْلَاهُ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عامر عقدی نے کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے انہوں نے ہلال بن علی سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مومن ایسا نہیں جس سے مجھ کو سب سے زیادہ نزدیک کا رشتہ نہ ہو دنیا اور آخرت دونوں میں تم (سورۂ احزاب کی) یہ آیت پڑھو پیغمبر مومنوں سے خود ان سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں لہ پھر جو کوئی مومن مر جائے اور مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کو ملے گا جو اس کے وارث ہوں اور جو کوئی قرضہ بال بچے چھوڑ جائے وہ میرے پاس آئے میں اس کا بندوبست کروں گا۔

لہ یعنے جتنا ہر مومن خود اپنی جان پر آپ مہربان ہوتا ہے اس سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر مہربان ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی گناہ اور کفر کر کے اپنے تئیں ہلاکت ابدی میں ڈالنا چاہتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے بچانا چاہتے ہیں اور فلاحِ ابدی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں ۱۲ منہ

بَابٌ۔ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ۔

باب:۔ مالدار ہو کر ٹالم ٹولا کرنا ظلم ہے لہ

لہ یعنے جو شخص مال دار ہو اس کو چاہیے کہ قرضہ فوراً ادا کر دے اپنے وقت پر لیکن مالدار ہو کر پھر قرض خواہوں

سے حیلہ حوالہ کرنا اس کا قرض نہ دینا سخت گناہ ہے علماء نے کہا ہے کہ ایسے شخص کی گواہی قبول نہ ہوگی ۱۲ منہ

۵۸۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامِ ابْنِ مُنَبِّهٍ أَخِي وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے انہوں نے معمر سے انہوں نے ہمام بن منبہ سے جو وہب بن منبہ کے بھائی تھے انہوں نے ابوہریرہؓ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال دار کا قرض ادا کرنے میں دیر لگانا ستم (گناہ) ہے۔

بَابٌ۔ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالٌ، وَيُذْكَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوبَتَهُ، قَالَ سُفْيَانُ: عِرْضُهُ يَقُولُ: مَطَلْتَنِي، وَعُقُوبَتُهُ: الْحَبْسُ۔

باب: جس شخص کا حق نکلتا ہو وہ تقاضا کر سکتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے[1] آپ نے فرمایا مالدار قرض ادا کرنے میں دیر لگائے تو اس کو بے عزت کرنا سزا دینا درست ہے سفیان ثوری نے کہا بے عزت کرنا یہ ہے کہ اس سے کہے تو نے ٹالم ٹولا کیا اور سزا دینا یہ ہے کہ قید کیا جائے[2]

[1] اس کو امام احمد اور اسحاق نے اپنی مسندوں میں اور ابوداؤد اور نسائی نے نکالا ۱۲ منہ
[2] جب تک قرض ادا نہ کرے یا اس کی مفلسی ثابت نہ ہو جائے سفیان کے اس قول کو امام بیہقی نے وصل کیا ؛

۵۸۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يَتَقَاضَاهُ فَأَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ: دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے سلمہ سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اپنے قرض کا آپ سے تقاضا کر رہا تھا اس نے سخت کلامی کی صحابہؓ نے اس کو ٹھونکنا چاہا آپ نے فرمایا جانے دو جس کا کچھ حق نکلتا ہو وہ ایسی باتیں کر سکتا ہے۔

بَابٌ۔ إِذَا وَجَدَ مَالَهُ عِنْدَ مُفْلِسٍ فِي الْبَيْعِ وَالْقَرْضِ وَالْوَدِيعَةِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ، وَقَالَ الْحَسَنُ: إِذَا أَفْلَسَ وَتَبَيَّنَ

باب اگر بیع یا قرض یا امانت کا مال بجنسہٖ مفلس شخص کے پاس مل جائے تو جس کا مال ہے وہ دوسرے قرض خواہوں سے زیادہ اس کا حقدار ہوگا اور امام حسن بصری نے کہا جب کوئی دیوالیہ ہو

لَمْ يَجُزْ عِتْقُهُ وَلَا بَيْعُهُ وَلَا شِرَاؤُهُ، وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: قَضَى عُثْمَانُ مَنِ اقْتَضَى مِنْ حَقِّهِ قَبْلَ أَنْ يُفْلِسَ فَهُوَ لَهُ، وَمَنْ عَرَفَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ۔

جائے اور اس کا دیوالہ پن حاکم کے سامنے کھل جائے اب اس کا آزاد کرنا بیچنا خریدنا کچھ بھی درست نہ ہوگا اور سعید بن مسیب نے کہا[۳] حضرت عثمانؓ نے یہ فیصلہ کیا کہ دیوالیہ ہوجانے سے پہلے کسی نے اپنا مال اس سے لیا تو وہ اسی کا ہوگا اسی طرح دیوالیہ ہوجانے کے بعد بھی اگر بجنسہ اپنی چیز اس کے پاس پائی۔

[۱] مثلاً زید نے عمرو کے پاس ایک گھوڑا امانت رکھا یا اس کے ہاتھ بیچا یا قرض دیا اب عمرو نادار ہوگیا گھوڑا جوں کا توں عمرو کے پاس ملا تو زید اس کو لے لے گا دوسرے قرض خواہوں کا اس میں حصہ نہ ہوگا ۱۲ منہ [۲] حافظ نے یہ نہیں لکھا کہ حسن کا قول کس نے نکالا۔ ۱۲ منہ [۳] اس کو ابو عبیدہ نے کتاب الاموال میں اور بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ

۲۲۴۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ ابْنِ هِشَامٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ أَدْرَكَ مَالَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ أَوْ إِنْسَانٍ قَدْ أَفْلَسَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ۔

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا مجھ کو ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے خبر دی ان کو عمر بن عبدالعزیز نے ان کو ابو بکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام نے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا یوں کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اپنی چیز بجنسہ رجوں کی توں[۱] کسی آدمی کے پاس پائے جو مفلس (دیوالیہ) ہوگیا ہو تو وہ اور لوگوں (دوسرے قرض خواہوں) سے زیادہ حق دار ہوگا۔

[۱] اگر وہ چیز بدل گئی مثلاً سونا خریدا تھا اس کا زیور بنا ڈالا تو اب سب قرض خواہوں کا حق اس میں برابر ہوگا حنفیہ نے اس حدیث کے خلاف اپنا مذہب قرار دیا ہے اور قیاس پر عمل کیا ہے حالانکہ وہ دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ قیاس کو حدیث کے مخالف ترک کر دینا چاہیے ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ أَخَّرَ الْغَرِيمَ إِلَى الْغَدِ أَوْ نَحْوِهِ وَلَمْ يَرَ ذٰلِكَ مَطْلًا، وَقَالَ جَابِرٌ: اشْتَدَّ الْغُرَمَاءُ فِي حُقُوقِهِمْ فِي دَيْنِ أَبِي فَسَأَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْبَلُوا ثَمَرَ حَائِطِي فَأَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمُ الْحَائِطَ وَلَمْ يَكْسِرْهُ لَهُمْ، قَالَ: سَأَغْدُو عَلَيْكُمْ غَدًا، فَغَدَا عَلَيْنَا حِينَ أَصْبَحَ فَدَعَا فِي ثَمَرِهَا بِالْبَرَكَةِ فَقَضَيْتُهُمْ۔

باب۔ اگر کوئی مالدار ہو کر کل پرسوں تک قرض ادا کرنے کا وعدہ کرے تو یہ ٹالم ٹول نہ ہوگا[1] اور جابر بن عبداللہ انصاری نے کہا میرے باپ کے قرض خواہوں نے اپنے قرضوں کا سخت تقاضا کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا وہ میرے باغ کا میوہ لے لیں انہوں نے نہ مانا آخر آپ نے باغ ان کو نہ دیا نہ میوہ تڑوایا فرمایا کل وہاں آؤں گا[2] صبح کو آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور باغ کے میوے میں برکت کی دعا فرمائی میں نے ان سب کا قرض ادا کر دیا۔

[1] یعنی وہ ٹالم ٹولا جو گناہ ہے کیونکہ ایک دو روز کا وعدہ کرنا اس کی ضرورت ہر شخص کو پڑتی ہے مالدار ہو یا مفلس ۱۲ منہ [2] ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قرض کا فیصلہ کرنا کل پر رکھا تو معلوم ہوا کہ ایک دو روز کا وعدہ کرنا ٹالم ٹولا نہیں ہے جو منع ہے ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ بَاعَ مَالَ الْمُفْلِسِ أَوِ الْمُعْدِمِ فَقَسَمَهُ بَيْنَ الْغُرَمَاءِ أَوْ أَعْطَاهُ حَتَّى يُنْفِقَ عَلَى نَفْسِهِ۔

باب۔ دیوالیے یا محتاج کا مال بیچ کر قرض خواہوں کو بانٹ دینا یا خود اس کو دینا کہ اپنی ذات پر خرچ کرے۔

۵۸۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَعْتَقَ رَجُلٌ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي؟ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ فَأَخَذَ ثَمَنَهُ فَدَفَعَهُ إِلَيْهِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے حسین معلم نے کہا ہم سے عطاء بن ابی رباح نے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے کہا انصار کے ایک شخص (ابو مذکور) نے ایک غلام کو اپنے مرے پر آزاد کر دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس غلام کو مجھ سے کون مول لیتا ہے نعیم بن عبداللہ قرشی نے (آٹھ سو درم کے بدل) اس کو خرید لیا آپ نے اس کی قیمت کے روپے لیے اور انصار کو دے دیے[1]

[1] اس کا نام یعقوب تھا وہ قبطی تھا یہ شخص یعنی ابو مذکور محتاج تھا اور قرضدار بھی دوسری روایت میں ہے اس غلام

کے سوا اور کچھ مال اس کے پاس موجود نہ تھا ۱۲ امنہ ؎ نسائی کی روایت میں یوں ہے آپ نے فرمایا اپنا قرض ادا کر مسلم کی روایت میں ہے کہ پہلے اپنی ذات پر خرچ کر اگر اس سے کچھ بچے تو اپنے گھر والوں کو دے اگر اس سے کچھ بچے تو اپنے رشتے والوں کو دے اگر اس سے بھی بچے تو ادھر اُدھر یعنے سامنے داہنے بائیں خرچ کر اور شاید امام بخاری نے باب کے دونوں مطلب نکالنے کے لیے انہی روایتوں کی طرف اشارہ کیا ۱۲ امنہ

بَابٌ - إِذَا أَقْرَضَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى أَوْ أَجَّلَهُ فِي الْبَيْعِ، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فِي الْقَرْضِ إِلَى أَجَلٍ، لَا بَأْسَ بِهِ، وَإِنْ أُعْطِيَ أَفْضَلَ مِنْ دَرَاهِمِهِ مَا لَمْ يَشْتَرِطْ، وَقَالَ عَطَاءٌ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ: هُوَ إِلَى أَجَلِهِ فِي الْقَرْضِ، وَقَالَ اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي جَعْفَرُ ابْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يُسْلِفَهُ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ۔

باب ایک معین وعدے پر قرض دینا یا بیع کرنا ؎ ابن عمر رضی نے کہا ایک میعاد پر قرض دینے میں کوئی برائی نہیں ؎ اگر چہ اس کو اپنے روپیوں سے اچھے روپے ملیں جب تک اس کی شرط نہ کرے اور عطاء اور عمرو بن دینار نے کہا قرض دینے والا اپنی ایک مدت ؎ کا پابند رہے گا اور لیث بن سعد نے کہا ؎ مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا انہوں نے عبد الرحمٰن بن ہرمز سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ اس نے بنی اسرائیل کے دوسرے شخص سے قرض مانگا اس نے ایک معین میعاد پر اس کو قرض دیا۔ اخیر حدیث تک ؎

؎ بیع تو ایک معین وعدے پر کرنا سب کے نزدیک جائز ہے اسی طرح قرض بھی لیکن شافعیہ نے جمہور کے خلاف کہا ہے کہ قرض میں میعاد مقرر کرنا جائز نہیں امام بخاری نے یہ باب لا کر شافعیہ کا رد کیا ۱۲ امنہ ؎ اس کو ابن ابی شیبہ نے مغیرہ کے طریق سے نکالا کہ میں نے ابن عمر رضی سے کہا میں اپنے ہمسایوں کو ان کی تنخواہ آنے تک قرض دیا کرتا ہوں پھر جیسے روپے میں ان کو دیتا ہوں وہ اس سے اچھے روپے مجھ کو ادا کرتے ہیں انہوں نے کہا کچھ قباحت نہیں جب تو اس کی شرط نہ کرے ۱۲ امنہ ؎ یعنے مدت سے پہلے ان کو تقاضا کرنے کا حق نہیں امام مالک نے یہی کہا ہے باقی امام یہ کہتے ہیں کہ وہ ہر وقت جب چاہے اپنے قرض کا مطالبہ کر سکتا ہے اس کو عبد الرزاق نے ابن جریج کے طریق سے وصل کیا انہوں نے عطاء اور عمرو بن دینار سے ۱۲ امنہ ؎ اس کو خود امام بخاری نے باب الکفالۃ میں وصل کیا ۱۲ امنہ ؎ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے اور

یہ دلیل اس وقت پوری ہوتی ہے جب اگلی شریعتوں کی باتیں ہمارے لیے شریعت ہوں اور اس میں اختلاف ہے ۱۲ منہ

بَابُ الشَّفَاعَةِ فِي وَضْعِ الدَّيْنِ۔

٥٨٩۔ حَدَّثَنَا مُوسَى: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أُصِيبَ عَبْدُ اللّٰهِ وَتَرَكَ عِيَالًا وَدَيْنًا، فَطَلَبْتُ إِلَى أَصْحَابِ الدَّيْنِ أَنْ يَضَعُوا بَعْضًا مِنْ دَيْنِهِ فَأَبَوْا، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَشْفَعْتُ بِهِ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا، فَقَالَ: صَنِّفْ تَمْرَكَ كُلَّ شَيْءٍ مِنْهُ عَلَى حِدَتِهِ، عَذْقَ ابْنِ زَيْدٍ عَلَى حِدَةٍ، وَاللِّينَ عَلَى حِدَةٍ، وَالْعَجْوَةَ عَلَى حِدَةٍ ثُمَّ أَحْضِرْهُمْ حَتَّى آتِيَكَ، فَفَعَلْتُ، ثُمَّ جَاءَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَعَدَ عَلَيْهِ وَكَالَ لِكُلِّ رَجُلٍ حَتَّى اسْتَوْفَى وَبَقِيَ التَّمْرُ كَمَا هُوَ كَأَنَّهُ لَمْ يُمَسَّ، وَغَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَاضِحٍ لَنَا فَأَزْحَفَ الْجَمَلُ فَتَخَلَّفَ عَلَيَّ فَوَكَزَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَلْفِهِ، قَالَ بِعْنِيهِ وَلَكَ ظَهْرُهُ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَلَمَّا دَنَوْنَا اسْتَأْذَنْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ، قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَمَا تَزَوَّجْتَ؟ بِكْرًا أَوْ ثَيِّبًا؟ قُلْتُ: ثَيِّبًا، أُصِيبَ عَبْدُ اللّٰهِ وَتَرَكَ

باب: قرض میں کمی کرنے کے لیے سفارش کرنا۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے انہوں نے مغیرہ سے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے جابرؓ سے انہوں نے کہا میرے باپ عبداللہ شہید ہوئے اور بال بچے اور قرضہ چھوڑ گئے میں نے قرض خواہوں سے یہ چاہا کہ وہ کچھ قرضہ چھوڑ دیں لیکن انہوں نے نہ مانا آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میں نے یہ چاہا کہ آپ کی سفارش کراؤں (آپ نے سفارش کی) جب بھی انہوں نے نہ مانا آپ نے فرمایا تو ایسا کر ہر ہر قسم کی کھجور کے الگ الگ ڈھیر لگا عذق ابن زید ایک جگہ لین ایک جگہ عجوہ ایک جگہ[1] پھر قرض خواہوں کو میرے آنے تک بلا میں نے ایسا ہی کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور کھجور کے ڈھیر پر بیٹھ گئے اور ہر ایک قرض خواہ کو اس کی کھجور ماپ ماپ کر دی کھجور ویسی ہی رہی جیسے کسی نے ہاتھ تک نہیں لگایا اور ایسا ہوا میں پانی بھرنے کے ایک اونٹ پر سوار ہو کر جہاد کے لیے آپ کے ساتھ گیا وہ اونٹ ماندہ ہو گیا اور لوگوں کے پیچھے رہ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے ایک لکڑی کی مار لگائی اور فرمانے لگے جابر یہ اونٹ میرے ہاتھ بیچ ڈال اور تو مدینہ پہنچنے تک اس پر سواری کر سکتا ہے جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے میں نے آپ سے (الگ ہونے کی) اجازت چاہی میں نے کہا یا رسول اللہؐ میں نے نئی شادی کی ہے آپ نے پوچھا کنواری یا بیوہ میں نے کہا بیوہ سے وجہ یہ کہ عبداللہ (میرے والد) شہید ہوئے چھوٹی چھوٹی لڑکیاں چھوڑ گئے

جَوَارِيَ صِغَارًا، فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا تُعَلِّمُهُنَّ وَتُؤَدِّبُهُنَّ، ثُمَّ قَالَ: ائْتِ أَهْلَكَ، فَقَدِمْتُ فَأَخْبَرْتُ خَالِي بِبَيْعِ الْجَمَلِ فَلَامَنِي، فَأَخْبَرْتُهُ بِإِعْيَاءِ الْجَمَلِ، وَبِالَّذِي كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَكْزِهِ إِيَّاهُ، فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَوْتُ إِلَيْهِ بِالْجَمَلِ فَأَعْطَانِي ثَمَنَ الْجَمَلِ وَالْجَمَلَ وَسَهْمِي مَعَ الْقَوْمِ۔

میں نے بیوہ اس لیے کی کہ وہ ان کو ادب تمیز سکھاتے آپ نے فرمایا اچھا اپنی بی بی کے پاس جا میں گیا اور ماموں (ثعلبہ) سے کہا میں نے اونٹ بیچ ڈالا انہوں نے مجھ کو ملامت کی [2] میں نے بیان کیا کہ وہ اونٹ ماندہ ہو گیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لکڑی ماری خیر جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو میں دوسرے دن اونٹ لے کر پہنچا آپ نے اونٹ کی قیمت دی اور اونٹ بھی دے دیا اور مجاہدین کے ساتھ لوٹ کا حصہ بھی مجھ کو دلایا۔

[1] عذق ابن زید اور لین اور عجوہ سب کھجور کی قسمیں ہیں ۱۲ منہ [2] شاید اس امر پر ملامت کی ہوگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اونٹ بیچا کیا ضرور تھا یوں ہی آپ کو گزران دیا ہوتا بعضوں نے کہا اس بات پر کہ ایک ہی اونٹ ہمارے پاس تھا اس سے گھر کا کام کاج نکلتا تھا وہ بھی تو نے بیچ ڈالا اب تکلیف ہوگی بعضوں نے کہا ماموں سے جد بن قیس مراد ہے وہ منافق تھا۔ ۱۲ منہ

بَابُ مَا يُنْهَى عَنْ إِضَاعَةِ الْمَالِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى۔ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ وَلَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ۔ وَقَالَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى۔ أَصَلٰوتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ۔ وَقَالَ تَعَالَى۔ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمْ۔ وَالْحَجْرِ فِي ذٰلِكَ وَمَا يُنْهَى عَنِ الْخِدَاعِ۔

باب مال کو تباہ کرنا (بیجا اسراف) منع ہے

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا اور اللہ فساد پسند نہیں کرتا اور (سورۂ یونس میں فرمایا) اللہ فسادیوں کا منصوبہ چلنے نہیں دیتا اور (سورۂ ہود) میں فرمایا کیا تمہاری نماز ہم کو یہ حکم دیتی ہے کہ جن بتوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہم ان کو اور اپنے مال میں من مانے تصرف کو چھوڑ بیٹھیں اور (سورۂ نساء میں فرمایا اپنا روپیہ بیوقوفوں کے ہاتھ میں مت دو [1] اور بیوقوفی کی حالت میں حجر کرنا [2] اور دھوکا دینے کی ممانعت۔

[1] بیوقوفوں سے مراد نادان ہیں جو مال کو سنبھال نہ سکیں اس کو تباہ اور برباد کر دیں جیسے عورت بچے کم عقل جوان بوڑھے وغیرہ ۱۲ منہ [2] حجر کے معنی لغت میں روکنا منع کرنا اور شرع میں اس کو کہتے ہیں کہ حاکم اسلام کسی شخص کو اپنے مال میں تصرف کرنے سے روک دے اور یہ دو وجہ سے ہوتا ہے یا تو وہ شخص بیوقوف ہو اپنا مال تباہ کرتا ہو یا دوسروں کے حق کی حفاظت کے لیے مثلاً مدیون مفلس پر حجر کرنا قرض خواہوں کے حقوق بچانے کے لیے یا راہن پر یا مرتہن

اور وارث کا حق بچانے کے لیے ۱۲ منہ

۵۹۰- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي أُخْدَعُ فِي الْبُيُوعِ، فَقَالَ: إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ. فَكَانَ الرَّجُلُ يَقُولُهُ.

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے کہا میں نے ابن عمرؓ سے سنا ایک شخص (حبان بن منقذ یا منقذ بن عمرو) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا لوگ خرید و فروخت میں مجھ کو ٹھگ لیتے ہیں آپ نے فرمایا تو بیوپار کے وقت یہ کہہ دیا کر دھوکے فریب کا کام نہیں ہے وہ ایسا ہی کہا کرتا تھا ؎

؎ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور مجھ کو تین دن تک اختیار ہے یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے یہاں باب کی مناسبت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کو تباہ کرنا برا جانا جب تو اس کو حکم دیا کہ بیع کے وقت یوں کہا کر دھوکے فریب کا کام نہیں ہے ۱۲ منہ

۵۹۱- حَدَّثَنِي عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ، وَوَأْدَ الْبَنَاتِ، وَمَنَعَ وَهَاتِ، وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ.

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے منصور سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے وراد سے جو مغیرہ بن شعبہ کے غلام تھے انہوں نے مغیرہ بن شعبہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ماؤں کی نافرمانی تم پر حرام کی اور بیٹیوں کا زندہ گاڑھ دینا آپ تو کسی کو نہ دینا اور دوسروں سے مانگنا ؎ فضول بک بک لگانا بہت سوال کرنا ؎ اور مال برباد کرنا ؎

؎ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اپنے اوپر جو حق واجب ہے جیسے زکوٰۃ بال بچوں ناتے والوں کی پرورش وہ نہ دینا اور غیر کا لینا حرام یعنی پرایا مال وہ لے لینا ۱۲ منہ ؎ خواہ مخواہ اپنا علم جتانے کے لیے لوگوں سے سوالات کرنا یا بے ضرورت حالات پوچھنا کیونکہ یہ لوگوں کو برا معلوم ہوتا ہے بعضی بات وہ بیان کرنا نہیں چاہتے اس کے پوچھنے سے ناخوش ہوتے ہیں ۱۲ منہ ؎ ترجمہ باب یہاں سے نکلتا ہے قسطلانی نے کہا مال برباد کرنا یہ ہے کہ کھانے پینے لباس وغیرہ میں بے ضرورت تکلف کرنا یا سن پر سونے چاندی کا ملمع کرانا دیوار چھت

وغیرہ سونے چاندی سے رنگنا سعید بن جبیر نے کہا مال برباد کرنا یہ ہے کہ حرام کاموں میں خرچ کرے اور یہی صحیح ہے کہ خلاف شرع جو خرچ ہو خواہ دینی یا دنیوی کام میں وہ برباد کرنے میں داخل ہے بہرحال جو کام شرعاً منع ہیں جیسے پتنگ بازی آتشبازی ناچ رنگ ان میں تو ایک پیسہ بھی خرچ کرنا حرام ہے اور جو کام ثواب کے ہیں مثلاً محتاجوں مسافروں غریبوں بیماروں کی خدمت۔ قومی کام جیسے مدرسے، پل، سرائے مسجد محتاج خانے شفا خانے بنانا ان میں جتنا خرچ کرے وہ ثواب ہی ثواب ہے اس کو برباد کرنا نہیں کہا جا سکتا رہ گیا اپنے نفس کی لذت میں خرچ کرنا تو اپنی حیثیت اور حالت کے موافق اس میں خرچ کرنا اسراف میں نہیں ہے اسی طرح اپنی عزت یا آبرو بچانے کے لیے یا کسی آفت کو روکنے کے لیے اس کے سوا بے ضرورت نفسانی خواہشوں میں مال خرچ کرنا مثلاً بے فائدہ بہت سے کپڑے بنا لینا یا بہت سے گھوڑے رکھنا یا بہت سامان خریدنا یہ بھی اسراف میں داخل ہے۔ بعضوں نے کہا یہ مباح ہے اسراف میں داخل نہیں۔ مترجم کہتا ہے تقویٰ اور زہد کے تو یہ بھی خلاف ہے مسلمان کو چاہیے کہ اپنی ضروری حاجت پوری کرے باقی مال جو بچے وہ دوسرے بھائی مسلمان کی حاجتوں میں خرچ کرے ۱۲ منہ

بَابٌ۔ الْعَبْدُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَلَا يَعْمَلُ إِلَّا بِإِذْنِهِ۔

باب: غلام اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے بے اجازت کوئی کام نہ کرے۔

۵۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ فِي مَالِ سَيِّدِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، قَالَ: فَسَمِعْتُ هَؤُلَاءِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ سے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے تم میں سے ہر شخص ایک حاکم ہے اور اپنی رعیت کی اس سے پرسش ہوگی بادشاہ تو حاکم ہی ہے اس سے تو رعایا کی پرسش ہونا ہے اور ہر آدمی اپنے گھر والوں کا حاکم ہے اس سے اس کی رعیت کی پوچھ ہوگی عورت بھی اپنے خاوند کے گھر میں حکومت رکھتی ہے وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھی جائے گی اور خادم (غلام نوکر) اپنے سردار کے مال میں حکومت رکھتا ہے وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا ابن عمرؓ نے کہا میں نے ان لوگوں کا تو ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور میں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَحْسِبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالرَّجُلُ فِي مَالِ أَبِيهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔

سمجھتا ہوں کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ آدمی اپنے باپ کے مال میں بھی اختیار رکھتا ہے اس سے بھی رعیت کی بازپرس ہوگی غرض تم میں ہر ایک حاکم ہے اور اس سے اس کی رعایا کی بازپرس ہونا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ فِي الْخُصُومَاتِ

کتاب نالشوں اور جھگڑوں کے بیان میں

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الْإِشْخَاصِ وَالْخُصُومَةِ بَيْنَ الْمُسْلِمِ وَالْيَهُودِ

قرض دار کو پکڑ کر لے جانا اور مسلمان اور یہودی میں جھگڑا ہونے کا بیان

۵۹۳ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ أَخْبَرَنِي، قَالَ: سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ آيَةً، سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا عبدالملک بن میسرہ نے مجھ کو خبر دی کہا میں نے نزال بن سبرہ سے سنا کہا میں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے وہ کہتے تھے میں نے ایک شخص کو ایک آیت اس کے خلاف پڑھتے سنا جس طرح میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

فَأَتَيْتُ بِهِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ، قَالَ شُعْبَةُ: أَظُنُّهُ قَالَ: لَاتَخْتَلِفُوا فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اخْتَلَفُوا فَهَلَكُوا۔

پاس لے گیا آپ نے دونوں سے سن کر فرمایا تم دونوں اچھا پڑھتے ہو شعبہ نے کہا میں سمجھتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اختلاف نہ کرو تم سے پہلے لوگ اختلاف ہی کی وجہ سے تباہ ہو گئے[۳]

[۱] حافظ نے کہا اس کا نام مجھ کو معلوم نہیں ہوا اور احتمال ہے کہ وہ حضرت عمرؓ ہوں ۱۲ منہ [۲] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ جب قرآن غلط پڑھنے پر پکڑ کرلے جانا درست ٹھہرا تو اپنے حق کے بدل بھی پکڑ کرلے جانا درست ہو گا جیسے پہلا امر ایک مقدمہ ہے ویسا ہی دوسرا بھی ۱۲ منہ [۳] آپ کا مطلب یہ تھا کہ ایسی ایسی چھوٹی باتوں میں لڑنا جھگڑنا جنگ و جدل کرنا برا ہے عبداللہ کو لازم تھا کہ اس سے دوسری طرح پڑھنے کی وجہ پوچھتے جب وہ کہتا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا ہے تو آپ سے دریافت کرتے اس حدیث سے ان متعصب مقلدوں کو نصیحت لینا چاہیے جو آمین رفع یدین اور اسی طرح کی باتوں پر لوگوں سے فساد اور جھگڑا کرتے ہیں اگر دین کے کسی کام میں شبہ ہو تو کرنے والے سے اخلاق اور نرمی کے ساتھ اس کی دلیل پوچھے جب وہ حدیث یا قرآن سے کوئی دلیل بتلا دے بس سکوت کرے اب اس سے معترض نہ ہو ہر مسلمان کو اختیار ہے کہ جس حدیث پر چاہے عمل کرے بشرطیکہ وہ حدیث بالاتفاق منسوخ نہ ہو اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ اختلاف یہ نہیں ہے کہ ایک رفع یدین کرے دوسرا نہ کرے ایک پکار کر آمین کہے ایک آہستہ بلکہ اختلاف یہ ہے کہ ایک دوسرے سے ناحق جھگڑے اس کو ستائے کیونکہ آپ نے ان دونوں کی قرأتوں کو اچھا فرمایا اور لڑنے جھگڑنے کو برا کہا ۱۲ منہ

۵۹۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ، رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ، فَقَالَ الْمُسْلِمُ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِينَ، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى

ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ اور عبدالرحمن اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا ایک مسلمان اور ایک یہودی (ابوبکر صدیق اور فنحاص) نے آپس میں گالی گلوچ کی مسلمان کہنے لگا قسم اس کی جس نے محمد مصطفیٰ کو سارے جہان پر بزرگی دی یہودی نے کہا قسم اس کی جس نے موسیٰ کو سارے جہان پر بزرگی دی یہ سن کر مسلمان نے

عَلَى الْعَالَمِينَ، فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُودِيِّ، فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ، فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَصْعَقُ مَعَهُمْ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا مُوسَى بَاطِشٌ جَانِبَ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي، أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ۔

ہاتھ اٹھایا یہودی کو ایک تھپڑ لگایا یہودی روتا پیٹتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور جو کچھ حال اس کا اور مسلمان کا گزرا تھا وہ آپ کو کہہ سنایا آپ نے اس مسلمان کو بلا بھیجا اور دریافت کیا اس نے سارا حال عرض کیا آپ نے فرمایا دیکھو موسیٰؑ پر مجھ کو فضیلت مت دو[1] قیامت کے دن لوگ بے ہوش ہو جائیں گے میں بھی بے ہوش ہو جاؤں گا لیکن سب سے پہلے مجھ کو ہوش آئے گا میں کیا دیکھوں گا کہ موسیٰ عرش کا کونا تھامے کھڑے ہیں اب میں نہیں جانتا کہ وہ بھی بے ہوش ہو کر مجھ سے پہلے ہوش میں آ جائیں گے یا ان لوگوں میں ہیں جن کو اللہ نے بے ہوشی سے مستثنیٰ رکھا ہے[2]

لہ ایک روایت میں یوں ہے اس یہودی نے کہا یا رسول اللہ میں ذمی ہوں آپ کی امان میں ہوں اس پر بھی اس مسلمان نے مجھ کو تھپڑ مارا آپ غصہ ہوئے اور مسلمان سے پوچھا تو نے اس کو کیوں تھپڑ مارا ۱۲ منہ
ٮہ یعنی اس طرح سے کہ حضرت موسیٰ کی اہانت نکلے کسی پیغمبر کی ذرا سی اہانت اور تحقیر بھی کفر ہے بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے اس طرح سے فضیلت نہ دو کہ لوگوں سے گالی گلوچ اور جھگڑے کی نوبت پہنچے بعضوں نے کہا جب آپ نے یہ حدیث فرمائی اس وقت تک آپ کو یہ نہیں بتلایا گیا تھا کہ آپ سب پیغمبروں سے افضل ہیں ۱۲ منہ
سہ یعنے اس آیت میں فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ کہتے ہیں حاملان عرش بے ہوش نہیں ہوں گے وہ مستثنیٰ ہیں ۱۲ منہ

۵۹۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ نے انہوں نے اپنے باپ یحییٰ بن عمارہ سے انہوں نے ابو سعید خدری سے انہوں نے کہا ایک بار ایسا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ جَاءَ يَهُودِيٌّ فَقَالَ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ، ضَرَبَ وَجْهِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِكَ، فَقَالَ: مَنْ؟ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: ادْعُوهُ، فَقَالَ: أَضَرَبْتَهُ؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ بِالسُّوقِ يَحْلِفُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ؟ قُلْتُ: أَيْ خَبِيثُ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذَتْنِي غَضْبَةٌ ضَرَبْتُ وَجْهَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُخَيِّرُوا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ، أَمْ حُوسِبَ بِصَعْقَةِ الْأُولَى۔

تھے ایک یہودی (فنحاص) آیا کہنے لگا ابوالقاسم تمہارے ایک صحابی نے میرے منہ پر تھپڑ مارا آپ نے پوچھا کس نے اس نے کہا ایک انصاری نے[1] آپ نے (صحابہ سے) فرمایا اس کو بلاؤ وہ آیا آپ نے پوچھا کیا تو نے اس کو مارا وہ کہنے لگا (جی ہاں) ہوا یہ کہ میں نے اس کو بازار میں یوں قسم کھاتے سُنا قسم اس کی جس نے موسیٰؑ کو سب آدمیوں پر بزرگی دی میں نے کہا او خبیث کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اور مجھ کو غصہ آگیا میں نے ایک تھپڑ مار دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا دیکھو پیغمبروں میں ایک کو دوسرے پر (اس طرح) بزرگی نہ دیا کرو قیامت کے دن ایسا ہوگا لوگوں کو غش آجائے گا سب سے پہلے زمین پھٹ کر میں باہر نکلوں گا کیا دیکھوں گا موسیٰ عرش کا ایک پایہ تھامے ہوتے ہیں اب معلوم نہیں وہ بے ہوش ہوں گے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آجائیں گے (یا طور پر جو بے ہوش ہو چکے تھے وہی ان کو کافی ہوگی[2]

[1] اوپر گزر چکا ہے کہ مارنے والے ابوبکر صدیقؓ تھے۔ یہ روایت اس کے خلاف ہے کیونکہ ابوبکرؓ انصاری نہ تھے بعضوں نے کہا یہ دوسرا واقعہ ہوگا بعضوں نے کہا انصار سے لغوی معنے مددگار مراد ہے وہ ابوبکرؓ کو بھی شامل ہے ۱۲ منہ [2] جب حضرت موسیٰ کوہ طور پر گئے اور اللہ جل جلالہ کو دیکھنا چاہا تھا تو وہ بے ہوش ہو کر گرے تھے جس کا اس آیت میں ذکر ہے فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسیٰ صعقا ۱۲ منہ

۵۹۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ، قِيلَ: مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِكِ؟ أَفُلَانٌ أَفُلَانٌ؟ حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا، فَأُخِذَ الْيَهُودِيُّ

ہم سے موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے کہ ایک یہودی نے ایک چھوکری کا سر دو پتھروں سے کچل ڈالا (اس میں کچھ جان باقی تھی) لوگوں نے اس سے پوچھا یہ کس نے کیا فلانے نے یا فلانے نے جب اس یہودی کا نام لیا تو چھوکری نے سر سے اشارہ کیا (ہاں)، وہ یہودی

فَاعْتَرَفَ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضَّ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ۔	پکڑا گیا اور جرم کا اقرار کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اس کا سر بھی دو پتھروں سے کچلا گیا [۲]

[۱] بنا اس چھوکری کا نام معلوم ہوا نہ یہودی قاتل کا ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ وہ چھوکری انصار یہ تھی کچھ زیور پہنے تھی اس کے طمع میں یہودی نے اس کا سر دو پتھروں سے کچلا اور زیور اتار لیا ۱۲ منہ [۲] مالکیہ اور شافعیہ اور حنابلہ اور اہلِ حدیث سب نے اس حدیث کے موافق یہ حکم دیا کہ قاتل کو اسی طرح ماریں گے جس طرح اس نے مقتول کو مارا ہے لیکن حنفیہ نے اس کے خلاف یہ حکم دیا ہے کہ قصاص ہمیشہ دھار دار ہتھیار جیسے تلوار سے لیا جائے گا۔ مالکیہ نے یہ بھی کہا ہے کہ صرف مقتول کے بیان یعنے تہمت اور گمان پر بھی قتل ثابت ہو جاتا ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث میں یہ مذکور ہے کہ یہودی نے گرفتاری کے بعد جرم کا اقرار کیا ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ رَدَّ أَمْرَ السَّفِيهِ وَالضَّعِيفِ الْعَقْلِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ حَجَرَ عَلَيْهِ الْإِمَامُ، وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ عَلَى الْمُتَصَدِّقِ قَبْلَ النَّهْيِ ثُمَّ نَهَاهُ، وَقَالَ مَالِكٌ: إِذَا كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى رَجُلٍ مَالٌ وَلَهُ عَبْدٌ لَا شَيْءَ لَهُ غَيْرُهُ فَأَعْتَقَهُ لَمْ يَجُزْ عِتْقُهُ،	باب: ایک شخص نادان یا کم عقل ہو گو حاکم اس پر حجر نہ کرے مگر اس کا کیا ہوا معاملہ رد کر دیا جائے گا [۱] اور جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے ایک شخص کا صدقہ رد کر دیا [۲] پھر اس کو ایسی حالت میں صدقہ کرنے سے منع فرمایا [۳] اور امام مالک نے کہا اگر کسی کا قرض کسی پر آتا ہو اور قرض دار کے پاس ایک ہی غلام ہو اور کوئی جائیداد نہ ہو تو اس کو آزاد کرنا جائز نہ ہو گا۔

[۱] یعنی وہ جو بیع اور شرا کرے فسخ ہو سکتی ہے۔ حنفیہ اور شافعیہ نے اس کے خلاف کہا ہے انہوں نے کہا جب تک حاکم اس پر حجر نہ کرے اس کا کیا ہوا معاملہ رد نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ [۲] یہ حدیث عبد بن حمید نے نکالی۔ ہوا یہ کہ ایک شخص سونے کا ایک ڈلا انڈے برابر لے کر آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا آپ میری طرف سے بطور صدقہ کے یہ قبول فرمایئے قسم خدا کی اس کے سوا میرے پاس کچھ مال نہیں ہے آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اس نے پھر یہی کیا آخر آپ نے وہ ڈلا اس کی طرف پھینک مارا اور فرمایا تم میں کوئی نادار ہوتا ہے اور اپنا مال جس کے سوا اس کے پاس اور کچھ نہیں ہوتا خیرات کرتا ہے پھر بیٹھ کر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے خیرات اس وقت کرنا چاہیے جب آدمی کے پاس خیرات کرنے کے بعد مال رہے اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی نکالا اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح کہا ۱۲ منہ [۳] اس کو ابن وہب

نے اپنے موطا میں امام مالک سے نقل کیا ۱۲ منہ

باب :۔ وَمَنْ بَاعَ عَلَى الضَّعِيفِ وَنَحْوِهِ فَدَفَعَ ثَمَنَهُ إِلَيْهِ وَأَمَرَهُ بِالإِصْلَاحِ وَالقِيَامِ بِشَأْنِهِ فَإِنْ أَفْسَدَ بَعْدُ مَنَعَهُ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ إِضَاعَةِ المَالِ، وَقَالَ لِلَّذِي يُخْدَعُ فِي البَيْعِ : إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ وَلَمْ يَأْخُذِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَهُ۔

باب :۔ اگر کسی نے ایک کم عقل یا اس کے مانند کسی شخص کا مال بیچ کر قیمت اس کے حوالے کر دی اور اس سے یہ کہا کہ حفاظت اور درستی سے رکھو تو یہ جائز ہے اگر اس پر بھی وہ روپیہ برباد کرے تو حاکم اس پر حجر کر سکتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے[1] مال کو برباد کرنے سے منع فرمایا اور جس شخص کو خرید و فروخت میں[2] فریب دیا جاتا تھا اس سے یہی فرمایا تو خرید و فروخت کے وقت یہی کہہ دیا کرکہ دھوکے کا کام نہیں ہے اور اس کا مال نہیں چھینا۔

[1] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ [2] یہ حدیث بھی اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ

۵۹۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنِي عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ رَجُلٌ يُخْدَعُ فِي البَيْعِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ، فَكَانَ يَقُولُهُ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے کہا ہم سے عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے ابن عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ایک شخص کو خرید و فروخت میں فریب دیا جاتا (لوگ اس کو ٹھگ لیتے تھے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تو خرید و فروخت کے وقت یوں کہہ دیا کر بھائی دھوکے فریب کا کام نہیں ہے۔

۵۹۸۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ المُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ عَبْدًا لَهُ لَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَرَدَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَابْتَاعَهُ مِنْهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ۔

ہم سے عاصم بن علی نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے انہوں نے محمد بن منکدر سے انہوں نے جابرؓ سے کہ ایک شخص نے ایک غلام آزاد کر دیا اس کے پاس اور کوئی جائداد نہ تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آزادی رد کر دی اور نعیم بن نحام نے وہ غلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خریدا۔

بَابُ كَلَامِ الْخُصُومِ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ۔

باب:۔ مدعی یا مدعا علیہ ایک دوسرے کی نسبت جو کہیں یہ غیبت میں داخل نہیں ہے[۱]

[۱] بشرطیکہ ایسا کوئی کلمہ نہ نکالیں جس میں حد یا تعزیر واجب ہو ورنہ سزا دی جائے گی ۱۲ منہ

۵۹۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ، قَالَ: فَقَالَ الْأَشْعَثُ: فِيَّ وَاللّٰهِ كَانَ ذٰلِكَ، كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِي فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَكَ بَيِّنَةٌ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ فَقَالَ لِلْيَهُودِيِّ: احْلِفْ، قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِذًا يَحْلِفَ وَيَذْهَبَ بِمَالِي، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى۔ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا۔ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ۔

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی انہوں نے اعمش سے انہوں نے شقیق سے انہوں نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے کسی مسلمان کا مال (ناحق) مار لینے کے لیے وہ قیامت میں جب اللہ سے ملے گا تو اللہ اس پر غصہ ہوگا اشعث نے کہا قسم خدا کی میرے ہی باب میں یہ حدیث آپ نے فرمائی مجھ میں اور ایک یہودی میں ایک زمین ساجھے کی تھی وہ میرا حصہ مکر گیا میں اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا آپ نے مجھ سے فرمایا کیا تیرے پاس گواہ ہیں میں نے عرض کیا جی نہیں تب آپ نے یہودی سے فرمایا اچھا تو قسم کھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ قسم کھا کر میرا مال مار لے گا[۱] اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران کی یہ آیت اتاری جو لوگ اللہ کا عہد کر کے قسمیں کھا کر دنیا کا تھوڑا سا مول لیتے ہیں۔ اخیر آیت تک۔

[۱] ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ اشعث بن قیس نے جو مدعی تھا اپنے مدعا علیہ یعنی یہودی کی برائی بیان کی کہ اس کو جھوٹی قسم کھا لینے میں کوئی بات نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہیں فرمایا ۱۲ منہ

۶۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ،

ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے عثمان بن عمر نے کہا ہم کو یونس نے خبر دی انہوں نے زہری سے

عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ، عَنْ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ فَنَادَى: يَا كَعْبُ، قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَيِ الشَّطْرَ، قَالَ: لَقَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: قُمْ فَاقْضِهِ۔

انہوں نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے انہوں نے کعب بن مالک سے کہ انہوں نے عبداللہ بن ابی حدرد سے مسجد نبوی میں اپنے قرض کا تقاضا کیا دونوں چلانے لگے[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرے میں تھے آپ نے وہیں سے ان دونوں کی آوازیں سن لیں پھر آپ حجرے کا پردہ اٹھا کر برآمد ہوئے اور کعب کو پکارا کعب نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اتنا قرض چھوڑ دے اور اشارے سے بتلایا یعنی آدھا قرض کعب نے کہا میں نے چھوڑ دیا یا رسول اللہ تب آپ نے ابن ابی حدرد سے فرمایا چل اٹھ اس کا قرض ادا کر۔

[1] ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ دونوں میں جھگڑا ہوا جیسے دوسری روایت میں اس کی تصریح ہے فتلاحیا اور جھگڑے میں ظاہر ہے کہ ایک شخص دوسرے کی نسبت برے بھلے الفاظ کہتا ہے ۱۲ منہ

۶۰۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَؤُهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأَنِيهَا وَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَمْهَلْتُهُ حَتَّى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَجِئْتُ بِهِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ عَلَى

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے عبدالرحمن بن عبدالقاری سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عمر بن خطابؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ہشام بن حکیم بن حزام کو سورۂ فرقان جس طرح میں پڑھا کرتا تھا اس کے سوا دوسری طرح پڑھتے سنا اور مجھ کو یہ سورت خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی تھی میں قریب تھا کہ حکیم پر کچھ جلدی سے کرٹوں[2] مگر میں صبر کیے رہا جب وہ پڑھ چکے تو میں نے ان کے گلے میں چادر ڈال کر ان کو گھسیٹا (کہیں بھاگ نہ جائیں) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ سورۂ فرقان میں نے ان کو اور

غَيْرِ مَا أَقْرَأْتَنِيهَا، فَقَالَ لِي: أَرْسِلْهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: اِقْرَأْ فَقَرَأَ، قَالَ: هَكَذَا أُنْزِلَتْ، ثُمَّ قَالَ لِي اقْرَأْ فَقَرَأْتُ فَقَالَ: هَكَذَا أُنْزِلَتْ، إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مِنْهُ مَا تَيَسَّرَ۔	طرح پڑھتے سنا ہے اس کے خلاف جس طرح آپ نے مجھ کو پڑھائی آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دے پھر ہشام سے فرمایا پڑھ انہوں نے پڑھی آپ نے فرمایا اسی طرح اتری ہے بعد اس کے مجھ سے فرمایا تو پڑھ میں نے پڑھی فرمایا اسی طرح اتری ہے دیکھو قرآن سات طرح اترا ہے جیسے تم کو آسان ہو اسی طرح پڑھو۔

لے ان کو ماروں یا غصہ میں سخت سست الفاظ کہہ بیٹھوں ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے اور اس سے کہ حضرت عمرؓ نے چادر ان کے گلے میں ڈال کر ان کو گھسیٹا معلوم ہوا خصومت کے وقت ایسی باتیں معاف ہیں ۱۲ منہ سلے یعنے عرب کے ساتوں قبیلوں کے محاورے اور طرز پر اور کہیں کہیں اختلاف حرکات یا اختلاف حروف ضرر نہیں کرتا بہ شرطیکہ مطلب میں خلل نہ آئے جیسے سات قراءتوں کے اختلافات سے ظاہر ہے علماء نے کہا ہے کہ قرآن کو مشہور سات قراءتوں میں سے ہر ایک قراءت کے موافق پڑھ سکتا ہے کوئی حرج نہیں لیکن شاذ قراءت پڑھنا اکثر علماء نے درست نہیں رکھا جیسے حضرت عائشہؓ کی قراءت حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی العصر اور ابن مسعود کی قراءت فما استمتعتم منھن الی اجل مسمی۔ ۱۲ منہ

بَابُ إِخْرَاجِ أَهْلِ الْمَعَاصِي وَالْخُصُومِ مِنَ الْبُيُوتِ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ، وَقَدْ أَخْرَجَ عُمَرُ أُخْتَ أَبِي بَكْرٍ حِينَ نَاحَتْ۔	باب۔ جب حال معلوم ہو جائے تو مجرموں اور جھگڑنے والوں کو گھر سے نکال دینا حضرت عمرؓ نے (ام فروہؓ) ابوبکر صدیقؓ کی بہن کو گھر سے نکال دیا جب انہوں نے نوحہ کیا۔

لے یہ ابن سعد نے طبقات میں نکالا جب ابوبکر صدیقؓ کی وفات ہوئی تو ام فروہ ان کی بہن جاہلیت کی طرح نوحہ کرنے لگیں حضرت عمرؓ نے ہشام کو حکم دیا انہوں نے ان کے دُرّے لگائے اور ساری نوحہ کرنے والیاں یہ حال دیکھ کر بھاگ گئیں ۱۲ منہ

۶۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ	ہم سے محمد بن بشارؓ نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن ابی عدی نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے سعد بن ابراہیم سے انہوں نے حمید بن عبدالرحمن سے

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامَ، ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى مَنَازِلِ قَوْمٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ۔

انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میں نے یہ قصد کیا کہ نماز کا حکم دوں وہ کھڑی کی جائے اور میں ان لوگوں کے گھروں پر جاؤں جو جماعت میں حاضر نہیں ہوتے ان کے گھر جلا دوں [1]

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ جب گھر جلائیں گے تو وہ نکل بھاگیں گے بس گھر سے نکلنا جائز ہوا ہمارے شیخ امام ابن قیمؒ نے اس حدیث سے اور کئی حدیثوں سے دلیل لی ہے کہ شریعت میں تعزیر بالمال درست ہے یعنی حاکم اسلام کسی جرم کی سزا میں مجرم کو مالی نقصان دے سکتا ہے مگر حنفیہ نے اس کو جائز نہیں رکھا ہے

بَابُ دَعْوَى الْوَصِيِّ لِلْمَيِّتِ۔

باب۔ میت کا وصی اس کی طرف سے دعویٰ کر سکتا ہے۔

۶۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ وَسَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ابْنِ أَمَةِ زَمْعَةَ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَوْصَانِي أَخِي إِذَا قَدِمْتُ أَنْ أَنْظُرَ ابْنَ أَمَةِ زَمْعَةَ فَأَقْبِضَهُ فَإِنَّهُ ابْنِي، وَقَالَ: عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِي وَابْنُ أَمَةِ أَبِي، وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِي، فَرَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ، فَقَالَ: هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ عبد بن زمعہ اور سعد بن ابی وقاصؓ دونوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زمعہ کی لونڈی کا جو لڑکا تھا اس میں جھگڑا کیا سعد نے کہا یا رسول اللہ میرے بھائی (عتبہ) نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ جب تو مکہ پہنچے اور زمعہ کی لونڈی کا لڑکا دیکھے تو اس کو لے لے وہ میرا بیٹا ہے اور عبد بن زمعہ نے کہا وہ میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی نے اس کو جنا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اس لڑکے کی صورت صاف عتبہ سے ملتی تھی لیکن آپ نے یہی حکم دیا کہ وہ لڑکا عبد بن زمعہ کو دیا جائے فرمایا بچہ اسی کا ہوتا ہے جو عورت کا خاوند یا مالک ہو اور ام المومنین

وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ. سودہ سے فرمایا تو اس لڑکے سے پردہ کر لے[1]

[1] حالانکہ جب وہ لڑکا زمعہ کا ٹھہرا تو ام المومنین سودہ کا بھائی ہوا مگر چونکہ یہ شبہ تھا کہ وہ عتبہ کا نطفہ ہے آپ نے حضرت سودہؓ کو اس سے چھپنے کا حکم دیا یہ احتیاطاً تھا ۱۲ منہ

بَابُ التَّوَثُّقِ مِمَّنْ يُخْشَى مَعَرَّتُهُ، وَقَيَّدَ ابْنُ عَبَّاسٍ عِكْرِمَةَ عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ وَالسُّنَنِ وَالْفَرَائِضِ.

باب: اگر شرارت کا ڈر ہو تو آدمی کا باندھنا درست ہے اور ابن عباسؓ نے عکرمہ کو قید کیا اس لیے کہ قرآن اور حدیث اور دین کے فرائض سیکھے[1]

[1] اس کو ابن سعد نے طبقات میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں وصل کیا ۱۲ منہ

۲۰۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ سَيِّدُ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟ قَالَ: عِنْدِي يَا مُحَمَّدُ خَيْرٌ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَقَالَ: أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ.

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے سعید بن ابی سعید سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کے ملک کو کچھ سوار روانہ کیے (۶ ہجری میں) وہ سوار بنی حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ کر لائے جس کو ثمامہ بن اثال کہتے تھے اور وہ یمامہ کا سردار تھا[1] صحابہؓ نے اس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور ثمامہ کے پاس تشریف لے گئے پوچھا ثمامہ تو کس خیال میں ہے وہ کہنے لگا اے محمدؐ میں اچھا ہوں پھر حدیث کو اخیر تک بیان کیا آپ نے یہ حکم دیا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو۔

[1] یمامہ ایک شہر ہے طائف سے دو منزل پر یمن کے ملک میں ۱۲ منہ [2] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے شریح قاضی بھی جب کسی پر کچھ حکم کرتے اور اس کے بھاگ جانے کا ڈر ہوتا تو مسجد میں اس کو حراست میں رکھنے کا حکم دیتے جب مجلس برخاست کرتے اگر وہ اپنے ذمے کا حق ادا کر دیتا تو اس کو چھوڑ دیتے ورنہ قید خانے بھجوا

دیتے ۱۲ منہ ؎ دوسری روایت میں یوں ہے آپ ہر صبح کو ثمامہ کے پاس تشریف لے جاتے وہ کہنے لگا اگر آپ مجھ کو مار ڈالیں گے تو میرا بدلہ دوسرے لوگ لیں گے اگر مجھ کو چھوڑ دیں گے تو میں آپ کا شکر گزار ہوں گا اگر آپ میرے بدل روپیہ چاہتے ہیں تو جتنا مانگیں گے آپ کو دوں گا آخر آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو ثمامہ چھوٹ کر چل دیا تو صحابہ نے خیال کیا وہ بھاگ گیا لیکن وہ ایک درخت کے نیچے گیا اور نہایا اور وہاں سے لوٹ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے لگا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ صدق دل سے مسلمان ہو گیا ۱۲ منہ

بَابُ الرَّبْطِ وَالْحَبْسِ فِي الْحَرَمِ، وَاشْتَرَى نَافِعُ بْنُ عَبْدِ الْحَارِثِ دَارًا لِلسِّجْنِ بِمَكَّةَ مِنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ عَلَى إِنْ عُمَرُ رَضِيَ فَالْبَيْعُ بَيْعُهُ، وَإِنْ لَمْ يَرْضَ عُمَرُ فَلِصَفْوَانَ أَرْبَعُمِائَةٍ، وَسَجَنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ۔

باب حرم میں کسی کو باندھنا قید کرنا اور نافع بن عبدالحارث ؎ نے صفوان بن امیہ سے مکہ میں ایک گھر قید خانہ بنانے کے لیے اس شرط پر خریدا کہ اگر حضرت عمرؓ اس خریداری کو منظور کریں گے تو بیع پوری ہوگی ورنہ صفوان کو جواب آنے تک چار سو دینار کرایہ کی بابت ملیں گے اور عبداللہ بن زبیر نے مکہ میں لوگوں کو قید کیا ؎

؎ یہ نافع حضرت عمرؓ کی طرف سے مکہ کے حاکم تھے انہوں نے محبس کے لیے صفوان کا گھر چار ہزار دینار کا خریدا مگر یہ شرط کی کہ حضرت عمرؓ کی منظوری پر بیع موقوف رہے گی اگر انہوں نے اجازت دی تو فبہا ورنہ اتنی مدت تک جو صفوان کا گھر استعمال میں رہے گا اس کے بدل ان کو چار سو دینار دیے جائیں گے معلوم ہوا کہ ایسی شرط بیع میں درست ہے ۱۲ منہ ؎ اس کو ابن سعد اور خلیفہ بن خیاط نے اپنی تاریخ میں اور ابو الفرج اصبہانی نے اغانی میں نکالا کہ عبداللہ بن زبیر نے حسن بن محمد بن حنفیہ کو دار الندوہ میں سجن عارم میں قید کیا وہ وہاں سے بھاگ کر نکل گئے ۱۲ منہ

٦٠٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ: سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ،

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے کہا مجھے سعید بن ابی سعید نے انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سواروں کو نجد کی طرف روانہ کیا وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ لائے جس کو ثمامہ بن اثال کہتے تھے اور مسجد کے ایک ستون سے

فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ۔ اس کو باندھ دیا[1]

[1] مدینہ بھی حرم ہے تو حرم میں قید کرنے کا جواز ثابت ہوا یہ باب لا کر امام بخاری نے اس کا رد کیا جو ابن ابی شیبہ نے طاؤس سے نقل کیا کہ وہ مکہ میں کسی کو قید کرنا برا جانتے تھے اور کہتے تھے مکہ بیت الرحمت ہے وہاں بیت العذاب ہونا مناسب نہیں ۱۲ منہ

بَابٌ۔ فِي الْمُلَازَمَةِ۔

باب: قرض دار کے ساتھ رہنے کا بیان

۶۰۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، وَقَالَ غَيْرُهُ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ دَيْنٌ فَلَقِيَهُ فَلَزِمَهُ فَتَكَلَّمَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَمَرَّ بِهِمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا كَعْبُ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ كَأَنَّهُ يَقُولُ النِّصْفَ، فَأَخَذَ نِصْفَ مَا عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے کہا مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے اور یحییٰ کے سوا اور راویوں نے بجائے عن جعفر ابن ربیعہ کے حدثنی جعفر ابن ربیعہ کہا ہے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے، انہوں نے عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری سے انہوں نے کعب بن مالک سے ان کا قرض عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی پہ آتا تھا وہ عبداللہ سے ملے تو اس کے پیچھے ہوئے[1] پھر دونوں نے باتیں کیں اور ان کی آوازیں بلند ہوئیں[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پر سے گزرے اور فرمانے لگے کعب اور ہاتھ سے اشارہ کیا یعنے آدھا قرض معاف کر دے کعب نے یہ سن کر آدھا قرض اس سے وصول کیا آدھا چھوڑ دیا۔

[1] اس کو اسمٰعیلی نے نکالا شعیب بن لیث سے ۱۲ منہ [2] یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کہ کعب نے عبداللہ کی ملازمت کی یعنے ان کے پیچھے چمٹے اور کہا جب تک میرا قرض ادا نہ کرے گا میں تیرا پیچھا نہ چھوڑوں گا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا اور ملازمت سے منع نہ فرمایا تو ملازمت کا جواز نکلا ۱۲ منہ

بَابُ التَّقَاضِي۔

٦٠٧- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ خَبَّابٍ، قَالَ: كُنْتُ قَيْنًا فِي الجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِي عَلَى العَاصِي ابْنِ وَائِلٍ دَرَاهِمُ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ: لَا أَقْضِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ، فَقُلْتُ: لَا وَاللّٰهِ، لَا أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يُمِيتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثَكَ، قَالَ: فَدَعْنِي حَتَّى أَمُوتَ، ثُمَّ أُبْعَثَ فَأُوتَى مَالًا وَوَلَدًا ثُمَّ أَقْضِيكَ، فَنَزَلَتْ۔ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا۔ الآيَةَ۔

باب: تقاضا کرنے کا بیان

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم سے وہب بن جریر بن حازم نے کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابو الضحیٰ سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے خباب بن ارت سے انہوں نے کہا میں جاہلیت کے زمانہ میں لوہاری کا پیشہ کرتا تھا عاص بن وائل (کافر) پر میرا کچھ قرض نکلتا تھا میں تقاضا کرنے کو اس کے پاس گیا وہ کہنے لگا میں تو تیرا قرض جبتک نہیں دینے کا جبتک تو محمدؐ سے پھر نہ جائے میں نے جواب دیا خدا کی قسم میں تو محمدؐ سے اس وقت تک بھی نہیں پھرنے کا کہ اللہ تجھ کو مارے پھر مار کر اٹھائے وہ کہنے لگا تو مجھ کو چھوڑ دے میں جب مر کر جیوں گا اور مال اور اولاد مجھ کو ملے گی تو تیرا قرض ادا کروں گا اسوقت (سورۂ مریم کی) یہ آیت اتری [1] اے پیغمبر تو نے اس کو دیکھا جس نے ہماری آیتیں نہ مانیں اور کہتا کیا ہے مجھ کو مال اولاد ضرور ملے گا۔ آخیر آیت تک۔

[1] یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے اور خباب نے جو تقاضا کیا تھا اور عاص نے جو جواب دیا تھا اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا تھا اس وقت یہ آیت اتری ۱۲ منہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كِتَابٌ فِي اللُّقَطَةِ

کتاب پڑی ہوئی چیز کے بیان میں (جس کو کوئی اٹھائے اس کو لقطہ کہتے ہیں)

بَابٌ - وَإِذَا أَخْبَرَهُ رَبُّ اللُّقَطَةِ بِالْعَلَامَةِ دَفَعَ إِلَيْهِ.

باب: اور جب لقطہ کا مالک اس کی نشانیاں (صحیح) بتلا دے تو اس کے حوالے کر دے۔

۶۰۸- حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَلَمَةَ: سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ قَالَ: لَقِيتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: أَصَبْتُ صُرَّةً فِيهَا مِائَةُ دِينَارٍ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: عَرِّفْهَا حَوْلًا، فَعَرَّفْتُهَا، فَلَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ: عَرِّفْهَا حَوْلًا، فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ ثَلَاثًا، فَقَالَ: احْفَظْ وِعَاءَهَا وَعَدَدَهَا وَوِكَاءَهَا، فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا، فَاسْتَمْتَعْتُ فَلَقِيتُهُ بَعْدُ بِمَكَّةَ فَقَالَ: لَا أَدْرِي ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ أَوْ حَوْلًا وَاحِدًا.

ہم سے آدم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے دوسری سند اور مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے سلمہ سے کہا میں نے سوید بن غفلہ سے سنا کہا میں ابی بن کعب سے ملا انہوں نے کہا میں نے ایک تھیلی پائی اس میں سو اشرفیاں تھیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ سے پوچھا فرمایا سال بھر تک لوگوں سے پوچھتا رہ[1] میں سال بھر تک دریافت کرتا رہا کوئی اس کا پہچاننے والا نہ ملا پھر میں (دوبارہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے فرمایا ایک سال اور پوچھتا رہ میں پوچھا کیا لیکن کوئی نہ ملا پھر تیسری بار آپ کے پاس آیا آپ نے فرمایا اس کی تھیلی اور گنتی اور بندھن احتیاط سے پہچان رکھ پھر اگر اس کا مالک آجائے تو بہتر ورنہ تو اس کو اپنے کام میں لا شعبہ نے کہا میں اس کے بعد پھر سلمہ سے مکہ میں ملا تو وہ کہنے لگے مجھ کو یاد نہیں تین برس تک بتلانے کو کہا یا ایک برس تک۔

[1] یعنے جہاں لوگوں کا مجمع دیکھے مسجد یا بازار یا میلے میں وہاں پکارے اگر کسی کی کوئی چیز کھو گئی ہو تو وہ میرے

پاس آئے مجھ سے اس کی نشانیاں بیان کرے لیکن مسجدوں میں خاص مسجد کے اندر نہ پکارے بلکہ مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو کر ۱۲ منہ ؎ یعنی اس کو حوالے کر دے جیسے امام احمد اور ترمذی اور نسائی کی ایک روایت میں اس کی صراحت ہے اگر کوئی ایسا شخص آئے جو اس کی گنتی اور تھیلی اور سربندھن کو بتلائے تو اس کو دیدے معلوم ہوا کہ پہچاننے والے کو مال دے دینا چاہیے گواہ شاہد کی ضرورت نہیں مالکیہ اور حنابلہ اور اہل حدیث کا یہی قول ہے اور شافعیہ اور حنفیہ کہتے ہیں بغیر گواہ شاہد کے دے دینا واجب نہیں گو جائز ہے اس روایت میں دو سال تک بتلانے کا ذکر ہے اور آگے جو حدیثیں مذکور ہوں گی ان میں صرف ایک سال تک بتلانا بیان ہوا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے تمام علمائے اور ابی کی حدیث کو ورع اور احتیاط پر محمول کیا ہے ۱۲ منہ

بَابُ ضَالَّةِ الْإِبِلِ۔

۶۰۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ رَبِيعَةَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَمَّا يَلْتَقِطُهُ فَقَالَ: عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا، فَإِنْ جَاءَ أَحَدٌ يُخْبِرُكَ بِهَا وَإِلَّا فَاسْتَنْفِقْهَا، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَضَالَّةُ الْغَنَمِ؟ قَالَ: لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ، قَالَ: ضَالَّةُ الْإِبِلِ؟ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا لَكَ وَلَهَا، مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا، تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ۔

باب: بھولے بھٹکے اونٹ کا بیان۔

ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمن بن مہدی نے کہا ہم سے سفیان نے انہوں نے ربیعہ سے کہا مجھ سے یزید نے جو منبعث کا غلام تھا انہوں نے زید بن خالد جہنی سے انہوں نے کہا ایک گنوار (بلال یا سوید) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پڑی ہوئی چیز کو پوچھنے لگا آپ نے فرمایا ایک سال تک اس کو پوچھتا رہ پھر اس کی تھیلی اور بندھن پہچان رکھ اگر کوئی آئے اور پتہ ٹھیک بتلائے (تو اس کو دیدے) ورنہ اس کو اپنے خرچ میں لا اس نے کہا یا رسول اللہ بھولی بھٹکی بکری کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا وہ تیرے لیے ہے یا تیرے بھائی کے لیے یا بھیڑیے کے لیے کہنے لگا بھٹکا ہوا اونٹ یہ سن کر (غصے سے) آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا فرمایا اونٹ سے تجھے کیا کام اس کے ساتھ تو اس کا جوتا اور مشک موجود ہے وہ پانی پی لیتا ہے درختوں کے پتے کھا لیتا ہے ؎

؎ یعنے اونٹ کو پکڑنے کی حاجت نہیں اس کو بھیڑیے وغیرہ کا ڈر نہیں نہ چارے پانی کے لیے اس کو چرواہے کی ضرورت ہے وہ آپ پانی پر جا کر پانی پی لیتا ہے اور آٹھ آٹھ روز کا پانی اپنے پیٹ میں بھر لیتا ہے بعضوں نے کہا یہ جنگل میں حکم ہے اگر بستی میں اونٹ بھی ملے تو پکڑ لینا چاہیے تاکہ مسلمان کا مال ضائع نہ ہو۔

ایسا نہ ہو چور اس کو پکڑے جائے اونٹ کے حکم میں وہ جانور ہیں جو اپنی حفاظت آپ کر سکتے ہیں جیسے گھوڑا بیل وغیرہ ۱۲ منہ

بَابُ ضَالَّةِ الْغَنَمِ۔

باب: گمی ہوئی بکری کا بیان۔

۶۱۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ: أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَزَعَمَ أَنَّهُ قَالَ: اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا، ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً، يَقُولُ يَزِيدُ: إِنْ لَمْ تُعْرَفِ اسْتَنْفَقَ بِهَا صَاحِبُهَا وَكَانَتْ وَدِيعَةً عِنْدَهُ، قَالَ يَحْيَى: فَهَذَا الَّذِي لَا أَدْرِي أَهُوَ فِي الْحَدِيثِ أَمْ شَيْءٌ مِنْ عِنْدِهِ؟ ثُمَّ قَالَ: كَيْفَ تَرَى فِي ضَالَّةِ الْغَنَمِ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ، قَالَ يَزِيدُ: وَهِيَ تُعَرَّفُ أَيْضًا، ثُمَّ قَالَ: كَيْفَ تَرَى فِي ضَالَّةِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: فَقَالَ دَعْهَا فَإِنَّ مَعَهَا حِذَاءَهَا وَسِقَاءَهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَجِدَهَا رَبُّهَا۔

ہم سے اسمٰعیل بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے یزید سے جو منبعث کا غلام تھا انہوں نے زید بن خالد سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑی ہوئی چیز کو پوچھا گیا آپ نے فرمایا اس کی تھیلی اور سر بندھن کو پہچان رکھ پھر سال بھر تک لوگوں سے پوچھتا رہ یزید نے کہا اگر کوئی پہچاننے والا نہ آئے تو جس نے پایا وہ اس کو خرچ کر ڈالے مگر وہ مال اس کے پاس امانت رہے گا یحییٰ نے کہا میں نہیں جانتا یہ فقرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ ہے[1] یا یزید نے اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے پھر اس نے پوچھا آپ بھولی بھٹکی رگمی ہوئی بکری کے باب میں کیا فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پکڑ لے کیونکہ بکری یا تو تیرے لیے ہے یا تیرے بھائی کے لیے یا بھیڑیے کا حصہ ہے یزید نے کہا بکری کو بھی پوچھنا چاہیئے[2] پھر اس نے پوچھا بھولے بھٹکے اونٹ کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا اونٹ کو چھوڑ دے اس کے ساتھ موزہ مشک سب کو جو ہے وہ پانی پی لیتا ہے درخت میں سے کھا لیتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پا لیتا ہے۔

[1] یحییٰ کی دوسری روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ فقرہ حدیث میں داخل ہے اس کو امام مسلم اور اسمٰعیلی نے نکالا امانت سے مطلب یہ ہے کہ جب اس کا مالک آجائے تو پانے والے کو یہ مال ادا کرنا لازم ہو گا ۱۲ منہ [2] یعنے لوگوں سے اس کی نسبت دریافت کرنا چاہیے کہ کس کا مال ہے جمہور علماء کا یہی قول

ہے کہ بکری میں بھی پوچھنا اور دریافت کرنا واجب ہے شافعیہ نے کہا اگر جنگل میں ملے تو پوچھنا واجب نہیں لیکن بستی میں واجب ہے ۱۲ منہ

بَابٌ۔ إِذَا لَمْ يُوجَدْ صَاحِبُ اللُّقَطَةِ بَعْدَ سَنَةٍ فَهِيَ لِمَنْ وَجَدَهَا۔

باب: اگر سال بھر تک لقطہ کا مالک نہ ملے تو پانے والا اس کا مالک ہو جاتا ہے [1]

[1] بعضوں کا یہی قول ہے کہ سال بھر تک اگر پوچھا پاچھی کرے اور کوئی مالک نہ ملے تو وہ چیز پانے والے کی ملک ہو جاتی ہے اب اگر اس نے صرف کر ڈالی اور مالک آیا تو اس پر ضمان لازم نہ ہوگا اور جمہور علماء یہ کہتے ہیں کہ مالک ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس کو تصرف کرنا جائز ہوگا لیکن جب مالک آن پہنچے تو وہ چیز یا اس کا بدل دینا لازم ہوگا حنفیہ کہتے ہیں اگر پانے والا محتاج ہے تو اس میں تصرف کر سکتا ہے اور اگر مالدار ہے تو اس کو خیرات کر دے پھر اگر اس کا مالک آئے تو اس کو اختیار ہے خواہ اس خیرات کو جائز رکھے خواہ اس سے تاوان لے ۱۲ منہ

۶۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ، فَقَالَ: اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا، ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَشَأْنَكَ بِهَا، قَالَ: فَضَالَّةُ الْغَنَمِ؟ قَالَ: هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ، قَالَ: فَضَالَّةُ الْإِبِلِ؟ قَالَ: مَا لَكَ وَلَهَا؟ مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا، تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے انہوں نے یزید سے جو منبعث کا غلام تھا انہوں نے زید بن خالد سے انہوں نے کہا ایک شخص (بلال یا سوید) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور لقطہ (یعنی پڑی ہوئی چیز) کو آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا ایسا کر اس کی تھیلی سر بندھن پہچان رکھ پھر سال بھر تک لوگوں سے دریافت کرتا رہ اگر اس کا مالک آجائے تو بہتر ورنہ تیرا اختیار ہے اس نے پوچھا گمی ہوئی بکری کو کیا کروں آپ نے فرمایا وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی یا بھیڑیے کی اس نے پوچھا گما ہوا اونٹ آپ نے فرمایا اس سے تجھے کیا کام اس کے ساتھ اس کا موزہ ہے مشک ہے وہ پانی پی لیتا ہے درخت کے پتے کھا لیتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس سے ملے۔

بَابٌ۔ إِذَا وَجَدَ خَشَبَةً فِي الْبَحْرِ

باب: اگر کوئی سمندر میں لکڑی یا کوڑا یا ایسی چیز

أَوْسَوْطًا أَوْنَحْوَهُ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ، فَخَرَجَ يَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْكَبًا قَدْ جَاءَ بِمَالِهِ فَإِذَا هُوَ بِالْخَشَبَةِ فَأَخَذَهَا لِأَهْلِهِ حَطَبًا فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِيفَةَ۔

پائے اور لیث بن سعد نے کہا مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے بنی اسرائیل کے ایک مرد کا ذکر کیا اس کا نام معلوم نہیں ہوا اور حدیث کو بیان کیا جو اوپر گزر چکی جس میں قرضہ کا ذکر ہے[1] پھر وہ شخص نکلا اس قصد سے کہ شاید کوئی جہاز آیا ہو اور اس کا روپیہ لایا ہو اس نے دیکھا ایک لکڑی تیر رہی ہے وہ اس کو اپنے گھر میں جلانے کے لیے اٹھا لایا جب اس کو چیرا تو اس میں سے روپیہ نکلا اور خط ملا۔

[1] اس کو امام بخاری نے باب التجارۃ فی البحر میں وصل کیا ۱۲ منہ

بَابٌ۔ إِذَا وَجَدَ تَمْرَةً فِي الطَّرِيقِ۔

باب: رستے میں کھجور پائے۔

۶۱۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ: لَوْلَا أَنِّي أَخَافُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَأَكَلْتُهَا۔ وَقَالَ يَحْيَى: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ، وَقَالَ زَائِدَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ طَلْحَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ مُقَاتِلٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ

ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے طلحہ بن مصرف سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رستے میں کھجور پائی فرمانے لگے اگر مجھ کو یہ ڈر نہ ہوتا کہ یہ کھجور صدقے کی ہے تو میں اس کو کھا لیتا اور یحییٰ بن سعید قطان نے کہا مجھ سے سفیان ثوری نے بیان کیا کہا مجھ سے منصور نے اور زائدہ بن قدامہ نے بھی[1] اس حدیث کو منصور سے روایت کیا انہوں نے طلحہ سے کہا ہم سے انسؓ نے بیان کیا دوسری سند اور ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے انہوں نے ہمام بن منبہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنِّي لَأَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِي فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي فَأَرْفَعُهَا لِآكُلَهَا ثُمَّ أَخْشَى أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً فَأُلْقِيهَا۔

میں اپنے گھر میں لوٹ کر جاتا ہوں وہاں اپنے بچھونے پر ایک کھجور پڑی پاتا ہوں لہ میں اس کو کھانے کی نیت سے اٹھاتا ہوں پھر یہ ڈرتا ہوں کہیں صدقے کی نہ ہو اور اس کو پھینک دیتا ہوں۔

لہ اس کو مسدد نے اپنی مسند میں اور امام طحاوی نے وصل کیا ۱۲ منہ لہ اس کو امام مسلم نے وصل کیا ۱۲ منہ

لہ آپ کو یہ خیال آتا ہو گا کہ شاید صدقہ کی کھجور جس کو آپ تقسیم کیا کرتے تھے باہر سے کپڑے میں لگ کر چلی آئی ہو گی ان حدیثوں سے یہ نکلا کہ کھانے پینے کی کم قیمت چیز اگر کوئی رستے یا گھر میں ملے تو اس کا کھا لینا درست ہے اور آپ نے جو اس سے پرہیز کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ صدقہ آپ پر اور سب بنی ہاشم پر حرام تھا یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسی حقیر چیزوں کے لیے مالک کا ڈھونڈنا اور اس کو پہچانا ضرور نہیں ۱۲ منہ

بَابٌ۔ كَيْفَ تُعَرَّفُ لُقَطَةُ أَهْلِ مَكَّةَ؟ وَقَالَ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهَا إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا، وَقَالَ خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ، وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يُعْضَدُ عِضَاهُهَا، وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا، وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ، وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهَا، فَقَالَ عَبَّاسٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ، فَقَالَ: إِلَّا الْإِذْخِرَ۔

باب:۔ مکہ کے لقطہ کا کیا حکم ہے لہ اور طاؤس نے ابن عباس سے نقل کیا لہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مکہ کا لقطہ کوئی نہ اٹھائے مگر وہ جو اس کو بتلائے اور خالد حذاء نے عکرمہ سے نقل کیا انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مکہ کا لقطہ کوئی نہ اٹھائے مگر وہ جو اس کو بتلائے اور احمد بن سعد نے کہا ہم سے روح نے بیان کیا لہ کہا ہم سے زکریا نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکہ کا درخت نہ کاٹا جائے نہ وہاں کا شکار ہانکا جائے نہ وہاں کی پڑی ہوئی چیز اٹھائی جائے مگر جو بتلاتے وہ اٹھا سکتا ہے نہ وہاں کی گھاس کاٹی جائے حضرت عباسؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مگر اذخر کاٹنے کی اجازت دیجیے آپ نے فرمایا اچھا اذخر کاٹ سکتے ہیں لہ

لہ مکہ کے لقطہ میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا مکہ کا لقطہ ہی اٹھانا منع ہے بعضوں نے کہا اٹھانا تو جائز ہے لیکن ایک سال کے بعد بھی پانے والے کا ملک نہیں ہوتا اور جمہور مالکیہ اور بعض شافعیہ کا یہ قول ہے کہ مکہ کا لقطہ اور ملکوں کے لقطہ کی طرح ہے حافظ نے کہا شاید امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ مکہ کا لقطہ بھی اٹھانا جائز ہے اور یہ باب لاکر انہوں نے اس روایت کے ضعف کی طرف اشارہ کیا جس میں یہ ہے کہ حاجیوں کی پڑی ہوئی چیز اٹھانا منع ہے ۱۲ منہ ۲ہ اس کو خود امام بخاری نے کتاب الحج میں وصل کیا ۱۲ منہ ۳ہ اس کو خود امام بخاری نے کتاب البیوع میں وصل کیا ۱۲ منہ ۴ہ اس کو اسمٰعیلی نے وصل کیا ۱۲ منہ ۵ہ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ

۶۱۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ فَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِي، وَإِنَّهَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي فَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُخْتَلَى شَوْكُهَا وَلَا تَحِلُّ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ، وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ: إِمَّا أَنْ يُفْدَى وَإِمَّا أَنْ يُقِيدَ، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّا نَجْعَلُهُ لِقُبُورِنَا وَبُيُوتِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِلَّا الْإِذْخِرَ، فَقَامَ أَبُو شَاهٍ، رَجُلٌ

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ولید بن مسلم نے کہا ہم سے اوزاعی نے کہا مجھ سے یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا مجھ سے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا مجھ سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا انہوں نے کہا جب اللہ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ فتح کرا دیا تو آپ لوگوں کو خطبہ سنانے کے لیے کھڑے ہوئے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اصحاب فیل کو لہ مکہ سے روک لیا اور اپنے پیغمبر اور مسلمانوں کو مکہ پر حکومت دی دیکھو مکہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے درست نہیں ہوا (یعنی وہاں لڑنا) اور میرے لیے بھی ایک گھڑی دن درست ہوا اب میرے بعد کسی کے لیے درست نہ ہوگا نہ وہاں کا شکار چھیڑا جائے نہ کانٹا اکھیڑا جائے (کاٹا جائے) نہ وہاں کی پڑی ہوئی چیز کوئی اٹھائے مگر جو بتلائے ۲ہ اور جس کا کوئی عزیز مار ڈالا جائے تو اس کو اختیار ہے دیت لے یا قصاص عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ اذخر کاٹنے کی اجازت ہو ۳ہ ہم اس کو قبروں میں بچھاتے ہیں اور چھتوں پر ڈالتے ہیں آپ نے فرمایا اچھا اذخر کی اجازت ہے پھر یمن والوں میں سے ایک شخص ابو شاہ نامی کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ یہ خطبہ مجھ کو

لہ بخاری کے دوسرے نسخہ میں القتل کے بجائے الفیل ہے مترجم نے ترجمہ اسی نسخہ کے مطابق کیا ہے۔ مصحح۔

مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ: اكْتُبُوا لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ، قُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ: مَا قَوْلُهُ: اكْتُبُوا لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: هٰذِهِ الْخُطْبَةَ الَّتِي سَمِعَهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

لکھوا دیجیے آپ نے صحابہ سے فرمایا اچھا ابوشاہ کے لیے یہ خطبہ لکھ دو ولید بن مسلم نے کہا میں نے امام اوزاعی سے پوچھا اس کا کیا مطلب ہے میرے لیے لکھوا دیجیے انہوں نے کہا یعنی یہ خطبہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نے سنا تھا۔

لہ یعنے ابرہہ والوں کو جو ہاتھی لے کر کعبہ ڈھانے کے لیے آئے تھے یہ روایت پہلے پارے میں گزر چکی ہے بعضی روایتوں میں فیل کے بدل قتل ہے ۱۲ منہ لہ ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے معلوم ہوا پڑی ہوئی چیز کا مکہ میں بھی وہی حکم ہے جو اور مقاموں میں ہے ۱۲ منہ لہ اذخر ایک خوشبودار گھانس ہے جو مکہ کے اطراف میں پیدا ہوتی ہے ۱۲ منہ

بَابٌ۔ لَا تُحْلَبُ مَاشِيَةُ أَحَدٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِ۔

باب: کسی کے جانور کا دودھ بے اس کی اجازت کے نہ دوہیں لہ

لہ اس باب کے لانے سے غرض یہ ہے کہ اس مسئلہ میں لوگوں کا اختلاف ہے بعضوں نے یہ کہا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی باغ پر سے گزرے یا جانوروں کے گلے پر سے تو باغ کا پھل یا جانور کا دودھ کھا پی سکتا ہے گو مالک کی اجازت نہ ہے مگر جمہور علما اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں کہ بے ضرورت ایسا کرنا جائز نہیں اور ضرورت کے وقت اگر کرے تو تاوان دے امام احمد نے کہا اگر باغ پر حصار نہ ہو تو تر میوہ کھا سکتا ہے (گو ضرورت نہ ہو) ایک روایت میں یہ ہے جب اس کی ضرورت اور احتیاج ہو لیکن دونوں حالتوں میں اس پر تاوان نہ ہوگا۔ اور دلیل ان کی امام بیہقی کی حدیث ہے ابن عمرؓ سے مرفوعاً کہ جب تم میں سے کوئی کسی باغ پر سے گزرے تو کھالے لیکن جمع کرکے نہ لے جائے ۱۲ منہ

٦١٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَحْلُبَنَّ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی دوسرے کے جانور کا دودھ

أَحَدٍ مَاشِيَةَ امْرِئٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِ، أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تُؤْتَى مَشْرُبَتُهُ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهُ فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهُ؟ فَإِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوعُ مَوَاشِيهِمْ أَطْعِمَاتِهِمْ، فَلَا يَحْلُبَنَّ مَاشِيَةَ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ۔

اس کی اجازت کے بغیر نہ دوہے کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ کوئی اس کے گودام میں آن کر اس کے غلّے کا کوٹھہ توڑے اور غلہ لے کر چل دے ایسے ہی جانوروں کے تھن ان کے کھانے کے کوٹھے ہیں تو کسی کا جانور بے اس کی اجازت کے نہ دوہے۔

بَابٌ - إِذَا جَاءَ صَاحِبُ اللُّقَطَةِ بَعْدَ سَنَةٍ رَدَّهَا عَلَيْهِ لِأَنَّهَا وَدِيعَةٌ عِنْدَهُ۔

باب: اگر پڑی ہوئی چیز کا مالک سال بھر کے بعد آئے تب بھی پانے والے کو پھیرنا پڑے گا کیونکہ وہ اس کے پاس امانت تھی۔

۶۱۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيعَةَ ابْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ، قَالَ: عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا، ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، فَضَالَّةُ الْغَنَمِ؟ قَالَ: خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، فَضَالَّةُ الْإِبِلِ؟ قَالَ: فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوِ احْمَرَّ وَجْهُهُ، ثُمَّ قَالَ: مَا لَكَ وَلَهَا؟ مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے انہوں نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے انہوں نے یزید سے جو منبعث کے غلام تھے انہوں نے زید بن خالد جہنی سے ایک شخص (سوید یا بلال) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لقطہ (پڑی ہوئی چیز) کو پوچھا آپ نے فرمایا ایسا کر سال بھر تک اس کو بتلاتا رہ پھر اس کا سر بندھن اور ظرف پہچان رکھ بعد اس کے خرچ کر ڈال اب اگر اس کا مالک آجائے[1] تو اس کو ادا کر لوگوں نے کہا یا رسول اللہ بھولی بھٹکی بکری کو کیا کریں آپ نے فرمایا اس کو پکڑ لے وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی یا بھیڑیے کی اس نے کہا یا رسول اللہ بھولا بھٹکا اونٹ یہ سن کر آپ غصے ہو گئے یہاں تک آپ کے دونوں گال سرخ ہو گئے یا چہرہ سرخ ہو گیا آپ نے فرمایا اونٹ سے تجھ کو کیا واسطہ اس کے ساتھ تو موزہ ہے مشکیزہ ہے اس کا مالک جب آئے گا اس کو لے لے گا۔

[1] یعنی اگر وہی چیز موجود ہو تو بجنسہ دے دے نہیں تو اس کی قیمت ادا کرے کیونکہ امانت کا مال خرچ کر ڈالا ہے

وہ قرض کی طرح امین کے ذمہ پر ہو جاتا ہے ۱۲ منہ

بَابٌ- هَلْ يَأْخُذُ اللُّقَطَةَ وَلَا يَدَعُهَا تَضِيعُ حَتَّى لَا يَأْخُذَهَا مَنْ لَا يَسْتَحِقُّ؟

باب: پڑی چیز کا اٹھا لینا بہتر ہے ایسا نہ ہو وہ خراب ہو جائے یا غیر شخص اس کو لے بھاگے۔

٦١٦- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ سَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ وَزَيْدِ ابْنِ صُوحَانَ فِي غَزَاةٍ، فَوَجَدْتُ سَوْطًا فَقَالَ لِي أَلْقِهِ، قُلْتُ: لَا، وَلَكِنْ إِنْ وَجَدْتُ صَاحِبَهُ وَإِلَّا اسْتَمْتَعْتُ بِهِ، فَلَمَّا رَجَعْنَا حَجَجْنَا فَمَرَرْتُ بِالْمَدِينَةِ فَسَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: وَجَدْتُ صُرَّةً عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا مِائَةُ دِينَارٍ فَأَتَيْتُ بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: عَرِّفْهَا حَوْلًا، فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا، ثُمَّ أَتَيْتُ فَقَالَ: عَرِّفْهَا حَوْلًا، فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ: عَرِّفْهَا حَوْلًا، فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ: اعْرِفْ عِدَّتَهَا وَوِكَاءَهَا وَوِعَاءَهَا، فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا اسْتَمْتِعْ بِهَا.

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے سلمہ بن کہیل سے انہوں نے کہا میں نے سوید بن غفلہ سے سنا وہ کہتے تھے میں ایک لڑائی میں سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان کے ساتھ تھا میں نے ایک کوڑا پڑا دیکھا اس کو اٹھا لیا ان میں سے ایک نے مجھ سے کہا پھینک دے میں نے کہا نہیں میں نہیں پھینکوں گا اگر اس کے مالک کو پاؤں گا تو اس کو دے دوں گا ورنہ اپنے کام میں لاؤں گا جب ہم جہاد سے لوٹ کر آئے اور حج کو گئے تو مدینہ میں ابی بن کعب سے ملے میں نے ان سے پوچھا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں میں نے ایک تھیلی پائی تھی جس میں سو اشرفیاں تھیں میں اس کو لے کر آپ کے پاس آیا آپ نے فرمایا ایک سال تک اس کو بتلاتا رہ میں ایک سال تک پوچھتا رہا پھر آپ کے پاس آیا آپ نے فرمایا ایک سال تک اور پوچھتا رہ میں ایک سال تک اور پوچھتا رہا پھر آپ کے پاس آیا آپ نے فرمایا ایک سال تک اور بتلا میں نے ایک سال اور ایسا ہی کیا پھر چوتھی بار آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اس کی گنتی سربندھن اور ظرف خیال میں رکھ اگر اس کا مالک آئے تو خیر ورنہ تو خرچ کر ڈال۔

٦١٧- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَلَمَةَ بِهَذَا قَالَ: فَلَقِيتُهُ بَعْدُ بِمَكَّةَ، فَقَالَ: لَا أَدْرِي

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے والد نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے سلمہ سے یہ حدیث روایت کی شعبہ نے کہا پھر میں سلمہ سے اس کے بعد مکہ میں ملا تو وہ کہنے لگا میں نہیں جانتا اس حدیث میں سوید نے

أَثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ أَوْحَوْلًا وَاحِدًا۔

تین سال تک بتلانے کا ذکر کیا تھا یا ایک سال تک[1]

[1] جب راوی کو اس میں شک ہے کہ ایک سال کا ذکر کیا یا تین سال کا تو ایک سال کی روایت یقینی ہوئی اور وہی قول ہے تمام علماء کا لقطہ کا ایک سال بتلانا کافی ہے ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ عَرَّفَ اللُّقَطَةَ وَلَمْ يَدْفَعْهَا إِلَى السُّلْطَانِ۔

باب: لقطہ کا بتلانا لیکن حاکم کے سپرد نہ کرنا[1]

[1] اس باب سے امام اوزاعی کے قول کا رد منظور ہے انہوں نے کہا اگر لقطہ بیش قیمت ہو تو بیت المال میں داخل کرے ۱۲ منہ

۶۱۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ رَبِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ قَالَ: عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ أَحَدٌ يُخْبِرُكَ بِعِفَاصِهَا وَوِكَائِهَا وَإِلَّا فَاسْتَنْفِقْ بِهَا وَسَأَلَهُ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ فَتَمَعَّرَ وَجْهُهُ وَقَالَ: مَالَكَ وَلَهَا؟ مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا، تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ، دَعْهَا حَتَّى يَجِدَهَا رَبُّهَا، وَسَأَلَهُ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ: هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ۔

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ربیعہ سے انہوں نے یزید سے جو منبعث کا غلام تھا انہوں نے زید بن خالد سے انہوں نے کہا ایک گنوار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لقطہ کو پوچھا آپ نے فرمایا ایک سال تک بتلاتا رہ پھر اگر کوئی آئے اور اس کا ظرف اور سربندھن کا پتہ (ٹھیک ٹھیک) دے تو اس کے حوالے کر دے ورنہ تو خرچ کر ڈال اور اس نے بھولے بھٹکے اونٹ کو پوچھا آپ کا چہرہ بدل گیا فرمایا اونٹ سے تجھے کیا واسطہ وہ اپنا مشک موزہ ساتھ رکھتا ہے پانی پی لیتا ہے درخت میں سے کھا لیتا ہے اس کا مالک جب آئے گا اس کو لے لے گا اس نے بھولی بھٹکی بکری کو پوچھا آپ نے فرمایا وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی یا بھیڑیے کی۔

بَابٌ:۔

باب:۔

۶۱۹۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم کو نضر نے خبر دی کہا ہم کو اسرائیل نے انہوں نے ابو اسحاق

إِبِي إِسْحَاقَ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْبَرَاءُ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: انْطَلَقْتُ فَإِذَا أَنَا بِرَاعِي غَنَمٍ يَسُوقُ غَنَمَهُ فَقُلْتُ: لِمَنْ أَنْتَ؟ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَسَمَّاهُ فَعَرَفْتُهُ، فَقُلْتُ: هَلْ فِي غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَقُلْتُ: هَلْ أَنْتَ حَالِبٌ لِي؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرْتُهُ فَاعْتَقَلَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَنْفُضَ ضَرْعَهَا مِنَ الْغُبَارِ، ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَنْفُضَ كَفَّيْهِ فَقَالَ: هَكَذَا، ضَرَبَ إِحْدَى كَفَّيْهِ بِالْأُخْرَى فَحَلَبَ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِدَاوَةً عَلَى فِيهَا خِرْقَةٌ فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ، فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللهِ، فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ.

سے کہا مجھ کو براء نے خبر دی انہوں نے ابوبکر صدیقؓ سے دوسری سند ہم سے عبداللہ بن رجا نے بیان کیا کہا ہم سے اسرائیل نے انہوں نے ابواسحاق سے انہوں نے براء بن عازبؓ سے انہوں نے ابوبکرؓ سے انہوں نے کہا (ہجرت کے قصے میں) میں چلا ایک بکریوں کا چرواہا ملا وہ بکریاں ہانک رہا تھا میں نے اس سے پوچھا تو کس کا چرواہا ہے اس نے قریش کے ایک شخص کا نام لیا۱؎ میں اس کو پہچانتا تھا میں نے اس سے پوچھا تیری بکریوں میں کچھ دودھ بھی ہے اس نے کہا ہاں ہے میں نے کہا میرے لیے دودھ نچوڑے گا اس نے کہا اچھا میں نے اس سے کہا اس نے ایک بکری پکڑی میں نے کہا اس کا تھن گرد و غبار سے صاف کر اور اپنے ہاتھ بھی جھاڑ اس نے ایسا ہی کیا اور ہاتھ پر ہاتھ مارا (گرد جھاڑنے کو) پھر ایک پیالہ بھر دودھ نچوڑا اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رستے میں ایک پانی کی چھاگل رکھ لی تھی اس کا منہ کپڑے سے باندھ دیا تھا میں نے اس میں سے پانی لے کر اس دودھ پر ڈالا اور نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا پھر میں آپ کے پاس آیا آپ آرام فرما رہے تھے میرے آنے پر جاگے میں نے عرض کیا پیجیے یارسول اللہ آپ نے اتنا پیا کہ میں خوش ہو گیا۲؎

۱؎ اس شخص کا نام معلوم ہوا نہ چرواہے کا حافظ ابن حجرؒ نے کہا جس شخص نے کہا وہ ابن مسعودؓ تھے اس نے غلطی کی ۱۲ منہ ۲؎ اس باب میں کوئی ترجمہ مذکور نہیں ہے گویا پہلے باب ہی سے متعلق ہے اس حدیث کی مناسبت باب اللقطہ سے یہ ہے کہ جنگل میں اس دودھ کا پینے والا کوئی نہ تھا تو وہ بھی پڑی ہوئی چیز کی مثل ہوا اور چرواہا گو موجود تھا مگر یہ دودھ اس کی ضرورت سے زائد تھا بعضوں نے کہا مناسبت یہ ہے کہ اگر لقطہ میں کوئی کم قیمت کھانے پینے کی چیز ملے تو اس کا کھا پی لینا درست ہے۔ جیسے اوپر کھجور کی حدیث گزری اور یہ دودھ بھی جب اس کا مالک وہاں موجود نہ تھا لیکن ابوبکر صدیقؓ نے اس کو لیا اور استعمال کیا اسے کھجور پر قیاس کیا گیا ہے گو چرواہا موجود تھا مگر وہ دودھ کا مالک نہ تھا اس وجہ سے گویا اس کا وجود اور عدم برابر ہوا اور دودھ مثل لقطہ کے ٹھہرا واللہ اعلم ۱۲ منہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كتاب المظالم

في المظالم والغصب، وقول الله
تعالى - ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل
الظالمون، إنما يؤخرهم ليوم
تشخص فيه الأبصار مهطعين مقنعي
رءوسهم - رافعي رءوسهم، المقنع
والمقمح واحد، وقال مجاهد:
مهطعين: مديمي النظر، وقال غيره:
مسرعين - لا يرتد إليهم طرفهم و
أفئدتهم هواء - يعني جوفا لا عقول
لهم - وأنذر الناس يوم يأتيهم العذاب
فيقول الذين ظلموا ربنا أخرنا إلى
أجل قريب نجب دعوتك ونتبع
الرسل أولم تكونوا أقسمتم من قبل
ما لكم من زوال، وسكنتم في
مساكن الذين ظلموا أنفسهم وتبين
لكم كيف فعلنا بهم وضربنا لكم
الأمثال، وقد مكروا مكرهم و
عند الله مكرهم وإن كان مكرهم
لتزول منه الجبال، فلا تحسبن الله

کتاب مظالم کے بیان میں

کتاب لوگوں کے حقوق اور ان کے زبردستی چھین لینے کا بیان
ہیں اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ ابراہیم میں فرمایا اور ظالموں کے
اعمال سے اللہ تعالیٰ کو غافل نہ سمجھنا اس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ ان کو
اس دن تک مہلت دے رہا ہے جس دن ان کی آنکھیں پھٹ
ی جائیں گی سر اوپر کو اٹھا کر بھاگے جا رہے ہوں گے مقنع اور مقمح کے معنے
ایک ہیں اور مجاہد نے کہا مہطعین کا معنے برابر نظر ڈالنے والے[1] اور
بعضوں نے کہا مہطعین کا معنے جلدی بھاگنے والے ان کی
نگاہ ان کے خود کی طرف نہ لوٹے گی اور دلوں کے چھکے چھوٹ
جائیں گے یعنی عقل سے خالی ہو جائیں گے اور اے پیغمبر
ان لوگوں کو اس دن سے ڈرا جب عذاب اترے گا اس وقت
نافرمان لوگ کہیں گے پروردگار ہم کو تھوڑی مہلت اور دے
تو اب کی بار ہم تیرا حکم سن لیں گے اور پیغمبروں کی
تابعداری کریں گے کیا تم نے پہلے یہ قسم نہیں کھائی تھی
کہ ہم کو کبھی زوال نہیں ہونے کا اور تم نافرمانوں کے گھروں
میں جا کر بسے اور تم کو معلوم ہو گیا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ
کیا کیا اور ہم نے تم سے اگلے بہت سے قصے بیان کر دیے
تھے[2] اور یہ کافر بڑے بڑے مکر کر رہے ہیں اور
اللہ کے پاس ان کا مکر لکھا ہوا ہے (اس کے سامنے کچھ
نہیں چلنے کی) گو ان کے مکر سے پہاڑ سرک جائیں گے

مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُوانْتِقَامٍ۔

تو اے پیغمبر یہ مت سمجھ کہ اللہ اپنا وعدہ خلاف کریگا جو اس نے اپنے پیغمبروں سے کیا ہے بیشک اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا ؁

؎ اس کو فریابی نے وصل کیا ۱۲ منہ ؎ یعنے ڈر اور ہیبت سے ایک سال اس طرف آنکھ لگ جائے گی ۱۲ منہ ؎ جن سے تم کو عبرت ہونا چاہیے تھی لیکن تم نے کچھ غور نہ کیا اور کفر اور شرک اور گناہوں کو نہ چھوڑا ۱۲ منہ ؎ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے مکر سے کہیں پہاڑ بھی سرک سکتے ہیں اللہ کی شریعت پہاڑ کی طرح جمی ہوئی اور مضبوط ہے ان کے مکر و فریب سے وہ اکھڑ نہیں سکتی ۱۲ منہ ؎ اس آیت کو لا کر امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ پرایا مال چھین لینا یعنے غصب اور ظلم کرنا بڑا گناہ ہے ۱۲ منہ

بَابُ قِصَاصِ الْمَظَالِمِ۔

باب:۔ ظلم کا بدلہ

۶۲۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ حُبِسُوا بِقَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيَتَقَاصُّونَ مَظَالِمَ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى إِذَا نُقُّوا وَهُذِّبُوا أُذِنَ لَهُمْ بِدُخُولِ الْجَنَّةِ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ لَأَحَدُهُمْ بِمَسْكَنِهٖ فِي الْجَنَّةِ أَدَلُّ بِمَنْزِلِهٖ كَانَ فِي الدُّنْيَا، وَقَالَ يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ۔

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم کو معاذ بن ہشام نے خبر دی کہا مجھ سے میرے باپ ہشام دستوائی نے بیان کیا انہوں نے قتادہ سے انہوں نے ابوالمتوکل ناجی سے انہوں نے ابوسعید خدری سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب ایمان دار لوگ (قیامت کے دن) دوزخ پر سے گزر جائیں گے تو بہشت اور دوزخ کے درمیان ایک پل پر اٹکائے جائیں گے اور دنیا میں جو انہوں نے ایک دوسرے پر ظلم کیا تھا اس کا بدلہ لیا جائے گا جب پاک صاف ہو جائیں گے؎ تو ان کو بہشت کے اندر جانے کی اجازت ملے گی قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے ہر شخص کو بہشت میں اپنا مکان دنیا کے مکان سے بڑھ کر معلوم ہے گا اور یونس بن محمد نے کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا انہوں نے قتادہ سے کہا ہم سے ابوالمتوکل نے بیان کیا؎

؎ اس طرح کہ مظلوم کو ظالم کی نیکیاں دی جائیں گی اور اگر ظالم کی نیکیاں نہ ہوں تو مظلوم کی برائیاں اس پر ڈالی جائیں گی یا مظلوم کو حکم دیا جائے گا

کہ ظالم کو اتنی ہی سزا دے جو اس نے مظلوم کو دنیا میں دی تھی اور جس بندے کو اللہ تعالیٰ بچانا چاہے گا اس کے مظلوم کو اس سے راضی کر دے گا ۱۲ منہ ؎ کیونکہ برزخ میں صبح اور شام اس کو دیکھتا رہتا ہے جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے ۱۲ منہ ؎ اس سند کے بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ قتادہ کا سماع ابو المتوکل سے معلوم ہو جائے۔ ۱۲ منہ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى۔ أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِينَ۔

۶۲۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنِي قَتَادَةُ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ الْمَازِنِيِّ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا آخِذٌ بِيَدِهِ، إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ فَقَالَ: كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّجْوَى؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَ يَسْتُرُهُ فَيَقُولُ: أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ أَيْ رَبِّ، حَتَّى قَرَّرَهُ بِذُنُوبِهِ وَرَأَى فِي نَفْسِهِ أَنَّهُ هَلَكَ قَالَ: سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ، فَيُعْطَى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ، وَأَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُونَ فَيَقُولُ الْأَشْهَادُ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِينَ۔

باب:۔ اللہ تعالیٰ کا (سورۂ ہود میں) یہ فرمانا سن لو ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہے۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام نے کہا مجھ کو قتادہ نے خبر دی انہوں نے صفوان بن محرز مازنی سے انہوں نے کہا ایسا ہوا ایک بار میں عبداللہ بن عمرؓ کا ہاتھ تھامے ہوئے (رستے میں) جا رہا تھا اتنے میں ایک شخص سامنے سے آیا لہ کہنے لگا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کیا سنا ہے کہ اللہ قیامت کے دن جو اپنے بندے سے سرگوشی کرے گا انہوں نے کہا میں نے یہ سنا ہے آپ فرماتے تھے اللہ مومن کو اپنے نزدیک بلائے گا اور اپنا پردۂ عزت اس پر ڈال دے گا اور چھپالے گا پھر پوچھے گا تجھ کو فلانا گناہ معلوم ہے وہ کہے گا خداوند بیشک معلوم ہے جب سب گناہوں کا اس سے اقرار کرالے گا اور مومن یہ سمجھے گا اب تباہ ہو چکا اس وقت فرمائے گا میں نے دنیا میں تیرے گناہ چھپائے اور آج بخش دیتا ہوں ؎ پھر نیکیوں کا کتابچہ اس کے ہاتھ میں دیا جائے گا لیکن کافر اور منافق ان پر تو کھلم کھلا (فرشتے اور آدمی اور جن) یوں گواہی دیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے مالک پر جھوٹ باندھا سن رکھو ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہے۔

لہ اس کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ ؎ سبحان اللہ اس کے کرم و رحم کے صدقے ۱۲ منہ ؎ اس حدیث کو کتاب الغصب میں امام بخاری اس لیے لائے کہ آیت میں جو یہ وارد ہے کہ ظالموں پر اللہ کی پھٹکار تو ظالموں سے کافر مراد ہیں اور مسلمان اگر

ظلم کرے تو وہ اس آیت میں داخل نہیں ہے اس سے بدلہ ظلم کا ضرور لیا جائے گا پر وہ ملعون نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ

بَابٌ- لَا يَظْلِمُ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ وَلَا يُسْلِمُهُ-

باب: مسلمان مسلمان پر ظلم نہ کرے نہ کسی ظالم کو اس پر ظلم کرنے دے لے

لے سبحان اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے لیے کیا عمدہ حکم دیا ہے اگر مسلمان اس پر چلتے رہتے تو آج کافروں کے ہاتھوں کیوں ذلیل وخوار ہوتے دوسری حدیث میں ہے کہ مسلمان سب مل کر ایک ہاتھ کی طرح ہیں جب سے مسلمانوں میں سے قومی ہمدردی اٹھ گئی اور ہر شخص نفسی نفسی میں پڑ گیا کافروں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا روم کے الگ ایران کے الگ ہندوستان کے الگ چین کے الگ مصر کے الگ افریقہ کے الگ عرب کے الگ اور ایک ایک ملک پر دست درازی کر کے مسلمانوں کو اپنی رعیت بنایا اگر اب بھی یہ سب مسلمان اپنی حالت پر غور کریں اور حدیث نبوی پر چلیں اور قومی کاموں میں ایک دوسرے کی اعانت اور حمایت اور ہمدردی کریں تو ان کا بچاؤ ہوگا ورنہ چند ہی روز میں اس سے زیادہ ذلیل وخوار ہو جائیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ فرماتے ہیں کہ مسلمان خود بھی مسلمان پر ظلم نہ کرے اگر کوئی اور اس پر ظلم کرے تو مسلمان کی مدد اور حمایت کرے لیکن ہمارے زمانہ میں روم کے مسلمانوں پر ظلم ہوتا ہے تو ایران کے مسلمان تماشا دیکھتے ہیں بجز دعا یا کوسنے یا گالی دینے کے وہ بھی بیٹھے پیچھے اور مسلمان کسی کام کے نہیں ہے البتہ نصاریٰ میں قومی ہمدردی انتہا کو پہنچ گئی ہے ایک نصرانی پر دنیا کے کسی کونے میں ظلم ہو تو سارے نصاریٰ اس کی مدد کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں ۱۲ منہ

۶۲۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ، كَانَ اللهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے ان سے سالم نے بیان کیا ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ خود اس پر ظلم کرے نہ ظالم کے ہاتھ میں اس کو چھوڑ کر بیٹھ جائے اور جو شخص مسلمان اپنے بھائی کا کام نکالے تو اللہ اس کا کام نکال دے گا اور جو شخص مسلمان پر سے کوئی مصیبت ٹالے تو اللہ قیامت کی ایک مصیبت اس پر سے ٹال دے گا اور جو شخص مسلمان کا عیب چھپالے اللہ قیامت

يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

کے دن اس کے عیب چھپائے گا۔

بَابٌ - أَعِنْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا.

باب: ہر حال میں مسلمان بھائی کی مدد کرنا ظالم ہو یا مظلوم

٦٢٣ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ، وَحُمَيْدٌ سَمِعَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا.

ہم سے عثمان ابن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشیم نے کہا ہم کو عبید اللہ بن ابی بکر بن انس اور حمید طویل نے خبر دی انہوں نے انس بن مالکؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مسلمان) بھائی کی ہر حال میں مدد کر ظالم ہو یا مظلوم [1]

[1] اس کی تفسیر خود آگے کی حدیث میں آتی ہے اگر مسلمان بھائی کسی پر ظلم کر رہا ہو تو اس کی مدد یوں کرے کہ اس کو سمجھا کر ظلم سے باز رکھے کیونکہ ظلم کا انجام برا ہوتا ہے ایسا نہ ہو اپنا مسلمان بھائی آفت میں پڑ جائے ۱۲ منہ

---

٦٢٤ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، هٰذَا نَنْصُرُهُ مَظْلُومًا فَكَيْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا؟ قَالَ: تَأْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ.

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے انہوں نے حمید سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کی مدد کر وہ ظالم ہو یا مظلوم لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ مظلوم ہو تو اس کی مدد کریں گے لیکن ظالم ہو تو کیسے مدد کریں آپ نے فرمایا اس کو ظلم سے روکو۔

بَابُ نَصْرِ الْمَظْلُومِ.

باب: مظلوم کی مدد کرنا واجب ہے [1]

[1] گو وہ کافر ذمی ہو ایک حدیث میں ہے جس کو طحاوی نے ابن مسعودؓ سے نکالا۔ اللہ نے ایک بندے کے لیے یہ حکم دیا اس کو قبر میں سو کوڑے لگائے جائیں وہ دعا اور عاجزی کرنے لگا آخر ایک کوڑہ رہ گیا لیکن ایک ہی کوڑے سے ساری قبر آگ ہو گئی جب وہ حالت جاتی رہی تو اس نے پوچھا مجھ کو یہ سزا کیوں ملی فرشتوں نے کہا تو نے ایک نماز طہارت کے بغیر پڑھ لی تھی اور ایک مظلوم کو دیکھ کر تو نے اس کی مدد نہیں کی تھی ۱۲ منہ

---

٦٢٥ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: فَذَكَرَ عِيَادَةَ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعَ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيتَ الْعَاطِسِ، وَرَدَّ السَّلاَمِ، وَنَصْرَ الْمَظْلُومِ، وَإِجَابَةَ الدَّاعِي، وَإِبْرَارَ الْمُقْسِمِ.

ہم سے سعید بن ربیع نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے اشعث بن سلیم سے انہوں نے کہا میں نے معاویہ بن سوید سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے براء بن عازبؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات باتوں کا حکم دیا اور سات باتوں سے منع فرمایا پھر جن باتوں کا حکم دیا ان کا بیان کیا بیمار پرسی کرنا جنازوں کے ساتھ جانا اور چھینک کا جواب دینا اور سلام کا جواب دینا اور مظلوم کی مدد کرنا اور دعوت قبول کرنا اور قسم دینے والے کی قسم پوری کرنا[1]

[1] اگر وہ کسی مباح کام کے لیے قسم دیوے۔ مقصود اس حدیث سے اس باب میں یہ ہے کہ مظلوم کی مدد کرنا ۱۲ منہ

---

٦٢٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ.

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے برید سے انہوں نے ابو بردہ سے انہوں نے ابو موسیٰؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مومن دوسرے مومن کے لیے ایسا ہونا چاہیے جیسے عمارت اس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو تھامے ہوئے ہے اور آپ نے انگلیاں قینچی کر لیں۔

بَابُ الاِنْتِصَارِ مِنَ الظَّالِمِ

بَابُ الاِنْتِصَارِ مِنَ الظَّالِمِ، لِقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ: لاَ يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلاَّ مَنْ ظُلِمَ، وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا، وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ - قَالَ إِبْرَاهِيمُ: كَانُوا يَكْرَهُونَ أَنْ يُسْتَذَلُّوا، فَإِذَا قَدَرُوا

باب۔ ظالم سے بدلہ لینا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نساء میں) فرمایا اللہ کھلم کھلا برا کہنا پسند نہیں کرتا مگر مظلوم ایسا کر سکتا ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے اور (سورۂ شوریٰ میں) فرمایا اور وہ لوگ کہ جب ان پر ظلم ہوتا ہے تو وہ بھی بدلہ لیتے ہیں[1] ابراہیم نخعی نے کہا صحابہ ذلیل بننے کو برا جانتے تھے جب دشمن پر قدرت حاصل

عَفُوًا۔ کر لیتے تھے تو معاف کر دیتے تھے۔

لہ یعنے ظالم کے مقابلے میں بڑھیوں کی طرح عاجز ذلیل نہیں بن جاتے بلکہ اتنا ہی انصاف سے بدلہ لیتے ہیں جتنا ان پر ظلم ہوا اس سے زیادہ بدلہ نہیں لیتے ورنہ خود ظالم بن جائیں گے اس آیت سے یہ ثابت ہے کہ ظالم سے بقدر ظلم کے بدلہ لینا درست ہے لیکن معاف کرنا افضل ہے جیسے آگے آتا ہے ۱۲ منہ

بَابُ عَفْوِ الْمَظْلُومِ، لِقَوْلِهِ تَعَالَى - إِنْ تُبْدُوا خَيْرًا أَوْ تُخْفُوهُ أَوْ تَعْفُوا عَنْ سُوءٍ فَإِنَّ اللهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيرًا، وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا، فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ، إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ، وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ، إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ، وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ، وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ، وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَى مَرَدٍّ مِنْ سَبِيلٍ۔

باب: ظالم کو معاف کر دینا اللہ تعالیٰ نے (سورۃ نساء میں) فرمایا اگر تم کھلم کھلا نیکی کرو یا چھپا کر یا برائی کو معاف کر دو تو اللہ بھی معاف کرنے والا قدرت والا ہے اور (سورۃ حم عسق میں) فرمایا برائی کا بدلہ برائی ہے اسی جتنی پھر جو کوئی معاف کر دے اور بھلائی کرے اس کو اللہ تعالیٰ ثواب دیگا بیشک وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا اور جو کوئی اپنے پر ظلم ہونے کے بعد بدلہ لے اس پر کچھ گناہ نہیں گناہ ان پر ہے جو لوگوں پر زیادتی کرتے ہیں ملک میں ناحق ظلم توڑتے ہیں ایسے لوگوں کو دکھ کا عذاب ہوگا اور جو کوئی صبر کرے اور بخش دے تو یہ بڑا کام ہے اور اے پیغمبر تو ظالموں کو دیکھے گا جب وہ عذاب دیکھ لیں گے تو کہیں گے اب کوئی دنیا میں پھر جانے کی بھی صورت ہے۔

بَابٌ - الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

باب: ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے۔

٦٢٧ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الْمَاجِشُونُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ ماجشون نے کہا ہم کو عبداللہ بن دینار نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ظلم قیامت کے دن

يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ اندھیرے ہوں گے ؎

؎ یعنی ظالم کو قیامت کے دن نور نہ ملے گا اندھیروں پر اندھیرا ان اندھیروں میں ٹاپتا ٹیٹیاتا پھرے گا ۱۲ منہ

بَابُ الِاتِّقَاءِ وَالْحَذَرِ مِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ۔

باب: مظلوم کی بددعا سے بچے رہنا۔

۶۲۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ الْمَكِّيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ۔

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے وکیع نے کہا ہم سے زکریا بن اسحاق مکی نے انہوں نے یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی سے انہوں نے ابو معبد سے جو ابن عباسؓ کے غلام تھے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا دیکھ مظلوم کی بددعا سے بچار ہیو کیونکہ اس کو اللہ تک پہنچنے میں کوئی روک نہیں ؎

؎ یعنی فوراً پروردگار تک پہنچ جاتی ہے اور ظالم کی خرابی ہوتی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ ظالم کو اسی وقت سزا ہوتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ جیسے چاہتا ہے ویسے حکم دیتا ہے کبھی فوراً سزا دیتا ہے کبھی ایک میعاد کے بعد تاکہ ظالم اور ظلم کرلے اور خوب پھول جائے اس وقت دفعتاً اس کو پکڑتا ہے حضرت موسیٰ نے جو فرعون کے ظلم سے تنگ آکر بددعا کی چالیس برس کے بعد اس کا اثر ظاہر ہوا بہرحال ظالم کو یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ ہم نے ظلم کیا اور کچھ سزا نہ ملی سزا اسی وقت تجویز ہو جاتی ہے اور اپنے وقت پر اس کا ظہور ہوتا ہے مسلمان اور ہندوؤں نے ۱۸۵۷ء میں نصاریٰ پر یہ ظلم کیا کہ بیچاری بے کس عورتوں اور ان کے کم سن بچوں کو قتل کیا اس کی سزا یہ ملی کہ اب لونڈی غلاموں کی طرح نصاریٰ کے محکوم ہیں ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ عِنْدَ الرَّجُلِ فَحَلَّلَهَا لَهُ، هَلْ يُبَيِّنُ مَظْلَمَتَهُ؟

باب: اگر کسی شخص نے دوسرے پر ظلم کیا ہو اور اس سے معاف کرالے تو کیا اس ظلم کو بھی بیان کرنا ضرور ہے ؎

لہ کہ میں نے فلاں قصور کیا تھا بعضے لوگوں نے کہا ہے کہ قصور کا بیان کرنا ضروری ہے اور بعضوں نے کہا ضرور نہیں مجملاً اس سے معاف کرا لینا کافی ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ حدیث مطلق ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس ظلم کی تفصیل بیان کرنے میں شرم و ندامت ہوتی ہے مثلاً کسی کی جورو کو بری نگاہ سے دیکھا اس سے فعل شنیع کیا ۱۲ منہ

۶۲۹- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: قَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ: إِنَّمَا سُمِّيَ الْمَقْبُرِيُّ لِأَنَّهُ كَانَ نَزَلَ نَاحِيَةَ الْمَقَابِرِ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: وَسَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ هُوَ مَوْلَى بَنِي لَيْثٍ، وَهُوَ سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، وَاسْمُ أَبِي سَعِيدٍ كَيْسَانُ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے کہا ہم سے سعید مقبری نے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دوسرے کسی کی عزت یا آبرو ریزی کی ہو یا اور کوئی ظلم کیا ہو تو وہ آج دنیا میں معاف کرا لے اس دن سے پہلے جہاں نہ روپیہ ہوگا نہ اشرفی البتہ اگر نیک عمل اس کے پاس ہوگا وہ لے لیا جائے گا اس کے ظلم کے موافق اور اگر نیک عمل نہ ہوگا تو مظلوم کی برائیاں لے کر اس پر ڈالی جائیں گی لہ امام بخاری نے کہا اسمٰعیل بن ابی اویس نے کہا سعید راوی کو مقبری اس لیے کہتے ہیں کہ وہ مقبرہ کے پاس رہا کرتا تھا ٢ امام بخاری نے کہا اور سعید مقبری بنی لیث کا غلام تھا اور ابوسعید کا بیٹا تھا ابوسعید کا نام کیسان ہے ٣

لہ یہ اس آیت کے خلاف نہیں ہے ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ کیونکہ ظالم پر مظلوم کی برائیاں ڈالا جانا خود اسی کا کرتوت ہے ۱۲ منہ ٢ بعضوں نے کہا اس لیے کہ حضرت عمرؓ نے اس کو قبریں کھودنے پر مقرر کر دیا تھا ۱۲ منہ ٣ یہ سعید ثقہ تھا ۱۲۳ھ میں مرا لیکن موت سے چار برس پہلے اس کے حافظے میں فتور آ گیا تھا ۱۲ منہ

بَابٌ - إِذَا حَلَّلَهُ مِنْ ظُلْمِهِ فَلَا رُجُوعَ فِيهِ.

باب: جب آدمی کسی کا قصور معاف کردے تو اب پھر رجوع نہیں کر سکتا۔

٦٣٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا۔ وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا۔ قَالَتْ: الرَّجُلُ تَكُونُ عِنْدَهُ الْمَرْأَةُ لَيْسَ بِمُسْتَكْثِرٍ مِنْهَا يُرِيدُ أَنْ يُفَارِقَهَا فَتَقُولُ: أَجْعَلُكَ مِنْ شَأْنِي فِي حِلٍّ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي ذَلِكَ۔

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے (سورۂ نسائی) اس آیت کی تفسیر میں اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی شرارت یا بے رغبتی سے ڈرے فرمایا کسی مرد کے پاس ایک عورت ہوتی ہے وہ اس سے بہت صحبت نہیں کرتا اور اس کو چھوڑ دینا چاہتا ہے ایسی عورت اگر اپنے خاوند کو یہ کہدے میں اپنا حق تجھ کو معاف کر دیا لہ یہ آیت اسی باب میں اتری۔

لہ یعنی تو میرے پاس اگر نہیں آتا تو نہ آ لیکن مجھ کو طلاق نہ دے اپنی زوجیت میں رہنے دے تو یہ درست ہے اور خاوند پر سے اس کی صحبت کے حقوق ساقط ہو جاتے ہیں حضرت علیؓ نے کہا یہ آیت اس باب میں ہے کہ عورت اپنے مرد سے جدا ہو جانا برا سمجھے اور خاوند جورو دونوں یہ ٹھہرالیں کہ تیسرے یا چوتھے دن مرد اپنی عورت کے پاس آیا کرے تو یہ درست ہے۔ حضرت سودہؓ نے بھی اپنی باری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معاف کر دی تھی۔ آپ ان کی باری میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس رہا کرتے تھے ۱۲ منہ

بَابٌ - إِذَا أَذِنَ لَهُ أَوْ أَحَلَّهُ وَلَمْ يُبَيِّنْ كَمْ هُوَ؟

باب: اگر کوئی شخص دوسرے کو اجازت دے یا معاف کردے مگر یہ نہ بیان کرے کتنے کی اجازت اور معافی دی۔

٦٣١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ: أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هَؤُلَاءِ؟ فَقَالَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابو حازم بن دینار سے انہوں نے سہل بن سعد ساعدی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ پینے کے لیے لایا گیا آپ نے پیا آپ کی داہنی طرف ایک لڑکا تھا ابن عباسؓ اور بائیں طرف عمر والے لوگ آپ نے لڑکے سے پوچھا میاں لڑکے تم اس کی اجازت دیتے ہو کہ پہلے میں یہ پیالہ بوڑھوں کو دوں اس نے کہا نہیں قسم خدا

الْغُلَامُ: لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ، لَا أُوثِرُ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا، قَالَ: فَتَلَّهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهِ.

کی یا رسول اللہ میں تو اپنا حصہ جو آپ کا جھوٹا ملے کسی کو دینے والا نہیں آخر آپ نے وہ پیالہ اسی کے ہاتھ میں دے دیا [1]

[1] کیونکہ اس کا حق مقدم تھا وہ داہنی طرف بیٹھا تھا اس حدیث کی باب سے مناسبت بیان کرنا مشکل ہے بعضوں نے کہا امام بخاری نے باب کا مطلب اس طرح سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے وہ پیالہ بوڑھے لوگوں کو دینے کی ابن عباسؓ سے اجازت مانگی اگر وہ اجازت دے دیتے تو یہ اجازت ایسی ہی ہوتی جس کا مقدار بیان نہیں کیا گیا کہ کتنے دودھ کی اجازت ہے پس باب کا مطلب نکل آیا ۱۲ منہ

بَابُ إِثْمِ مَنْ ظَلَمَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ.

باب: جو شخص کسی کی کچھ زمین چھین لے تو کیسا گناہ ہے۔

۶۳۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي طَلْحَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ سَهْلٍ: أَخْبَرَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ ظَلَمَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا، طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے طلحہ بن عبداللہ نے بیان کیا ان کو عبدالرحمٰن بن عمرو بن سہل نے خبر دی کہ سعید بن زید نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی کچھ زمین ظلم سے چھین لے تو سات زمینوں کا طوق (قیامت کے دن) اس کے گلے میں ڈالا جائے گا [1]

[1] زمین کے سات طبقے ہیں جس نے بالشت بھر زمین بھی چھینی تو ساتوں طبقے تک گویا اس کو چھینا اس لیے قیامت کے دن ان سب کا طوق اس کے گلے میں ہوگا دوسری روایت میں ہے وہ سب مٹی اٹھا کر لانے کا اس کو حکم دیا جائے گا بعضوں نے کہا طوق پہنانے سے یہ مطلب ہے کہ ساتوں طبقے تک اس میں دھنسایا جائے گا بعضوں نے یہ بھی نکالا ہے کہ زمینیں سات ہیں جیسے آسمان سات ہیں ۱۲ منہ

---

٦٣٣ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أُنَاسٍ خُصُومَةٌ فَذَكَرَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ لَهُ: يَا أَبَا سَلَمَةَ اجْتَنِبِ الْأَرْضَ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ ظَلَمَ قِيدَ شِبْرٍ مِنَ الْأَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ.

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے حسین معلم نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے کہا مجھ سے محمد بن ابراہیم نے بیان کیا ان سے ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے ان میں اور چند لوگوں میں [1] کچھ (زمین کا) جھگڑا تھا انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اس کا ذکر کیا حضرت عائشہؓ نے کہا اے ابوسلمہ زمین ناحق لینے سے بچارہ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بالشت برابر زمین ظلم سے لے لے گا اس کو سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔

[1] حافظ نے کہا ان لوگوں کے نام معلوم نہیں ہوئے مگر مسلم کی روایت سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ زمین میں جھگڑا تھا اور فریق ثانی ابوسلمہ کی قوم کے لوگ تھے ۱۲ منہ۔

---

٦٣٤ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرَضِينَ، قَالَ الْفِرَبْرِيُّ: قَالَ أَبُو جَعْفَرِ بْنِ أَبِي حَاتِمٍ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِخُرَاسَانَ فِي كُتُبِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، أَمْلَاهُ عَلَيْهِمْ بِالْبَصْرَةِ.

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ذری سے زمین بھی ناحق لے لے گا وہ قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسا چلا جائیگا فربری نے کہا انہوں نے ابو جعفر بن ابو حاتم سے کہا امام بخاریؒ نے کہا یہ حدیث عبداللہ بن مبارک کی کتاب میں نہیں ہے جو انہوں نے خراسان میں بنائی لیکن بصرے میں یہ حدیث انہوں نے سنائی۔

بَابٌ- إِذَا أَذِنَ إِنْسَانٌ لِآخَرَ شَيْئًا جَازَ-

باب:- کوئی شخص دوسرے شخص کو کسی بات کی اجازت دے تو وہ کر سکتا ہے۔

۶۳۵- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ جَبَلَةَ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فِي بَعْضِ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَصَابَنَا سَنَةٌ، فَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُنَا التَّمْرَ، فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَمُرُّ بِنَا فَيَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْإِقْرَانِ إِلَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ أَخَاهُ-

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے جبلہ بن سحیم سے انہوں نے کہا ہم مدینہ میں عراق والوں میں تھے ہم پر قحط آیا تو عبداللہ بن زبیر ہم کو کھجور کھلایا کرتے عبداللہ بن عمرؓ ہم پر سے گزرتے اور کہتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو کھجوریں ایک بار اٹھا کر کھانے سے منع فرمایا[1] البتہ اگر اس کا بھائی (جو اس کے ساتھ کھا رہا ہو) اجازت دے تو ایسا کر سکتا ہے۔

[1] ظاہریہ کے نزدیک یہ نہی تحریمی ہے دوسرے علمائے کے نزدیک تنزیہی ہے اور وجہ ممانعت کی ظاہر ہے کہ دوسرے کا حق تلف کرنا ہے اور اس سے حرص اور طمع معلوم ہوتی ہے نووی نے کہا اگر کھجور مشترک ہو تب تو دوسرے شریکوں کے بن اجازت ایسا کرنا حرام ہے ورنہ مکروہ ہے حافظ نے کہا اس حدیث سے اس شخص کا مذہب قوی ہوتا ہے جس نے مجہول کا ہبہ جائز رکھا ہے ۱۲ منہ

۶۳۶- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو شُعَيْبٍ كَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ لَهُ أَبُو شُعَيْبٍ: اصْنَعْ لِي طَعَامَ خَمْسَةٍ لَعَلِّي أَدْعُو النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ، وَأَبْصَرَ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُوعَ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ لَمْ يُدْعَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ هَذَا قَدِ اتَّبَعَنَا،

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابووائل سے انہوں نے ابومسعودی کہ ایک انصاری مرد نے جس کا نام ابوشعیب تھا اپنے ایک غلام سے کہا[1] جو قصائی تھا پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کر دے اس لیے کہ میں شاید دوسرے چار آدمیوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں آپ سمیت پانچ آدمی ہوں گے اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک چہرہ پر بھوک کا نشان دیکھا تھا آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے بلایا آپ کے ساتھ ایک شخص بن بلائے چلا گیا[2] آنحضرت نے صاحب خانہ سے فرمایا یہ شخص ہمارے ساتھ (بن بلائے) آ گیا ہے تو اس کو

أَتَأْذَنُ لَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ اجازت دیتا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں [۳]

[۱] اس غلام کا نام معلوم نہیں ہوا لحام کہتے ہیں گوشت بیچنے والے کو ہندی میں اس کو قصائی کہتے ہیں ۱۲ منہ
[۲] یہ پانچواں آدمی تھا اس کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ [۳] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے امام بخاری نے اس باب کا مطلب بھی اس حدیث سے ثابت کیا ہے کہ بن بلائے دعوت میں جانا اور کھانا کھانا درست نہیں مگر جب صاحب خانہ اجازت دے تو درست ہو گیا ۱۲ منہ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى۔ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ۔

باب: اللہ تعالیٰ کا (سورۂ بقرہ میں) یہ فرمانا وہ بڑا سخت جھگڑالو ہے [۱]

[۱] پوری آیت یوں ہے۔ لوگوں میں کوئی ایسا ہے جس کی بات دنیا کی زندگی میں تجھ کو بھلی لگتی ہے اور اپنے دل کی حالت پر اللہ کو گواہ کرتا ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے کہتے ہیں یہ آیت اخنس بن شریق کے حق میں اتری وہ آنحضرتؐ کے پاس آیا اور اسلام کا دعویٰ کر کے میٹھی میٹھی باتیں کرنے لگا دل میں نفاق تھا ۱۲ منہ

۶۳۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ۔

ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند وہ شخص ہے جو سخت جھگڑالو ہو [۱]

[۱] ذری ذری سی بات کے لیے لوگوں سے لڑے جھگڑے عداوت اور دشمنی کرے ۱۲ منہ

بَابُ إِثْمِ مَنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ۔

باب: جو شخص ناحق جھگڑے ناحق سمجھ کر اس کا گناہ۔

۶۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو

عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّهَا أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ سَمِعَ خُصُومَةً بِبَابِ حُجْرَتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَدَقَ فَأَقْضِي لَهُ بِذَلِكَ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ فَلْيَتْرُكْهَا۔

عروہ بن زبیر نے خبر دی ان سے زینب بنت ام سلمہ نے بیان کیا ان سے ام المومنین ام سلمہؓ نے جو ان کی والدہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے اپنے حجرے کے دروازے پر کچھ جھگڑا سنا آپ باہر برآمد ہوئے اور فرمایا دیکھو میں آدمی ہوں [1] غیب کی بات نہیں جانتا میرے پاس ایک فریق آتا ہے (اپنی دلیل بیان کرتا ہے) کبھی ایسا ہوتا ہے ایک فریق کی بحث دوسرے فریق سے عمدہ ہوتی ہے میں سمجھتا ہوں وہ سچا ہے اور اس کے موافق فیصلہ کرتا ہوں لیکن اگر میں اسکو (اس کے ظاہری بیان پر بھروسا کر کے) کسی مسلمان کا حق دلا دوں تو یہ دوزخ کا ایک ٹکڑا ہے جو اس کو دلا رہا ہوں وہ لے یا چھوڑ دے [2]

[1] یعنی جب تک خدا کی طرف سے مجھ پر وحی نہ آئے میں بھی تمہاری طرح غیب کی بات سے ناواقف رہتا ہوں کیونکہ میں آدمی ہوں اور آدمیت کے لوازم سے پاک نہیں ہوں اس حدیث سے ان بے وقوفوں کا رد ہوا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب ثابت کرتے ہیں یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر نہیں سمجھتے بلکہ الوہیت کے صفات سے متصف جانتے ہیں قاتلہم اللہ انی یؤفکون ۱۲ منہ [2] یہ تہدید کے لیے فرمایا اس حدیث سے صاف یہ نکلتا ہے کہ قاضی کے فیصلے سے وہ چیز حلال نہیں ہوتی اور قاضی کا فیصلہ ظاہراً نافذ ہے نہ باطناً یعنے اگر مدعی ناحق پر ہو اور عدالت اس کو کچھ دلا دے تو فیما بینہ وبین اللہ اس کے لیے وہ مال درست نہ ہو گا جمہور علماء اور اہل حدیث کا یہی قول ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ نے اس کے خلاف کہا ہے ۱۲ منہ

بَابٌ۔ إِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔

باب۔ جھگڑے کے وقت بدزبانی کرنا

۶۳۹۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرْبَعٌ

ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے سلیمان سے انہوں نے عبداللہ بن مرہ سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے عبداللہ بن عمروؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا چار باتیں جس

مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا، أَوْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْ أَرْبَعٍ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔

میں ہوں گی وہ تو منافق ہے[1] اور جس میں ان چار میں سے ایک بات ہوگی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی جب تک اس کو چھوڑ نہ دے وہ چار باتیں یہ ہیں جب بات کہے جھوٹی جب وعدہ کرے تو خلاف جب عہد کرے دغا دے جب جھگڑے تو بدزبانی کرے[2]

[1] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ منافق سے مراد عملی منافق ہے نہ وہ جو کافر ہے ۱۲ منہ [2] یعنی گالی گلوچ یا جھوٹا طوفان جوڑے دوسری روایت میں جو اوپر مذکور ہوئی یہ ہے کہ جب اس کے پاس امانت رکھیں تو خیانت کرے ۱۲ منہ

بَابُ قِصَاصِ الْمَظْلُومِ إِذَا وَجَدَ مَالَ ظَالِمِهِ، وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ: يُقَاصُّهُ، وَقَرَأَ- وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ۔

باب: اگر مظلوم ظالم کا مال پائے تو وہ اپنے مال کے موافق اس میں سے لے سکتا ہے[1] اور محمد بن سیرین نے کہا[2] اپنا حق برابر لے سکتا ہے اور (سورۃ نحل) کی یہ آیت پڑھی اگر تم تکلیف پہنچاؤ تو اتنی ہی پہنچاؤ جتنی تم کو تکلیف دی گئی۔

[1] اور حاکم کے فیصلے کی احتیاج نہیں قسطلانی نے کہا بدنی عقوبات میں یہ حکم نہیں وہاں حاکم کی طرف رجوع ہونا ضروری ہے ۱۲ منہ [2] اس کو عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں وصل کیا ۱۲ منہ

٦٤٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ عِيَالَنَا؟ فَقَالَ: لَا حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُطْعِمِيهِمْ بِالْمَعْرُوفِ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے کہا ہند عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی (ابوسفیان کی جورو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی کہنے لگی یا رسول اللہ ابوسفیان ایک بہت بخیل آدمی ہے کیا میں اس کا روپیہ لے کر اپنے بال بچوں کو کھلاؤں آپ نے فرمایا کچھ قباحت نہیں تو دستور کے موافق لے سکتی ہے۔

٦٤١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قُلْنَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ لَا يَقْرُونَنَا، فَلَا تَرَى فِيهِ؟ فَقَالَ لَنَا: إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأَمَرَ لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوا، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے کہا مجھ سے یزید نے انہوں نے ابوالخیر سے انہوں نے عقبہ بن عامرؓ سے انہوں نے کہا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ ہم کو دوسرے ملک والوں کے پاس بھیجتے ہیں ہم ایسے لوگوں کے پاس اترتے ہیں جو ہماری ضیافت تک نہیں کرتے تو آپ کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا اگر تم کسی قوم کے پاس جاکر اترو وہ جیسے دستور ہے اتنی تمہاری مہمانی کرنے کا حکم دیں تو خیر ورنہ ان سے اپنی مہمانی کا حق وصول کر لو[1]

[1] اس حدیث کے ظاہر سے یہ نکلتا ہے کہ مہمانی کرنا واجب ہے اگر کوئی لوگ مہمانی نہ کریں تو ان سے جبراً مہمانی کا خرچ وصول کیا جائے امام لیث بن سعد کا یہی مذہب ہے اور امام احمد سے منقول ہے کہ یہ وجوب دیہات والوں پر ہے نہ بستی والوں پر اور امام ابوحنیفہ اور شافعی اور مالک اور جمہور علما کا یہ قول ہے کہ مہمانی کرنا سنت مؤکدہ ہے اور باب کی حدیث ان لوگوں پر محمول ہے جو مضطر ہوں جن کے پاس راہ خرچ بالکل نہ ہو ایسے لوگوں کی ضیافت واجب ہے بعضوں نے کہا یہ حکم ابتدا اسلام میں تھا جب لوگ محتاج تھے اور مسافروں کی خاطر داری واجب تھی بعد اس کے منسوخ ہو گیا کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ جائزہ ضیافت کا ایک دن رات ہے جائزہ تفضل کے طور پر ہوتا ہے نہ وجوب کے طور پر بعضوں نے کہا یہ حکم خاص ہے ان لوگوں کے واسطے جن کو حاکم اسلام بھیجے ایسے لوگوں کا کھانا اور ٹھکانا ان لوگوں پر واجب ہے جن کی طرف وہ بھیجے جائیں اور ہمارے زمانہ میں بھی اس کا قاعدہ ہے حاکم کی طرف سے جو چپراسی بھیجے جاتے ہیں ان کی رسد گاؤں کو دینا پڑتی ہے ۱۲ منہ

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّقَائِفِ، وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ۔

باب: منڈووں کے نیچے بیٹھنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب بنی ساعدہ (انصار کا ایک قبیلہ ہے) اس کے منڈوے میں بیٹھے[1]

[1] اسی منڈوے کے تلے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بھی خلافت کی بیعت ہوئی تھی اس حدیث کو خود مؤلف نے کتاب الاشربہ میں وصل کیا یہاں امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ منڈوہ ڈالنا درست ہے منڈوے

سے مراد وہ سایہ دار جگہ ہے جو بازار وغیرہ میں رستے پر بنادی جاتی ہے راستہ چلنے والے اس کے تلے سے ہو کر گذرا کرتے ہیں عرب کے ملک میں یہ بہت مروج ہے چنانچہ جدہ میں جو بڑا بازار ہے وہ کئی جگہ سے پٹا ہوا ہے دونوں کناروں کے مکان دار یا دوکان دار اس کو ڈال لیتے ہیں دھوپ وغیرہ سے بچنے کے لیے ۱۲ منہ

٦٤٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ ح، وَأَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُتْبَةَ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ: حِينَ تَوَفَّى اللهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَنْصَارَ اجْتَمَعُوا فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ: انْطَلِقْ بِنَا، فَجِئْنَاهُمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ۔

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ سے امام مالک نے دوسری سند اور ابن وہب نے کہا مجھ کو یونس نے خبر دی دونوں[1] نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی ان کو عبداللہ بن عباس نے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا لیا تو انصار بنی ساعدہ[2] کے منڈوے میں جمع ہوئے ہیں نے ابو بکر رضی سے کہا تم ہمارے ساتھ چلو پھر ہم انصار کے پاس اسی بنی ساعدہ کے منڈوے میں پہنچے ۔

[1] یعنی امام مالک اور یونس دونوں نے ۱۲ منہ [2] معلوم ہوا منڈوا بنانا جائز ہے وہ ظلم نہیں ہے ۱۲ منہ

بَابٌ- لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهِ۔

باب: اپنے ہمسایا کو دیوار میں لکڑیاں[1] لگانے سے نہ روکنا چاہیے۔

[1] یا ایک لکڑی لگانے سے کیونکہ حدیث میں دونوں طرح بہ صیغہ جمع اور بہ صیغہ مفرد منقول ہے امام شافعی نے کہا یہ حکم استحبابا ہے ورنہ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہمسایہ کی دیوار پر بغیر اس کی اجازت کے لکڑیاں رکھے مالکیہ اور حنفیہ کا بھی یہی قول ہے اور امام احمد اور اسحاق اور اہل حدیث کے نزدیک یہ حکم وجوبا ہے اگر ہمسایہ اس کی دیوار پر لکڑیاں لگانا چاہے تو دیوار کے مالک کو اس کا روکنا جائز نہیں اس لیے کہ اس میں کوئی نقصان نہیں اور دیوار مضبوط ہوتی ہے گو دیوار میں سوراخ کرنا پڑے امام بیہقی نے کہا شافعی کا قول قدیم یہی ہے اور حدیث کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکتا اور یہ حدیث صحیح ہے ۱۲ منہ

٦٤٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَمْنَعْ جَارٌ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهِ، ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: مَالِي أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِينَ؟ وَاللهِ لَأَرْمِيَنَّهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ہمسایہ اپنے ہمسایہ کو اس کی دیوار میں لکڑی (یا لکڑیاں) لگانے سے نہ روکے ابوہریرہؓ اس حدیث کو روایت کرکے کہتے تھے میں دیکھتا ہوں تم یہ بات نہیں سنتے قسم خدا کی میں تو یہ حدیث تم کو برابر سناتا رہوں گا[1]

[1] لفظی ترجمہ یوں ہے اس حدیث کو تمہارے مونڈھوں کے درمیان پھینکوں گا یعنے زور زور سے تم کو سناؤں گا اور خوب تم کو ستاؤں گا، ابوہریرہؓ کے اس قول سے معلوم ہوا کہ جو لوگ حدیث کے خلاف کسی پیر یا امام یا مجتہد کے قول پر جمے ہوئے ہوں ان کو چھیڑنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بار بار اعلانیہ ان کو سنانا درست ہے شاید اللہ ان کو ہدایت دے ۱۲ منہ

بَابُ صَبِّ الْخَمْرِ فِي الطَّرِيقِ۔

باب: شراب کا رستے پر بہا دینا درست ہے۔

٦٤٤- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَبُو يَحْيَى: أَخْبَرَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِي مَنْزِلِ أَبِي طَلْحَةَ، وَكَانَ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيخَ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَادِيًا يُنَادِي: أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ، قَالَ: فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ: اخْرُجْ فَأَهْرِقْهَا، فَخَرَجْتُ فَهَرَقْتُهَا فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: قَدْ قُتِلَ قَوْمٌ وَ

ہم سے ابویحییٰ محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا کہا ہم کو عفان بن مسلم نے خبر دی کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا کہا ہم سے ثابت نے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا میں ابو طلحہ کے مکان میں لوگوں کا ساقی تھا (شراب پلا رہا تھا) ان دنوں کھجور ہی کا شراب پیا کرتے تھے[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ منادی کرنے کا حکم دیا لوگو سن لو شراب حرام ہو گیا انسؓ نے کہا یہ منادی سن کر ابوطلحہ نے مجھ سے کہا باہر نکل اور یہ شراب بہا دے[2] میں نکلا میں نے اس کو بہا دیا وہ مدینہ کی گلیوں میں بہتا چلا گیا[3] بعضے لوگ کہنے لگے ان مسلمانوں کا کیا حال ہونا ہے جن کے پیٹوں میں شراب تھا اور وہ شہید ہوتے تب اللہ

هِيَ فِي بُطُونِهِمْ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ- لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا- الآيَةَ۔

نے سورۂ مائدہ کی یہ آیت اتاری ایمان والوں پر اور جنہوں نے نیک کام کیے کچھ گناہ نہیں اس کا جو وہ کھا پی چکے[3] اخیر تک۔

[1] حافظ نے کہا اس منادی کرنے والے کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ [2] یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے معلوم ہوا کہ رستے کی زمین گو سب لوگوں میں مشترک ہے مگر وہاں شراب وغیرہ بہانا درست ہے بشرطیکہ چلنے والوں کو اس سے تکلیف نہ ہو علماء نے کہا ہے رستے میں اتنا بہت پانی بہانا کہ چلنے والوں کو تکلیف ہو منع ہے تو نجاست وغیرہ ڈالنا بطریق اولیٰ منع ہوگا ابو طلحہ نے شراب کو رستے میں بہا دینے کا اس لیے حکم دیا ہوگا کہ عام لوگوں کو شراب کی حرمت معلوم ہو جائے ۱۲ منہ [3] ان لوگوں کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ [4] یعنی شراب کے حرام ہونے سے پہلے جو لوگ شراب پی چکے اس کا کوئی مواخذہ ان سے نہ ہوگا ۱۲ منہ

بَابُ أَفْنِيَةِ الدُّورِ وَالْجُلُوسِ فِيهَا، وَالْجُلُوسِ عَلَى الصُّعُدَاتِ، وَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَابْتَنَى أَبُو بَكْرٍ مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ يُصَلِّي فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَتَقَصَّفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ وَأَبْنَاؤُهُمْ، يَعْجَبُونَ مِنْهُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ۔

باب: گھروں کے صحن اور جلو خانے اور رستوں پر بیٹھنا اور حضرت عائشہؓ نے کہا ابو بکرؓ نے اپنے جلو خانے میں ایک مسجد بنالی وہاں نماز اور قرآن پڑھا کرتے[1] پھر مشرکوں کی عورتیں اور بچے ان پر ہجوم کرتے اور تعجب سے سنتے اور دیکھتے ان دنوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ ہی میں تشریف رکھتے تھے۔

[1] یہ حدیث اوپر ابواب المساجد میں موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ منہ

۶۴۵- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ عَلَى الطُّرُقَاتِ، فَقَالُوا: مَا لَنَا

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عمر حفص ابن میسرہ نے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابو سعید خدریؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا دیکھو رستوں پر بیٹھنے سے بچتے رہو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس بات میں

بُدٌّ، إِنَّمَا هِيَ مَجَالِسُنَا نَتَحَدَّثُ فِيهَا، قَالَ: فَإِذَا أَتَيْتُمْ إِلَى الْمَجَالِسِ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهَا، قَالُوا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ؟ قَالَ: غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ.

تو ہم مجبور ہیں وہیں تو ہم بیٹھتے ہیں بات چیت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اچھا اگر ایسی ہی مجبوری ہے تو اس کا حق ادا کرو انہوں نے پوچھا کیا حق آپ نے فرمایا نگاہ نیچے رکھنا[1] اور ایذا نہ دینا اور سلام کا جواب دینا اور اچھی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا۔

[1] غیر محرم عورت کو نہ گھورنا کسی کے ستر پر نظر نہ ڈالنا ۱۲ منہ

بَابُ الْآبَارِ عَلَى الطُّرُقِ إِذَا لَمْ يُتَأَذَّ بِهَا.

باب: رستے میں کنواں کھود سکتے ہیں اگر اس سے تکلیف نہ ہو۔

۶۴۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ بِطَرِيقٍ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ، فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَ مِنِّي، فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ مَاءً، فَسَقَى الْكَلْبَ، فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لَأَجْرًا؟ فَقَالَ: فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے سمی سے جو ابوبکرؓ کے غلام تھے انہوں نے ابوصالح روغن فروش سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا ہوا کہ ایک شخص (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) رستے میں جا رہا تھا اس کو بڑی پیاس لگی ایک کنواں دیکھا اس میں اترا پانی پیا باہر نکلا تو ایک کتے کو دیکھا ہانپ رہا ہے پیاس سے کیچڑ چاٹ رہا ہے وہ اپنے دل میں کہنے لگا اس کتے کا بھی پیاس سے وہی حال ہوا ہوگا جو میرا ہوا تھا اور کنوے میں اترا اپنے موزے میں پانی بھرا اور کتے کو پلایا اللہ تعالیٰ نے اس کے کام کی قدر کی اس کو بخش دیا صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم کو ان جانوروں میں بھی ثواب ملے گا آپ نے فرمایا ہاں ہر تازے جگر والے

رَطْبَةٍ أَجْرٌ۔

میں ثواب ہے ؎

؎ اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ رستے وغیرہ میں کنواں کھود سکتے ہیں تاکہ آنے جانے والے اس میں سے پانی پئیں اور آرام اٹھائیں بشرطیکہ ضرر کا یقین نہ ہو ورنہ کھودنے والا ضامن ہوگا ۱۲ منہ

بَابُ إِمَاطَةِ الأَذَى، وَقَالَ هَمَّامٌ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُمِيطُ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ۔

باب: رستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا اور ہمام بن منبہ نے ؎ ابوہریرہؓ سے روایت کی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اگر رستے سے تکلیف دہ چیز ہٹائے تو صدقے کا ثواب ملے گا۔

؎ اس کو خود امام بخاری نے کتاب الجہاد میں وصل کیا ۱۲ منہ

بَابُ الغُرْفَةِ وَالعُلِّيَّةِ المُشْرِفَةِ وَغَيْرِ المُشْرِفَةِ فِي السُّطُوحِ وَغَيْرِهَا۔

باب: بلند اور پست بالاخانوں (ماڑیوں) میں چھت وغیرہ پر رہنا جائز ہے ؎

؎ جب دوسرے محلے والوں کی زنانی کی مد نظر نہ ہو ۱۲ منہ

۷۴۷۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِ المَدِينَةِ ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى؟ إِنِّي أَرَى مَوَاقِعَ الفِتَنِ خِلاَلَ بُيُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ القَطْرِ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے اسامہ بن زیدؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے بلند مکانوں میں سے ایک مکان پر چڑھے ؎ پھر فرمایا کیا تم اپنے گھروں میں بلائیں اترنے کے مقاموں کو ایسے دیکھ رہے ہو جیسے میں دیکھ رہا ہوں بارش کے مقاموں کی طرح ؎

؎ یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے معلوم ہوا کوٹھے اور بالاخانے پر چڑھنا درست ہے ۱۲ منہ ؎ اس حدیث میں پیش اشارہ

ہے کہ مدینہ میں بڑے بڑے فتنے اور فساد ہونے والے ہیں یہ پیشین گوئی آپ کی پوری ہوئی یزید پلید کی حکومت میں مدینہ خراب اور ویران ہوا مدینہ کے لوگ مارے گئے اور لوٹے گئے حرم میں کئی دن تک نماز نہیں ہوئی ۱۲ منہ

۶۴۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي ثَوْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمْ أَزَلْ حَرِيصًا عَلَى أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَيْنِ قَالَ اللهُ لَهُمَا- إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا- فَحَجَجْتُ مَعَهُ فَعَدَلَ وَعَدَلْتُ مَعَهُ بِالْإِدَاوَةِ فَتَبَرَّزَ ثُمَّ جَاءَ فَسَكَبْتُ عَلَى يَدَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَانِ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمَا- إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا- فَقَالَ: وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرُ الْحَدِيثَ يَسُوقُهُ، فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ وَجَارٌ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ، وَهِيَ مِنْ عَوَالِي الْمَدِينَةِ، وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا، فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ مِنْ خَبَرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْأَمْرِ وَغَيْرِهِ،

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ بن ابی ثور نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا مجھ کو ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ حضرت عمرؓ سے پوچھوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں میں سے وہ دو عورتیں کونسی ہیں جن کی شان میں سورۂ تحریم کی یہ آیت اتری کہ تم دونوں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو تو بہتر ہے تمہارے دل بگڑ گئے ہیں پھر ایسا ہوا میں نے ان کے ساتھ حج کیا وہ رستے سے مڑے لے میں بھی چھاگل لے کر ان کے ساتھ مڑا انہوں نے حاجت پوری کی جب لوٹ کر آئے تو میں نے چھاگل سے ان کے ہاتھ پر پانی ڈالا انہوں نے وضو کیا اس وقت میں نے پوچھا- امیرالمومنین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں میں وہ دو عورتیں کونسی ہیں جن کے باب میں اللہ نے یہ فرمایا اگر تم دونوں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو تو بہتر ہے تمہارے دل بگڑ گئے ہیں انہوں نے کہا ابن عباس تجھ سے تعجب ہے لے عائشہ اور حفصہ مراد ہیں- پھر انہوں نے قصہ بیان کرنا شروع کیا کہنے لگے میں اور ایک میرا ہمسایہ انصاری سے دونوں مدینہ کے بلند دیہات میں بنی امیہ بن زید کے گاؤں میں رہا کرتے تھے اور باری باری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مدینہ میں) اترا کرتے ایک روز وہ آتا ایک روز میں جب میں اترتا تو اس دن کی خبر وحی وغیرہ سب اس انصاری کو کر دیتا اور جس دن وہ اترتا وہ بھی ایسا ہی کرتا اور ہم قریش لوگ عورتوں پر غالب رہا کرتے تھے جب ہم مدینہ میں (انصاریوں کے پاس آئے دیکھا تو ان پر ان کی عورتیں

وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَهُ، وَكُنَّا مَعْشَرَ
قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى
الأَنْصَارِ إِذَا هُمْ قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ
فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَأْخُذْنَ مِنْ أَدَبِ نِسَاءِ
الأَنْصَارِ، فَصِحْتُ عَلَى امْرَأَتِي
فَرَاجَعَتْنِي فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي
فَقَالَتْ وَلِمَ تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ؟،
فَوَاللَّهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَيُرَاجِعْنَهُ، وَإِنَّ إِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ
الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَأَفْزَعَنِي فَقُلْتُ: خَابَتْ
مَنْ فَعَلَتْ مِنْهُنَّ بِعَظِيمٍ، ثُمَّ جَمَعْتُ
عَلَيَّ ثِيَابِي فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ، فَقُلْتُ:
أَيْ حَفْصَةُ، أَتُغَاضِبُ إِحْدَاكُنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ؟
فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَقُلْتُ خَابَتْ وَخَسِرَتْ،
أَفَتَأْمَنُ أَنْ يَغْضَبَ اللَّهُ لِغَضَبِ رَسُولِهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَهْلِكِينَ؟ لاَ تَسْتَكْثِرِي
عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلاَ
تُرَاجِعِيهِ فِي شَيْءٍ وَلاَ تَهْجُرِيهِ، وَ
اسْأَلِينِي مَا بَدَا لَكِ وَلاَ يَغُرَّنَّكِ أَنْ
كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ أَوْضَأَ مِنْكِ وَ
أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
يُرِيدُ عَائِشَةَ، وَكُنَّا تَحَدَّثْنَا أَنَّ غَسَّانَ
تُنْعِلُ النِّعَالَ لِغَزْوِنَا فَنَزَلَ صَاحِبِي
يَوْمَ نَوْبَتِهِ فَرَجَعَ عِشَاءً فَضَرَبَ
بَابِي ضَرْبًا شَدِيدًا، وَقَالَ: أَنَائِمٌ هُوَ؟
فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ وَقَالَ: حَدَثَ

غالب ہیں یہ رنگ دیکھ کر ہماری عورتوں نے بھی وہی وتیرہ
اختیار کیا ایک بار ایسا ہوا میں اپنی جورو پر چلایا (خفا ہوا)
اس نے مجھ کو جواب دیا میں نے اس پر برا مانا وہ کہنے
لگی تم نے میرا جواب دینا کیوں برا سمجھا قسم خدا کی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیاں آپ کو جواب دیتی ہیں اور
کوئی بی بی تو ایسا کرتی ہے کہ دن بھر شام تک آپ سے
خفا رہتی ہے یہ سن کر میں گھبرایا میں نے کہا جو بی بی
ایسا کرتی ہے وہ غضب کرتی ہے تباہ ہوئی پھر میں نے
اپنے کپڑے پہنے اور حفصہؓ کے پاس گیا میں نے کہا
حفصہ تم لوگوں کا کیا حال ہے تم میں کوئی سارے سارے دن
بلکہ رات تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ رکھتی ہے۔
اس نے کہا ہاں ایسا تو ہوتا ہے میں نے کہا جو ایسا
کرے وہ تباہ اور برباد ہوئی کیا تو اللہ کے غصہ سے نہیں
ڈرتی جو اس کے پیغمبر کو غصہ دلاتی ہے تو تباہ ہو جائیگی
دیکھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت فرمائشیں مت
کیا کر اور آپ کو جواب نہ دیا کر نہ آپ سے خفا ہوا کر اگر تجھے
کچھ درکار ہو تو مجھ سے کہا کر اور تو اس دھوکے میں مت آ کہ تیری
ہمجولی رگنیاں یعنی تجھ سے زیادہ گوری اور خوب صورت ہے اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو تجھ سے زیادہ چاہتے ہیں
حضرت عائشہ کو مراد لیا حضرت عمرؓ نے کہا ان دنوں یہ باتیں بھی
ہو رہی تھیں کہ غسان کے لوگ ہم سے لڑنے کے لیے گھوڑوں
کے نعل باندھ رہے ہیں خیر میرا ساتھی انصاری اپنی باری کے
دن مدینے گیا وہاں سے لوٹ کر آیا تو اس نے میرا دروازہ زور
سے کھٹکھٹایا اور کہنے لگا عمر رضی اللہ عنہ سوتے ہیں میں
گھبرا کر نکلا وہ کہنے لگا بڑا سانحہ ہوا میں نے پوچھا کیا ہوا
کہو تو کیا غسان کے لوگ آن پہنچے اس نے کہا نہیں
اس سے بھی بڑا اور لمبا واقعہ ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أَمْرٌ عَظِيمٌ، قُلْتُ: مَا هُوَ؟ أَجَاءَتْ
غَسَّانُ؟ قَالَ: لَا، بَلْ أَعْظَمُ مِنْهُ وَأَطْوَلُ،
طَلَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ،
قَالَ: قَدْ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ،
كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ هٰذَا يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ
فَجَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي فَصَلَّيْتُ صَلَاةَ
الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَدَخَلَ مَشْرُبَةً لَهُ فَاعْتَزَلَ فِيهَا،
فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ، فَإِذَا هِيَ
تَبْكِي، قُلْتُ: مَا يُبْكِيكِ؟ أَوَلَمْ أَكُنْ
حَذَّرْتُكِ؟ أَطَلَّقَكُنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: لَا أَدْرِي، هُوَ ذَا
فِي الْمَشْرُبَةِ، فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ الْمِنْبَرَ
فَإِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ يَبْكِي بَعْضُهُمْ
فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيلًا، ثُمَّ غَلَبَنِي
مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِي هُوَ
فِيهَا فَقُلْتُ لِغُلَامٍ لَهُ أَسْوَدَ: اسْتَأْذِنْ
لِعُمَرَ، فَدَخَلَ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: ذَكَرْتُكَ
لَهُ فَصَمَتَ، فَانْصَرَفْتُ حَتَّى جَلَسْتُ
مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ، ثُمَّ
غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ،
فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ،
ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ
اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ: فَلَمَّا
وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا فَإِذَا الْغُلَامُ يَدْعُونِي
قَالَ: أَذِنَ لَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

نے اپنی بی بیوں کو طلاق دے دیا یہ سن کر میں نے کہا حفصہ
تو تباہ ہو گئی برباد ہو گئی میں تو پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ ایسا
ہونے والا ہے خیر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور صبح کی نماز
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینے میں) آن کر پڑھی
آپ (نماز پڑھ کر) اپنے بالاخانے میں تشریف لے گئے وہاں
اکیلے بیٹھ رہے میں حفصہ کے پاس گیا دیکھا تو وہ رو
رہی ہے میں نے کہا کیوں روتی کیوں ہے میں تو تجھ کو
پہلے ہی ڈرا چکا تھا اب یہ بتلا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے تم لوگوں کو طلاق دے دیا وہ کہنے لگی مجھ کو
معلوم نہیں آپ اس بالاخانے میں ہیں (ان سے پوچھو) یہ سن کر
میں (حفصہ کے حجرے سے) باہر نکلا منبر کے پاس آیا
دیکھا تو اس کے گرد لوگ بیٹھے ہیں بعضے ان میں سے کچھ
رو رہے ہیں میں تھوڑی دیر ان کے پاس بیٹھا پھر مجھ پر
رنج کا غلبہ ہوا تو میں اٹھا اس بالاخانے کے پاس آیا جس
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے میں نے ایک کالے غلام سے کہا جو وہاں
بیٹھا تھا عمر کے لیے اجازت مانگ وہ اندر گیا اس نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کی پھر باہر نکلا تو کہنے
لگا میں نے آپ سے تمہارا ذکر کیا لیکن آپ خاموش رہے۔
میں لوٹ آیا اور منبر کے پاس جو لوگ بیٹھے تھے ان کے ساتھ
بیٹھ گیا پھر مجھ پر رنج غالب ہوا اور میں بالاخانے کے پاس
گیا لیکن ویسا ہی معاملہ ہوا پھر میں ان لوگوں کے پاس آ کر
بیٹھ گیا جو منبر کے گرد بیٹھے تھے پھر مجھ سے نہ رہا گیا رنج نے غلبہ
کیا میں (بالاخانے کی طرف) اس غلام کے پاس آیا اور میں نے
کہا عمر کے لیے اجازت مانگ لیکن اب کے بھی وہی ہوا آخر میں
پیٹھ موڑ کر (گھر کو) چلا اس وقت غلام نے مجھ کو پکارا
اور کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو اجازت دی یہ سن کر میں آپ کے
پاس گیا آپ خالی بوریے پر لیٹے ہوئے تھے اس پر کوئی

قَدْ خَلَتُ عَلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى رِمَالِ حَصِيرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ، قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ، مُتَّكِئٌ عَلَى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ: طَلَّقْتَ نِسَاءَكَ؟ فَرَفَعَ بَصَرَهُ إِلَيَّ، فَقَالَ: لَا ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ أَسْتَأْنِسُ يَا رَسُولَ اللهِ: لَوْ رَأَيْتَنِي وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى قَوْمٍ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَذَكَرَهُ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قُلْتُ: لَوْ رَأَيْتَنِي وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُرِيدُ عَائِشَةَ، فَتَبَسَّمَ أُخْرَى، فَجَلَسْتُ حِينَ رَأَيْتُهُ تَبَسَّمَ ثُمَّ رَفَعْتُ بَصَرِي فِي بَيْتِهِ فَوَاللهِ مَا رَأَيْتُ فِيهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهَبَةٍ ثَلَاثٍ، فَقُلْتُ: ادْعُ اللهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلَى أُمَّتِكَ، فَإِنَّ فَارِسَ وَالرُّومَ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَأُعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُونَ اللهَ، وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ: أَوَفِي شَكٍّ أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟ أُولَئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، اسْتَغْفِرْ لِي، فَاعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ الْحَدِيثِ حِينَ أَفْشَتْهُ حَفْصَةُ إِلَى عَائِشَةَ وَكَانَ

بچھونا بھی نہ تھا اور بوریے کے نشان آپ کے پہلو پر پڑ گئے تھے ایک چمڑے کے تکیے پر ٹیکا دیے ہوئے تھے جس میں کھجور کی چھال بھری تھی میں نے کھڑے ہی کھڑے آپ کو سلام کیا اور پوچھا کیا آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دیا آپ نے میری طرف نگاہ اٹھا کر فرمایا نہیں پھر میں نے کھڑے ہی کھڑے آپ کا دل بہلانے کو یہ عرض کیا یا رسول اللہ آپ دیکھیے ہم قریش لوگ عورتوں پر غالب تھے جب ایسے لوگوں کے پاس آئے جن کی عورتیں ان پر غالب ہیں (پھر سارا قصہ بیان کیا) یہ سن کر آپ ہنس دیے پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کاش آپ ملاحظہ فرماتے میں حفصہ کے پاس گیا اور میں نے کہا تو اپنی ہمجولی برابر والی سے دھوکا مت کھائیو وہ تجھ سے زیادہ خوب صورت ہے اور تجھ سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے محبت رکھتے ہیں حضرت عائشہؓ کو مراد لیا یہ سن کر آپ پھر ہنسے جب میں نے دیکھا کہ آپ (دوبارہ) ہنسے تو میں بیٹھ گیا لے بعد اس کے آنکھ اٹھا کر آپ کے گھر کا سامان دیکھا تو کوئی چیز نہیں دکھلائی دی صرف تین کھالیں وہ بھی کچی پڑی ہوئی تھیں میں نے کہا اللہ سے دعا کیجیے وہ آپ کی امت کو فراغت دے کیونکہ ایران اور روم کے لوگ مالدار ہیں اللہ نے ان کو دولت دے رکھی ہے حالانکہ وہ اللہ کو نہیں پوجتے اس وقت آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے آپ نے فرمایا خطاب کے بیٹے کیا ابھی تجھ کو شک ہے (تو دنیا کی دولت اچھی سمجھتا ہے) ان لوگوں کے مزے تو دنیا کی زندگی میں جلدی دے دیے گئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے دعا فرمائیے تو ہوا یہ تھا کہ حضرت عائشہؓ سے حفصہؓ نے آپ کا راز بیان کر دیا تھا ٢ے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت غصہ ان پر آیا جب اللہ نے آپ پر

قَدْ قَالَ: مَا أَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهِ عَلَيْهِنَّ حِينَ عَاتَبَهُ اللَّهُ، فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: إِنَّكَ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّا أَصْبَحْنَا لِتِسْعٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً أَعُدُّهَا عَدًّا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ، وَكَانَ ذَلِكَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأُنْزِلَتْ آيَةُ التَّخْيِيرِ فَبَدَأَ بِي أَوَّلَ امْرَأَةٍ فَقَالَ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا وَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَعْجَلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ، قَالَتْ: قَدْ أَعْلَمُ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِكَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَالَ - يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ - إِلَى قَوْلِهِ عَظِيمًا، قُلْتُ: أَفِي هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ؟ فَإِنِّي أُرِيدُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ، ثُمَّ خَيَّرَ نِسَاءَهُ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ۔

عتاب فرمایا[۹] خیر آپ انتیس دن کے بعد (بالاخانے میں اکیلے رہ کر) پہلے حضرت عائشہؓ کے پاس گئے حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ نے تو یہ قسم کھائی تھی کہ ایک مہینے تک ہمارے پاس نہ آئیں گے اور ابھی تو انتیس ہی راتیں گذری ہیں میں ان کو گن رہی ہوں یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ انتیس روز کا بھی ہوتا ہے اور یہ مہینہ انتیسا ہی تھا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا پھر اللہ تعالیٰ نے اختیار کی آیت اتاری یا ایہا النبی قل لازواجک ان کنتن الآیہ[۱۰] سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ ہی سے پوچھا اور فرمایا عائشہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں اس کے جواب میں جلدی نہ کر اپنے ماں باپ سے صلاح کر لے حضرت عائشہؓ نے کہا میں خوب جانتی تھی کہ میرے ماں باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہونے کی کبھی رائے نہ دیں گے پھر آپ نے یہی آیت پڑھی یا ایہا النبی سے عظیما تک میں نے کہا بس اسی باب میں میں اپنے ماں باپ سے صلاح کروں میں تو اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہوں پھر آپ نے دوسری عورتوں کو بھی اختیار دیا سب نے حضرت عائشہؓ کی طرح جواب دیا۔

ا یعنی حاجت کے لیے رستہ چھوڑ کر ایک طرف ہو گئے ۱۲ منہ ۲ کہ ایسی مشہور بات نہیں جانتا حالانکہ قرآن کی تفسیر میں تجھ کو کمال اصل ہے ۱۲ منہ ۳ اس کا نام عتبان بن مالک تھا اور صحیح یہی ہے کہ وہ اوس بن خولی بن عبداللہ انصاری تھا ۱۲ منہ ۴ یعنی ہماری قوم میں عورتیں مردوں سے دبی رہتیں ۱۲ منہ ۵ عبید بن حنین کی روایت میں یوں ہے خود تمہاری بیٹی (حفصہ رضی اللہ عنہا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیتی ہے آپ سارے دن غصے رہتے ہیں ۱۲ منہ ۶ معلوم ہوا اللہ کے رسول کو غصہ دلانا اور ناراض کرنا اللہ کو ناراض کرنا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا میں تشریف رکھتے تھے تو ایک بار حضرت عمرؓ تورات شریف پڑھنے اور سنانے لگے آپ کا مبارک چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا دوسرے صحابہؓ نے حضرت عمرؓ کو ملامت

کی کہ تم آنحضرتؐ کا چہرہ نہیں دیکھتے اسی وقت انہوں نے توریت شریف پڑھنا موقوف کر دیا اور آنحضرت نے فرمایا اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری تابعداری کرنا ہوتی اس حدیث سے ان لوگوں کو نصیحت لینا چاہیے جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور اس پر حدیث شریف سن کر دوسرے کسی مولوی یا امام یا درویش کی بات پر عمل کرتے ہیں حدیث شریف پر عمل نہیں کرتے خیال کرنا چاہیے کہ آنحضرت کی روح مبارک کو ایسی باتوں سے کتنا صدمہ ہوتا ہوگا اور جب آنحضرتؐ ناراض ہوئے تو اب کہاں ٹھکانا رہا اللہ جل جلالہ بھی ناراض ہوا ایسی حالت میں نہ کوئی مولوی آئے گا نہ پیر نہ درویش نہ امام یا اللہ تو اس بات کا گواہ ہے کہ ہم کو اپنے پیغمبر سے ایسی محبت ہے کہ باپ دادا پیر مرشد بزرگ امام مجتہد ساری دنیا کا قول اور فعل حدیث کے خلاف ہم لغو سمجھتے ہیں اور تیری اور تیرے پیغمبر کی رضامندی ہم کو کافی اور وافی ہے اگر یہ سب تیری اور تیرے پیغمبر کی تابعداری میں بالفرض ہم سے ناراض ہو جائیں تو ہم کو ان کی ناراضی کی ذرا بھی پرواہ نہیں ہے یا اللہ ہماری جان بدن سے نکلتے ہی ہم کو ہمارے پیغمبر کے پاس پہنچا دے ہم عالم برزخ میں آپ ہی کی کفش برداری کرتے رہیں اور آپ ہی کی حدیث سنتے رہیں ۱۲ منہ ؎ مراد حضرت عائشہؓ ہیں یعنی حضرت عائشہؓ کی بات اور ہے اول تو وہ تجھ سے کہیں خوب صورت ہیں دوسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی ہیں ۱۲ منہ ؎ غسان ایک قبیلہ ہے قحطان کا جو شام کی طرف رہتا ہے ۱۲ منہ ؎ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ ؎ ان لوگوں کے نام معلوم نہیں ہوئے ۱۲ منہ ؎ اس کا نام رباح تھا ۱۲ منہ ؎ یعنی غلام اندر جا کر خبر دی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہ دیا خاموش ہو رہے ۱۲ منہ ؎ پہلے حضرت عمرؓ کو آپ کے سامنے بیٹھنے کی بھی جرأت نہیں ہوئی کیونکہ آپ رنج اور غصے میں تھے ۱۲ منہ ؎ آنحضرتؐ نے اپنی حرم ماریہ قبطیہ سے صحبت کی حضرت حفصہؓ کو اس کی خبر ہو گئی آپ نے ان سے فرمایا تو اس راز کو چھپا اب میں نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا لیکن حضرت حفصہؓ نے اس کی خبر حضرت عائشہؓ کو کر دی وہ بہت غصے ہوئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراض ہو کر یہ قسم کھائی کہ میں ایک مہینے تک اپنی بی بیوں کے پاس نہ جاؤں گا ۱۲ منہ ؎ فرمایا اے پیغمبر تو ان چیزوں کو اپنے اوپر کیوں حرام کرتا ہے جو اللہ نے تیرے لیے حلال کیں تو اپنی بی بیوں کی رضامندی چاہتا ہے ۱۲ منہ ؎ یعنی اے پیغمبر اپنی بی بیوں سے کہہ اگر تم دنیا کی زندگی اور دنیا کا ساز و سامان چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر اچھی طرح خوبصورتی سے رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی طلبگار ہو اور آخرت کے گھر کی تو تم میں جو نیک بی بیاں ہیں ان کے لیے اللہ نے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے یہ آیت سورۂ احزاب کے تیسرے رکوع میں ہے ۱۲ منہ

۶۴۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ: أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: آلَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے مروان بن معاویہ فزاری نے انہوں نے حمید طویل سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں کے پاس ایک مہینے تک نہ جانے کی قسم کھائی اور آپ کے پاؤں میں موچ

وَكَانَتِ انْفَكَّتْ قَدَمُهُ فَجَلَسَ فِي عُلِّيَّةٍ لَهُ فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ: أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنِّي آلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا، فَمَكَثَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ ثُمَّ نَزَلَ فَدَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ۔

آ گئی تھی آپ اپنے ایک بالاخانے میں بیٹھ رہے پھر حضرت عمرؓ آئے اور پوچھا کیا آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دیا آپ نے فرمایا نہیں بلکہ میں نے ایک مہینے تک ان کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی ہے پھر انتیس دن تک آپ ٹھہرے رہے بعد اس کے اپنی عورتوں کے پاس گئے۔

بَابُ مَنْ عَقَلَ بَعِيرَهُ عَلَى الْبَلَاطِ أَوْ بَابِ الْمَسْجِدِ۔

باب۔ مسجد کے دروازے پر جو پتھر بچھے ہوتے ہیں وہاں یا دروازے پر اونٹ باندھنا لہ

لہ حدیث میں تو صرف بلاط یعنی مسجد کے دروازے پر جو پتھر بچھے ہوتے ہیں وہاں اونٹ باندھنا مذکور ہے اور دروازے کو اسی پر قیاس کیا حافظ نے کہا اس حدیث کے دوسرے طریق میں مسجد کے دروازے کا بھی ذکر ہے امام بخاری نے اس طرف اشارہ کیا ۱۲ منہ

۶۵۰۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيُّ قَالَ: أَتَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْتُ إِلَيْهِ وَعَقَلْتُ الْجَمَلَ فِي نَاحِيَةِ الْبَلَاطِ فَقُلْتُ: هَذَا جَمَلُكَ، فَخَرَجَ فَجَعَلَ يُطِيفُ بِالْجَمَلِ، قَالَ: الثَّمَنُ وَالْجَمَلُ لَكَ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عقیل نے کہا ہم سے ابو المتوکل ناجی نے، انہوں نے کہا میں جابرؓ ابن عبداللہ کے پاس آیا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے میں بھی آپ کے پاس گیا اور اونٹ کو بلاط کے کونے میں باندھ دیا (بلاط وہ پتھر جو مسجد کے دروازے پر بچھے ہوتے ہیں) میں نے عرض کیا آپ کا اونٹ حاضر ہے آپ باہر آئے اور اونٹ کے نزدیک پھرنے لگے پھر فرمایا قیمت بھی لے اونٹ بھی لے جا۔

بَابُ الْوُقُوفِ وَالْبَوْلِ عِنْدَ سُبَاطَةِ قَوْمٍ۔

باب۔ کسی قوم کے گھورے کے پاس ٹھہرنا اور وہاں پیشاب کرنا۔

۶۵۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا انہوں نے شعبہؒ سے انہوں نے منصورؒ سے انہوں نے ابو وائلؒ سے انہوں نے حذیفہؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا یا یوں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ لَقَدْ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا۔

ایک قوم کے گھوڑے پر آئے آپ نے وہاں کھڑے کھڑے پیشاب کیا۔

بَابُ مَنْ أَخَذَ الْغُصْنَ وَمَا يُؤْذِي النَّاسَ فِي الطَّرِيقِ فَرَمَى بِهِ۔

باب: رستے میں سے کانٹوں کی ڈالی یا اور کوئی تکلیف دہ چیز اٹھا کر پھینک دینا۔

۶۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَأَخَذَهُ فَشَكَرَ اللهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے سمی سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا ہوا ایک آدمی رستے میں جا رہا تھا وہاں کانٹے دار ڈالی دیکھی اس کو اٹھا لیا (اور پھینک دی) اللہ نے اس کام کی قدر کی اس کو بخش دیا[1]

[1] کیونکہ اس نے خلق خدا کی تکلیف گوارا نہ کی اور ان کے آرام اور راحت کے لیے اس ڈالی کو اٹھا کر پھینکا کہ ایسا نہ ہو کسی کے پاؤں میں چبھ جائے ۱۲ منہ

بَابٌ۔ إِذَا اخْتَلَفُوا فِي الطَّرِيقِ الْمِيتَاءِ، وَهِيَ الرَّحْبَةُ تَكُونُ بَيْنَ الطَّرِيقِ، ثُمَّ يُرِيدُ أَهْلُهَا الْبُنْيَانَ فَتُرِكَ مِنْهَا لِلطَّرِيقِ سَبْعَةُ أَذْرُعٍ۔

باب: اگر عام رستے میں[1] اختلاف ہو اور وہاں رہنے والے کچھ عمارت بنانا چاہیں تو سات ہاتھ رستہ چھوڑ دیں[2]

[1] میتاء کے معنے چوڑا یا عام رستہ بعضوں نے کہا میتاء سے یہ مراد ہے کہ آباد زمین اگر آباد ہو اور وہاں رستہ قائم کرنے کی ضرورت پڑے اور رہنے والے لوگ وہاں جھگڑا کریں تو کم سے کم اتنا رستہ چھوڑ دیا جائے ۱۲ منہ [2] کم سے کم اس قدر رستہ آدمیوں اور سواریوں کے نکلنے کے لیے کافی ہے قسطلانی نے کہا جو دوکاندار رستے پر بیٹھا کرتے ہیں ان کے لیے بھی یہی حکم ہے اگر سات ہاتھ سے رستہ زیادہ ہو تو زیادہ میں بیٹھ سکتے ہیں ورنہ بیٹھنے سے منع کیے جائیں تاکہ چلنے والوں کو تکلیف نہ ہو ۱۲ منہ

۶۵۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ خِرِّيتٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَشَاجَرُوا فِي الطَّرِيقِ الْمِيتَاءِ بِسَبْعَةِ أَذْرُعٍ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن حازم نے انہوں نے زبیر بن خریت سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے کہا میں نے ابوہریرہؓ سے سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رستے کے جھگڑے میں یہ فیصلہ کیا کہ سات ہاتھ رستہ چھوڑ دیا جائے [1]

[1] سبحان اللہ پیغمبر صاحب کا علم و فہم جو اللہ کی طرف سے معلوم ہوتا ہے حالانکہ آپ کے زمانہ میں گاڑیاں اور چھکڑوں کا رواج نہ تھا اونٹ اور آدمیوں کے آنے جانے کے لیے تین ہاتھ رستہ بھی کفایت کرتا ہے مگر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ادھر سے کوئی سواری آجاتی ہے تو دونوں کے برابر نکل جانے کے لیے سات ہاتھ رستہ رہنا ضرور ہے اتنے رستے میں گاڑیاں اور بگھیاں بھی نکل جاتی ہیں ۱۲ منہ

بَابُ النُّهْبَى بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهِ، وَقَالَ عُبَادَةُ: بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنْ لَا نَنْتَهِبَ۔

باب: کسی شخص کی بے اس کی اجازت کے لوٹنا منع ہے [1] اور عبادہ بن صامت نے کہا [2] ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر پر بیعت کی کہ لوٹ نہ کریں گے۔

[1] امام بخاری کے ترجمۂ باب سے یہ نکلتا ہے کہ اگر مالک کی اجازت ہو تو لوٹنا درست ہے بشرطیکہ اپنے آگے کی چیز لے دوسرے کے سامنے سے نہ کھینچے اور امام مالک اور ایک جماعت علما نے اس حدیث کی رو سے دولھا دلھن پر کھجور مٹھائی وغیرہ لٹانا مکروہ رکھا ہے اہل حدیث کے محققین علما نے تصریح کر دی ہے کہ شادی میں کھجور مصری بادام وغیرہ لٹانا حاضرین میں مکروہ اور بدعت ہے تقسیم کر دینا چاہیے کیونکہ صحیح حدیث سے مطلق لوٹ کی ممانعت ثابت ہے ۱۲ منہ [2] اس حدیث کو خود امام بخاری نے باب وفود الانصار میں وصل کیا ۱۲ منہ

۶۵۴- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ جَدُّهُ أَبُو أُمِّهِ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النُّهْبَى وَالْمُثْلَةِ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عدی بن ثابت نے کہا میں نے عبداللہ بن یزید انصاری سے سنا وہ عدی کے نانا تھے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹ اور مثلہ (ناک کان کاٹنے) سے منع فرمایا۔

۶۵۵- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ: حَدَّثَنَا عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ حِينَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَعَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ إِلَّا النُّهْبَةَ، قَالَ الْفِرَبْرِيُّ، وَجَدْتُ بِخَطِّ أَبِي جَعْفَرٍ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ تَفْسِيرُهُ أَنْ يُنْزَعَ مِنْهُ، يُرِيدُ الْإِيمَانَ۔

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث بن سعد نے کہا ہم سے عقیل نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابو بکر بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زنا کرنے والا جس وقت زنا کرتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا اور شراب پینے والا جس وقت شراب پیتا ہے اس وقت مومن نہیں ہوتا اور چور جس وقت چوری کرتا ہے اس وقت مومن نہیں ہوتا اور لوٹنے والا جب کوئی ایسی چیز لوٹ کرتا ہے جس کی طرف لوگ آنکھ اٹھا کر دیکھتے ہیں تو وہ مومن نہیں ہوتا[۱] سعید اور ابو سلمہ نے بھی ابو ہریرہؓ سے ایسی ہی روایت کی مگر اس میں لوٹ کا ذکر نہیں ہے۔ فربری نے کہا میں نے ابو جعفر کے خط میں یہ لکھا پایا امام بخاریؒ نے کہا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے ایمان سلب ہو جاتا ہے۔

[۱] ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ لوگ اسی لوٹ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتے ہیں جو مالک کی بے اجازت ہو اور اجازت سے لوٹنے والے کو کوئی بری نگاہ سے نہیں دیکھتا قسطلانی نے کہا ان کا کرنے والا کامل الایمان نہیں ہوتا کیونکہ اگر کامل الایمان ہوتا تو اس کے دل میں خدا کا ڈر ہوتا اور وہ ایسے کام نہ کرتا یا وہ لوگ مراد ہیں جو ان کاموں کو حلال جان کر کریں وہ تو بالکل کافر ہیں بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ایسے کام کرتے ہیں ان کا ایمان جاتے رہنے کا ڈر ہے۔ بعضے نسخوں میں یوں ہے قال ابو عبداللہ قال ابن عباسؓ تفسیرہ ان ینزع منہ نور الایمان۔ امام بخاریؒ نے کہا ابن عباسؓ نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے ایمان کا نور سلب ہو جائے گا۔ حافظ نے کہا آگے ہم بیان کریں گے کہ ابن عباسؓ کے اس قول کو کس نے وصل کیا ۱۲ منہ۔

بَابُ کَسْرِ الصَّلِیبِ وَقَتْلِ الْخِنْزِیرِ۔

باب:۔ صلیب (ترسول) کا توڑ ڈالنا اور سور کا مار ڈالنا۔

۶۵۶۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِیُّ قَالَ: أَخْبَرَنِی سَعِیدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَنْزِلَ فِیكُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَیَكْسِرَ الصَّلِیبَ وَیَقْتُلَ الْخِنْزِیرَ وَیَضَعَ الْجِزْیَةَ وَیَفِیضَ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَهُ أَحَدٌ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے زہری نے کہا مجھ کو سعید بن مسیب نے خبر دی انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم میں عیسیٰ مریم کے بیٹے منصف حاکم بن کر نہ اتریں [1] وہ صلیب (ترسول) کو توڑ ڈالیں گے سور کو مار ڈالیں گے اور جزیہ لینا موقوف کر دیں گے اور مال (روپیہ پیسہ) کی اس وقت ایسی کثرت ہوگی کہ کوئی قبول ہی نہیں کرنے کا [2]

[1] یہ نہایت صحیح اور متصل حدیث ہے اور اس کے راوی سب ثقہ اور امام ہیں اس میں صاف یہ مذکور ہے کہ قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ پیغمبر جو مریم کے بیٹے ہیں دنیا میں اتریں گے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ پیغمبر آسمان پر زندہ موجود ہیں اور حق تعالیٰ نے ان کو اٹھا لیا ہے جیسے قرآن شریف میں آیا ہے صلیب نصرانیوں کی نشانی ہے اور تثلیث کی علامت ہے حضرت عیسیٰ آسمان سے اتر کر دین محمدی پر عمل کریں گے اور تثلیث کی علامت توڑ پھوڑ ڈالیں گے سب کو ایک خدائے واحد کی عبادت پر مجبور کریں گے سور سب مار ڈالے جائیں گے اس کی حرمت آپ ظاہر کر دیں گے اور جزیہ لینا موقوف کر دیں گے یا تو آدمی اسلام لائے یا قتل کیا جائے گا۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جو ایسی صحیح اور صاف حدیثیں دیکھتے ہوئے بھی حضرت عیسیٰ کے اترنے میں شبہ کریں۔ اور ایک ہندی گمراہ شخص کو مثیل مسیح یا عیسیٰ خیال کریں۔ الہمہم الشیطان قاتلہم اللہ ۱۲ منہ

[2] اس حدیث کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ اگر کوئی صلیب توڑ ڈالے یا سور مار ڈالے تو اس پر ضمان نہ ہوگا۔ قسطلانی نے کہا یہ جب ہے کہ وہ حربیوں کا مال ہو اگر ذمی کا مال ہو جس نے اپنی شرائط سے انحراف نہ کیا ہو اور عہد پر قائم ہو تو ایسا کرنا درست نہیں ۱۲ منہ

بَابٌ۔ هَلْ تُكْسَرُ الدِّنَانُ الَّتِی فِیهَا الْخَمْرُ أَوْ تُخَرَّقُ الزِّقَاقُ؟ فَإِنْ

باب:۔ کیا شراب کے مٹکے (یا پیپے) توڑ ڈالے جائیں مشکیں پھاڑ ڈالی جائیں؟ پھر اگر کسی نے مورت توڑ ڈالی یا

كَسَرَ صَنَمًا أَوْ صَلِيبًا أَوْ طُنْبُورًا أَوْ مَا لَا يُنْتَفَعُ بِخَشَبِهِ، وَأُتِيَ شُرَيْحٌ فِي طُنْبُورٍ كُسِرَ فَلَمْ يَقْضِ فِيهِ بِشَيْءٍ۔

طنبورہ (ڈھول) یا جس چیز کی لکڑی کام میں نہیں آتی (جیسے ستار وغیرہ) اس پر تاوان ہوگا یا نہیں اور شریح قاضی کے پاس طنبورہ توڑنے کا مقدمہ آیا انہوں نے کچھ تاوان نہ دلایا[1]

[1] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ

۶۵۷- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ ابْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نِيرَانًا تُوقَدُ يَوْمَ خَيْبَرَ، قَالَ: عَلَامَ تُوقَدُ هَذِهِ النِّيرَانُ؟ قَالُوا: عَلَى الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ، قَالَ: اكْسِرُوهَا وَأَهْرِقُوهَا، قَالُوا: أَلَا نُهَرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا؟ قَالَ: اغْسِلُوا

ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا انہوں نے یزید بن ابی عبید سے انہوں نے سلمہ بن اکوع سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دن خیبر فتح ہوا کچھ آگ روشن دیکھی آپ نے پوچھا یہ کیا پکاتے ہیں لوگوں نے کہا یہی بستی کے گدھوں کا گوشت آپ نے فرمایا یہ ہانڈیاں توڑ ڈالو اور گوشت وغیرہ سب اوندھا دو (بہا دو) لوگوں نے کہا ہم گوشت وغیرہ سب بہا کر ہانڈیاں دھو ڈالیں فرمایا اچھا دھو ڈالو[1]

[1] پہلے آپ نے سختی کے لیے ہانڈیاں توڑ ڈالنے کا حکم دیا پھر شاید آپ پر وحی آئی اور آپ نے ان کا دھو ڈالنا بھی کافی سمجھا اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ حرام چیز کے ظروف توڑ ڈالنا درست ہے جب تو آپ نے ان ہانڈیوں کو توڑ ڈالنے کا حکم فرمایا ۱۲ منہ

۶۵۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلَاثُمِائَةٍ وَسِتُّونَ نُصُبًا، فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهِ، وَجَعَلَ

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے عبداللہ ابن ابی نجیح نے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے ابو معمر سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے (کعبے کے پاس گئے) وہاں کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت رکھے تھے آپ ایک چھڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی ہر ایک بت کو کچا مارتے (وہ گر پڑتا صحابہ توڑ

يَقُولُ۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔ الْآيَةَ۔

ڈالتے) اور سورۂ بنی اسرائیل کی یہ آیت پڑھتے تھے حق آن پہنچا اور ناحق مٹ گیا اخیر آیت تک لہ

لہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بتوں کا اسی طرح ہندوؤں اور مشرکوں کے ٹھاکروں اور ٹھاکروں کو توڑ ڈالنا چاہیے اور اگر توڑ پھوڑ کر اس کی لکڑی یا پتھر سے کچھ کام لیں تو منع نہیں ۱۲ منہ

۶۵۹۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّهَا كَانَتِ اتَّخَذَتْ عَلَى سَهْوَةٍ لَهَا سِتْرًا فِيهِ تَمَاثِيلُ فَهَتَكَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّخَذَتْ مِنْهُ نُمْرُقَتَيْنِ فَكَانَتَا فِي الْبَيْتِ يَجْلِسُ عَلَيْهِمَا۔

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے انس بن عیاض نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے انہوں نے اپنے باپ قاسم سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے اپنے حجرے کے سائبان پر ایک پردہ لٹکایا جس میں مورتیں تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پھاڑ ڈالا (یا اتار کر پھینک دیا) حضرت عائشہؓ نے اس کے دو گدے بنا لیے وہ گھر میں رہے آنحضرتؐ ان پر بیٹھا کرتے لہ

لہ اس حدیث کی مفصل بحث انشاء اللہ تعالیٰ کتاب اللباس میں آئے گی حدیث سے مورتوں وغیرہ کا توڑ پھاڑ ڈالنا ثابت ہوا اور معلوم ہوا کہ مورت دار کپڑا اگر توشک یا فرش پر رہے تو کچھ قباحت نہیں کیونکہ اس میں اس کی اہانت ہے اور لٹکانے میں تعظیم ہے ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ قَاتَلَ دُونَ مَالِهِ۔

باب: جو شخص اپنا مال بچانے کے لیے لڑے

۶۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ هُوَ ابْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ۔

ہم سے عبداللہ بن یزید نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن ابی ایوب نے کہا مجھ سے ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے عبداللہ بن عمروؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اپنا مال بچانے میں مارا جائے وہ شہید ہے لہ

لہ کیونکہ وہ مظلوم ہے نسائی کی روایت میں یوں ہے اس کے لیے جنت ہے اور ترمذی کی روایت میں

اتنا زیادہ ہے اور جو اپنی جان بچانے میں مارا جائے اور جو اپنا دین بچانے میں مارا جائے اور جو اپنے گھر والوں کو بچانے میں مارا جائے یہ سب شہید ہیں ۱۲ منہ

بَابٌ - إِذَا كَسَرَ قَصْعَةً أَوْ شَيْئًا لِغَيْرِهِ -

باب: اگر کسی کا پیالہ یا اور کچھ سامان توڑ ڈالے۔

٦٦١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ، فَأَرْسَلَتْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ مَعَ خَادِمٍ بِقَصْعَةٍ فِيهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتْ بِيَدِهَا فَكَسَرَتِ الْقَصْعَةَ فَضَمَّهَا وَجَعَلَ فِيهَا الطَّعَامَ، وَقَالَ: كُلُوا، وَحَبَسَ الرَّسُولَ وَالْقَصْعَةَ حَتَّى فَرَغُوا فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِيحَةَ وَحَبَسَ الْمَكْسُورَةَ، وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے حمید سے انہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک بی بی (حضرت عائشہؓ) کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں دوسری ایک بی بی (صفیہؓ یا ام زینبؓ یا حفصہؓ)[1] نے اپنی لونڈی کے ہاتھ ایک پیالہ کھانے کا بھیجا حضرت عائشہؓ نے (غصہ میں آن کر) ایک ہاتھ مارا وہ پیالہ توڑ ڈالا آنحضرتؐ نے پیالہ اٹھا کر اس کو جوڑا اور کھانا اس کے اندر رکھا اور صحابہؓ سے فرمایا کھانا کھاؤ اور اس لونڈی اور پیالہ کو رہنے دیا جب کھانے سے فارغ ہوئے تو دوسرا پیالہ اس کو دیا اور ٹوٹا ہوا اپنے پاس رکھ لیا اور سعید ابن ابی مریم نے کہا ہم کو یحییٰ بن ایوب نے خبر دی کہا ہم سے حمید نے بیان کیا کہا ہم سے انسؓ نے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث[2]

[1] ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں صفیہؓ کا ذکر ہے اور دارقطنی اور ابن ماجہ کی روایت میں حفصہؓ کا نام ہے اور طبرانی کی روایت میں ام سلمہؓ کا ابن حزم کی روایت میں زینبؓ کا احتمال ہے کہ یہ واقعہ کئی بار ہوا ہو حافظ نے کہا مجھ کو اس لونڈی کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ [2] اس سند کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ حمید کا سماع انسؓ سے معلوم ہو جائے ۱۲ منہ

بَابٌ - إِذَا هَدَمَ حَائِطًا فَلْيَبْنِ مِثْلَهُ۔

باب: اگر کسی کی دیوار گرائے تو ویسی ہی دیوار بنائے [1]

[1] اس مسئلہ میں مالکیہ کا اختلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ دیوار کی قیمت دینا چاہیے مگر امام بخاری نے جس روایت سے دلیل لی وہ اس پر مبنی ہے کہ اگلی شریعتیں ہمارے لیے حجت ہیں جب ہماری شریعت کے خلاف کوئی حکم وارد نہ ہوا اور اس مسئلہ میں اختلاف ہے ۱۲ منہ

---

۶۶۲ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ رَجُلٌ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ يُقَالُ لَهُ جُرَيْجٌ يُصَلِّي فَجَاءَتْهُ أُمُّهُ فَدَعَتْهُ فَأَبَى أَنْ يُجِيبَهَا فَقَالَ: أُجِيبُهَا أَوْ أُصَلِّي؟ ثُمَّ أَتَتْهُ فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتَّى تُرِيَهُ وُجُوهَ الْمُومِسَاتِ۔ وَكَانَ جُرَيْجٌ فِي صَوْمَعَتِهِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ: لَأَفْتِنَنَّ جُرَيْجًا، فَتَعَرَّضَتْ لَهُ فَكَلَّمَتْهُ فَأَبَى، فَأَتَتْ رَاعِيًا فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَتْ هُوَ مِنْ جُرَيْجٍ، فَأَتَوْهُ وَكَسَرُوا صَوْمَعَتَهُ فَأَنْزَلُوهُ وَسَبُّوهُ، فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى ثُمَّ أَتَى الْغُلَامَ فَقَالَ: مَنْ أَبُوكَ يَا غُلَامُ؟ قَالَ: الرَّاعِي، قَالُوا: نَبْنِي صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ: قَالَ: لَا، إِلَّا مِنْ طِينٍ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن حازم نے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک (عابد) شخص تھا جریج نامی وہ اپنے عبادت خانہ میں نماز پڑھ رہا تھا اسکی ماں آئی اسکو بلایا لیکن وہ نماز میں تھا اسنے جواب نہ دیا [1] اپنے دل میں کہنے لگا میں نماز پڑھوں یا ماں کو جواب دوں خیر پھر دوبارہ اسکی ماں آئی اور پکارا لیکن جواب نہ ملا آخر اسکی ماں نے بددعا دی کہنے لگی یا اللہ جریج جب تک چھنال عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے نہ مرے جریج اپنے عبادت خانہ میں رہا کرتا تھا ایک فاحشہ عورت کہنے لگی میں تو اسکو بہا دوں گی وہ آئی اور جریج سے بات کی آخر اس نے نہ مانا پھر وہ ایک چرواہے کے پاس گئی اور اس سے بدفعلی کی جب لڑکا جنی تو کہنے لگی یہ جریج کا لڑکا ہے یہ سنکر اسکی قوم کے لوگ آئے اور اسکا عبادت خانہ توڑ ڈالا اور وہاں سے اسکو نیچے اتار کر (خوب) گالیاں دیں (کہ یہ آبا بنا پھرتا ہے اندر رنڈی بازی کرتا ہے) جریج نے وضو کیا نماز پڑھی پھر اس بچے کے پاس آیا کہنے لگا بچے (بتلا) تیرا باپ کون ہے وہ بولا میرا باپ چرواہا ہے جب تو لوگ (جنہوں نے اس کا عبادت خانہ توڑا تھا شرمندہ ہوئے) کہنے لگے ہم دوبارہ تیرا عبادت خانہ سونے سے بنا دیتے ہیں اس نے کہا نہیں مٹی سے بنا دو (جیسے پہلے بنا ہوا تھا)

[1] حالانکہ اس کے دین میں نماز میں بات کرنا درست تھی تو ماں کو جواب دینا لازم تھا مگر اس نے نہ دیا ۱۲ منہ

۲؎ یہ بچہ بالکل کمسن تھا ابھی اس کے بولنے کے دن نہ تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے جریج کی دعا قبول کی اس کو بولنے کی قوت دی جیسے حضرت عیسیٰ کو بولنے کی قوت دی تھی قسطلانی نے کہا چھ بچوں نے کم سنی میں بات کی حضرت یوسف کے گواہ اور فرعون کی بیٹی کی مشاطہ کے لڑکے اور عیسیٰؑ اور صاحب اخدود اور صاحب جریج اور بنی اسرائیل کے ایک عورت کے بیٹے نے جس کو وہ دودھ پلا رہی تھی اتنے میں ایک شخص سامنے سے گزرا عورت نے دعا کی یا اللہ میرے بیٹے کو ایسا کر دے بچے نے کہا یا اللہ مجھ کو ایسا مت کر کہتے ہیں حضرت یحییٰ نے بھی کم سنی میں بات کی تو کل سات بچے ہوں گے ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے نہیں مٹی سے بنا دو حدیث سے یہ بھی نکلا کہ ماں کی دعا اپنی اولاد کے لیے ضرور قبول ہوتی ہے ماں کا حق باپ سے تین حصے زیادہ ہے جو لڑکے ماں کو راضی رکھتے ہیں دنیا میں پھولتے پھلتے ہیں اور ماں کو ناراض کرنے والے ہمیشہ تباہ ہوتے ہیں تجربہ اور مشاہدہ سے اس کا ثبوت ہو گیا ہے جس میں کوئی شک نہیں ۱۲ منہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ الشَّرِكَةِ

کتاب شرکت کے بیان میں

فِي الطَّعَامِ وَالنَّهْدِ وَالْعُرُوضِ، وَكَيْفَ قِسْمَةُ مَا يُكَالُ وَيُوزَنُ مُجَازَفَةً، أَوْ قَبْضَةً قَبْضَةً لَمَّا لَمْ يَرَ الْمُسْلِمُونَ فِي النَّهْدِ بَأْسًا أَنْ يَأْكُلَ هٰذَا بَعْضًا وَهٰذَا بَعْضًا، وَكَذٰلِكَ مُجَازَفَةُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَالْقِرَانِ فِي التَّمْرِ۔

کھانے اور سفر خرچ اور اسباب میں شرکت کا بیان اور جو چیزیں ماپ تل کر بکتی ہیں ان کو یونہی ڈھیر لگا کر بانٹنا یا مٹھی مٹھی کر کے کیونکہ مسلمانوں نے سفر خرچ کی شرکت میں کوئی قباحت نہیں دیکھی اس طرح کہ کچھ یہ کھائے کچھ وہ کھائے یوں ہی اندازے سے اسی طرح سونے کو چاندی کے بدل یا چاندی کو سونے کے بدل تولے بن ڈھیر لگا کر بانٹنے[1] میں اسی طرح دو کھجوریں اٹھا کر کھانے میں[2]

[1] البتہ سونا سونے کے بدل چاندی چاندی کے بدل ڈھیر لگا کر اندازے سے تقسیم نہیں کر سکتے کیونکہ اس میں کمی اور بیشی کا خوف ہے اور جب جنس مختلف ہو تو کمی بیشی میں قباحت نہیں ۱۲ منہ [2] یعنی قران کرنے میں اس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے کہ دوسرے شریکوں کی اجازت سے ایسا کرنا درست ہے اور بے اجازت منع ہے ۱۲ منہ

۶۶۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ، فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلَاثُمِائَةٍ وَأَنَا فِيهِمْ، فَخَرَجْنَا حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے وہب بن کیسان سے انہوں نے جابرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (رجب ۸ھ ہجری میں) سمندر کے کنارے ایک لشکر بھیجا ابو عبیدہ بن جراح کو اس کا سردار مقرر کیا یہ تین سو آدمی تھے میں بھی ان ہی میں تھا ہم چلے رستے ہی میں توشہ تمام ہو گیا ابو عبیدہ نے حکم دیا کہ سارے لشکر کے

الطَّرِيقِ فَنِيَ الزَّادُ، فَأَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ ذَلِكَ الْجَيْشِ فَجُمِعَ ذَلِكَ كُلُّهُ، فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ، فَكَانَ يُقَوِّتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيلًا قَلِيلًا حَتَّى فَنِيَ، فَلَمْ يَكُنْ يُصِيبُنَا إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ، فَقُلْتُ: وَمَا تُغْنِي تَمْرَةٌ؟ فَقَالَ: لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَنِيَتْ، قَالَ: ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِ فَإِذَا حُوتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَأَكَلَ مِنْهُ الْجَيْشُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِضِلَعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنُصِبَا ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا فَلَمْ تُصِبْهُمَا۔

لوگ اپنے اپنے توشے اکٹھا کر دیں[1] ایسا ہی کیا گیا تو کل دو تھیلے ہوئے کھجور کے ابو عبیدہ اس میں سے ہم کو تھوڑا تھوڑا دیا کرتے آخر وہ بھی تمام ہو گیا تب فی آدمی ایک ایک کھجور روز دینے لگے وہب نے کہا میں نے جابرؓ سے پوچھا ایک کھجور سے کیا ہوتا ہوگا انہوں نے کہا جب وہ بھی نہ رہی تو ہم کو معلوم ہوا وہی غنیمت تھی خیر ہم سمندر پر پہنچے دیکھا تو پہاڑ کی طرح ایک مچھلی پڑی ہے لشکر کے لوگ اٹھارہ دن تک اسی میں سے کھاتے رہے پھر ابو عبیدہ نے حکم دیا اس کی دو پسلیاں کھڑی کی گئیں اونٹ ان کے تلے سے نکل گیا چھوا بھی نہیں۔

❖

[1] ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ جب سب کا توشہ ایک جگہ کر دیا گیا اور سب کو تھوڑا تھوڑا ملنے لگا اندازے سے تو سفر خرچ کی شرکت اور اندازے سے اس کی تقسیم معلوم ہوئی ۱۲ منہ

---

٦٦٤ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَرْحُومٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَفَّتْ أَزْوَادُ الْقَوْمِ وَأَمْلَقُوا فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَحْرِ إِبِلِهِمْ فَأَذِنَ لَهُمْ، فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ: مَا بَقَاؤُكُمْ بَعْدَ إِبِلِكُمْ؟ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا بَقَاؤُهُمْ بَعْدَ إِبِلِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَادِ فِي النَّاسِ

ہم سے بشر بن مرحوم نے بیان کیا کہا ہم سے حاتم بن اسمٰعیل نے انہوں نے یزید بن ابی عبید سے انہوں نے سلمہ بن اکوع سے انہوں نے کہا (غزوۂ ہوازن میں) لوگوں کے توشے تمام ہو گئے اور ان کو فقر کی احتیاج پڑی وہ آنحضرتؐ کے پاس آئے اپنے اونٹ کاٹنے کی اجازت چاہی آپؐ نے اجازت دی پھر حضرت عمرؓ سے ملے انہوں نے یہ حال ان سے بیان کیا حضرت عمرؓ نے کہا اونٹوں کو کاٹ ڈالو گے تو پھر تم کیسے جیو گے پیادوں سے چلتے چلتے ہلاک ہو جاؤ گے پھر آنحضرتؐ کے پاس گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اونٹ کاٹ ڈالیں گے تو یہ لوگ کیسے جئیں گے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اچھا لوگوں میں منادی کر دو سب اپنے اپنے بچے ہوئے توشے لے کر آ جائیں اور چمڑے کا ایک دستر خوان بچھایا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ الشَّرِكَةِ

کتاب شرکت کے بیان میں

فِي الطَّعَامِ وَالنَّهْدِ وَالْعُرُوضِ، وَكَيْفَ قِسْمَةُ مَا يُكَالُ وَيُوزَنُ مُجَازَفَةً، أَوْ قَبْضَةً قَبْضَةً لَمَّا لَمْ يَرَ الْمُسْلِمُونَ فِي النَّهْدِ بَأْسًا أَنْ يَأْكُلَ هَذَا بَعْضًا وَهَذَا بَعْضًا، وَكَذَلِكَ مُجَازَفَةُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَالْقِرَانِ فِي التَّمْرِ

کھانے اور سفر خرچ اور اسباب میں شرکت کا بیان اور جو چیزیں ماپ تل کر بکتی ہیں ان کو یونہی ڈھیر لگا کر بانٹنا یا مٹھی مٹھی کر کے کیونکہ مسلمانوں نے سفر خرچ کی شرکت میں کوئی قباحت نہیں دیکھی اس طرح کہ کچھ یہ کھائے کچھ وہ کھائے یوں ہی اندازے سے اسی طرح سونے کو چاندی کے بدل یا چاندی کو سونے کے بدل تولے بن ڈھیر لگا کر بانٹنے[1] میں اسی طرح دو کھجوریں اٹھا کر کھانے میں[2]

[1] البتہ سونا سونے کے بدل چاندی چاندی کے بدل ڈھیر لگا کر اندازے سے تقسیم نہیں کر سکتے کیونکہ اس میں کمی اور بیشی کا خوف ہے اور جب جنس مختلف ہو تو کمی بیشی میں قباحت نہیں ۱۲ منہ [2] یعنے قران کرنے میں اس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے کہ دوسرے شریکوں کی اجازت سے ایسا کرنا درست ہے اور بے اجازت منع ہے ۱۲ منہ

۲۶۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ، فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلَاثُمِائَةٍ وَأَنَا فِيهِمْ، فَخَرَجْنَا حَتَّى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے وہب بن کیسان سے انہوں نے جابرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (رجب سنہ ۸ ہجری میں) سمندر کے کنارے ایک لشکر بھیجا ابو عبیدہ بن جراح کو اس کا سردار مقرر کیا یہ تین سو آدمی تھے میں بھی ان ہی میں تھا ہم چلے رستے ہی میں توشہ تمام ہو گیا ابو عبیدہ نے حکم دیا کہ سارے لشکر کے

الطَّرِيقِ فَفَنِيَ الزَّادُ، فَأَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ ذَلِكَ الْجَيْشِ فَجُمِعَ ذَلِكَ كُلُّهُ، فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ، فَكَانَ يُقَوِّتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيلًا قَلِيلًا حَتَّى فَنِيَ، فَلَمْ يَكُنْ يُصِيبُنَا إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ، فَقُلْتُ: وَمَا تُغْنِي تَمْرَةٌ؟ فَقَالَ: لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَنِيَتْ، قَالَ: ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِ فَإِذَا حُوتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَأَكَلَ مِنْهُ الْجَيْشُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِضِلَعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنُصِبَا ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا فَلَمْ تُصِبْهُمَا۔

لوگ اپنے اپنے توشہ اکٹھا کر دیں؎ ایسا ہی کیا گیا تو کل دو تھیلے ہوئے کھجور کے ابو عبیدہ اس میں سے ہم کو تھوڑا تھوڑا دیا کرتے آخر وہ بھی تمام ہو گیا تب فی آدمی ایک ایک کھجور روز دینے لگے وہب نے کہا میں نے جابرؓ سے پوچھا ایک کھجور سے کیا ہوتا ہوگا انہوں نے کہا جب وہ بھی نہ رہی تو ہم کو معلوم ہوا وہی غنیمت تھی خیر ہم سمندر پر پہنچے دیکھا تو پہاڑ کی طرح ایک مچھلی پڑی ہے لشکر کے لوگ اٹھارہ دن تک اسی میں سے کھاتے رہے پھر ابو عبیدہ نے حکم دیا اس کی دو پسلیاں کھڑی کی گئیں اونٹ ان کے تلے سے نکل گیا چھوا بھی نہیں۔

؎ ترجمۂ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ جب سب کا توشہ ایک جگہ کر دیا گیا اور سب کو تھوڑا تھوڑا ملنے لگا اندازے تو سفر خرچ کی شرکت اور اندازے سے اس کی تقسیم معلوم ہوئی ۱۲ منہ

---

٦٦٤ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَرْحُومٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَفَّتْ أَزْوَادُ الْقَوْمِ وَأَمْلَقُوا فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَحْرِ إِبِلِهِمْ فَأَذِنَ لَهُمْ، فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ: مَا بَقَاؤُكُمْ بَعْدَ إِبِلِكُمْ؟ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا بَقَاؤُهُمْ بَعْدَ إِبِلِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَادِ فِي النَّاسِ

ہم سے بشر بن مرحوم نے بیان کیا کہا ہم سے حاتم بن اسمٰعیل نے انہوں نے یزید بن ابی عبید سے انہوں نے سلمہ بن اکوع سے انہوں نے کہا (غزوۂ ہوازن میں) لوگوں کے توشے تمام ہو گئے اور انکو بخر کی احتیاج پڑی وہ آنحضرتؐ کے پاس آئے اپنے اونٹ کاٹنے کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دی پھر حضرت عمرؓ ان سے ملے انہوں نے یہ حال ان سے بیان کیا حضرت عمرؓ نے کہا اونٹوں کو کاٹ ڈالو گے تو پھر تم کیسے جیو گے رہاؤں سے چلتے چلتے ہلاک ہو جاؤ گے پھر آنحضرتؐ کے پاس گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اونٹ کاٹ ڈالیں گے تو یہ لوگ کیسے جئیں گے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اچھا لوگوں میں منادی کر دو سب اپنے اپنے بچے ہوئے توشے لے کر آجائیں اور چمڑے کا ایک دستر خوان بچھایا

يَأْتُونَ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ، فَبُسِطَ لِذَلِكَ نِطَعٌ وَجَعَلُوهُ عَلَى النِّطَعِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ، ثُمَّ دَعَاهُمْ بِأَوْعِيَتِهِمْ فَاحْتَثَى النَّاسُ حَتَّى فَرَغُوا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ۔

گیا سب نے اپنے توشے اس پر ڈال دیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اس کے لیے برکت کی دعا کی پھر فرمایا اپنے اپنے تھیلے لے کر آؤ اور بھرنا شروع کر دو لوگوں نے لپ بھر بھر لینا شروع کر دیا ہر ایک نے اپنی ضرورت کے موافق لے لیا تب آپ نے فرمایا میں یہ گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں [1]

[1] کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی ایک بڑی نشانی اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر ظاہر کی گویا خدائی اور پیغمبری کا ایک نیا ثبوت اور ملا یا تو توشہ اتنا کم تھا کہ لوگ اپنی سواریاں کاٹنے پر آمادہ ہوئے یا اس قدر بہت ہو گیا کہ فراغت سے ہر ایک نے اپنی خواہش کے موافق بھر لیا اس قسم کا معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی بار صادر ہوا اور حضرت عیسیٰ سے بھی منقول ہے ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ آپ نے سب کے توشے اکٹھا کرنے کا حکم دیا اور پھر ہر ایک نے یوں ہی اندازے سے لے لیا آپ نے تول ناپ کر اس کو تقسیم نہیں کیا ۱۲ منہ

۶۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّجَاشِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَنَنْحَرُ جَزُورًا، فَتُقْسَمُ عَشْرَ قِسَمٍ، فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيجًا قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔

ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے اوزاعی نے کہا ہم سے ابو النجاشی نے کہا میں نے رافع بن خدیج سے سنا وہ کہتے تھے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ کر اونٹ کاٹتے تھے پھر اس کے دس حصے کرتے اور ہم میں ہر کوئی سورج ڈوبنے سے پہلے پکا ہوا گوشت کھاتا [1]

[1] اس حدیث سے نکلتا ہے کہ آپ عصر کی نماز ایک مثل پر پڑھتے ورنہ دو مثل سایہ پر جو کوئی عصر کی نماز پڑھے تو اتنے وقت میں یہ کام پورا ہونا مشکل ہے اس حدیث سے باب کا مطلب اس طرح پر نکلتا ہے کہ اونٹ کا گوشت یوں ہی اندازے سے تقسیم کیا جاتا تھا ۱۲ منہ

۶۶۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْأَشْعَرِيِّينَ إِذَا أَرْمَلُوا فِي الْغَزْوِ أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِينَةِ جَمَعُوا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوهُ بَيْنَهُمْ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ، فَهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ۔

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن اسامہ نے بیان کیا انہوں نے برید سے انہوں نے ابو بردہ سے انہوں نے ابو موسیٰؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اشعر قبیلے کے لوگ جب لڑائی میں محتاج ہو جاتے ہیں یا مدینہ میں ان کے بال بچوں کے پاس کھانا کم رہ جاتا ہے تو سب مل کر اپنا اپنا توشہ ایک ہی کپڑے میں اکٹھا کر لیتے ہیں پھر ایک برتن سے برابر برابر بانٹ لیتے ہیں وہ میرے ہیں میں ان کا ہوں [۱]

[۱] یعنی وہ خاص میرے طریق اور میری سنت پر ہیں میں ان کے طریق پر ہوں اس حدیث سے یہ نکلا کہ سفر یا حضر میں توشوں کا ملا دینا اور برابر برابر بانٹ لینا مستحب ہے باب کی مطابقت ظاہر ہے ۱۲ منہ

بَابُ مَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ فِي الصَّدَقَةِ۔

باب: جو مال دو شریکوں میں مشترک ہو وہ زکوٰۃ میں ایک دوسرے سے برابر مجرا لیں۔

۶۶۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ: أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ فَرِيضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ۔

ہم سے محمد بن عبداللہ بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ نے کہا مجھ سے ثمامہ بن عبداللہ بن انسؓ نے ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ ابو بکر صدیقؓ نے ان کو فرض زکوٰۃ کا بیان لکھ دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کی تھی آپ نے فرمایا جو مال دو شخصوں میں مشترک ہو تو وہ زکوٰۃ میں ایک دوسرے سے برابر برابر مجرا لیں [۱]

[۱] جب زکوٰۃ کا مال دو یا تین ساجھیوں کی شرکت میں ہو اور زکوٰۃ کا تحصیل دار ایک ساجھی سے کل زکوٰۃ وصول کر لے تو وہ دوسرے ساجھیوں کے حصے کے موافق ان سے مجرا لے اور زکوٰۃ کے اوپر دوسرے خرچوں کا بھی قیاس ہو سکے گا پس اس طرح سے اس حدیث کو شرکت کے باب سے تعلق

ہوا ۱۲ منہ

بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَمِ۔

۲۶۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ ابْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، فَأَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ فَأَصَابُوا إِبِلًا وَغَنَمًا، قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُخْرَيَاتِ الْقَوْمِ فَعَجِلُوا وَذَبَحُوا وَنَصَبُوا الْقُدُورَ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقُدُورِ فَأُكْفِئَتْ، ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِنَ الْغَنَمِ بِبَعِيرٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ فَطَلَبُوهُ فَأَعْيَاهُمْ، وَكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيرَةٌ فَأَهْوَى رَجُلٌ مِنْهُمْ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللّٰهُ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهِ هٰكَذَا، فَقَالَ جَدِّي: إِنَّا نَرْجُوا أَوْ نَخَافُ الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى، أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ؟ قَالَ: مَا أَنْهَرَ الدَّمَ، وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلُوهُ، لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ، وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ، أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ۔

باب، بکریوں کا بانٹنا

ہم سے علی بن حکم انصاری نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے انہوں نے سعید بن مسروق سے انہوں نے عبایہ بن رفاعہ بن رافع بن خدیج سے انہوں نے اپنے دادا رافع بن خدیج سے انہوں نے کہا ہم ذوالحلیفہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے وہاں لوگوں کو بھوک لگی انہوں نے لوٹ میں اونٹ اور بکریاں کمائی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے (اخیر) لوگوں میں تھے انہوں نے جلدی سے (تقسیم سے پہلے ہی) لوٹ کے جانوروں کو کاٹ ڈالا اور ہانڈیاں چڑھا دیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا وہ ہانڈیاں اوندھا دی گئیں پھر آپ نے تقسیم کی تو ایک اونٹ کے برابر دس بکریاں رکھیں اتفاقاً ایک اونٹ بھاگ نکلا لوگ اس کے پیچھے ہوئے لیکن اس نے تھکا مارا اس وقت لشکر میں گھوڑے بھی کم تھے آخر ایک شخص نے تیر مارا اللہ نے اس کو ٹھہرا دیا آپ نے فرمایا دیکھو ان جانوروں میں بھی بعضے وحشی جانوروں کی طرح ہوتے ہیں جب تم ان کو نہ پکڑ سکو تو ایسا ہی کرو میرے دادا نے کہا کل ہم کو دشمنوں سے مڈبھیڑ ہونے کا ڈر ہے اور چھری بھی ہمارے پاس نہیں کیا ہم بانس کی کھپاچ سے کاٹ ڈالیں آپ نے فرمایا جو چیز خون کو بہا دے اور جانور پر اللہ کا نام لیا جائے تو اس کو کھاؤ مگر دانت اور ناخون کے سوا (ان دونوں سے ذبح جائز نہیں) میں تم سے اس کی وجہ بیان کرتا ہوں دانت تو ہڈی ہے اور ناخون حبشیوں کی چھریاں ہیں۔[۱]

لہ اس کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ ٢ہ یعنی تیر مار کر گرا دیا کرو اگر بسم اللہ کر کے تیر یا برچھا مارے اور وہ جانور مر بھی جائے جب بھی اس کا گوشت کھانا درست ہے ۱۲ منہ ٣ہ وہ ناخون ہی سے جانور کو کاٹتے ہیں تو ایسا کرنے میں ان کی مشابہت ہے نووی نے کہا ناخون خواہ بدن میں لگا ہو یا الگ ہو...... کسی حال میں اس سے ذبح جائز نہیں اور امام ابوحنیفہؒ نے اس ناخون سے جو جدا ہو ذبح جائز رکھا ہے ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ اونٹ کو دس بکریوں کے برابر آپ نے کیا ۱۲ منہ

بَابُ الْقِرَانِ فِي التَّمْرِ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ حَتَّى يَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَهُ.

باب: دو دو کھجوریں ملا کر کھانا کسی شریک کو درست نہیں جب تک دوسرے شریکوں سے اجازت نہ ملے۔

٦٦٩ - حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْرُنَ الرَّجُلُ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ جَمِيعًا حَتَّى يَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَهُ.

ہم سے خلاد بن یحیٰی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے کہا ہم سے جبلہ بن سحیم نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو کھجوریں ملا کر کھانے سے منع فرمایا جب تک اپنے ساتھیوں سے اجازت نہ ملے۔

٦٧٠ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فَأَصَابَتْنَا سَنَةٌ فَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُنَا التَّمْرَ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا فَيَقُولُ لَا تَقْرُنُوا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْإِقْرَانِ إِلَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ أَخَاهُ.

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے جبلہ سے انہوں نے کہا ہم مدینہ میں تھے ہم لوگوں پر قحط آیا تو عبداللہ بن زبیرؓ ہم کو کھجور کھلایا کرتے اور عبداللہ بن عمرؓ ہم پر سے گزرتے وہ کہتے دو دو کھجوریں ملا کر مت کھاؤ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا مگر جب اپنے بھائی سے اجازت لے لہ

لہ قسطلانی نے کہا یہ ممانعت بطور تنزیہ کے ہے اور ظاہریہ کے نزدیک بطور تحریم کے ہے ۱۲ منہ

دسواں پارہ

بَابُ تَقْوِيمِ الْأَشْيَاءِ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ بِقِيمَةِ عَدْلٍ۔

باب: مشترک چیزوں کی انصاف کے ساتھ ٹھیک قیمت لگا کر شریکوں میں تقسیم کرنا۔

۶۷۱۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ مِنْ عَبْدٍ أَوْ شِرْكًا أَوْ قَالَ نَصِيبًا وَكَانَ لَهُ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ بِقِيمَةِ الْعَدْلِ فَهُوَ عَتِيقٌ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ، قَالَ: لَا أَدْرِي قَوْلُهُ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ قَوْلٌ مِنْ نَافِعٍ أَوْ فِي الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

ہم سے عمران بن میسرہ ابوالحسن بصری نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے کہا ہم سے ایوب نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مشترک (ساجھے کے) غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دے اور اس کے پاس اتنا مال ہو جو سارے غلام کی قیمت کے موافق ہو[1] تو وہ پورا آزاد ہو جائے گا اور اگر اتنا مال نہ ہو تو بس جتنا حصہ اس کا تھا اتنا ہی آزاد ہوا ایوب نے کہا یہ فقرہ جتنا حصہ اس کا تھا اتنا ہی آزاد ہوا[2] مجھ کو معلوم نہیں نافع کا قول ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں داخل ہے۔

[1] یعنی سارے غلام کی حالت میں قیمت لگائیں گے یعنے جو حصہ آزاد ہوا اگر وہ بھی آزاد نہ ہوتا تو اس کی قیمت کیا ہوتی ۱۲ منہ [2] عینی نے اس مسئلہ میں چودہ مذہب بیان کیے ہیں لیکن امام احمد اور شافعی اور اسحاق نے اسی حدیث کے موافق حکم دیا ہے اور امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ ایسی صورت میں دوسرے شریک کو اختیار رہے گا خواہ اپنا حصہ بھی آزاد کر دے خواہ غلام سے محنت مشقت کرا کر اپنے حصے کے دام وصول کرے اور اگر آزاد کرنے والا مال دار ہو تو اپنے حصے کی قیمت اس سے بھر لے پہلی اور دوسری صورت میں غلام کا ترکہ دونوں کو ملے گا اور تیسری صورت میں صرف آزاد کرنے والے کو ۱۲ منہ

۶۷۲۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَعْتَقَ شَقِيصًا مِنْ مَمْلُوكِهِ فَعَلَيْهِ خَلَاصُهُ فِي مَالِهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ قُوِّمَ الْمَمْلُوكُ قِيمَةَ عَدْلٍ، ثُمَّ اسْتُسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ۔

ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو سعید بن ابی عروبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے نضر بن انس سے انہوں نے بشیر بن نہیک سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص (مشترک) غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے وہی اپنے مال میں سے اس کا باقی حصہ بھی آزاد کرائے گا اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو انصاف سے اس غلام کی قیمت لگا کر باقی حصہ کے لیے اس سے کمائی کرائیں پر اس پر سختی نہ کریں لہ

لہ یعنی ایسی تکلیف نہ دیں جس کا وہ تحمل نہ کر سکے جب وہ باقی حصے کی قیمت ادا کر دے گا تو آزاد ہو جائے گا ۱۲ منہ

بَابٌ ـ هَلْ يُقْرَعُ فِي الْقِسْمَةِ وَالْإِسْتِهَامِ فِيهِ؟

باب:۔ تقسیم میں قرعہ ڈال کر حصے کر لینا لہ

لہ ابن بطال نے کہا شرکا میں تقسیم کرتے وقت ان کی قطع نزاع کے لیے قرعہ ڈالنا سنت ہے اور تمام فقہاء اس کے قائل ہیں صرف کوفے کے بعضے فقیہوں نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ قرعہ ازلام کی طرح ہے جس کی ممانعت قرآن میں وارد ہے امام ابو حنیفہ صاحب نے بھی اس کو جائز رکھا ہے دوسری صحیح حدیث میں ہے کہ آپ سفر میں جاتے وقت اپنی بی بیوں کے لیے قرعہ ڈالتے جس کا نام نکلتا اس کو اپنے ساتھ لے جاتے ۱۲ منہ

۶۷۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُولُ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا کہا ہم سے زکریا نے کہا میں نے عامر شعبی سے سنا وہ کہتے تھے میں نے نعمان بن بشیرؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص اللہ

قَالَ: مَثَلُ الْقَائِمِ عَلَى حُدُودِ اللهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا عَلَى سَفِينَةٍ، فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا، فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ مَرُّوا عَلَى مَنْ فَوْقَهُمْ فَقَالُوا: إِنَّا خَرَقْنَا فِي نَصِيبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا، فَإِنْ يَتْرُكُوهُمْ وَمَا أَرَادُوا هَلَكُوا جَمِيعًا، وَإِنْ أَخَذُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ نَجَوْا وَنَجَوْا جَمِيعًا۔

کی باندھی ہوئی حدوں پر قائم ہے (آگے نہیں بڑھتا) اور جو ان میں گھس گیا (گناہ میں پڑ گیا) دونوں کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جنہوں نے جہاز میں قرعہ ڈال کر جگہ بانٹ لی لہ کسی نے اوپر کا درجہ لیا کسی نے نیچے کا اب جو لوگ نیچے کے درجے میں رہے وہ پانی لینے کے لیے اوپر کے درجے والوں پر گزرے پھر کہنے لگے اگر ہم نیچے درجے میں ایک سوراخ کر لیں تو بار بار آنے سے اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں گے اگر اوپر والے ان کو چھوڑ دیں ایسا کرنے دیں تو سب ڈوب کر تباہ ہوں گے اور اگر انکو روکیں تو آپ بھی بچیں گے دوسرے بھی۔

لہ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ

بَابُ شَرِكَةِ الْيَتِيمِ وَأَهْلِ الْمِيرَاثِ۔

باب: یتیم کا دوسرے وارثوں کے ساتھ شریک ہونا لہ

لہ ابن بطال نے کہا یتیم کے مال میں شرکت کرنا درست نہیں مگر جبکہ اس میں یتیم کا فائدہ ہو ۱۲ منہ

۶۷۳- حَدَّثَنَا الْأُوَيْسِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنْ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى - فَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا - إِلَى قَوْلِهِ - وَرُبَاعَ - فَقَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِي هِيَ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ عامری اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو عروہ نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے دوسری سند اور لیث نے کہا مجھ سے یونس نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے (سورۂ نساء کی) آیت کو پوچھا اگر تم کو یتیموں میں انصاف نہ کرنے کا ڈر ہو تو عورتیں پسند آئیں دو دو تین تین چار چار نکاح میں لاؤ کہا میرے بھانجے یہ آیت اس یتیم لڑکی کے باب میں ہے جو اپنے (ولی)

تُشَارِكُهُ فِي مَالِهِ فَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَ جَمَالُهَا فَيُرِيدُ وَلِيُّهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ أَنْ يُقْسِطَ فِي صَدَاقِهَا فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيهَا غَيْرُهُ، فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوا بِهِنَّ أَعْلَى سُنَّتِهِنَّ مِنَ الصَّدَاقِ، وَأُمِرُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهُنَّ قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ۔ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ۔ إِلَى قَوْلِهِ۔ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ۔ وَالَّذِي ذَكَرَ اللّٰهُ أَنَّهُ يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ الْآيَةُ الْأُولَى الَّتِي قَالَ فِيهَا۔ وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ: وَقَوْلُ اللّٰهِ فِي الْآيَةِ الْأُخْرَى۔ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ۔ هِيَ رَغْبَةُ أَحَدِكُمْ يَتِيمَتَهُ الَّتِي تَكُونُ فِي حَجْرِهِ حِينَ تَكُونُ قَلِيلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالِ، فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا رَغِبُوا فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا مِنْ يَتَامَى النِّسَاءِ إِلَّا بِالْقِسْطِ مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ۔

محافظ رشتہ دار جیسے چچیرا بھائی پھوپی زاد یا ماموں زاد بھائی کی پرورش میں ہو اور ترکے کے مال میں اس کی ساجھی ہو[1] وہ اس کی مالداری اور خوبصورتی پر فریفتہ ہو کر اس سے نکاح کر لینا چاہے لیکن پورا مہر انصاف سے جتنا اس کو اور جگہ سے ملتا نہ دے کر تو اس کو ایسی یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنا منع ہوا مگر جب پورا مہر انصاف کے ساتھ اعلیٰ سے اعلیٰ جو ان کو دوسری جگہ ملتا ادا کریں تو پھر جائز ہے) اور ان کو یہ حکم ہوا کہ ان کے سوا دوسری عورتیں جو پسند آئیں نکاح میں لائیں عروہ بن زبیر نے کہا حضرت عائشہؓ نے کہا لوگوں نے اس آیت کے اترنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا (ایسی لڑکیوں سے نکاح کی اجازت چاہی) اس وقت اسی سورت کی یہ آیت اتری۔ اور لوگ تجھ سے عورتوں کے باب میں فتوے پوچھتے ہیں۔ آگے فرمایا اور تم ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو یہ جو اس آیت میں ہے اور جو قرآن میں پڑھا جاتا ہے تم پر اس سے مراد پہلی آیت ہے یعنے اگر تم کو یتیموں میں انصاف نہ ہو سکنے کا ڈر ہو تو دوسری عورتیں جو بھلی لگیں ان سے نکاح کر لو حضرت عائشہؓ نے کہا یہ جو اللہ نے دوسری آیت میں فرمایا اور تم ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو اس سے یہ غرض ہے کہ یتیم لڑکی تمہاری پرورش میں ہو اور مال اور جمال کم رکھتی ہو اس سے تم نفرت کرتے ہو اس لیے جس یتیم لڑکی کے مال اور جمال میں تم کو رغبت ہو اس سے بھی نکاح نہ کرو مگر اس صورت میں جب کہ انصاف کے ساتھ ان کا پورا مہر دینا کرو۔

[1] یہیں سے ترجمہ باب شروع ہوتا ہے ۱۲ منہ

بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الْأَرَضِينَ وَ غَيْرِهَا۔

باب:۔ زمین مکان وغیرہ میں شرکت کا بیان۔

۶۷۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: إِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ

ہم سے عبداللہ ابن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے جابر ابن عبداللہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز میں جس کی تقسیم نہ ہوئی ہو شفعہ کا حکم دیا جب حد بندی ہو جائے اور رستے ٹھہرا دیے جائیں پھر شفعہ نہیں رہے گا[1]

[1] قسطلانی نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ شفعہ غیر منقولہ جائداد میں ہے نہ منقولہ میں اور اس کی بحث اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ

بَابٌ:۔ إِذَا قَسَمَ الشُّرَكَاءُ الدُّورَ وَغَيْرَهَا فَلَيْسَ لَهُمْ رُجُوعٌ وَلَا شُفْعَةٌ۔

باب:۔ جب شریک گھروں وغیرہ کو تقسیم کر لیں تو اب اس سے پھر نہیں سکتے اور نہ شفعہ کا ان کو حق رہے گا[1]

[1] کیونکہ قسمت ایک لازمی عقد ہے اس میں رجوع نہیں ہو سکتا ۱۲ منہ

۶۷۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد نے کہا ہم سے معمر نے انہوں نے زہری سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری رض سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز میں جس کی تقسیم نہ ہوئی ہو شفعہ کا حکم دیا جب حد بندی ہو جائے اور رستے الگ پھیر دیے جائیں تو اب شفعہ نہیں رہا[1]

[1] ترجمہ باب اس طرح نکلتا ہے کہ جب شفعہ کا حق تقسیم کے بعد نہ رہا تو معلوم ہوا کہ تقسیم بھی

پھر نہیں ہوسکتی کیونکہ اگر تقسیم باطل ہو جائے تو پھر جائداد مشترک ہو جائے گی اور شرکاء کو شفعہ کا حق پیدا ہوگا۔ ۱۲ منہ

بَابُ الاِشْتِرَاكِ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَا يَكُونُ فِيهِ الصَّرْفُ۔

باب: سونے چاندی اور جن چیزوں میں بیع صرف ہوتی ہے ان میں شرکت کا بیان لہ

لہ بیع صرف کا بیان اوپر گزر چکا ہے یعنی سونے چاندی اور نقد کی بیع بعوض سونے چاندی اور نقد کے ۱۲ منہ

۶۷۷۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ عُثْمَانَ يَعْنِي ابْنَ الأَسْوَدِ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْمِنْهَالِ عَنِ الصَّرْفِ يَدًا بِيَدٍ فَقَالَ: اشْتَرَيْتُ أَنَا وَشَرِيكٌ لِي شَيْئًا يَدًا بِيَدٍ وَنَسِيئَةً، فَجَاءَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ: فَعَلْتُ أَنَا وَشَرِيكِي زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ وَسَأَلْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَخُذُوهُ، وَمَا كَانَ نَسِيئَةً فَذَرُوهُ۔

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا انہوں نے عثمان بن اسود سے کہا مجھ کو سلیمان بن ابی مسلم نے خبر دی کہا میں نے ابوالمنہال سے نقدا نقد بیع صرف کو پوچھا انہوں نے کہا میں نے اور میرے شریک نے لہ نقری میں سے کچھ نقدا نقد خریدی کچھ ادھار اتنے میں براء بن عازبؓ ہمارے پاس آئے ہم نے ان سے پوچھا انہوں نے کہا میں نے اور میرے ساجھی زید بن ارقم نے ایسا کیا تھا اور ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا جو نقدا نقد ہو وہ تو رکھ لو اور جو ادھار ہو اس کو چھوڑ دو۔

لہ یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے اس شریک کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ

بَابُ مُشَارَكَةِ الذِّمِّيِّ وَالْمُشْرِكِينَ فِي الْمُزَارَعَةِ۔

باب: کھیتی میں مسلمان کا ذمی اور مشرک کے ساتھ شریک ہونا لہ

لہ باب کی حدیث سے ذمی کی شرکت کا جواز کھیتی میں نکلتا ہے اور جب کھیتی میں شرکت جائز ہوئی تو اور چیزوں میں بھی جائز ہوگی اس میں امام احمد اور مالک نے خلاف کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ شاید ذمی

شرکت کے مال میں خمر اور خنزیر اور ربا وغیرہ کا روپیہ شریک کر دے جو مسلمان کے لیے درست نہیں اور شافعیہ کے نزدیک ذمی کے ساتھ شرکت کرنا مکروہ ہے ۱۲ منہ

۶۷۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَعْطَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُودَ أَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ بنت اسماء نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین یہودیوں کے حوالے کر دی اس اقرار پر کہ وہ اس میں محنت کریں اور کھیتی اور پیداوار کا آدھا حصہ لیں۔

بَابُ قَسْمِ الْغَنَمِ وَالْعَدْلِ فِيهَا۔

باب: بکریوں کا انصاف کے ساتھ تقسیم کرنا۔

۶۷۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلَى صَحَابَتِهِ ضَحَايَا فَبَقِيَ عَتُودٌ فَذَكَرَهُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ضَحِّ بِهِ أَنْتَ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے ابوالخیر سے انہوں نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بکریاں دیں کہ صحابہ میں تقسیم کر دیں قربانی کے لیے پھر ایک سال بھر کا بکری کا بچہ بچ رہا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا آپ نے عقبہ سے فرمایا تو اس کی قربانی کر لے[1]

[1] اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سال بھر کا بکری کا بچہ ہو تو اس کی قربانی کرنا درست ہے اور اس کا پورا بیان انشاءاللہ تعالیٰ کتاب الاضحیہ میں آئے گا ۱۲ منہ

بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الطَّعَامِ وَغَيْرِهِ، وَيُذْكَرُ أَنَّ رَجُلًا سَاوَمَ شَيْئًا فَغَمَزَهُ

باب: اناج وغیرہ میں شرکت کا بیان[1] اور منقول ہے کہ ایک شخص نے[2] کوئی چیز چکائی دوسرے نے اس کو آنکھ سے اشارہ کیا بات

آخَرُ فَرَأَى عُمَرُ أَنَّ لَهُ شَرِكَةً۔

اس نے مول لے لیا حضرت عمرؓ نے سمجھ لیا کہ وہ شریک ہے۔

لے اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ سے اس کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ

۶۸۰۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ، عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بَايِعْهُ، فَقَالَ: هُوَ صَغِيرٌ، فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ، وَعَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ بِهِ جَدُّهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ إِلَى السُّوقِ فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ فَيَقُولَانِ لَهُ: أَشْرِكْنَا، فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ فَيُشْرِكُهُمْ، فَرُبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ۔

ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا کہا مجھ کو عبد اللہ بن وہب نے خبر دی کہا مجھ کو سعید بن ابی ایوب نے خبر دی انہوں نے زہرہ بن معبد سے انہوں نے اپنے دادا عبد اللہ بن ہشام سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا لے ان کی ماں زینب ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئیں انہوں نے کہا رسول اللہ اس سے بیعت لیجیے آپ نے فرمایا وہ چھوٹا ہے سے پھر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے لیے برکت کی دعا کی اور زہرہ بن معبد سے روایت ہے کہ ان کے دادا عبد اللہ بن ہشام ان کو لے کر بازار کی طرف جاتے ہیں وہاں وہ اناج خریدتے ہیں پھر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن زبیرؓ ان سے ملتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو بھی اس اناج میں شریک کر لو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو برکت کی دعا دی ہے عبد اللہ بن ہشام ان کو شریک کر لیتے ہیں کبھی پورا ایک اونٹ سے مع غلہ نفع میں پیدا کرتے اور اس کو گھر بھیج دیتے۔

لے یعنی آپ کو دیکھا آپ کی وفات سے چھ برس پہلے ۱۲ منہ سے یعنی ابھی بچہ ہے بیعت کے لائق نہیں ۱۲ منہ سے بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کبھی ایک اونٹ پیدا کرتے ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے ہم کو بھی اس اناج میں شریک کر لو ۱۲ منہ

بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الرَّقِيقِ۔

باب: غلام لونڈی میں شرکت۔

۶۸۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ بن

جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ وَجَبَ عَلَيْهِ أَنْ يُعْتِقَ كُلَّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ قَدْرَ ثَمَنِهِ يُقَامُ قِيمَةَ عَدْلٍ، وَيُعْطَى شُرَكَاؤُهُ حِصَّتَهُمْ وَيُخَلَّى سَبِيلُ الْمُعْتَقِ۔

اسمانے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص بردے میں اپنا حصہ آزاد کردے اگر وہ اس کی قیمت کے برابر مالدار ہو تو اس کو سارا بردہ آزاد کرا دینا واجب ہے[1] انصاف کے ساتھ اس کی قیمت کرائی جائے اور دوسرے شریکوں کو ان کے حصے کے دام ادا کرے اور بردے کا پیچھا چھوڑ دے۔

[1] خواہ آزاد کرنے والا یا شریک مسلمان ہو یا کافر اکثر علما کا یہی قول ہے ۱۲ منہ

۶۸۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ ابْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ فِي عَبْدٍ أَعْتَقَ كُلَّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ وَإِلَّا يُسْتَسْعَ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ۔

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن حازم نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے نضر بن انس سے انہوں نے بشیر بن نہیک سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص غلام میں اپنا حصہ آزاد کردے اور وہ مال دار ہو تو پورا غلام آزاد ہو جائے گا ورنہ باقی حصے کے لیے اس سے محنت کرائیں مگر سختی نہ کریں گے۔

بَابُ الْإِشْتِرَاكِ فِي الْهَدْيِ وَالْبُدْنِ وَإِذَا أَشْرَكَ الرَّجُلُ رَجُلًا فِي هَدْيِهِ بَعْدَ مَا أَهْدَى۔

باب: قربانی کے جانوروں اور اونٹوں میں شرکت اور اگر کوئی مکہ کو قربانی بھیج چکے پھر اس میں کسی کو شریک کرے۔

۶۸۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ وَعَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَا: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُبْحَ رَابِعَةٍ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ مُهِلِّينَ

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے کہا ہم کو عبدالملک بن جریج نے خبر دی انہوں نے عطاء سے انہوں نے جابر سے اور ابن جریج[1] نے اس کو طاؤس سے بھی روایت کیا انہوں نے ابن عباسؓ سے ان دونوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ ذی الحجہ کی چوتھی تاریخ صبح کو مکہ میں آئے حج کا احرام

بِالْحَجِّ لَا يَخْلِطُهُمْ شَيْءٌ، فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا فَجَعَلْنَاهَا عُمْرَةً وَأَنْ نَحِلَّ إِلَى نِسَائِنَا، فَفَشَتْ فِي ذَلِكَ الْقَالَةُ، قَالَ عَطَاءٌ فَقَالَ جَابِرٌ: فَيَرُوحُ أَحَدُنَا إِلَى مِنًى وَذَكَرُهُ يَقْطُرُ مَنِيًّا، فَقَالَ جَابِرٌ بِكَفِّهِ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ خَطِيبًا فَقَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ أَقْوَامًا يَقُولُونَ كَذَا وَكَذَا، وَاللهِ لَأَنَا أَبَرُّ وَأَتْقَى لِلّٰهِ مِنْهُمْ، وَلَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْلَا أَنَّ مَعِي الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ: فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، هِيَ لَنَا أَوْ لِلْأَبَدِ؟ فَقَالَ: لَا، بَلْ لِلْأَبَدِ، قَالَ: وَجَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ: أَحَدُهُمَا يَقُولُ لَبَّيْكَ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْآخَرُ لَبَّيْكَ بِحَجَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقِيمَ عَلَى إِحْرَامِهِ وَأَشْرَكَهُ فِي الْهَدْيِ۔

باندھے ہوئے تھے اور کوئی نیت (عمرے وغیرہ کی) نہ تھی جب ہم مکہ میں پہنچے تو آپ نے ہم کو حکم دیا ہم نے حج کو عمرہ کر ڈالا یہ بھی حکم دیا کہ ہم اپنی عورتوں سے صحبت کریں اس کا چرچا ہونے لگا عطاء نے جابر سے نقل کیا لوگ کہنے لگے کیا ہم (حج کے لیے) منا کو اس کیفیت سے جائیں کہ ذکر سے منی ٹپک رہی ہو^۲ اور جابر نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ خطبہ سنانے کھڑے ہوئے فرمایا مجھ کو یہ خبر پہنچی بعضے لوگ ایسی ایسی باتیں بناتے ہیں خدا کی قسم میں ان سے زیادہ نیک اور پرہیزگار ہوں اور اگر پہلے سے میں جانتا جو بعد کو معلوم ہوا تو میں قربانی اپنے ساتھ نہ لاتا اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں بھی احرام کھول ڈالتا اس وقت سراقہ بن مالک کھڑا ہوا کہنے لگا یا رسول اللہ یہ حکم خاص ہمارے لیے ہے یا ہمیشہ (سب لوگوں) کے واسطے آپ نے فرمایا تم سے خاص نہیں ہمیشہ کے لیے ہے جابر نے کہا اور حضرت علیؓ بھی یمن سے آپہنچے اب عطا اور طاؤس میں سے ایک تو یوں کہتا ہے حضرت علیؓ نے احرام کے وقت یوں کہا تھا لبیک بما اہل بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرا یوں کہتا ہے کہ انہوں نے لبیک بحجۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا تھا خیر آپ نے ان کو حکم دیا کہ احرام قائم رکھیں اور ان کو قربانی میں شریک کر لیا۳

۱ یعنی ابن جریج نے اس حدیث کو عطاء اور طاؤس دونوں سے سنا ہے حافظ نے کہا میرے نزدیک تو طاؤس سے روایت منقطع ہے کیونکہ ابن جریج نے مجاہد اور عکرمہ سے نہیں سنا اور طاؤس انہی کے ہمعصر ہیں البتہ عطاء سے سنا ہے کیونکہ عطاء ان لوگوں کے دس برس بعد مرے تھے ۱۲ منہ ۲ یہ مبالغہ ہے مطلب یہ ہے کہ ابھی جماع پر تھوڑا ہی وقت گزرا ۱۲ منہ ۳ ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے قربانی کے لیے ترسٹھ اونٹ لے گئے تھے اور حضرت علیؓ یمن سے سینتیس اونٹ لائے تھے جملہ سو اونٹ ہوئے اور حضرت علیؓ کو آپ نے ان اونٹوں میں شریک کر لیا۔ ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ عَدَلَ عَشَرَةً مِنَ الْغَنَمِ بِجَزُورٍ فِي الْقَسْمِ۔

باب: تقسیم میں ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر سمجھنا۔

۶۸۴۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ مِنْ تِهَامَةَ فَأَصَبْنَا غَنَمًا وَإِبِلًا فَعَجِلَ الْقَوْمُ فَأَغْلَوْا بِهَا الْقُدُورَ، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِهَا فَأُكْفِئَتْ ثُمَّ عَدَلَ عَشَرَةً مِنَ الْغَنَمِ بِجَزُورٍ ثُمَّ إِنَّ بَعِيرًا مِنْهَا نَدَّ وَلَيْسَ فِي الْقَوْمِ إِلَّا خَيْلٌ يَسِيرَةٌ، فَرَمَاهُ رَجُلٌ فَحَبَسَهُ بِسَهْمٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِهَذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ، فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا، قَالَ: قَالَ جَدِّي: يَا رَسُولَ اللهِ: إِنَّا نَرْجُو وَنَخَافُ أَنْ نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى، أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ؟ فَقَالَ: أَعْجِلْ أَوْ أَرِنِي مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ فَكُلُوا، لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ، وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذَلِكَ، أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ، وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ۔

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو وکیع نے خبر دی انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے اپنے باپ سعید بن مسروق سے انہوں نے عبایہ بن رفاعہ سے انہوں نے اپنے دادا رافع بن خدیج سے انہوں نے کہا ہم تہامہ کے ملک میں ذوالحلیفہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہم نے (لوٹ میں) اونٹ بکریاں کمائیں لوگوں نے جلدی کر کے ان کا گوشت ہانڈیوں میں (پکنے کے لیے) چڑھا دیا[1] اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے حکم دیا وہ ہانڈیاں سب الٹ دی گئیں۔ پھر آپ نے تقسیم میں ایک اونٹ کے برابر دس بکریاں رکھیں اور ایک اونٹ بھاگ نکلا اور گھوڑے سوار کم تھے آخر ایک شخص نے تیر مار کر اس کو روک دیا پھر آپ نے فرمایا دیکھو ان چوپایوں میں بھی بعضے وحشی جانوروں کی طرح چمک نکلتے ہیں جب تم ان کو پکڑ نہ سکو تو ایسا ہی کیا کرو عبایہ نے کہا میرے دادا رافع نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو امید ہے یا ڈر ہے کل دشمن سے بھڑ جائیں اور ہمارے پاس چھری نہیں کیا دھار دار لکڑی سے ذبح کر ڈالیں آپ نے فرمایا جلدی کرو جو چیز خون بہائے اسی سے کاٹ ڈالو اگر اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو اس کو کھاؤ مگر دانت اور ناخون سے ذبح نہ کرو اس کی وجہ میں کہوں دانت تو ہڈی ہے[2] اور ناخون حبشیوں کی چھریاں ہیں۔

[1] کیونکہ تقسیم سے پہلے لوٹ کے مال میں تصرف کرنا درست نہیں جو کچھ مجاہدین لوٹ میں حاصل کریں وہ سب حاکم کے پاس جلد کر دینا چاہیے ۱۲ منہ
[2] تو ذبح کرنے سے اس میں خون لگ جائے گا اور وہ ناپاک ہوگی جنوں کے کھانے کے قابل نہ رہے گی اوپر گزر چکا ہے کہ ہڈی جنوں کی خوراک ہے ۲ امنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ الرَّهْنِ

کتاب رہن[1] کے بیان میں

بَابٌ فِي الرَّهْنِ فِي الْحَضَرِ

باب: آدمی اپنی بستی میں ہو اور گروی رکھے[2]

وَقَوْلِهِ تَعَالَى - وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَقْبُوضَةٌ -

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا کوئی نہ ملے تو ہاتھ گروی رکھ لو۔

[1] رہن کے معنے ثبوت یا رکنا اور اصطلاح شرع میں رہن کہتے ہیں قرض کے بدل کوئی چیز رکھا دینے کو مضبوطی کے لیے کہ اگر قرض ادا نہ ہو تو مرتہن اس چیز سے اپنا قرض وصول کر لے جو شخص چیز کا مالک ہو اس کو راہن اور جس کے پاس رکھی جائے اس کو مرتہن اور اس چیز کو مرہون کہتے ہیں ۱۲ منہ [2] یہ باب لا کر امام بخاری نے یہ بتلا دیا کہ قرآن شریف میں جو یہ قید مذکور ہے وَإِن كُنتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ یہ قید اتفاقی ہے اس لیے اکثر سفر میں گروی کی ضرورت پڑتی ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضر میں گروی

۶۸۵ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعَهُ بِشَعِيرٍ وَمَشَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيرٍ وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ، وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَا أَصْبَحَ لِآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا صَاعٌ وَلَا أَمْسَى وَإِنَّهُمْ لَتِسْعَةُ أَبْيَاتٍ -

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زرہ جو کے بدل گرو رکھی اور (ایک دن) ایسا ہوا میں آپ کے پاس جو کی روٹی اور بودار چربی (کھلانے کے لیے) لے گیا اور میں نے آپ سے سنا آپ فرماتے تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے پاس صبح اور شام ایک صاع اناج کے سوا اور کچھ نہ رہا حالانکہ نو گھر ہیں[1]

[1] یہ آپ نے اپنا حال بیان فرمایا دوسرے مومنین کو تسلی دینے کے لئے نہ بطور شکوہ شکایت کے اہل اللہ تو

فقر و فاقہ پر ایسی خوشی کرتے ہیں جو غنا اور تونگری پر نہیں کرتے وہ کہتے ہیں فقر و فاقہ اور دکھ اور بیماری غالص محبوب یعنی خداوند کریم کی مرا ہے اور غنا اور تونگری میں بندے کی مراد بھی شریک ہوتی ہے حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ جب وہ اپنے گھر میں جاتے اور اپنی والدہ سے پوچھتے کچھ کھانے کو ہے وہ کہتیں "بابا نظام الدین! امروز مہمان خدائیم" تو بے حد خوشی کرتے اور جس دن وہ کہتیں "ہاں! کھانا حاضر ہے" تو کچھ خوشی نہ ہوتی ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ رَهَنَ دِرْعَهُ۔

باب: زرہ کو گرو رکھنا

۶۸۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: تَذَاكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ الرَّهْنَ وَالْقَبِيلَ فِي السَّلَفِ فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا إِلَى أَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعَهُ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے کہا ہم نے ابراہیم نخعی کے پاس سلم میں گروی اور ضمانت دینے کا ذکر کیا انہوں نے کہا ہم سے اسود نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی (ابوالشحم)[1] سے وعدے پر اناج خریدا اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھ دی۔

[1] شافعی اور بیہقی کی روایت میں اس کی تصریح ہے آپ نے اس یہودی سے جو کے تیس صاع قرض لیے تھے اور جو زرہ گروی کی تھی اس کا نام ذات الفضول تھا بعضوں نے کہا آپ نے وفات سے پہلے یہ زرہ چھڑا لی تھی لیکن ایک روایت میں ہے کہ آپ کی وفات تک وہ گروی رہی ۱۲ منہ

بَابُ رَهْنِ السِّلَاحِ۔

باب: ہتھیار گروی رکھنا

۶۸۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ، فَإِنَّهُ آذَى اللهَ وَ

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے کہا میں نے جابرؓ بن عبداللہ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرتا ہے اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دی

رَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ: أَنَا فَأَتَاهُ فَقَالَ: أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ، فَقَالَ: أَرْهِنُونِي نِسَاءَكُمْ، قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ؟ قَالَ: فَارْهَنُونِي أَبْنَاءَكُمْ، قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُ أَبْنَاءَنَا فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ فَيُقَالُ رُهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ؟ هَذَا عَارٌ عَلَيْنَا، وَلَكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّأْمَةَ، قَالَ سُفْيَانُ: يَعْنِي السِّلَاحَ، فَوَعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ فَقَتَلُوهُ ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ

ہے محمد بن مسلمہ نے کہا میں کرتا ہوں[۳] خیر وہ اس کے پاس گئے اور کہنے لگے ہم کو ایک وسق یا دو وسق غلہ قرض دے دو[۴] کعب نے کہا اچھا اپنی جورو ئیں گروی کر دو محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھیوں نے کہا بھلا جوروئیں تمہارے پاس کیسے گروی کریں تم تو سارے عرب میں خوب صورت ہو[۵] کعب نے کہا اچھا اپنے بیٹے[۶] گروی کر دو کہنے لگے کیسے کریں لوگ ہمیشہ طعنے دیتے رہیں گے کہ ایک دو وسق اناج پر گروی کیا گیا تھا یہ تو بڑے شرم کی بات ہے البتہ ہتھیار گروی رکھ سکتے ہیں[۷] خیر یہ وعدہ لے کر وہ گئے۔ دوبارہ اس کے پاس آئے اور اس کو مار ڈالا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے بیان کیا۔

---

[۱] یہ یہودیوں میں ایک بڑا مالدار سوداگر تھا رات دن بدر میں جو کافر مارے گئے تھے ان پر نوحہ کیا کرتا اور مکہ کے کافروں کو آنحضرتؐ سے لڑنے کے لیے برانگیختہ کرتا پیغمبر صاحب کی ہجو میں شعر کہتا لعنہ اللہ [۲] یعنی اس کو قتل کروں گا دوسری روایت میں ہے انہوں نے آپ سے اجازت لی کہ میں آپ کے باب میں جو کچھ مناسب ہو اس کے سامنے کہوں اس کی اجازت دیدیجیے آپ نے اجازت دیدی ۱۲ منہ [۳] وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے جیسے اوپر گزر چکا ۱۲ منہ [۴] تو ہماری عورتیں تجھ پر فریفتہ ہو کر خراب ہو جائیں گی ۱۲ منہ [۵] کعب نے اس کو قبول کیا پھر محمد بن مسلمہ کعب کے رضائی بھائی ابو نائلہ کو لے کر رات کو اس کے پاس گئے۔ اس نے قلعہ کے اندر بلا لیا اور جب ان کے پاس جانے لگا اس کی عورت نے منع کیا وہ بولا کوئی غیر نہیں ہے محمد بن مسلمہ ہے اور میرا بھائی ابو نائلہ محمد بن مسلمہ کے ساتھ اور بھی دو یا تین شخص تھے ابو عبس بن جبر حارث بن اوس عباس بن بشر محمد بن مسلمہ نے کہا میں کعب کے بال سونگھنے کی اجازت مانگ کر اس کا سر تھاموں گا تم اسی وقت جب دیکھنا کہ میں سر کو مضبوط تھامے ہوں اس کا سر اڑا دینا۔ پھر محمد بن مسلمہ نے جب کعب آیا تو کہا میں نے تمام عمر ایسی خوشبو نہیں سونگھی وہ کہنے لگا میرے پاس ایک عورت ہے جو عرب کی ساری عورتوں سے زیادہ معطر اور خوشبو دار رہتی ہے۔ محمد بن مسلمہ نے اس کا سر سونگھنے کی اجازت مانگی اور سر کو مضبوط تھام کر اپنے ساتھیوں سے اشارہ کیا مارو۔ انہوں نے تلوار سے سر اڑا دیا اور لوٹ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ خوش ہوئے اور ان کو دعا دی ۱۲ منہ

بَابٌ۔ الرَّهْنُ مَرْكُوبٌ وَ مَحْلُوبٌ، وَقَالَ مُغِيرَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ: تُرْكَبُ الضَّالَّةُ بِقَدْرِ عَلَفِهَا، وَ تُحْلَبُ بِقَدْرِ عَلَفِهَا، وَالرَّهْنُ مِثْلُهُ۔

باب۔ گروی جانور پر سواری کرنا اور اس کا دودھ پینا درست ہے[1] اور مغیرہ نے ابراہیم نخعی سے[2] نقل کیا انہوں نے کہا بھولے بھٹکے جانور پر اس کا چارہ نکلنے کے موافق سواری کی جائے اس کا دودھ دوہا جائے ایسے ہی گروی جانور پر بھی۔

لہ یہ مضمون صراحتہً ایک حدیث میں وارد ہے جس کو حاکم نے روایت کیا اور کہا صحیح ہے بخاری و مسلم کی شرط پر ۱۲ منہ ٢ـہ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ

۶۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: الرَّهْنُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ، وَيُشْرَبُ لَبَنُ الدَّرِّ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے زکریا ابن ابی زائدہ نے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے گروی جانور پر اس کا خرچ نکلنے کے لیے سواری کی جائے دودھ والا جانور گروی ہو تو اس کا دودھ پیا جائے[1]

لہ امام ابن قیم اور ابن تیمیہ اور اصحاب حدیث کا مذہب یہی ہے کہ مرتہن شے مرہونہ سے نفع اٹھا سکتا ہے جب اس کی درستی اور اصلاح اور خبرگیری کرتا ہے گو مالک نے اس کو اجازت نہ دی ہو اور جمہور فقہا نے اس کے خلاف کہا ہے کہ مرتہن کو شے مرہونہ سے کوئی فائدہ اٹھانا درست نہیں۔ اہل حدیث کے مذہب پر مرتہن کو مکان مرہونہ میں بعوض اس کی حفاظت اور صفائی وغیرہ کے رہنا اسی طرح غلام لونڈی سے بعوض ان کے نان و پارچہ خدمت لینا درست ہو گا جمہور علماء اس حدیث سے دلیل لیتے ہیں کہ جس قرض سے کچھ فائدہ حاصل کیا جائے وہ سود ہے۔ اہل حدیث کہتے ہیں اول تو یہ حدیث ضعیف ہے اس صحیح حدیث کے معارضہ کے لائق نہیں دوسرے اس حدیث میں مراد وہ قرضہ ہے جو بلا گروی کے ہو ۱۲ منہ

۶۸۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ: أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو زکریا نے انہوں نے شعبی سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گروی جانور پر

وَسَلَّمَ: الرَّهْنُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَعَلَى الَّذِي يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ النَّفَقَةُ۔

خرچ کے بدل سواری کی جائے اسی طرح دودھ والے جانور کا جب وہ گرو ہو تو خرچ کے بدل اس کا دودھ پیا جائے اور جو کوئی سواری کرے یا دودھ پیئے وہی اس کا خرچ اٹھائے لہ

لہ طحاوی نے اپنے مذہب کی تائید میں اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ مراد یہ ہے کہ راہن اس پر سواری کرے اور اس کا دودھ پیے اور وہی اس کا روز کا چارہ کرے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ تاویل ظاہر کے خلاف ہے کیونکہ مرہون جانور مرتہن کے قبضے اور حراست میں رہتا ہے علاوہ اس کے حماد بن سلمہ نے اپنی جامع میں حماد ابن ابی سلیمان سے جو امام ابو حنیفہؒ کے استاد ہیں روایت کی انہوں نے ابراہیم نخعی سے اس میں صاف یوں ہے جب کوئی بکری رہن کرے تو مرتہن بقدر اس کے دانے چارے کے اس کا دودھ پیے اگر وہ دودھ اس کے دانے چارے کے خرچ کے بعد بچ رہے تو اس کا لینا درست نہیں وہ ربا ہے ۱۲ منہ

بَابُ الرَّهْنِ عِنْدَ الْيَهُودِ وَغَيْرِهِمْ۔

باب۔ یہود وغیرہ کافروں کے پاس کوئی چیز گرو کرنا۔

۷۹۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: اشْتَرَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا وَرَهَنَهُ دِرْعَهُ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے اسود سے، انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک یہودی لہ سے کچھ مدت ٹھہرا کر اناج خریدا اور اپنی زرہ اس کے پاس گرو کر دی۔

لہ وہی ابوالشحم جس کا ذکر اوپر گزرا ۱۲ منہ

بَابٌ۔ إِذَا اخْتَلَفَ الرَّاهِنُ وَالْمُرْتَهِنُ وَنَحْوُهُ فَالْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي وَالْيَمِينُ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ۔

باب۔ اگر راہن (جس کا مال ہو) اور مرتہن (گرو دار) کسی بات میں اختلاف کریں لہ یا ان کی طرح دوسرے لوگ تو مدعی کو گواہ لانا اور منکر کو قسم کھانا چاہیے۔

لے یہ اختلاف خواہ اصل رہن میں ہو یا مقدار شے مرہونہ میں مثلاً مرتہن کہے تونے زمین درختوں سمیت گرو رکھی تھی اور راہن کہے میں نے صرف زمین گرو رکھی تھی تو مرتہن ایک زیادت کا مدعی ہوا اس کو گواہ لانا چاہیے اگر گواہ نہ لائے تو راہن کا قول قسم کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔ شافعیہ کہتے ہیں رہن میں جب گواہ نہ ہوں تو ہر صورت میں راہن کا قول قسم کے ساتھ قبول کیا جائے گا ۱۲ منہ۔

۶۹۱- حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَكَتَبَ إِلَيَّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى أَنَّ الْيَمِينَ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ۔

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے نافع بن عمر نے انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے کہا میں نے ابن عباسؓ کو (دو عورتوں کے مقدمہ میں) لکھا انہوں نے جواب میں لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ مدعی علیہ سے قسم لی جائے گی۔

۶۹۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ، ثُمَّ أَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ۔ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا۔ فَقَرَأَ إِلَى۔ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ ثُمَّ إِنَّ الْأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ خَرَجَ إِلَيْنَا فَقَالَ: مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ قَالَ: فَحَدَّثْنَاهُ، قَالَ: فَقَالَ صَدَقَ، لَفِيَّ نَزَلَتْ، كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُومَةٌ فِي بِئْرٍ فَاخْتَصَمْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ۔ قُلْتُ: إِنَّهُ إِذًا يَحْلِفُ وَلَا يُبَالِي، فَقَالَ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے منصور سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے کہا عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا جو کسی کا مال مار لینے کے لیے جھوٹی قسم کھائے تو جب وہ اللہ سے ملے گا اللہ اس پر غصہ ہو گا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کو سچ بتلایا (سورۂ آل عمران میں) فرمایا جو لوگ اللہ کا عہد دے کر قسمیں کھا کر دنیا کا تھوڑا سا مال لیتے ہیں اخیر آیت ولہم عذاب الیم تک ابو وائل نے کہا پھر ایسا ہوا اشعث بن قیس ہمارے پاس آئے انہوں نے پوچھا عبداللہ بن مسعودؓ تم سے کیا حدیث بیان کرتے ہیں ہم نے یہ حدیث سنائی انہوں نے کہا سچ کہتے ہیں خدا کی قسم یہ آیت میرے مقدمہ میں اتری ہوا یہ کہ مجھ میں اور ایک شخص میں کنوئیں کی بابت تکرار ہوئی ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فریاد کی آپ نے فرمایا دو گواہ لا نہیں تو اس سے قسم لے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو قسم کھا لے گا کچھ پرواہ نہ کرے گا آپ نے فرمایا

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا وَ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ، لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ، ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيقَ ذٰلِكَ، ثُمَّ اقْتَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ - إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا - إِلَى - وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ -

جو شخص کسی کا مال مارنے کے لیے جھوٹی قسم کھائے وہ جب اللہ سے ملے گا تو اللہ اس پر غصے ہوگا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق اتاری اشعث نے یہی آیت (سورۂ آل عمران کی) پڑھی جو لوگ اللہ کا عہد دے کر قسمیں کھا کر دنیا کا تھوڑا مول لیتے ہیں آخر آیت وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ تک۔

باب: فی العتق وفضله

وَقَوْلِهِ تَعَالٰى - فَكُّ رَقَبَةٍ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ -

باب:۔ بردہ آزاد کرنے کا ثواب۔

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بلد میں) فرمایا گردن چھڑانا (آزاد کر دینا) یا بھوک کے دن ناتے والے یتیم کو کھانا کھلانا [1]

[1] ہر چند ہر یتیم کو بھوک کے وقت کھلانا ثواب ہے مگر جس یتیم سے ناتا رشتہ ہو اس کو کھلانا اور زیادہ ثواب ہوگا ۱۲ منہ

۶۹۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ ابْنُ مَرْجَانَةَ صَاحِبُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا اسْتَنْقَذَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ، قَالَ سَعِيدُ بْنُ مَرْجَانَةَ: فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَعَمَدَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِلَى عَبْدٍ لَهُ قَدْ أَعْطَاهُ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَشَرَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ، أَوْ أَلْفَ دِينَارٍ فَأَعْتَقَهُ -

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے عاصم بن محمد نے کہا مجھ سے واقد بن محمد نے کہا مجھ سے سعید بن مرجانہ نے جو امام زین العابدین علی بن حسین کے مصاحب تھے انہوں نے کہا مجھ سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان بردے کو آزاد کرے اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کو بردے کے ہر عضو کے بدل دوزخ سے آزاد کرے گا [1] سعید بن مرجانہ نے کہا میں یہ حدیث سن کر امام زین العابدین کے پاس گیا (ان کو سنائی) انہوں نے کیا کیا۔ ان کا ایک غلام تھا [2] عبداللہ بن جعفر اس کی قیمت دس ہزار درہم یا ہزار دینار دینے کو تیار تھے۔ طیار نے اس کو آزاد کر دیا [3]

لے دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے یہاں تک کہ اس کی شرم گاہ کو بھی شرم گاہ کے بدلے ۱۲ منہ
ٰلہ اس کا نام مطرف تھا امام احمد اور ابو عوانہ کی روایت میں اس کی تصریح ہے ۱۲ منہ ٰلہ سبحان اللہ اچھوں کے کام اچھے ہی ہوتے ہیں امام زین العابدین آخر کس کے صاحبزادے تھے امام حسین علیہ السلام کے جو محبوب تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیث پر عمل کرنے میں ایسی ہی مستعدی کرنا چاہیے جیسے حضرت امام صاحب نے کی ۱۲ منہ

بَابٌ أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟

باب: کیسا بردہ آزاد کرنا افضل ہے۔

٦٩٤- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُرَاوِحٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: إِيمَانٌ بِاللهِ وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ، قُلْتُ: فَأَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: أَعْلَاهَا ثَمَنًا وَأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا، قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ قَالَ: تُعِينُ صَانِعًا أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ، قَالَ: فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ: تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلَى نَفْسِكَ۔

ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو مراوح سے انہوں نے ابوذر غفاریؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا میں نے کہا کون سا بردہ آزاد کرنا افضل ہے۔ آپ نے فرمایا جس کی قیمت زیادہ ہو اور اس کے مالک کو بہت پسند ہو میں نے عرض کیا اگر میں یہ نہ کر سکوں۔ آپ نے فرمایا تو کسی مسلمان کاریگر کی مدد کر لے یا بے ہنر کی (جو روٹی نہ کما سکے) میں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ کر سکوں آپ نے فرمایا تو خیر لوگوں سے برائی مت کر یہ ایک صدقہ ہے جو تو اپنے اوپر کرتا ہے۔

لے حدیث میں صانع کا لفظ ہے اس کے معنے کاریگر یعنی کوئی پیشہ کرنے والا بعضوں نے ضائع روایت کیا ضاد معجمہ سے تو اس کے معنی یہ ہوں گے جو کوئی تباہ حال یعنی فقر اور فاقہ میں مبتلا ہلاک ہو رہا ہو ۱۲ منہ

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْعَتَاقَةِ فِي الْكُسُوفِ أَوِ الْآيَاتِ۔

باب: سورج گہن اور دوسری نشانیوں کے وقت بردہ آزاد کرنا مستحب ہے۔

٦٩٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ:

ہم سے موسیٰ بن مسعود نے بیان کیا کہا ہم نے زائد

حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَاقَةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ، تَابَعَهُ عَلِيٌّ، عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ، عَنْ هِشَامٍ۔

بن قدامہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے فاطمہ بنت منذر سے انہوں نے اسماء بنت ابی بکرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن میں بردہ آزاد کرنے کا حکم دیا موسیٰ کے ساتھ اس حدیث کو علی بن مدینی نے بھی عبدالعزیز دراوردی سے روایت کیا انہوں نے ہشام سے۔

۶۹۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَثَّامٌ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: كُنَّا نُؤْمَرُ عِنْدَ الْخُسُوفِ بِالْعَتَاقَةِ۔

ہم سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا کہا ہم سے عثّام نے کہا ہم سے ہشام نے انہوں نے فاطمہ بنت منذر سے انہوں نے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا ہم کو سورج گہن کے وقت بردہ آزاد کرنے کا حکم دیا جاتا تھا[1]

[1] کیونکہ سورج گہن عذاب کی نشانی ہے اس وقت بردہ آزاد کرنا یا کوئی خیرات کرنا مفید ہے اب تک یہ رواج رائج ہے سورج گہن میں لوگ خیرات نکالتے ہیں ۱۲ منہ

بَابٌ إِذَا أَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَ اثْنَيْنِ أَوْ أَمَةً بَيْنَ الشُّرَكَاءِ۔

باب۔ اگر مشترک غلام یا لونڈی کو آزاد کرے۔

۶۹۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَ اثْنَيْنِ فَإِنْ كَانَ مُوسِرًا قُوِّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ يُعْتَقُ۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص دو کے ساجھے کا غلام آزاد کرے اگر وہ مالدار ہو تو دوسرے کے حصے کی قیمت ادا کرے اور غلام آزاد ہو جائے گا۔

۶۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غلام

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَعْتَقَ شِرْکًا لَہُ فِي عَبْدٍ وَکَانَ لَہُ مَا یَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ الْعَبْدُ قِیْمَۃَ عَدْلٍ فَأَعْطَی شُرَکَاءَہُ حِصَصَہُمْ وَعَتَقَ عَلَیْہِ الْعَبْدُ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْہُ مَا عَتَقَ۔

میں اپنا حصہ آزاد کرے پھر اس کے پاس اتنا مال ہو جو غلام کی قیمت کو کافی ہو تو انصاف کے ساتھ اس کی قیمت لگائی جائے گی اور دوسرے شریکوں کا حصہ وہ ادا کرے اور غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا نہیں تو جتنا آزاد ہوا اتنا ہی آزاد ہوا۔

۶۹۹۔ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ إِسْمَاعِیلَ، عَنْ أَبِي أُسَامَۃَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَعْتَقَ شِرْکًا لَہُ فِي مَمْلُوکٍ فَعَلَیْہِ عِتْقُہُ کُلُّہُ إِنْ کَانَ لَہُ مَالٌ یَبْلُغُ ثَمَنَہُ، فَإِنْ لَمْ یَکُنْ لَہُ مَالٌ یُقَوَّمُ عَلَیْہِ قِیْمَۃَ عَدْلٍ عَلَی الْمُعْتِقِ فَأَعْتَقَ مِنْہُ مَا أَعْتَقَ۔

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا، انہوں نے ابو اسامہ سے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غلام کا ایک حصہ آزاد کرے اس پر پورا آزاد کرنا لازم ہے اگر اس کے پاس اتنا مال ہو جو اس کی قیمت کو کافی ہو اور اگر اتنا مال نہ ہو جو اس غلام کی واجبی قیمت کو کافی ہو تو بس جو حصہ آزاد کیا وہی آزاد ہوا۔

۷۰۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ، عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ اخْتَصَرَہُ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے بشر نے انہوں نے عبید اللہ سے انہوں نے اس حدیث کو مختصر بیان کیا۔

۷۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَیُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَعْتَقَ نَصِیبًا لَہُ فِي مَمْلُوکٍ أَوْ شِرْکًا لَہُ فِي عَبْدٍ فَکَانَ لَہُ مِنَ الْمَالِ مَا یَبْلُغُ قِیْمَتَہُ بِقِیْمَۃِ الْعَدْلِ فَہُوَ عَتِیقٌ، قَالَ نَافِعٌ: وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْہُ مَا عَتَقَ، قَالَ أَیُّوبُ: لَا أَدْرِي أَشَيْءٌ قَالَہُ نَافِعٌ أَوْ شَيْءٌ فِي الْحَدِیثِ۔

دوسری سند اور ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بردے میں اپنا حصہ آزاد کر دے یا یوں فرمایا غلام میں اپنا حصہ[1] اور اس کی واجبی قیمت کے برابر وہ مال رکھتا ہو تو سارا غلام آزاد ہو جائے گا (باقی حصہ کی قیمت اس کو دینا ہو گی)۔ نافع نے کہا میں یہ نہیں جانتا کہ نافع نے یہ اپنی طرف سے کہا یا حدیث میں داخل ہے[2]

[1] یہ ایوب راوی کی شک ہے ۱۲ منہ [2] یعنی یہ عبارت وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ حدیث میں داخل ہے یا نافع کا

قول ہے اور راویوں نے جیسے عبید اللہ اور مالک وغیرہ ہیں اس فقرے کو حدیث میں داخل کیا ہے اور وہی راجح ہے ۱۲ منہ

٧٠٢ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مِقْدَامٍ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ كَانَ يُفْتِي فِي الْعَبْدِ أَوِ الْأَمَةِ يَكُونُ بَيْنَ شُرَكَاءَ فَيُعْتِقُ أَحَدُهُمْ نَصِيبَهُ مِنْهُ، يَقُولُ: قَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ عِتْقُهُ كُلُّهُ، إِذَا كَانَ لِلَّذِي أَعْتَقَ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ، يُقَوَّمُ مِنْ مَالِهِ قِيمَةُ الْعَدْلِ، وَيُدْفَعُ إِلَى الشُّرَكَاءِ أَنْصِبَاؤُهُمْ، وَيُخَلَّى سَبِيلُ الْمُعْتَقِ، يُخْبِرُ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَوَاهُ اللَّيْثُ وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ وَابْنُ إِسْحَاقَ وَجُوَيْرِيَةُ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْمَاعِيلُ ابْنُ أُمَيَّةَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَصَرًا۔

ہم سے احمد بن مقدام نے بیان کیا کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے کہا مجھ کو نافع نے خبر دی انہوں نے ابن عمرؓ سے وہ یہ فتویٰ دیتے تھے اگر ایک غلام یا لونڈی کئی آدمیوں کے ساجھے میں ہو پھر ان میں کوئی اپنا حصّہ آزاد کر دے تو اس پر سارے غلام لونڈی کو آزاد کرنا واجب ہے جب اس کے پاس اتنا مال ہو جو اس غلام لونڈی کی واجبی قیمت کو کافی ہو اور ہر ایک ساجھی کو اس کے حصّے کی قیمت دلا کر غلام لونڈی کو چھوڑ دیں گے (اس سے کچھ محنت نہ کرائیں گے) ابن عمرؓ اس فتوے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے اس حدیث کو لیث ¹ اور ابن ابی ذئب اور ابن اسحاق اور جویریہ اور یحییٰ بن سعید اور اسمٰعیل بن امیہ نے بھی نافع سے روایت کیا انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اختصار کے ساتھ۔

¹ لیث کی روایت امام مسلم اور نسائی نے اور ابن ابی ذئب کی ابو نعیم نے مستخرج میں اور ابن اسحاق کی ابو عوانہ نے اور جویریہ کی خود امام بخاری نے کتاب الشرکۃ میں اور یحییٰ ابن سعید کی امام مسلم نے اور اسمٰعیل بن امیہ کی عبد الرزاق نے وصل کی ۱۲ منہ

بَابٌ إِذَا أَعْتَقَ نَصِيبًا فِي عَبْدٍ وَلَيْسَ لَهُ مَالٌ اسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرُ

باب: اگر کسی شخص نے ساجھے کے بردے میں اپنا حصہ آزاد کر دیا اور وہ نادار ہے تو دوسرے ساجھی والوں کیلئے اس سے

مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ عَلَى نَحْوِ الْكِتَابَةِ۔ محنت کرائیں گے جیسے مکاتب سے کراتے ہیں اس پر سختی نہیں کرینگے[1]

[1] یعنی خواہ مخواہ اس پر جبر نہیں کرنے کے بلکہ اگر اس سے محنت نہ ہو سکے تو جتنا آزاد ہوا اتنا آزاد باقی حصہ غلام رہے گا۔ یہ باب لا کر امام بخاری نے اس حدیث کے دونوں الفاظ میں تطبیق دی یعنے بعضی روایتوں میں یوں آیا ہے والا فقد عتق منہ ما عتق اور بعضوں میں یوں آیا ہے استسعی غیر مشقوق علیہ۔ امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ پہلی صورت جب ہے کہ غلام محنت و مشقت کے قابل نہ ہو اور آزاد کرنے والا نادار ہو اور دوسری صورت جب ہے کہ وہ محنت مشقت اور کمائی کے قابل ہو ۱۲ منہ

۷۰۳۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي النَّضْرُ بْنُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَعْتَقَ شَقِيصًا مِنْ عَبْدٍ۔

ہم سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ ابن آدم نے کہا ہم سے جریر بن ابی حازم نے کہا میں نے قتادہ سے سنا کہا مجھ سے نضر بن انس بن مالک نے بیان کیا انہوں نے بشیر بن نہیک سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غلام کا ایک حصہ آزاد کر دے۔

۷۰۴۔ وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ ابْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا أَوْ شَقِيصًا فِي مَمْلُوكٍ فَخَلَاصُهُ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ، وَإِلَّا قُوِّمَ عَلَيْهِ فَاسْتُسْعِيَ بِهِ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ، تَابَعَهُ حَجَّاجُ بْنُ حَجَّاجٍ، وَأَبَانُ وَمُوسَى بْنُ خَلَفٍ عَنْ قَتَادَةَ،

دوسری سند اور ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے نضر بن انس سے انہوں نے بشیر بن نہیک سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا حصہ یا اپنا ٹکڑا بردے میں سے[1] آزاد کر دے تو اس کو اپنے مال میں سے اس کو چھڑانا (سارا آزاد کرانا) واجب ہے اگر وہ مالدار ہو ورنہ اس کی قیمت لگا کر بردے سے محنت مزدوری کرائیں پر اس پر سختی نہ کریں سعید کے ساتھ اس حدیث کو حجاج بن حجاج اور ابان اور موسیٰ بن خلف

وَاخْتَصَرَهُ شُعْبَةُ۔

نے بھی قتادہ سے روایت کیا شعبہ نے اس کو مختصر کر دیا۔

لہ یہ راوی کی شک ہے کہ نصیبًا کا لفظ کہا یا شقیصًا دونوں کے معنے ایک ہی ہیں ۱۲ منہ

بَابُ الْخَطَإِ وَالنِّسْيَانِ فِي الْعَتَاقَةِ وَالطَّلَاقِ وَنَحْوِهِ، وَلَا عَتَاقَةَ إِلَّا لِوَجْهِ اللهِ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، وَلَا نِيَّةَ لِلنَّاسِي وَالْمُخْطِئِ۔

باب: اگر بھول چوک کر کسی کی زبان سے عتاق (آزادی) یا طلاق یا کوئی اور ایسی ہی چیز نکل جائے لہ اور آزادی صرف خدا کی خوشنودی کے لیے کی جاتی ہے ۲ لہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آدمی کو وہی ملے گا جیسی نیت کرے اور بھولنے چوکنے والے کو نیت نہیں ہوتی۔

لہ حنفیہ کے نزدیک ایسی صورت میں طلاق پڑ جائے گی اور امام بخاری اور امام احمد اور اسحاق اور اہل حدیث کے نزدیک طلاق نہ پڑے گی کیونکہ ہر کام کے لیے نیت شرط ہے اور بھول چوک میں طلاق کی نیت نہیں ہوتی ۱۲ منہ ۲لہ یہ ایک حدیث کا لفظ ہے طبرانی نے ابن عباسؓ سے مرفوعًا نکالا ۱۲ منہ ۳لہ یہ حدیث شروع کتاب میں بھی موصولاً گزر چکی ہے اور اس باب میں بھی آتی ہے اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ بھول چوک سے اگر طلاق کا لفظ نکل جائے تو طلاق نہ پڑے گی یہ بہت عمدہ استنباط ہے ۱۲ منہ

۷۰۵۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ تَجَاوَزَ لِي عَنْ أُمَّتِي مَا وَسْوَسَتْ بِهِ صُدُورُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَكَلَّمْ۔

ہم سے حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے مسعر نے انہوں نے قتادہؓ سے انہوں نے زرارہ ابن اوفیٰ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ نے میری امت کے وسوسے (خیال) معاف کر دیے ہیں جب تک ہاتھ پاؤں سے عمل یا زبان سے بات نہ کریں لہ

لہ اس حدیث سے باب کا مطلب اس طرح نکلا کہ جب وسوسے اور دل کے خیال پر مواخذہ نہ ہوا تو جو چیزیں خالی زبان سے بھول چوک کر نکل جائے اس پر بطریق اولیٰ مواخذہ نہ ہوگا یا وسوسے اور دل کے خیال پر مواخذہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ دل پر آن کر گزر جاتا ہے جمتا نہیں اس طرح جو کلام زبان

سے گزر جائے قصد سے نہ کیا جائے اس کا حکم بھی وسوسے کی طرح ہو گا کیونکہ دل اور زبان دونوں انسانی اعضاء ہیں اور دونوں کا حکم ایک ہے ۱۲ منہ

۷۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلِامْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ،

ہم سے محمد ابن کثیر نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے یحییٰ ابن سعید انصاری نے انہوں نے محمد بن ابراہیم تیمی سے انہوں نے علقمہ بن وقاص لیثی سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عمرؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا سارے کام نیت سے پورے ہوتے ہیں اور آدمی کو وہی ملے گا جیسی نیت کرے پھر جس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہوئی اور جس نے دنیا کمانے یا کسی عورت کو بیاہنے کے لیے ہجرت کی اس کی ہجرت انہی چیزوں کی طرف ہو گی [1]

[1] اس حدیث کی شرح اوپر گزر چکی ہے امام بخاری نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ جب ہر کام کے درست ہونے کے لیے نیت شرط ہوئی تو اگر کسی شخص کی طلاق دینے کی نیت نہ تھی لیکن بے اختیار کہنا کچھ چاہتا تھا زبان سے یہ نکل گیا انتِ طالقٌ تو طلاق نہ پڑے گی [2] ۱۲ منہ

بَابٌ۔ إِذَا قَالَ لِعَبْدِهِ هُوَ لِلَّهِ وَنَوَى الْعِتْقَ وَالإِشْهَادُ بِالْعِتْقِ۔

باب۔ جب کوئی شخص اپنے غلام کے لیے یوں کہے وہ اللہ کا ہے اور آزاد کرنے کی نیت ہو تو آزاد ہو جائیگا اور آزادی میں گواہ کرنیکا بیان [1]

[1] حالانکہ آزادی کے لیے گواہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے مگر امام بخاری نے اس کو اس لیے بیان کیا کہ باب کی حدیث میں ابو ہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کر کے اپنے غلام کو آزاد کیا تھا بعضوں نے کہا امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ غلام کو یوں کہنا وہ اللہ کا ہے اس وقت آزاد کرنا ہو گا جب کہنے والے کی نیت آزاد کرنے کی ہو اگر کچھ اور مطلب مراد رکھے تو وہ آزاد نہ ہو گا آزاد کرنے کے لیے بعضے الفاظ تو صریح ہے جیسے وہ آزاد ہے یا میں نے تجھ کو آزاد کیا بعضے کنایہ ہیں جیسے وہ اللہ کا ہے یعنے اب میری ملک اس پر

[2] لیکن حنفیہ کے نزدیک طلاق پڑ جائے گی۔ وہ کہتے ہیں طلاق صریح میں نیت شرط نہیں ہے ۔ مصحح

نہیں رہی وہ اللہ کا ملک ہو گیا ۱۲ منہ

۷۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ نُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ لَمَّا أَقْبَلَ يُرِيدُ الْإِسْلَامَ وَمَعَهُ غُلَامُهُ ضَلَّ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ فَأَقْبَلَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ جَالِسٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، هٰذَا غُلَامُكَ قَدْ أَتَاكَ فَقَالَ: أَمَا إِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّهُ حُرٌّ، قَالَ فَهُوَ حِينَ يَقُولُ:

يَا لَيْلَةً مِنْ طُولِهَا وَعَنَائِهَا
عَلَى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ

ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا انہوں نے محمد بن بشر سے انہوں نے اسمٰعیل سے انہوں نے قیس سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے جب وہ مسلمان ہونے کی نیت سے (رستہ میں) آئے ان کے ساتھ ان کا غلام بھی تھا لیکن راہ بھول کر دونوں الگ الگ ہو گئے پھر ایسا ہوا (کچھ مدت بعد) ابوہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے اتنے میں ان کا غلام (نام نامعلوم) آن پہنچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوہریرہ یہ تیرا غلام حاضر ہے انہوں نے کہا سن لیجیے میں آپ کو گواہ کرتا ہوں وہ آزاد ہے ابوہریرہؓ نے اسی وقت (جب مدینہ پہنچے تھے) یہ شعر کہے تھے [۱]

ہے پیاری گو کٹھن ہے اور لمبی میری رات
پر دلائی اس نے دار الکفر سے مجھ کو نجات

[۱] بعضے کہتے ہیں یہ شعر ابوہریرہؓ کے غلام کے ہیں بعضے کہتے ہیں ابو مرثد غنوی کے ہیں ۱۲ منہ

۷۰۸- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ فِي الطَّرِيقِ:

يَا لَيْلَةً مِنْ طُولِهَا وَعَنَائِهَا
عَلَى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ

قَالَ: وَأَبَقَ مِنِّي غُلَامٌ لِي فِي الطَّرِيقِ،

ہم سے عبیداللہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے کہا ہم سے اسمٰعیل نے انہوں نے قیس سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا جب میں (مسلمان ہونے کی نیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ رہا تھا میں نے رستے میں یہ شعر کہے [۱]

ہے پیاری گو کٹھن ہے اور لمبی میری رات
پر دلائی اس نے دار الکفر سے مجھ کو نجات

ابوہریرہؓ کہتے ہیں میرا ایک غلام رستے میں بھاگ گیا جب

قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْتُهُ فَبَيْنَا أَنَا عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ الْغُلَامُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هٰذَا غُلَامُكَ، فَقُلْتُ هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللهِ فَأَعْتَقْتُهُ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: لَمْ يَقُلْ أَبُو كُرَيْبٍ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ حُرٌّ۔

میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا آپ سے بیعت کرلی میں آپ کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں وہی غلام آ نکلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ابوہریرہ دیکھ تیرا غلام آ گیا میں نے عرض کیا وہ آزاد ہے اللہ کے لیے پھر میں نے اس کو آزاد کر دیا ابو کریب نے اپنی روایت میں ابو اسامہ سے یہ نہیں کہا وہ آزاد ہے لہ

لہ بلکہ اتنا ہی ہے وہ اللہ کے لیے ہے ابو کریب کی روایت کو خود امام بخاری نے کتاب المغازی میں وصل کیا ہے ۱۲ منہ

---

۷۰۹ - حَدَّثَنِي شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ قَالَ: لَمَّا أَقْبَلَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَمَعَهُ غُلَامُهُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْإِسْلَامَ فَضَلَّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ بِهٰذَا وَقَالَ: أَمَا إِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّهُ لِلّٰهِ۔

ہم سے شہاب بن عباد نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن حمید نے انہوں نے اسمٰعیل سے انہوں نے قیس سے انہوں نے کہا جب ابوہریرہؓ مسلمان ہونے کی نیت سے آپ سے تھے (رستے میں) ان کا غلام رستہ بھول کر الگ ہو گیا پھر یہی حدیث بیان کی اس میں یوں ہے سن لیجیے میں آپ کو گواہ کرتا ہوں وہ اللہ کا ہے۔

بَابُ أُمِّ الْوَلَدِ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّهَا۔

باب۔ ام ولد کا بیان لہ ابوہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے قیامت کی نشانیوں میں یہ بھی ہے کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے گی لہ

لہ ام ولد وہ لونڈی ہے جو اپنے مالک سے جنے۔ اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ مالک کے مرنے کے بعد آزاد ہو جاتی ہے ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ کا یہی قول ہے اور ہمارے امام احمد اور اسحاق بھی اسی طرف گئے ہیں لیکن بعضے علماء نے کہا ہے وہ آزاد نہیں ہوتی اور اس کی بیع جائز ہے ۱۲ منہ لہ یہ حدیث کتاب الایمان میں موصولاً مع شرح گزر چکی ہے امام بخاری نے یہ حدیث لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ ام ولد کی بیع جائز نہیں

اورام ولد کا بکنا یا اس کا اپنی اولاد کی ملک میں رہنا قیامت کی نشانی ہے ۱۲ منہ

۷۱۰- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ عُتْبَةَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنْ يَقْبِضَ إِلَيْهِ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ، قَالَ عُتْبَةُ: إِنَّهُ ابْنِي، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْفَتْحِ أَخَذَ سَعْدٌ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ فَأَقْبَلَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقْبَلَ مَعَهُ بِعَبْدِ ابْنِ زَمْعَةَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللهِ، هَذَا ابْنُ أَخِي عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ، فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَذَا أَخِي ابْنُ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ، فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ابْنِ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ فَإِذَا هُوَ أَشْبَهُ النَّاسِ بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِيهِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: احْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ، مِمَّا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ وَكَانَتْ سَوْدَةُ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے کہا عتبہ بن ابی وقاص (جب مرنے لگا) تو اس نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاصؓ کو وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی کا جو لڑکا ہے اس کو لے لیجیو وہ میرا بیٹا ہے خیر جب مکہ فتح ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس لڑکے کو لے لیا اور اس کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عبد بن زمعہ کو بھی ساتھ لائے سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ لڑکا میرا بھتیجا ہے میرے بھائی (عتبہ) نے وصیت کی تھی کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ عبد بن زمعہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے کو غور سے دیکھا تو وہ عتبہ کے بہت مشابہ تھا پھر آپ نے عبد بن زمعہ سے فرمایا یہ لڑکا (عبدالرحمن) تیرا ہے کیونکہ وہ تیرے باپ کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے (اور باوجود اس کے چونکہ عتبہ سے اس کی صورت ملتی تھی) آپ نے حضرت سودہؓ سے فرمایا تم اس سے پردہ کرو (حالانکہ وہ حضرت سودہؓ کا بھائی ہوا) اور حضرت سودہؓ آپ کی بی بی تھیں۔

بَابُ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ

باب: مدبر کی بیع کا بیان[1]

[1] مدبر وہ غلام ہے جس کو مالک یوں کہہ دے تو میرے مرنے پر آزاد ہے ۱۲ منہ

۷۱۱- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنَّا عَبْدًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ فَبَاعَهُ، قَالَ جَابِرٌ: مَاتَ الْغُلَامُ عَامَ أَوَّلٍ۔

ہم سے آدم ابن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضؓ سے سُنا وہ کہتے تھے ہم میں سے ایک شخص نے اپنے مرے پیچھے اپنے غلام کو آزاد کر دیا[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس غلام کو بلوا بھیجا اور بیچ ڈالا۔ جابرؓ نے کہا وہ غلام پہلے ہی سال مر گیا۔

[1] اس کا نام یعقوب تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ سو درم پر یا سات سو یا نو سو پر نعیم کے ہاتھ اس کو بیچ ڈالا امام شافعی اور امام احمد کا مشہور مذہب یہی ہے کہ مدبر کی بیع جائز ہے حنفیہ کے نزدیک مطلقاً منع ہے اور مالکیہ کا یہ مذہب ہے کہ اگر مولیٰ مدیون ہو اور دوسری کوئی ایسی جائداد نہ ہو جس سے قرض ادا ہو سکے تو مدبر بیچا جائے گا ورنہ نہیں۔ حنفیہ نے ممانعت بیع پر جن حدیثوں سے دلیل لی ہے وہ ضعیف ہیں اور صحیح حدیث سے مدبر کی بیع کا جواز نکلتا ہے مولیٰ کی حیات میں ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهِ۔

باب: ولاء (غلام لونڈی کا ترکہ) بیچنا یا ہبہ کرنا۔

۷۱۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو عبداللہ بن دینار نے خبر دی کہا میں نے ابن عمرؓ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کے بیچنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا[1]

[1] کیونکہ ولاء ایک حق ہے جو آزاد کرنے والے کو اس بردے پر حاصل ہوتا ہے جس کو وہ آزاد کرے ایسے

حقوق کی بیع نہیں ہو سکتی معلوم نہیں مرتے وقت کچھ مال رہتا ہے یا نہیں ۱۲ منہ

---

٧١٣ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: اشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَاءَهَا، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَعْتِقِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ فَأَعْتَقْتُهَا، فَدَعَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا فَقَالَتْ: لَوْ أَعْطَانِي كَذَا وَكَذَا مَا ثَبَتُّ عِنْدَهُ، فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا.

ہم سے عثمان ابن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے منصور سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے اسود سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا میں نے بریرہ کو خریدا اس کے مالک کہنے لگے ولاء ہم لیں گے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا تو خرید کر آزاد کر دے ولاء تو اسی کو ملے گا جو روپیہ خرچ کرے (خریدے) میں نے اس کو آزاد کر دیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہؓ کو بلوایا اور فرمایا تجھ کو اپنے خاوند کے باب میں اختیار ہے[1] وہ کہنے لگی اگر وہ مجھ کو اتنا اتنا (بہت) مال دے جب بھی میں اس کے پاس نہ رہوں گی غرض وہ اس سے جدا ہو گئی۔

[1] اس کے خاوند کا نام مغیث تھا وہ غلام تھا لونڈی جب آزاد ہو جائے تو اس کو اپنے خاوند کی نسبت جو غلام ہو اختیار حاصل ہوتا ہے خواہ نکاح باقی رکھے یا فسخ کر دے ایک روایت یہ بھی ہے کہ مغیث آزاد تھا مگر قسطلانی نے کہا صحیح یہی ہے کہ وہ غلام تھا یہ مغیث بریرہ کے فراق پر روتا پھرتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بریرہ سے سفارش فرمائی کہ مغیث کا نکاح باقی رکھے مگر بریرہ نے کسی طرح اس کے نکاح میں رہنا منظور نہ کیا ۱۲ منہ

بَابٌ - إِذَا أُسِرَ أَخُو الرَّجُلِ أَوْ عَمُّهُ هَلْ يُفَادَى إِذَا كَانَ مُشْرِكًا؟ وَقَالَ أَنَسٌ: قَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيلًا، وَكَانَ عَلِيٌّ لَهُ نَصِيبٌ فِي تِلْكَ الْغَنِيمَةِ الَّتِي أَصَابَ مِنْ أَخِيهِ عَقِيلٍ

باب: اگر آدمی کا مشرک بھائی یا چچا قید ہو جائے تو فدیہ دے کر اس کا چھڑا لینا اور انسؓ نے کہا حضرت عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں نے اپنا فدیہ دیا اور عقیل کا فدیہ دیا اور اس لوٹ میں جو عقیل اور عباس سے ملی تھی حضرت علیؓ کا بھی آخر حصہ تھا عقیل ان کے بھائی اور

وَعَمَّهُ عَبَّاسٍ۔ عباس چچا تھے[1]

[1] یہ حدیث اوپر کتاب الصلوٰۃ میں موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ منہ [2] یہ عبارت لاکر امام بخاری نے حنفیہ کے قول کا رد کیا جو کہتے ہیں کہ آدمی اگر اپنے محرم کا مالک ہو جائے تو مالک ہوتے ہی وہ آزاد ہو جائے گا کیونکہ جنگ بدر میں عباس اور عقیل قید ہوئے تھے اور علیؓ کو ان پر ملک کا ایک حصہ حاصل ہوا تھا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عباس پر مگر ان کی آزادی کا حکم نہیں دیا گیا حنفیہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب تک لوٹ کا مال تقسیم نہ ہو اس پر ملک حاصل نہیں ہوتی ۱۲ منہ

٧١٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رِجَالًا مِنَ الْأَنْصَارِ اسْتَأْذَنُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: ائْذَنْ لَنَا فَلْنَتْرُكْ لِابْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَاءَهُ، فَقَالَ: لَا تَدَعُونَ مِنْهُ دِرْهَمًا۔

ہم سے اسمٰعیل بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ سے انسؓ نے بیان کیا کہ انصاری چند لوگوں نے[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت مانگی اور (آن کر) یہ عرض کیا آپ اجازت دیجیے تو ہم اپنے بھانجے عباس کو فدیہ معاف کردیں[2] آپ نے فرمایا نہیں ایک روپیہ بھی نہ چھوڑو۔

[1] حافظ نے کہا ان کے نام معلوم نہیں ہوئے ۱۲ منہ [2] حضرت عباسؓ کے والد عبدالمطلب کی والدہ سلمٰی انصار میں سے تھیں بنی نجار کے قبیلے کی اس لیے ان کو اپنا بھانجا کہا۔ سبحان اللہ انصار کا ادب۔ یوں نہیں عرض کیا اگر آپ اجازت دیں تو آپ کے چچا کا فدیہ معاف کردیں کیونکہ ایسا کہنے سے گویا آنحضرت پر احسان رکھنا ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے تھے کہ حضرت عباس مالدار ہیں اس لیے فرمایا کہ ایک روپیہ بھی ان کو نہ چھوڑو ایسا عدل و انصاف کہ اپنے سگے چچا تک کو بھی کوئی رعایت نہ کی پیغمبری کی کھلی دلیل ہے سمجھ دار آدمی کو پیغمبری کے ثبوت کے لیے کسی بڑے معجزے کی ضرورت نہیں آپ کی ایک ایک خصلت ہزار ہزار معجزوں کے برابر تھی انصاف ایسا عدل ایسا سخاوت ایسی شجاعت ایسی صبر ایسا استقلال ایسا کہ سارا ملک مخالف ہر کوئی جان کا دشمن مگر اعلانیہ توحید کا وعظ فرماتے رہے بتوں کی ہجو کرتے رہے آخر میں عربوں ایسے سخت لوگوں کا کایا پلٹ کر دیا ہزاروں برس عادت بت پرستی کی چھڑا کر انہی کے ہاتھوں سے بتوں کو تڑوا دیا پھر آج تیرہ سو برس گزر چکے آپ کا دین شرقاً اور غرباً پھیل

رہا ہے کیا کوئی جھوٹا آدمی ایسا کر سکتا ہے یا جھوٹے آدمی کا نام نیک اس طرح پر قائم رہ سکتا ہے ۱۲ منہ

بَابُ عِتْقِ الْمُشْرِكِ۔

باب: مشرک کو آزاد کرنے کا ثواب ملے گا یا نہیں

۷۱۵۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَعْتَقَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ، وَحَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ، فَلَمَّا أَسْلَمَ حَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ وَعَتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ، قَالَ: فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ أَشْيَاءَ كُنْتُ أَصْنَعُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا يَعْنِي أَتَبَرَّرُ بِهَا، قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ۔

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے ہشام سے کہا مجھ کو میرے باپ عروہ نے خبر دی کہ حکیم بن حزام نے جاہلیت کے زمانہ میں سو بردے آزاد کئے تھے اور سو اونٹ لوگوں کو سواری کے لیے دیئے تھے جب مسلمان ہوئے تو انہوں نے سو اونٹ سواری کے لیے دیے اور سو غلام آزاد کیے پھر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کیا فرماتے ہیں جاہلیت میں جو میں نے ثواب کے کام کیے ہیں (ان کا ثواب مجھ کو ملے گا یا نہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو اسلام لایا تو جتنے نیک کام پہلے کیے وہ سب قائم رہیں گے[1]

[1] یہ اللہ جل جلالہٗ کی عنایت ہے اپنے مسلمان بندوں پر حالانکہ کافر کی کوئی نیکی مقبول نہیں اور آخرت میں اس کو ثواب نہیں ملنے کا مگر جو کافر مسلمان ہو جائے اس کے کفر کے زمانہ کی نیکیاں بھی قائم رہیں گی اب جن علمائے اس حدیث کے خلاف رائے لگائی ہے ان سے یہ کہنا چاہیے کہ آخرت کا حال پیغمبر صاحب تم سے زیادہ جانتے تھے جب اللہ ایک فضل کرتا ہے تو تم کیوں اس کے فضل کو روکتے ہو ام یحسدون الناس علی ما اٰتٰہم اللہ من فضلہ ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ مَلَكَ مِنَ الْعَرَبِ رَقِيقًا فَوَهَبَ وَبَاعَ وَجَامَعَ وَفَدَى وَسَبَى الذُّرِّيَّةَ، وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى۔ ضَرَبَ اللهُ مَثَلًا عَبْدًا مَمْلُوكًا لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ وَمَنْ رَزَقْنَاهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ

باب: اگر عربوں پر جہاد ہو اور کوئی ان کو غلام بنائے پھر ہبہ کرے یا عربی لونڈی سے جماع کرے یا فدیہ لے یہ سب باتیں درست ہیں اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نحل میں) فرمایا اللہ ایک مثال بیان کرتا ہے ایک شخص غلام ہے دوسرے کے ملک اسکو ذرا بھی اختیار نہیں اور ایک وہ شخص ہے جس کو ہم نے اچھی دولت دے رکھی ہے وہ کھلے چھپے

يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَجَهْرًا هَلْ يَسْتَوُونَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ۔

اس میں سے خرچ کرتا ہے کیا یہ دونوں برابر ہیں اللہ کا شکر یہ مشرک ان کو برابر نہیں کہتے کہ اگران میں بہتیرے علم نہیں رکھتے ؎

؎ اس آیت کے اطلاق سے امام بخاری نے باب کا مطلب ثابت کیا یعنی اس میں یہ قید نہیں ہے کہ وہ غلام عرب کا نہ ہو بلکہ عربی اور عجمی دونوں کو شامل ہے ۱۲ منہ

۷۱۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: ذَكَرَ عُرْوَةُ أَنَّ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِينَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ، فَقَالَ: إِنَّ مَعِي مَنْ تَرَوْنَ، وَأَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ، فَاخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ: إِمَّا الْمَالَ وَإِمَّا السَّبْيَ، وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِهِمْ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِينَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ، فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوا: فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ جَاءُونَا تَائِبِينَ وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ

ہم سے ابن ابی مریم نے بیان کیا کہا مجھ کو لیث نے خبر دی انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا عروہ نے کہا مروان اور مسور بن مخرمہ نے ان کو خبر دی کہ جب ہوازن قبیلے کے بھیجے ہوئے لوگ (مسلمان ہو کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے یہ درخواست کی ؎ کہ ان کے مال اور قیدی واپس کر دیے جائیں آپ کھڑے ہوتے (خطبہ سنایا) آپ نے فرمایا تم دیکھتے ہو میرے ساتھ جو لوگ ہیں (میں اکیلا ہوتا تو تم کو واپس دے دیتا) اور سچی بات تو مجھ کو بہت پسند ہے تم دو میں سے ایک بات اختیار کر و یا تو مال لو یا قیدی لو اور میں نے تو اسی خیال سے قیدیوں کے بانٹنے میں دیر کی تھی اور آپ جب طائف سے لوٹے تھے تو آپ نے دس پر کئی راتوں تک ان کا انتظار کیا تھا (قیدی تقسیم نہیں کیے تھے) خیر جب ان کو یہ معلوم ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں چیزیں (مال اور قیدی) ان کو پھیرنے والے نہیں تو وہ کہنے لگے اچھا ہمارے قیدی ہم کو دیجیے۔ اس وقت آپ پھر کھڑے ہوئے لوگوں کو خطبہ سنایا اللہ کی جیسی شان ہے ویسی تعریف

عَلٰى حَظِّهٖ حَتّٰى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ، فَقَالَ النَّاسُ طَيَّبْنَا لَكَ ذٰلِكَ، قَالَ: إِنَّا لَا نَدْرِيْ مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ، فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّهُمْ طَيَّبُوْا وَأَذِنُوْا، فَهٰذَا الَّذِيْ بَلَغَنَا عَنْ سَبْيِ هَوَازِنَ، وَقَالَ أَنَسٌ، قَالَ عَبَّاسٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَادَيْتُ نَفْسِيْ وَفَادَيْتُ عَقِيْلًا۔

کی پھر فرمایا امابعد دیکھو (مسلمانو!) تمہارے بھائی کفر سے، توبہ کرکے آئے ہیں اور میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ انکے قیدی ان کو پھیر دیئے جائیں جو کوئی شخص خوشی سے ایسا کرے تو کرے اور جو کوئی یہ چاہے کہ اپنا حصہ نہ چھوڑے تو وہ انتظار کرے جو لوٹ کا مال اللہ پہلے ہم کو دیگا ہم اس میں سے اس کا حصہ ادا کردیں گے لوگ کہنے لگے ہم راضی ہیں[3] آپ نے فرمایا ہم کو معلوم نہیں تم میں کون اس بات پر راضی ہے کون راضی نہیں ہے بہتر یہ ہے تم اب جاؤ اور تمہارے نقیب (چودہری) تمہارا حال ہم سے بیان کریں وہ چلے گئے پھر انکے چودھریوں نے ان سے گفتگو کی بعد اسکے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ سے عرض کیا کہ وہ لوگ راضی ہیں اور انہوں نے (خوشی سے) اجازت دی۔ زہری نے کہا ہوازن کے قیدیوں کا یہی حال ہم کو پہنچا اور انسؓ نے کہا حضرت عباسؓ نے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں نے اپنا فدیہ دیا اور عقیل کا فدیہ دیا[4]

[1] یہ حدیث اوپر بھی گزر چکی ہے اور پورا قصہ اس کا انشاء اللہ کتاب المغازی میں آئے گا۔ ہوازن ایک قبیلے کا نام ہے ۱۲ منہ [2] یعنی مجھے تمہارا خیال پہلے سے تھا میں سمجھتا تھا کہ تم مسلمان ہوکر عنقریب آجاؤ گے اور قیدی تم کو واپس دینا ہوگا ۱۲ منہ [3] یعنی ہم قیدیوں کو پھیر دینے پر رضامند ہیں چونکہ یہ لوگ شمار میں بہت تھے اس لیے ان میں سے ہر ایک کی رضامندی معلوم کرنا دشوار تھی آپ نے یہ حکم دیا کہ تم جاؤ اور اپنے اپنے چودھریوں سے جو کچھ تم کو منظور ہو وہ بیان کرو ہم ان سے پوچھ لیں گے ۱۲ منہ [4] یہ حدیث موصولا اوپر گزر چکی ہے بحرین سے روپیہ آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد میں ڈال دو پھر حضرت عباسؓ آئے اور عرض کیا یارسول اللہ! مجھے بھی کچھ روپیہ دلوائیے میں نے اپنا فدیہ دیا اخیر حدیث تک ۱۲ منہ

۷۱۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، قَالَ: كَتَبْتُ إِلٰى نَافِعٍ فَكَتَبَ إِلَيَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغَارَ عَلٰى بَنِي الْمُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُّوْنَ وَأَنْعَامُهُمْ تُسْقٰى عَلَى الْمَاءِ فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ وَسَبٰى ذَرَارِيَّهُمْ، وَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ

ہم سے علی بن حسن نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو عبداللہ بن عون نے انہوں نے کہا میں نے نافع کو لکھا انہوں نے (جواب میں) مجھ کو لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق کو (جو ایک شاخ ہے خزاعہ قبیلے کی) لوٹا وہ غفلت میں تھے[1] ان کے جانوروں کو پانی پلایا جا رہا تھا جو لوگ ان میں لڑنے والے تھے ان کو تو آپ نے قتل کیا اور عورتوں بچوں کو قید کر لیا اور اسی دن ام المومنین جویریہؓ[2]

جُوَيْرِيَةُ، حَدَّثَنِي بِهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَكَانَ فِي ذٰلِكَ الْجَيْشِ۔

آپ کے ہاتھ آئیں نافع نے کہا یہ عبداللہ بن عمرؓ نے مجھ سے بیان کیا وہ اس لشکر میں تھے۔

لہ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جن کافروں کو دین کی دعوت دی جا چکی ہو ان پر غفلت میں حملہ کرنا درست ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ پہلے ان کو ڈرا دینا خبر کر دینا مستحب ہے شافعی اور لیث اور ابن منذر اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک واجب ہے حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ عربوں کو غلام لونڈی بنانا درست ہے ۱۲ منہ
سلہ یہ حارث بن ابی ضرار کی بیٹی تھیں ان کا باپ بنی مصطلق کا سردار تھا کہتے ہیں پہلے یہ ثابت بن قیس کے حصے میں آئیں انہوں نے ان کو مکاتب کر دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کتابت ادا کر کے ان سے نکاح کر لیا اور آپ کے نکاح کر لینے کی وجہ سے لوگوں نے بنی مصطلق کے کل قیدیوں کو آزاد کر دیا اس خیال سے کہ اب وہ آنحضرتؐ کے رشتے دار ہو گئے ۱۲ منہ

---

۷۱۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ فَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ، وَأَحْبَبْنَا الْعَزْلَ فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا، مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے انہوں نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے انہوں نے عبداللہ بن محیریز سے انہوں نے کہا میں نے ابو سعید خدری کو دیکھا ان سے عزل کا مسئلہ پوچھا انہوں نے کہا ہم غزوہ بنی مصطلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور عرب کے چند قیدی ہمارے ہاتھ آئے اس وقت ہم کو عورتوں کی خواہش تھی اور عورت سے الگ رہنا ہم کو مشکل پڑ گیا۔ ہم نے چاہا عزل کریں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا عزل کر سکتے ہو کچھ قباحت نہیں جو جان کبھی قیامت تک پیدا ہونے والی ہے وہ تو ضرور پیدا ہو گی سلہ

لہ عزل کہتے ہیں انزال کے وقت ذکر باہر نکال لینے کو تاکہ رحم میں منی نہ پہنچے اور عورت کو حمل نہ رہے ۱۲ منہ
سلہ تمہارے عزل کرنے سے اس کی پیدائش رک نہیں سکتی امام شافعی کے نزدیک لونڈی سے مطلقاً عزل جائز ہے

اور آزاد عورت سے اس کی اجازت سے بعضوں نے اس کو مکروہ رکھا ہے کیونکہ اس میں قطع اور تقلیل نسل ہے ۱۲ منہ

۷۱۹۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَا أَزَالُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ، وَحَدَّثَنِي ابْنُ سَلَامٍ: أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا زِلْتُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِيهِمْ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ، قَالَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا، وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ: أَعْتِقِيهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ۔

ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے انہوں نے عمارہ بن قعقاع سے انہوں نے ابوزرعہ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا میں تو بنی تمیم سے برابر محبت کرتا ہوں دوسری سند امام بخاری نے کہا مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو جریر بن عبد الحمید نے خبر دی انہوں نے مغیرہ سے انہوں نے حارث بن زید سے انہوں نے ابوزرعہ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے۔ تیسری سند اور مغیرہ نے عمارہ سے روایت کی انہوں نے ابوزرعہ سے انہوں ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا میں برابر بنی تمیم سے محبت کرتا رہتا ہوں جب سے ان کے متعلق میں نے تین باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنیں آپ فرماتے تھے میری ساری امت میں بنی تمیم دجال کے بہت زیادہ مخالف ہونگے اور ایک بار ایسا ہوا کہ بنی تمیم کی زکوٰۃ آئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہماری قوم کی زکوٰۃ ہے[1] اور ان کی ایک عورت حضرت عائشہؓ کے پاس قید تھی آپ نے فرمایا اس کو آزاد کردے وہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد ہے۔

[1] کیونکہ تمیم کا نسب الیاس مضر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے مل جاتا ہے ۱۲ منہ

بَابُ فَضْلِ مَنْ أَدَّبَ جَارِيَتَهُ۔

باب۔ جو شخص اپنی لونڈی کو ادب اور علم سکھائے اس کی فضیلت

۷۲۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فُضَيْلٍ، عَنْ مُطَرِّفٍ،

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا انہوں نے محمد بن فضیل سے سنا انہوں نے مطرف سے انہوں نے شعبی

عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ إِلَيْهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَزَوَّجَهَا كَانَ لَهُ أَجْرَانِ۔

سے انہوں نے ابوبردہ سے انہوں نے ابوموسیٰؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس لونڈی ہو پھر وہ اُس کی اچھی طرح پرورش کرے پھر آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا[1]

[1] ایک تو پرورش اور تعلیم کا اور دوسرے نکاح اور آزادی کا ۱۲ منہ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْعَبِيدُ إِخْوَانُكُمْ فَأَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ، وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى۔ وَاعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ۔ إِلَى قَوْلِهِ۔ مُخْتَالًا فَخُورًا۔ وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: ذِي الْقُرْبَى: الْقَرِيبُ، وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ: الْغَرِيبُ۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا غلام تمہارے بھائی ہیں (آدم کی اولاد) جو تم کھاؤ ان کو بھی کھلاؤ[1] اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نساء میں) فرمایا اللہ کو پوجو اس کا ساجھی کسی کو نہ بناؤ اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار پڑوسیوں اور غیر پڑوسیوں اور پاس بیٹھنے والوں اور مسافروں غلاموں لونڈیوں سے اچھا سلوک کرو اللہ اترانے والے بڑ مارنے والے کو پسند نہیں کرتا آیت میں ذوالقربیٰ سے رشتہ دار[2] اور جنب سے غیر یعنی اجنبی مراد ہیں اور جار جنب سے سفر کا رفیق۔

[1] اس حدیث کو امام بخاریؒ نے ادب مفرد میں وصل کیا ابوذر اور جابر سے ۱۲ منہ [2] یہ ابن عباسؓ سے مروی ہے اس کو علی ابن ابی طلحہ نے بیان کیا اور جنب سے بعضوں نے یہودی اور نصرانی مراد رکھا ہے یہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے نکالا اور جار الجنب کی تفسیر جو امام بخاری نے کی وہ مجاہد اور قتادہ سے منقول ہے ۱۲ منہ

۷۲۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا وَاصِلٌ الْأَحْدَبُ قَالَ: سَمِعْتُ الْمَعْرُورَ بْنَ سُوَيْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا ذَرٍّ الْغِفَارِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ، وَعَلَى غُلَامِهِ حُلَّةٌ، فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: إِنِّي سَابَبْتُ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے واصل بن حیان نے جو کبڑے تھے انہوں نے کہا معرور بن سوید سے میں نے سُنا انہوں نے کہا میں نے ابوذر غفاریؓ (جندب بن جنادہ صحابی) کو دیکھا وہ ایک جوڑا پہنے تھے ان کا غلام بھی (ویسا ہی) ایک جوڑا ہم نے ان سے اس کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا میں نے ایک شخص

رَجُلًا فَشَكَانِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ؟ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَأَعِينُوهُمْ۔

سے گالی گلوچ کی تھی اس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میری شکایت کی آپ نے مجھ سے فرمایا تو نے اس کو ماں کی گالی دی پھر فرمایا دیکھو تمہارے غلام لونڈی تمہارے بھائی بہن ہیں جو تمہاری خدمت کرتے ہیں اللہ نے ان کو تمہارا زیر دست کر دیا ہے پھر جس کا کوئی بھائی اس کا زیر دست (تابعدار) ہو وہ جو آپ کھائے اس کو بھی کھلائے جو آپ پہنے اس کو بھی پہنائے اور ان کو ایسے کام کی تکلیف مت دو جو ان سے نہ ہو سکے اگر ایسا کام کرنے کو کہو تو خود بھی ان کی مدد کرو۔

لہ اس غلام کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ سلہ کہ تم اپنا اور غلام کا لباس کیوں یکساں رکھتے ہو ۱۲ منہ سلہ کہتے ہیں وہ بلال تھے موذن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعضوں نے کہا ابوذر کے بھائیوں میں کوئی تھے جیسے مسلم کی روایت میں ہے یہ حدیث کتاب الایمان میں گزر چکی ہے ۱۲ منہ ہلہ یہ حکم اکثر علما کے نزدیک استحباباً ہے اور ابوذر اسی پر عمل کرتے جو افضل ہے یعنی غلام لونڈی کو اپنے برابر کھلاتے اور پہناتے تھے ۱۲ منہ ھلہ یہ حکم وجوباً ہے ۱۲ منہ لہ اس حدیث سے ان پادریوں کو شرمندہ ہونا چاہیے جو اسلام پر یہ عیب لگاتے ہیں کہ اس میں غلامی جائز ہے یہ غلامی کیا ہے فرزندی سے بڑھ کر ہے ۱۲ منہ

بَابُ الْعَبْدِ إِذَا أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَنَصَحَ سَيِّدَهُ۔

باب جو غلام اللہ کی عبادت اچھی طرح کرے اور اپنے صاحب کی بھی خیر خواہی کرے اس کا ثواب،

۷۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْعَبْدُ إِذَا نَصَحَ سَيِّدَهُ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ۔

ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام جب اپنے صاحب کی خیر خواہی کرے اور اپنے مالک (خدا) کی عبادت اچھی طرح بجالائے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔

۷۲۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ،

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی انہوں نے صالح سے انہوں نے شعبی سے انہوں نے ابوبردہ

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ أَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، وَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ وَ أَيُّمَا عَبْدٍ أَدَّى حَقَّ اللهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ فَلَهُ أَجْرَانِ۔

سے انہوں نے ابوموسٰی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس لونڈی ہو وہ اس کو اچھی طرح ادب سکھائے ^له^ تعلیم دے اور اس کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا اسی طرح جو غلام اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے مالکوں کا حق بھی اس کو بھی دوہرا ثواب ملے گا۔

له اسلام کی شریعت میں عورت مرد سب کو تعلیم دینا چاہیے یہاں تک کہ لونڈی غلاموں کو بھی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے ہمارے زمانہ کے مسلمان اپنی اولاد کو تعلیم نہیں دیتے چہ جائیکہ لونڈی غلاموں کو اور یہی وجہ ہے وہ دوسری قوموں سے مغلوب ہو رہے ہیں اللہ ان کو نیک توفیق دے ۱۲ منہ

۷۲۴۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوكِ الصَّالِحِ أَجْرَانِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالْحَجُّ وَبِرُّ أُمِّي لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَمُوتَ وَأَنَا مَمْلُوكٌ۔

ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا میں نے سعید بن مسیب سے سنا وہ کہتے تھے ابوہریرہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو غلام نیک بخت ہو، اللہ کا حکم بجا لائے اپنے مالک کی خیرخواہی کرے اس کو دوہرا ثواب ملے گا ابوہریرہؓ نے کہا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا نہ ہوتا اور حج اور ماں کی خدمت تو میں یہی پسند کرتا کہ غلام رہ کر مروں ^له^

له ابوہریرہؓ کا مطلب یہ ہے کہ غلام پر جہاد فرض نہیں ہے اسی طرح حج اور وہ بغیر اپنے مالک کی اجازت کے حج کے لیے جا ہی نہیں سکتا اسی طرح اپنی ماں کی خدمت بھی آزادی کے ساتھ نہیں کر سکتا اس لئے اگر یہ باتیں نہ ہوتیں تو میں آزادی کی نسبت کسی کا غلام رہنا زیادہ پسند کرتا ۱۲ منہ

۷۲۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ: حَدَّثَنَا

ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے اعمش سے کہا ہم سے ابوصالح نے

أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نِعِمَّا لِأَحَدِهِمْ يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهِ۔

انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام کے لیے یہ کیا اچھی بات ہے کہ اپنے خدا کی اچھی طرح عبادت اور اپنے صاحب کی خیر خواہی کرے۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّطَاوُلِ عَلَى الرَّقِيقِ، وَقَوْلِهِ عَبْدِي أَوْ أَمَتِي، وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى۔ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ۔ وَقَالَ۔ عَبْدًا مَمْلُوكًا۔ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ۔ وَقَالَ: مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ۔ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ۔ وَاذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ۔ عِنْدَ سَيِّدِكَ۔ وَمَنْ سَيِّدُكُمْ؟

باب۔ غلام پر دست درازی کرنا یا اپنے تئیں اعلیٰ سمجھنا اور یوں کہنا یہ میرا غلام ہے یا لونڈی مکروہ ہے[1] اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نور میں) فرمایا[2] اور نیک بخت تمہارے لونڈی غلاموں میں سے اور (سورۂ نحل میں) فرمایا غلام مملوک اور (سورۂ یوسف میں) فرمایا دونوں نے اپنے آقا کو دروازے پر پایا[3] اور (سورۂ نساء میں) فرمایا تمہاری مسلمان لونڈیوں میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (انصار سے) فرمایا اپنے سردار کے لینے کو اٹھو[4] اور اللہ نے (سورۂ یوسف میں) فرمایا اپنے رب سردار سے میا ذکر کیجیو[5] اور آنحضرت نے[6] (بنی سلمہ) سے پوچھا تھا تمہارا سردار کون ہے؟

[1] حافظ نے کہا کراہت تنزیہی مراد ہے کیونکہ غلام سے اپنے تئیں اعلیٰ سمجھنا ایک طرح کا تکبر ہے غلام بھی ہماری طرح خدا کا بندہ ہے آدمی اپنے تئیں جانور سے بھی بدتر سمجھے غلام تو آدمی ہے اور ہماری طرح آدم کی اولاد ہے اور غلام لونڈی اس وجہ سے کہنا مکروہ ہے کہ کوئی اس سے حقیقی معنی نہ سمجھے کیونکہ حقیقی بندگی تو خدا کے سوا اور کسی کے لیے نہیں ہوسکتی ۱۲ منہ [2] اس آیت سے امام بخاریؒ نے غلام اور لونڈی کہنے کا جواز ثابت کیا ۱۲ منہ [3] اس آیت سے امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ غلام اپنے مالک کو سید کہہ سکتا ہے جس کے معنی سردار اور صاحب اور آقا اور خاوند اور خداوند کے ہیں ۱۲ منہ [4] یعنی سعد بن معاذ کے لیے یہ حدیث موصولاً کتاب المغازی میں مذکور ہے ۱۲ منہ [5] یہ حضرت یوسف کا قول اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا جو انہوں نے ایک قیدی سے کہا تھا جو چھوٹنے والا تھا اور بادشاہ کا ساقی تھا ۱۲ منہ [6] اس کو امام بخاریؒ نے ادب مفرد میں وصل کیا جابرؓ سے ۱۲ منہ

٧٢٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبید اللہ سے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا انہوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا نَصَحَ الْعَبْدُ سَيِّدَهُ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ۔

صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب غلام خیر خواہی سے اپنے مالک کا کام کرے اور اپنے پروردگار کی اچھی طرح سے عبادت کرے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔

لہ ترجمۂ باب اس سے نکلتا ہے کہ غلام کو عبد فرمایا اور مالک کو سید ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

٧٢٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِلْمَمْلُوكِ الَّذِي يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ، وَيُؤَدِّي إِلَى سَيِّدِهِ الَّذِي لَهُ عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ وَالنَّصِيحَةِ وَالطَّاعَةِ: أَجْرَانِ۔

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے اسامہؓ نے انہوں نے برید بن عبد اللہ سے انہوں نے ابو بردہ سے انہوں نے ابو موسیٰؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مملوک (غلام) جو اپنے پروردگار کی اچھی طرح عبادت کرے اور اپنے مالک کی جیسی لائق ہے خلوص اور خیر خواہی کے ساتھ خدمت کرے اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔

٧٢٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ ابْنِ مُنَبِّهٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ: أَطْعِمْ رَبَّكَ، وَضِّئْ رَبَّكَ، أَسْقِ رَبَّكَ، وَلْيَقُلْ سَيِّدِي مَوْلَايَ، وَلَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ عَبْدِي أَمَتِي، وَلْيَقُلْ فَتَايَ وَفَتَاتِي وَغُلَامِي

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الرزاق نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے ہمام ابن منبہ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے تھے آپ نے فرمایا کوئی تم میں سے (غلام لونڈی کو) یوں نہ کہے اپنے رب (مالک) کو کھانا کھلا اپنے رب کو وضو کرا اپنے رب کو پانی پلا بلکہ یوں کہے اپنے سردار اپنے آقا کو اور کوئی تم میں یوں نہ کہے میرا غلام میری لونڈی بلکہ یوں کہے میرا چھوکرا چھوکری غلام لہ

لہ رب کا لفظ کہنے سے منع فرمایا۔ اسی طرح غلام لونڈی کا تاکہ شرک کا شبہ نہ ہو گو ایسا کہنا مکروہ ہے حرام نہیں جیسے قرآن میں ہے اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ بعضوں نے کہا پکارتے وقت اس طرح پکارنا منع ہے غرض مجازی معنی حسب مراد لیا جائے تو غایت درجہ یہ فعل مکروہ ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ علماء نے عبد النبی یا عبد الحسین ایسے ناموں کا رکھنا مکروہ سمجھا ہے اور ایسے ناموں کا رکھنا شرک اس معنی کو کہا ہے کہ ان میں شرک کا ایہام یا

شائبہ ہے اگر حقیقی معنی مراد ہو تو بیشک شرک ہے اگر مجازی معنی مراد ہو تو شرک نہ ہوگا کراہت میں شک نہیں ۱۲ منہ

۷۲۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ مِنَ الْعَبْدِ فَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ قِيمَتَهُ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ عَدْلٍ، وَأُعْتِقَ مِنْ مَالِهِ وَإِلَّا فَقَدْ أَعْتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ۔

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن حازم نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غلام میں سے اپنا حصّہ آزاد کر دے[1] اور اس کے پاس غلام کی قیمت کے برابر مال ہو تو اس کی واجبی قیمت لگا کر اس کے مال میں سے پورا آزاد ہو جائے گا ورنہ جتنا آزاد ہوا اتنا ہی سہی۔

[1] اس حدیث کو اس واسطے لائے ہیں کہ اس میں عبد کا لفظ غلام کے لیے ہے ۱۲ منہ

۷۳۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ فَهُوَ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ، أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن قطان نے انہوں نے عبیداللہ عمری سے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں ہر ایک شخص حاکم ہے اور (قیامت کے دن) اسکی رعیت کی اس سے پوچھ ہوگی ایک تو واقعی حاکم (بادشاہ رئیس) لوگوں پر وہ حکومت کرتا ہے ان کی بازپرس اس سے ہوگی دوسرے آدمی اپنے گھر والوں پر حاکم ہے اسکی رعیت کی اس سے پوچھ ہوگی تیسری عورت جو اپنے خاوند کے گھر کی حاکم ہے اور اُنکی اولاد کی ان کی بازپرس اس سے ہوگی چوتھے غلام اپنے مالک کے مال کا حاکم ہے[1] اس سے اس کی پوچھ گچھ ہوگی سن لو تم میں ہر ایک حاکم ہے اور اس کی رعیت کی اس سے بازپرس ہوگی۔

[1] ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ غلام کو عبد فرمایا یہ حدیث اوپر بھی گزر چکی ہے ۱۲ منہ

۷۳۱۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا زَنَتِ الأَمَةُ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِذَا زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِذَا زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَبِيعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ۔

ہم سے مالک بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے انہوں نے کہا میں نے ابوہریرہؓ سے سنا اور زید بن خالد سے ان دونوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا لونڈی جب زنا کرائے تو اس کو حد مارو کوڑے لگاؤ[1] پھر اگر زنا کرائے پھر کوڑے مارو پھر اگر زنا کرائے پھر کوڑے لگاؤ تیسری بار یا چوتھی بار میں یہ فرمایا[2] اس کو بیچ ڈالو بالوں کی ایک رسی ہی کے بدل سہی۔

[1] اس حدیث کو اس لیے لائے کہ اس میں لونڈی کے لیے امہ کا لفظ فرمایا قسطلانی نے کہا اس حدیث کے لانے سے یہ مقصود ہے کہ جب لونڈی زنا کرائے تو اس پر دست درازی منع نہیں ہے بلکہ اس کو سزا دینا ضروری ہے ۱۲ منہ۔ [2] یہ راوی کی شک ہے کہ آپ نے تیسری بار میں بیچنے کا حکم دیا یا چوتھی بار میں ۱۲

بَابٌ۔ إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ۔

باب:۔ جب خدمت گار کھانا لے کر آئے

۷۳۲۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ، فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ، أَوْ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ، فَإِنَّهُ وَلِيَ عِلَاجَهُ۔

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو محمد بن زیاد نے خبر دی کہا میں نے ابوہریرہؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا خدمت گار کھانا لے کر آئے تو اگر اپنے ساتھ اس کو نہ بٹھائے[1] تو خیر ایک نوالہ یا دو نوالے یا ایک لقمہ یا دو لقمے اس کو دے دے کیونکہ اسی نے اس کو تیار کرنے کی تکلیف اٹھائی۔

[1] بٹھانے کا حکم استحباباً ہے اگر اپنے ساتھ نہ بٹھائے تو خیر لیکن کھانے میں سے ایک لقمہ یا دو لقمے خادم کے لیے رہنے دینے کا حکم وجوباً ہے بعضوں نے کہا یہ بھی استحباباً ہے ۱۲ منہ

بابٌ - العَبْدُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ، وَنَسَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المَالَ إِلَى السَّيِّدِ۔

باب: غلام اپنے صاحب کے مال کا نگہبان ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال اس کے صاحب کا قرار دیا۔

۷۳۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو اليَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالإِمَامُ رَاعٍ وَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَ المَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالخَادِمُ فِي مَالِ سَيِّدِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، قَالَ: فَسَمِعْتُ هَؤُلَاءِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَحْسِبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالرَّجُلُ فِي مَالِ أَبِيهِ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے تم میں ہر شخص ایک طرح کا حاکم ہے اور اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا امام (بادشاہ) تو حاکم ہی ہے اس سے تو اپنی رعیت کی باز پرس ہوگی آدمی بھی اپنے گھر والوں کا حاکم ہے اس سے بھی ان کی باز پرس ہوگی اور عورت اپنے خاوند کے گھر میں حاکم ہے وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھی جائے گی اور خادم (لونڈی غلام) بھی اپنے مالک کے مال سے پوچھا جائے گا وہ اس کا نگہبان ہے عبداللہ بن عمرؓ نے کہا یہ باتیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں اور میں سمجھتا ہوں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مرد اپنے باپ کے مال کا بھی نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعیت (باپ کے مال) کی پوچھ ہوگی۔ غرض تم میں سے ہر کوئی حاکم ہے اور اس سے اس کی رعایا کی پوچھ ہونی ہے۔

بابٌ - إِذَا ضَرَبَ العَبْدَ فَلْيَجْتَنِبِ الوَجْهَ۔

باب: اگر کوئی غلام لونڈی کو مارے تو منہ پر نہ مارے۔

۷۳۴۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ فُلَانٍ، عَنْ سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ

ہم سے محمد بن عبیداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ سے امام مالکؒ نے بیان کیا ابن وہب نے کہا مجھ کو فلاں کے بیٹے (ابن سمعانؒ) نے خبر دی انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے اپنے باپ ابوسعید سے انہوں

أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح، وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ۔

نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری سند اور امام بخاری نے کہا ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے ہمام ابن منبہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب کوئی مار پیٹ کرے تو منہ پر مارنے سے بچا رہے [2]

[1] ابن سمعان کا نام امام بخاری نے ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ ضعیف ہے اس کو امام مالکؒ اور امام احمدؒ نے جھوٹا کہا اور امام بخاری نے اس کی روایت اس مقام کے سوا اور کہیں اس کتاب میں نہیں نکالی اور یہاں بھی بطور متابعت کے کیونکہ امام مالکؒ اور عبدالرزاق کی روایت بھی بیان کی ۱۲ منہ [2] مسلم کی روایت میں صاف اذا ضرب ہے اور اس حدیث میں خادم کو مارنے کی صراحت نہیں ہے مگر امام بخاری نے اس طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو انہوں نے ادب مفرد میں نکالا اس میں یوں ہے اذا ضرب احدکم خادمہ یعنی جب کوئی تم میں اپنے خادم کو مارے۔ حافظ نے کہا یہ حکم ہے خواہ کسی حد میں مارے یا تعزیر میں ہر حال میں منہ پر نہ مارنا چاہیے اس کی وجہ مسلم کی روایت میں یوں مذکور ہے کیونکہ اللہ نے آدمؑ کو اس کی صورت پر بنایا یعنی مار کھانے والے شخص کی صورت پر بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کیونکہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا ۱۲ منہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

باب فی المکاتب — کتاب مکاتب[1] کے بیان میں

[1] مکاتب اس غلام یا لونڈی کو کہتے ہیں جس کا مالک یہ کہہ دے کہ اگر تو اتنا روپیہ اتنی قسطوں میں ادا کر دے تو تو آزاد ہے ۱۲ منہ

بَابُ إِثْمِ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ۔

بَابُ الْمُكَاتَبِ وَنُجُومِهِ فِي كُلِّ سَنَةٍ نَجْمٌ

وَقَوْلِهِ۔ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا وَآتُوهُمْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِي آتَاكُمْ۔ وَقَالَ رَوْحٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: أَوَاجِبٌ عَلَيَّ إِذَا عَلِمْتُ لَهُ مَالًا أَنْ أُكَاتِبَهُ؟ قَالَ: مَا أُرَاهُ إِلَّا وَاجِبًا، وَقَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ، أَتَأْثُرُهُ عَنْ أَحَدٍ؟ قَالَ: لَا، ثُمَّ أَخْبَرَنِي أَنَّ مُوسَى بْنَ أَنَسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ سِيرِينَ سَأَلَ أَنَسًا الْمُكَاتَبَةَ وَكَانَ كَثِيرَ الْمَالِ فَأَبَى، فَانْطَلَقَ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: كَاتِبْهُ فَأَبَى فَضَرَبَهُ بِالدِّرَّةِ وَيَتْلُو عُمَرُ۔ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا۔ فَكَاتَبَهُ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ

باب: جو اپنی لونڈی غلام کو زنا کی جھوٹی تہمت لگائے اسکا گناہ۔

باب: مکاتب اور اس کی قسطوں کا بیان ہر سال میں ایک قسط[1]

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نور میں) فرمایا تمہاری غلام لونڈیوں میں سے جو مکاتب بننا چاہیں ان کو مکاتب کرو اگر تم ان میں بھلائی پاؤ[2] اور اللہ کا مال جو اس نے تم کو دیا ہے ان کو بھی اس میں سے دو[3] اور روح بن عبادہ نے ابن جریج سے نقل کیا[4] میں نے عطاء بن ابی رباح سے پوچھا اگر میں سمجھوں کہ میرا غلام مالدار ہے اور وہ مکاتب بننا چاہے تو کیا مجھ پر واجب ہے اس کا مکاتب کر دینا انہوں نے کہا میں تو واجب ہی سمجھتا ہوں[5] اور عمرو بن دینار نے کہا میں نے عطاء سے پوچھا کیا تم یہ کسی سے روایت کرتے ہو[6] انہوں نے کہا نہیں پھر انہوں نے موسیٰ بن انس سے نقل کیا کہ سیرین نے انسؓ سے چاہا کہ اسکو مکاتب کر دیں وہ مالدار تھا انسؓ نے قبول نہ کیا سیرین حضرت عمرؓ کے پاس گئے انہوں نے انسؓ سے کہا اس کو مکاتب کر دے انسؓ نے نہ مانا حضرت عمرؓ نے ان کو کوڑے سے مارا اور یہ آیت پڑھی[7] فکاتبوھم إن علمتم فیھم خیراً پھر انسؓ نے ان کو مکاتب کر دیا اور لیث نے کہا مجھ سے یونس نے بیان کیا[8] انہوں نے ابن

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: إِنَّ بَرِيرَةَ دَخَلَتْ عَلَيْهَا تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا وَعَلَيْهَا خَمْسَةُ أَوَاقٍ نُجِّمَتْ عَلَيْهَا فِي خَمْسِ سِنِينَ، فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ وَنَفِسَتْ فِيهَا: أَرَأَيْتِ إِنْ عَدَدْتُ لَهُمْ عَدَّةً وَاحِدَةً، أَيَبِيعُكِ أَهْلُكِ فَأُعْتِقَكِ فَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي؟ فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلَى أَهْلِهَا فَعَرَضَتْ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا: لَا، إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَنَا الْوَلَاءُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اشْتَرِيهَا فَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ؟ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَهُوَ بَاطِلٌ، شَرْطُ اللهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ۔

شہاب سے کہ عروہؓ نے کہا حضرت عائشہؓ نے کہا بریرہ ان کے پاس آئی اپنی بدل کتابت میں مدد مانگنے کو اس کو پانچ اوقیہ چاندی پانچ سال میں دینا تھی ؎ (حضرت عائشہؓ نے بریرہؓ کو آزاد کیا) اور کہنے لگی بتلا اگر میں یہ پانچ اوقیے تیرے مالکوں کو ایک دم دے دوں تو وہ تجھ کو میرے ہاتھ بیچ ڈالیں گے؟ یا نہیں بیچیں تو میں تجھ کو آزاد کر دوں گی اور تیری ولاء میں لوں بریرہ نے جا کر اپنے مالکوں سے یہ بیان کیا انہوں نے کہا اس شرط پر کہ ولاء ہم لیں گے حضرت عائشہؓ نے کہا سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور آپ سے بیان کیا (کہ بریرہؓ کے مالک ایسا کہتے ہیں) آپ نے فرمایا تو بریرہ کو خرید لے اور آزاد کر دے ولاء تو اسی کو ملے گا جو آزاد کرے بعد اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سنانے اٹھ کھڑے ہوتے فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کی اصل اللہ کی کتاب میں نہیں ہے وہ محض لا یعنی ہے اللہ کی مقرر کی ہوئی شرط زیادہ عمل کرنے کے لائق اور مضبوط ہے۔

؎ اس باب میں امام بخاری نے کوئی حدیث بیان نہیں کی شاید انہوں نے باب قائم کر لینے کے بعد حدیث لکھنا چاہی ہوگی مگر اس کا موقع نہ ملا اور کتاب الحدود میں انہوں نے ایک حدیث روایت کی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ جو کوئی اپنے غلام یا لونڈی کو زنا کی جھوٹی تہمت لگائے اس کو قیامت کے دن کوڑے پڑیں گے بعضے نسخوں میں یہ باب مذکور نہیں ہے ۱۲ منہ ؎ عرب میں تمام معاملات تاروں کے طلوع پر ہوا کرتے ہیں کیونکہ وہ حساب نہیں جانتے تھے وہ یوں کہتے تھے جب فلاں تارا نکلے تو یہ معاملہ ہوگا اسی وجہ سے قسط کو نجم کہنے لگے نجم کہتے ہیں تارے کو بدل کتابت میں خواہ سالانہ قسطیں ہوں خواہ ماہانہ ہر طرح جائز ہے اور کم سے کم دو قسطیں ہونا ضرور ہے اور مالکیہ اور حنفیہ نے کہا کل بدل کتابت نقد بھی ٹھہرانا درست ہے ۱۲ منہ ؎ یہ سمجھو کہ وہ کمائی کے لائق

ور ایماندار ہیں اپنا بدل کتابت ادا کریں گے محنت مزدوری کر کے یہ نہیں کہ لوگوں سے بھیک مانگتے پھریں ان کو ستائیں ۱۲ منہ ؎ یعنی تم بھی پھر ان کی مدد کرو اس طرح کہ ان کو اپنے پاس سے کچھ روپیہ پیسہ دو یا بدل کتابت میں سے کچھ معاف کر دو ۱۲ منہ ؎ اس کو اسمٰعیل قاضی نے احکام القرآن اور عبدالرزاق اور شافعی نے وصل کیا ۱۲ منہ ؎ ہمارے اصحاب میں سے امام ابن حزم اور ظاہریہ کے نزدیک اگر غلام مکاتبت کا خواہاں ہو تو آیک بار مکاتب کر دینا واجب ہے کیونکہ قرآن میں **فکاتبوھم** امر ہے جو وجوب کے لیے ہوتا ہے جمہور کے نزدیک یہ امر استحباب کے لئے ہے ۱۲ منہ ؎ یعنی وجوب کا قول کسی صحابی سے تم نے سنا ہے یا اپنے قیاس اور رائے سے کہتے ہو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمرو بن دینار نے عطاء سے یہ پوچھا لیکن حافظ نے کہا یہ صحیح نہیں ہے بلکہ ابن جریج نے عطاء سے پوچھا جیسے عبدالرزاق اور شافعی کی روایت میں اس کی تصریح ہے اس صورت میں قال عمرو بن دینار جملہ معترضہ ہوگا اور نفسی کی روایت میں یوں ہے وقالہ عمرو بن دینار یعنی عمرو بن دینار بھی وجوب کے قائل ہیں اور ترجمہ یوں ہوگا۔ اور عمرو بن دینار نے بھی اس کو واجب کہا ہے ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے پوچھا کیا یہ تم کسی سے روایت کرتے ہو ۱۲ منہ ؎ سیرین انس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے اور یہ والد ہیں محمد بن سیرین کے جو بڑے مشہور تابعین اور فقہاء میں سے ہیں اور علم تعبیر میں بڑا کمال رکھتے تھے اس روایت کو عبدالرزاق اور طبرانی نے وصل کیا ۱۲ منہ ؎ اس سے یہ نکلا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اس کے وجوب کے قائل تھے جیسے امام ابن حزم اور ظاہریہ کا قول ہے ۱۲ منہ ؎ اس کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ۱۲ منہ ؎ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ شُرُوطِ الْمُكَاتَبِ وَمَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ، فِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔

باب مکاتب سے کونسی شرطیں کرنا درست ہے اور جو شخص ایسی شرط لگائے جس کا ثبوت اللہ کی کتاب سے نہ ہوتا ہو؎ اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ؎

؎ یعنی اللہ کی کتاب کے خلاف ہو ابن بطال نے کہا اللہ کی کتاب سے اس کا حکم مراد ہے خواہ اس کتاب سے ثابت ہو خواہ اجماع سے ۱۲ منہ ؎ یہ حدیث آگے موصولاً مذکور ہوگی ۱۲ منہ

---

۷۳۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا، قَالَتْ

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ سے ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بریرہ لونڈی ان کے پاس آئی اپنی کتابت کا روپیہ ادا کرنے میں ان کی مدد چاہتی تھی اور اس نے اس روپے میں سے کچھ ادا نہیں کیا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا اپنے مالکوں

لَهَا عَائِشَةُ: ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكِ فَإِنْ أَحَبُّوا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ، فَذَكَرَتْ ذَلِكَ بَرِيرَةُ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا فَقَالُوا: إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ، وَيَكُونُ وَلَاؤُكِ لَنَا، فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ابْتَاعِي فَأَعْتِقِي فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ، قَالَ: ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا بَالُ أُنَاسٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنْ شَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ، وَشَرْطُ اللَّهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ۔

کے پاس لوٹ جا ان سے کہہ اگر وہ پسند کریں تو میں تیری کتابت کا روپیہ ادا کر دیتی ہوں اور تیری ولاء میں لونگی۔ بریرہؓ نے اپنے مالکوں سے ذکر کیا انہوں نے نہ مانا اور کہنے لگے اگر حضرت عائشہؓ کو ثواب کی نیت سے تیرے ساتھ کچھ سلوک کرنا منظور ہے تو کریں باقی ولاء تو ہم لیں گے۔ حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیان کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تو بریرہ کو مول لے کر آزاد کر دے ولاء تو اسی کو ملے گا جو آزاد کرے۔ راوی نے کہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سنانے کو کھڑے ہوئے فرمایا لوگوں کا کیا حال ہے ایسی ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کا اللہ کی کتاب میں پتہ تک نہیں جو شخص ایسی شرطیں لگائے جو اللہ کی کتاب میں نہ ہوں [1] وہ ان سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتا گو سو بار شرط لگائے اللہ کی شرط سب سے زیادہ معقول اور مضبوط ہے۔

[1] ابن خزیمہ نے کہا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی کتاب سے ان کا عدم وجوب ثابت ہو اور یہ مطلب نہیں ہے کہ جو شرط اللہ کی کتاب میں مذکور نہ ہو اس کا لگانا باطل ہے کیونکہ بیع میں کبھی کفالت شرط ہوتی ہے کبھی ثمن میں یہ شرط ہوتی ہے کہ اس قسم کے روپے ہوں یا اتنی مدت میں دیے جائیں یہ شرطیں صحیح ہیں گو کہ اللہ کی کتاب میں ان کا ذکر نہ ہو کیونکہ یہ شرطیں مشروع ہیں ۱۲ منہ

٧٣٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَرَادَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً لِتُعْتِقَهَا، فَقَالَ أَهْلُهَا: عَلَى أَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَمْنَعُكِ ذَلِكِ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ نے ایک لونڈی کو مول لے کر آزاد کرنا چاہا اس کے مالک کہنے لگے ہم اس شرط پر بیچتے ہیں کہ ولاء ہم لیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تو اپنا کام کر (خرید کر آزاد کر دے) ولاء اسی کو ملے گا

لِمَنْ أَعْتَقَ۔

جو آزاد کرے۔

بَابُ اسْتِعَانَةِ الْمُكَاتَبِ وَسُؤَالِهِ النَّاسَ۔

٧٣٧- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتْ بَرِيرَةُ، فَقَالَتْ: إِنِّي كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ فَأَعِينِينِي، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ عَدَّةً وَاحِدَةً وَأُعْتِقَكِ فَعَلْتُ وَيَكُونُ وَلَاؤُكِ لِي۔ فَذَهَبَتْ إِلَى أَهْلِهَا فَأَبَوْا ذَلِكَ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ، فَسَمِعَ بِذَلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَنِي فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: خُذِيهَا فَأَعْتِقِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ؟ فَأَيُّمَا شَرْطٍ كَانَ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ، فَقَضَاءُ اللهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللهِ أَوْثَقُ، مَا بَالُ رِجَالٍ مِنْكُمْ يَقُولُ أَحَدُهُمْ: أَعْتِقْ يَا فُلَانُ وَلِيَ الْوَلَاءُ، إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ۔

باب:۔ اگر مکاتب دوسروں سے مدد چاہے اور لوگوں سے سوال کرے (تو کیسا)

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا بریرہ (میرے پاس) آئی کہنے لگی میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ چاندی پر کتابت کی ہے ہر سال ایک اوقیہ تو میری مدد کر۔ میں نے کہا اچھا اگر تیرے مالک چاہیں تو میں ان کو نو اوقیے یکمشت دے دیتی ہوں اور تجھ کو آزاد کر دیتی ہوں اور تیری ولا میں لوں گی وہ اپنے مالکوں کے پاس گئی ان سے کہا انہوں نے نہ مانا کہا ولا ہم لیں گے اپھر بریرہ آئی اور کہنے لگی میں نے ان سے گفتگو کی لیکن وہ اس شرط سے ملتے ہیں کہ ولا وہ لیں۔ یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپؐ نے مجھ سے پوچھا میں نے عرض کر دیا آپ نے فرمایا تو اس کو (مول لے کر) آزاد کر دے اور ولا انہی کو دینا قبول کر لے ولاء تو اسی کو ملتی ہے جو آزاد کرے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا پھر آپ لوگوں کو خطبہ سنانے کو کھڑے ہوئے پہلے اللہ کو سراہا۔ اس کی تعریف کی پھر فرمایا اما بعد تم میں سے بعضے لوگوں کو کیا ہو گیا ہے (کیا وہ بولتے ہیں) ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کا اللہ کی کتاب میں وجود ہی نہیں ہے دیکھو جو شرطیں اللہ کی کتاب میں نہ ہوں وہ محض لغو ہیں اگرچہ سو شرطیں ہوں یا سو بار لگائی جائیں اللہ کا جو حکم ہے اسی پر چلنا چاہیے اور اللہ ہی کی شرط کا اعتبار ہے تم میں سے بعضے لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہتے ہیں ارے فلانے! آزاد کر ولاء ہم لیں گے۔ ولاء تو اسی کی ہے جو آزاد کرے گا۔

لہ ترجمہ باب اسی فقرے سے نکلتا ہے ۱۲ منہ

بَابُ بَيْعِ الْمُكَاتَبِ إِذَا رَضِيَ، وَقَالَتْ عَائِشَةُ، هُوَ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ شَيْءٌ، وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: مَا بَقِيَ عَلَيْهِ دِرْهَمٌ، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: هُوَ عَبْدٌ إِنْ عَاشَ وَإِنْ مَاتَ وَإِنْ جَنَى مَا بَقِيَ عَلَيْهِ شَيْءٌ.

باب جب مکاتب اپنے تئیں بیچ ڈالنے پر راضی ہو[1] اور حضرت عائشہؓ نے کہا[2] مکاتب غلام ہے گو اس کے ذمے کچھ بھی باقی ہو اور زید بن ثابت نے کہا[3] جب تک ایک روپیہ بھی باقی ہو اور عبداللہ بن عمرؓ نے کہا[4] وہ زندگی اور موت اور جرم کرنے میں غلام ہے جب تک اس پر کچھ باقی رہے[5]

لہ گو وہ بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز نہ ہو اگر عاجز ہو گیا ہو تو وہ غلام ہو جاتا ہے اس کا بیچ ڈالنا سب کے نزدیک درست ہو جاتا ہے امام احمد کا یہی مذہب ہے اور امام ابوحنیفہؒ شافعیؒ کے نزدیک جب تک وہ عاجز نہ ہو اس کی بیع درست نہیں ہے ۱۲ منہ ۲ اس کو ابن ابی شیبہ اور ابن سعد نے وصل کیا ۱۲ منہ ۳ اس کو شافعی اور سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ ۴ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ ۵ مثلاً مکاتب زنا کرے تو اس کو غلام کی طرح ہی پچاس کوڑے لگائیں گے ۱۲ منہ

---

۷۳۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِينُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَقَالَتْ لَهَا: إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَصُبَّ لَهُمْ ثَمَنَكِ صَبَّةً وَاحِدَةً وَأُعْتِقَكِ فَعَلْتُ، فَذَكَرَتْ بَرِيرَةُ ذٰلِكَ لِأَهْلِهَا فَقَالُوا: لَا، إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَنَا، قَالَ مَالِكٌ: قَالَ يَحْيَى: فَزَعَمَتْ عَمْرَةُ أَنَّ عَائِشَةَ ذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا، فَإِنَّمَا

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے یحییٰ ابن سعید انصاری سے انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے کہ بریرہؓ حضرت عائشہؓ سے مدد مانگنے آئیں (اپنی بدل کتابت کی ادائی میں) حضرت عائشہ نے کہا اگر تیرے مالک چاہیں تو میں تیری قیمت کے روپے ان کو ایک بارگی پھینک دیتی ہوں اور تجھ کو آزاد کر دیتی ہوں۔ بریرہؓ نے اپنے مالکوں سے اس کا ذکر کیا انہوں نے نہ مانا یہ شرط کی کہ ولاء ہم لیں گے امام مالکؒ نے کہا۔ یحییٰ نے کہا عمرہ یہ کہتی تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا اس کو خرید لے اور آزاد کر دے ولاء تو اسی کو ملے گا جو آزاد

الوَلاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ۔ کرے۔

لہ یہیں سے باب کا مطلب نکلا کیونکہ حضرت عائشہؓ نے بریرہؓ کو مول لینا چاہا تو معلوم ہوا کہ مکاتب بیع ہو سکتی ہے ۱۲ منہ

بَابٌ۔ إِذَا قَالَ الْمُكَاتَبُ اشْتَرِنِي وَأَعْتِقْنِي فَاشْتَرَاهُ لِذَلِكَ۔

باب:۔ اگر مکاتب کسی شخص سے کہے مجھ کو مول لے کر آزاد کر دے اور وہ مول لے لے۔

۷۲۹ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَيْمَنُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقُلْتُ: كُنْتُ غُلَامًا لِعُتْبَةَ بْنِ أَبِي لَهَبٍ وَمَاتَ وَوَرِثَنِي بَنُوهُ، وَإِنَّهُمْ بَاعُونِي مِنِ ابْنِ أَبِي عَمْرٍو فَأَعْتَقَنِي ابْنُ أَبِي عَمْرٍو، وَاشْتَرَطَ بَنُو عُتْبَةَ الْوَلَاءَ فَقَالَتْ: دَخَلَتْ بَرِيرَةُ وَهِيَ مُكَاتَبَةٌ فَقَالَتْ اشْتَرِينِي وَأَعْتِقِينِي، قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَتْ: لَا يَبِيعُونِي حَتَّى يَشْتَرِطُوا وَلَائِي، فَقَالَتْ: لَا حَاجَةَ لِي بِذَلِكَ، فَسَمِعَ بِذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَلَغَهُ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ، فَذَكَرَتْ عَائِشَةُ مَا قَالَتْ لَهَا، فَقَالَ، اشْتَرِيهَا فَأَعْتِقِيهَا وَدَعِيهِمْ يَشْتَرِطُوا مَا شَاءُوا فَاشْتَرَتْهَا عَائِشَةُ فَأَعْتَقَتْهَا وَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَإِنِ اشْتَرَطُوا مِائَةَ شَرْطٍ۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن ایمن نے کہا مجھ سے میرے باپ ایمن نے انہوں نے کہا میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا میں نے کہا (پہلے) میں عتبہ ابولہبؓ کے بیٹے کا غلام تھا۔ وہ مر گئے اور ان کے بیٹے میرے وارث ہوئے انہوں نے مجھ کو عبداللہ بن ابی عمروؓ کے ہاتھ بیچ ڈالا عبداللہ نے مجھ کو آزاد کر دیا لیکن عتبہ کے وارثوں نے ولاء کی شرط اپنے لیے کر لی ہے حضرت عائشہؓ نے کہا بریرہ میرے پاس آئی وہ مکاتب تھی مجھ سے کہنے لگی مجھ کو مول لے لو[2] اور آزاد کر دو۔ میں نے کہا اچھا پھر بریرہؓ بولی وہ اسی شرط پر بیچیں گے کہ ولاء وہ لیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا اس شرط پر میں مول نہیں لیتی خیر یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لی یا آپ کو پہنچ گئی آپ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا انہوں نے بیان کیا جو بریرہؓ نے کہا تھا آپ نے فرمایا تو مول لے کر آزاد کر دے اور ان کو جو شرطیں وہ چاہیں لگانے دے حضرت عائشہؓ نے ان کو خرید لیا اور آزاد کر دیا۔ اور اس کے مالکوں نے ولاء کی شرط کر لی۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولاء تو اسی کو ملیگی جو آزاد کرے اگرچہ وہ سو شرطیں لگائیں[3]

لہ ابولہب عبدالمطلب کا بیٹا تھا تو یہ عتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے جس سال مکہ فتح ہوا اسی وقت اسلام لائے ۱۲ منہ ۲ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ ۳ یعنی بریرہ کے مالک کو ۱۲ منہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها

کتاب ہبہ کا بیان اس کی فضیلت اور اس کی ترغیب دلانا[1]

٧٤٠- حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ، لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ۔

ہم سے عاصم بن علی ابوالحسین واسطی نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مسلمان عورتوں میں کوئی عورت اپنی ہمسایہ عورت کے حصے کو ذلیل نہ سمجھے گو بکری کا کھر ہی ہو[2][3]

[1] ہبہ کہتے ہیں بلا عوض کسی شخص کو کوئی مال یا حق دے دینا صدقہ بھی اسی طرح سے ہے مگر وہ محتاج کے لیے ہوتا ہے ثواب کی نیت سے ۱۲ منہ [2] جس پر بہت ہی ذرا سا گوشت ہوتا ہے مطلب یہ کہ بی ہمسائی کا ہبہ خوشی سے قبول کرے اس کے لینے میں ناک بھوں نہ چڑھائے نہ زبان سے کوئی ایسی بات نکالے جس سے اس کی حقارت نکلے کیونکہ ایسا کرنے سے اس کے دل کو رنج ہوگا اور کسی مسلمان کا دل دکھانا بڑا گناہ ہے جہاں تک ہوسکے اس سے بچنا چاہیے۔ حدیث سے باب کا مطلب اس طرح نکلا کہ اپنے ہمسایہ لوگوں کو تحفہ تحائف بھیجنا مسنون ہے گو تھوڑے ہوں۔ یہ خیال نہ کرے کہ تھوڑی یا کم قیمت چیز کیا بھیجیں بلکہ جو کچھ ہوسکے اپنے مقدور کے موافق اپنے ہمسایہ کو حصہ بھیجے ۱۲ منہ

٧٤١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ،

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز ابن ابی حازم نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے یزید بن رومان سے انہوں

عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ: ابْنَ أُخْتِي، إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ، ثُمَّ الْهِلَالِ ثُمَّ الْهِلَالِ ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِي شَهْرَيْنِ وَمَا أُوقِدَتْ فِي أَبْيَاتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا خَالَةُ، مَا كَانَ يُعِيشُكُمْ؟ قَالَتْ: الْأَسْوَدَانِ: التَّمْرُ وَالْمَاءُ، إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَتْ لَهُمْ مَنَائِحُ، وَكَانُوا يَمْنَحُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَلْبَانِهِمْ فَيَسْقِينَاهُ۔

نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے عروہ سے کہا میرے بھانجے! ہم پر ایسا وقت گزر چکا ہے کہ ہم ایک چاند دیکھتے پھر دوسرا چاند پھر تیسرا چاند دو مہینے[۱] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آگ نہیں جلتی تھی (کھانا نہیں پکایا جاتا تھا) عروہ نے کہا خالہ پھر تمہاری گزر کاہے پر ہوتی تھی۔ انہوں نے کہا یہی دو کالوں پر۔ کھجور اور پانی[۲] اتنا تھا کہ چند انصاری لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسایہ تھے ان کے پاس دودھ کی بکریاں تھیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنی بکریوں کا دودھ تحفہ کے طور پر بھیجا کرتے آپ ہم کو بھی پلاتے[۳]

۱ دو مہینے میں تین چاند اس طرح دیکھتیں کہ پہلا چاند پہلے مہینے کے شروع ہونے پر دیکھا پھر دوسرا چاند اس کے ختم پر تیسرا چاند دوسرے مہینے کے ختم پر ۱۲ منہ ۲ حالانکہ پانی کالا نہیں ہوتا لیکن عرب لوگ ایک چیز کے نام سے کر دیتے ہیں جیسے شمسین قمرین چاند سورج دونوں کو کہتے ہیں اسی طرح ابیضین دو پانی دونوں کو کہہ دیتے ہیں اور دودھ ابیض یعنے سفید ہوتا ہے پانی کا تو کوئی رنگ ہی نہیں ۱۲ منہ ۳ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ

بَابُ الْقَلِيلِ مِنَ الْهِبَةِ۔

باب۔ تھوڑی چیز ہبہ کرنا۔

۲۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ دُعِيتُ إِلَى ذِرَاعٍ أَوْ كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ، وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن ابی عدی نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے سلیمان اعمش سے انہوں نے ابو حازم سلیمان اشجعی سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اگر دعوت میں مجھے بکری کا دست یا پاؤں کھانے کے لیے بلایا جائے تب بھی میں ضرور جاؤں گا اور اگر مجھ کو کوئی بکری کا دست

ذِرَاعٌ أَوْ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ۔

یا پاؤں تحفہ بھیجے تو اس کو ضرور لے لوں [1]

[1] ہدیہ بھی ہبہ کی طرح ہے تو باب کا مطلب نکل آیا کہ تھوڑی چیز کا ہبہ کرنا درست ہے ۱۲ منہ

بَابُ مَنِ اسْتَوْهَبَ مِنْ أَصْحَابِهِ شَيْئًا، وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا۔

باب۔ جو شخص اپنے دوستوں سے کوئی چیز مانگے اور ابو سعید خدریؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ساتھ میرا بھی ایک حصہ لگاؤ۔

۷۴۳۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ إِلَى امْرَأَةٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَكَانَ لَهَا غُلَامٌ نَجَّارٌ، قَالَ لَهَا مُرِي عَبْدَكِ فَلْيَعْمَلْ لَنَا أَعْوَادَ الْمِنْبَرِ، فَأَمَرَتْ عَبْدَهَا فَذَهَبَ فَقَطَعَ مِنَ الطَّرْفَاءِ فَصَنَعَ لَهُ مِنْبَرًا، فَلَمَّا قَضَاهُ أَرْسَلَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ قَضَاهُ، قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرْسِلِي بِهِ إِلَيَّ، فَجَاءُوا بِهِ فَاحْتَمَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهُ حَيْثُ تَرَوْنَ۔

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم سے ابو غسان محمد بن مطرف نے کہا مجھ سے ابو حازم سلمہ بن دینار نے انہوں نے سہل بن سعد ساعدی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین میں سے ایک عورت کو کہلا بھیجا [1] اس کا ایک غلام بڑھئی تھا آپؐ نے یہ کہلا بھیجا اپنے غلام سے کہہ ہم کو منبر کی لکڑیاں بنا دے اس نے اپنے غلام کو حکم دیا وہ (غابہ کی طرف) گیا وہاں سے جھاؤ کی لکڑی کاٹی اور آپؐ کے لیے منبر بنایا جب پورا کام کر چکا تو اس عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلا بھیجا آپ کا کام اس نے پورا کر دیا آپ نے کہلا بھیجا اچھا وہ منبر میرے پاس بھیج دے۔ پھر لوگ اس کو لے کر آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اٹھا کر وہاں رکھا جہاں تم اب دیکھتے ہو۔

[1] یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جو کتاب الاجارہ میں موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ منہ

۷۴۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ،

ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے محمد بن جعفر نے انہوں نے ابو حازم سے انہوں نے عبد اللہ

عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ يَوْمًا جَالِسًا مَعَ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ فِي مَنْزِلٍ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَازِلٌ أَمَامَنَا وَالْقَوْمُ مُحْرِمُونَ وَأَنَا غَيْرُ مُحْرِمٍ، فَأَبْصَرُوا حِمَارًا وَحْشِيًّا، وَأَنَا مَشْغُولٌ أَخْصِفُ نَعْلِي فَلَمْ يُؤْذِنُونِي بِهِ، وَأَحَبُّوا لَوْ أَنِّي أَبْصَرْتُهُ، فَالْتَفَتُّ فَأَبْصَرْتُهُ فَقُمْتُ إِلَى الْفَرَسِ فَأَسْرَجْتُهُ ثُمَّ رَكِبْتُ وَنَسِيتُ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ، فَقُلْتُ لَهُمْ: نَاوِلُونِي السَّوْطَ وَالرُّمْحَ، فَقَالُوا لَا، وَاللهِ لَا نُعِينُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ، فَغَضِبْتُ فَنَزَلْتُ فَأَخَذْتُهُمَا ثُمَّ رَكِبْتُ فَشَدَدْتُ عَلَى الْحِمَارِ فَعَقَرْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ بِهِ وَقَدْ مَاتَ فَوَقَعُوا فِيهِ يَأْكُلُونَهُ، ثُمَّ إِنَّهُمْ شَكُّوا فِي أَكْلِهِمْ إِيَّاهُ وَهُمْ حُرُمٌ، فَرُحْنَا وَخَبَأْتُ الْعَضُدَ مَعِي، فَأَدْرَكْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَنَاوَلْتُهُ الْعَضُدَ فَأَكَلَهَا حَتَّى نَفَّدَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَحَدَّثَنِي بِهِ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ابن ابی قتادہ سلمی سے انہوں نے اپنے باپ ابو قتادہ سے انہوں نے کہا ایسا ہوا ایک دن مکہ کے رستے میں ایک منزل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی اصحاب کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے آگے (فاصلہ سے) اترے ہوئے تھے میرے ساتھی لوگ احرام باندھے ہوئے تھے اور میں احرام نہیں باندھے تھا۔ انہوں نے ایک گورخر جاتے دیکھا۔ میں اپنی جوتیاں ٹانکنے میں مصروف تھا۔ انہوں نے مجھ کو خبر نہ کی لیکن انہوں نے دل میں چاہا کاش میں اس کو دیکھ لیتا پھر میں نے جو نگاہ پھیری اس کو دیکھ لیا جلدی سے گھوڑے کے پاس جا کر اس پر زین لگایا اور سوار ہوا میں کوڑا اور برچھا لینا بھول گیا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا مجھ کو کوڑا برچھا اٹھا دو۔ وہ کہنے لگے قسم خدا کی ہم تو کسی چیز سے تمہاری مدد نہیں کرنے کے[1] مجھے غصہ آیا میں نے خود اتر کر کوڑا برچھا لے لیا پھر سوار ہوا اور گورخر پر حملہ کیا اس کو زخمی کر ڈالا پھر اس کو لے کر آیا وہ مر گیا تھا تو میرے ساتھی اس پر گرے اس کو کھانے لگے پھر ان کو احرام کی حالت میں اس کے کھانے میں شک پیدا ہوا۔ خیر ہم وہاں سے چلے اور گورخر کا ایک دست میں نے اپنے پاس چھپا رکھا تھا جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر ملے آپ سے اس کا مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا کچھ گوشت اس کا تمہارے پاس ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں ہے اور وہ دست آپ کو دے دیا آپ نے اس کو کھا کر تمام کر دیا اور آپ احرام باندھے ہوئے تھے محمد بن جعفر نے کہا یہ حدیث زید بن اسلم نے مجھ سے بیان کی انہوں نے عطا بن یسار سے انہوں نے ابو قتادہ سے۔

[1] کیونکہ وہ احرام باندھے ہوئے تھے اور احرام کی حالت میں نہ شکار کرنا درست ہے نہ شکار میں مدد کرنا

۱۲ منہ سلہ یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کیونکہ آپ نے اس کا گوشت مانگا۔ ۱۲ منہ

بَابُ مَنِ اسْتَسْقَى، وَقَالَ سَهْلٌ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْقِنِي.

باب۔ پانی (یا دودھ) مانگنا اور سہل بن سعد نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا پانی پلا سلہ

سلہ یہ حدیث امام بخاری نے کتاب النکاح میں وصل کی۔ ۱۲ منہ

۷۳۵۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ: حَدَّثَنِي أَبُو طُوَالَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: أَتَانَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَارِنَا هٰذِهِ فَاسْتَسْقَى فَحَلَبْنَا لَهُ شَاةً لَنَا، ثُمَّ شِبْتُهُ مِنْ مَاءِ بِئْرِنَا هٰذِهِ فَأَعْطَيْتُهُ، وَأَبُو بَكْرٍ عَنْ يَسَارِهِ، وَعُمَرُ تُجَاهَهُ وَأَعْرَابِيٌّ عَنْ يَمِينِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ عُمَرُ: هٰذَا أَبُو بَكْرٍ، فَأَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ فَضْلَهُ ثُمَّ قَالَ: الْأَيْمَنُونَ الْأَيْمَنُونَ، أَلَا فَيَمِّنُوا، قَالَ أَنَسٌ: فَهِيَ سُنَّةٌ، فَهِيَ سُنَّةٌ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے کہا ہم سے ابو طوالہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے کہا میں نے انسؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اس گھر میں تشریف لائے آپ نے پانی مانگا ہم نے آپ کے لیے ایک بکری کا دودھ دوہا پھر اپنے کنوئیں کا پانی اس دودھ میں ملایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا۔ اس وقت ابو بکرؓ آپ کی بائیں طرف بیٹھے تھے اور عمرؓ سامنے اور ایک گنوار داہنی طرف سلہ جب آپ پی چکے تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا یہ ابو بکرؓ ہیں ان کو دیجیے۔ آپ نے گنوار کو دے دیا اور فرمایا داہنی طرف والے مقدم ہیں سن لو داہنی طرف سے شروع کیا کرو انسؓ نے کہا تو داہنی طرف سے شروع کرنا سنت ہے تین بار کہا۔

سلہ اس گنوار کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ

بَابُ قَبُولِ هَدِيَّةِ الصَّيْدِ، وَقَبِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَبِي قَتَادَةَ عَضُدَ الصَّيْدِ.

باب۔ شکار کا تحفہ قبول کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو قتادہ سے شکار کا دست لیا سلہ

سلہ یعنے گورخر کا۔ یہ حدیث ابھی موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ منہ

۷۴۶- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغَبُوا فَأَدْرَكْتُهَا فَأَخَذْتُهَا فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا، وَبَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَرِكِهَا أَوْ فَخِذَيْهَا، قَالَ فَخِذَيْهَا لَا شَكَّ فِيهِ، فَقَبِلَهُ، قُلْتُ: وَأَكَلَ مِنْهُ؟ قَالَ: وَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ بَعْدُ: قَبِلَهُ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ہشام بن زید بن انسؓ بن مالک سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا ہم نے مرالظہران میں[1] ایک خرگوش بھگایا لوگ اس کے پیچھے لگے لیکن تھک گئے آخر میں نے اس کو پکڑ پایا اور ابوطلحہؓ کے پاس لایا انہوں نے ذبح کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا پٹھ بھجوایا یا رانیں بھجوائیں شعبہ نے کہا رانیں بھجوائیں کوئی شک نہیں کی[2] آپ نے قبول کیا اور اس میں سے کھایا سلیمان نے کہا میں نے شعبہ سے پوچھا کیا آنحضرتؐ نے اس میں سے کھایا انہوں نے کہا ہاں کھایا پھر کہنے لگے آنحضرتؐ نے قبول کیا[3]

[1] مرالظہران ایک مقام ہے مکہ کے قریب ۱۲ منہ [2] معلوم ہوا پہلے شعبہ کو شک ہوئی کہ پٹھ بھجوایا یا رانیں پھر خیال آگیا اور یقین کے ساتھ کہا کہ رانیں بھجوائیں ۱۲ منہ [3] تو ان کو شک ہوگئی کہ آپ نے کچھ کھایا یا نہیں ۱۲ منہ

بَابُ قُبُولِ الْهَدِيَّةِ۔

باب:۔ تحفہ قبول کرنا

۷۴۷- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الصَّعْبِ ابْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ: أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّ عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَأَى مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ: أَمَا إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے صعب بن جثامہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک گورخر تحفہ بھیجا اس وقت آپ ابوا ودّان میں تھے[1] (حج کا احرام باندھے ہوئے) آپ نے پھیر دیا جب آپؐ نے صعب کا چہرہ بدلا دیکھا (ان کو رنج ہوا) تو آپؐ نے فرمایا ہم نے صرف اس وجہ سے پھیرا کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں[2]

[1] ابوا اور ودان دونوں گاؤں کے نام ہیں مدینہ اور مکہ کے درمیان ۱۲ منہ [2] باب کا مطلب اس حدیث

سے اس طرح نکلا کہ آپ نے فرمایا ہم نے صرف اس وجہ سے پھیرا کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں معلوم ہوا اگر احرام نہ باندھے ہوتے تو آپ ضرور قبول کرتے ۱۲ منہ

بَابُ قَبُولِ الْهَدِيَّةِ۔

باب۔ تحفہ قبول کرنا

۷۴۸۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُونَ بِهَا، أَوْ يَبْتَغُونَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفہ بھیجنے میں حضرت عائشہؓ کی باری دیکھتے رہتے [1] اس سے یہ غرض تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں۔

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سب بی بیوں میں حضرت عائشہؓ سے بہت محبت رکھتے تھے صحابہؓ چاہتے کہ جس دن حضرت عائشہؓ کی باری ہو اسی دن آپؐ کو تحفہ بھیجیں تاکہ آپ کو اور زیادہ خوشی ہو۔ ۱۲ منہ

۷۴۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ إِيَاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَهْدَتْ أُمُّ حُفَيْدٍ خَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقِطًا وَسَمْنًا وَأَضُبًّا، فَأَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَقِطِ وَالسَّمْنِ وَتَرَكَ الْأَضُبَّ تَقَذُّرًا، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَأُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا أُكِلَ عَلَى

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے جعفر بن ایاس نے کہا میں نے سعید بن جبیر سے سنا انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا ام حفید (ہزیلہ) نے جو ابن عباسؓ کی خالہ تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پنیر اور گھی اور گوہ بھیجی [1] آپؐ نے پنیر اور گھی کھایا اور گوہ سے نفرت کر کے اس کو چھوڑ دیا ابن عباسؓ نے کہا تو گوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر کھایا گیا (صحابہ نے کھایا) اور اگر حرام ہوتا تو آپؐ کے

مَائِدَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ دسترخوان پر بھی کھایا جاتا ؎۲

؎۱ گوہ ایک جانور مشہور ہے اس کو گور پھوڑ بھی کہتے ہیں قسطلانی نے کہا یہ جانور پانی نہیں پیتا اور سات سو برس اس کی عمر ہوتی ہے بلکہ زیادہ بعضوں نے کہا چالیس دن میں ایک قطرہ پیشاب کرتا ہے۔
؎۲ اس سے حنفیوں کا رد ہوتا ہے جو گوہ کو حرام جانتے ہیں۔ ابن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ آپ کو گوہ سے نفرت تھی اس لیے نہیں کھایا نہ اس وجہ سے کہ وہ حرام ہے باقی بحث اس مسئلے کی انشاءاللہ کتاب الاطعمہ میں آئے گی ۱۲ منہ

۷۵۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ ابْنُ طَهْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ: أَهَدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ؟ فَإِنْ قِيلَ صَدَقَةٌ قَالَ لِأَصْحَابِهِ كُلُوا وَلَمْ يَأْكُلْ، وَإِنْ قِيلَ هَدِيَّةٌ ضَرَبَ بِيَدِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ مَعَهُمْ۔

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے معن بن عیسیٰ نے کہا مجھ سے ابراہیم بن طہمان نے انہوں نے محمد بن زیاد سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی کھانا آتا تو آپ پوچھتے یہ ہدیہ ہے یا صدقہ ہے اگر کہتے صدقہ ہے تو آپ صحابہ سے فرماتے تم کھا لو اور خود نہ کھاتے اور جو کہتے ہدیہ (تحفہ) ہے تو آپ بھی ان کے ساتھ کھانے لگ جاتے ؎۱

؎۱ یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کیونکہ ہدیہ کا قبول کرنا ثابت ہوا ۱۲ منہ

۷۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ، فَقِيلَ تُصُدِّقَ عَلَى بَرِيرَةَ، قَالَ: هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا ؎۱ لوگوں نے کہا یہ وہ گوشت ہے جو بریرہؓ کو صدقہ میں ملا تھا آپ نے فرمایا اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔

؎۱ بریرہ نے یہ گوشت آپ کو تحفہ کے طور پر بھیجا تھا گو بریرہ کو صدقہ میں ملا تھا مگر فقیر کو اگر صدقہ

صدقہ ملے اور وہ کسی مالدار کو تحفہ کے طور پر بھیجے تو مالدار اس کو کھا سکتا ہے ۱۲ منہ

٧٥٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْهُ عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ وَأَنَّهُمُ اشْتَرَطُوا وَلَاءَهَا، فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اشْتَرِيهَا فَأَعْتِقِيهَا، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ، وَأُهْدِيَ لَهَا لَحْمٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا هَذَا؟ قُلْتُ: تُصُدِّقَ عَلَى بَرِيرَةَ، فَقَالَ: هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ، وَخُيِّرَتْ بَرِيرَةُ، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ زَوْجُهَا حُرٌّ أَوْ عَبْدٌ؟ قَالَ شُعْبَةُ: سَأَلْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ عَنْ زَوْجِهَا لَا أَدْرِي أَحُرٌّ أَمْ عَبْدٌ؟

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے شعبہ نے کہا میں نے یہ حدیث عبدالرحمٰن سے سنی انہوں نے قاسم سے روایت کی انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے بریرہ کو مول لینا چاہا مگر اس کے مالکوں نے ولاء کی شرط کرلی کہ ہم لیں گے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر آیا۔ آپ نے فرمایا تو مول لے کر آزاد کردے ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے اور ایسا ہوا بریرہؓ کو خیرات میں گوشت ملا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یہ گوشت بریرہ کو صدقہ میں ملا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ گوشت بریرہ کیلیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے تحفہ ہے اور بریرہ جب آزاد ہوئی اس کو اپنے خاوند کے مقدمہ میں اختیار دیا گیا عبدالرحمٰن نے کہا اس کا خاوند مغیث آزاد تھا یا غلام شعبہ نے کہا میں نے عبدالرحمٰن سے اس کے خاوند کا حال پوچھا انہوں نے کہا میں نہیں جانتا وہ آزاد تھا یا غلام۔

٧٥٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ: أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَ لَهَا: عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟ قَالَتْ: لَا، إِلَّا شَيْءٌ بَعَثَتْ بِهِ أُمُّ عَطِيَّةَ مِنَ الشَّاةِ الَّتِي

ہم سے محمد بن مقاتل ابوالحسن نے بیان کیا کہا ہم کو خالد بن عبداللہ نے خبر دی انہوں نے خالد حذاء سے انہوں نے حفصہ بنت سیرین سے انہوں نے ام عطیہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے پوچھا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے انہوں نے کہا کچھ نہیں مگر گوشت ہے جو ام عطیہؓ نے بھیجا تھا

بَعَثَتْ إِلَيْهَا مِنَ الصَّدَقَةِ، قَالَ: إِنَّهُ قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا۔

اس بکری کا جو آپ نے ام عطیہ کو صدقہ دی تھی آپ نے فرمایا بکری اپنے ٹھکانے پہنچ گئی ۔[1]

[1] یعنی صدقہ ام عطیہؓ کو پہنچنے سے پورا ہو گیا اب ام عطیہؓ نے جو بھیجا ہے وہ ہدیہ گنا جائے گا ترجمۂ باب اس سے نکلتا ہے کہ آپ نے ام عطیہؓ کا ہدیہ قبول فرمایا ١٢ منہ

بَابُ مَنْ أَهْدَى إِلَى صَاحِبِهِ، وَتَحَرَّى بَعْضَ نِسَائِهِ دُونَ بَعْضٍ۔

باب: اپنے کسی دوست کو خاص اس دن تحفہ بھیجنا جب وہ اپنی خاص بی بی کے پاس ہو[1]

[1] مطلب یہ ہے کہ اسکی کئی بیبیاں ہوں اور وہ باری باری ہر ایک کے پاس رہتا ہو تو ایسے دن کا خیال رکھنا جب وہ ایک معین بی بی کے پاس ہو اور اسی دن تحفہ بھیجا جائے ١٢ منہ

٧٥٤- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمِي، وَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: إِنَّ صَوَاحِبِي اجْتَمَعْنَ فَذَكَرْتُ لَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهَا۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ہشام سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا لوگ اپنے اپنے تحفے بھیجنے میں میری باری کا خیال رکھتے اور ام سلمہؓ نے کہا میری سوکنیں سب اکٹھا ہوئیں[1] میں نے آنحضرتؐ سے اس کا تذکرہ کیا آپ نے جواب ہی نہیں دیا۔

[1] ہوا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعضی بی بیاں ام المومنین ام سلمہؓ کے گھر میں اکٹھا ہوئیں اور یہ کہا کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو آپ اپنے صحابہ کو حکم دیں کہ وہ ہدیے اور تحفے بھیجنے میں یہ راہ نہ دیکھتے رہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فلانی بی بی کے پاس تشریف لے جائیں تو بھیجیں بلکہ بلا قید آپ کسی بی بی کے پاس ہوں بھیج دیا کریں۔ چنانچہ ام المومنین ام سلمہؓ نے عرض کیا لیکن آنحضرتؐ نے ان کے معروضے پر کچھ التفات نہ فرمایا وجہ التفات نہ فرمانے کی یہ تھی کہ ام المومنین ام سلمہؓ کی درخواست معقول نہ تھی ہدیہ بھیجنے والے کی مرضی وہ جب چاہے بھیجے اس کو جبراً کوئی حکم نہیں دیا جا سکتا کہ فلاں وقت بھیجے فلاں وقت نہ بھیجے ١٢ منہ

٧٥٥- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ نِسَاءَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ حِزْبَيْنِ: فَحِزْبٌ فِيهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسَوْدَةُ وَالْحِزْبُ الْآخَرُ: أُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ قَدْ عَلِمُوا حُبَّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ، فَإِذَا كَانَتْ عِنْدَ أَحَدِهِمْ هَدِيَّةٌ يُرِيدُ أَنْ يُهْدِيَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَّرَهَا حَتَّى إِذَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ بَعَثَ صَاحِبُ الْهَدِيَّةِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ، فَكَلَّمَ حِزْبُ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ لَهَا: كَلِّمِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَيَقُولُ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يُهْدِيَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً فَلْيُهْدِهَا إِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ مِنْ بُيُوتِ نِسَائِهِ، فَكَلَّمَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ بِمَا قُلْنَ فَلَمْ يَقُلْ لَهَا شَيْئًا، فَسَأَلْنَهَا فَقَالَتْ: مَا قَالَ لِي شَيْئًا، فَقُلْنَ لَهَا فَكَلِّمِيهِ، قَالَتْ: فَكَلَّمَتْهُ حِينَ دَارَ إِلَيْهَا أَيْضًا فَلَمْ يَقُلْ لَهَا شَيْئًا، فَسَأَلْنَهَا فَقَالَتْ: مَا قَالَ لِي شَيْئًا، فَقُلْنَ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید بن ابی اویس نے انہوں نے سلیمان سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کی دو ٹکڑیاں تھیں ایک ٹکڑی میں تو حضرت عائشہؓ حضرت حفصہؓ اور حضرت صفیہؓ اور حضرت سودہؓ تھیں اور دوسری ٹکڑی میں ام المومنین ام سلمہؓ اور آپ کی باقی بیبیاں اور مسلمانوں کو یہ معلوم تھا کہ آپ حضرت عائشہ کو بہت چاہتے ہیں اور جب کسی کو کوئی تحفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجنا منظور ہوتا وہ اس میں دیر کرتا رہتا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے گھر میں رہتے اس دن تاک کر حضرت عائشہ کے گھر بھیجتا یہ حال دیکھ کر ام المومنین ام سلمہؓ کی ٹکڑی نے ان سے کہا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں عرض کرو کہ آپ لوگوں سے فرما دیں جس کسی کو آپ کے پاس کوئی تحفہ بھیجنا ہو وہ بھیج دے خواہ آپ کسی بی بی کے پاس ہوں ام المومنین ام سلمہؓ نے عرض کیا آپ نے کچھ جواب ہی نہ دیا۔ ان بی بیوں نے ام سلمہؓ سے پوچھا انہوں نے کہا آپ نے کچھ جواب ہی نہ دیا انہوں نے کہا پھر عرض کرو جب ان کی باری ہوئی انہوں نے پھر عرض کیا آپ نے کچھ جواب نہ دیا ان بی بیوں نے پوچھا تو کہہ دیا آنحضرت نے کچھ جواب ہی نہیں دیا انہوں نے کہا پھر عرض کرو انہوں نے پھر اپنی باری کے دن عرض کیا تب آپ نے تیسرے معروضے پر جواب دیا عائشہ کے مقدمہ میں مجھ کو مت ستاؤ کسی عورت کے کپڑے میں جب میں ہوتا ہوں مجھ پر وحی نہیں آتی مگر عائشہ کے کپڑے میں آتی ہے ام سلمہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو تکلیف دینے سے توبہ کرتی ہوں آخر ان بی بیوں نے حضرت فاطمہ زہراؓ کو

لَهَا: كَلِّمِيهِ حَتَّى يُكَلِّمَكِ، فَدَارَ إِلَيْهَا فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ لَهَا: لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ، فَإِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَأْتِنِي وَأَنَا فِي ثَوْبِ امْرَأَةٍ إِلَّا عَائِشَةَ، قَالَتْ: فَقُلْتُ أَتُوبُ إِلَى اللهِ مِنْ أَذَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ، ثُمَّ إِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ: إِنَّ نِسَاءَكَ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ: أَلَا تُحِبِّينَ مَا أُحِبُّ؟ قَالَتْ: بَلَى، فَرَجَعَتْ إِلَيْهِنَّ فَأَخْبَرَتْهُنَّ، فَقُلْنَ: ارْجِعِي إِلَيْهِ فَأَبَتْ أَنْ تَرْجِعَ، فَأَرْسَلْنَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ فَأَتَتْهُ فَأَغْلَظَتْ وَقَالَتْ: إِنَّ نِسَاءَكَ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي بِنْتِ ابْنِ أَبِي قُحَافَةَ فَرَفَعَتْ صَوْتَهَا حَتَّى تَنَاوَلَتْ عَائِشَةَ وَهِيَ قَاعِدَةٌ فَسَبَّتْهَا حَتَّى إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَنْظُرُ إِلَى عَائِشَةَ: هَلْ تُكَلَّمُ؟ قَالَ: فَتَكَلَّمَتْ عَائِشَةُ تَرُدُّ عَلَى زَيْنَبَ حَتَّى أَسْكَتَتْهَا، قَالَتْ: فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَ: إِنَّهَا بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ الْبُخَارِيُّ: الْكَلَامُ الْأَخِيرُ قِصَّةُ فَاطِمَةَ، يُذْكَرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ رَجُلٍ: عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَقَالَ أَبُو مَرْوَانَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عُرْوَةَ: كَانَ النَّاسُ

آپ کی صاحبزادی کو اپنی طرف سے آپ کے پاس بھیجا یہ عرض کرنے کو کہ آپ کی بی بیاں آپ کو اللہ کی قسم دیتی ہیں ابوبکرؓ کی بیٹی میں انصاف کیجیے انہوں نے عرض کیا آپ نے فرمایا بیٹا تو میری خوشی چاہتی ہے انہوں نے عرض کیا بیشک یہ سن کر وہ لوٹ گئیں اور ان بی بیوں کو جواب دے دیا انہوں نے کہا پھر جاؤ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا اب میں نہیں جانے کی[1] آخر انہوں نے ام المومنین زینبؓ کو اپنی طرف سے بھیجا وہ آئیں اور سخت گفتگو کرنے لگیں کہنے لگیں آپ کی بی بیاں ابن ابی قحافہ[2] کی بیٹی کے مقدمے میں انصاف چاہتی ہیں آپ کو اللہ کی قسم دیتی ہیں اور آواز بلند کی حضرت عائشہؓ اس وقت بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کو برا بھلا کہنے لگیں یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کی طرف دیکھنے لگے۔ (آپ کا مطلب یہ تھا) وہ کیوں نہیں بولتیں (آپ کی مرضی پاکر انہوں نے بھی بولنا شروع کیا اور زینبؓ کو جواب دینے لگیں ان کو خاموش کر دیا آپ نے پھر حضرت عائشہؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا آخر یہ کس کی بیٹی ہے ابوبکر کی بیٹی ہے[3] امام بخاری نے کہا اخیر مضمون یعنی حضرت فاطمہؓ کا قصہ ہشام بن عروہ سے مروی ہے انہوں نے ایک شخص سے جس کا نام نہیں لیا گیا انہوں نے زہری سے انہوں نے محمد بن عبد الرحمن سے اور ابو مروان نے ہشام سے روایت کی انہوں نے عروہ سے کہ لوگ اپنے اپنے تحفے بھیجنے میں حضرت عائشہؓ کی باری تاکتے رہتے اور ہشام سے انہوں نے قریش کے ایک شخص سے اور ایک

يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ، وَعَنْ هِشَامٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ، وَرَجُلٍ مِنَ الْمَوَالِي، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، قَالَتْ عَائِشَةُ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَتْ فَاطِمَةُ.

غلام سے دو لوگوں کے نام معلوم نہیں ہیں انہوں نے زہری سے انہوں نے محمد بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام سے انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی اتنے میں حضرت فاطمہؓ نے اجازت چاہی [1]

[1] حضرت فاطمہ زہراؓ اپنے والد بزرگوار کی عاشق زار تھیں جب انہوں نے دیکھا کہ آپ کی مرضی حضرت عائشہؓ کے مقدمہ میں دخل دینے کی نہیں ہے تو وہ خاموش ہو رہیں پھر کسی طرح اس بارے میں عرض کرنا منظور نہ کیا ہمارے مرشد شیخ احمد مجددؒ فرماتے ہیں کہ میں کھانا پکا کر مسکینوں کو کھلاتا اور اس کا ثواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت علیہم السلام یعنی امام حسن اور امام حسین اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ارواح مقدسہ کو بخش دیتا آپ کی ازواج مطہرات کا نام نہ لیتا ایک بار ایسا ہوا خواب میں آپ کی زیارت ہوئی دیکھا تو آپ مجھ سے کشیدہ ہیں میں نے بہت کچھ گریہ وزاری کی اور وجہ پوچھی آپ نے فرمایا سب کو معلوم ہے کہ میں کھانا عائشہؓ کے گھر میں کھایا کرتا ہوں۔ گویا مرضی مبارک معلوم ہوئی کہ کھانے کا ثواب حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روح مبارک کو کیوں نہیں بھیجتا اس روز سے میں ازواج مطہرات کو بھی صراحتاً شریک کرنے لگا جس کو پیا چاہے وہی سہاگن رافضی جل کر مر جائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہؓ سب بی بیوں سے زیادہ پیاری تھیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں اللہ جانتا ہے کہ حضرت عائشہؓ دنیا اور آخرت میں آپ کی بی بی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۱۲ منہ [2] ابو قحافہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا نام ہے ۱۲ منہ [3] جیسے ابوبکرؓ صحابہ میں زیادہ علم و فضل رکھتے تھے ویسے ہی ان کی صاحبزادی عورتوں میں فاضلہ اور عالمہ اور مقررہ تھیں کہتے ہیں حضرت عائشہؓ کے علم و فضل کا یہ حال تھا کہ ہزاروں لاکھوں تو شعر ہیں ان کو یاد تھیں اور جب تقریر کرتی تھیں تو اس فصاحت اور بلاغت کے ساتھ کہ کوئی جواب نہ دے سکتا ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ اس حدیث سے حضرت ابوبکرؓ کی بھی بڑی فضیلت نکلی اور باب کی مطابقت تو ظاہر ہے ۱۲ منہ [4] ہشام کی روایت ایک شخص سے اسی طرح ابو مروان کی ہشام سے موصولاً نہیں ملی کذا قال الحافظ ۱۲ منہ

باب مَا لَا يُرَدُّ مِنَ الْهَدِيَّةِ۔

باب: جس تحفے کا پھیرنا درست نہیں[1]

[1] شاید امام بخاری نے اس روایت کی طرف اشارہ کیا جس کو ترمذی نے ابن عمرؓ سے نکالا کہ تین چیزیں نہیں پھیرنی چاہئیں تکیہ اور تیل اور دودھ ترمذی نے کہا تیل سے خوشبو مراد ہے دوسری حدیث میں ابو ہریرہؓ سے یوں ہے کہ جس کے سامنے خوشبو پیش کی جائے وہ اس کو نہ پھیرے اس لیے کہ وہ ہلکی چیز ہے اور خوشبودار ہے ۱۲ منہ

۷۵۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَنَاوَلَنِي طِيبًا قَالَ: كَانَ أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ، قَالَ: وَزَعَمَ أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ۔

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے عزرہ بن ثابت انصاری نے کہا مجھ سے ثمامہ بن عبداللہ نے بیان کیا عزرہ نے کہا میں ثمامہ کے پاس گیا انہوں نے مجھ کو خوشبو دی کہنے لگے انسؓ خوشبو نہیں پھیرتے تھے اور انسؓ یہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی خوشبو نہیں پھیرتے تھے۔ (جو کوئی دیتا لے لیتے)

بَابُ مَنْ رَأَى الْهِبَةَ الْغَائِبَةَ جَائِزَةً۔

باب: غائب چیز کا ہبہ کرنا[1]

[1] یعنی جو چیز ہبہ کے وقت حاضر نہ ہو باب کی حدیث سے یہ مطلب اس طرح سے نکالا کہ قیدی اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر نہ تھے مگر آپ نے ہوازن فتح کرنے والوں کو ہبہ کر دیے بعضوں نے کہا ہبہ غائب سے مراد ہے کہ موہوب لہ غائب ہو جیسے ہوازن کے لوگ اس وقت حاضر نہ تھے لیکن آپ نے ان کے قیدی ان کو ہبہ کر دیے ۱۲ منہ

۷۵۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: ذَكَرَ عُرْوَةُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے کہا مجھ سے عقیل نے انہوں نے ابن شہاب سے کہا عروہ نے کہا کہ مسور بن مخرمہ اور مروان نے ان سے بیان کیا کہ ہوازن کے بھیجے ہوئے لوگ

وَمَرْوَانَ أَخْبَرَاهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ قَامَ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ جَاءُونَا تَائِبِينَ وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ ذَلِكَ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ اللهُ عَلَيْنَا، فَقَالَ النَّاسُ: طَيَّبْنَا لَكَ۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ لوگوں کو خطبہ سنانے کے لیے کھڑے ہوئے پہلے جیسے چاہیے ویسی اللہ کی تعریف کی پھر فرمایا اما بعد تمہارے بھائی توبہ کرکے آتے ہیں اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی ان کو واپس کردیے جائیں پھر جو کوئی خوشی سے کرنا چاہے وہ ایسا کرے اور جو یہ چاہے کہ اپنا حصہ قائم رکھے (معاف نہ کرے) اور پہلی لوٹ جو اللہ ہم کو دے اس میں سے معاوضہ لے وہ ایسا ہی کرے لوگوں نے کہا ہم آپ کے فرمانے پر راضی ہیں۔

بَابُ الْمُكَافَأَةِ فِي الْهِبَةِ۔

باب: ہبہ کا معاوضہ (بدلہ) کرنا۔

۷۵۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ عَلَيْهَا، لَمْ يَذْكُرْ وَكِيعٌ وَمُحَاضِرٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے عیسٰی بن یونس نے انہوں نے ہشام سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول کرلیتے تھے اور اس کا بدلہ کرتے اس حدیث کو وکیع اور محاضر نے بھی روایت کیا مگر انہوں نے اس کو ہشام سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے وصل نہیں کیا۔[1]

[1] بلکہ مرسلاً ہشام سے روایت کیا ترمذی اور بزار نے کہا اس حدیث کو صرف عیسٰی بن یونس نے وصل کیا حافظ نے کہا وکیع کی روایت کو ابن ابی شیبہ نے نکالا اور محاضر کی روایت مجھ کو نہیں ملی بعضے مالکیہ نے اس حدیث سے ہبہ کا بدلہ کرنا واجب رکھا ہے اور حنفیہ اور شافعیہ اور جمہور کے نزدیک واجب نہیں مستحب ہے قسطلانی نے کہا ہبہ بالمعاوضہ اگر معین اور معلوم معاوضہ کے بدل ہو تو بیع کی طرح درست ہوگا اور اگر معاوضہ مجہول ہو تو ہبہ صحیح نہ ہوگا ۱۲ منہ

بَابُ الْهِبَةِ لِلْوَلَدِ، وَإِذَا أَعْطَى بَعْضَ وَلَدِهِ شَيْئًا لَمْ يَجُزْ حَتَّى يَعْدِلَ بَيْنَهُمْ وَيُعْطِيَ الْآخَرَ مِثْلَهُ وَلَا يُشْهَدُ عَلَيْهِ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ، وَهَلْ لِلْوَالِدِ أَنْ يَرْجِعَ فِي عَطِيَّتِهِ؟ وَمَا يَأْكُلُ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا يَتَعَدَّى، وَاشْتَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عُمَرَ بَعِيرًا ثُمَّ أَعْطَاهُ ابْنَ عُمَرَ وَقَالَ: اصْنَعْ بِهِ مَا شِئْتَ۔

باب: اپنی اولاد کو ہبہ کرنا اور جب ایک اولاد کو کچھ ہبہ کرے تو وہ جائز نہیں جب تک انصاف نہ کرے اور دوسری اولاد کو بھی اتنا ہی نہ دے اور ایسے ظلم کے ہبہ پر گواہ ہونا بھی درست نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[1] اپنی اولاد کو دینے میں برابری کرو اور یہ بیان کہ باپ اپنی اولاد کو ہبہ کرے تو پھر رجوع کر سکتا ہے[2] اور اپنی اولاد کا مال دستور کے موافق کھا سکتا ہے زیادہ نہ خرچے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے[3] حضرت عمرؓ سے ایک اونٹ لیا پھر وہ انکے بیٹے عبداللہ کو دے دیا اور فرمایا تو جو چاہے وہ کر۔

[1] یہ حدیث آگے موصولاً مذکور ہوگی ۱۲ منہ [2] اہل حدیث اور شافعی اور احمد اور جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ ہبہ میں رجوع جائز نہیں مگر باپ جو اپنی اولاد کو ہبہ کرے اس میں رجوع کر سکتا ہے ترمذی اور حاکم نے روایت کیا اور کہا صحیح ہے کہ کسی شخص کو درست نہیں کہ اپنے عطیہ یا ہبہ میں رجوع کرے مگر والد جو اپنی اولاد کو دے اور حنفیہ نے اسمیں خلاف کیا ہے ان کے نزدیک قرابت موہوب لہ مانع رجوع ہبہ ہے ۱۲ منہ
[3] یہ حدیث موصولاً کتاب البیوع میں گزر چکی ہے اور آگے بھی مذکور ہوگی ۱۲ منہ

۷۵۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَمُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا، فَقَالَ: أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهُ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَارْجِعْهُ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے حمید بن عبدالرحمن اور محمد بن نعمان بن بشیر سے ان دونوں نے نعمان بن بشیر سے ان کے باپ (بشیر بن سعد) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے میں نے اپنے اس بیٹے (نعمان) کو ایک غلام (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) دیا ہے آپ نے پوچھا کیا تو نے اپنے سب بیٹوں کو ایسا ہی غلام دیا ہے انہوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو پھیر لے۔

بَابُ الْإِشْهَادِ فِي الْهِبَةِ.

۷۶۰۔ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: أَعْطَانِي أَبِي عَطِيَّةً، فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ: لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي أَعْطَيْتُ ابْنِي مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً فَأَمَرَتْنِي أَنْ أُشْهِدَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هَذَا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ، قَالَ فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهُ.

باب: ہبہ میں گواہ کرنا۔

ہم سے حامد بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے انہوں نے حصین بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے کہا میں نے نعمان بن بشیرؓ سے سُنا وہ منبر پر خطبہ سنا رہے تھے کوفہ میں کہتے تھے میرے باپ نے مجھ کو کچھ دیا (ایک غلام) عمرہ بنت رواحہ (میری ماں) نے کہا میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (اس ہبہ کا) گواہ نہ بنا دے یہ سن کر میرا باپ آنحضرتؐ کے پاس آیا کہنے لگا عمرہ بنت رواحہ کے پیٹ سے جو میرا بیٹا ہے اس کو میں نے کچھ دیا ہے اس کی ماں کہتی ہے کہ آپ کو میں گواہ کر دوں یا رسول اللہؐ آپ نے فرمایا تو نے اور بیٹوں کو بھی ایسا ہی کچھ دیا ہے اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا لوگو! اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں انصاف کرو یہ سن کر میرا باپ لوٹ گیا اور اپنی دی ہوئی چیز پھیر لی[۱]

[۱] ابن حبان اور طبرانی کی روایت میں یوں ہے آپ نے فرمایا میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا ہمارے امام احمد بن حنبلؒ کا یہی قول ہے کہ اولاد میں عدل کرنا واجب ہے اور ایک کو دوسرے سے زیادہ دینا حرام ہے ایک روایت میں یوں ہے کہ نعمان کے باپ نے اس کو باغ دیا تھا اور اکثر روایتوں میں غلام مذکور ہے حافظ نے کہا طاؤس اور ثوری اور اسحاق بھی امام احمد کے ساتھ متفق ہیں بعضے مالکیہ کہتے ہیں کہ ایسا ہبہ ہی باطل ہے اور امام احمد صحیح کہتے ہیں پر رجوع واجب جانتے ہیں اور جمہور کا قول یہ ہے کہ اولاد کو ہبہ کرنے میں عدل اور انصاف کرنا مستحب ہے اگر کسی اولاد کو زیادہ دے تو ہبہ صحیح ہو گا لیکن مکروہ ہو گا حنفیہ بھی اس کے قائل ہیں ۱۲ منہ

بَابُ هِبَةِ الرَّجُلِ لِامْرَأَتِهِ

باب: خاوند کا بیوی کو ہبہ اور بی بی کا خاوند کو ہبہ کرنا

وَالْمَرْأَةِ لِزَوْجِهَا، قَالَ إِبْرَاهِيمُ: جَائِزَةٌ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَا يَرْجِعَانِ، وَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ فِي أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ، وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيمَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ هَبِي لِي بَعْضَ صَدَاقِكِ أَوْ كُلَّهُ، ثُمَّ لَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى طَلَّقَهَا فَرَجَعَتْ فِيهِ، قَالَ يَرُدُّ إِلَيْهَا إِنْ كَانَ خَلَبَهَا، وَإِنْ كَانَتْ أَعْطَتْهُ عَنْ طِيبِ نَفْسٍ لَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْرِهِ خَدِيعَةٌ جَازَ، قَالَ اللهُ تَعَالَى - فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا۔

ابراہیم نخعی نے کہا یہ جائز ہے اور عمر بن عبدالعزیز نے کہا پھر پھرا نہیں سکتے[1] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیوں سے[2] بیماری کی حالت میں حضرت عائشہؓ کے گھر رہنے کی اجازت مانگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[3] اپنے ہبہ میں رجوع کرنے والا کتے کی طرح ہے جو قے کرکے پھر اس کو کھائے جاتا ہے اور ابن شہاب زہری نے کہا اگر کسی نے اپنی جورو سے یہ سوال کیا کہ کل مہر یا اس کا کچھ حصہ معاف کر دے (اس نے معاف کر دیا) پھر تھوڑی ہی مدت کے بعد اس کو طلاق دے دیا اور عورت نے ہبہ سے رجوع کیا تو خاوند جو مہر عورت نے ہبہ کیا تھا وہ بھی ادا کرے اگر خاوند کی نیت فریب کی تھی اور جو عورت نے اپنی خوشی سے معاف کیا تھا خاوند نے کوئی فریب نہیں کیا تھا تو ہبہ جائز ہوا اب خاوند کو اس کا ادا کرنا ضرور نہیں (اللہ نے (سورۂ نساء) میں فرمایا اگر وہ دل کی خوشی سے تم کو کچھ معاف کر دیں تو مزے سے چکھو۔

[1] یعنی اگر خاوند بیوی کو ہبہ کرے یا بیوی خاوند کو دونوں صورتوں میں ہبہ نافذ ہوگا اور رجوع جائز نہیں ان دونوں اثروں کو عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] یہ حدیث اسی باب میں موصولاً مذکور ہوگی ۱۲ منہ
[3] یہ حدیث بھی آگے موصولاً مذکور ہوگی ۱۲ منہ

۷۶۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ، فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ الْأَرْضَ، وَكَانَ بَيْنَ الْعَبَّاسِ وَ

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام نے خبر دی انہوں نے معمر سے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی حضرت عائشہؓ نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کی بیماری سخت ہوگئی تو آپ نے دوسری بی بیوں سے بیماری میں میرے گھر رہنے کی اجازت چاہی انہوں نے اجازت دے دی[1] آپ باہر نکلے مارے ضعف کے آپ کے پاؤں زمین پر لکیر کرتے جاتے عباسؓ (آپ کے چچا) اور ایک اور شخص دونوں

بَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ، فَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: فَذَكَرْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي: وَهَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ۔

طرف سے آپ کو تھامے ہوئے تھے۔ عبیداللہ نے کہا میں نے یہ حدیث ابن عباسؓ سے بیان کی جو حضرت عائشہؓ سے سنی تھی انہوں نے پوچھا تو جانتا ہے وہ دوسرا شخص کون تھا جس کا نام حضرت عائشہ نے نہیں لیا میں نے کہا نہیں انہوں نے کہا وہ حضرت علیؓ تھے۔

لہ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ دوسری بی بیوں نے اپنی باری کا حق آپ کو ہبہ کر دیا ۱۲ منہ

۷۶۲۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے کہا ہم سے عبداللہ بن طاؤس نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہبہ کر کے پھر رجوع کرنے والا کتے کی طرح ہے جو قے کر کے پھر کھائے جاتا ہے لہ

لہ امام شافعی اور امام احمد نے اسی حدیث سے دلیل لی ہے اور ہبہ میں رجوع ناجائز رکھا ہے صرف باپ کو اس ہبہ میں رجوع جائز رکھا ہے جو وہ اپنی اولاد کو کرے بدلیل دوسری حدیث کے جو اوپر گزر چکی اور ابوحنیفہ نے اگر اجنبی شخص کو کچھ ہبہ کرے تو اس میں رجوع جائز رکھا ہے جب تک وہ شے موہوب اپنے حال پر باقی ہو اور اس کا عوض نہ ملا ہو ۱۲ منہ

بَابُ هِبَةِ الْمَرْأَةِ لِغَيْرِ زَوْجِهَا، وَعِتْقِهَا إِذَا كَانَ لَهَا زَوْجٌ فَهُوَ جَائِزٌ إِذَا لَمْ تَكُنْ سَفِيهَةً، فَإِذَا كَانَتْ سَفِيهَةً لَمْ يَجُزْ، وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى۔ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمْ۔

باب:۔ اگر عورت اپنے خاوند کے سوا اور کسی کو کچھ ہبہ کرے یا لونڈی آزاد کرے اور ہبہ کے وقت اس کا خاوند موجود ہو تو ہبہ جائز ہے لہ بشرطیکہ وہ عورت کم عقل نہ ہو اگر کم عقل (بیوقوف) ہو تو ہبہ جائز نہ ہو گا اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں فرمایا بیوقوفوں کے ہاتھ اپنے مال نہ دو لہ

لہ اگر اس عورت کا خاوند ہبہ کے وقت موجود نہ ہو مر گیا ہو یا عورت نے نکاح ہی نہ کیا ہو تب تو بالاتفاق ہبہ درست

ہے۔ ۲؎ جمہور علما کا یہی قول ہے اور امام مالک کے نزدیک عورت کا ہبہ جب اس کا خاوند موجود ہو بغیر خاوند کی اجازت کے صحیح نہ ہو گا گو وہ عقل والی ہو مگر تہائی مال تک نافذ ہو گا وصیت کی طرح ۱۲ منہ

۷۶۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبَّادِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَالِي مَالٌ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ، فَأَتَصَدَّقُ؟ قَالَ: تَصَدَّقِي وَلَا تُوعِي فَيُوعَى عَلَيْكِ۔

ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے عباد بن عبداللہ سے انہوں نے اسماءؓ سے انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس اور کیا مال ہے وہی ہے جو زبیر نے مجھ کو دیا کیا میں اس میں سے صدقہ دوں آپ نے فرمایا صدقہ دے اور جوڑ کر مت رکھ اللہ بھی روک دے گا۔ ۱؎

۱؎ تیرے اوپر کشائش نہیں دینے کا اگر خیرات کرے گی صدقہ دے گی تو اللہ تعالیٰ اور دے گا۔ اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ خاوند والی عورت کا ہبہ صحیح ہے کیونکہ ہبہ اور صدقے کا ایک حکم ہے ۱۲ منہ

۷۶۴۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَنْفِقِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللَّهُ عَلَيْكِ، وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللَّهُ عَلَيْكِ۔

ہم سے عبیداللہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن نمیر نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے انہوں نے فاطمہ بنت منذر سے انہوں نے اپنی دادی اسماء بنت ابی بکرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرچ کر اور گن مت کہ اللہ بھی گن گن کر دے گا اور نہ جوڑ رکھ اللہ بھی روک رکھے گا۔

۷۶۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيدَةً وَلَمْ تَسْتَأْذِنِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُهَا الَّذِي يَدُورُ عَلَيْهَا فِيهِ قَالَتْ: أَشَعَرْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنِّي

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کریب سے جو ابن عباسؓ کے غلام تھے ان سے میمونہ بنت حارث ام المومنین نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنی ایک لونڈی آزاد کر دی ۱؎ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہیں لی جب ان کی باری کا دن آیا آنحضرتؐ ان کے پاس آئے وہ کہنے لگیں یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے میں نے اپنی لونڈی آزاد کر دی آپ نے فرمایا

أَعْتَقْتُ وَلِيدَتِي؟ قَالَ: أَوَ فَعَلْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا إِنَّكِ لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ، كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ. وَقَالَ بَكْرٌ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ كُرَيْبٍ: أَنَّ مَيْمُونَةَ أَعْتَقَتْ.

کیا سچ مچ آزاد کر چکی انہوں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا اگر تو وہ لونڈی اپنے ننھیال والوں کو دیتی تو تجھ کو زیادہ ثواب ہوتا بکر بن مضر نے بھی اس حدیث کو عمرو بن حارث سے انہوں نے کریب سے روایت کیا کہ میمونہ نے اپنی لونڈی آزاد کر دی اخیر تک ؏

؎ نسائی کی روایت میں ہے ایک کالی لونڈی جوان کی تھی حافظ نے کہا مجھے اس کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ ؏ یہ سند لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ عمرو بن حارث نے بھی یزید بن ابی حبیب کے ساتھ اتفاق کیا ہے اور محمد بن اسحاق نے ان دونوں کا خلاف کیا ہے انہوں نے اس حدیث کو بکیر سے انہوں نے سلیمان بن یسار سے انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت کیا دار قطنی نے کہا یزید اور عمرو کی روایت زیادہ صحیح ہے ۱۲ منہ

---

۷۶۶ - حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ، وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا، غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْتَغِي بِذٰلِكَ رِضَا رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں جانا چاہتے تو اپنی عورتوں پر قرعہ ڈالتے اور جس عورت کا نام قرعہ میں نکلتا اس کو ساتھ لے جاتے اور ہر عورت کے پاس باری باری ایک دن رات رہتے صرف سودہ بنت زمعہ نے (جو بہت بوڑھی ہو گئی تھیں ؎) اپنا دن رات حضرت عائشہؓ کو بخش دیا تھا۔ ان کی غرض یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں ؏

؎ یہیں سے باب کا مطلب نکلا کہ عورت کا ہبہ اپنے خاوند کے سوا دوسرے شخص کو ثابت ہوا کیونکہ حضرت سودہؓ نے اپنا باری کا دن حضرت عائشہؓ کو بخش دیا تھا ۱۲ منہ ؏ ہوا یہ کہ آنحضرتؐ نے حضرت سودہؓ کو

طلاق دینا چاہا۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ مجھ کو اب مردوں کی خواہش نہیں ہے۔ میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ قیامت کے دن آپ کی بی بیوں میں میرا حشر ہو اور میں اپنی باری حضرت عائشہ کو ہبہ کیے دیتی ہوں آپ خوش ہوگئے کیونکہ حضرت عائشہؓ آپ کو بہت پیاری تھیں۔ آپ حضرت سودہؓ کی باری کے دن بھی ان کے پاس رہا کرتے ۱۲ منہ

بَابٌ: بِمَنْ يُبْدَأُ بِالْهَدِيَّةِ؟ وَقَالَ بَكْرٌ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَتْ وَلِيدَةً لَهَا، فَقَالَ لَهَا: وَلَوْ وَصَلْتِ بَعْضَ أَخْوَالِكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ۔

باب: پہلے کن لوگوں کو ہدیہ دینا چاہیے۔ (اول خویش بعدہٗ درویش) اور بکر بن مضر نے عمرو بن حارث سے روایت کی[1] انہوں نے بکیر سے، انہوں نے کریب سے جو ابن عباسؓ کے غلام تھے کہ ام المومنین میمونہؓ نے اپنی ایک لونڈی آزاد کردی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو اپنے ننھیال والوں کو (بنی ہلال کو) یہ لونڈی دیتی تو تجھ کو زیادہ ثواب ہوتا۔

[1] اس حدیث کو امام بخاری نے ادب مفرد اور بر الوالدین میں وصل کیا ۱۲ منہ

۷۶۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ طَلْحَةَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَجُلٍ مِنْ بَنِي تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ لِي جَارَيْنِ فَإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِي؟ قَالَ: إِلَى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابو عمران جونی سے انہوں نے طلحہ بن عبد اللہ سے جو بنی تیم بن مرہ قبیلے کے ایک شخص تھے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ میرے دو پڑوسی ہیں میں کس کو پہلے تحفہ بھیجوں آپ نے فرمایا جس کا دروازہ تجھ سے نزدیک ہو[1]

[1] کیونکہ جس کا دروازہ نزدیک ہوگا وہ تیرے کھانے پکنے اور تیری چیزیں آتی جاتی دیکھے گا اس کے دل میں بہت شوق پیدا ہوگا ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ لَمْ يَقْبَلِ الْهَدِيَّةَ لِعِلَّةٍ، وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: كَانَتِ الْهَدِيَّةُ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً، وَالْيَوْمَ رِشْوَةٌ۔

باب: کسی عذر کی وجہ سے ہدیہ نہ لینا اور عمر بن عبدالعزیز نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہدیہ بھیجنا ہدیہ یا تحفہ تھا لیکن آج کل تو رشوت ہے [1]

[1] اس اثر کو ابن سعد نے اور ابونعیم نے حلیہ میں وصل کیا وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ اللہ کے واسطے محبت رکھتے اور بلا کسی دنیاوی غرض کے محبت ایمانی کی وجہ سے ہدایا اور تحفے بھیجا کرتے اور اب تو بغیر مطلب اور غرض کے کوئی کسی کو تحفہ نہیں بھیجتا۔ خصوصاً حکومت والوں کو تو اسی مطلب سے بھیجتے ہیں کہ وہ ان کی رعایت کریں اور انصاف چھوڑ دیں۔ اس قسم کا تحفہ رشوت ہے اور اس کا لینا ناجائز ہے حنفیہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ قاضی اور عدالت کا حاکم انہی لوگوں کا ہدیہ لے جو عہدہ ملنے سے پیشتر اس کو ہدیہ بھیجا کرتے تھے اور جو لوگ عہدہ ملنے کے بعد ہدیہ بھیجیں ان کا ہدیہ قبول نہ کرے اسی طرح خاص دعوت میں نہ جائے البتہ عام دعوت میں جانا درست ہے ۱۲ منہ

---

۷۶۸ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيَّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارَ وَحْشٍ وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّهُ، فَقَالَ صَعْبٌ: فَلَمَّا عَرَفَ فِي وَجْهِي رَدَّهُ هَدِيَّتِي قَالَ: لَيْسَ بِنَا رَدٌّ عَلَيْكَ وَلَكِنَّا حُرُمٌ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی ان کو عبداللہ بن عباسؓ نے انہوں نے صعب بن جثامہ لیثی سے سنا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک گورخر تحفہ بھیجا اس وقت آپ احرام باندھے ہوئے ابواء یا ودان میں تھے (دونوں مقاموں کے نام ہیں) آپ نے پھیر دیا صعب کہتے ہیں جب آپ نے میرے منہ پر ہدیہ پھیرنے کی ناراضی دیکھی تو فرمایا ہم کچھ تیرا ہدیہ پھیرنا نہیں چاہتے مگر بات یہ ہے کہ ہم احرام باندھے ہیں۔

۷۶۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ:

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنَ الأَزْدِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الأُتْبِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: هَذَا لَكُمْ وَهَذَا أُهْدِيَ لِي، قَالَ: فَهَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ أَوْ بَيْتِ أُمِّهِ فَيَنْظُرَ أَيُهْدَى لَهُ أَمْ لَا؟ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى رَقَبَتِهِ: إِنْ كَانَ بَعِيرًا لَهُ رُغَاءٌ، أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ، أَوْ شَاةً تَيْعَرُ، ثُمَّ رَفَعَ بِيَدِهِ حَتَّى رَأَيْنَا عُفْرَةَ إِبْطَيْهِ: اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ، اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ، ثَلَاثًا۔

عیینہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے ابوحمید ساعدیؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازد قبیلے کے ایک شخص کو جس کو (عبداللہ بن اتبیہ) کہتے تھے زکوٰۃ تحصیل کرنے پر مامور کیا جب وہ لوٹ کر آیا تو کہنے لگا یہ مال تو آپ کا ہے اور یہ مال مجھ کو تحفہ ملا ہے آپ نے فرمایا تحفہ کرتا ہے اپنے باوا یا اماں کے گھر بیٹھا رہتا پھر دیکھتے کوئی اس کو تحفہ دیتا یا نہیں قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو کوئی زکوٰۃ کے مال میں سے کچھ چرا رکھے وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر لادے اس کو لائے گا اونٹ ہوگا تو وہ بڑبڑ کر رہا ہوگا گائے ہوگی تو وہ بھائیں بھائیں کر رہی ہوگی بکری ہوگی تو میں میں کرتی ہوگی۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ ہم لوگوں نے آپ کی بغلوں کی سپیدی دیکھی آپ نے فرمایا یا اللہ میں نے تیرا حکم پہنچا دیا یا اللہ میں نے تیرا حکم پہنچا دیا[1]

[1] اس حدیث سے یہ نکلا کہ عامل اور حاکم کو ہدیہ نہ لینا چاہیے اور ان کو جو کچھ ہدیہ ملے وہ بادشاہ ان سے لے کر بیت المال میں شریک کرے اگر بادشاہ خوشی سے اس کو اجازت دے تو وہ ہدیہ قبول کر سکتا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو اجازت دی تھی۔ ترجمہ باب اس حدیث سے یوں نکلا کہ عامل یا حکم اس عذر سے کہ میں عامل یا حکم ہوں ہدیہ واپس کر سکتا ہے ۱۲ منہ

بَابٌ۔ إِذَا وَهَبَ هِبَةً، أَوْ وَعَدَ ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ أَنْ تَصِلَ إِلَيْهِ وَقَالَ عَبِيدَةُ: إِنْ مَاتَا وَكَانَتْ فُصِلَتِ الْهَدِيَّةُ وَالْمُهْدَى لَهُ حَيٌّ فَهِيَ لِوَرَثَتِهِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ فُصِلَتْ فَهِيَ لِوَرَثَةِ الَّذِي

باب:۔ اگر ہبہ یا ہبہ کا وعدہ کر کے کوئی مر جائے اور وہ چیز موہوب لہ کو نہ پہنچی ہو[1] اور عبیدہ بن عمر سلیمانی نے کہا اگر ہبہ کرنے والا مر جائے اور موہوب پر موہوب لہ کا قبضہ ہو گیا ہو وہ زندہ ہو پھر مر جائے تو وہ موہوب لہ کے وارثوں کا ہوگا اور اگر موہوب لہ کا قبضہ ہونے

أَهْدَى، وَقَالَ الْحَسَنُ: أَيُّهُمَا مَاتَ قَبْلُ فَهِيَ لِوَرَثَةِ الْمُهْدَى لَهُ إِذَا قَبَضَهَا الرَّسُولُ۔

سے پیشتر واہب مرجائے تو وہ واہب کے وارثوں کو ملے گا اور امام حسن بصری نے کہا کہ دونوں میں سے کوئی مرجائے تو وہ موہوب لہ کے وارثوں کا ہوگا جب موہوب کا وکیل اس پر قبضہ کر چکا ہو۔

لہ تو ہبہ فسخ نہ ہوگا کیونکہ بیع کی طرح ہبہ بھی ایک عقد لازم ہے البتہ شرکت یا وکالت شریک یا وکیل یا موکل کی موت سے فسخ ہو جاتی ہے ۱۲ منہ ۲ کیونکہ ہبہ بغیر قبضے کے پورا نہیں ہوتا عبیدہ کے اثر کو کس نے وصل کیا معلوم نہیں ہوا اور بظاہر یہ ترجمہ باب کے خلاف ہے مگر بعضوں نے عبیدہ کے قول کا یوں ترجمہ کیا ہے کہ اگر ہبہ کرنے والا مرجائے اور واہب شے موہوب کو اپنے دوسرے املاک سے جدا کر چکا ہو تو وہ شے موہوب موہوب لہ اور اس کے وارثوں کا حق ہوگی اور اگر جدا کرنے سے پیشتر واہب مرجائے تب وہ واہب کے وارثوں کو ملے گی اس صورت میں ترجمہ باب کے مطابق ہو جائے گا ۱۲ منہ ۳ یہ اثر بھی موصولاً نہیں ملا ۱۲ منہ ۴ یعنی واہب اور موہوب لہ دونوں میں سے ۱۲ منہ

۷۷۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ: سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَوْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا ثَلَاثًا، فَلَمْ يَقْدَمْ حَتّٰى تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ أَبُو بَكْرٍ مُنَادِيًا فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ أَوْ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَدَنِي، فَحَثٰى لِي ثَلَاثًا۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے محمد بن منکدر نے کہا میں نے جابرؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ اگر بحرین کے ملک سے روپیہ آیا تو میں تجھ کو اس طرح تین لپ دوں گا وہ روپیہ نہ آیا اور آپ کی وفات ہوگئی آپ کی وفات کے بعد ابوبکرؓ نے ایک منادی کو مقرر کیا اس نے یوں منادی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے وعدہ کیا ہو یا آپ پر اس کا قرض آتا ہو تو وہ حاضر ہو یہ سن کر میں ان کے پاس آیا اور میں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ یہ وعدہ کیا تھا انہوں نے تین لپ بھر کر مجھے روپیہ دیا۔

بَابٌ۔ كَيْفَ يُقْبَضُ الْعَبْدُ وَالْمَتَاعُ؟ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: كُنْتُ عَلٰى بَكْرٍ صَعْبٍ فَاشْتَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

باب:۔ غلام لونڈی اور سامان پر کیونکر قبضہ ہوتا ہے اور عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں ایک شریر منہ زور اونٹ پر سوار تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خرید فرمایا پھر فرمایا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: هُوَلَكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ.

عبداللہ یہ اونٹ تو لے لے۔

۷۷۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ: يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَقَالَ: ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي، فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا، فَقَالَ: خَبَأْنَا هٰذَا لَكَ، قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: رَضِيَ مَخْرَمَةُ.

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے مسور بن مخرمہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائیں (اچکنیں) بانٹیں اور مخرمہ میرے باپ کو کوئی اچکن نہیں دی والد نے مجھ سے کہا بیٹا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میرے ساتھ چل میں ان کے ساتھ گیا والد نے کہا تو اندر جا اور آنحضرتؐ کو میری طرف سے بلا میں گیا اور آپ کو بلایا آپ باہر نکلے انہی اچکنوں میں سے ایک اچکن پہنے ہوئے اور والد سے فرمانے لگے میں نے تیرے لیے یہ اچکن چھپا رکھی تھی والد نے اس کو دیکھا آنحضرتؐ نے فرمایا مخرمہ خوش ہوا یا نہیں لہ

لہ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے والد نے کہا اب مخرمہ راضی ہوا ترجمۂ باب اس سے نکلتا ہے کہ جب آپ نے وہ اچکن مخرمہ کو دی تو ان کا قبضہ پورا ہو گیا۔ جمہور کے نزدیک ہبہ میں جب تک موہوب لہ کا قبضہ نہ ہو اس کی ملک پوری نہیں ہوتی اور مالکیہ کے نزدیک صرف عقد سے ہبہ پورا ہو جاتا ہے البتہ اگر موہوب لہ اس وقت تک قبضہ نہ کرے کہ واہب وہ چیز کسی اور کو ہبہ کر دے تو باطل ہو جائے گا ۱۲ منہ

بَابٌ- إِذَا وَهَبَ هِبَةً فَقَبَضَهَا الْآخَرُ وَلَمْ يَقُلْ قَبِلْتُ.

باب: اگر کوئی ہبہ کرے اور موہوب لہ اس پر قبضہ کرلے لیکن زبان سے قبول نہ کرے لہ

لہ مطلب یہ ہے کہ ہبہ میں زبان سے ایجاب قبول کرنا ضرور نہیں اور شافعیہ نے اس کو شرط رکھا ہے البتہ صدقہ میں زبان سے ایجاب قبول کسی نے ضرور نہیں رکھا ۱۲ منہ

۷۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ

ہم سے محمد بن محبوب نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے معمر نے انہوں نے زہری سے انہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: هَلَكْتُ، فَقَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: وَقَعْتُ بِأَهْلِي فِي رَمَضَانَ، قَالَ: تَجِدُ رَقَبَةً؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِعَرَقٍ، وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فِيهِ تَمْرٌ، فَقَالَ: اذْهَبْ بِهٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ، قَالَ: عَلَى أَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا، قَالَ: اذْهَبْ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ۔

کہا ایک شخص (سلمہ یا سلمان بن صخر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا میں تباہ ہو چکا آپ نے پوچھا کیوں بولا میں نے رمضان میں (روزے میں) اپنی جورو سے صحبت کی آپ نے فرمایا تجھے ایک بردہ آزاد کرنے کا مقدور ہے بولا نہیں آپ نے فرمایا اچھا دو مہینے لگاتار روزے رکھ سکتا ہے بولا نہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے۔ بولا نہیں۔ اتنے میں ایک انصاری شخص (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) کھجور کا ایک ٹوکرا لایا (جس میں پندرہ صاع کھجور آتی ہے) آپ نے پہلے شخص سے فرمایا لے اس کو خیرات کر وہ کہنے لگا کس کو خیرات دوں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو یا رسول اللہ قسم اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا مدینہ کے دونوں پتھریلے کناروں میں ہم سے زیادہ کوئی گھر والے محتاج نہیں ہیں آپ نے فرمایا اچھا جا اپنے ہی گھر والوں کو کھلا۔

بَابٌ۔ إِذَا وَهَبَ دَيْنًا عَلَى رَجُلٍ، وَقَالَ شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ: هُوَ جَائِزٌ، وَوَهَبَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لِرَجُلٍ دَيْنَهُ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَانَ لَهُ عَلَيْهِ حَقٌّ فَلْيُعْطِهِ أَوْ لِيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ، وَقَالَ جَابِرٌ: قُتِلَ أَبِي وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُرَمَاءَهُ أَنْ يَقْبَلُوا ثَمَرَ حَائِطِي وَيُحَلِّلُوا أَبِي۔

باب: اگر کوئی اپنا قرض کسی کو ہبہ کر دے[1] شعبہ نے حکم سے نقل کیا[2] یہ جائز ہے اور امام حسنؓ نے ایک شخص کو[3] (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) اپنا قرض معاف کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[4] جس پر کسی کا حق آتا ہو یا ادا کرے یا اس سے معاف کرائے اور جابرؓ نے کہا میرے باپ (احد کے دن) مارے گئے ان پر قرض تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض خواہوں سے فرمایا میرے باغ کا میوہ لے لیں اور قرض میرے باپ پر سے معاف کر دیں۔

[1] خواہ خود وہ قرض دار کو معاف کر دے یا دوسرے شخص کو وہ قرض دے ڈالے کہ تم وصول کر لو اور اپنے کام میں لاؤ۔ مالکیہ کے نزدیک غیر شخص کو بھی دین کا ہبہ درست ہے اور شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک درست نہیں البتہ مدیوں کو دین کا ہبہ کرنا سب کے نزدیک درست ہے ۱۲ منہ [2] اس کو ابن ابی شیبہ

نے وصل کیا ۱۲ منہ ۳ھ حافظ نے کہا مجھے معلوم نہیں ہوا اس اثر کو کس نے وصل کیا ۱۲ منہ ۴ھ اس کو مسدد نے اپنی مسند میں وصل کیا باب کا مطلب اس سے یوں نکلا کہ حق قرض کو بھی شامل ہے جب اس کو معاف کرانے کا حکم دیا تو معلوم ہوا قرض کا معاف کرنا درست ہے ۱۲ منہ ۵ھ یہ حدیث اوپر موصولاً گزر چکی ہے اور آگے بھی آتی ہے ۱۲ منہ

٧٧٣- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيدًا، فَاشْتَدَّ الْغُرَمَاءُ فِي حُقُوقِهِمْ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمْتُهُ، فَسَأَلَهُمْ أَنْ يَقْبَلُوا ثَمَرَ حَائِطِي، وَيُحَلِّلُوا أَبِي فَأَبَوْا، فَلَمْ يُعْطِهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَائِطِي وَلَمْ يَكْسِرْهُ لَهُمْ وَلَكِنْ قَالَ: سَأَغْدُو عَلَيْكَ، فَغَدَا عَلَيْنَا حِينَ أَصْبَحَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ وَدَعَا فِي ثَمَرِهِ بِالْبَرَكَةِ، فَجَدَدْتُهَا فَقَضَيْتُهُمْ حُقُوقَهُمْ وَبَقِيَ لَنَا مِنْ ثَمَرِهَا بَقِيَّةٌ، ثُمَّ جِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فَأَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ: اسْمَعْ وَهُوَ جَالِسٌ يَا عُمَرُ، فَقَالَ عُمَرُ: أَلَا يَكُونُ قَدْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ،

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس نے خبر دی اور لیث بن سعد نے کہا ۱ھ مجھ سے یونس نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے ابن کعب بن مالک نے ان کو جابرؓ نے خبر دی کہ ان کے باپ (عبداللہ) احد کے دن شہید ہوئے ان کے شہید ہونے پر قرض خواہوں نے اپنے قرضوں کا سخت تقاضا کیا آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے عرض کیا (سفارش چاہی) آپ نے ان سے فرمایا تم اس کے باغ کا میوہ لے لو اور اس کے باپ کا قرضہ چھوڑ دو انہوں نے نہ مانا آپ نے ان کو میرا باغ نہیں دیا نہ میوہ درختوں سے تڑوایا۔ آپ نے فرمایا میں کل صبح آؤں گا پھر آپ صبح کو تشریف لائے اور کھجور کے درختوں میں پھرے اور میوے میں برکت کی دعا فرمائی بعد اس کے میں نے میوہ کاٹا اور سب قرض خواہوں کا حق ادا کر دیا اور تھوڑی کھجور ہم کو بچ رہی پھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ بیٹھے ہوئے تھے میں نے آپ سے یہ حال بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا لو سنو عمر۔ وہ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا کیوں نہ ہو ہم کو تو یقین ہے کہ آپ اللہ کے پیغمبر

وَاللّٰهِ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللّٰهِ۔

ہیں خدا کی قسم آپ اللہ کے پیغمبر ہیں ؎

؎ لیث کی روایت کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ۱۲ منہ ؎ عینی نے کہا اس حدیث کی مطابقت ترجمۂ باب سے اس طرح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابرؓ کے قرض خواہوں سے یہ سفارش فرمائی کہ باغ میں جتنا میوہ نکلے وہ اپنے قرض کے بدل لے لو اور جو قرضہ باقی رہے وہ معاف کر دو گویا باقی دینے کا جابرؓ کو ہبہ ہوا ۱۲ منہ

بَابُ هِبَةِ الْوَاحِدِ لِلْجَمَاعَةِ، وَقَالَتْ أَسْمَاءُ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَابْنِ أَبِي عَتِيقٍ: وَرِثْتُ عَنْ أُخْتِي عَائِشَةَ بِالْغَابَةِ، وَقَدْ أَعْطَانِي بِهِ مُعَاوِيَةُ مِائَةَ أَلْفٍ فَهُوَ لَكُمَا۔

باب: ایک چیز کئی آدمیوں کو ہبہ کرے تو کیسا ہے؎ اور اسماء بنت ابی بکرؓ نے قاسم بن محمد اور عبداللہ بن ابی عتیق سے کہا مجھے اپنی بہن عائشہ صدیقہؓ کے ترکہ میں سے غابہ؎ میں کچھ جائداد ہاتھ آئی معاویہؓ اس کے بدل ایک لاکھ (درہم) دیتے تھے (میں نے نہیں بیچی) یہ جائداد تم دونوں لے لو؎

؎ یعنی مشاع کا ہبہ جائز ہے۔ مثلاً ایک غلام یا گھر ایک چار آدمیوں کو ہبہ کیا ہر ایک کا اس میں حصہ ہے حنفیہ نے اس میں خلاف کیا ہے وہ کہتے ہیں جو چیز تقسیم کے قابل نہ ہو جیسے چکی یا حمام اس کا تو بطور مشاع ہبہ کرنا جائز ہے اور جو چیز تقسیم کے قابل ہو جیسے گھر وغیرہ اس کا ہبہ بطور مشاع درست نہیں ۱۲ منہ ؎ غابہ ایک موضع کا نام ہے مدینہ کے متصل وہاں حضرت عائشہؓ کا کچھ حصہ تھا زمین میں ۱۲ منہ ؎ یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے کیونکہ اسماءؓ نے بطور مشاع کے دونوں کو وہ جائداد ہبہ کی قاسم بن محمد اسماءؓ کے بھتیجے تھے اور عبداللہ بھتیجے کے بیٹے تھے۔ قسطلانی نے کہا میں نے اس تعلیق کو موصولاً نہیں پایا اور حافظ نے بھی بیان نہیں کیا کہ کس نے اس کو وصل کیا ۱۲ منہ

۷۷۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ، وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ، فَقَالَ لِلْغُلَامِ: إِنْ أَذِنْتَ لِي أَعْطَيْتُ

ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے ابو حازم سے انہوں نے سہل بن سعد سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پینے کو کچھ لایا گیا (دودھ یا پانی) آپ نے پیا آپ کے داہنے طرف ایک لڑکا بیٹھا تھا (ابن عباسؓ) اور بائیں طرف عمر والے لوگ آپ نے لڑکے سے پوچھا اگر تو اجازت دے تو پہلے (یہ پیالہ) میں ان بوڑھوں کو دوں۔ وہ کہنے لگا یا رسول

هٰؤُلاءِ، فَقَالَ: مَا كُنْتُ لِأُوثِرَ بِنَصِيبِي مِنْكَ يَا رَسُولَ اللهِ أَحَدًا، فَتَلَّهُ فِي يَدِهِ،

اللہ میں تو آپ کے جھوٹے میں سے اپنا حصہ کسی کو دینے والا نہیں آخر آپ نے وہ پیالہ اسی کے ہاتھ میں پٹخ دیا[1]

[1] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے اس کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے حافظ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباسؓ سے یہ درخواست کی کہ وہ اپنا حصہ بوڑھوں کو ہبہ کریں اور بوڑھے کئی تھے اور ان کا حصہ مشاع تھا اس لیے مشاع کے ہبہ کا جواز نکلا۔ ۱۲ منہ

بَابُ الْهِبَةِ الْمَقْبُوضَةِ وَغَيْرِ الْمَقْبُوضَةِ، وَالْمَقْسُومَةِ وَغَيْرِ الْمَقْسُومَةِ، وَقَدْ وَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ لِهَوَازِنَ مَا غَنِمُوا مِنْهُمْ وَهُوَ غَيْرُ مَقْسُومٍ۔

باب۔ جو چیز قبضہ میں ہو یا نہ ہو[1] اور جو چیز بٹ گئی ہو اور جو نہ بٹی ہو اس کے ہبہ کا بیان۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے[2] اور آپ کے اصحاب نے ہوازن کے لوگوں سے جو لوٹ حاصل کی تھی وہ ان کو ہبہ کر دی حالانکہ وہ بٹی نہ تھی۔

[1] جو چیز قبضہ میں ہو اس کا ہبہ تو بالاتفاق درست ہے اور جو قبضے میں نہ ہو اس کا ہبہ اکثر علماء کے نزدیک جائز نہیں ہے مگر امام بخاری نے اس کا جواز اسی طرح اس مال کے ہبہ کا جواز جو تقسیم نہ ہوا ہو باب کی حدیث سے نکالا اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹ کا مال جو ابھی مسلمانوں کے قبضے میں نہیں آیا تھا نہ تقسیم ہوا تھا ہوازن کے لوگوں کو ہبہ کر دیا مخالفین یہ کہتے ہیں کہ قبضہ تو ہو گیا کیونکہ یہ اموال مسلمانوں کے ہاتھ میں تھے گو تقسیم نہیں ہوئے تھے ۱۲ منہ [2] یہ حدیث اوپر بھی موصولاً گزر چکی ہے اور آگے بھی آتی ہے ۱۲ منہ

---

۷۷۴ حَدَّثَنِي ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ مُحَارِبٍ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَضَانِي وَزَادَنِي۔

مجھ سے ثابت بن محمد نے بیان کیا[1] کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا انہوں نے محارب سے انہوں نے جابرؓ سے انہوں نے کہا میں (سفر سے لوٹ کر) مسجد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے میرا قرض ادا کیا اور کچھ زیادہ دیا۔

[1] اس کو اسمٰعیل وغیرہ نے وصل کیا بعضوں نے کہا یہ تعلیق نہیں ہے کیونکہ بعضے نسخوں میں یوں ہے حدثنا ثابت یعنے امام بخاری کہتے ہیں ہم سے ثابت نے بیان کیا ۱۲ منہ

۷۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَارِبٍ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: بِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِيرًا فِي سَفَرٍ، فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ: ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فَوَزَنَ، قَالَ شُعْبَةُ: أُرَاهُ فَوَزَنَ لِي فَأَرْجَحَ، فَمَا زَالَ مِنْهَا شَيْءٌ حَتَّى أَصَابَهَا أَهْلُ الشَّامِ يَوْمَ الْحَرَّةِ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے محارب بن دثار سے کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ ایک اونٹ بیچا (اس کا قصہ گزر چکا ہے) جب ہم مدینہ میں پہنچے تو آنحضرتؐ نے فرمایا مسجد میں جا دو رکعتیں (تحیۃ المسجد کی) پڑھ پھر آپ نے اونٹ کی قیمت تول کر دی[1] شعبہ نے کہا میں سمجھتا ہوں یوں کہا جھکتی ہوئی تول کر دی اس میں سے کچھ (بطور تبرک کے) ہمیشہ میرے ساتھ رہتی لیکن حرہ کے دن شام والوں نے وہ مجھ سے چھین لی[2]

[1] یعنی بلالؓ سے تلوا کر دلوائی اس حدیث کی مطابقت ترجمۂ باب سے مشکل ہے اور شاید امام بخاری نے اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس میں یہ ہے کہ وہ اونٹ بھی آپ نے مجھ کو ہبہ کر دیا تو قبضے سے پہلے ہبہ ثابت ہوا ۱۲ منہ [2] یہ لڑائی ۶۳ ہجری میں ہوئی یزید پلید کے لشکر نے اہل مدینہ پر حملہ کیا اور مدینہ منورہ کو لوٹا اور ویران کیا حرہ مدینہ منورہ کا میدان ہے وہاں جنگ ہوئی کئی روز تک حرم محترم میں نماز نہیں ہوئی اور مردود یزید کے لشکر والوں نے مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے لعنۃ اللہ علیہ وعلی اتباعہ وانصارہ ۱۲ منہ

۷۷۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَرَابٍ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ أَشْيَاخٌ، فَقَالَ لِلْغُلَامِ: أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ؟ فَقَالَ الْغُلَامُ: لَا وَاللّٰهِ، لَا أُوثِرُ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا، فَتَلَّهُ فِي يَدِهِ۔

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابو حازم سے انہوں نے سہل بن سعد سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پینے کو کچھ لایا گیا آپ کے داہنے طرف ایک لڑکا بیٹھا تھا اور بائیں طرف بوڑھے لوگ آپ نے لڑکے سے فرمایا (میاں لڑکے) تم اجازت دیتے ہو کہ پہلے میں یہ بوڑھوں کو دوں لڑکے نے کہا نہیں میں تو آپ کا تبرک کسی کو دینے والا نہیں آخر آپ نے اسی کے ہاتھ میں بیچ دیا[1]

[1] یہ حدیث بھی اوپر گزر چکی ہے باب کی مطابقت یوں نکلی کہ آپ نے لڑکے کا حق جس پر اس کا قبضہ

نہیں ہوا تھا بوڑھوں کو ہبہ کرانا چاہا ۱۲ منہ

۷۷۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ ابْنِ جَبَلَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ: دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا، وَقَالَ: اشْتَرُوا لَهُ سِنًّا فَأَعْطُوهَا إِيَّاهُ، فَقَالُوا: إِنَّا لَا نَجِدُ سِنًّا إِلَّا سِنًّا هِيَ أَفْضَلُ مِنْ سِنِّهِ، قَالَ: فَاشْتَرُوهَا فَأَعْطُوهَا إِيَّاهُ فَإِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ قَضَاءً.

ہم سے عبداللہ بن عثمان بن جبلہ (عبدان) نے بیان کیا کہا مجھ کو میرے باپ نے خبر دی انہوں نے شعبہ سے انہوں نے سلمہ سے کہا میں نے ابوسلمہ سے سنا انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا ایک شخص کا (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر (ایک اونٹ) قرض آتا تھا (اس نے سخت کلامی کی) صحابہؓ نے اس کو سزا دینا چاہا آپ نے فرمایا جانے دو جس کا حق نکلتا ہے وہ ایسا کہہ سکتا ہے ایک اونٹ اس کو خرید کر دے دو، لوگوں نے کہا اس کے اونٹ سے بہتر اونٹ ملتا ہے آپ نے فرمایا وہی مول لے کر اس کو دے دو سلہ تم میں اچھے وہی لوگ ہیں جو قرض اچھی طرح ادا کریں سلہ

سلہ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ آپ نے جتنا مال بڑھ کر تھا اس پر قبضہ نہیں کیا اور ہبہ کر دیا ۱۲ منہ سلہ بعضوں نے کہا اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورافع کو وکیل کیا تھا انہوں نے اونٹ خریدا تو ان کا قبضہ آنحضرتؐ کا قبضہ تھا اس لیے قبضے سے پہلے یہ ہبہ نہ ہوا اور اس کا جواب یہ ہے کہ ابورافع صرف خریدنے کے لیے وکیل ہوئے تھے نہ ہبہ کے لیے تو ان کا قبضہ ہبہ کے احکام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قبضہ نہ تھا پس امام بخاری کا مطلب حدیث سے نکل آیا اور غیر مقبوض کا ہبہ ثابت ہوا ۱۲ منہ

بَابٌ إِذَا وَهَبَ جَمَاعَةٌ لِقَوْمٍ

باب: اگر کئی شخص کئی شخصوں کو ہبہ کریں۔

۷۷۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ سے ان سے مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِينَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِينَ، فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ: مَعِي مَنْ تَرَوْنَ وَأَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ، فَاخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ: إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِينَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ، فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوا: فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا، فَقَامَ فِي الْمُسْلِمِينَ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ هٰؤُلَاءِ جَاءُونَا تَائِبِينَ وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ. فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ، فَقَالَ النَّاسُ: طَيَّبْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَهُمْ، فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِيهِ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ، فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا، وَهٰذَا الَّذِي بَلَغَنَا مِنْ

ہوازن کے بھیجے ہوئے لوگ اسلام قبول کر کے آئے اور انہوں نے اپنے مال اور قیدیوں کو واپس مانگا تو آپ نے فرمایا میں اکیلا تھوڑے ہوں (میرے ساتھ تو اتنے آدمی ہیں تم دیکھتے ہو اور مجھ کو سچی بات پسند ہے تم ایک بات اختیار کر و یا تو قیدی لو یا مال اور میں نے اسی خیال سے (تقسیم میں) دیر کی تھی اور (واقعی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی راتوں تک جب طائف سے لوٹ کر آئے تو ان کا انتظار کرتے رہے جب وہ سمجھ گئے کہ آپ دونوں چیزیں تو ان کو پھیرنے والے نہیں تو (مجبوراً) کہنے لگے اچھا ہمارے قیدی پھیر دیجیے اسی وقت آپ مسلمانوں کو خطبہ سنانے کھڑے ہوئے پہلے جیسی چاہیے ویسی اللہ کی تعریف کی پھر فرمایا اما بعد دیکھو مسلمانوں تمہارے بھائی کفر سے توبہ کر کے آئے ہیں اور میں ان کے قیدی پھیر دینا مناسب جانتا ہوں جو کوئی خوشی سے ایسا کرنا چاہے وہ کرے اور جو اپنا حق چھوڑنا منظور نہ کرے وہ اس کا معاوضہ پہلی لوٹ میں سے لے جو اللہ ہم کو دے گا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم خوشی سے ان کے قیدی پھیر دیتے ہیں آپ نے فرمایا میں کیسے سمجھوں تم میں کس نے اس کو منظور کیا کس نے نہیں کیا (تم بہت سے آدمی ہو) بہتر یہ ہے کہ تم جاؤ اور تمہارے نقیب (چودھری) تمہارا حال ہم سے بیان کریں گے یہ سن کر لوگ لوٹ گئے۔ چودھریوں نے ان سے گفتگو کی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور آپ کو خبر دی کہ ان لوگوں نے خوشی سے اجازت دی [1] ہوازن کے قیدیوں کا یہ حال ہم کو پہنچا۔ یہ زہری کا

سَبْيِ هَوَازِنَ، هٰذَا آخِرُ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ يَعْنِي، فَهٰذَا الَّذِي بَلَغَنَا۔

کلام ہے جو اس حدیث کے راوی ہیں۔

لہ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ صحابہ نے جو متعدد لوگ تھے ہوازن کے لوگوں کو جو متعدد تھے قیدیوں کا ہبہ کیا ۱۲ منہ

بَابٌ۔ مَنْ أُهْدِيَ لَهُ هَدِيَّةٌ وَعِنْدَهُ جُلَسَاؤُهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا وَيُذْكَرُ۔

باب: اگر کسی کو کچھ ہدیہ دیا جائے اور اس کے پاس اور لوگ بھی بیٹھے ہوں تو جس کو دیا جائے وہ زیادہ حق دار ہے لہ

لہ اس سے مقصود اس قول کا ابطال ہے جو کہتے ہیں الہدایا مشترکۃ۔ ایک بزرگ کے سامنے یہ قول بیان کیا گیا انہوں نے کہا تنہا خوشتر ک ۱۲ منہ

۴۷۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ جُلَسَاءَهُ شُرَكَاؤُهُ، وَلَمْ يَصِحَّ۔

اور ابن عباسؓ سے منقول ہے لہ کہ اس کے پاس بیٹھے والے بھی اس میں شریک ہوں گے مگر یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

لہ اس کو عبد بن حمید نے مرفوعاً اور موقوفاً دونوں طرح نکالا مگر اس کے اسناد میں مندل بن علی راوی ضعیف ہے ۱۲ منہ

۷۸۰۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَخَذَ سِنًّا، فَجَاءَ صَاحِبُهُ يَتَقَاضَاهُ، فَقَالَ: إِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا، ثُمَّ قَضَاهُ أَفْضَلَ مِنْ سِنِّهِ، وَقَالَ: أَفْضَلُكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً۔

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی انہوں نے سلمہ بن کہیل سے انہوں نے ابو سلمہؓ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ نے ایک اونٹ قرض لیا تھا پھر قرض والا تقاضا کرتا ہوا آیا اور سخت کلامی کی آپؐ نے فرمایا جس کا قرض آتا ہو وہ ایسی باتیں کر سکتا ہے پھر اس کے اونٹ سے بہتر اونٹ دیا لہ اور فرمایا تم میں اچھے وہی لوگ ہیں جو قرض اچھی طرح ادا کرتے ہیں۔

لہ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ اس زیادتی میں دوسرے لوگ جو وہاں بیٹھے تھے شریک نہیں ہوتے بلکہ اسی کو ملی جس کا اونٹ آپ پر قرض تھا ۱۲ منہ

۷۸۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَكَانَ عَلَى بَكْرٍ صَعْبٍ لِعُمَرَ، فَكَانَ يَتَقَدَّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ أَبُوهُ: يَا عَبْدَ اللهِ: لَا يَتَقَدَّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِعْنِيهِ، فَقَالَ عُمَرُ: هُوَ لَكَ فَاشْتَرَاهُ ثُمَّ قَالَ: هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللهِ، فَاصْنَعْ بِهِ مَا شِئْتَ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے ابن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے ابن عمرؓ سے وہ ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور حضرت عمرؓ کے ایک منہ زور اونٹ پر سوار تھے ہر گھڑی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری سے آگے بڑھ جاتا اور ان کے والد حضرت عمرؓ پکارتے ارے عبداللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے کوئی نہ بڑھے آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا یہ اونٹ میرے ہاتھ بیچ ڈال انہوں نے عرض کیا لے لیجیے آپ ہی کا ہے خیر آپ نے اس کو مول لیا اور عبداللہ کو دے دیا فرمایا جو چاہے وہ کر لہ

لہ مطابقت ظاہر ہے کہ عبداللہ کے ساتھ والے اس اونٹ میں شریک نہیں ہوئے ۱۲ منہ

بَابٌ- إِذَا وَهَبَ بَعِيرًا لِرَجُلٍ وَهُوَ رَاكِبُهُ فَهُوَ جَائِزٌ، وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَكُنْتُ عَلَى بَكْرٍ صَعْبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ: بِعْنِيهِ فَابْتَاعَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب۔ اگر کوئی شخص اونٹ پر سوار ہو اور دوسرا شخص اس کو وہ اونٹ ہبہ کر دے تو درست ہے۔ اور حمیدی نے کہا لہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن دینار نے انہوں نے ابن عمرؓ سے کہا ہم ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک منہ زور اونٹ پر میں سوار تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا یہ اونٹ میرے ہاتھ بیچ ڈالو پھر اس کو مول لے کر مجھ سے فرمایا عبداللہ تو یہ

هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللهِ۔ اونٹ لے جا ریں نے تجھ کو دیا۔[1]

[1] حمیدی خود امام بخاری کے شیخ ہیں اگر یہ تعلیق ہو تو اس کو اسمٰعیلی نے وصل کیا ۱۲ منہ

بَابُ هَدِيَّةِ مَا يُكْرَهُ لُبْسُهَا۔ باب: جس کپڑے کا پہننا مکروہ ہے وہ تحفے کے طور پر دینا[1]

[1] کراہت عام ہے تنزیہی ہو یا تحریمی اہل حدیث حرام کو بھی مکروہ کہہ دیتے ہیں ۱۲ منہ

۷۸۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَى عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ حُلَّةً سِيَرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ لَوِ اشْتَرَيْتَهَا فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ، قَالَ: إِنَّمَا يَلْبَسُهَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ ثُمَّ جَاءَتْ حُلَلٌ فَأَعْطَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ: أَكَسَوْتَنِيهَا وَقُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ؟ فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا، فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخًا لَهُ بِمَكَّةَ مُشْرِكًا۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا حضرت عمرؓ نے مسجد نبوی کے دروازے پر ایک ریشمی دھاریدار جوڑا بکتے دیکھا انہوں نے آنحضرت صلعم سے عرض کیا اگر آپ اس کو خرید لیں اور جمعہ کے دن یا جب باہر والے آپ کے پاس آئیں پہنا کریں تو اچھا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو تو وہ پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں پھر ایسا ہوا کہ اسی قسم کے چند ریشمی جوڑے آپ کے پاس آئے آپ نے حضرت عمرؓ کو بھی ان میں سے ایک جوڑا دیا انہوں نے کہا آپ یہ مجھے پہناتے ہیں اور پہلے عطارد[1] جو جوڑا لایا تھا اس کے باب میں آپ ہی نے ایسا فرمایا تھا آپ نے فرمایا یہ میں نے تجھے اس لیے نہیں دیا کہ تو خود پہنے آخر حضرت عمرؓ نے وہ جوڑا اپنے ایک مشرک بھائی کو جو مکہ میں تھا پہنا دیا[2]

[1] عطارد بن حاجب بن زرارہ بن عدس بنی تمیم کا بھیجا ہوا ایک شخص تھا پہلا جوڑا جس کے خریدنے کی حضرت عمرؓ نے رائے دی تھی وہی لایا تھا ۱۲ منہ [2] ان کا نام عثمان بن حکیم تھا وہ حضرت عمرؓ کے اخیافی بھائی تھے ۱۲ منہ

۷۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَبُو جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ

ہم سے محمد بن جعفر ابو جعفر نے بیان کیا کہا ہم سے ابن فضیل نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے نافع سے

أَبِيهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهَا، وَجَاءَ عَلِيٌّ فَذَكَرَتْ لَهُ ذَلِكَ، فَذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ عَلَى بَابِهَا سِتْرًا مُوشِيًّا، فَقَالَ: مَالِي وَلِلدُّنْيَا، فَأَتَاهَا عَلِيٌّ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهَا فَقَالَتْ: لِيَأْمُرْنِي فِيهِ بِمَا شَاءَ، قَالَ: تُرْسِلِي بِهِ إِلَى فُلَانٍ، أَهْلِ بَيْتٍ بِهِمْ حَاجَةٌ۔

انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے گھر پر آئے اندر نہیں گئے (باہر ہی سے لوٹ گئے) حضرت علیؓ آئے تو حضرت فاطمہؓ نے ان سے یہ بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا میں نے فاطمہ کے دروازے پر دھاری دار پردہ پڑا دیکھا بھلا ہم لوگوں کو دنیا کی آرائش سے کیا غرض یہ سن کر حضرت علیؓ آئے حضرت فاطمہؓ سے کہا انہوں نے کہا آپؐ سے پوچھو میں اس پردے کا کیا کروں آپ نے فرمایا فلاں لوگوں کو بھیج دے وہ محتاج تھے۔

۷۸۴ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَهْدَى إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةَ سِيَرَاءَ فَلَبِسْتُهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي۔

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو عبدالملک بن میسرہ نے خبر دی کہا میں نے زید بن وہب سے سنا انہوں نے حضرت علیؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک دھاری دار ریشمی جوڑا بھیجا میں نے اس کو پہنا پھر کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر غصہ ہیں میں نے اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں کو بانٹ دیا[1]

[1] ابو صالح کی روایت میں یوں ہے فاطموں کو بانٹ دیا یعنی فاطمہ زہراؓ اور فاطمہ بنت اسد کو جو حضرت علیؓ کی والدہ تھیں اور فاطمہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب کو اور فاطمہ بنت شیبہ یا بنت عتبہ بن ربیعہ کو جو عقیل بن ابی طالب کی بی بی تھیں ۱۲ منہ

بَابُ قَبُولِ الْهَدِيَّةِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِسَارَةَ فَدَخَلَ قَرْيَةً فِيهَا مَلِكٌ أَوْ جَبَّارٌ، فَقَالَ: أَعْطُوهَا آجَرَ، وَأُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب۔ مشرکوں کا تحفہ قبول کرنا۔ اور ابو ہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ[1] ابراہیم علیہ السلام سارہ (اپنی بی بی) کو لے کر (نمرود کے ملک سے) ہجرت کر گئے ایک بستی میں پہنچے جہاں کا بادشاہ ظالم تھا اس نے سارہ کو بلا کر دست درازی کرنا چاہی اس کا ہاتھ سوکھ گیا تب یوں کہنے لگا ہاجرہ لونڈی اس کو دے کر نکالو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ

شَاةٌ فِيهَا سُمٌّ، وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَاءَ فَكَسَاهُ بُرْدًا وَكَتَبَ إِلَيْهِ بِبَحْرِهِمْ۔

وسلم ؎ کی خدمت میں زہر آمیز بکری تحفہ بھیجی گئی اور ابوحمید نے کہا کہ ایلہ (ایک شہر ہے وہاں) کے حاکم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ؎ کو ایک نقرہ خچر تحفہ بھیجا اور آنحضرتؐ نے اسکو ایک چادر بھیجی اور اسکے ملک کی اسکو سند لکھ دی۔

لہ اس کو خود امام بخاری نے احادیث الانبیاء میں وصل کیا ۱۲ منہ ؎ کہتے ہیں حضرت سارہ بہت خوبصورت تھیں ان کے حسن وجمال کی تعریف سن کر بادشاہ نے ان کو بلا بھیجا اس بادشاہ کا نام عمرو بن امرء القیس تھا بعضوں نے کہا صادق ۱۲ منہ ؎ یہ حدیث اسی باب میں موصولاً مذکور ہوگی ۱۲ منہ ؎ یہ حدیث کتاب الزکوٰۃ میں موصولاً گزر چکی ہے۔ ایلہ ایک بندر تھا سمندر کے کنارے مکہ سے مصر کو جاتے ہوئے راہ میں وہاں کا حاکم کا نام یوحنا بن روبہ تھا ۱۲ منہ

۷۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُبَّةُ سُنْدُسٍ، وَكَانَ يَنْهَى عَنِ الْحَرِيرِ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا، فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هَذَا، وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: إِنَّ أُكَيْدِرَ دُومَةَ أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے یونس بن محمد نے کہا ہم سے شیبان نے انہوں نے قتادہ سے کہا ہم سے انسؓ نے بیان کیا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سندس (باریک ریشمی کپڑے) کا ایک جبہ تحفہ گزرانا گیا اور آپ لوگوں کو ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرماتے تھے لوگوں نے وہ جبہ دیکھ کر تعجب کیا کہ کیسا عمدہ کپڑا ہے آپ نے فرمایا قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے سعد بن معاذ کی تولیئں بہشت میں اس سے اچھی ہیں اور سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے روایت کیا کہ دومہ کے بادشاہ اکیدر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ بھیجا لہ

لہ دومۃ الجندل ایک شہر کا نام تھا تبوک کے قریب وہاں کا بادشاہ اکیدر بن عبدالملک بن عبدالجن نصرانی تھا خالد بن ولید اس کو گرفتار کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے آنحضرتؐ نے اس کو چھوڑ دیا وہ جزیہ دینے پر راضی ہوگیا ۱۲ منہ

۷۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ يَهُودِيَّةً أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَسْمُومَةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا، فَجِيءَ بِهَا فَقِيلَ أَلَا نَقْتُلُهَا؟ قَالَ: لَا، فَمَا زِلْتُ أَعْرِفُهَا فِي لَهَوَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن حارث نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ہشام بن زید سے انہوں نے انس بن مالک سے کہ ایک یہودی عورت (زینب) زہر آمیز بکری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تحفہ لائی آپ نے اس میں سے کچھ کھایا (صحابہ سے فرمایا تم نہ کھاؤ اس میں زہر ہے) اس عورت کو پکڑ کر لائے پوچھا اس کو قتل کر ڈالیں آپ نے فرمایا نہیں۔ انسؓ نے کہا میں اس زہر کا اثر آپ کے تالوؤں میں برابر دیکھتا رہا[1]

[1] اثر سے مراد اس زہر کا رنگ ہے یا اور کوئی تغیر جو آپ کے تالوئے مبارک میں ہوا ہوگا۔ کہتے ہیں بشر بن براء ایک صحابی نے بھی ذرا سا گوشت اس میں سے کھا لیا تھا وہ مر گئے۔ جب تک وہ مرے نہ تھے آپ نے صحابہ کو اس عورت کے قتل سے منع فرمایا کیونکہ آپ اپنی ذات کے لیے کسی سے بدلہ لینا نہیں چاہتے تھے۔ یہ بھی آپ کی نبوت کی ایک بڑی دلیل ہے۔ جب بشرؓ مر گئے تو ان کے قصاص میں وہ عورت بھی ماری گئی۔ معلوم ہوا زہر خورانی سے اگر کوئی ہلاک ہو جائے تو زہر کھلانے والے کو قصاصاً قتل کر سکتے ہیں اور حنفیہ نے اس میں خلاف کیا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے قریب ارشاد فرمایا عائشہ جو کھانا میں نے خیبر میں کھایا تھا یعنی یہی زہر آلود گوشت اس نے اب اثر کیا اور میری شہ رگ کاٹ دی اللہ تعالیٰ نے آپ کو شہادت بھی عطا فرمائی ۱۲ منہ

۷۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِينَ وَمِائَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ طَعَامٌ؟ فَإِذَا مَعَ رَجُلٍ

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابوعثمان سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے انہوں نے کہا ہم (ایک سفر میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک سو تیس آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا۔ کسی کے پاس کچھ کھانا ہے۔ دیکھا تو ایک شخص کے پاس (اس کا نام معلوم نہیں ہوا)

صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ أَوْ نَحْوُهُ، فَعُجِنَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌ طَوِيلٌ بِغَنَمٍ يَسُوقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْعًا أَمْ عَطِيَّةً؟ أَوْ قَالَ: أَمْ هِبَةً؟ قَالَ: لَا، بَلْ بَيْعٌ، فَاشْتَرَى مِنْهُ شَاةً فَصُنِعَتْ وَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَوَادِ الْبَطْنِ أَنْ يُشْوَى، وَايْمُ اللّٰهِ مَا فِي الثَّلَاثِينَ وَالْمِائَةِ إِلَّا وَقَدْ حَزَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ حُزَّةً مِنْ سَوَادِ بَطْنِهَا إِنْ كَانَ شَاهِدًا أَعْطَاهَا إِيَّاهُ وَإِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَأَ لَهُ، فَجَعَلَ مِنْهَا قَصْعَتَيْنِ فَأَكَلُوا أَجْمَعُونَ وَشَبِعْنَا، فَفَضَلَتِ الْقَصْعَتَانِ فَحَمَلْنَاهُ عَلَى الْبَعِيرِ أَوْ كَمَا قَالَ۔

ایک صاع یا ایسا ہی کچھ اناج تھا خیر اس کا آٹا گوندھا گیا اتنے میں ایک پریشان سر لمبا تڑنگا مشرک (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) بکریاں ہانکتا آن پہنچا آپ نے اس سے پوچھا (ایک بکری) ہم کو یوں ہی مفت دیتا ہے یا بیچتا ہے۔ وہ بولا بیچتا ہوں۔ خیر ایک بکری آپ نے اس سے مول لی وہ کاٹی گئی آپ نے حکم دیا اس کی کلیجی بھونو عبد الرحمٰن کہتے ہیں قسم خدا کی ان ایک سو تیس آدمیوں میں کوئی باقی نہ رہا جس کو آپ نے اس کلیجی کا ایک ٹکڑا کاٹ کر نہ دیا ہو اگر وہ سامنے آیا تو اس کو خود کو دے دیا ورنہ اس کا حصہ رکھ چھوڑا اور گوشت کے دو پیالے تیار کیے سب لوگوں نے سیر ہو کر کھایا اور دونوں پیالوں میں کچھ کچھ گوشت بچ رہا وہ ہم نے اونٹ پر رکھ لیا۔ راوی نے ایسا ہی کچھ لفظ کہا[1]

[1] یہ راوی کی شک ہے کہ حملناہ علی البعیر کہا یا اور کوئی لفظ اسی مطلب کا ۱۲ منہ

بَابُ الْهَدِيَّةِ لِلْمُشْرِكِينَ، وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى۔ لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ۔

باب۔ مشرکوں کو تحفہ بھیجنا۔ اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ ممتحنہ میں) فرمایا اللہ تم کو ان کافروں کے ساتھ انصاف اور سلوک کرنے سے منع نہیں کرتا جو دین کے مقدمہ میں تم سے نہیں لڑے (جیسے عورت بچے وغیرہ) نہ تم کو انہوں نے تمہارے گھروں سے نکال باہر کیا[1]

[1] اس آیت سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ مشرکوں اور کافروں سے دنیاوی اخلاق اور سلوک منع نہیں ہے ۱۲ منہ

۷۸۸۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے کہا مجھ سے عبد اللہ بن دینار نے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا حضرت عمرؓ نے دیکھا ایک شخص (عطارد بن حاجب)

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَى عُمَرُ حُلَّةً عَلَى رَجُلٍ تُبَاعُ، فَقَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَعْ هَذِهِ الْحُلَّةَ تَلْبَسْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَإِذَا جَاءَكَ الْوَفْدُ، فَقَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ، فَأُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا بِحُلَلٍ، فَأَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ مِنْهَا بِحُلَّةٍ، فَقَالَ عُمَرُ: كَيْفَ أَلْبَسُهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ؟ قَالَ: إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا، تَبِيعُهَا أَوْ تَكْسُوهَا، فَأَرْسَلَ بِهَا عُمَرُ إِلَى أَخٍ لَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ۔

ایک ریشمی کپڑے کا جوڑا بیچ رہا ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ یہ جوڑا خرید لیجیے اور جمعہ کے دن اور جب باہر کے لوگ آپکے پاس آتے ہیں اسوقت پہنا کیجیے آپ نے فرمایا یہ تو وہ پہنے گا جو آخرت میں بے نصیب ہے پھر ایسا ہوا کہ ویسے ہی کپڑے کے کئی جوڑے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آنحضرتؐ نے ان میں سے ایک جوڑا حضرت عمرؓ کو بھیجا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس کو کیونکر پہنوں آپ تو عطارد کے جوڑے میں ایسا ایسا فرما چکے ہیں آپ نے فرمایا میں نے یہ جوڑا تجھے اس لیے نہیں دیا کہ تو خود پہنے تو اس کو بیچ ڈال یا کسی اور کو پہنا پھر حضرت عمرؓ نے وہ جوڑا اپنے (ایک مشرک) بھائی کو جو مکہ میں تھا ابھی اسلام نہیں لایا تھا بھیج دیا۔[1]

[1] اس کا نام عثمان بن حکیم تھا جیسے اوپر گزر چکا ۱۲ منہ

۷۸۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ، أَفَأَصِلُ أُمِّي؟ قَالَ: نَعَمْ، صِلِي أُمَّكِ۔

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اسماء بنت ابی بکرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں میری ماں (قتیلہ بنت عبد العزی)[1] آئی وہ مشرک تھی (انہوں نے اس کو گھر میں نہ آنے دیا نہ اس کا تحفہ لیا) اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میں نے عرض کیا میری ماں مشتاق (محبت) سے میرے پاس آئی ہے کیا میں اس سے سلوک کروں آپ نے فرمایا ہاں اپنی ماں سے سلوک کر۔

[1] اس کا بیٹا حارث بن مدرکہ بھی ساتھ آیا تھا مگر اس کا نام صحابہ میں نہیں ہے شاید وہ کفر ہی میں مرا۔ یہ قتیلہ ابوبکر صدیقؓ نے اس کو جاہلیت کے زمانہ میں طلاق دے دیا تھا۔ وہ مدینہ میں اسماء کو دیکھنے آئی

اور میوے گھی وغیرہ کئی تحفے ساتھ لائی تھی۔ ۱۲ منہ ؎ بعض روایتوں میں وہی راغمۃ ہے یعنی وہ اسلام سے نفرت رکھتی ہے ۱۲ منہ

بَابٌ ـ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَرْجِعَ فِي هِبَتِهِ وَصَدَقَتِهِ ـ

باب :۔ ہبہ اور صدقہ میں رجوع کرنا درست نہیں ؎

؎ ظاہر حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ ہبہ اور صدقہ میں رجوع حرام ہے لیکن دوسری حدیث کی رو سے وہ ہبہ مستثنیٰ ہے جو باپ اپنی اولاد کو کرے اس میں رجوع کرنا جائز ہے امام شافعی اور امام مالک کا یہی مذہب ہے اور امام ابو حنیفہ نے کہا رجوع مکروہ ہے حرام نہیں ۱۲ منہ

---

۷۹۰ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ قَالَا: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ ـ

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام اور شعبہ نے ان دونوں نے کہا ہم سے قتادہ نے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہبہ میں رجوع کرنے والا (اس کو پھیرنے والا) ایسا ہے جیسے قے کرکے پھر کھانے والا۔

۷۹۱ ـ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ الَّذِي يَعُودُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَرْجِعُ فِي قَيْئِهِ ـ

ہم سے عبدالرحمٰن بن مبارک نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ ہم کو یہ بری مثال اپنے اوپر لانا پسند نہیں کہ جو شخص ہبہ کرکے پھیرے وہ کتے کی طرح ہے جو قے کرکے پھر چاٹے جاتا ہے۔

۷۹۲ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالکؒ نے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عمرؓ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأَضَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ مِنْهُ، وَ ظَنَنْتُ أَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَا تَشْتَرِهِ وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ وَاحِدٍ، فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ۔

سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے ایک مجاہد کو اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا دیا[1] اس نے اس کو خراب کر ڈالا میں نے پھر اس کو خرید کر لینا چاہا میں سمجھا وہ ارزاں (سستا) بیچ ڈالے گا پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپؐ نے فرمایا اگر وہ ایک روپیہ کو بھی دے جب بھی اس کو مول نہ لے کیونکہ صدقہ دے کر پھر لوٹانے والا کتے کی طرح ہے جو قے کر کے پھر چاٹ جاتا ہے۔

[1] اس گھوڑے کا نام ورد تھا یہ تمیم داری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ گزرانا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو سرفراز کیا تھا ۱۲ منہ

بَابٌ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ ابْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ: أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ: أَنَّ بَنِي صُهَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ جُدْعَانَ ادَّعَوْا بَيْتَيْنِ وَحُجْرَةً، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَى ذٰلِكَ صُهَيْبًا، فَقَالَ مَرْوَانُ: مَنْ يَشْهَدُ لَكُمَا عَلَى ذٰلِكَ؟ قَالُوا: ابْنُ عُمَرَ، فَدَعَاهُ فَشَهِدَ لَأَعْطَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُهَيْبًا بَيْتَيْنِ وَحُجْرَةً، فَقَضَى مَرْوَانُ بِشَهَادَتِهِ لَهُمْ۔

باب[1]۔ ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی ان کو ابن جریج نے کہا مجھ کو عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ نے کہ صہیب بن سنان رومی کے بیٹوں نے[2] جو ابن جدعان کے غلام تھے دو کوٹھریوں اور ایک کمرے کا دعویٰ کیا اس بنا پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صہیب ان کے باپ کو دیئے تھے مروان نے (جو ان دنوں حاکم تھا) کہا اچھا تمہارا گواہ کون ہے انھوں نے کہا عبداللہ بن عمرؓ مروان نے ان کو بلا بھیجا انہوں نے گواہی دی کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صہیب کو دو کوٹھریاں اور ایک کمرہ دیا تھا مروان نے عبداللہ بن عمرؓ کی گواہی پر ان کے موافق فیصلہ کر دیا[3]

[1] یہ باب گویا پہلے باب کی فصل ہے اس باب میں جو حدیث بیان کی اس کی مناسبت اگلے باب سے یہ ہے کہ صہیب کے بیٹوں نے جب آنحضرتؐ کا ہبہ بیان کیا تو مروان نے یہ نہ پوچھا کہ آپ نے

رجوع کیا تھا یا نہیں معلوم ہوا ہبہ میں رجوع نہیں ۱۲ منہ ۲؎ ان کے بیٹے یہ تھے حمزہ اور حبیب اور سعد اور صالح اور صیفی اور عباد اور عثمان اور محمد ۱۲ منہ ۳؎ صرف عبداللہ بن عمرؓ کی شہادت پر گو حاکم کو اطمینان ہو سکتا تھا مگر شرعاً ایک شخص کی شہادت کافی نہیں ہے گو وہ کتنا ہی معتبر ہو مروان نے عبداللہ بن عمرؓ کی شہادت لی ہوگی اور مدعیوں سے قسم ایک گواہ اور ایک مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنا جائز ہے اہل حدیث اور شافعی اور احمد اور اکثر علما کا یہی قول ہے حنفیہ اس کو جائز نہیں رکھتے ۱۲ منہ

بَابُ مَا قِيلَ فِي الْعُمْرَى وَالرُّقْبَى، أَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِيَ عُمْرَى جَعَلْتُهَا لَهُ، اسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا: جَعَلَكُمْ عُمَّارًا۔

باب:۔ عمری اور رقبیٰ کا بیان[1]۔ عرب لوگ کہتے ہیں میں نے اس کو گھر عمر بھر کے لیے دے دیا۔ عمر بھر کے لیے یعنی اس کی ملک کر دیا (سورۂ ہود میں جو) استعمرکم فیہا آیا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ تم کو زمین میں بسایا[2]

[1] عمری کسی شخص کو مثلاً عمر بھر رہنے کے لیے مکان دینا اور رقبی یہ ہے مثلاً کسی کو ایک مکان دے اس شرط پر کہ اگر دینے والا پہلے مر جائے تو مکان اس کا ہو گیا اگر لینے والا پہلے مر جائے تو مکان پھر دینے والے کا ہو جائے گا اس میں ہر ایک دوسرے کی موت کو تکتا رہتا ہے اس لیے اس کا نام رقبیٰ ہوا یہ دونوں عقد جاہلیت کے زمانے میں مروج تھے جمہور علما کے نزدیک دونوں صحیح ہیں اور ابو حنیفہؒ نے رقبی کو منع کیا ہے اور جمہور علما کے نزدیک عمری لینے والے کا ملک ہو جاتا ہے اور دینے والے کی طرف نہیں لوٹتا امام بخاری نے جو حدیث اس باب میں بیان کی اس میں صرف عمری کا ذکر ہے رقبی کا نہیں اور شاید انہوں نے دونوں کو ایک سمجھا ۱۲ منہ [2] بعضوں نے کہا تمہاری عمریں دراز کیں یا تم کو اس کے آباد کرنے کی اجازت دی یعنی اس میں کھیتی باڑی کرنے کی ۱۲ منہ

۷۹۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَى: أَنَّهَا لِمَنْ وُهِبَتْ لَهُ۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے جابرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمری میں یہ فیصلہ کیا کہ وہ اسی کا ہے جس کو دیا جائے۔

۷۹۴۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام نے کہا ہم سے قتادہ نے کہا مجھ سے نضر بن انس نے انہوں نے بشیر

النَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: العُمْرَى جَائِزَةٌ، وَقَالَ عَطَاءٌ: حَدَّثَنِي جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

بن نہیک سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا عمری جائز ہے [1] اور عطاء نے بھی اس حدیث کو یوں کہا مجھ سے جابرؓ نے بیان کیا انہوں نے آنحضرتؐ سے ایسے ہی حدیث۔

[1] یہ تعلیق نہیں ہے بلکہ اسی اسناد سے مروی ہے یعنی قتادہؓ نے عطاءؒ سے بھی روایت کی ۱۲ منہ

بَابُ مَنِ اسْتَعَارَ مِنَ النَّاسِ الْفَرَسَ۔

باب: گھوڑا وغیرہ مستعار مانگنا۔

۷۹۵۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِينَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا مِنْ أَبِي طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ الْمَنْدُوبُ فَرَكِبَهُ، فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ: مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا۔

ہم سے آدم بن ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے قتادہؓ سے انہوں نے کہا میں نے انسؓ سے سنا وہ کہتے تھے ایک بار مدینے والوں کو دشمن کے آجانے کا ڈر ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ سے ان کا گھوڑا مانگا جس کا نام مندوب تھا اور سوار ہو کر گئے جب لوٹ کر آئے تو فرمایا ہم نے تو کوئی ڈر کی بات نہیں دیکھی اور یہ گھوڑا کیا ہے گویا دریا ہے [1]

[1] دریا کی طرح تیز اور بے تکان جاتا ہے دوسری روایت میں ہے آپ ننگی پیٹھ اس پر سوار ہوئے آپ کے گلے میں تلوار پڑی تھی آپ اکیلے اسی طرف تشریف لے گئے جدھر سے مدینہ والوں نے آواز سنی تھی سبحان اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت اس واقعہ سے معلوم ہوتی ہے کہ اکیلے تنہا دشمن کی خبر لینے کو تشریف لے گئے سخاوت ایسی کہ کسی مانگنے والے کا سوال رد نہ کرتے شرم اور حیا اور مروت ایسی کہ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ عفت ایسی کہ کبھی بدکاری کے پاس نہ پھٹکے حسن و جمال ایسا کہ سارے عرب میں کوئی آپ کا نظیر نہ تھا نفاست اور نظافت ایسی کہ جدھر سے نکل جاتے در و دیوار معطر ہو جاتے حسن اخلاق ایسا کہ دس برس تک انسؓ خدمت میں رہے کبھی ان کو جھڑکا تک نہیں عدل و انصاف ایسا کہ اپنے سگے چچا کی بھی کوئی رعایت نہ کی فرمایا اگر فاطمہؓ بھی چوری کرے تو اس کا بھی ہاتھ کٹوا ڈالوں عبادت اور ریاضت ایسی کہ نماز پڑھتے پڑھتے پاؤں ورم کر گئے بے طمعی ایسی کہ لاکھ روپیہ آئے سب مسجد میں ڈلوا دیے اسی وقت

بجوائیے صبر و قناعت ایسی کہ دو دو مہینے تک چولھا گرم نہ ہوتا جو کی سوکھی روٹی اور کھجور پر اکتفا کرتے کبھی دو دو تین تین فاقے ہوتے۔ ننگے بورئیے پر لیٹتے بدن پہ نشان پڑجاتا مگر اللہ کے شکر گزار اور خوش و خرم رہتے حرف شکایت زبان پر نہ لاتے ان سب امور کے بعد کوئی احمق سے احمق بھی آپ کی نبوت اور پیغمبری میں شک کرسکتا ہے صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم ۱۲ منہ

بَابُ الْإِسْتِعَارَةِ لِلْعَرُوسِ عِنْدَ الْبِنَاءِ۔

باب:۔ شادی میں دلہن کو پہنانے کے لیے کوئی چیز مانگنا۔

۷۹۶- حَدَّثَنَا أَبُونُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَعَلَيْهَا دِرْعُ قِطْرٍ ثَمَنَ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ، فَقَالَتِ: ارْفَعْ بَصَرَكَ إِلَى جَارِيَتِي، انْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهَا تُزْهَى أَنْ تَلْبَسَهُ فِي الْبَيْتِ، وَقَدْ كَانَ لِي مِنْهُنَّ دِرْعٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ تُقَيَّنُ بِالْمَدِينَةِ إِلَّا أَرْسَلَتْ إِلَيَّ تَسْتَعِيرُهُ۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن ایمن نے کہا مجھ سے میرے باپ نے انہوں نے کہا میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا وہ ایک موٹے کپڑے کا کرتہ پہنے ہوئے تھیں جس کی قیمت پانچ درہم ہوگی انہوں نے مجھ سے کہا ذرا میری لونڈی کو دیکھو[1] وہ یہ کرتہ گھر میں پہننے میں نخرہ کرتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میرے پاس ایک ایسا ہی کرتہ تھا جس عورت کو مدینے میں شادی بیاہ کے وقت آسنورنے کی ضرورت ہوتی تو یہ کرتہ مجھ سے مستعار منگوا بھیجتی۔

[1] حافظ نے کہا اس لونڈی کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ

بَابُ فَضْلِ الْمَنِيحَةِ۔

باب:۔ دودھ کا جانور (یا اور کوئی چیز) مانگے پر دینے کی فضیلت۔

۷۹۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالکؒ نے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نِعْمَ الْمَنِيحَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً، وَالشَّاةُ الصَّفِيُّ تَغْدُو بِإِنَاءٍ وَتَرُوحُ بِإِنَاءٍ۔

نے فرمایا دودھیل اونٹنی جو خوب دودھ دے اس کا دینا بھی کیا اچھا دینا ہے۔ اسی طرح دودھیل بکری کا دینا جو خوب دودھ دیتی ہے صبح کو ایک برتن بھر کر شام کو ایک برتن بھر کر۔

۷۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ وَإِسْمَاعِيلُ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: نِعْمَ الصَّدَقَةُ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف اور اسمٰعیل بن ابی اویس نے امام مالکؒ سے یہی حدیث نقل کی اس میں یوں ہے کیا اچھا صدقہ ہے۔

۷۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الْمَدِينَةَ مِنْ مَكَّةَ وَلَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ أَهْلَ الْأَرْضِ وَالْعَقَارِ فَقَاسَمَهُمُ الْأَنْصَارُ عَلَى أَنْ يُعْطُوهُمْ ثِمَارَ أَمْوَالِهِمْ كُلَّ عَامٍ وَيَكْفُوهُمُ الْعَمَلَ وَالْمَؤُونَةَ، وَكَانَتْ أُمُّهُ أُمُّ أَنَسٍ أُمُّ سُلَيْمٍ كَانَتْ أُمَّ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، فَكَانَتْ أَعْطَتْ أُمُّ أَنَسٍ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِذَاقًا فَأَعْطَاهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّ أَيْمَنَ مَوْلَاتَهُ أُمَّ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا فَرَغَ مِنْ قَتْلِ أَهْلِ خَيْبَرَ فَانْصَرَفَ إِلَى الْمَدِينَةِ رَدَّ الْمُهَاجِرُونَ إِلَى الْأَنْصَارِ مَنَائِحَهُمُ الَّتِي كَانُوا مَنَحُوهُمْ مِنْ ثِمَارِهِمْ، فَرَدَّ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو ابن وہب نے خبر دی کہا ہم کو یونس نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا جب مہاجر لوگ مکہ سے مدینہ میں آئے ان کے ہاتھ میں کچھ نہ تھا (محتاج تھے) اور انصار کے پاس زمین اور جائداد تھی تو انصار نے مہاجرین کو اپنی آمدنی میں شریک کر لیا یعنی باغوں کا میوہ ان کو دیں گے اور محنت کا کام کاج خود کر لیں گے (ان پر کوئی بوجھ نہ ڈالیں گے) اور انسؓ کی ماں ام سلیم نے جو عبداللہ بن ابی طلحہ کی بھی ماں تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ کھجور کے درخت دیے تھے (ان کا میوہ کھانے کو) آپ نے وہ درخت (اپنی کھلائی) ام ایمن کو دے دیے جو اسامہ بن زید کی والدہ تھیں ابن شہاب نے کہا مجھ کو انس بن مالکؓ نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خیبر والوں کے قتل سے فارغ ہوئے اور مدینہ کی طرف لوٹے تو مہاجرین نے انصار کو ان کی دی ہوئی جائدادیں واپس کر دیں (کیونکہ خیبر میں مہاجرین کو بہت جائداد مل گئی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ام سلیمؓ کو ان کے درخت واپس

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُمِّهِ عِذَاقَهَا فَأَعْطَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّ أَيْمَنَ مَكَانَهُنَّ مِنْ حَائِطِهِ، وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبٍ أَخْبَرَنَا أَبِي، عَنْ يُونُسَ بِهٰذَا، وَقَالَ مَكَانَهُنَّ مِنْ خَالِصِهِ۔

دے دیئے اور ام ایمن کو آپ نے ان کے معاوضے میں ایک باغ سے کچھ درخت دلوائے اور احمد بن شبیب نے کہا (جو امام بخاریؒ کے شیخ ہیں) مجھ کو میرے باپ نے خبر دی انہوں نے یونس سے یہی حدیث روایت کی اس میں یوں ہے۔ اپنی خاص جائداد میں سے لے

لے یعنی بجائے من حائطہ کے اس روایت میں من خالصہ ہے امام مسلمؒ کی روایت میں یوں ہے۔ ایک شخص اپنی زمین میں سے چند کھجور کے درخت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتا جب بنو قریظہ اور بنو نضیر کی جائدادیں آپ کو ملیں تو آپ نے اس شخص کے درخت پھیر دیئے انسؓ نے کہا میرے عزیزوں نے مجھ سے کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا اور جو درخت ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے تھے وہ سب کے سب یا ان میں سے کچھ واپس مانگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ درخت ام ایمن اپنی کھلائی (دایہ) کو دیئے تھے میں جب آپ کے پاس آیا تو آپ نے وہ درخت مجھ کو دے دیئے اور ام ایمن آئیں اور میرے گلے پڑ گئیں کہنے لگیں وہ درخت تو میں تجھ کو کبھی نہیں دوں گی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سمجھانے لگے ام ایمن تو ان کے بدل اتنے اتنے درخت لے وہ کہتی رہیں ہرگز میں نہ لوں گی قسم اس خدا کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں یہاں تک کہ آپ نے دس گنے درخت ان کے بدل دینا قبول کیے ۱۲ منہ

۸۰۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ السَّلُولِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرْبَعُونَ خَصْلَةً أَعْلَاهُنَّ مَنِيحَةُ الْعَنْزِ، مَا مِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا رَجَاءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِيقَ مَوْعِدِهَا إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهَا

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے کہا ہم سے اوزاعی نے انہوں نے حسان بن عطیہ سے انہوں نے ابو کبشہ سلولی سے کہا میں نے عبداللہ بن عمروؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چالیس عمدہ خصلتیں ہیں ان سب میں افضل دودھ والی بکری عاریت دینا ہے جو کوئی ان خصلتوں میں سے کسی بھی خصلت پر ثواب کی امید سے اللہ کا وعدہ سچا جان کر عمل کرے تو اللہ اس کی وجہ سے اس کو بہشت میں لے جائے گا۔ حسان نے کہا

الجَنَّةَ، قَالَ حَسَّانُ: فَعَدَدْنَا مَا دُونَ مَنِيحَةِ العَنْزِ مِنْ رَدِّ السَّلَامِ، وَتَشْمِيتِ العَاطِسِ، وَإِمَاطَةِ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ وَنَحْوِهِ، فَمَا اسْتَطَعْنَا أَنْ نَبْلُغَ خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً۔

ہم نے بکری دینے کے سوا دوسری خصلتوں کا شمار کیا جیسے سلام کا جواب دینا چھینک کا جواب دینا رستے سے تکلیف وہ چیز ہٹا دینا اور ایسی باتیں تو سب پندرہ خصلتیں بھی ہم بیان نہ کر سکے لہ

لہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خصلتوں کو کسی مصلحت سے مبہم رکھا شاید یہ غرض ہو کہ ان کے سوا اور دوسری نیک خصلتوں میں لوگ سستی نہ کرنے لگیں ۱۲ منہ

٨٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي عَطَاءٌ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ لِرِجَالٍ مِنَّا فُضُولُ أَرَضِينَ فَقَالُوا نُؤَاجِرُهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ، وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الهِجْرَةِ، فَقَالَ: وَيْحَكَ إِنَّ الهِجْرَةَ شَأْنُهَا شَدِيدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟ قَالَ: نَعَمْ: قَالَ فَتُعْطِي صَدَقَتَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَهَلْ تَمْنَحُ مِنْهَا شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ فَتَحْلُبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ البِحَارِ فَإِنَّ اللهَ

ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا کہا مجھ سے عطاء نے انہوں نے جابرؓ سے انہوں نے کہا ہم لوگوں میں (انصار میں) بعضوں کے پاس ضرورت سے زیادہ زمین تھی وہ کہنے لگے ہم اس کو تہائی یا چوتھائی یا آدھوں آدھ پیداوار (بٹائی) پر دے دیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا جس کے پاس زمین ہو وہ اس میں خود کھیتی کرے یا اپنے بھائی کو بلا کرایہ یونہی دے اگر ایسا نہ کرے تو اپنی زمین خالی رہنے دے اور محمد بن یوسف (امام بخاری کے شیخ) نے کہا ہم سے اوزاعی نے بیان کیا کہا مجھ سے زہری نے کہا مجھ سے عطاء بن یزید نے کہا مجھ سے ابو سعید خدریؓ نے انہوں نے کہا ایک گنوار (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ سے ہجرت پر بیعت کرنا چاہی لہ آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہجرت بہت مشکل ہے تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا ہیں آپ نے فرمایا ان کی زکوٰۃ دیتا ہے؟ بولا دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کسی کو دودھ پینے کے لئے مانگے پر بھی دیتا ہے؟ بولا جی ہاں آپ نے پوچھا ان کو پانی پلاتے وقت دودھتا ہے؟ اور دودھ محتاجوں کو پلاتا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا پھر تو ساری بستیوں سے پرے رہ کر عمل کرتا رہ اللہ تیرے

لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا۔ کسی عمل کا ثواب کم نہیں کرنے کا۔

لہ اور مہاجرین کی طرح اپنا ملک چھوڑ کر مدینہ میں رہنا چاہا۔ آپ جانتے تھے کہ اس گنوار سے ہجرت نہ نبھ سکے گی اس لیے یہ فرمایا کہ اپنے ملک میں رہ کر نیک کام کرتا رہ یہی کافی ہے۔ یہ واقعہ مکہ کی فتح کے بعد کا ہے جب ہجرت فرض نہیں رہی تھی ۱۲ منہ

۸۰۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَعْلَمُهُمْ بِذَاكَ، يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى أَرْضٍ تَهْتَزُّ زَرْعًا، فَقَالَ: لِمَنْ هَذِهِ؟ فَقَالُوا: اكْتَرَاهَا فُلَانٌ، فَقَالَ: أَمَا إِنَّهُ لَوْ مَنَحَهَا إِيَّاهُ كَانَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا أَجْرًا مَعْلُومًا۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب نے کہا ہم سے ایوب نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے کہا لہ سب صحابہ میں جو اس بات کو خوب جانتا تھا یعنی مزارعت کو میں نے اس سے سنا یعنی ابن عباسؓ سے وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک زمین پر گئے جہاں کھیت لہلہا رہے تھے آپ نے فرمایا یہ کس کی زمین ہے لوگوں نے کہا فلاں شخص کی ہے جس نے اس کو کرایہ پر لیا ہے آپ نے فرمایا اگر زمین کا مالک اس کو یونہی (بلا کرایہ) اپنی زمین دیتا تو کرایہ ٹھہرا کر دینے سے بہتر ہوتا۔ ؎

لہ دوسری روایت میں ہے عمرو نے طاؤس سے کہا کاش تم بٹائی کرنا چھوڑ دو کیونکہ لوگ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے انہوں نے کہا عمرو میں تو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہوں اور صحابہ میں جو سب سے زیادہ علم رکھتے تھے یعنی ابن عباسؓ انہوں نے مجھ سے بیان کیا اخیر تک ۱۲ منہ ؎ تو مطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ اگر زمین بے کار پڑی ہو تو اپنے بھائی مسلمان کو مفت زراعت کے لیے دے اس کا کرایہ لینے سے یہ امر افضل ہے اور کرایہ لینے سے منع نہیں فرمایا۔ ۱۲ منہ

بَابٌ إِذَا قَالَ أَخْدَمْتُكَ هَذِهِ الْجَارِيَةَ عَلَى مَا يَتَعَارَفُ النَّاسُ فَهُوَ جَائِزٌ، وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: هَذِهِ عَارِيَةٌ، وَإِنْ قَالَ كَسَوْتُكَ هَذَا الثَّوْبَ فَهَذِهِ

باب:۔ اگر کوئی دوسرے سے یوں کہے میں نے اس لونڈی کو تیری خدمت میں دیا جیسے رواج ہے اس کے موافق تو یہ جائز ہوگا اور بعضے لوگوں (حنفیہ) نے کہا یہ عاریت پر محمول ہوگا اور یوں کہنا میں نے یہ کپڑا تجھے پہننے کے لیے دیا

هِبَةٌ. ہبہ ہو گا۔[1]

[1] یعنی اگر یہ الفاظ عرف اور محاورہ میں ہبہ کے لیے بولے جاتے ہیں تو ہبہ پر محمول ہوں گے اگر عاریت پر بولے جاتے ہیں تو عاریت پر محمول ہوں گے ۱۲ منہ [2] مقصود امام بخاری کا رد کرنا ہے حنفیہ پر کہ لونڈی میں تو وہ کلام خاص عاریت پر محمول ہوگا اور کپڑے میں ہبہ پر ترجیح بلا مرجح اور تخصیص بلا مخصص ہے بعضوں نے کہا وان قال کسوتک ہذا الثوب یہ الگ کلام ہے حنفیہ کا مقولہ نہیں ہے ۱۲ منہ

۸۰۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ بِسَارَةَ فَأَعْطَوْهَا آجَرَ فَرَجَعَتْ فَقَالَتْ: أَشَعَرْتَ أَنَّ اللَّهَ كَبَتَ الْكَافِرَ وَأَخْدَمَ وَلِيدَةً؟ وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَخْدَمَهَا هَاجَرَ.

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیمؑ سارہ کو لے کر ہجرت کر گئے (پھر ظالم بادشاہ کا قصہ بیان کیا یہاں تک کہ) ان کو ہاجرہ لونڈی دی وہ لوٹ کر حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں تم کو معلوم ہوا اللہ نے کافر بادشاہ کو ذلیل کیا اس نے خدمت کے لیے لونڈی دی۔ ابن سیرین نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں نقل کیا ان کی خدمت کے لیے ہاجرہ کو دیا[1]

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ اس لفظ سے کہ ان کی خدمت کے لیے ہاجرہ کو دیا تملیک مراد ہے ۱۲ منہ

بَابٌ- إِذَا حَمَلَ رَجُلٌ عَلَى فَرَسٍ فَهُوَ كَالْعُمْرَى وَالصَّدَقَةِ، وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: لَهُ أَنْ يَرْجِعَ فِيهَا.

باب: اگر کسی کو اللہ کی راہ میں سواری کے لیے گھوڑا دے تو اس کا حکم بھی عمری اور صدقے کا ہے[1] اور بعض لوگوں (امام ابو حنیفہؒ) نے کہا اس میں رجوع درست ہے۔

[1] یعنی جس کو دیا اس کی ملک ہو جاتا ہے اور اس میں رجوع جائز نہیں ۱۲ منہ

۸۰۴- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: أَخْبَرَنَا

ہم سے حمیدی نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر

سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكًا يَسْأَلُ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ فَقَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ فَرَأَيْتُهُ يُبَاعُ، فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَا تَشْتَرِهِ وَ لَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ۔

دی کہا میں نے امام مالکؒ سے سنا وہ زید بن اسلم سے پوچھتے تھے انہوں نے کہا میں نے اپنے باپ اسلم سے سنا وہ کہتے تھے حضرت عمرؓ نے کہا میں نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا سواری کے لیے دے دیا پھر میں نے اس کو بکتا ہوا پایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا پھر میں اس کو لے لوں آپ نے فرمایا مت لے اور اپنا صدقہ مت پھیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ الشَّهَادَاتِ — کتاب گواہی کے بیان میں

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَيِّنَةِ عَلَى الْمُدَّعِي، لِقَوْلِهِ تَعَالَى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ۔ الْآيَةَ، وَ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلهِ۔ إِلَى قَوْلِهِ۔ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا۔

باب: گواہ لانا مدعی[1] پر لازم ہے اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ) میں فرمایا مسلمانو! جب تم ایک وعدہ ٹھہرا کر ادھار کا معاملہ کرو تو اس کو لکھ لو' اور (سورۂ نساء میں) فرمایا مسلمانو! انصاف پر مضبوطی سے جمے رہو . . . . اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے

[1] مدعی وہ شخص جو کسی حق یا شے کا دوسروں پر دعویٰ کرے مدعا علیہ جس پر دعویٰ کرے بار ثبوت شرعاً بھی مدعی ہی پر ہے اور عقل اور قیاس کا بھی مقتضی یہی ہے ۱۲ منہ

بَابٌ۔ إِذَا عَدَّلَ رَجُلٌ رَجُلًا فَقَالَ: لَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا۔ أَوْ: مَا عَلِمْتُ

باب: اگر تعدیل اور تزکیہ میں کوئی اتنا ہی کہے کہ ہم تو اس کو اچھا ہی سمجھتے ہیں یا میں نے اس کو اچھا جانا ہے تو کیا

إِلَّا خَيْرًا، وَسَاقَ حَدِيثَ الْإِفْكِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُسَامَةَ حِينَ اسْتَشَارَهُ فَقَالَ: أَهْلَكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا۔

حکم ہے؟ اور حدیث الافک میں ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہؓ سے اپنی بی بی کے بارے میں رائے پوچھی تو انہوں نے کہا اپنی بی بی کو رہنے دیجئے ہم تو اس کو اچھا ہی سمجھتے ہیں۔

[1] تعدیل اور تزکیہ کے معنی کسی کو نیک اور سچا اور مقبول الشہادت بتلانا بعض لوگوں نے کہا کہ یہ الفاظ تعدیل کے لیے کافی نہیں ہیں جب تک صاف یوں نہ کہے کہ وہ اچھا شخص ہے اور عادل ہے ۱۲ منہ

---

۸۰۵ - حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا ثَوْبَانُ، وَقَالَ اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللهِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا، فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَأُسَامَةَ حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْتَأْمِرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ، فَأَمَّا أُسَامَةُ فَقَالَ: أَهْلَكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا، وَقَالَتْ بَرِيرَةُ: إِنْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهُ أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا، فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَعْذِرُنَا مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي؟ فَوَاللهِ مَا عَلِمْتُ مِنْ أَهْلِي إِلَّا

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن عمرؓ نمیری نے کہا ہم سے ثوبان نے اور لیث بن سعد نے کہا [1] مجھ سے یونس نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ سے عروہ اور سعید بن مسیب اور علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ نے حضرت عائشہؓ پر تہمت کا قصہ بیان کیا اور ان میں سے ہر ایک کی روایت سے دوسرے کی تصدیق ہوتی ہے جب بہتان کہنے والوں نے حضرت عائشہؓ پر طوفان جوڑا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ اور اسامہؓ کو بلا بھیجا کیونکہ وحی آنے میں دیر ہوئی آپ نے ان سے رائے پوچھی کہ میں اس بی بی کو چھوڑ دوں اسامہؓ نے کہا اپنی بی بی کو رہنے دیجئے ہم تو اس کو اچھا ہی سمجھتے ہیں [2] اور بریرہؓ نے کہا میں نے کوئی بات اس میں عیب کی نہیں دیکھی۔ اتنا ہے کہ وہ کم سن بچی ہے (ایسی بھولی بھالی) کہ آٹا گندھا ہوا چھوڑ کر (بن ڈھانکے) سو جاتی ہے بکری آکر کھا جاتی ہے۔ اس وقت آپ نے فرمایا کون ہمارا بدلا اس شخص سے لیتا ہے [3] جس نے میری بی بی پر تہمت لگا کر مجھ کو رنج پہنچایا۔ قسم خدا کی میں تو اپنی بی بی کو اچھا ہی سمجھتا

خَيْرًا، وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا۔

ہوں اور جس مرد سے تہمت لگاتے ہیں اس کو بھی میں نے اچھا ہی سمجھا ہے۔ ؎

؎ لیث کی روایت کو امام بخاری نے تفسیر سورۂ نور میں وصل کیا ۱۲ منہ ؎ یہیں سے امام بخاری نے باب کا مطلب نکالا کس لیے کہ اسامہؓ نے حضرت عائشہؓ کی تعدیل ان لفظوں سے کی ۱۲ منہ ؎ یہ عبداللہ بن ابی منافق مردود تھا ۱۲ منہ ؎ صفوان بن معطلؓ ایک صحابی تھے نیک اور صالح ان سے حضرت عائشہؓ کو بدنام کیا تھا وہ بیچارے عورت کے نام سے واقف نہ تھے اور اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ۱۲ منہ

بَابُ شَهَادَةِ الْمُخْتَبِيءِ، وَأَجَازَهُ عَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: وَكَذَلِكَ يُفْعَلُ بِالْكَاذِبِ الْفَاجِرِ، وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَابْنُ سِيرِينَ وَعَطَاءٌ وَقَتَادَةُ: السَّمْعُ شَهَادَةٌ، وَكَانَ الْحَسَنُ يَقُولُ: لَمْ يُشْهِدُونِي عَلَى شَيْءٍ وَلَكِنْ سَمِعْتُ كَذَا وَكَذَا۔

باب: جو اپنے تئیں چھپا کر گواہ بنا ہو اس کی گواہی درست ہے۔ اور عمرو بن حریث ؎ نے اس کو جائز رکھا ہے اور کہا جو شخص جھوٹا بے ایمان ہو اس کیلیے یہی تدبیر کریں گے ؎ اور شعبی اور ابن سیرین اور عطا اور قتادہ نے کہا جو کوئی کسی سے کوئی بات سنے تو اس پر گواہی دے سکتا ہے گو وہ اس کو گواہ نہ بنائے ؎ اور امام حسن بصری نے ؎ کہا ایسی صورت میں گواہ یوں کہے مجھ کو انہوں نے کسی بات کا گواہ نہیں کیا بلکہ میں نے ایسا ایسا سنا۔

؎ یہ کم سن صحابہ میں سے تھے ان کے باپ بھی صحابی تھے اس کتاب میں ان کا ذکر صرف اسی مقام پر ہے اس کو امام بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ ؎ جھوٹا بے ایمان شخص لوگوں کے سامنے کسی کا حق تسلیم کرنے سے ڈرتا ہے ایسا نہ ہو وہ لوگ گواہ بن جائیں اور تنہائی میں اقرار کرتا ہے تو اس کا اقرار چھپ کر سن سکتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ نے اس کو جائز نہیں رکھا لیکن امام احمد اور مالک اور شافعی نے جائز رکھا ہے ۱۲ منہ ؎ شعبی کے قول کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا اور ابن سیرین اور قتادہ کا قول آگے آئے گا اور عطاء کا قول کرابیسی نے وصل کیا ۱۲ منہ ؎ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ

۸۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: قَالَ سَالِمٌ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ يَؤُمَّانِ النَّخْلَ الَّتِي فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ حَتَّى

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے سالم نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابی بن کعب کے ساتھ اس باغ کے قصد سے چلے جہاں ابن صیاد رہتا تھا ؎ جب آپ وہاں پہنچے تو درختوں

إِذَا دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ، وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْرَمَةٌ، أَوْ زَمْزَمَةٌ، فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ، فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ: أَيْ صَافِ، هَذَا مُحَمَّدٌ، فَتَنَاهَى ابْنُ صَيَّادٍ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ۔

کی آڑ میں چلنے لگے آپ اس فکر میں تھے کہ ابن صیاد آپ کو نہ دیکھے اور آپ اس کی کچھ باتیں سن لیں اس وقت ابن صیاد ایک چادر لپیٹے ہوئے اپنے بچھونے پر لیٹا تھا اس میں گنگنا رہا تھا ابن صیاد کی ماں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا آپ درختوں کی آڑ لے رہے تھے وہ (ایک دم) ابن صیاد سے بول اٹھی صاف یہ محمدؐ آن پہنچے یہ سن کر ابن صیاد چپ ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش وہ چپ رہتی تو ابن صیاد کچھ کہتا ہم سنتے ۲؎

۱؎ اس کا نام صاف تھا اس کے ماں باپ یہودی تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گمان تھا کہ شاید یہی دجال ہوگا ۱۲منہ ۲؎ یہیں سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ چھپ کر کسی کی باتیں سننا درست ہے اور جب درست ہوا تو اس پر گواہی دے سکتا ہے ۱۲منہ

۸۰۷۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِي فَأَبَتَّ طَلَاقِي، فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزَّبِيرِ، إِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ، فَقَالَ: أَتُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ؟ لَا، حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ، وَأَبُو بَكْرٍ جَالِسٌ عِنْدَهُ وَخَالِدُ بْنُ

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا رفاعہ قرظی کی بی بی (تمیمہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی میں رفاعہ کے نکاح میں تھی اس نے مجھ کو طلاق دے دیا طلاق بھی کیسا تین طلاق اس کے بعد میں نے عبدالرحمن بن زبیر سے نکاح کیا وہ تو کپڑے کے حاشیہ کی طرح ڈھیلے ہیں ۱؎ آپ نے پوچھا کیا تو پھر رفاعہ کے پاس جایا چاہتی ہے یہ تو ہو نہیں سکتا جب تک تو دوسرے خاوند سے مزہ نہ اٹھائے اور وہ تجھ سے مزہ نہ اٹھائے اس وقت ابوبکر صدیقؓ

سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ بِالْبَابِ يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ، أَلَا تَسْمَعُ إِلَى هَذِهِ مَا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

آپ کے پاس بیٹھے تھے اور خالد بن سعید بن عاص دروازے پر کھڑے اجازت کے منتظر تھے خالد نے ابو بکرؓ کو پکارا کہا تم سنتے ہو یہ عورت پکار پکار کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کہہ رہی ہے؎

؎ یعنی نامرد ہیں ان کے عضو میں سختی نہیں یا ایسا چھوٹا عضو ہے کہ بالکل دخول نہیں ہوتا ۱۲ منہ ؎ یعنی ایسی شرم کی باتیں کھلم کھلا بلند آواز سے کہہ رہی ہے امام بخاری نے یہیں سے یہ نکالا کہ چھپ کر گواہ بننا درست ہے کیونکہ خالد دروازے کے باہر تھے عورت کے سامنے نہ تھے باوجود اس کے خالد نے ایک قول کی نسبت اس عورت کی طرف کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد پر اعتراض نہیں کیا ۱۲ منہ

بَابٌ - إِذَا شَهِدَ شَاهِدٌ، أَوْ شُهُودٌ بِشَيْءٍ، وَقَالَ آخَرُونَ: مَا عَلِمْنَا ذَلِكَ يُحْكَمُ بِقَوْلِ مَنْ شَهِدَ، قَالَ الْحُمَيْدِيُّ هَذَا كَمَا أَخْبَرَ بِلَالٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي الْكَعْبَةِ، وَقَالَ الْفَضْلُ: لَمْ يُصَلِّ، فَأَخَذَ النَّاسُ بِشَهَادَةِ بِلَالٍ، كَذَلِكَ إِنْ شَهِدَ شَاهِدَانِ أَنَّ لِفُلَانٍ عَلَى فُلَانٍ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَشَهِدَ آخَرَانِ بِأَلْفٍ وَخَمْسِمِائَةٍ يُقْضَى بِالزِّيَادَةِ۔

باب۔ اگر ایک گواہ یا کئی گواہوں نے ایک بات کی گواہی دی دوسرے لوگوں نے یوں کہا ہم کو تو معلوم نہیں تو جنہوں نے گواہی دی؎ اس کا قول قبول ہوگا حمیدی نے کہا اس کی مثال یہ ہے جیسے بلالؓ نے یوں روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر نماز پڑھی اور فضل بن عباسؓ نے یہ روایت کی کہ آپ نے نہیں پڑھی تو لوگوں نے بلالؓ کے قول کو لیا اسی طرح اگر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ زید کے عمرو پر ہزار روپے قرض نکلتے ہیں اور دو گواہوں نے یوں گواہی دی کہ ایک ہزار پانسو تو ایک ہزار پانسو دلانے کا حکم دیا جائے گا۔

؎ اور ایک امر ثابت کیا اسی کے موافق حکم ہوگا اس لیے کہ اثبات نفی پر مقدم ہے ۱۲ منہ

۸۰۸- حَدَّثَنَا حِبَّانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ: أَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِأَبِي إِهَابِ بْنِ عَزِيزٍ

ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو عمرو بن سعید بن ابی حسین نے کہا مجھ کو عبداللہ بن ابی ملیکہ نے انہوں نے عقبہ بن حارث سے انہوں نے ابو اہاب بن عزیز کی بیٹی (غنیہ) سے نکاح کیا ایک عورت آئی (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) کہنے لگی میں نے

فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: قَدْ أَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِي تَزَوَّجَ، فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ: مَا أَعْلَمُ أَنَّكِ أَرْضَعْتِنِي وَلَا أَخْبَرْتِنِي، فَأَرْسَلَ إِلَى آلِ أَبِي إِهَابٍ يَسْأَلُهُمْ، فَقَالُوا: مَا عَلِمْنَا أَرْضَعَتْ صَاحِبَتَنَا، فَرَكِبَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ؟ فَفَارَقَهَا وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ۔

عقبہ اور اس کی جورو دونوں کو دودھ پلایا ہے عقبہ نے کہا میں تو نہیں جانتا [لہ] تو نے مجھ کو دودھ پلایا ہے نہ تو نے مجھ سے کبھی یہ بیان کیا پھر عقبہ نے ابو اہاب کے لوگوں سے پوچھوا بھیجا وہ بھی یہی کہنے لگے ہم کو معلوم نہیں کہ اس عورت نے غنیہ کو دودھ پلایا ہو آخر عقبہ سوار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے مدینہ میں آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا اب اس عورت کو تو کیونکر رکھ سکتا ہے جب ایسی بات کہی گئی (کہ وہ تیری بہن ہے) عقبہ نے اس کو چھوڑ دیا اور اس نے دوسرا نکاح کر لیا۔

[لہ] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ عقبہ اور اس کی جورو کے عزیزوں کا بیان نفی تھا اور دودھ پلانے والی عورت کا بیان اثبات تھا آپ نے اسی کی گواہی قبول کی ۱۲ منہ

بَابُ الشُّهَدَاءِ الْعُدُولِ، وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى۔ وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ۔ وَمِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ۔

باب: گواہ عادل [لہ] معتبر ہونا چاہئیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ طلاق میں) فرمایا دو معتبر آدمیوں کو اپنے میں سے گواہ کر لو اور (سورۂ بقرہ میں) فرمایا جن گواہوں کو تم پسند کرتے ہو۔

[لہ] عادل سے مراد ہے کہ مسلمان آزاد عاقل بالغ نیک ہو تو کافر یا غلام یا مجنون یا نابالغ یا فاسق کی گواہی مقبول نہ ہوگی ۱۲ منہ

٨٠٩- حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُتْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: إِنَّ أُنَاسًا كَانُوا يُؤْخَذُونَ بِالْوَحْيِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ، وَإِنَّمَا

ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عتبہ نے کہا میں نے حضرت عمر رضہ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں وحی اتر کر بعضے لوگوں سے مواخذہ ہوتا (اللہ تعالیٰ ان کے دل کی بات آپ کو بتلا دیتا) اور اب تو وحی آنا بند ہو گیا اب ہم تم کو تمہارے ظاہری اعمال سے پکڑیں گے جو کوئی ظاہر میں اچھے کام کرے گا اس

تَأْخُذُكُمُ الْآنَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا مِنْ أَعْمَالِكُمْ، فَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا خَيْرًا أَمَّنَّاهُ وَقَرَّبْنَاهُ، وَلَيْسَ إِلَيْنَا مِنْ سَرِيرَتِهِ شَيْءٌ، اللهُ يُحَاسِبُهُ فِي سَرِيرَتِهِ، وَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا سُوءًا لَمْ نَأْمَنْهُ وَلَمْ نُصَدِّقْهُ، وَإِنْ قَالَ إِنَّ سَرِيرَتَهُ حَسَنَةٌ.

پر ہم بھروسا کریں گے اسی کو اپنا مصاحب بنائیں گے اس کے دل کی بات سے ہم کو غرض نہیں اس کا حساب اللہ لے گا اور جو کوئی ظاہر میں برا کام کرے گا ہم نہ اس پر بھروسا کریں گے نہ اس کو سچا سمجھیں گے اگرچہ وہ دعویٰ کرے کہ میرا باطن اچھا ہے

لہ یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کہ فاسق بدکار کی بات نہ مانی جائے گی یعنی اس کی شہادت مقبول نہ ہوگی۔ معلوم ہوا کہ شاہد کے لیے عدالت ضرور ہے ۱۲ منہ ۲ے حضرت عمرؓ کے اس قول سے ان بیوقوفوں کا رد ہوا جو ایک بدکار فاسق کو درویش اور ولی سمجھیں اور یہ دعویٰ کریں کہ ظاہری اعمال سے کیا ہوتا ہے دل اچھا ہونا چاہیے۔ کہو جب حضرت عمرؓ ایسے شخص کو دل کا حال معلوم نہیں ہو سکتا تھا تو تم بیچارے کس باغ کی مولی ہو۔ دل کا حال بجز خداوند کریم کے کوئی نہیں جانتا پیغمبر صاحب کو بھی اس کا علم وحی یعنی اللہ کے بتلانے سے ہوتا تھا حضرت عمرؓ نے قاعدہ بیان کیا کہ ظاہر کے رو سے جس کے اعمال شرع کے موافق ہوں اس کو اچھا سمجھو اور جس کے اعمال شرع کے خلاف ہوں اس کو برا سمجھو اب اگر اس کا دل بالفرض اچھا ہو گا تب بھی ہم اس کے برے سمجھنے میں کوئی مواخذہ دار نہ ہوں گے کیونکہ ہم نے شریعت کے قاعدے پہ عمل کیا البتہ ہم اگر اس کو اچھا سمجھیں گے تو گنہگار ہوں گے ۱۲ منہ

بَابُ تَعْدِيلِ كَمْ يَجُوزُ؟

باب: تعدیل کے لیے کتنے آدمی ہونا چاہئیں۔

۸۱۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مُرَّ بِأُخْرَى فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا أَوْ قَالَ: غَيْرَ ذَلِكَ، فَقَالَ: وَجَبَتْ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، قُلْتَ لِهَذَا وَجَبَتْ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد ابن زید نے انہوں نے ثابت سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک جنازہ گیا لوگوں نے اس کی تعریف کی آپ نے فرمایا اس کے لیے واجب ہو گئی پھر دوسرا جنازہ گیا لوگوں نے اس کی برائی کی یا راوی نے اور کوئی لفظ کہا خیر آپ نے فرمایا اس کے لیے واجب ہو گئی لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ نے دونوں کے لیے فرمایا واجب ہو گئی واجب ہو گئی آپ نے فرمایا

وَلِهٰذَا وَجَبَتْ قَالَ: شَهَادَةُ الْقَوْمِ، الْمُؤْمِنُونَ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ۔

مسلمانوں کی گواہی مقبول ہے[1] مسلمان زمین میں اللہ کے گواہ ہیں۔

[1] یعنی جس کی مسلمانوں نے تعریف کی اسکے لیے بہشت واجب ہوگئی اور جس کی برائی کی اسکے لیے دوزخ واجب ہوگئی ۱۲ منہ

۸۱۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ وَقَدْ وَقَعَ بِهَا مَرَضٌ وَهُمْ يَمُوتُونَ مَوْتًا ذَرِيعًا فَجَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ فَأُثْنِيَ خَيْرًا، فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مُرَّ بِأُخْرَى فَأُثْنِيَ خَيْرًا فَقَالَ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مُرَّ بِالثَّالِثَةِ فَأُثْنِيَ شَرًّا فَقَالَ: وَجَبَتْ، فَقُلْتُ: وَمَا وَجَبَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ، قُلْنَا: وَثَلَاثَةٌ؟ قَالَ: وَثَلَاثَةٌ، قُلْنَا: وَاثْنَانِ؟ قَالَ: وَاثْنَانِ، ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے داؤد بن ابی الفرات نے کہا ہم سے عبداللہ بن بریدہ نے انہوں نے ابوالاسود سے کہا میں مدینہ میں آیا وہاں ایک بیماری پھیل گئی تھی جس میں لوگ جلدی سے مرجاتے تھے آخر میں حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھا اتنے میں ایک جنازہ نکلا لوگوں نے اس کی تعریف کی حضرت عمرؓ نے کہا واجب ہوگئی پھر دوسرا جنازہ نکلا اس کی بھی لوگوں نے تعریف کی حضرت عمرؓ نے کہا واجب ہوگئی پھر تیسرا جنازہ نکلا اس کی لوگوں نے برائی کی حضرت عمرؓ نے کہا واجب ہوگئی میں نے کہا کیا چیز واجب ہوگئی یا امیرالمومنین؟ انہوں نے کہا میں نے وہی کہا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کے لیے چار آدمی نیکی کی گواہی دیں اللہ اس کو بہشت میں لے جائے گا۔ میں نے کہا اگر تین گواہی دیں آپ نے فرمایا تین بھی میں نے کہا اگر دو آپ نے فرمایا دو بھی ہم نے یہ نہ پوچھا کہ اگر ایک گواہی دے[1]

[1] اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ تعدیل اور تزکیہ کے لیے کم سے کم دو شخصوں کی گواہی ضرور ہے امام مالک اور شافعی کا یہی قول ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایک کی بھی گواہی کافی ہے ۱۲ قسط

بَابُ الشَّهَادَةِ عَلَى الْأَنْسَابِ وَالرَّضَاعِ الْمُسْتَفِيضِ وَالْمَوْتِ الْقَدِيمِ،

باب: نسب اور رضاعت میں جو مشہور ہو اسی طرح پرانی موت پر گواہی کا بیان کیا[1] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ، وَالتَّثَبُّتِ فِيهِ۔

وسلم نے فرمایا ؓ مجھ کو اور ابوسلمہ دونوں کو ثوبیہ (ابولہب کی لونڈی) نے دودھ پلایا تھا اور رضاعت میں احتیاط کرنا[۳]

[۱] مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ ان چیزوں میں صرف بر بنائے شہرت شہادت دینا درست ہے گو گواہ نے اپنی آنکھ سے واقعات کو نہ دیکھا ہو۔ پرانی موت سے یہ مراد ہے کہ اس کو چالیس برس یا پچاس برس گزر چکے ہوں ۱۲ منہ [۲] یہ حدیث خود امام بخاری نے کتاب الرضاع میں وصل کی ہے ۱۲ منہ [۳] یعنی جب تک رضاعت اچھی طرح ثابت نہ ہو۔ سنی سنائی بات پر عمل نہ کرنا مقصود امام بخاری کا اشارہ ہے حضرت عائشہ کی حدیث کی طرف جو آگے اسی کتاب میں مذکور ہے کہ سوچ سمجھ کر کسی کو اپنا رضاعی بھائی قرار دو ۱۲ منہ

۸۱۲- حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ أَفْلَحُ فَلَمْ آذَنْ لَهُ، فَقَالَ: أَتَحْتَجِبِينَ مِنِّي وَأَنَا عَمُّكِ؟ فَقَالَتْ: وَكَيْفَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: أَرْضَعَتْكِ امْرَأَةُ أَخِي بِلَبَنِ أَخِي، فَقَالَتْ: سَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: صَدَقَ أَفْلَحُ، ائْذَنِي لَهُ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم کو حکم نے خبر دی انہوں نے عراک بن مالک سے انہوں نے عروہ بن زبیرؓ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا افلح[۱] نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی میں نے ان کو اجازت نہیں دی وہ کہنے لگا تم مجھ سے پردہ کرتی ہو میں تو تمہارا چچا ہوں میں نے کہا وہ کیسے اس نے کہا میری بھاوج نے تم کو دودھ پلایا ہے اور دودھ بھی میرے بھائی کا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے اس کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا افلح سچ کہتا ہے اس کو اندر آنے دو۔

[۱] ان کی کنیت ابوالجعد تھی یہ حضرت عائشہؓ کے رضاعی چچا تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بغیر گواہی کے صرف افلح کا قول قبول فرمایا اس کی وجہ یہی ہوگی کہ یہ امر مشہور ہوگا یا خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوگا ۱۲ منہ

۸۱۳- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ جَابِرِ

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا کہا ہم سے قتادہ نے انہوں نے

ابْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بِنْتِ حَمْزَةَ: لَا تَحِلُّ، يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ، هِيَ ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ۔

جابر بن زید سے انہوں نے ابن عباسؓ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ کی بیٹی (امامہ یا عمارہ) کے باب میں فرمایا وہ مجھ کو درست نہیں جو رشتے نسب سے حرام ہوتے ہیں وہی دودھ سے بھی حرام ہوتے ہیں[1] وہ تو میری رضاعی بھتیجی ہے۔

[1] قسطلانی نے کہا ان میں سے چار رشتے مستثنیٰ ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں لیکن رضاع سے حرام نہیں ہوتے ان کا ذکر اللہ چاہے گا تو کتاب النکاح میں آئے گا حمزہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا تو دونوں رضاعی بھائی ہوئے گو حمزہ رشتے کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے ۱۲ منہ

٨١٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ: هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعِ: فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَوْ كَانَ فُلَانًا حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن ابی بکر سے انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمن سے کہ حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین نے ان سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں آپ نے ایک مرد کی آواز سنی (جس کا نام معلوم نہیں ہوا) وہ حضرت حفصہؓ کے گھر میں جانے کی اجازت مانگ رہا تھا حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ میں سمجھتی ہوں یہ فلانا شخص ہے حفصہؓ کا چچا دودھ کے ناطے کا (ایک نسخے میں یوں ہے) حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ یہ مرد آپ کے گھر میں جانے کی اجازت مانگتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سمجھتا ہوں وہ فلاں شخص ہے حفصہ کا رضاعی چچا حضرت عائشہ رضی نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر فلاں شخص زندہ ہوتا اپنے رضاعی چچا کو کہا تو وہ

دَخَلَ عَلَيَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ، إِنَّ الرَّضَاعَةَ يُحَرِّمُ مِنْهَا مَا يَحْرُمُ مِنَ الوِلَادَةِ.

میرے پاس (بے حجاب) آ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں کیونکہ جیسے نسب سے محرم رشتے ہوتے ہیں ویسے رضاع سے بھی۔

٨١٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي رَجُلٌ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ، مَنْ هَذَا؟ قُلْتُ: أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ، قَالَ: يَا عَائِشَةُ انْظُرْنَ مَنْ إِخْوَانُكُنَّ، فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ المَجَاعَةِ. تَابَعَهُ ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ.

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی انہوں نے اشعث بن ابی الشعثاء سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا مسروق سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا ایک بار ایسا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اس وقت ایک شخص (ان کا رضاعی بھائی جس کا نام معلوم نہیں ہوا) میرے پاس بیٹھا تھا آپ نے پوچھا عائشہ یہ کون ہے میں نے عرض کیا میرا رضاعی بھائی ہے آپ نے فرمایا عائشہ ذرا دیکھ بھال کر چلو کون تمہارا بھائی ہے رضاعت وہی معتبر ہے جو کمسنی میں ہو[1] محمد بن کثیر کے ساتھ اس حدیث کو عبدالرحمن بن مہدی نے بھی سفیان ثوری سے روایت کیا۔

[1] یعنی مدت رضاعت میں دو سال کے اندر اور مفصل بیان انشاءاللہ آگے آئے گا ۱۲ منہ

بَابُ شَهَادَةِ القَاذِفِ وَالسَّارِقِ وَالزَّانِي، وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الفَاسِقُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا. وَجَلَدَ عُمَرُ أَبَا بَكْرَةَ وَشِبْلَ بْنَ مَعْبَدٍ وَنَافِعًا بِقَذْفِ المُغِيرَةِ، ثُمَّ اسْتَتَابَهُمْ، وَقَالَ: مَنْ تَابَ قُبِلَتْ شَهَادَتُهُ، وَأَجَازَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُتْبَةَ، وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ العَزِيزِ، وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَطَاوُسٌ وَمُجَاهِدٌ

باب۔ قاذف (زنا کی تہمت لگانے والا) اور چور اور حرام کار کی گواہی کا بیان۔ اور اللہ نے (سورۂ نور میں) فرمایا ایسے تہمت لگانے والے کی گواہی کبھی نہ مانو یہی لوگ تو بدکار ہیں مگر جو توبہ کر لیں تو حضرت عمرؓ نے ابوبکرہ صحابی (نفیع بن حارث) اور شبل بن معبد (ان کی ماں جائے بھائی) اور نافع بن حارث کو حد لگائی مغیرہ پر تہمت لگانے کی وجہ سے پھر ان سے توبہ کرائی اور کہا جو کوئی توبہ کر لے اس کی گواہی قبول ہوگی اور عبداللہ بن عتبہ اور عمر بن عبدالعزیز اور سعید بن جبیر اور طاؤس اور مجاہد اور شعبی اور عکرمہ اور زہری اور محارب بن دثار

وَالشَّعْبِيُّ وَعِكْرِمَةُ وَالزُّهْرِيُّ وَ
مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ وَشُرَيْحٌ وَمُعَاوِيَةُ
ابْنُ قُرَّةَ، وَقَالَ أَبُو الزِّنَادِ: الْأَمْرُ
عِنْدَنَا بِالْمَدِينَةِ إِذَا رَجَعَ الْقَاذِفُ عَنْ
قَوْلِهِ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ قُبِلَتْ شَهَادَتُهُ
وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَقَتَادَةُ: إِذَا أَكْذَبَ
نَفْسَهُ جُلِدَ وَقُبِلَتْ شَهَادَتُهُ، وَقَالَ
الثَّوْرِيُّ: إِذَا جُلِدَ الْعَبْدُ ثُمَّ أُعْتِقَ
جَازَتْ شَهَادَتُهُ، وَإِنِ اسْتُقْضِيَ
الْمَحْدُودُ فَقَضَايَاهُ جَائِزَةٌ وَقَالَ
بَعْضُ النَّاسِ: لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ الْقَاذِفِ وَ
إِنْ تَابَ، ثُمَّ قَالَ: لَا يَجُوزُ نِكَاحٌ بِغَيْرِ
شَاهِدَيْنِ فَإِنْ تَزَوَّجَ بِشَهَادَةِ
مَحْدُودَيْنِ جَازَ وَإِنْ تَزَوَّجَ
بِشَهَادَةِ عَبْدَيْنِ لَمْ يَجُزْ
وَأَجَازَ شَهَادَةَ الْمَحْدُودِ
وَالْعَبْدِ وَالْأَمَةِ لِرُؤْيَةِ هِلَالِ رَمَضَانَ
وَكَيْفَ تُعْرَفُ تَوْبَتُهُ، وَقَدْ نَفَى
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّانِيَ سَنَةً،
وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
كَلَامِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَصَاحِبَيْهِ حَتَّى
مَضَى خَمْسُونَ لَيْلَةً۔

اور شریح اور معاویہ ابن قرہ نے بھی توبہ کے بعد اس کی گواہی جائز رکھی ہے۱ اور ابوالزناد نے کہا ہمارے نزدیک مدینہ طیبہ میں تو یہ حکم ہے کہ جب قاذف اپنے قول سے پھر جائے اور استغفار کرے تو اس کی گواہی قبول ہوگی اور شعبی اور قتادہ نے کہا جب وہ اپنے تئیں جھٹلائے اور اس کو حد پڑ جائے تو اس کی گواہی قبول ہوگی اور سفیان ثوری نے کہا۲ جب غلام کو حد قذف پڑے اس کے بعد وہ آزاد ہو جائے تو اس کی گواہی قبول ہوگی اور جس کو حد قذف پڑی ہو اگر وہ قاضی بنایا جائے تو اس کا فیصلہ نافذ ہوگا اور بعض لوگ (امام ابو حنیفہ) کہتے ہیں قاذف کی گواہی قبول نہ ہوگی گو وہ توبہ کرے پھر یہ بھی کہتے ہیں۳ کہ بغیر دو گواہوں کے نکاح درست نہیں ہوتا اور اگر حد قذف پڑے ہوئے گواہوں کی گواہی سے نکاح کیا تو نکاح درست ہوگا اگر دو غلاموں کی گواہی سے کیا تو درست نہ ہوگا۔ اور انہی لوگوں نے حد قذف پڑے ہوئے لوگوں کی اور لونڈی غلام کی گواہی رمضان کے چاند کے لیے درست رکھی ہے۴ اور اس باب میں یہ بیان ہے کہ قاذف کی توبہ کیونکر معلوم ہوگی۵ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو زانی کو ایک سال کے لیے اخراج کیا۶ اور آپ نے کعب بن مالک۷ اور۸ ان کے دونوں ساتھیوں سے منع کر دیا کہ کوئی بات نہ کرے پچاس راتیں اسی طرح گزریں۔

۱ غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ قاذف اگر توبہ کرے تو آئندہ اس کی گواہی مقبول ہوگی آیت سے یہی نکلتا ہے اور جمہور علما کا بھی یہی قول ہے حنفیہ کہتے ہیں توبہ کرنے سے وہ فاسق نہیں رہتا لیکن اس کی گواہی مقبول نہ ہوگی بعضوں نے کہا اگر اس کو حد لگ گئی تو گواہی قبول ہوگی حد سے پہلے قبول نہ ہوگی ۱۲ منہ ۲ ہوا یہ کہ مغیرہ بن شعبہ کوفہ کے حاکم تھے ان تینوں نے ان کی نسبت یہ بیان کیا کہ انہوں نے ام جمیل نامی ایک عورت سے زنا

کیا لیکن چوتھے گواہ زیاد نے یہ بیان کیا کہ میں نے دونوں کو ایک چادر میں دیکھا اور مغیرہ کی سانس چڑھ رہی تھی۔ اس سے زیادہ میں نے کچھ نہیں دیکھا حضرت عمرؓ نے ان تینوں کو حد قذف لگائی ۱۲ منہ ؎۳ عبداللہ بن عتبہ کی روایت کو طبری نے اور عمر بن عبدالعزیز کی طبری اور خلال نے اور سعید بن جبیر کی طبری نے اور طاؤس اور مجاہد کی سعید بن منصور نے اور شعبی کی طبری نے اور زہری کی ابن جریر نے وصل کی اور محارب اور شریح اور معاویہ کی نسبت حافظ نے کہا کہ مجھے ان کی روایت جس میں گواہی قبول ہونے کی صراحت ہو نہیں ملی ۱۲ منہ ؎۴ یہ مدینہ کے بڑے فقیہہ ہیں ان کے اثر کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ ؎۵ ان دونوں اثروں کو طبری نے وصل کیا ۱۲ منہ ؎۶ یہ روایت ان کی جامع میں موجود ہے عبداللہ بن ولید عدنی نے ان سے روایت کی ۱۲ منہ ؎۷ یہ امام بخاری نے امام ابوحنیفہ پر اعتراض کیا کہ قاذف کی گواہی کہتے ہیں مقبول نہیں ہے لیکن نکاح قاذف کی شہادت سے جائز بتلاتے ہیں ۱۲ منہ ؎۸ حالانکہ یہ بھی ایک قسم کی گواہی ہے تو جب محدود فی القذف کی گواہی حنفیہ نے ناجائز رکھی ہے تو اس کو کیوں جائز رکھتے ہیں ۱۲ منہ ؎۹ شافعی اور اکثر سلف کا یہ قول ہے کہ قاذف جب تک اپنے تئیں جھٹلائے نہیں اس کی توبہ صحیح نہ ہوگی اور امام مالک کا یہ قول ہے کہ جب نیک کام زیادہ کرنے لگے تو ہم سمجھ لیں گے کہ اس نے توبہ کی اب اپنے تئیں جھٹلانا ضرور نہیں ہے اور امام بخاری کا بھی میلان اسی طرف معلوم ہوتا ہے ۱۲ منہ ؎۱۰ یہ روایت آگے موصولاً مذکور ہوگی ۱۲ منہ ؎۱۱ یہ روایت غزوہ تبوک میں مذکور ہوگی۔ موصولاً ان دونوں روایتوں سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ قاذف کو سزا ہو جانا بس یہی توبہ ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی کو اور کعب بن مالک اور ان کے ساتھیوں کو سزا دینے کے بعد توبہ کی کوئی تکلیف نہیں دی ۱۲ منہ

۸۱۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ فَأُتِيَ بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَقُطِعَتْ يَدُهَا، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا وَتَزَوَّجَتْ وَكَانَتْ تَأْتِي بَعْدَ ذَلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے انہوں نے یونس سے اور لیث نے کہا مجھ سے یونس نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ ایک عورت (فاطمہ بنت اسود) نے غزوہ فتح میں چوری کی اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پکڑ لائے آپ نے حکم دیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا حضرت عائشہؓ نے کہا اس عورت کی توبہ اچھی ہوئی ؎۱ اس نے نکاح کیا پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کرتی میں اس کی ضرورت آنحضرت صلی اللہ علیہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وسلم سے بیان کر دیتی۔

لہ لیث کی روایت کو ابو داؤد نے وصل کیا ۱۲ منہ ۲ے یہ عورت مخزومی قریش کے اشراف میں سے تھی۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے ایک چادر چرائی تھی جیسے ابن ماجہ کی روایت میں اس کی صراحت ہے اور ابن سعد کی روایت میں زیور چرانا مذکور ہے ۱۲ منہ ۳ے یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے طحاوی نے کہا چور کی شہادت بالاجماع مقبول ہے جب وہ توبہ کرلے باب کا مطلب یہ تھا کہ قاذف کی توبہ کیونکر مقبول ہوگی لیکن حدیث میں چور کی توبہ مذکور ہے تو امام بخاری نے قاذف کو چور پر قیاس کیا ۱۲ منہ

۸۱۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ أَمَرَ فِيمَنْ زَنَى وَلَمْ يُحْصَنْ بِجَلْدِ مِائَةٍ وَتَغْرِيبِ عَامٍ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے انہوں نے زید بن خالد سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے یہ حکم دیا کہ جو شخص محصن نہ ہو اور زنا کرے اس کو سو کوڑے مارے اور ایک سال کے لیے جلا وطن کر دے لہ

لہ اس حدیث سے باب کا مطلب نکلنا مشکل ہے اور شاید امام بخاری کا مقصود یہ ہو کہ جب حدیث میں زنائے غیر محصن کی سزا یہی مذکور رہی کہ سو کوڑے مارو اور ایک سال کے لیے جلا وطن کرو اور توبہ کا علیحدہ ذکر نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ اس کا ایک سال تک بے وطن رہنا ہی توبہ ہے اس کے بعد اس کی شہادت قبول ہوگی ۱۲ منہ

بَابٌ- لَا يَشْهَدُ عَلَى شَهَادَةِ جَوْرٍ إِذَا أُشْهِدَ۔

باب:۔ اگر ظلم کی بات پر گواہ بنانا چاہیں تو نہ بنے۔

۸۱۸- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَأَلَتْ أُمِّي أَبِي

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو ابو حیان (یحییٰ بن سعید) تیمی نے انہوں نے شعبی سے انہوں نے نعمان بن بشیر سے انہوں نے کہا میری والدہ نے والد سے کہا کہ وہ اپنے مال میں سے کچھ میرے نام ہبہ کر دیں (پہلے

بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ لِي مِنْ مَالِهِ، ثُمَّ بَدَا لَهُ فَوَهَبَهَا لِي فَقَالَتْ لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذَ بِيَدِي وَأَنَا غُلَامٌ فَأَتَى بِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ أُمَّهُ بِنْتَ رَوَاحَةَ سَأَلَتْنِي بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ لِهَذَا، قَالَ: أَلَكَ وَلَدٌ سِوَاهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأُرَاهُ قَالَ: لَا تُشْهِدْنِي عَلَى جَوْرٍ، وَقَالَ أَبُو حَرِيزٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ: لَا أَشْهَدُ عَلَى جَوْرٍ۔

تو انہوں نے انکار کیا) پھر مان لیا اور (میرے نام) ایک غلام یا لونڈی یا باغ) ہبہ کر دیا والدہ نے کہا میں اس وقت تک راضی نہ ہونگی جب تک تم اس ہبہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ نہ کر دو گے یہ سن کر والد نے میرا ہاتھ پکڑا ان دنوں میں بڑا تھا مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور عرض کیا اسکی ماں نے جو رواحہ کی بیٹی ہے مجھ سے یہ درخواست کی کہ میں اس بچے کے نام کچھ ہبہ کر دوں آپنے پوچھا تیری اور اولاد بھی ہے اسکے سوا والد نے کہا جی ہے نعمان نے کہا میں سمجھتا ہوں آپنے فرمایا تو مجھ کو ظلم کی بات پر گواہ نہ بنا اور ابو حریز نے شعبی سے یوں نقل کیا آپ نے فرمایا میں ظلم کی بات پر گواہ نہیں بنتا[1]

[1] ہمارے مشائخ حنابلہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ اولاد کو برابر برابر دینا چاہیے اور یہ عدل واجب ہے لیکن جمہور اس کو واجب نہیں جانتے البتہ سنت کہتے ہیں ۱۲ منہ

۸۱۹- حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ: قَالَ سَمِعْتُ زَهْدَمَ ابْنَ مُضَرِّبٍ: قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ ابْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُكُمْ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، قَالَ عِمْرَانُ: لَا أَدْرِي أَذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ وَيَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ وَيَنْذِرُونَ وَلَا يَفُونَ، وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ۔

ہم سے آدم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے ابو جمرہ نے کہا میں نے زہدم بن مضرب سے سنا کہا میں نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب زمانوں میں بہتر میرا زمانہ ہے (صحابہ کا) پھر ان کا جو ان سے نزدیک ہیں (تابعین کا) پھر ان کا جو ان کے نزدیک ہیں (تبع تابعین کا) عمران نے کہا میں نہیں جانتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو زمانوں کا (اپنے بعد) ذکر کیا یا تین کا پھر آپ نے فرمایا تمہارے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو (جن میں ایمان کا نام نہ ہوگا اور کوئی ان کو گواہ نہ بنائے یا نہ بلائے جب بھی گواہی دینے کو موجود ہوں گے منت مانیں گے پوری نہ کریں گے موٹاپا ان پر بہت پڑے گا[2]

لہ حدیث میں قرن کا جو لفظ ہے اسّی یا چالیس برس کا ہوتا ہے یا سو برس کا ۱۲ منہ ۲ے حرام کا مال کھا کھا کر خوب موٹے بنیں گے ۱۲ منہ

۸۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَجِيءُ أَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ: وَكَانُوا يَضْرِبُونَنَا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان نے خبر دی انہوں نے منصور سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے عَبیدہ سلمانی سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب لوگوں میں بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں پھر جو ان کے قریب ہیں پھر جو ان کے قریب پھر ایسے لوگ (دنیا میں) آئیں گے جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے اور گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے لہ ابراہیم نخعی نے کہا (بچپنے میں) ہم کو شہادت اور عہد پر مار پڑتی لہ

لہ مطلب یہ ہے کہ نہ گواہی میں ان کو باک ہوگا نہ قسم کھانے میں جلدی کے مارے کبھی گواہی پہلے ادا کریں گے پھر قسم کھائیں گے کبھی قسم پہلے کھالیں گے پھر گواہی دیں گے ۱۲ منہ لہ یہ تعلیق نہیں ہے بلکہ اسی اسناد سے منقول ہے جو اوپر بیان ہوا مطلب یہ ہے کہ اشہد باللہ یا علی عہد اللہ ایسی باتوں کے منہ سے نکالنے پر ہمارے بزرگ ہم کو مارا کرتے تاکہ قسم کھانے کی عادت نہ پڑ جائے ۱۲ منہ

بَابُ مَا قِيلَ فِي شَهَادَةِ الزُّورِ لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ۔ وَكِتْمَانِ الشَّهَادَةِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى۔ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ۔ إِلَى قَوْلِهِ۔ عَلِيمٌ۔ تَلْوُوا أَلْسِنَتَكُمْ بِالشَّهَادَةِ۔

باب جھوٹی گواہی بڑا گناہ ہے: اللہ تعالیٰ نے (سورۂ فرقان میں) فرمایا بہشت کا بالاخانہ انہی کو ملے گا جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اسی طرح گواہی چھپانا بھی گناہ ہے اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا گواہی مت چھپاؤ جو کوئی اس کو چھپائے اس کے دل میں کھوٹ ہے اور اللہ تمہارے کام خوب جانتا ہے اور (سورۂ نساء میں) جو فرمایا اگر تم پیچدار بات کہو گے لیپی لپٹی یعنی گواہی میں لہ

لہ یہ تفسیر ابن عباسؓ سے منقول ہے اس کو طبرانی نے نکالا ۱۲ منہ

۸۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيرٍ:

ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا انہوں نے وہب

سَمِعَ وَهْبَ بْنَ جَرِيرٍ وَعَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكَبَائِرِ قَالَ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ، تَابَعَهُ غُنْدَرٌ وَأَبُو عَامِرٍ وَبَهْزٌ وَعَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ شُعْبَةَ۔

بن جریر اور عبدالملک بن ابراہیم سے سُنا انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا انہوں نے عبیداللہ بن ابی بکر بن انسؓ سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کبیرہ (بڑے) گناہ کون کون سے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور ناحق خون کرنا اور جھوٹی گواہی دینا[1] وہب بن جریر کے ساتھ اس حدیث کو غندر اور ابو عامر اور بہز اور عبدالصمد نے بھی شعبہ سے روایت کیا۔

[1] حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بڑے گناہ یہی ہیں اور نہیں ہیں بلکہ صرف بیان کرنا یعنے گناہوں کا منظور ہے جو سب میں بڑے گناہ تھے ۱۲ منہ

۸۲۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ ابْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟ ثَلَاثًا قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا: أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ، قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ، وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن مفضل نے کہا ہم سے جریری نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے انہوں نے اپنے باپ (نفیعؓ بن حارث) سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو بڑے سے بڑے گناہ نہ بتلاؤں تین بار یہ فرمایا صحابہؓ نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ بتلائیے آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے تکیے سے الگ ہو گئے فرمایا اور جھوٹ بولنا سن رکھو بار بار یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم (دل میں) کہنے لگے کاش آپ چپ ہو جاتے[1] اسمٰعیل بن ابراہیم راوی نے یوں کہا[2] ہم سے جریری نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمٰن نے۔

[1] کیونکہ آپ کو بار بار یہ فرمانے میں تکلیف ہو رہی تھی صحابہ نے آپ پر شفقت کی راہ سے یہ چاہا کہ آپ تکلیف نہ اٹھائیں خاموش رہیں ۱۲ منہ [2] اس روایت کو امام بخاری نے کتاب استتابۃ المرتدین میں وصل کیا اس سند

کے لانے سے یہ غرض ہے کہ جریری کا سماع عبدالرحمن سے ثابت ہو ۱۲ منہ

بَابُ شَهَادَةِ الأَعْمَى وَنِكَاحِهِ وَأَمْرِهِ، وَإِنْكَاحِهِ، وَمُبَايَعَتِهِ، وَقَبُولِهِ فِي التَّأْذِينِ وَغَيْرِهِ، وَمَا يُعْرَفُ بِالأَصْوَاتِ أَجَازَ شَهَادَتَهُ القَاسِمُ وَالحَسَنُ وَابْنُ سِيرِينَ وَالزُّهْرِيُّ وَعَطَاءٌ، قَالَ الشَّعْبِيُّ: تَجُوزُ شَهَادَتُهُ إِذَا كَانَ عَاقِلًا، وَقَالَ الحَكَمُ: رُبَّ شَيْءٍ تَجُوزُ فِيهِ، وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: أَرَأَيْتَ ابْنَ عَبَّاسٍ لَوْ شَهِدَ عَلَى شَهَادَةٍ، أَكُنْتَ تَرُدُّهُ؟ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَبْعَثُ رَجُلًا إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ أَفْطَرَ وَيَسْأَلُ عَنِ الفَجْرِ، فَإِذَا قِيلَ طَلَعَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ: اسْتَأْذَنْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَعَرَفَتْ صَوْتِي، فَقَالَتْ: سُلَيْمَانُ ادْخُلْ فَإِنَّكَ مَمْلُوكٌ مَا بَقِيَ عَلَيْكَ شَيْءٌ، وَأَجَازَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ شَهَادَةَ امْرَأَةٍ مُتَنَقِّبَةٍ۔

باب اندھے کی گواہی اور اس کا معاملہ اور اپنا یا دوسرے کا نکاح پڑھانا یا بیع و شرا کرنا اور اذان وغیرہ (جیسے امامت اور اقامت) بھی اندھے کی درست ہے اسی طرح اندھے کی گواہی ان باتوں میں جو آواز سے معلوم ہوتی ہیں اور قاسم اور حسن بصری اور محمد بن سیرین اور زہری اور عطا بن ابی رباح نے اندھے کی گواہی جائز رکھی [۱] اور شعبی نے کہا اگر اندھا عقل والا ہو [۲] تو اس کی گواہی درست ہے اور حکم بن عتیبہ نے کہا [۳] بعضی باتوں میں اندھے کی گواہی جائز ہوگی اور زہری نے کہا [۴] بھلا بتلاؤ اگر عبداللہ بن عباسؓ (جو اندھے ہو گئے تھے) کسی بات کی گواہی دیں تو تم منظور نہ کرو گے اور عبداللہ بن عباسؓ ایک آدمی کو بھیجتے جب وہ کہتا سورج ڈوب گیا تو وہ روزہ افطار کرتے اور لوگوں سے پوچھتے کیا صبح ہو گئی جب وہ کہتے ہاں ہو گئی تو دو رکعتیں پڑھتے اور سلیمان بن یسار نے کہا (جو غلام تھے) میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا اندر آنے کی اجازت چاہی انہوں نے میری آواز پہچان لی اور فرمایا آجب تک تجھ پر کچھ باقی ہے تو غلام ہے [۵] اور سمرہ بن جندب صحابی نے ایک نقاب ڈالی ہوئی عورت کی گواہی جائز رکھی [۶]

[۱] قاسم کے اثر کو سعید بن منصور نے اور حسن اور ابن سیرین اور زہری کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے اور عطا کے اثر کو اثرم نے وصل کیا قسطلانی نے کہا مالکیہ کا یہی مذہب ہے کہ اندھے کی گواہی قبول ہے اور بہرے کی گواہی فعل میں درست ہے اور گواہ کے لیے یہ ضرور نہیں کہ انکھیارا اور کان والا ہو اور شافعیہ اور جمہور علما کا یہ قول ہے کہ اندھے کی گواہی درست نہیں ہے کیونکہ آواز مشتبہ ہو جاتی ہے ۱۲ منہ [۲] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [۳] اس کو بھی ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [۴] اس کو کرابیسی نے ادب القضا میں وصل کیا ۱۲ منہ [۵] اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا۔ اس آدمی کا نام معلوم نہیں ہوا اس اثر سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ اندھا اپنے معاملات میں دوسرے آدمی پر اعتماد کر سکتا ہے حالانکہ وہ اس کی صورت نہیں دیکھتا ۱۲ منہ [۶] اور غلام سے پردہ کرنا

حضرت عائشہؓ ضروری نہیں سمجھتی تھیں خواہ اپنا غلام ہو یا کسی اور کا سلیمان بن یسار مکاتب تھے ان کا بدل کتابت ادا نہیں ہوا تھا حضرت عائشہؓ نے فرمایا جب تک بدل کتابت میں ایک پیسہ بھی تجھ پر باقی ہے تو غلام ہی سمجھا جائے گا ۱۲ منہ لے اس عورت کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ

---

۸۲۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: رَحِمَهُ اللهُ، لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً أَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ سُورَةِ كَذَا وَكَذَا، وَزَادَ عَبَّادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَائِشَةَ: تَهَجَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي فَسَمِعَ صَوْتَ عَبَّادٍ يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ: أَصَوْتُ عَبَّادٍ هَذَا؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: اللَّهُمَّ ارْحَمْ عَبَّادًا۔

ہم سے محمد بن عبید بن میمون نے بیان کیا کہا ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی انہوں نے ہشام سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ایک شخص (عبداللہ بن یزید انصاری) کو قرآن پڑھتے سنا فرمایا اللہ اس پر رحمت کرے اس نے مجھے ایک سورت کی فلاں فلاں آیتیں یاد دلادیں جو میں بھول گیا تھا اور عباد ابن عبداللہ نے حضرت عائشہؓ سے اتنا اور بڑھایا کہ آپ میرے حجرے میں تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں آپ نے عباد بن بشر کی آواز سنی وہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے آپ نے پوچھا عائشہ کیا یہ عباد کی آواز ہے انہوں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا اللہ عباد پر رحم کرلے

لے اس حدیث کی مناسبت ترجمۂ باب سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن یزید یا عباد کی صورت نہیں دیکھی صرف آواز سنی اور اس پر اعتماد کیا تو معلوم ہوا کہ اندھا آدمی بھی آواز سنے تو شہادت دے سکتا ہے اگر اس کی آواز پہچانتا ہو ۱۲ منہ

---

۸۲۴ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى

ہم سے مالک بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے کہا ہم کو ابن شہاب نے خبر دی انہوں نے سالم بن عبداللہ سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو بلالؓ رات رہے سے اذان دے دیتا ہے تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان

يُؤَذِّنَ، أَوْ قَالَ: حَتَّى تَسْمَعُوا أَذَانَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ: وَكَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ رَجُلًا أَعْمَى لَا يُؤَذِّنُ حَتَّى يَقُولَ لَهُ النَّاسُ أَصْبَحْتَ۔	دے یا تم اس کی اذان کی آواز سنو اور ابن ام مکتوم اندھے تھے وہ اس وقت تک اذان نہیں دیتے تھے جب تک لوگ ان سے نہ کہتے صبح ہو گئی۔ [1]

[1] اس حدیث کی مطابقت باب سے ظاہر ہے کہ لوگ ابن مکتوم کی اذان پر اعتماد کرتے کھانا پینا چھوڑ دیتے۔ حالانکہ وہ اندھے تھے ۱۲ منہ

۸۲۵۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ ابْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةٌ فَقَالَ لِي أَبِي مَخْرَمَةُ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَيْهِ عَسَى أَنْ يُعْطِيَنَا مِنْهَا شَيْئًا، فَقَامَ أَبِي عَلَى الْبَابِ فَتَكَلَّمَ فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ قَبَاءٌ وَهُوَ يُرِيهِ مَحَاسِنَهُ وَهُوَ يَقُولُ: خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ، خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ۔	ہم سے زیاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے حاتم بن وردان نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے عبداللہ بن ابی ملیکہ سے انہوں نے مسور بن مخرمہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبائیں آئیں (اچکنیں) تو والد نے کہا تو میرے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چل شاید آپ ہم کو بھی ایک قبا دیں خیر والد دروازے پر کھڑے ہوئے اور بات کرنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز پہچانی آپ ایک قبا لیے ہوئے باہر نکلے اور والد کو اس کی خوبیاں دکھلانے لگے فرمایا میں نے یہ تیرے لیے اٹھا رکھی تھی تیرے لیے چھپا رکھی تھی۔
بَابُ شَهَادَةِ النِّسَاءِ، وَقَوْلِهِ تَعَالَى۔ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ۔	باب: عورتوں کی گواہی کا بیان اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد دو عورتیں سہی۔
۸۲۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدٌ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي	ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی کہا مجھ کو زید بن اسلم نے انہوں نے عیاض بن عبداللہ سے انہوں نے ابو سعید خدریؓ

سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ؟ قُلْنَا: بَلَى، قَالَ: فَذَلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا۔

سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کیا عورت کی گواہی [1] مرد کی آدھی گواہی کے برابر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا بے شک مرد کی آدھی گواہی کے برابر ہے آپ نے فرمایا بس اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی عقل کم ہے [2]

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ عورت کی گواہی آپ نے جائز رکھی ۱۲ منہ [2] جب تو اللہ تعالیٰ نے دو عورتوں کو ایک مرد کے برابر قرار دیا۔ تمام حکماء کا اس پر اتفاق ہے کہ عورت کی عقل بہ نسبت مرد کے ضعیف ہے اسی کے قویٰ دماغیہ بھی جسمانی قویٰ کی طرح مرد سے کمزور ہیں۔ اب اگر شاذونادر کوئی عورت ایسی نکل آئی جس کی جسمانی طاقت یا دماغی مردوں سے زیادہ ہو تو اس سے اکثری فطری قاعدے میں کوئی خلل نہیں آسکتا۔ یہ صحیح ہے کہ تعلیم سے مرد اور عورت کے قویٰ دماغی میں اسی طرح ریاضت کی کثرت سے قویٰ جسمانی میں ترقی ہو سکتی ہے مگر کسی حال میں عورت کی صنف کی فضیلت مرد کی صنف پر ثابت نہیں ہوتی اور جن لوگوں نے یہ خیال کیا ہے کہ تعلیم اور ریاضت سے عورتیں مردوں پر فضیلت حاصل کر سکتی ہیں یہ ان کی غلطی ہے کس لیے کہ بحث نوع ذکور اور نوع نسوان میں ہے نہ کسی خاص شخص مذکر یا مونث میں قسطلانی نے کہا رمضان کے چاند کی روایت میں ایک شخص کی شہادت کافی ہے اور اموال کے دعاوی میں ایک گواہ اور مدعی کی قسم پر فیصلہ ہو سکتا ہے اسی طرح اموال اور حقوق میں ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت پر بھی اور حدود اور نکاح اور قصاص میں عورتوں کی شہادت جائز نہیں ۱۲ منہ

بَابُ شَهَادَةِ الْإِمَاءِ وَالْعَبِيدِ، وَقَالَ أَنَسٌ: شَهَادَةُ الْعَبْدِ جَائِزَةٌ إِذَا كَانَ عَدْلًا، وَأَجَازَهُ شُرَيْحٌ وَزُرَارَةُ بْنُ أَبِي أَوْفَى، وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ: شَهَادَتُهُ جَائِزَةٌ إِلَّا الْعَبْدَ لِسَيِّدِهِ، وَأَجَازَهُ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيمُ فِي الشَّيْءِ التَّافِهِ، وَقَالَ شُرَيْحٌ: كُلُّكُمْ بَنُو عَبِيدٍ وَإِمَاءٍ۔

باب۔ لونڈی غلاموں کی گواہی کا بیان۔ اور انس بن مالک نے کہا اگر غلام عادل ہو تو اس کی گواہی جائز ہے [1] اور شریح قاضی اور زرارہ بن ابی اوفیٰ نے بھی اس کو جائز رکھا ہے [2] اور ابن سیرین نے کہا غلام کی گواہی جائز ہے مگر اپنے مالک کے فائدے کے لیے جائز نہیں [3] اور امام حسن بصری اور ابراہیم نخعی نے [4] کم قیمت حقیر چیز میں اس کی گواہی جائز رکھی اور شریح نے کہا تم سب لوگ لونڈی غلام کی اولاد ہو [5]

[1] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا مختار بن فلفل سے انہوں نے انسؓ سے ۱۲ منہ [2] شریح کے اثر

کو ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے وصل کیا مگر اس میں یہ ہے کہ تھوڑی کم قیمت چیز میں جب وہ عادل ہو ایک روایت میں یوں ہے بشرطیکہ اپنے مالک کے حق میں گواہی نہ دے یعنی مالک کے فائدے کے لیے اس کی گواہی مقبول نہ ہوگی زرارہ بن ابی اوفی بصرے کے قاضی تھے ۱۲ منہ سلہ ابن سیرین کے اثر کو عبداللہ بن احمد نے وصل کیا ۱۲ منہ سلہ ان دونوں اثروں کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ سلہ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا شریح کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک خاندان کے آباء و اجداد کسی نہ کسی زمانے میں غلام رہ چکے ہیں یہاں تک کہ عرب لوگ بھی حضرت ہاجرہ کی اولاد ہیں جو لونڈی تھیں یا مطلب یہ ہے کہ سب اللہ کے لونڈی غلام ہیں۔ ہمارے امام احمد بن حنبل نے اسی کے موافق حکم دیا ہے کہ لونڈی غلام کی جب وہ عادل اور ثقہ ہو گواہی مقبول ہے مگر ائمہ ثلاثہ نے اس کو جائز نہیں رکھا ہے ۱۲ منہ

۸۲۷- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ الْحَارِثِ ح، وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ أَوْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ أُمَّ يَحْيَى بِنْتَ أَبِي إِهَابٍ قَالَ: فَجَاءَتْ أَمَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ: قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْرَضَ عَنِّي قَالَ: فَتَنَحَّيْتُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، قَالَ: وَكَيْفَ وَقَدْ زَعَمَتْ أَنْ أَرْضَعَتْكُمَا؟ فَنَهَاهُ عَنْهَا۔

ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے عقبہ بن حارث سے دوسری سند امام بخاری نے کہا اور ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے کہا میں نے ابن ابی ملیکہ سے سنا انہوں نے کہا مجھ سے عقبہ بن حارث نے بیان کیا یا میں نے عقبہ سے سنا انہوں نے ام یحییٰ بنت ابی اہاب (غنیہ) سے نکاح کیا پھر ایک کالی لونڈی آئی (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) وہ کہنے لگی میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے عقبہ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ نے منہ پھیر لیا میں دوسری طرف سے آپ کے سامنے آیا اور پھر عرض کیا آپ نے فرمایا اب نکاح کیونکر رہ سکتا ہے جب وہ لونڈی کہتی ہے اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے غرض آپ نے عقبہ کو اس عورت کے رکھنے سے منع فرمایا سلہ

سلہ یہیں سے باب کا مطلب نکلا کیونکہ آپ نے لونڈی کی شہادت جائز رکھی اور ائمہ ثلاثہ کا رد ہوا ۱۲ منہ

بَابُ شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ۔

باب صرف دودھ پلانے والی کی گواہی کافی ہونا۔

۸۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: وَكَيْفَ وَقَدْ قِيلَ؟ دَعْهَا عَنْكَ أَوْ نَحْوَهُ۔

ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا انہوں نے عمر بن سعید سے انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے عقبہ بن حارث سے انہوں نے کہا میں نے ایک عورت سے نکاح کیا (غنیہ) پھر ایک دوسری عورت آئی کہنے لگی میں نے تو تم دونوں (میاں بی بی) کو دودھ پلایا ہے عقبہ نے کہا میں یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے فرمایا تو اس عورت کو کیسے رکھ سکتا ہے جب ایسی بات کہی جاتی ہے (کہ وہ تیری دودھ بہن ہے) یا ایسا ہی کچھ فرمایا۔

بَابُ تَعْدِيلِ النِّسَاءِ بَعْضِهِنَّ بَعْضًا۔

باب عورتیں عورتوں کا تزکیہ کر سکتی ہیں (یعنی ان کی پاکیزگی اور ثقاہت بیان کر سکتی ہیں)

۸۲۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ ابْنُ دَاوُدَ وَأَفْهَمَنِي بَعْضَهُ أَحْمَدُ قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَعَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ، وَعُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا فَبَرَّأَهَا اللَّهُ مِنْهُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكُلُّهُمْ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنْ حَدِيثِهَا، وَبَعْضُهُمْ أَوْعَى مِنْ بَعْضٍ، وَأَثْبَتُ لَهُ اقْتِصَاصًا، وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمُ الْحَدِيثَ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا، زَعَمُوا أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ

ہم سے ابو الربیع سلیمان بن داؤد نے بیان کیا امام بخاری نے کہا مجھے اس حدیث کے کچھ مطلب احمد بن یونس نے سمجھائے کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیب اور علقمہ بن وقاص لیثی اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں وہ قصہ بیان کیا جب تہمت لگانے والوں نے ان پر تہمت لگائی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی پاکیزگی بیان کی زہری نے کہا ان سب لوگوں (یعنی عروہ اور سعید وغیرہ) نے مجھ سے اس حدیث کا ایک ٹکڑا بیان کیا اور ان میں کسی نے اس کو خوب یاد رکھا اور اچھی طرح روانی سے بیان کیا اور میں نے ان میں سے ہر ایک کی حدیث جو اس نے حضرت عائشہؓ سے نقل کی یاد رکھی اور ایک روایت دوسرے کی تصدیق کرتی ہے (باہم اختلاف نہیں ہے)

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا
أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ
أَزْوَاجِهِ، فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا أَخْرَجَ
بِهَا مَعَهُ، فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزَاةٍ غَزَاهَا
فَخَرَجَ سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَهُ بَعْدَ
مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ، فَأَنَا أُحْمَلُ فِي
هَوْدَجٍ وَأُنْزَلُ فِيهِ فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا
فَرَغَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
غَزْوَتِهِ تِلْكَ وَقَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ،
آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ، فَقُمْتُ حِينَ
آذَنُوا بِالرَّحِيلِ فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ
الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى
الرَّحْلِ، فَلَمَسْتُ صَدْرِي، فَإِذَا عِقْدٌ لِي
مِنْ جَزْعِ أَظْفَارٍ قَدِ انْقَطَعَ، فَرَجَعْتُ
فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ،
فَأَقْبَلَ الَّذِينَ يَرْحَلُونَ لِي فَاحْتَمَلُوا
هَوْدَجِي فَرَحَلُوهُ عَلَى بَعِيرِي الَّذِي
كُنْتُ أَرْكَبُ، وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنِّي
فِيهِ، وَكَانَ النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ
يَثْقُلْنَ، وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ، وَإِنَّمَا
يَأْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ، فَلَمْ
يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ، حِينَ رَفَعُوهُ، ثِقَلَ
الْهَوْدَجِ فَاحْتَمَلُوهُ، وَكُنْتُ جَارِيَةً
حَدِيثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوا
فَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ
فَجِئْتُ مَنْزِلَهُمْ وَلَيْسَ فِيهِ أَحَدٌ،
فَأَمَمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ فَظَنَنْتُ

انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم جب سفر کو جانا چاہتے تو اپنی بی بیوں پر قرعہ
ڈالتے اور جس کے نام پر پانسہ نکلتا اس کو ساتھ لے
جاتے۔ایک جہاد (بنی مصطلق) کے لیے آپ جانے لگے تو
میرا نام نکلا میں آپ کے ساتھ روانہ ہوئی اور یہ واقعہ پردے
کا حکم اترنے کے بعد کا ہے خیمہ میں ایک ہودے میں سوار
رہتی اسی میں بیٹھے بیٹھے مجھ کو اتارا کرتے ہم اسی طرح
چلتے رہے جب آپ جہاد سے فارغ ہوئے اور سفر سے
لوٹے اور ہم لوگ مدینہ کے نزدیک پہنچ گئے ایک رات ایسا
ہوا آپ نے کوچ کا حکم دیا۔میں یہ حکم سنتے ہی اٹھی اور
لشکر سے آگے بڑھ گئی جب حاجت سے فارغ ہوئی تو
اپنے ہودے کے پاس آئی سینے پر جو ہاتھ پھیرا تو معلوم ہوا
کہ ظفار کے کالے نگینوں کا ہار جو میں پہنے تھی ٹوٹ کر
گر گیا ہے میں اس کے ڈھونڈنے کے لیے پھر لوٹی اور
ڈھونڈتی رہی۔میرا ہودہ اٹھانے والے لوگ ہودے کے
پاس آئے وہ سمجھے میں اسی میں ہوں انہوں نے اسے
اٹھایا اور جس اونٹ پر میں سوار ہوا کرتی تھی اس پر
لاد دیا۔اس زمانے میں عورتیں ہلکی پھلکی ہوا کرتی تھیں۔
بھاری بھر کم نہ تھیں نہ ان کے بدن پر زیادہ گوشت تھا۔
ذرا سا کھانا کھایا کرتی تھیں تو جب لوگوں نے میرا ہودہ
اٹھایا اس کو معمول کے موافق بوجھل سمجھ کر اٹھا لیا کیونکہ
میں اس وقت ایک کم سن (دبلی پتلی) لڑکی تھی خیر وہ اونٹ
کو اٹھا کر چل دیے اور جب سارا لشکر نکل گیا اس وقت
میرا ہار ملا میں جو لوگوں کے ٹھکانے پر آئی دیکھا تو وہاں
کوئی نہیں ہے میں اس جگہ جا کر بیٹھ گئی جہاں پر اتری
تھی میں یہ سمجھی کہ جب لوگ مجھ کو (قافلہ میں) نہ پائیں گے
تو اسی جگہ لوٹ کر آئیں گے۔بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی میں

أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونَنِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ، فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ غَلَبَتْنِي عَيْنَايَ فَنِمْتُ، وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ، ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ، فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي، فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ فَأَتَانِي، وَكَانَ يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ، فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَوَطِئَ يَدَهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِيَ الرَّاحِلَةَ حَتَّى أَتَيْنَا الْجَيْشَ بَعْدَ مَا نَزَلُوا مُعَرِّسِينَ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ، وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى الْإِفْكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ، فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَاشْتَكَيْتُ بِهَا شَهْرًا وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ مِنْ قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِفْكِ، وَيَرِيبُنِي فِي وَجَعِي أَنِّي لَا أَرَى مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ أَمْرَضُ، إِنَّمَا يَدْخُلُ فَيُسَلِّمُ، ثُمَّ يَقُولُ: كَيْفَ تِيكُمْ، لَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ حَتَّى نَقَهْتُ فَخَرَجْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ مُتَبَرَّزُنَا، لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيبًا مِنْ بُيُوتِنَا، وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الْأُوَلِ فِي الْبَرِّيَّةِ أَوْ فِي التَّنَزُّهِ، فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ بِنْتُ أَبِي رُهْمٍ نَمْشِي فَعَثَرَتْ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ، فَقُلْتُ لَهَا:

سو رہی۔ صفوان بن معطل سُلَمی ذکوانی ایک شخص تھے وہ قافلے کے پیچھے رہا کرتے تھے میری جگہ پر آئے ان کو ایک آدمی سوتا ہوا معلوم ہوا جب میرے نزدیک پہنچے تو انہوں نے مجھ کو پہچانا کیونکہ پردے کا حکم اترنے سے پہلے وہ مجھ کو دیکھا کرتے تھے۔ انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا ان کی آواز سن کر میں جاگ اٹھی جب انہوں نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اس کے ایک ہاتھ پر پاؤں رکھا میں اونٹ پر چڑھ گئی وہ پیدل اونٹ کو کھینچتے ہوئے چلے اور قافلے میں اس وقت پہنچے جب ٹھیک دوپہر لوگ آرام لینے کو اتر چکے تھے۔ اب جس کی قسمت میں تباہی تھی وہ تباہ ہوا اور تہمت لگانے والوں کا سردار عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) بنا خیر ہم مدینے میں آئی اور ایک مہینے تک بیمار رہی۔ لوگ اس طوفان کا چرچا کرتے رہے میں تو بیمار تھی۔ مجھ کو شک یوں پیدا ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مہربانی میں نے نہ پائی جو بیماری کی حالت میں مجھ پر ہوا کرتی آپ صرف اندر آتے اور سلام علیک کرتے اور یہ پوچھ کر چلے جاتے اب کیسی ہے مجھے اس طوفان کی خبر تک نہ ہوئی میں بہت ناتواں ہو گئی۔ ایک بار میں اور مسطح کی ماں دونوں مناصع کی طرف نکلے مناصع میں ہم لوگ پاخانہ کے لیے جایا کرتے اور رات ہی کو جایا کرتے ان دنوں ہمارے گھروں کے قریب پاخانے نہ تھے اور اگلے زمانے کے عربوں کی طرح جنگل میں یا باہر دور جا کر پاخانہ پھرا کرتے تھے میں اور مسطح کی ماں (سلمی) بنت ابی رہم دونوں جا رہی تھیں وہ اپنی چادر میں اٹک کر پھسلی کہنے لگی (ہائے) مسطح تباہ ہو گیا میں نے کہا یہ کیا بری بات نکالتی ہے تو ایسے شخص کو برا کہتی ہے جو بدر کی لڑائی میں شریک تھا۔ وہ کہنے لگی اری بھولی

بِئْسَ مَا قُلْتِ أَتَسُبِّينَ رَجُلًا شَهِدَ
بَدْرًا؟ فَقَالَتْ: يَا هَنْتَاهُ، أَلَمْ تَسْمَعِي
مَا قَالُوا؟ فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الإِفْكِ
فَازْدَدْتُ مَرَضًا إِلَى مَرَضِي، فَلَمَّا
رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي، دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ فَقَالَ: كَيْفَ
تِيكُمْ؟ فَقُلْتُ: ائْذَنْ لِي إِلَى أَبَوَيَّ،
قَالَتْ: وَأَنَا حِينَئِذٍ أُرِيدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ
الخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا، فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُ أَبَوَيَّ، فَقُلْتُ
لِأُمِّي مَا يَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ؟ فَقَالَتْ:
يَا بُنَيَّةُ، هَوِّنِي عَلَى نَفْسِكِ الشَّأْنَ، فَوَاللَّهِ
لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةً عِنْدَ
رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَلَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا أَكْثَرْنَ
عَلَيْهَا، فَقُلْتُ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَلَقَدْ يَتَحَدَّثُ
النَّاسُ بِهَذَا؟ قَالَتْ: فَبِتُّ تِلْكَ اللَّيْلَةَ
حَتَّى أَصْبَحْتُ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا
أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، ثُمَّ أَصْبَحْتُ فَدَعَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ
أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ
اسْتَلْبَثَ الوَحْيُ يَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ
أَهْلِهِ، فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ عَلَيْهِ بِالَّذِي
يَعْلَمُ فِي نَفْسِهِ مِنَ الوُدِّ لَهُمْ، فَقَالَ
أُسَامَةُ: أَهْلُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَلَا نَعْلَمُ
وَاللَّهِ إِلَّا خَيْرًا، وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ
فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَمْ يُضَيِّقِ اللَّهُ
عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ، وَسَلِ

بھالی تجھ کو کچھ خبر بھی ہے لوگوں نے کیا طوفان اٹھایا ہے
اس نے مجھ سے یہ طوفان بیان کیا ایک تو میں بیمار تھی ہی
دوسرے یہ سن کر اور زیادہ بیمار ہو گئی جب میں اپنے گھر پہنچی
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے
اور آپ نے سلام علیک کی پوچھا اب کیسی ہے میں نے
عرض کیا مجھ کو میرے والدین کے پاس جانے کی اجازت
دیجیے۔ میرا مطلب یہ تھا کہ ان کے پاس جا کر اس خبر کی تحقیق
کروں خیر آپ نے مجھ کو اجازت دی۔ میں اپنے ماں باپ کے
پاس پہنچی اور اماں جان سے پوچھا یہ لوگ کیا باتیں بنا
رہے ہیں انہوں نے کہا بیٹا! تو ایسی باتوں کی پرواہ نہ کر
یہ تو زمانے کا دستور ہے جہاں کسی مرد کو کوئی گوری چٹی
خوبصورت عورت ملی اور مرد کو اس سے محبت ہوئی
تو اس کی سوکنیں اس قسم کی باتیں بہت کیا کرتی ہیں
میں نے کہا سبحان اللہ لوگوں میں کیا اس کا چرچا ہو گیا انہوں
نے کہا ہاں) خیر میں نے رات اس طرح کاٹی کہ ساری رات نہ
میرے آنسو تھمے نہ مجھ کو نیند آئی جب صبح ہوئی تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالبؓ اور اسامہ بن زیدؓ
دونوں کو بلوا بھیجا کیونکہ اس وقت تک کوئی وحی آپ
پر نہیں اتری تھی آپ نے ان سے یہ صلاح کی کیا میں عائشہ
کو چھوڑ دوں۔ اسامہ کے دل میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی بی بیوں سے محبت تھی انہوں نے ویسی ہی رائے دی
کہنے لگے یا رسول اللہ عائشہؓ آپ کی بی بی ہے اور ہم تو اس کو
پاک دامن ہی سمجھتے ہیں خدا کی قسم اور علی بن ابی طالبؓ نے یوں
کہا یا رسول اللہ اللہ نے آپ پر کچھ تنگی نہیں کی عائشہؓ نہیں
تو نہ سہی عورتوں کی کیا کمی ہے بھلا آپ عائشہؓ کی لونڈی
(بریرہؓ) سے ان کا حال پوچھیے وہ سچ سچ کہہ دے گی آپ نے
بریرہ کو بلایا اور پوچھا کیا تو نے عائشہؓ میں کوئی شک کی بات

الجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ، فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيرَةَ فَقَالَ: يَا بَرِيرَةُ، هَلْ رَأَيْتِ فِيهَا شَيْئًا يَرِيبُكِ؟ فَقَالَتْ بَرِيرَةُ: لَا، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، إِنْ رَأَيْتُ مِنْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهُ عَلَيْهَا قَطُّ أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنِ العَجِينِ فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَوْمِهِ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِي؟ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا، وَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِي، فَقَامَ سَعْدُ ابْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَنَا وَاللّٰهِ أَعْذُرُكَ مِنْهُ، إِنْ كَانَ مِنَ الأَوْسِ ضَرَبْنَا عُنُقَهُ، وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا فِيهِ أَمْرَكَ، فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الخَزْرَجِ، وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلًا صَالِحًا، وَكَانَ احْتَمَلَتْهُ الحَمِيَّةُ، فَقَالَ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ، لَا تَقْتُلُهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلَى ذَلِكَ، فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ الحُضَيْرِ فَقَالَ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهُ، فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ المُنَافِقِينَ، فَثَارَ الحَيَّانِ الأَوْسُ وَ

کبھی دیکھی ہے وہ کہنے لگی نہیں قسم اس کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا میں نے تو اس میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جس پر عیب لگاؤں۔ ہاں یہ تو ہے وہ ابھی کم سن بچی ہے آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہے بکری آکر آٹا چکھ جاتی ہے ۵۰ یہ سن کر آپ اسی دن خطبہ سنانے کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن ابی بن سلول کی شکایت کی (اس کو سزا دلوانا چاہی) آپ نے فرمایا؎ کون میرا بدلہ لے گا اس (منافق مردود شخص سے جس نے میری بی بی پر تہمت لگائی قسم خدا کی میں تو اپنی بی بی کو اچھا ہی سمجھتا ہوں اور جس مرد (صفوان) سے تہمت لگاتے ہیں میں اس کو بھی نیک ہی جانتا ہوں وہ کبھی میری بی بی کے پاس نہ آتا مگر میرے ساتھ۔ یہ سن کر سعد بن معاذ کھڑے ہوئے (جو اس قبیلے کے سردار تھے) کہنے لگے یا رسول اللہ میں آپ کا بدلہ لیتا ہوں اگر وہ شخص اوس میں کا ہے تو ہم اس کی گردن اڑا دیں گے اور جو ہمارے بھائی خزرج میں کا ہے تو جیسا آپ حکم دیں گے وہ ہم بجا لائیں گے سعد بن عبادہ جو خزرج کے سردار تھے اور اس سے پہلے وہ نیک آدمی تھے لیکن اس وقت ان کو جہالت آ گئی سعد بن معاذؓ سے کہنے لگے پروردگار کے بقا کی قسم تو جھوٹ کہتا ہے نہ تو اس کو مارے گا نہ ایسا کر سکے گا؎ یہ سن کر اسید بن حضیر (جو اوس قبیلے کے تھے) کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ سے کہنے لگے چل بے جھوٹے پروردگار کی بقا کی قسم واللہ ہم تو اس کو ضرور قتل کریں گے اور تو بیشک منافق ہے جب تو منافقوں کی (عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کی) طرف داری کرتا ہے یہ کہنا تھا کہ اوس اور خزرج دونوں طرف کے لوگ کھڑے ہو گئے اور ہتھیار چلنے ہی کو تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے اترے اور ان کو ٹھنڈا کیا وہ خاموش ہوئے آپ بھی خاموش ہو رہے میرا یہ حال کہ سارا دن روتے گزرا نہ آنسو رکتا تھا نہ دم بھر

الْخَزْرَجُ حَتَّى هَمُّوا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَلَ فَخَفَّضَهُمْ حَتَّى سَكَتُوا وَسَكَتَ، وَبَكَيْتُ يَوْمِي لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ فَأَصْبَحَ عِنْدِي أَبَوَايَ وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتِي وَيَوْمًا حَتَّى أَظُنُّ أَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِي، قَالَتْ: فَبَيْنَمَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِي وَأَنَا أَبْكِي إِذِ اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِي، فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مِنْ يَوْمِ قِيلَ فِيَّ مَا قِيلَ قَبْلَهَا، وَقَدْ مَكَثَ شَهْرًا لَا يُوحَى إِلَيْهِ فِي شَأْنِي شَيْءٌ، قَالَتْ: فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ: يَا عَائِشَةُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكِ كَذَا وَكَذَا، فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ، وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ، فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِي حَتَّى مَا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً، وَقُلْتُ لِأَبِي: أَجِبْ عَنِّي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ لِأُمِّي: أَجِيبِي عَنِّي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا قَالَ،

نیند آتی تھی میرے ماں باپ میرے پاس آگئے میں دو رات اور ایک دن سے برابر رو رہی تھی میں سمجھی کہ میرا کلیجہ کہاں پھوٹ جاتا ہے وہ میرے پاس ہی بیٹھے تھے میں رو رہی تھی اتنے میں ایک انصاری عورت نے (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) اندر آنے کی اجازت چاہی میں نے اجازت دی وہ بھی آن کر بیٹھ گئی اور میرے ساتھ رونے لگی ہم اسی خیال میں تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بیٹھ گئے اس سے پہلے جس دن سے یہ طوفان اٹھا تھا آپ میرے پاس بیٹھتے ہی نہ تھے ایک مہینہ کامل آپ اسی تردد میں رہے میرے باب میں کوئی وحی نہ آئی آپ نے تشہد پڑھا اور فرمایا عائشہ مجھے تیری طرف سے ایسی ایسی خبر پہنچی ہے اگر تو پاک دامن ہے تو اللہ تیری پاک دامنی کھول دے گا اور اور جو (تو لوا فتی) پھنس گئی ہے تو اللہ سے بخشش مانگ توبہ کر جب بندہ توبہ کرتا ہے اور گناہ کا اقرار تو اللہ معاف کر دیتا ہے جب آپ یہ گفتگو کر چکے تو میرے آنسو دفعتًہ بند ہو گئے ایک قطرہ بھی نہ رہا اور میں نے اپنے باپ سے کہا تم میری طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دو وہ کہنے لگے خدا کی قسم میری سمجھ میں نہیں آتا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں شہ پھر میں نے اپنی ماں سے کہا تم بھی تو میری طرف سے کچھ بولو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دو وہ بھی یہی کہنے لگیں قسم خدا کی میری سمجھ میں نہیں آتا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ان دنوں میں ایک کم سن لڑکی تھی اتنا بہت قرآن بھی نہیں پڑھتی تھی میں نے خود ہی جواب دینا شروع کیا شہ اور کہا میں جانتی ہوں لوگوں نے جو باتیں بنائیں وہ تم سن چکے ہو اور تمہارے دل میں جم گئی ہیں

قالت: واللهِ ما أدري ما أقول لرسول الله صلى الله عليه وسلم، قالت: وأنا جارية حديثة السن لا أقرأ كثيرا من القرآن، فقلت: إني والله لقد علمت أنكم سمعتم ما يتحدث به الناس ووقر في أنفسكم وصدقتم به، ولئن قلت لكم إني بريئة والله يعلم إني لبريئة لا تصدقونني بذلك، ولئن اعترفت لكم بأمر والله يعلم أني بريئة لتصدقني، والله ما أجد لي ولكم مثلا إلا أبا يوسف إذ قال ـ فصبر جميل والله المستعان على ما تصفون ـ ثم تحولت على فراشي وأنا أرجو أن يبرئني الله، ولكن والله ما ظننت أن ينزل في شأني وحيا ولأنا أحقر في نفسي من أن يتكلم بالقرآن في أمري، ولكني كنت أرجو أن يرى رسول الله صلى الله عليه وسلم في النوم رؤيا يبرئني الله، فوالله ما رام مجلسه ولا خرج أحد من أهل البيت حتى أنزل عليه فأخذه ما كان يأخذه من البرحاء حتى إنه ليتحدر منه مثل الجمان من العرق في يوم شات، فلما سري عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يضحك فكان أول كلمة تكلم بها أن قال لي: يا عائشة، احمدي الله فقد برأك الله، فقالت لي

اور تم نے ان کو سچ بھی سمجھ لیا ہے اور میں اگر اپنے تئیں پاک کہوں اور اللہ میری پاکی خوب جانتا ہے جب بھی تم مجھے سچا کیوں سمجھنے لگے اور اگر میں (جھوٹ موٹ) خطا کا اقرار کر لوں تو اللہ میری پاکی جانتا ہے تو تم مجھ کو سچا سمجھو گے خدا کی قسم اب تو میری اور تمہاری وہی مثل ہے جو یوسفؑ کے باپ کی گزری جب انہوں نے کہا اچھی طرح صبر کرنا یہی میرا کام ہے اور تم جو باتیں بناتے ہو ان میں اللہ ہی میرا مددگار ہے یہ کہہ کر میں نے اپنے بچھونے پر گردن موڑ لی مجھے امید تھی اللہ ضرور مجھ کو پاک کرے گا لیکن میں یہ نہیں سمجھتی تھی کہ میرے باب میں قرآن اترے گا۔ (جو قیامت تک پڑھا جائے گا) میں اپنی حیثیت اتنی نہیں جانتی تھی کہ میرے مقدمہ میں قرآن پڑھا جائے بلکہ مجھے یہ امید تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے مقدمہ میں کوئی خواب دیکھیں گے جس سے اللہ میری پاک دامنی ظاہر کرے گا۔ پھر قسم خدا کی آپ اس جگہ سے سرکے بھی نہ تھے اور نہ گھر کے لوگوں میں سے کوئی باہر گیا تھا اتنے میں آپ پر وحی آنے لگی آپ کو پسینہ آنا شروع ہوا (جیسے وحی کے وقت آیا کرتا تھا) موتیوں کی طرح سردی کے دن میں بھی آپ کے چہرے سے ٹپکتا جب وحی کی حالت ختم ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (خوشی سے) ہنسنے لگے اور پہلے جو بات آپ نے فرمائی وہ یہ تھی مجھ سے فرمایا عائشہ اللہ کا شکر بجا لا اللہ نے تیری پاکی بیان فرما دی اس وقت میری ماں (ام رومان) کہنے لگیں اٹھ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ آپ کا شکریہ ادا کر۔ میں نے کہا اللہ کی قسم میں نہ آپ کے پاس اٹھ کر جاؤں گی نہ آپ کا

أُمِّي: قُومِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: لَا وَاللَّهِ، لَا أَقُومُ إِلَيْهِ وَ
لَا أَحْمَدُ إِلَّا اللَّهَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى- إِنَّ
الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ-
الْآيَاتِ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ هَذَا فِي بَرَاءَتِي
قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ
لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ: وَاللَّهِ لَا أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ
شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ مَا قَالَ لِعَائِشَةَ، فَأَنْزَلَ
اللَّهُ تَعَالَى- وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ
مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ- إِلَى قَوْلِهِ- غَفُورٌ رَحِيمٌ-
فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: بَلَى وَاللَّهِ، إِنِّي لَأُحِبُّ
أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لِي فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ
الَّذِي كَانَ يُجْرِي عَلَيْهِ، وَكَانَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُ زَيْنَبَ
بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي، فَقَالَ:
يَا زَيْنَبُ، مَا عَلِمْتِ مَا رَأَيْتِ؟ فَقَالَتْ:
يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي،
وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا خَيْرًا، قَالَتْ:
وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي فَعَصَمَهَا
اللَّهُ بِالْوَرَعِ، قَالَ: وَحَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، عَنْ
هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ
عَائِشَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ مِثْلَهُ،
قَالَ: وَحَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي
عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ
الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ مِثْلَهُ-

شکریہ کروں گی ۱؎ میں تو اپنے مالک کا شکریہ کروں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں اتاریں ان الذین جاءوا بالافک عصبۃ منکم آخر رکوع تک جب اللہ نے میری پاکی اتاری تو ابوبکر صدیقؓ نے جو پہلے مسطح بن اثاثہ سے قرابت کی وجہ سے کچھ سلوک کیا کرتے یہ قسم کھالی کہ اب میں مسطح سے کبھی کچھ سلوک نہ کروں گا اس نے عائشہ کے باب میں طوفان اٹھایا (نیکی برباد گناہ لازم) اس وقت یہ آیت اتری ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ۔ غفور رحیم۔ تک۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے بیشک میں تو اللہ کی مغفرت کا طالب ہوں (سبحان اللہ ایمان ہو تو ایسا) اور مسطح سے جو سلوک کیا کرتے تھے وہ پھر جاری کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اس طوفان کے زمانہ میں) زینب بنت جحش (میری سوکن) سے میرا حال پوچھتے فرماتے زینب تو کیا سمجھتی ہے تو نے کیا دیکھا ہے وہ کہتیں یا رسول اللہ میں نے جو سنا اور جو دیکھا وہی کہوں گی میں تو عائشہؓ کو پاک دامن ہی سمجھتی ہوں اور آپ کی بی بیوں میں میرے مقابل کی وہی تھیں مگر ان کی پرہیزگاری کی وجہ سے اللہ نے ان کو بچائے رکھا ۲؎ ابوالربیع سلیمان بن داؤد نے کہا ہم سے فلیح نے بیان کیا انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ سے یہی حدیث نقل کی ابوالربیع نے کہا اور ہم سے فلیح نے بیان کیا انہوں نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن اور یحییٰ بن سعید سے انہوں نے قاسم بن محمد بن ابی بکر سے یہی حدیث۔

؎۱ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ساقہ میں معین کیا تھا یعنی لشکر کے عقب میں وہ کیسا کرتے جب سب لوگ روانہ ہو جاتے اس کے بعد چلتے اور گری پڑی چیز جو لوگ بھول جاتے اس کو اٹھا لاتے ۱۲منہ ؎۲ تاکہ حضرت عائشہؓ آسانی سے اونٹ کے ہاتھ پہ پاؤں رکھ کر چڑھ جائیں ۱۲منہ ؎۳ یعنی ان مردودوں نے ناحق کا بہتان اٹھایا کہ معاذاللہ حضرت عائشہؓ صفوان سے ملوث ہو گئیں۔ اے مردود خدا سے ڈرو کہیں ایسی پاک بی بیوں کو ایسے ناپاک خیال کرتے ہیں۔ کوئی ان گدھوں سے اتنا پوچھے کہ اس میں برائی کیا ہوئی کہ حضرت عائشہؓ صفوان کے ساتھ چلی آئیں نہ آتیں تو کیا جنگل میں پڑی رہتیں۔ صفوان بے چارے خود پیدل چلے حضرت عائشہؓ کو اونٹ پر چڑھا دیا انہوں نے حضرت عائشہؓ کا جسم تک نہیں چھوا اگر ضرورت کی حالت میں چھوتے بھی تو کیا مضائقہ تھا۔ تمام صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لونڈی غلام اور بچوں کی طرح تھے اور آپ کی بی بیاں مسلمانوں کی مائیں تھیں ۱۲منہ ؎۴ مناصع ایک مقام کا نام ہے مدینہ سے باہر ۱۲منہ ؎۵ دوسری روایت میں یوں ہے کہ میں چلا کر رونے لگی ابوبکر صدیقؓ اس وقت کوٹھے پر قرآن پڑھ رہے تھے انہوں نے میری والدہ ام رومان سے پوچھا یہ کیوں روتی۔ والدہ نے کہا اس کو وہ خبر ہو گئی جو لوگوں نے طوفان اٹھایا ہے یہ سن کر ان کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے اپنی والدہ سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک بھی یہ خبر پہنچی۔ انہوں نے کہا ہاں۔ پوچھا کیا ابا جان کو بھی معلوم ہوا۔ انہوں نے کہا ہاں۔ یہ سن کر حضرت عائشہؓ بیہوش ہو کر گر پڑیں اور زور کا بخار ان کو چڑھ آیا ۱۲منہ ؎۶ مطلب یہ ہے کہ عائشہؓ ایک بھولی بھالی کم سن لڑکی ہیں وہ بھلا ان باتوں کو کیا جانیں جن کا طوفان ان بدمعاشوں نے اٹھایا ہے۔ طبرانی کی روایت میں یوں ہے بریرہ نے کہا میں تو جب سے حضرت عائشہؓ کے پاس ہوں میں نے کوئی بات نہیں دیکھی اتنا جانتی ہوں کہ میں نے آٹا گوندھ کر رکھا ان سے کہا ذرا دیکھتی رہنا میں آگ لاتی ہوں میں تو ادھر گئی بکری آن کر آٹا کھا گئی۔ ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہؓ کے تزکیہ پر اعتماد کیا ۱۲منہ ؎۷ اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ غیب کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تھا ورنہ اتنے دنوں تک آپ کیوں فکر اور تردد میں رہتے پھر دوسرے بزرگوں یا درویشوں کی کیا بساط ۱۲منہ ؎۸ سعد بن عبادہ سچے مسلمان اور نیک اور صالح بھی تھے مگر قومی حمیت آدمی پر غالب آجاتی ہے چونکہ اوس اور خزرج دونوں قبیلوں میں مدت سے عداوت چلی آتی تھی اسلام کی برکت سے دب گئی تھی سعد بن معاذؓ کا یہ کہنا کہ ہم خزرج کے آدمی کو بھی جیسا آپ حکم دیں گے بجا لائیں گے یعنی ماریں گے اور سزا دیں گے۔ سعد بن عبادہؓ کو ناگوار گزرا ان کا مطلب یہ تھا کہ سعد بن معاذ کون ہیں جو ہم پر حکومت کریں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آدمی کو سزا دیں تو یہ اور بات ہے سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ عبداللہ بن ابی مردود کے طرفدار نہ تھے نہ اس کی تہمت کو سچا سمجھتے تھے ۱۲منہ ؎۹ وہ عاشق رسول اور فنا فی الرسول تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دیتے باوجودت زمن آواز نیامد کہ منم ۱۲منہ ؎۱۰ سبحان اللہ حضرت عائشہؓ گو کم سن تھیں مگر جوہر فائق کہیں مٹ سکتا ہے۔ فصاحت اور بلاغت اور

خوش تقریری حضرت عائشہؓ کی ضرب المثل تھی ایسے سخت رنج اور غصے کے وقت بھی وہ تقریر کی کہ بڑے بڑے ثابت القلب اور مضبوط مردوں سے ہونی دشوار ہے ۱۲ منہ ۱؎ دوسری روایت میں ہے حضرت عائشہؓ نے کہا مجھے اس رنج میں حضرت یعقوبؑ کا نام یاد نہ رہا میں نے یوسف کا باپ کہہ دیا ۱۲ منہ ۲؎ یہ حضرت عائشہؓ نے ناز محبوبیت سے فرمایا اور ان کا ناز بجا تھا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند بدمعاشوں کی بات پر ان سے گمان پیدا کر لیا اور مہینہ کامل تردد میں رہے ان کے پاس بیٹھنا چھوڑ دیا آخر اللہ نے ان کی صفائی بیان کی اور صفائی بھی کیسی اپنے کلام پاک میں جس کی تلاوت قیامت تک جاری ہے سبحان اللہ گو ابتدا میں حضرت عائشہؓ کو صدمہ اور رنج رہا مگر خاتمہ کیسا عمدہ رہا کہ ان کا ذکر خیر قیامت تک ہر مسلمان کے دل اور زبان پر قائم ہو گیا یہ دولت کسی عورت کو نصیب نہیں ہوئی ۱۲ منہ ۳؎ وہ اس طوفان میں شریک نہیں ہوئیں حالانکہ وہ اوّل تو سوکن تھیں دوسرے خوب صورتی اور شرافت میں میرے مقابلہ کی تھیں مگر چونکہ نیک اور پرہیزگار تھیں اس لیے یہی بات انہوں نے کہی رضی اللہ عنہا ۱۲ منہ

بَابٌ - إِذَا زَكَّى رَجُلٌ رَجُلًا كَفَاهُ، وَقَالَ أَبُو جَمِيلَةَ: وَجَدْتُ مَنْبُوذًا فَلَمَّا رَآنِي عُمَرُ قَالَ: عَسَى الغُوَيْرُ أَبْؤُسًا، كَأَنَّهُ يَتَّهِمُنِي، قَالَ عَرِيفِي: إِنَّهُ رَجُلٌ صَالِحٌ، قَالَ: كَذَاكَ اذْهَبْ وَعَلَيْنَا نَفَقَتُهُ.

باب: جب ایک مرد دوسرے مرد کو اچھا کہے تو یہ کافی ہے ۱؎ اور ابوجمیلہ (سنین) نے کہا میں نے ایک لڑکا پڑا پایا حضرت عمرؓ نے مجھ کو دیکھا تو کہنے لگے ایسا نہ ہو یہ غار آفت کا غار ہو ۲؎ گویا انہوں نے مجھ پر برا گمان کیا ۳؎ پھر میرے نقیب نے ان سے کہا نہیں یہ نیک بخت آدمی ہے جب انہوں نے کہا ایسا ہے تو خیر لے جا اس کا خرچ ہم پر ہے ۴؎

۱؎ یعنی ایک شخص کا تزکیہ کافی ہے اور شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک کم سے کم دو شخص تزکیہ کے لیے ضرور ہیں ۱۲ منہ ۲؎ یہ ایک مثل ہے عرب میں اس موقع پر کہی جاتی ہے جہاں ظاہر میں سلامتی کی امید ہو اور در پردہ اس میں ہلاکت ہو۔ ہوا یہ تھا کہ کچھ لوگ جان بچانے کو ایک غار میں جا کر چھپے وہ غار ان پر گر پڑا یا دشمن نے وہیں آ کر ان کو مارا جب سے یہ مثل جاری ہو گئی ۱۲ منہ ۳؎ حضرت عمرؓ یہ سمجھے کہیں اس نے حرام کاری نہ کی ہو اور یہ لڑکا اسی کا نطفہ ہو ۱۲ منہ ۴؎ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص کی گواہی قبول کی ۱۲ منہ ۵؎ یعنی بیت المال سے اس کے کھانے پینے کا خرچ دیا جائے گا اور تو پرورش کر اس کو امام بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ

۸۳۰۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ:

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالوہاب

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَثْنَى رَجُلٌ عَلَى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: وَيْلَكَ، قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ، قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ، مِرَارًا، ثُمَّ قَالَ: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا أَخَاهُ لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُ فُلَانًا وَاللّٰهُ حَسِيبُهُ، وَلَا أُزَكِّي عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا، أَحْسِبُهُ كَذَا وَكَذَا إِنْ كَانَ يَعْلَمُ ذٰلِكَ مِنْهُ۔

نے خبر دی کہا ہم سے خالد حذاء نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہؓ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے دوسرے کی تعریف کی[1] آپ نے فرمایا ارے یہ کیا کہتا ہے تو نے اس کی گردن کاٹی۔ کئی بار آپ نے یہ فرمایا پھر فرمایا اگر تم میں کسی کو اپنے بھائی (مسلمان) کی تعریف کرنے کی ضرورت پڑے تو یوں کہے میں سمجھتا ہوں آگے اللہ خوب جانتا ہے میں اللہ کے سامنے کسی کو بے عیب نہیں کہہ سکتا میں سمجھتا ہوں وہ ایسا ایسا ہے اگر اس کا حال جانتا ہو[2]

[1] ان دونوں شخصوں کا نام معلوم نہیں ہوا بعضے کہتے ہیں تعریف کرنے والا محجن بن اورع تھا اور جس کی تعریف کی اس کا نام عبداللہ بن ذی البجادین تھا ۱۲ منہ [2] یعنی خوب یقین ہو کہ اس میں یہ یہ وصف ہیں۔ اس حدیث سے امام بخاری نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ آپ نے ایک شخص کا تزکیہ جائز رکھا بہ شرطیکہ وہ یاوہ گو نہ ہو اور مدح میں مبالغہ نہ کرے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کی مدح میں مبالغہ کرنا جیسے شاعروں کی عادت ہوتی ہے مکروہ ہے اور دین داری کے خلاف ہے ۱۲ منہ

بَابٌ يُكْرَهُ مِنَ الْإِطْنَابِ فِي الْمَدْحِ، وَلْيَقُلْ مَا يَعْلَمُ۔

باب۔ کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے جتنا جانتا ہو اتنا ہی کہے۔

۸۳۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا: حَدَّثَنِي بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُثْنِي عَلَى رَجُلٍ وَيُطْرِيهِ فِي مَدْحِهِ فَقَالَ: أَهْلَكْتُمْ أَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ۔

ہم سے محمد بن صباح نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن زکریا نے کہا ہم سے برید بن عبداللہ نے انہوں نے ابو بردہ سے انہوں نے ابو موسیٰ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دوسرے کی تعریف کرتے سنا وہ اس کی تعریف میں مبالغہ کر رہا تھا آپ نے فرمایا تم نے اس کو تباہ کیا یا اس کی پیٹھ توڑ ڈالی[1]

لہ آپ کو یہ ڈر ہوا کہیں اس شخص میں تکبر اور غرور پیدا نہ ہو جائے باب کا دوسرا مطلب یعنی جتنا جانتا ہو اتنا ہی کہے گو اس حدیث میں مذکور نہیں ہے مگر جو حدیث ابوبکرہؓ کی اوپر گزری اس میں مذکور ہے اور شاید امام بخاری نے اسی طرف اشارہ کیا اپنی عادت کے موافق ۱۲ منہ

بَابُ بُلُوغِ الصِّبْيَانِ وَشَهَادَتِهِمْ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى - وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا - وَقَالَ مُغِيرَةُ: احْتَلَمْتُ وَأَنَا ابْنُ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً، وَبُلُوغُ النِّسَاءِ إِلَى الْحَيْضِ لِقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ - وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ - إِلَى قَوْلِهِ - أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ - وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ: أَدْرَكْتُ جَارَةً لَنَا جَدَّةً بِنْتَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ -

باب: بچے کب جوان ہوتے ہیں اور ان کی گواہی درست ہے یا نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نور میں) فرمایا اور جب تمہارے بچے احتلام کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اجازت لیں اور مغیرہ بن مقسم نے کہا مجھے بارہ برس کی عمر میں احتلام ہونے لگا تھا لہ اور عورتیں حیض آنے پر جوان ہو جاتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ طلاق میں) فرمایا جو عورتیں حیض سے ناامید ہو گئی ہوں اخیر آیت یضعن حملھن تک اور حسن بن صالح نے کہا ہماری ایک ہمسائی تھی ٹہ وہ اکیس برس کی عمر میں نانی ہو گئی تھی۔

لہ یعنی بارہ برس کی عمر میں جوان ہو گئے تھے کہتے ہیں عمرو بن عاص بھی اپنے بیٹے عبداللہ سے صرف بارہ برس بڑے تھے اہل حدیث اور ہمارے امام احمد بن حنبل اور شافعی کے نزدیک کم مدت بلوغ کی عورت کے لیے حیض اور مرد کے لیے پندرہ سال ہیں جیسے آگے ابن عمرؓ کی روایت میں مذکور ہے بعضوں نے کہا عورت کو جب حیض آنے لگے اور مردوں کو جب احتلام ہونے لگے تو بلوغ ہو گیا اور مالک اور لیث نے کہا جب شرم گاہ پر بال نکل آئیں اور ابو حنیفہؒ نے کہا جب اٹھارہ یا انیس سال کی عمر ہو اور حق یہ ہے کہ بلوغ کی میعاد مقرر نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ ہر ملک کی آب و ہوا پر منحصر ہے عرب میں اور گرم ملکوں میں عورت دس برس کی جوان ہو جاتی ہے اور سرد ملکوں میں جیسے روس وغیرہ ہیں بیس برس تک عورت جوان نہیں ہوتی۔ اب رہی بچوں کی گواہی تو جمہور علماء نے اس کو جائز نہیں رکھا ہے مگر امام مالک نے کہا اگر بچے آپس میں ایک دوسرے سے لڑیں اور زخمی کریں تو ان کی گواہی منظور ہو گی ۱۲ منہ ٹہ اس کو دینوری نے مجالست میں وصل کیا یحییٰ بن آدم سے انہوں نے حسن بن صالح سے ۱۲ منہ

---

۸۳۲ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ

ہم سے عبید اللہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے کہا مجھ سے عبید اللہ بن عمر نے کہا مجھ

قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْنِي، ثُمَّ عَرَضَنِي يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فَأَجَازَنِي، قَالَ نَافِعٌ: فَقَدِمْتُ عَلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ خَلِيفَةٌ فَحَدَّثْتُهُ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ: إِنَّ هَذَا الْحَدُّ بَيْنَ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ، وَكَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ أَنْ يَفْرِضُوا لِمَنْ بَلَغَ خَمْسَ عَشْرَةَ۔

سے نافع نے کہا مجھ سے عبداللہ بن عمرؓ نے کہ وہ اُحد کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئے اس وقت ان کی عمر چودہ برس کی تھی آپ نے ان کو لشکر میں شریک نہیں کیا پھر خندق کے دن پیش ہوئے اس وقت پندرہ برس کی عمر تھی آپ نے منظور کیا نافع نے کہا میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا جب وہ خلیفہ تھے اور ان سے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے کہا بس بالغ اور نابالغ کی یہی حد رکھنی چاہیے اور اپنے نائبوں کے نام حکم لکھا کہ جو مسلمان پندرہ سال کا ہو جائے اس کا حصہ (لشکر والوں میں) لگائیں۔

۸۳۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے صفوان بن سلیم نے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جمعہ کے دن ہر اس شخص پر غسل واجب ہے جس کو احتلام ہوتا ہو[1]

[1] اس سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ احتلام سے مرد جوان ہو جاتا ہے گو اس کی عمر پندرہ سال کو نہ پہنچی ہو۔ ۱۲ منہ

بَابُ سُؤَالِ الْحَاكِمِ الْمُدَّعِي، هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ؟ قَبْلَ الْيَمِينِ۔

باب: مدعا علیہ کو قسم دلانے سے پہلے حاکم کا مدعی سے یہ پوچھنا تیرے پاس گواہ ہیں۔

۸۳۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو ابومعاویہ نے خبر دی انہوں نے اعمش سے انہوں نے شقیق سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ، قَالَ: فَقَالَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ: فِيَّ وَاللّٰهِ كَانَ ذٰلِكَ، كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِي فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَكَ بَيِّنَةٌ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَقَالَ لِلْيَهُودِيِّ: احْلِفْ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ: إِذًا يَحْلِفَ وَيَذْهَبَ بِمَالِي، قَالَ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى - إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا - إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کا مال مار لینے کی نیت سے جھوٹی قسم (جس کو وہ جھوٹی سمجھتا ہو) کھائے تو وہ خدا سے جب ملے گا خدا اس پر غصے ہوگا اشعث بن قیس نے (یہ حدیث سن کر) کہا یہ حدیث تو میرے باب میں ہی آپ نے فرمائی ہوا یہ کہ مجھ میں اور ایک یہودی (جفشیش) میں ایک زمین ساجھے میں تھی وہ مکر گیا میں اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا آپ نے مجھ سے فرمایا تیرے پاس گواہ ہیں میں نے عرض کیا نہیں تب آپ نے یہودی سے فرمایا اچھا تو قسم کھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ قسم کھا کر میرا مال اڑا لے گا اس وقت اللہ تعالیٰ نے (سورۂ آل عمران کی) یہ آیت اتاری جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر دنیا کا تھوڑا مال لیتے ہیں اخیر آیت تک۔

بَابٌ - الْيَمِينُ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ فِي الْأَمْوَالِ وَالْحُدُودِ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ، وَقَالَ قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ: كَلَّمَنِي أَبُو الزِّنَادِ فِي شَهَادَةِ الشَّاهِدِ، وَيَمِينِ الْمُدَّعِي فَقُلْتُ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى - وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى - قُلْتُ: إِذَا كَانَ يُكْتَفَى بِشَهَادَةِ شَاهِدٍ وَيَمِينِ الْمُدَّعِي فَمَا

باب: دیوانی اور فوجداری دونوں مقدموں میں مدعا علیہ سے قسم لینا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[1] یا تو دو گواہ لا نہیں تو اس سے قسم لے اور قتیبہ نے کہا[2] ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن شبرمہ سے جو کوفہ کے قاضی تھے انہوں نے کہا مجھ سے ابوالزناد نے (جو مدینہ کے قاضی تھے) ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ کرنے میں گفتگو کی[3] میں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنے مردوں میں سے دو مردوں کو گواہ کر لو اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد دو عورتیں ان لوگوں میں سے جن کو تم پسند کرتے ہو اگر ایک عورت بھول جائے تو دوسری اسکو یاد دلا دے میں نے کہا جب ایک گواہ کی گواہی اور مدعی کی قسم پر فیصلہ ہو سکتا ہے تو پھر یہ فرمانے کی کیا ضرورت

يَحْتَاجُ أَنْ تُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى، مَا كَانَ يَصْنَعُ بِذِكْرِ هَذِهِ الْأُخْرَى؟

یعنی اگر ایک بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلائے دوسری عورت کے یاد دلانے سے فائدہ ہی کیا ہے ؎۱

؎۱ یہ حدیث آگے چل کر خود امام بخاری نے وصل کی ہے ۱۲ منہ ؎۲ قتیبہ امام بخاری کے شیخ ہیں تو یہ تعلیق نہیں ہے ۱۲ منہ ؎۳ ابو الزناد مدینہ کے قاضی تھے جو شیخ ہیں امام مالکؒ کے مدینہ والے اور شافعی اور احمد اور اہل حدیث سب اس کے قائل ہیں کہ مدعی کے پاس ایک ہی گواہ ہو تو مدعی سے قسم لے کر ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کردیں مدعی کی قسم دوسرے گواہ کی قائم مقام ہو جائے گی اور یہ امر صحیح حدیث سے ثابت ہے جس کو امام مسلم نے ابن عباسؓ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ کیا اور اصحاب سنن نے اس کو ابو ہریرہؓ اور جابرؓ سے نکالا ابن خزیمہ نے کہا یہ حدیث صحیح ہے ابن شبرمہ کوفے کے قاضی تھے اہل کوفہ جیسے امام ابو حنیفہؒ وغیرہ اس کو جائز نہیں کہتے اور صحیح حدیث کے برخلاف آیت قرآن سے استدلال کرتے ہیں حالانکہ آیت قرآن حدیث کے برخلاف نہیں ہو سکتی اور قرآن کا جاننے والا اور سمجھنے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی نہ تھا ۱۲ منہ ؎۴ یہ استدلال ابن شبرمہ کا صحیح نہیں ہے کیونکہ قرآن میں معاملہ کرنے والوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ معاملہ کرتے وقت دو مردوں یا ایک مرد دو عورتوں کو گواہ کرلیں۔ دو عورتیں اس لیے رکھیں کہ ناقص العقل اور ناقص الحفظ ہوتی ہیں ایک بھول جائے تو دوسری یاد دلائے اور یہ ظاہر ہے کہ مدعی سے جو قسم لی جاتی ہے وہ اسی وقت جب نصاب شہادت کا پورا نہ ہو اگر ایک مرد اور دو عورتیں یا دو مرد موجود ہوں تب مدعی سے قسم لینے کی ضرورت نہیں۔ امام شافعیؒ نے فرمایا یمین مع الشاہد کی حدیث قرآن کے خلاف نہیں ہے بلکہ حدیث میں بیان ہے اس امر کا جس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے خود ہم کو یہ حکم دیا ہے کہ ہم اس کے پیغمبر کے حکم پر چلیں اور جس چیز سے آپ نے منع کیا اس سے باز رہیں۔ میں کہتا ہوں کہ قرآن میں تو یہ ذکر ہے کہ اپنے پاؤں وضو میں دھوؤ پھر حنفیہ موزوں پر مسح کرنا کیوں جائز رکھتے ہیں۔ اسی طرح قرآن میں یہ ذکر ہے کہ اگر پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو اور حنفیہ اس کے برخلاف ایک ضعیف حدیث کی رو سے نبیذ تمر سے وضو کرنا کیوں جائز سمجھتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ نبیذ تمر کی ضعیف اور مجہول حدیث کو ضعیف قرار دے کر اس سے کتاب اللہ پر زیادت جائز سمجھتے ہیں اور یمین مع الشاہد کی صحیح اور مشہور حدیث کو رد کرتے ہیں ویل ہذا الاظلم عظیم ۱۲ منہ

---

۸۳۵ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: كَتَبَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے نافع بن عمر نے انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے کہا عبد اللہ بن عباسؓ نے (مجھ کو) لکھا

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالْيَمِينِ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعی علیہ کو قسم دلانے کا حکم دیا ل۱

ل۱ یعنی جب مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں بیہقی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے مرفوعاً یوں نکالا البینۃ علی من ادعی والیمین علی من انکر معلوم ہوا کہ مدعیٰ علیہ پر اس حال میں قسم کھانا لازم ہوگا جب مدعی کے پاس شہادت نہ ہو اور مدعیٰ علیہ میں اختلاط اور ربط ہو یا نہ ہو شافعی اور اہل حدیث اور جمہور علما کا بھی یہی قول ہے لیکن امام مالکؒ کہتے ہیں کہ مدعیٰ علیہ سے اسی وقت قسم لی جائے گی جب اس میں اور مدعی میں ارتباط اور اختلاف اور معاملات ہوں ورنہ ہر شخص شریف آدمیوں کو قسم کھلانے کے لیے جھوٹے دعوے ان پر کر دے گا ۱۲ منہ

بَابٌ :-

۸۳۶ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ، ثُمَّ أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقَ ذَلِكَ - إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ - إِلَى - عَذَابٌ أَلِيمٌ ثُمَّ إِنَّ الْأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ خَرَجَ إِلَيْنَا، فَقَالَ: مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ فَحَدَّثْنَاهُ بِمَا قَالَ، فَقَالَ: صَدَقَ، لَفِيَّ أُنْزِلَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُومَةٌ فِي شَيْءٍ فَاخْتَصَمْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُ إِذًا يَحْلِفُ وَلَا يُبَالِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

باب :-

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے کہا عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا جو شخص (جھوٹی) قسم کھا کر کسی کا مال مارلے تو وہ جب اللہ سے ملے گا اللہ اس پر غصے ہوگا پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کی تصدیق اتاری فرمایا جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر عذاب الیم تک جب عبداللہ یہ حدیث بیان کر چکے تو اشعث بن قیس ہمارے سامنے آئے انہوں نے پوچھا ابو عبدالرحمن (عبداللہ بن مسعودؓ) نے تم سے کیا حدیث بیان کی۔ ہم نے ان سے کہہ دی انہوں نے کہا عبداللہ سچے ہیں یہ آیت میرے ہی باب میں اتری ایسا ہوا مجھ میں اور ایک شخص (یہودی معدان بن اسود بن معدیکرب جفشیش) میں کچھ جھگڑا ہوا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا آپ نے فرمایا یا تو دو گواہ لا یا اس سے قسم لے ل۱ میں نے عرض کیا وہ تو قسم کھالے گا کچھ پرواہ نہیں کرنے کا تب آپ نے فرمایا جو شخص

مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ ثُمَّ اقْتَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ.

جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال مارے گا تو جب اللہ سے ملے گا، اللہ اس پر غصے ہو گا بعد اس کے اللہ نے اپنی کتاب میں اس کی تصدیق اتاری اور آپ نے یہی آیت پڑھی۔

لہ بعضے حنفیہ نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ یمین مع الشاہد پر فیصلہ کرنا درست نہیں اور یہ استدلال فاسد ہے کس لیے کہ یمین مع الشاہد شاہدین کی شق میں داخل ہے تو مطلب یہ ہے کہ دو گواہ لانا اس طرح سے کہ دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں یا ایک مرد اور ایک قسم ورنہ مدعیٰ علیہ سے قسم لے۔ یہ حنفیہ اتنا غور نہیں کرتے کہ اللہ اور پیغمبر کے کلام کو باہم ملانا بہتر ہے یا ان میں مخالفت ڈالنا ایک پر عمل کرنا ایک کو ترک کرنا ۱۲ منہ

بَابٌ- إِذَا ادَّعَى أَوْ قَذَفَ فَلَهُ أَنْ يَلْتَمِسَ الْبَيِّنَةَ وَيَنْطَلِقَ لِطَلَبِ الْبَيِّنَةِ-

باب:۔ اگر کسی نے کوئی دعویٰ کیا یا (اپنی عورت پر) زنا کا جرم لگایا اور گواہ لانے کے لیے مہلت چاہی لہ

لہ تو مہلت دی جائے گی جیسے حساب دیکھنے کے لیے مہلت دی جائے گی اگر مہلت کے بعد ایک گواہ لایا تو دوسرا گواہ حاضر کرنے کے لیے اور مہلت دی جائے گی ۱۲ منہ

۸۳۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِيكِ بْنِ سَحْمَاءَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْبَيِّنَةَ أَوْ حَدًّا فِي ظَهْرِكَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِذَا رَأَى

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن ابی عدی نے انہوں نے ہشام بن حسان سے کہا ہم سے عکرمہ نے بیان کیا انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ ہلال بن امیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی جورو پر شریک بن سحماء سے زنا کرانے کا جرم لگایا آپ نے فرمایا یا تو (اس جرم کے ثابت کرنے کے لیے چار) گواہ لا ورنہ اپنی پیٹھ پر کوڑے لگنا قبول کر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی اپنی

أَحَدُنَا عَلَى امْرَأَتِهِ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ؟ فَجَعَلَ يَقُولُ: الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ، فَذَكَرَ حَدِيثَ اللِّعَانِ۔

جورو کو برا کام کرتے دیکھے تو کیا گواہ ڈھونڈھنے کے لیے (دوڑتا) جائے آپ برابر یہی فرماتے رہے گواہ لا نہیں تو پیٹھ پر کوڑے لگا پھر ابن عباسؓ نے لعان کی حدیث بیان کی۔

بَابُ الْيَمِينِ بَعْدَ الْعَصْرِ

باب۔ عصر کی نماز کے بعد (جھوٹی) قسم کھانا اور زیادہ گناہ ہے۔

۸۳۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِطَرِيقٍ يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّبِيلِ، وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا، فَإِنْ أَعْطَاهُ مَا يُرِيدُ وَفَى لَهُ وَإِلَّا لَمْ يَفِ لَهُ، وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهِ كَذَا وَكَذَا، فَأَخَذَهَا۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے بات نہیں کرنے کا نہ ان کو دیکھے گا نہ ان کو (گندگی سے) پاک کرے گا اور ان کو دکھ کی مار پڑے گی ایک وہ شخص جس کے پاس رستے میں ضرورت سے زیادہ پانی ہو اور وہ مسافر کو نہ دے دوسرے وہ جو دنیا کے لیے (حاکم سے) بیعت کرے اگر اس کی خواہش کے موافق اس کو دے تو بیعت پر قائم رہے ورنہ توڑ دے تیسرے وہ شخص جو عصر کے بعد مول تول میں جھوٹی قسم کھائے کہ اس کو یہ چیز اتنے میں پڑی ہے اور اس کے کہنے پر دوسرا شخص (دھوکا کھا کر) خرید لے۔

بَابٌ يَحْلِفُ الْمُدَّعَى عَلَيْهِ حَيْثُمَا وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْيَمِينُ، وَلَا يُصْرَفُ مِنْ مَوْضِعٍ إِلَى غَيْرِهِ، قَضَى مَرْوَانُ بِالْيَمِينِ عَلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: أَحْلِفُ لَهُ مَكَانِي فَجَعَلَ زَيْدٌ يَحْلِفُ وَأَبَى أَنْ يَحْلِفَ عَلَى الْمِنْبَرِ،

باب۔ مدعیٰ علیہ پر جہاں قسم کھانے کا حکم دیا جائے وہیں قسم کھالے یہ ضرور نہیں کہ دوسری جگہ پر جا کر قسم کھائے[1] اور مروان نے زید بن ثابت کو منبر شریف پر قسم کھانے کا حکم دیا زید نے کہا میں یہیں قسم کھاؤں گا اور قسم کھانے لگے اور منبر پر قسم کھانے سے انکار کر دیا۔ مروان زید پر تعجب کرنے لگا[2] اور آنحضرت

فَجَعَلَ مَرْوَانُ يَعْجَبُ مِنْهُ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ وَلَمْ يَخُصَّ مَكَانًا دُونَ مَكَانٍ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعث سے فرمایا یا تو گواہ لا نہیں تو اس سے قسم لے اور آپ نے یہ نہیں تخصیص کی کہ فلاں جگہ یا فلاں جگہ۔

لہ مثلاً مدعی کہے کہ مسجد میں چل کر قسم کھا تو مدعی علیہ پر ایسا کرنا لازم نہیں ہے حنفیہ کا یہی قول ہے اور حنابلہ بھی اسی کے قائل ہیں اور شافعیہ کے نزدیک اگر قاضی مناسب سمجھے تو ایسا حکم دے سکتا ہے گو مدعی اس کی خواہش نہ کرے ۱۲ منہ سلہ اس کو امام مالک نے موطا میں وصل کیا زید بن ثابت اور عبداللہ بن مطیع میں ایک مکان کی بابت جھگڑا ہوا تھا مروان اس وقت معاویہؓ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا اس نے زیدؓ کو منبر پر جا کر قسم کھانے کا حکم دیا زید نے انکار کیا اور زید کے قول پر عمل کرنا بہتر ہے مروان کی رائے پر عمل کرنے سے لیکن حضرت عثمانؓ سے بھی مروان کی رائے کے مطابق منقول ہے کہ منبر کے پاس قسم کھائی جائے امام شافعیؒ نے کہا مصحف پر قسم دلانے میں قباحت نہیں ۱۲ منہ سلہ یہ حدیث اوپر موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ منہ

۸۳۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالًا لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے، انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (جھوٹی) قسم کھائے کسی کا مال مار لینے کو وہ جب اللہ سے ملے گا تو اللہ اس پر غصے ہوگا۔

بَابٌ۔ إِذَا تَسَارَعَ قَوْمٌ فِي الْيَمِينِ۔

باب۔ جب چند آدمی ہوں اور ہر ایک قسم کھانے میں جلدی کرے تو پہلے کس سے قسم لی جاتے۔

۸۴۰۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَ عَلَى قَوْمٍ الْيَمِينَ فَأَسْرَعُوا فَأَمَرَ

ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے ہمام سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں سے فرمایا قسم کھاؤ ہر ایک جلدی کرنے لگا آپ نے فرمایا قرعہ

أَنْ يُسْهِمَ بَيْنَهُمْ فِي الْيَمِينِ أَيُّهُمْ يَحْلِفُ۔

ڈالو اور جس کا نام قرعہ میں پہلے نکلے وہی پہلے قسم کھائے [1]

[1] ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں یوں ہے کہ دو شخصوں نے ایک چیز کا دعویٰ کیا اور کسی کے پاس گواہ نہ تھے آپ نے فرمایا قرعہ ڈالو اور جس کا نام نکلے وہ قسم کھائے اور حاکم کی روایت میں یوں ہے کہ دو آدمیوں نے ایک اونٹ کا دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہ پیش کیے آپ نے وہ اونٹ آدھوں آدھ دونوں کو دلا دیا ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ نے قرعہ کا حکم دیا اور جس کا نام قرعہ میں نکلا اس کو دلا دیا ۱۲ منہ

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى۔ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔

باب:۔ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ آل عمران میں) فرمایا جو لوگ اللہ کو درمیان دے اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا مول لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے بات نہیں کرے گا، نہ انکو دیکھے گا نہ ان کو (گندگی سے) پاک کرے گا اور اُن کو دکھ کی مار پڑے گی۔

۸۴۱۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ أَبُو إِسْمَاعِيلَ السَّكْسَكِيُّ: سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: أَقَامَ رَجُلٌ سِلْعَتَهُ فَحَلَفَ بِاللهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا مَا لَمْ يُعْطِهَا، فَنَزَلَتْ۔ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا۔ قَالَ ابْنُ أَبِي أَوْفَى: النَّاجِشُ آكِلُ رِبًا خَائِنٌ۔

مجھ سے اسحاق (بن راہویہ یا ابن منصور) نے بیان کیا کہا ہم کو یزید بن ہارون نے خبر دی کہا ہم کو عوام بن حوشب نے کہا مجھ سے ابراہیم ابواسمٰعیل سکسکی نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ (صحابی) سے سُنا وہ کہتے تھے ایک شخص (نام نامعلوم) نے بازار میں اپنا سامان رکھا قسم کھائی میں نے یہ اتنے کو خریدا ہے حالانکہ اتنے کو نہیں خریدا تھا اس وقت یہ آیت اتری جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا مول لیتے ہیں اور عبداللہ بن ابی اوفیٰ نے کہا بخش کرنے والا گویا سود خوار چور ہے [1]

[1] بخش کا بیان اوپر گزر چکا ہے یعنی مال کا مول اس نیت سے بڑھانا کہ دوسرا دھوکا کھائے اور خرید لے ۱۲ منہ

۸۴۲- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ كَاذِبًا لِيَقْتَطِعَ مَالَ الرَّجُلِ، أَوْ قَالَ أَخِيهِ، لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ، وَأَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ فِي الْقُرْآنِ- إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا- إِلَى قَوْلِهِ- عَذَابٌ أَلِيمٌ- فَلَقِيَنِي الْأَشْعَثُ فَقَالَ: مَا حَدَّثَكُمْ عَبْدُ اللهِ الْيَوْمَ؟ قُلْتُ: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فِيَّ أُنْزِلَتْ-

ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے سلیمان سے انہوں نے ابو وائل سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے کسی کا مال مار لینے کو یا یوں فرمایا اپنے مسلمان بھائی کا مال مار لینے کو وہ جب اللہ سے ملے گا تو اللہ اس پر غصے ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق قرآن میں اتاری فرمایا جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال کماتے ہیں اخیر آیت تک ابو وائل نے کہا پھر مجھ سے اشعث بن قیس ملے انہوں نے پوچھا عبداللہ نے تم سے آج کونسی حدیث بیان کی میں نے کہا یہ انہوں نے کہا یہ آیت تو میرے ہی باب میں اتری۔

بَابٌ- كَيْفَ يُسْتَحْلَفُ؟ قَالَ تَعَالَى- يَحْلِفُونَ بِاللهِ- وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ- ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا- يُقَالُ: بِاللهِ وَتَاللهِ وَوَاللهِ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَرَجُلٌ حَلَفَ بِاللهِ كَاذِبًا بَعْدَ الْعَصْرِ، وَلَا يُحْلَفُ بِغَيْرِ اللهِ-

باب: قسم کیونکر لی جائے: اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ توبہ میں) فرمایا اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں تم کو راضی کرنے کے لئے اور (سورۂ نساء میں) فرمایا پھر تیرے پاس اللہ کی قسم کھاتے آتے ہیں ہماری نیت تو بھلائی اور ملاپ کی تھی[1] قسم میں یوں کہا جائے باللہ تاللہ واللہ[2] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[3] ایک وہ شخص جس نے عصر کے بعد اللہ کی جھوٹی قسم کھائی اور اللہ کے سوا دوسرے کسی کی قسم نہ کھائیں[4]

---

[1] بعضے نسخوں میں اور دو آیتیں مذکور ہیں۔ ویحلفون باللہ انہم لمنکم اور فیقسمان باللہ لشہادتنا احق من شہادتہما۔ ان آیتوں کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ قسم میں تغلیظ یعنی سختی ضرور نہیں صرف اللہ کی قسم کھانا کافی ہے ۱۲ منہ [2] عرب میں باللہ تاللہ واللہ یہ تینوں کلمے قسم میں کہے جاتے ہیں ۱۲ منہ [3] یہ حدیث اوپر موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ منہ [4] یہ امام بخاری کا کلام ہے ہماری شریعت میں اللہ کے سوا دوسرے کسی کی قسم کھانا درست نہیں نہ اس قسم کا کوئی اعتبار ہے مثلاً کوئی پیغمبر یا امام یا ولی کے نام کی قسم کھائے

تو اول تو گناہ گار ہوگا دوسرے وہ قسم محض لغو ہوگی صحیح حدیث میں ہے جس نے اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کھائی تو اس نے شرک کیا دوسری میں ہے جو کوئی قسم کھانا چاہے تو اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے ۱۲ منہ

۸۴۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُهُ عَنِ الإِسْلاَمِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ، فَقَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: لاَ إِلاَّ أَنْ تَطَوَّعَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَصِيَامُ رَمَضَانَ، قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ: لاَ إِلاَّ أَنْ تَطَوَّعَ، قَالَ: وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكَاةَ، قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: لاَ إِلاَّ أَنْ تَطَوَّعَ، فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ: وَاللَّهِ لاَ أَزِيدُ عَلَى هَذَا وَلاَ أَنْقُصُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ۔

ہم سے اسمٰعیل بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے اپنے چچا ابو سہیل سے انہوں نے اپنے باپ (مالک بن ابی عامر) سے انہوں نے طلحہ بن عبیداللہ سے سنا وہ کہتے تھے ایک شخص (ضمام بن ثعلبہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا معلوم ہوا وہ آپ سے اسلام کو پوچھ رہا تھا آپ نے فرمایا اسلام کیا ہے رات دن میں پانچ نمازیں پڑھنا وہ کہنے لگا ان پانچ کے سوا اور بھی کوئی نماز مجھ پر ہے آپ نے فرمایا نہیں مگر نفل پڑھے تو اور بات ہے پھر آپ نے فرمایا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ وہ کہنے لگا اس کے سوا اور بھی کوئی روزہ مجھ پر ہے آپ نے فرمایا نہیں مگر نفل رکھنا چاہے تو خیر طلحہ نے کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زکوٰۃ کا ذکر کیا اس نے کہا اور بھی کوئی خیرات مجھ پر ہے آپ نے فرمایا نہیں مگر نفل صدقہ دینا چاہے تو اور بات ہے پس وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا کہتا جاتا تھا خدا کی قسم میں نہ اس سے بڑھاؤں گا نہ گھٹاؤں گا آپ نے فرمایا اگر یہ سچ کہتا ہے تو اس نے مراد پائی۔ ؎

؎ یعنی بہشت میں جائے گا دوزخ سے بچے گا باب کا مطلب اس سے نکلتا ہے کہ اس نے کہا قسم خدا کی معلوم ہوا قسم میں یہی کافی ہے یعنی واللہ کہنا ۱۲ منہ

۸۴۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ قَالَ: ذَكَرَ نَافِعٌ، عَنْ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے کہا ہم سے نافع نے

عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ.

عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قسم کھانا چاہے تو اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے [۱]

[۱] قسطلانی نے کہا معلوم ہوا کہ کسی مخلوق کی قسم کھانا قصد کر کے مکروہ ہے اگر بلا قصد زبان سے نکل جائے تو گناہ گار نہ ہوگا جیسے طلحہ کی حدیث میں جو اوپر گزری ایک روایت یوں ہے۔ افلح وابیہ ان صدق مخلوق میں پیغمبر صلعم اور کعبہ اور جبرئیل اور صحابہ و تابعین بزرگ درویش فقیر ولی سب داخل ہیں۔ نسائی نے روایت کیا اور ابن حبان نے اس کو صحیح کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے باپ دادا کی قسم نہ کھاؤ نہ ماں نانی کی کسی کی قسم اللہ کے سوا نہ کھاؤ قسطلانی نے کہا اگر کوئی اللہ کے سوا دوسرے کسی کو اللہ کی طرح بزرگ سمجھ کر قسم کھائے تو وہ کافر ہو جائے گا اور جو بے قصد زبان سے کسی دوسرے کی قسم نکل جائے تو کراہت نہ ہوگی لیکن قسم لغو ہوگی یعنی اس کے خلاف کرنے میں کچھ کفارہ لازم نہ ہوگا ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ أَقَامَ الْبَيِّنَةَ بَعْدَ الْيَمِينِ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَلْحَنُ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، وَقَالَ طَاوُسٌ وَإِبْرَاهِيمُ وَشُرَيْحٌ: الْبَيِّنَةُ الْعَادِلَةُ أَحَقُّ مِنَ الْيَمِينِ الْفَاجِرَةِ.

باب: جو شخص مدعیٰ علیہ کے قسم کھا لینے کے بعد پھر گواہ پیش کرے [۱] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [۲] کبھی تم میں کوئی دلیل بیان کرنے میں دوسرے سے بڑھ کر ہوتا ہے اور طاؤس اور ابراہیم نخعی اور شریح نے کہا [۳] معتبر گواہ جھوٹی قسم کی نسبت زیادہ قابل قبول ہیں۔

[۱] تو اس کے گواہ قبول ہوں گے اہل کوفہ اور شافعی اور احمد کا یہی قول ہے امام مالک کہتے ہیں اگر مدعی کو اپنے گواہوں کا علم نہ تھا اور اس نے مدعیٰ علیہ سے قسم لے لی پھر گواہوں کا علم ہوا تو گواہ قبول ہوں گے اور جو گواہوں کا علم ہوتے ساتھ اس نے گواہ پیش نہیں کیے اور قسم لے لی تو اب گواہ منظور نہ ہوں گے ۱۲ منہ [۲] یہ حدیث اسی باب میں موصولاً مذکور ہے ۱۲ منہ [۳] حافظ نے کہا طاؤس اور ابراہیم کا قول مجھ کو موصولاً نہیں ملا لیکن شریح کے قول کو بغوی نے جعدیات میں وصل کیا ۱۲ منہ

۸۴۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے زینب سے انہوں نے ام سلمہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ

رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَلْحَنُ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا بِقَوْلِهِ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ فَلَا يَأْخُذْهَا۔

علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جھگڑتے آتے ہو اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک تم میں دوسرے سے دلیل بیان کرنے میں بڑھ کر ہوتا ہے (قوت بیان بڑھ کر رکھتا ہے) پھر میں (غلطی سے) اگر اس کے بھائی کا حق اس کو دلا دوں تو وہ (حلال نہ سمجھے) اس کو نہ لے[1] میں اس کو دوزخ کا ایک ٹکڑا دلاتا ہوں۔

[1] اس حدیث سے امام مالک اور شافعی اور امام احمد اور جمہور علماء کا مذہب ثابت ہوا کہ قاضی کا حکم ظاہراً نافذ ہوتا ہے نہ باطناً یعنی قاضی اگر غلطی سے کوئی فیصلہ کرے تو فیما بینہ وبین اللہ جس کے موافق فیصلہ کرے اس کے لیے وہ شئے درست نہ ہوگی اور حنفیہ کا رد ہوا جن کے نزدیک قاضی کی قضا ظاہراً اور باطناً دونوں طرح نافذ ہو جاتی ہے۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ پیغمبر صاحب کو بھی دھوکا ہو جانا ممکن تھا اور آپ کو علم غیب نہ تھا اور جب آپ سے جو سارے جہان سے افضل تھے غلطی ہو جانا ممکن ہوا تو اور کسی قاضی یا مجتہد یا امام یا عالم کی کیا حقیقت اور کیا ہستی ہے اور بڑا بے وقوف ہے وہ شخص جو کسی مجتہد یا پیر یا درویش یا ولی کو خطا سے معصوم سمجھے ۱۲ منہ

بَابُ مَنْ أَمَرَ بِإِنْجَازِ الْوَعْدِ، وَفَعَلَهُ الْحَسَنُ۔ وَذَكَرَ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ۔ وَقَضَى ابْنُ الْأَشْوَعِ بِالْوَعْدِ وَذَكَرَ ذَلِكَ عَنْ سَمُرَةَ، وَقَالَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ صِهْرًا لَهُ فَقَالَ: وَعَدَنِي فَوَفَّانِي، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: رَأَيْتُ إِسْحَاقَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ يَحْتَجُّ بِحَدِيثِ ابْنِ أَشْوَعَ۔

باب: وعدے کا پورا کرنا ضرور ہے[1]۔ اور امام حسن بصری نے اس کو پورا کرایا اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ مریم میں حضرت اسمٰعیل کا ذکر کیا ان کا وعدہ سچا ہوتا تھا اور سعید بن اشوع نے وعدہ پورا کرنے کا حکم دیا[2] اور سمرہ بن جندبؓ صحابی سے ایسا ہی نقل کیا اور مسور بن مخرمہ (صحابیؓ) نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ اپنے ایک داماد (ابو العاص) کا ذکر کرتے تھے اس نے جو وعدہ مجھ سے کیا وہ پورا کیا[3] امام بخاریؒ نے کہا میں نے اسحاق بن راہویہ (مجتہد مشہور) کو دیکھا وہ وعدے کو پورا کرنے کے وجوب پر ابن اشوع کی حدیث سے دلیل لیتے۔

[1] امام بخاری اور بعضے علماء کا یہی قول ہے کہ وعدہ پورا کرنا چاہیے اگر کوئی نہ کرے تو قاضی پورا کرائے گا لیکن جمہور علماء کہتے ہیں کہ وعدہ پورا کرنا مستحب ہے اور اخلاقاً ضرور ہے پر قاضی جبراً اس کو پورا نہیں کرا سکتا ۱۲ منہ [2] کہتے ہیں حضرت

اسمٰعیلؑ نے ایک شخص سے وعدہ کیا کہ میں فلاں مقام پر تجھ سے ملوں گا حضرت اسمٰعیل وعدے کے موافق اس مقام پر پہنچے وہ شخص نہ آیا آپ اس کے انتظار میں دوسرے دن تک وہیں ٹھہرے رہے غرض صدق وعدہ انبیاؑ کی خصلت ہے اور خلف وعدہ منافقوں کا شیوہ اور آیت کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون سے وعدہ پورا کرنے کا وجوب نکلتا ہے ۱۲ منہ ؎ اس کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی تفسیر میں نکالا ۱۲ منہ ؎ مشرکوں نے ابو العاص سے کہا کہ علیا حضرت زینبؓ کو طلاق دے دو انہوں نے نہ سُنا اور جب قید ہو کر مدینہ میں آئے آپ نے ان سے فرمایا مکے جا کر زینب کو یہاں بھیج دو انہوں نے بھیج دیا ۱۲ منہ

٨٤٦- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ أَنَّ هِرَقْلَ قَالَ لَهُ: سَأَلْتُكَ مَاذَا يَأْمُرُكُمْ؟ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ أَمَرَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ، قَالَ: وَهٰذِهِ صِفَةُ نَبِيٍّ-

ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے نقل کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے ان سے عبد اللہ بن عباسؓ نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے ابو سفیان کہتا تھا کہ ہرقل (بادشاہ روم) نے اس سے کہا میں نے تجھ سے پوچھا یہ پیغمبر تم کو کیا حکم دیتا ہے تو نے کہا نماز اور سچ بولنے اور حرام کاری سے بچنے اور وعدہ پورا کرنے اور امانت کو ادا کرنے کا ؎ ہرقل نے کہا پیغمبر کی یہی صفت ہوتی ہے۔

؎ یہیں سے امام بخاری نے وعدہ پورا کرنے کا وجوب نکالا ۱۲ منہ

بَابٌ:-

باب:

٨٤٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے انہوں نے ابو سہیل نافع بن مالک بن ابی عامر سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کہے تو جھوٹ جب

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ۔

اس کے پاس امانت رکھیں تو چوری کرے جب وعدہ کرے تو خلاف ؎

؎ یہ حدیث کتاب الایمان میں مع شرح گزر چکی ہے امام بخاریؒ نے کہا اس سے وفائے وعدہ کا وجوب نکلا کس لیے کہ اگر واجب نہ ہوتا تو خلف وعدہ نفاق کی نشانی نہ ہوتا ۱۲ منہ

۸۴۸۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ لَمَّا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ أَبَا بَكْرٍ مَالٌ مِنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ كَانَتْ لَهُ قِبَلَهُ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا، قَالَ جَابِرٌ: فَقُلْتُ وَعَدَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْطِيَنِي هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا، فَبَسَطَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ جَابِرٌ: فَعَدَّ فِي يَدِي خَمْسَمِائَةٍ، ثُمَّ خَمْسَمِائَةٍ، ثُمَّ خَمْسَمِائَةٍ۔

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام نے خبر دی انہوں نے ابن جریج سے کہا مجھ کو عمرو بن دینار نے خبر دی انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور علاء بن حضرمی (بحرین کے حاکم) نے ابوبکر صدیقؓ کے پاس روپیہ بھیجا تو ابوبکرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جس کا کچھ قرض نکلتا ہو یا آپ نے اس سے وعدہ کیا ہو تو وہ ہمارے پاس آئے (اپنا حق لے لے) جابرؓ نے کہا میں نے ان سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اتنا اتنا روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا تین بار دونوں ہاتھ پھیلا پھیلا کر جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میرے ہاتھ میں پانسو گنے پھر پانسو پھر پانسو ؎

؎ معلوم ہوا وعدے کا پورا کرنا ضروری ہے جب تو حضرت ابوبکرؓ نے قرضے کے ساتھ وعدے کو بھی بیان کیا اور اس کو پورا کیا ۱۲ منہ

۸۴۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ:

ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا کہا ہم کو سعید بن

أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ ابْنُ شُجَاعٍ، عَنْ سَالِمٍ الْأَفْطَسِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: سَأَلَنِي يَهُودِيٌّ مِنْ أَهْلِ الْحِيرَةِ: أَيُّ الْأَجَلَيْنِ قَضَى مُوسَى؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي حَتَّى أَقْدَمَ عَلَى حَبْرِ الْعَرَبِ فَأَسْأَلَهُ، فَقَدِمْتُ فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: قَضَى أَكْثَرَهُمَا وَأَطْيَبَهُمَا، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ فَعَلَ۔

سلیمان نے خبر دی کہا ہم سے مروان بن شجاع نے بیان کیا انہوں نے سالم بن عجلان افطس سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے کہا حیرہ کے[1] ایک یہودی نے (جس کا نام معلوم نہیں ہوا) مجھ سے پوچھا حضرت موسیٰ نے دونوں میعادوں میں سے[2] کونسی میعاد پوری کی تھی میں نے کہا مجھے معلوم نہیں میں عرب کے عالم سے جب تک نہ پوچھوں پھر میں ابن عباسؓ کے پاس آیا ان سے پوچھا انہوں نے کہا لمبی میعاد جو شعیبؑ کو زیادہ پسند تھی (یعنی دس سال کی) پوری کی اللہ کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جو کہتا ہے وہی کرتا ہے[3]

[1] حیرہ ایک بستی ہے مشہور کربلا کے پاس ۱۲ منہ [2] ایک آٹھ سال کی ایک دس سال کی جیسے قرآن شریف میں مذکور ہے کہ حضرت شعیب نے ان سے کہا میں چاہتا ہوں ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک کو تیرے نکاح میں دوں بشرطیکہ تو آٹھ برس تک میری نوکری کرے اگر تو دس برس پورے کردے تو یہ تیرا احسان ہے میں تجھ پر تکلیف نہیں ڈالنا چاہتا ۱۲ منہ [3] یعنی وعدہ خلاف نہیں کرتا یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے پیغمبر سے مراد حضرت موسیٰؑ ہیں دوسری روایت میں یوں ہے سعید نے کہا پھر وہ یہودی مجھ سے ملا تو میں نے جو ابن عباسؓ نے کہا تھا وہ اس کو بتلا دیا وہ کہنے لگا ابن عباسؓ بیشک عالم ہیں۔ ابن عباسؓ نے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا جیسے ابن جریر کی روایت میں صراحت ہے۔ ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جبریل سے پوچھا انہوں نے دوسرے فرشتے سے اس نے پروردگار سے پروردگار نے یہی فرمایا کہ وہ میعاد پوری کی جو لمبی اور زیادہ بہتر تھی ۱۲ منہ

بَابٌ - لَا يُسْأَلُ أَهْلُ الشِّرْكِ عَنِ الشَّهَادَةِ وَغَيْرِهَا، وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ أَهْلِ الْمِلَلِ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ، لِقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ - فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ - وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

باب: مشرکوں کی گواہی قبول نہ ہوگی[1] اور عامر شعبی نے کہا کافروں میں ایک مذہب والوں کی گواہی دوسرے مذہب والوں پر قبول نہ ہوگی[2] کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ مائدہ میں) فرمایا ہم نے ان میں دشمنی اور عداوت ڈال دی اور ابوہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا اہل کتاب کو نہ سچا کہو نہ جھوٹا[3] اور

لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ، وَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ۔

یوں کہو ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو ہم پر اترا اخیر آیت تک۔

ل یہ مشرکوں پر نہ مسلمانوں پر حنفیہ کے نزدیک مشرکوں کی گواہی مشرکوں پر قبول ہوگی اگرچہ ان کے مذہب مختلف ہوں کیونکہ آنحضرتؐ نے ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو چار یہودیوں کی شہادت پر رجم کیا ۱۲ منہ ٭ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ ٭ اس حدیث سے صاف نکلا کہ اہل کتاب کی شہادت مقبول نہ ہوگی ہمارے زمانہ میں مسلمانی ریاستوں میں یہ غضب ہو رہا ہے کہ کافروں کی شہادت مسلمانوں کے بر خلاف قبول کرتے ہیں جو کسی امام یا مجتہد کے نزدیک درست نہیں امام ابوحنیفہ بھی اس کو جائز نہیں جانتے ۱۲ منہ

۸۵۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ؟ وَكِتَابُكُمُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْدَثُ الْأَخْبَارِ بِاللَّهِ تَقْرَءُونَهُ لَمْ يُشَبْ، وَقَدْ حَدَّثَكُمُ اللَّهُ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ بَدَّلُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ وَغَيَّرُوا بِأَيْدِيهِمُ الْكِتَابَ فَقَالُوا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا، أَفَلَا يَنْهَاكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مُسَاءَلَتِهِمْ؟ وَلَا وَاللَّهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا قَطُّ يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا مسلمانو! تم اہل کتاب سے (دین کی باتیں) کیسے پوچھتے ہو حالانکہ تمہاری کتاب جو تمہارے پیغمبر پر اتری ہے (قرآن شریف) اللہ کی سب کتابوں کے بعد والی ہے۔ (سب میں نئی اتری ہے) اس میں کچھ غلط ملط (گول مال) نہیں ہوا اللہ تعالیٰ اسی کتاب میں فرماتا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ کے لکھے کو بدل ڈالا اور اپنے ہاتھوں سے اس میں تصرف کیا کہنے لگے یہ اللہ کا کلام ہے دنیا کا تھوڑا مول کمانے کے لیے کیا تم کو جو اللہ نے علم دیا اس میں ان سے پوچھنے کی ممانعت نہیں ہے اور (تعجب تو یہ ہے) قسم خدا کی اہل کتاب کا کوئی آدمی تم سے وہ نہیں پوچھتا جو تم پر اترا ل

ل یعنی وہ قرآن کے مضمون تم سے نہیں پوچھتے حالانکہ قرآن آخری کتاب ہے جو قیامت تک منسوخ نہیں ہو سکتی اور اس میں کچھ کمی بیشی تغیر تبدل بھی نہیں ہوا بالکل محفوظ ہے جب اہل کتاب ایسی کتاب کی قدر نہیں کرتے اور اپنی

غلط ملط شدہ کتابوں پر نازاں رہ کر تم سے کوئی بات دریافت نہیں کرتے تو تم کو کیا خبط نے گھیرا ہے کہ ان سے جا کر دین کی باتیں پوچھتے ہو تمہاری شریعت میں سب کچھ موجود ہے اس پر عمل کرو ان سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ۱۲ منہ

بَابُ الْقُرْعَةِ فِي الْمُشْكِلَاتِ، وَقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ - إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ - وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اقْتَرَعُوا فَجَرَتِ الأَقْلَامُ مَعَ الْجِرْيَةِ وَعَالَ قَلَمُ زَكَرِيَّا الْجِرْيَةَ فَكَفَلَهَا زَكَرِيَّا، وَقَوْلِهِ: فَسَاهَمَ: أَقْرَعَ - فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ - : مِنَ الْمَسْهُومِينَ، وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: عَرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَوْمٍ الْيَمِينَ فَأَسْرَعُوا، فَأَمَرَ أَنْ يُسْهِمَ بَيْنَهُمْ أَيُّهُمْ يَحْلِفُ.

باب:۔ مشکل کے وقت قرعہ ڈالنا[۱] اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ آل عمران میں) فرمایا جب وہ اپنے اپنے قلم ڈالنے لگے کون مریم کی پرورش کرے۔ ابن عباسؓ نے کہا[۲] انہوں نے قرعہ ڈالا تو سب کے قلم پانی کے بہاؤ میں بہ نکلے اور حضرت زکریا کا قلم اوپر آ نکلا آخر انہوں نے ہی مریم کی پرورش کی اور (سورۂ والصافات میں) فرمایا پھر قرعہ ڈالا تو حضرت یونس ہی پر قرعہ پڑا (وہ دریا میں پھینک دیے گئے) اور ابو ہریرہؓ نے کہا[۳] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں کو حکم دیا قسم کھانے کا وہ جلدی کرنے لگے آپ نے فرمایا قرعہ ڈالو (پہلے) کون قسم کھائے۔

[۱] جمہور علماء کے نزدیک قطع نزاع کے لیے قرعہ ڈالنا جائز اور مشروع ہے اور حنفیوں نے اس سے انکار کیا ہے لیکن ابن منذر نے امام ابو حنیفہ سے بھی اس کا جواز نقل کیا ہے ۱۲ منہ [۲] اس کو ابن جریر نے وصل کیا ۱۲ منہ
[۳] یہ حدیث اوپر موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ منہ

---

۸۵۱ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي الشَّعْبِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ النُّعْمَانَ ابْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلُ الْمُدْهِنِ فِي حُدُودِ اللَّهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا مَثَلُ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا سَفِينَةً فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَسْفَلِهَا وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَعْلَاهَا، فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا يَمُرُّونَ بِالْمَاءِ

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے کہا مجھ سے عامر شعبی نے بیان کیا انہوں نے نعمان بن بشیرؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گناہوں پر سکوت کرنے والے[۱] اور گناہوں میں بڑھ جانے والے کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جنہوں نے قرعہ ڈال کر[۲] ایک جہاز جانٹ لی کچھ لوگ تو نیچے (تتق) میں رہے اور کچھ اوپر (چھتری) پر اب تتق والے پانی لے کر چھتری والوں پر ہو کر آنے جانے لگے ان کو ایذا ہوئی

عَلَى الَّذِينَ فِي أَعْلَاهَا فَتَأَذَّوْا بِهِ، فَأَخَذَ فَأْسًا فَجَعَلَ يَنْقُرُ أَسْفَلَ السَّفِينَةِ فَأَتَوْهُ فَقَالُوا: مَالَكَ؟ قَالَ: تَأَذَّيْتُمْ بِي وَلَا بُدَّ لِي مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ أَخَذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَنْجَوْهُ وَنَجَّوْا أَنْفُسَهُمْ، وَإِنْ تَرَكُوهُ أَهْلَكُوهُ وَأَهْلَكُوا أَنْفُسَهُمْ۔

آخر نیچے والوں میں سے ایک شخص نے کلہاڑی لی اور جہاز میں سوراخ کرنے لگا (وہیں سے پانی لے لینے کو) یہ حال دیکھ کر اوپر والے اس کے پاس آئے اور کہنے لگے ارے یہ کیا غضب کر رہا ہے وہ کہنے لگا تم کو میرے آنے جانے سے ایذا ہوتی ہے اور پانی لینا تو ضرور ہے اب اگر جہاز والے اس کے ہاتھ پکڑیں تو وہ بھی بچے خود بھی بچیں گے ورنہ وہ بھی (ڈوب کر مریگا) اور یہ بھی مریں گے۔

۱؎ یہ ترجمہ مدہن کا ہے یعنی جو گناہ دیکھ کر خاموش رہے ریاکار ہو بعض روایتوں میں مدہن کے بجائے قائم علی حدود اللہ ہے یعنی گناہوں سے بچنے والا حافظ نے کہا یہی زیادہ ٹھیک ہے کیونکہ مدہن کا حکم وہی ہے جو گناہ کرنے والے کا ہے ۱۲ منہ ۲؎ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ۱۲ منہ

٨٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ: عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ: أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ، امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِمْ قَدْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ طَارَ لَهُ سَهْمُهُ فِي السُّكْنَى حِينَ اقْتَرَعَتِ الْأَنْصَارُ سُكْنَى الْمُهَاجِرِينَ، قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ: فَسَكَنَ عِنْدَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ فَاشْتَكَى فَمَرَّضْنَاهُ، حَتَّى إِذَا تُوُفِّيَ وَجَعَلْنَاهُ فِي ثِيَابِهِ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ، فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللهُ، فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَا يُدْرِيكِ أَنَّ اللهَ أَكْرَمَهُ؟ فَقُلْتُ: لَا أَدْرِي بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے خارجہ بن زید انصاری نے بیان کیا کہ ام علاء انصار کی ایک عورت تھی اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی وہ کہتی تھی جب انصار نے مہاجرین کے رہنے کے لیے قرعہ ڈالا ۱؎ تو عثمان بن مظعون کا قرعہ ہمارے نام پر نکلا وہ ہمارے پاس رہے (اتفاق سے) بیمار ہو گئے ہم نے ان کی تیمارداری کی (یعنی خدمت) جب ان کا انتقال ہو گیا اور ہم نے ان کو (نہلا دھلا کر) کفن پہنایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے میں کہنے لگی ابوالسائب ۲؎ تم پر اللہ رحم کرے میں اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ اللہ نے تم کو عزت دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا تجھ کو کیسے معلوم ہوا کہ اللہ نے اس کو عزت دی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر صدقے مجھ کو معلوم نہیں تب آپ نے فرمایا عثمان بن مظعون خدا کی قسم مر گیا اور مجھے اس کی بھلائی کی امید

رَسُولَ اللّٰہِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: أَمَّا عُثْمَانُ فَقَدْ جَاءَہُ وَاللّٰہِ الْیَقِینُ، وَإِنِّی لَأَرْجُو لَہُ الْخَیْرَ، وَاللّٰہِ مَا أَدْرِی وَأَنَا رَسُولُ اللّٰہِ مَا یُفْعَلُ بِہِ، قَالَتْ: فَوَاللّٰہِ لَا أُزَکِّی أَحَدًا بَعْدَہُ أَبَدًا فَأَحْزَنَنِی ذٰلِکَ، قَالَتْ: فَنِمْتُ فَأُرِیتُ لِعُثْمَانَ عَیْنًا تَجْرِی فَجِئْتُ إِلٰی رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُہُ فَقَالَ: ذٰلِکَ عَمَلُہُ۔

ہے (پر یقیناً) میں بھی کچھ نہیں کہہ سکتا خدا کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں لیکن میں نہیں جانتا عثمان کا کیا حال ہونا ہے[۳] ام علاء نے کہا قسم خدا کی میں عثمان کے بعد اب کسی کی تعریف کبھی نہیں کرنے کی اور مجھے آپ کے فرمانے سے رنج ہوا میں سو گئی خواب میں دیکھا کہ عثمان رضؓ کے لیے ایک چشمہ بہ رہا ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ نے فرمایا یہ اس کا (نیک) عمل ہے۔

[۱] ہر ایک انصاری نے ایک مہاجر کو قرعہ ڈال کر اپنے پاس رہنے کو جگہ دی عثمان بن مظعون کا قرعہ ام علاء کے گھر پر آیا وہ ام علاء کے پاس جا کر رہے ۱۲ منہ [۲] ابو السائب عثمان بن مظعون کی کنیت ہے ۱۲ منہ [۳] دوسری روایت میں یوں ہے میرا کیا حال ہونا ہے یہ موافق ہے اس آیت کے جو سورۂ احقاف میں ہے وما ادری ما یفعل بی ولا بکم۔ اس کی شرح اوپر گزر چکی ہے۔ پادریوں کا یہ اعتراض کہ تمہارے پیغمبر کو جب اپنی نجات کا علم نہ تھا تو دوسروں کی نجات وہ کیسے کرا سکتے ہیں محض لغو ہے کس لیے کہ اگر آپ سچے پیغمبر نہ ہوتے تو ضرور اپنی تعلّی کے لیے یوں فرماتے کہ میں ایسا کروں گا ویسا کروں گا مجھے سب اختیار ہے یہ حدیث اس وقت کی ہے جب تک اللہ تعالیٰ نے آپ کو معلوم نہ کرایا ہو گا کہ تمہارا آخرت میں یہ حال ہے یا معلوم کرایا ہو گا مگر خداوند کریم کی بارگاہ ایسی مستغنی بارگاہ ہے کہ دم بھر میں مقبول سے مقبول بندوں کو مردود کر سکتا ہے اور مردود سے مردود بندوں کو مقبول بنا سکتا ہے جل شانہ ۱۲ منہ

۸۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ: أَخْبَرَنَا یُونُسُ، عَنِ الزُّہْرِیِّ قَالَ: أَخْبَرَنِی عُرْوَۃُ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ: کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَیْنَ نِسَائِہِ فَأَیَّتُہُنَّ خَرَجَ سَہْمُہَا خَرَجَ بِہَا مَعَہُ، وَکَانَ یَقْسِمُ لِکُلِّ

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس نے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عروہ نے خبر دی انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں جانا چاہتے تو اپنی بی بیوں کے نام پر قرعہ ڈالتے جس کے نام پر قرعہ نکلتا اس کو سفر میں ساتھ لے کر

امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا، غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْتَغِي بِذَلِكَ رِضَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

نکلتے اور ہر ایک عورت کے پاس باری باری ایک دن ایک رات رہتے فقط سودہ بنت زمعہ نے اپنی باری کا دن رات حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بخش دیا تھا ان کی غرض یہ تھی کہ آپ ان سے راضی ہو جائیں (اور طلاق نہ دیں)

۸۵۴- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے سمی سے جو ابو بکر بن عبد الرحمٰن کے غلام تھے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان اور صف اول میں جو ثواب ہے اگر لوگ اس کو جانتے پھر قرعہ کے بغیر اس کو حاصل نہ کر سکتے تو ضرور اس پر قرعہ ڈالتے اور اگر وہ جانتے کہ اول وقت نماز کے لیے جانے میں ثواب ہے تو ضرور اس کی طرف لپکتے اور اگر وہ جانتے جو عشا اور فجر کی جماعت میں شریک ہونے کا ثواب ہے تو گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے ان میں جا کر شریک ہوتے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ الصُّلْحِ

کتاب صلح کے بیان میں

مَا جَاءَ فِي الْإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ، وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ- لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا- وَخُرُوجِ الْإِمَامِ إِلَى الْمَوَاضِعِ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ بِأَصْحَابِهِ-

باب:۔ لوگوں میں صلح کرانے کا ثواب
اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نساء میں) فرمایا ان کی اکثر کانا پھوسیوں میں بھلائی نہیں ہوتی مگر اس کی کانا پھوسی میں جو خیرات یا اچھی بات یا لوگوں میں ملاپ کرانے کے لیے کرے اور جو کوئی اللہ کو راضی کرنے کی نیت سے (نہ ریا کی نیت سے) ایسا کرے اس کو ہم بڑا ثواب دیں گے[۱] اور اس باب میں یہ بیان ہے کہ حاکم خود اپنے لوگوں کو ساتھ لے جا کر صلح کرائے۔

[۱] صلح کہتے ہیں قطع نزاع یعنی جھگڑا مٹانے کو اور وہ ہر حال میں درست ہے خواہ مدعا علیہ کو اقرار ہو یا انکار اسی طرح خاوند اور جورو میں بھی اور زخمی کرنے میں اور باغی گروہ اور امام میں ۱۲ قسطلانی [۲] امام بخاری نے صلح کی فضیلت میں اسی آیت پر اکتفا۔ کیا شاید ان کو کوئی صحیح حدیث اس باب میں اپنی شرط پر نہ ملی امام احمد نے ابوالدرداءؓ سے مرفوعاً نکالا کہ میں تم کو وہ بات بتلاؤں جو روزے اور نماز اور صدقے سے افضل ہے وہ کیا ہے آپس میں ملاپ کر دینا۔ آپس میں فساد نیکیوں کو میٹ دیتا ہے ۱۲ منہ

۸۵۵- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ أُنَاسًا مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم سے ابو غسان نے کہا مجھ سے ابو حازم (سلمہ بن دینار) نے انہوں نے سہل بن سعد سے کہ بنی عمرو بن عوف (انصار کے ایک قبیلے) میں کچھ تکرار ہوئی (وہ قبا میں رہتے تھے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کئی اصحاب (ابی بن کعبؓ سہیل بن بیضاء) کو ساتھ لے کر ان میں ملاپ

يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَمْ يَأْتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ وَلَمْ يَأْتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبِسَ وَقَدْ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَهَلْ لَكَ أَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ إِنْ شِئْتَ، فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَتَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي فِي الصُّفُوفِ حَتَّى قَامَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ، فَأَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيحِ حَتَّى أَكْثَرُوا وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَكَادُ يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ، فَالْتَفَتَ فَإِذَا هُوَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاءَهُ فَأَشَارَ إِلَيْهِ بِيَدِهِ فَأَمَرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ كَمَا هُوَ، فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَهُ فَحَمِدَ اللهَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى وَرَاءَهُ حَتَّى دَخَلَ فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي صَلَاتِكُمْ أَخَذْتُمْ بِالتَّصْفِيحِ، إِنَّمَا التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ، مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَقُلْ: سُبْحَانَ اللهِ: فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا الْتَفَتَ يَا أَبَا بَكْرٍ، مَا مَنَعَكَ حِينَ أَشَرْتُ إِلَيْكَ لَمْ تُصَلِّ بِالنَّاسِ؟ فَقَالَ: مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کرانے کو تشریف لے گئے نماز کا وقت آن پہنچا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (وہاں سے) واپس تشریف نہ لائے بلالؓ آئے انہوں نے نماز کی اذان دی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لائے تو بلالؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو وہاں پھنس گئے (بنی عمرو بن عوف میں) اور نماز کا وقت آ گیا اب تم لوگوں کی امامت کرتے ہو؟ انہوں نے کہا اچھا اگر تم چاہو خیر بلالؓ نے تکبیر کہی ابوبکرؓ آگے بڑھے (نماز شروع کر دی) اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ صفوں کو چیرتے ہوئے پہلی صف میں آن کر کھڑے ہو گئے لوگوں نے تالیاں بہت بجانا شروع کیں اور ابوبکرؓ کی عادت تھی وہ نماز میں ادھر ادھر نگاہ نہیں کرتے تھے جب بہت تالیاں دی گئیں تو انہوں نے نگاہ کی دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے کھڑے ہیں آپ نے ہاتھ سے ان کو اشارہ کیا نماز پڑھائے جاؤ ابوبکرؓ نے ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر کیا پھر الٹے پاؤں پیچھے سرکے صف میں آ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف (مبارک) منہ کیا فرمایا لوگو! جب نماز میں تم کو کوئی بات پیش آتی ہے تو تم تالیاں بجانے لگتے ہو تالیاں تو عورتوں کے لیے ہیں جس کسی کو نماز میں کوئی بات پیش آئے تو سبحان اللہ کہے اس کو سن کر ہر کوئی نگاہ کرے گا (پھر فرمایا) ابوبکرؓ میں نے تم کو اشارہ کیا تم نماز کیوں نہیں پڑھاتے رہے انہوں نے عرض کیا ابوقحافہ کے بیٹے کو یہ شایان نہیں کہ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کرے [1]

لہ یہ حدیث اوپر مع شرح گزر چکی ہے۔ یہاں اس لیے لائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صلح کرانے کے لیے تشریف لے جانے کا اس میں بیان ہے ۱۲ منہ

۸۵۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَتَيْتَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ، فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ حِمَارًا فَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُونَ يَمْشُونَ مَعَهُ وَهِيَ أَرْضٌ سَبِخَةٌ، فَلَمَّا أَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِلَيْكَ عَنِّي، وَاللهِ لَقَدْ آذَانِي نَتْنُ حِمَارِكَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْهُمْ: وَاللهِ لَحِمَارُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْيَبُ رِيحًا مِنْكَ، فَغَضِبَ لِعَبْدِ اللهِ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَشَتَمَا فَغَضِبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَصْحَابُهُ، فَكَانَ بَيْنَهُمَا ضَرْبٌ بِالْجَرِيدِ وَالنِّعَالِ وَالْأَيْدِي، فَبَلَغَنَا أَنَّهَا أُنْزِلَتْ - وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا کہا میں نے اپنے باپ سے سنا کہ انس رضؓ نے کہا لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رائے دی اگر آپ عبداللہ بن ابی کے پاس تشریف لے چلیں تو بہتر ہے لہ یہ سن کر آپ ایک گدھے پر سوار ہو کر اس کے پاس گئے مسلمان آپ کے ساتھ چلے وہاں کی زمین کھاری تھی جب آپ اس مردود کے پاس پہنچے تو کیا کہنے لگا چلو پرے ہٹو تمہارے گدھے کی بدبو نے میرا دماغ پریشان کر دیا یہ سن کر ایک انصاری (عبداللہ بن رواحہ) بولے خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گدھا تجھ سے زیادہ خوشبودار ہے اس پر عبداللہ کی قوم کا ایک شخص غصے ہوا (نام نامعلوم) دونوں میں گالی گلوچ ہوئی اور دونوں طرف کے لوگوں کو غصہ آیا چھڑی ہاتھ جوتا چلنے لگا انسؓ نے کہا ہم کو یہ بات پہنچی کہ (سورۂ حجرات کی) یہ آیت وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینهما اسی باب میں اتری لہ

لہ عبداللہ بن ابی خزرج کا سردار تھا مدینہ والے اس کو بادشاہ بنانے کو تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور یہ امر ملتوی رہا لوگوں نے آپ کو یہ رائے دی کہ آپ اس کے پاس تشریف لے جائیں گے تو اس کی دلجوئی ہو گی اور بہت سے لوگ اسلام قبول کریں گے پیغمبر مغرور نہیں ہوتے آپ بلا تکلف تشریف لے گئے مگر اس مردود نے جو اپنے آپ کو بہت نفیس مزاج سمجھتا تھا آپ کے گدھے کو بدبودار سمجھا۔ آپ کی سواری کا گدھا اس مردود سے کہیں زیادہ معطر اور خوشبودار تھا یہ خوشبو ایمان والوں کو معلوم ہوتی ہے کافر مردود جو خود گندے ہیں ان کو خوشبو کی کیا قدر عبداللہ بن ابی کی مثال وہی ہے جیسے ایک موچی عطار کی دکان پر گزرا اور

خوشبو سے بے ہوش ہو گیا لوگوں نے بہت کچھ دوائیں کیں اس کو ہوش ہی نہ آیا آخر ایک موچی آن پہنچا اس نے سڑے چمڑے کی بدبو سنگھائی تو ہوش آگیا۔ ۱۲ منہ ۲؎ یعنی اگر مسلمانوں کے دو گروہ لڑ پڑیں تو ان میں میل کرادو مگر یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ آیت تو مسلمانوں کے باب میں ہے اور عبداللہ بن ابی کے ساتھی تو اس وقت تک کافر تھے۔ قسطلانی نے کہا ابن عباسؓ کی تفسیر میں ہے کہ عبداللہ بن ابی کے ساتھی بھی مسلمان ہو چکے تھے واللہ اعلم ۱۲ منہ

بَابٌ - لَيْسَ الْكَاذِبُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ -

باب۔ دو آدمیوں میں میل کرانے کے لیے جھوٹ بولنا گناہ نہیں ہے[1]

[1] شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے گلستان میں گویا اسی حدیث سے یہ نکالا ہے کہ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز ۱۲ منہ

---

۸۵۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّ حُمَيْدَ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّهُ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عُقْبَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِي خَيْرًا أَوْ يَقُولُ خَيْرًا -

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے ان سے حمید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا ان سے ان کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ نے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں میں میل کراتے اور (ملاپ کی نیت سے) اچھی بات پہنچاتے یا کہے[1]

[1] مثلاً دو آدمیوں میں رنج ہو اور یہ ملاپ کرانے کی نیت سے کہے وہ تو آپ کے خیر خواہ ہیں یا آپ کی تعریف کرتے ہیں قسطلانی نے کہا ایسے جھوٹ کی رخصت ہے جس سے بہت فائدے کی امید ہو امام مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تین جگہ جھوٹ بولنے کی اجازت ہے اوّل........ لڑائی میں دوسرے مسلمانوں میں میل جول کرانے میں تیسرے اپنی جورو سے بعضوں نے اور مقاموں کو بھی جہاں کوئی مصلحت ہو انہی پر قیاس کیا ہے وہ کہتے ہیں جھوٹ بولنا جب منع ہے جب اس سے نقصان پیدا ہو یا اس میں کوئی مصلحت نہ ہو بعضوں نے کہا جھوٹ ہر حال میں منع ہے اور ایسے مقاموں پر توریہ کرنا بہتر ہے مثلاً کوئی ظالم سے یوں کہے

میں تو آپ کے لیے دعا کیا کرتا ہوں اور مطلب یہ رکھے کہ اللھم اغفر للمسلمین کہا کرتا ہوں اور ضرورت کے وقت تو جھوٹ بولنا بالاتفاق جائز ہے مثلاً کوئی ظالم ظلم سے کسی کو قتل کرنا چاہتا ہو اور وہ بیچارہ آن کر چھپ جائے تو وہ کہہ سکتا ہے بلکہ قسم کھا سکتا ہے کہ میرے پاس نہیں ہے وہ گناہ گار نہ ہوگا اس لیے کہ نیت بخیر ہے یعنی مظلوم کو بچانا اور صحیح حدیث ہے انما الاعمال بالنیات ۱۲ منہ

بَابُ قَوْلِ الْإِمَامِ لِأَصْحَابِهِ: اذْهَبُوا بِنَا نُصْلِحُ۔

باب: حاکم لوگوں سے کہے ہم کو لے چلو ہم میل جول کرا دیں۔

۸۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ، وَإِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ أَهْلَ قُبَاءٍ اقْتَتَلُوا حَتّٰى تَرَامَوْا بِالْحِجَارَةِ، فَأُخْبِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ فَقَالَ: اذْهَبُوا بِنَا نُصْلِحُ بَيْنَهُمْ۔

ہم سے محمد بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی اور اسحاق بن محمد فروی نے بیان کیا دونوں نے کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا انہوں نے ابو حازم سے انہوں نے سہل بن سعد سے کہ قبا کے لوگ آپس میں لڑ لیے یہاں تک کہ پتھر چلے یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی آپ نے (لوگوں سے) فرمایا چلو ہم کو (ان کے پاس) لے چلو ہم ان میں میل کرا دیں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ — أَنْ يَصَّالَحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ۔

باب: (سورۂ نساء میں) اللہ کا یہ فرمانا اگر جورو خاوند صلح کر لیں تو صلح بہتر ہے۔

۸۵۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا۔ قَالَتْ: هُوَ الرَّجُلُ يَرَى مِنِ امْرَأَتِهِ مَا لَا يُعْجِبُهُ كِبَرًا أَوْ غَيْرَهُ فَيُرِيدُ فِرَاقَهَا، فَتَقُولُ: أَمْسِكْنِي

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے (سورۂ نساء میں جو یہ آیت ہے) اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی شرارت یا بے پروائی سے ڈرے اس کا مطلب یہ ہے کہ مرد اپنی عورت میں بڑھاپا پا اور کوئی بات دیکھ کر اس سے جدا ہو جانا چاہے وہ عورت کہے نہیں مجھ کو اپنے پاس رہنے دے اور جو تیرا جی چاہے

وَاَقْسِمِ لِي مَا شِئْتَ، قَالَتْ: وَلاَبَأْسَ إِذَا تَرَاضَيَا۔

وہ میرے لیے مقرر کرے انہوں نے کہا اگر دونوں کسی بات پر راضی ہو جائیں تو اس میں کوئی قباحت نہیں[1]

[1] پھر اگر مرد قرارداد کے موافق اس کی باری میں دوسری عورت کے پاس رہے یا اس کو خرچ کم دے تو گناہ گار نہ ہوگا کیونکہ عورت نے اپنی رضامندی سے اپنا حق ساقط کر دیا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہؓ سے ٹھہرا لیا تھا کہ ان کی باری میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس رہا کریں گے ۱۲ منہ

بَابٌ۔ إِذَا اصْطَلَحُوا عَلَى صُلْحِ جَوْرٍ فَالصُّلْحُ مَرْدُودٌ۔

باب:۔ اگر ظلم کی بات پر صلح کریں تو وہ صلح لغو ہے۔

۸۶۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ ابْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالاَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ، فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ: صَدَقَ، اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ، فَقَالَ الأَعْرَابِيُّ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ، فَقَالُوا لِي: عَلَى ابْنِكَ الرَّجْمُ فَفَدَيْتُ ابْنِي مِنْهُ بِمِائَةٍ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِيدَةٍ، ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَقَالُوا إِنَّمَا عَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ، أَمَّا الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ، وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ، لِرَجُلٍ، فَاغْدُ عَلَى

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے کہا ہم سے زہری نے انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ اور زید بن خالد جہنیؓ سے ان دونوں نے کہا ایک گنوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ! اللہ کی کتاب کے موافق ہمارا فیصلہ کر دیجیے پھر اس کا دشمن (طرف ثانی) اٹھا اور کہنے لگا سچ کہتا ہے اللہ کی کتاب کے موافق ہمارا ہمارا فیصلہ کر دیجیے اب اس گنوار نے بیان کرنا شروع کیا میرا بیٹا اس شخص کے پاس نوکر تھا اس نے اس کی جورو سے زنا کیا لوگ کہنے لگے تیرا بیٹا سنگسار ہونا چاہیے میں نے سو بکریاں اور ایک لونڈی اس کو دے کر اپنے بیٹے کو چھڑا لیا[2] پھر میں نے علم والوں سے پوچھا[3] تو انہوں نے کہا تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور برس بھر کا دیس نکالا ہے۔ (کیونکہ وہ محصن نہ تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کی کتاب کے موافق تمہارا فیصلہ کروں گا بکریاں اور لونڈی تجھ کو واپس ملیں گی اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے پڑینگے اور ایک برس تک پردیس میں رہے گا۔ انیس بن ضحاک کل تو ایسا کر اس دوسرے

امْرَأَةِ هٰذَا فَارْجُمْهَا، فَغَدَا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا۔

شخص کی جورو کے پاس جا اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اس کو رجم کر انیس دوسرے دن اس کے پاس گئے اس کو رجم کیا۔

لے یہ اس گنوار کا نام معلوم ہوا نہ اس کے بیٹے کا نہ فریق ثانی کا نہ اس کی جورو کا ۱۲ منہ ۲ے گویا جورو کے خاوند سے سو بکریاں اور ایک لونڈی دے کر صلح کر لی باب کا مطلب اس سے نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری بکریاں اور لونڈی تجھ کو واپس ملیں گی کیونکہ یہ ناجائز اور خلاف شرع صلح تھی ابن دقیق العید نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ معاوضہ ناجائز کے بدل جو چیز لی جائے اس کا پھیر دینا واجب ہے اور لینے والا اس کا مالک نہیں ہوتا ۱۲ منہ ۳ے ان صحابہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں لوگوں کو فتویٰ دیا کرتے تھے جیسے خلفائے اربعہ اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل اور زید ابن ثابت اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم ۱۲ منہ

۸۶۱- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ، رَوَاهُ عَبْدُ اللهِ ابْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ، وَعَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَبِي عَوْنٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ۔

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات نکالی (جس کی اصل شریعت سے نہ ہو) وہ لغو اور ناجائز ہے اس حدیث کو عبداللہ بن جعفر مخرمی اور عبدالواحد بن ابی عون نے بھی سعد بن ابراہیم سے روایت کیا لے

لے عبداللہ بن جعفر کی روایت کو امام مسلم نے اور عبدالواحد کی روایت کو دارقطنی نے وصل کیا اس حدیث سے یہ نکلا کہ جو صلح برخلاف قواعد شرع ہو وہ لغو اور باطل ہے اور جب معاہدہ صلح باطل ٹھہرا تو جو معاوضہ کسی فریق نے لیا وہ واجب الرد ہوگا۔ یہ حدیث شریعت کی اصل الاصول ہے اس سے تمام بدعات کا جو لوگوں نے دین میں نکال رکھی ہیں پورا رد ہو جاتا ہے ۱۲ منہ

بَابٌ- كَيْفَ يُكْتَبُ هٰذَا مَا صَالَحَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ، وَإِنْ

باب۔ صلح نامہ میں یہ لکھنا کافی ہے یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر فلاں ولد فلاں اور فلاں ولد فلاں نے صلح کی اور خاندان اور نسب نامہ

لَمْ يَنْسِبْهُ إِلَى قَبِيلَتِهِ أَوْ نَسَبِهِ۔

(لکھنا ضروری نہیں ہے اگر دونوں شخص مشہور معروف ہوں)

۸۶۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا صَالَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الْحُدَيْبِيَةِ كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ بَيْنَهُمْ كِتَابًا، فَكَتَبَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: لَا تَكْتُبْ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، لَوْ كُنْتَ رَسُولًا لَمْ نُقَاتِلْكَ، فَقَالَ لِعَلِيٍّ: امْحُهُ، فَقَالَ عَلِيٌّ: مَا أَنَا بِالَّذِي أَمْحَاهُ، فَمَحَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَالَحَهُمْ عَلَى أَنْ يَدْخُلَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَلَا يَدْخُلُوهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ، فَسَأَلُوهُ: مَا جُلُبَّانُ السِّلَاحِ؟ فَقَالَ: الْقِرَابُ بِمَا فِيهِ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابو اسحاق سے انہوں نے کہا میں نے براء بن عازبؓ سے سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ والوں سے صلح کی تو حضرت علیؓ صلح نامہ لکھنے بیٹھے انہوں نے یوں لکھا۔ محمد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے (حدیبیہ والوں سے ان شرطوں پر صلح کی) مشرک کہنے لگے یہ مت لکھو محمد اللہ کے رسول نے اگر تم اللہ کے رسول ہوتے تو ہم تم سے لڑتے کیوں۔ آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا اچھا رسول کا لفظ میٹ دے انہوں نے کہا میں تو اس کو نہیں میٹوں گا[1] آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے رسول کا لفظ میٹ دیا[2] اور کافروں سے یہ صلح کی کہ (سال آئندہ) آپ اپنے اصحاب سمیت تین دن مکہ میں رہیں گے اور ہتھیار جلبان میں رکھ کر مکہ میں داخل ہوں گے[3] لوگوں نے آپ سے پوچھا جلبان کیا ہے آپ نے فرمایا غلاف اور جو اس میں ہے۔

[1] یہ حضرت علیؓ نے عدول حکمی کے طور پر نہیں کہا بلکہ قوت ایمانیہ کے جوش سے ان سے یہ نہیں ہو سکا کہ آپ کی رسالت جو سراسر برحق اور صحیح تھی اس کو میٹیں اور حضرت علیؓ کو معلوم ہو گیا تھا کہ آپ کا حکم بطور وجوب کے نہیں ہے ۱۲ منہ [2] دوسری روایت میں ہے رسول کی جگہ عبد کا لفظ لکھ دیا یہ آپ کا کھلا معجزہ تھا باوجودیکہ آپ پڑھے نہ تھے امی تھے اس پر رسول کا لفظ پڑھ لیا اور اس کو میٹ کر عبد کا لفظ لکھ دیا ۱۲ منہ [3] یہ صلح اور امن کی نشانی ہے گویا زور زبردستی سے داخل نہیں ہوتے بلکہ رضامندی سے ۱۲ منہ

۸۶۳۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ

ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا انہوں نے اسرائیل سے انہوں نے ابو اسحاق سے انہوں نے براء بن عازب سے انہوں نے کہا

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ، حَتَّى قَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يُقِيمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوا: هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: لَا نُقِرُّ بِهَا فَلَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ مَا مَنَعْنَاكَ، وَلَكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: أَنَا رَسُولُ اللهِ، وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ: امْحُ رَسُولَ اللهِ قَالَ: لَا، وَاللهِ لَا أَمْحُوكَ أَبَدًا، فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِتَابَ فَكَتَبَ: هَذَا مَا قَاضَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ سِلَاحٌ إِلَّا فِي الْقِرَابِ، وَأَنْ لَا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَتَّبِعَهُ، وَأَنْ لَا يَمْنَعَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ أَرَادَ أَنْ يُقِيمَ بِهَا، فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْأَجَلُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوا: قُلْ لِصَاحِبِكَ اخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْأَجَلُ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبِعَتْهُمُ ابْنَةُ حَمْزَةَ: يَا عَمِّ يَا عَمِّ، فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِيَدِهَا، وَقَالَ لِفَاطِمَةَ: دُونَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ احْمِلِيهَا، فَاخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أَحَقُّ بِهَا وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّي، وَقَالَ جَعْفَرٌ: ابْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِي، وَقَالَ زَيْدٌ: ابْنَةُ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعد کے مہینے میں عمرے کا ارادہ کیا لیکن مکہ والوں نے آپ کو نہ چھوڑا (مکہ میں گھسنے نہ دیا حدیبیہ مقام میں آپ اتر پڑے) یہاں تک کہ فیصلہ یوں ہوا آپ (سال آیندہ تشریف لائیں تین دن مکہ میں رہیں جب صلح نامہ لکھ چکے تو اس کے شروع میں یوں لکھا یہ صلح نامہ جس پر محمد اللہ کے رسول راضی ہوئے کافر کہنے لگے ہم تو آپ کی رسالت نہیں مانتے اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول مانتے ہوتے تو آپ کو روکتے ہی کیوں یوں لکھیے محمد بن عبداللہ آپ نے فرمایا میں رسول اللہ ہوں اور محمد ابن عبداللہ بھی ہوں پھر حضرت علیؓ سے فرمایا رسول اللہ کا لفظ میٹ دے انہوں نے کہا میں تو واللہ کبھی نہیں میٹنے کا آخر آپ نے کاغذ اپنے ہاتھ میں لیا اور یوں لکھا (لکھوایا) یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے فیصلہ کیا کہ وہ مکہ میں ہتھیار غلاف میں رکھ کر داخل ہوں گے اور مکہ والوں میں جو کوئی ان کے ساتھ جانا چاہے گا اس کو ساتھ نہیں لے جائیں گے اور اپنے ساتھ والوں میں سے اگر کوئی مکہ میں رہ جانا چاہے گا تو اس کو منع نہیں کریں گے جب (شرط کے موافق سال آیندہ) آپ تشریف لائے اور مدت گزر گئی (تین دن) تو کافر حضرت علیؓ کے پاس آئے کہنے لگے اپنے صاحب (آنحضرتؐ) سے کہو اب جاؤ مدت گزر چکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے حمزہ کی صاحبزادی (عمارہ یا امامہ) ان کے پیچھے ہوئی کہنے لگی چچا چچا حضرت علیؓ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت فاطمہؓ سے کہا اپنے چچا کی بیٹی کو لو اس کو اونٹ پر سوار کر لو اب علیؓ اور زیدؓ اور جعفر اس کی پرورش کے لیے جھگڑنے لگے علیؓ نے کہا میری چچازاد بہن ہے جعفر نے کہا میری بھی چچازاد بہن اور اس کی خالہ (اسماء بنت عمیس) میرے نکاح میں ہے اور زید نے کہا میری بھتیجی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ

أُخْتِي، فَقَضَى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا، وَقَالَ: الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الأُمِّ. وَقَالَ لِعَلِيٍّ: أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ، وَقَالَ لِجَعْفَرٍ: أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي، وَقَالَ لِزَيْدٍ: أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا.

علیہ وسلم نے اس کو اس کی خالہ کے حوالے کیا اور فرمایا خالہ ماں کی طرح ہے اور حضرت علیؓ سے فرمایا تم تو میرے ہو میں تمہارا ہوں اور جعفرؓ سے فرمایا تو صورت اور عادت سے میری طرح ہے اور زیدؓ سے فرمایا تو ہمارا بھائی اور مولا ہے[4]

[1] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ صلح نامہ میں صرف فلاں بن فلاں لکھنے پر اکتفاء کیا اور زیادہ نسب نامہ خاندان وغیرہ نہیں لکھوایا ۱۲ منہ [2] حضرت حمزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے اس لیے ان کی صاحبزادی نے آپ کو چچا چچا کر کے پکارا ۱۲ منہ [3] کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو حضرت حمزہ کا بھائی بنا دیا تھا ۱۲ منہ [4] مولیٰ اس غلام کو کہتے ہیں جس کو مالک آزاد کر دے آپ نے حضرت زید کو آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا تھا جب آپ نے یہ لڑکی از روئے انصاف جعفر کو دلائی تو اوروں کا دل خوش کرنے کے لیے یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے حضرت علیؓ کی بڑی فضیلت نکلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تیرا ہوں تو میرا ہے مطلب یہ کہ ہم تم دونوں ایک ہی دادا کی اولاد ہیں اور خون ملا ہوا ہے ۱۲ منہ

بَابُ الصُّلْحِ مَعَ الْمُشْرِكِينَ،

فِيهِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، وَقَالَ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثُمَّ تَكُونُ هُدْنَةٌ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الأَصْفَرِ، وَفِيهِ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ ... وَأَسْمَاءُ وَالْمِسْوَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَالَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلَى ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ: عَلَى أَنَّ مَنْ أَتَاهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ رَدَّهُ إِلَيْهِمْ، وَمَنْ أَتَاهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

باب:۔ مشرکوں سے صلح کرنا۔ اس میں ابوسفیان کی حدیث ہے[1] اور عوف بن مالک اشجعی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے پھر تم میں اور بنی اصفر (نصاریٰ) میں ایک صلح ہو جائے گی[2] اور اسی باب میں سہل بن حنیف کی حدیث بھی ہے[3] اور اسماء بنت ابوبکرؓ کی اور مسور بن مخرمہ کی[4] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور موسیٰ بن مسعود نے کہا[5] ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا انہوں نے ابو اسحاق سے انہوں نے براء بن عازبؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن مشرکوں سے تین شرطوں پر صلح کی ایک یہ کہ جو مشرک (مسلمان ہو کر) ان کے پاس آئے اس کو پھیر دیں گے دوسری جو مسلمان بھاگ کر مشرکوں کے پاس چلا جائے گا تو مشرک اس کو نہ

لَمْ يَرُدُّوهُ، وَعَلَى أَنْ يَدْخُلَهَا مِنْ قَابِلٍ وَيُقِيمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَلَا يَدْخُلَهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ: السَّيْفِ وَالْقَوْسِ وَنَحْوِهِ، فَجَاءَ أَبُو جَنْدَلٍ يَحْجُلُ فِي قُيُودِهِ فَرَدَّهُ إِلَيْهِمْ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: لَمْ يَذْكُرْ مُؤَمَّلٌ عَنْ سُفْيَانَ أَبَا جَنْدَلٍ، وَقَالَ: إِلَّا بِجُلُبِّ السِّلَاحِ۔

پھیریں گے تیسری یہ کہ آپ سال آئندہ مکہ میں آئیں گے اور تین دن رہیں گے اور ہتھیار غلاف میں رکھ کر آئیں گے جیسے تلوار کمان وغیرہ۔ خیر یہ شرطیں لکھے جانے پر ابو جندل بیڑیوں میں لڑکھڑاتا آن پہنچا آپ نے اس کو کافروں کے حوالے کر دیا امام بخاریؒ نے کہا مؤمل بن اسمٰعیل نے سفیان ثوری سے ابو جندل کا ذکر نہیں کیا اور جلبان کے بدل جلب کہا۔

لے جو اوپر گزر چکی ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ ابو سفیان نے ہرقل کے سامنے یوں کہا تھا ہم میں اور اس پیغمبر میں ایک مدت کے لیے صلح ہو گئی ہے ۱۲ منہ ۲ے یہ حدیث آگے آئے گی امام بخاری نے کتاب الجزیہ میں وصل کی ہے ۱۲ منہ ۳ے ابو جندل کی حدیث یہ بھی کتاب الجزیہ میں موصولاً آئے گی ۱۲ منہ ۴ے اسماء کی حدیث کتاب الہبہ میں موصولاً گزر چکی ہے ۱۲ اور مسور بن مخرمہؓ کی کتاب الشروط میں ۱۲ منہ ۵ے اس کو ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں وصل کیا ۱۲ منہ

٨٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَقَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يَعْتَمِرَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ وَلَا يَحْمِلَ سِلَاحًا عَلَيْهِمْ إِلَّا سُيُوفًا، وَلَا يُقِيمَ بِهَا إِلَّا مَا أَحَبُّوا، فَاعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَدَخَلَهَا كَمَا كَانَ صَالَحَهُمْ، فَلَمَّا أَقَامَ بِهَا ثَلَاثًا أَمَرُوهُ أَنْ يَخْرُجَ فَخَرَجَ۔

ہم سے محمد بن رافع نے بیان کیا کہا ہم سے سریج بن نعمان نے کہا ہم سے فلیح نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کی نیت سے (مکہ سے) نکلے قریش کے کافروں نے آپ کو خانہ کعبہ کے پاس جانے نہ دیا اڑے آئے آخر آپ نے مجبور ہو کر حدیبیہ میں ہدی کے جانور نحر کر دیے اور سر منڈایا اور کافروں سے یہ ٹھہرا کہ سال آئندہ آپ عمرہ کریں اور تلواروں کے سوا کوئی ہتھیار ساتھ نہ لے جائیں اور مکہ میں جب ہی تک رہیں جب تک کافروں کی مرضی ہو خیر آپ سال آیندہ مکہ میں گئے جیسے ٹھہرا تھا تین دن وہاں رہنے کے بعد کافروں نے کہا آپ تشریف لے جائیے آپ روانہ ہو گئے۔

٨٦٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ:

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے بشر نے کہا ہم

حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ: انْطَلَقَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودِ بْنِ زَيْدٍ إِلَى خَيْبَرَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ۔

سے یحییٰ بن سعید انصاری نے انہوں نے بشیر بن یسار سے انہوں نے سہل بن ابی حثمہ سے انہوں نے کہا عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود بن زید خیبر کی طرف گئے ان دنوں خیبر والوں سے صلح تھی لے

لے خیبر والے یہودی تھے تو کافروں سے صلح کرنا ثابت ہوا ۱۲ منہ

بَابُ الصُّلْحِ فِي الدِّيَةِ۔

باب: دیت پر صلح کر لینا لے

لے یعنی قصاص معاف کر کے دیت پر راضی ہو جانا ۱۲ منہ

۸۶۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ: أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ: أَنَّ الرُّبَيِّعَ وَهِيَ ابْنَةُ النَّضْرِ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ، فَطَلَبُوا الأَرْشَ وَطَلَبُوا الْعَفْوَ فَأَبَوْا، فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُمْ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ ابْنُ النَّضْرِ: أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا، فَقَالَ: يَا أَنَسُ كِتَابُ اللَّهِ الْقِصَاصُ، فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَعَفَوْا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ، زَادَ الْفَزَارِيُّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ: فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الأَرْشَ۔

ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا کہا مجھ سے حمید طویل نے ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ ربیع نضر کی بیٹی نے (جو انسؓ کی پھوپی تھیں) ایک لڑکی کا دانت توڑ ڈالا (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) ربیع کے لوگوں نے لڑکی کے وارثوں سے کہا دیت لے لو یا معاف کر دو وہ راضی نہ ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپؐ نے قصاص کا حکم دیا انس بن نضر (انس بن مالکؓ کے چچا) یہ حکم سن کر کہنے لگے کیا ربیع کا دانت توڑا جائے گا یا رسول اللہ قسم اس کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ایسا تو کبھی نہ ہو گا آپؐ نے فرمایا اے انس اللہ کی کتاب قصاص کا حکم دیتی ہے (قصاص ضرور ہو گا) پھر خدا کی قدرت سے ایسا ہوا کہ لڑکی کے وارث راضی ہو گئے انہوں نے قصاص معاف کر دیا اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں جو اگر اس کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ ان کی قسم ضرور سچی کرے مروان بن معاویہ فزاری نے حمید سے انہوں نے انس سے اتنا بڑھایا کہ لڑکی کے وارث راضی ہو گئے اور دیت منظور کر لی۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امام حسن بن علی

وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ، وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ. فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا.

علیہ السلام کی نسبت یہ فرمانا یہ میرا بیٹا ہے جو مسلمانوں کا سردار ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں میل کرا دے اور اللہ نے (سورۂ حجرات میں) فرمایا ان میں میل کرا دو۔

۸۶۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: اسْتَقْبَلَ وَاللّٰهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مُعَاوِيَةَ بِكَتَائِبَ أَمْثَالِ الْجِبَالِ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: إِنِّي لَأَرَى كَتَائِبَ لَا تُوَلِّي حَتَّى تَقْتُلَ أَقْرَانَهَا، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ وَكَانَ وَاللّٰهِ خَيْرَ الرَّجُلَيْنِ: أَيْ عَمْرُو، وَإِنْ قَتَلَ هٰؤُلَاءِ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ هٰؤُلَاءِ: مَنْ لِي بِأُمُورِ النَّاسِ؟ مَنْ لِي بِنِسَائِهِمْ؟ مَنْ لِي بِضَيْعَتِهِمْ؟ فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ: عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ، وَعَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ، فَقَالَ: اذْهَبَا إِلَى هٰذَا الرَّجُلِ فَاعْرِضَا عَلَيْهِ وَقُولَا لَهُ وَاطْلُبَا إِلَيْهِ، فَأَتَيَاهُ فَدَخَلَا عَلَيْهِ فَتَكَلَّمَا وَقَالَا لَهُ وَطَلَبَا إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُمَا الْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ: إِنَّا بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ أَصَبْنَا مِنْ هٰذَا الْمَالِ، وَإِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِي دِمَائِهَا، قَالَا: فَإِنَّهُ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا، وَيَطْلُبُ إِلَيْكَ وَيَسْأَلُكَ، قَالَ فَمَنْ لِي بِهٰذَا؟ قَالَا

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے ابوموسیٰ سے انہوں نے کہا میں نے حسن بصری سے سنا وہ کہتے تھے قسم خدا کی امام حسن علیہ السلام معاویہؓ کے مقابل پہاڑوں کی طرح فوجیں لے کر آئے تھے عمرو بن عاصؓ نے (جو معاویہؓ کے مشیر خاص تھے) یہ کہا میں تو یہ فوجیں ایسی دیکھ رہا ہوں جو اپنے برابر والوں کو جب تک مار نہ لیں گی پیٹھ نہیں پھیریں گی یہ سن کر معاویہؓ نے کہا اور جو بھلا اچھا آدمی تھا ان دونوں میں عمرو اگر انہوں نے ان کو مارا یا انہوں نے ان کو آخر ان کے خون کا (خدا کے پاس) کون ذمہ دار ہوگا اور ان کی عورتوں بچوں کی کون خبر گیری کرے گا پھر معاویہؓ نے قریش کے دو شخص جو بنی عبد شمس کی اولاد میں سے تھے عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر بن کریز کو امام حسن کے پاس بھیجا اور کہا ان کے پاس جاؤ اور صلح پیش کرو ان سے گفتگو کرو اور جو کہیں وہ مان لو خیر یہ دونوں امام کے پاس گئے اور گفتگو کی اور صلح کے طلب گار ہوتے امام صاحب نے فرمایا ہم عبدالمطلب کی اولاد ہیں اور ہم کو (خلافت کی وجہ سے) روپیہ پیسہ خرچنے کی عادت ہو گئی ہے اور ہمارے ساتھ جو یہ لوگ ہیں یہ خون خرابہ کرنے میں طاق ہیں (بغیر روپیہ پیسے ماننے والے نہیں) وہ کہنے لگے معاویہ آپ کو اتنا اتنا روپیہ دینے پر راضی ہے اور آپ سے صلح چاہتا ہے جو آپ چاہیں وہ منظور کرتا ہے امام صاحب نے فرمایا اس کی ذمہ داری کون لیتا ہے

نَحْنُ لَكَ بِهِ فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا إِلَّا قَالَا: نَحْنُ لَكَ بِهِ، فَصَالَحَهُ فَقَالَ الْحَسَنُ: وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرَى وَيَقُولُ: إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: إِنَّمَا ثَبَتَ لَنَا سَمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ أَبِي بَكْرَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ۔

ان دونوں نے کہا ہم ذمہ دار ہیں امام صاحب نے جو بات چاہی انہوں نے یہی کہا ہم اس کے ذمہ لیتے ہیں آخر امام نے معاویہؓ سے صلح کر لی ۱؎ حسن بصری فرماتے ہیں میں نے ابوبکرہ (صحابی) سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور امام حسن علیہ السلام آپ کے پہلو میں تھے آپ کبھی لوگوں کی طرف منہ کرتے کبھی امام صاحب کی طرف فرماتے یہ میرا بیٹا ہے (مسلمانوں کا) سردار اور شاید اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں میل کرا دے امام بخاری نے کہا مجھ سے علی بن عبداللہ مدینی نے کہا ابوبکرہ سے حسن بصریؒ کا سننا ہم کو اسی حدیث سے ثابت ہوا ہے۔

۱؎ یعنی معاویہ اور عمرو دونوں میں معاویہ غنیمت تھا کہ اس کو ذرا رحم تو آیا اور خلق خدا کی خونریزی سے ڈرا مگر عمرو کو ذرا اور درد نہ تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ خوب جنگ ہو لوگ مارے جائیں ۲؎ ۱۲ منہ ۲؎ اگر ہم خلافت چھوڑ دیں تو روپیہ کہاں سے آئے گا عادت تو بہت خرچ کرنے کی ہوگئی ہے پیسہ نہ ہو تو خلاف عادت بہت تکلیف اٹھانا پڑے گی کہتے ہیں امام صاحب کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ کسی سائل کا سوال رد نہ کرتے کئی بار سارا مال اسباب گھر بار مسکینوں میں لٹا دیا۔ سبحان اللہ آخر بیٹے کس کے تھے اس پیغمبر کے جو سارے جہان سے بزرگ ہے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ ۱۲ منہ ۳؎ حالانکہ امام صاحب کے ساتھ ٹڈی دل پہاڑوں کی طرح لشکر تھا اور سب لڑنے مرنے کی بیعت لے چکے تھے معاویہؓ کو چھٹی کا دودھ یاد دلا سکتے تھے خوب مزہ چکھا سکتے تھے مگر پیغمبر کی وراثت اور ذاتی شرف نے آپ کے رحم و کرم کو جوش دلایا اور اپنے نانائے بزرگوار کی امت کی تباہی اور خونریزی پسند نہیں آئی خلافت اور حکومت سی شے چھوڑ دی جس کا چھوڑنا نہایت مشکل ہے۔ یہ نہیں کہ امام حسن علیہ السلام نے کچھ ڈر کر یا دب کر حکومت سے ہاتھ دھویا ہو۔ کہتے ہیں معاویہؓ نے سادہ کاغذ مہر کر کے بھیج دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ امام حسن علیہ السلام کا جو جی چاہے وہ لکھ لیں کہتے ہیں ان شرطوں میں یہ بھی ٹھہرا تھا کہ خلافت امام حسن کا حق ہے اور وہ اپنی خوشی سے معاویہؓ کی زندگی تک معاویہؓ کے سپرد کرتے ہیں معاویہؓ کے مرنے کے بعد پھر خلافت اپنے مستحق کی طرف رجوع کرے گی۔ لیکن معاویہؓ نے بدعہدی کی۔ اس کے بیٹے یزید نے اسی ڈر سے کہ معاویہؓ کے بعد امام حسن پھر خلیفہ ہوں گے آپ کی بی بی جعدہ کو بلا کر آپ کو زہر دلوایا اور معاویہؓ نے امام حسن کی شہادت کی خبر جب پائی تو یوں کہا ایک انگارہ تھا جس کو اللہ نے بجھا دیا اور اپنے مرتے وقت یزید سے بیعت کرا دی

پھر یزید نے تو وہ وہ ستم ڈھائے جس کے بیان سے قلم تھرتھراتا ہے کمبخت شراب خور زانی فاسق فاجر اور کسی قاعدے سے خلافت کا مستحق نہ تھا امام حسین علیہ السلام خلافت کے مستحق تھے اور انہوں نے یزید سے بیعت نہیں کی تھی پس آپ کا خروج بغاوت نہیں ہو سکتا اور جن مردودوں نے امام حسین علیہ السلام کو باغی سمجھا ہے اور یزید کو خلیفہ قرار دیا ہے خدا ان سے سمجھے وہ پیغمبر صاحب کو کیا منہ دکھلائیں گے ۱۲ منہ

بَابٌ- هَلْ يُشِيرُ الْإِمَامُ بِالصُّلْحِ؟

۸۶۸- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ: قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ أُمَّهُ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُولُ: سَمِعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَ خُصُومٍ بِالْبَابِ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُمْ، وَإِذَا أَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْآخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِي شَيْءٍ وَهُوَ يَقُولُ وَاللهِ لَا أَفْعَلُ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَيْنَ الْمُتَأَلِّي عَلَى اللهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوفَ؟ فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ فَلَهُ أَيُّ ذَلِكَ أَحَبَّ-

باب: کیا امام صلح کر لینے کے لیے (فریقین کو) اشارہ کر سکتا ہے۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے بھائی (عبد الحمید) نے سلیمان بن بلال سے انہوں نے یحیٰی بن سعید سے انہوں نے ابو الرجال محمد بن عبد الرحمٰن سے ان کی والدہ عمرہ بنت عبد الرحمٰن نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا وہ کہتی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑنے جھگڑنے والے لوگوں کی لہ بلند آوازیں دروازے پر سنیں ان میں ایک یوں کہہ رہا تھا کچھ قرضہ معاف کر دے ذرا مجھ پر مہربانی کر دوسرا کہہ رہا تھا قسم خدا کی میں نہیں کرنے کا یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر برآمد ہوئے فرمانے لگے وہ شخص کہاں ہے جو اللہ کی قسم کھا کر یوں کہہ رہا تھا میں نیکی نہیں کرنے کا (قرضہ معاف نہیں کرنے کا) اس نے عرض کیا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ میرا دین دار جو چاہے میں اس کو منظور کرتا ہوں۔

لہ حافظ نے کہا ان لوگوں کے نام معلوم نہیں ہوئے ترجمۂ باب اس سے نکلتا ہے کہ آپ نے اس شخص کو پوچھا وہ کہاں ہے جو اچھی بات نہ کرنے کے لیے قسم کھا رہا تھا گویا آپ نے اس کے فعل کو برا سمجھا اور صلح کا اشارہ کیا وہ سمجھ گیا آپ کے پوچھتے ہی کہنے لگا جو میرا مدیون چاہے مجھ کو منظور ہے ۱۲ منہ

٨٦٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الأَعْرَجِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الأَسْلَمِيِّ مَالٌ، فَلَقِيَهُ فَلَزِمَهُ حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا، فَمَرَّ بِهِمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا كَعْبُ، فَأَشَارَ بِيَدِهِ كَأَنَّهُ يَقُولُ النِّصْفَ، فَأَخَذَ نِصْفَ مَالِهِ عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے جعفر بن ربیعہ سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے کہا مجھ سے عبداللہ بن کعب بن مالک نے بیان کیا انہوں نے کعب بن مالک سے ان کا عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی پر کچھ قرض نکلتا تھا عبداللہ کعب کو رستے میں ملے تو کعب نے ان کو گانٹھ لیا دونوں آواز سے جھگڑ رہے تھے ادھر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گزرے آپ نے فرمایا کعب اور ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آدھا قرض چھوڑ دے[1] کعب نے آدھا قرض اس سے لے لیا اور آدھا چھوڑ دیا۔

[1] یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے آپ نے آدھے قرضے پر صلح کر لینے کا اشارہ فرمایا ۱۲ منہ

بَابُ فَضْلِ الإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ وَالْعَدْلِ بَيْنَهُمْ۔

باب: لوگوں میں ملاپ کرانے اور انصاف کرنے کی فضیلت۔

٨٧٠- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ: عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ النَّاسِ صَدَقَةٌ۔

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے ہمام سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے بدن کے ہر جوڑ پر (تین سو ساٹھ جوڑوں میں سے) ہر دن جس میں سورج نکلتا ہے خیرات کرنا لازم ہے (کیونکہ ہر جوڑ خدا کی ایک نعمت ہے) لوگوں میں انصاف کرنا یہ بھی ایک خیرات ہے۔

بَابٌ- إِذَا أَشَارَ الإِمَامُ بِالصُّلْحِ فَأَبَى حَكَمَ عَلَيْهِ بِالْحُكْمِ الْبَيِّنِ۔

باب: اگر حاکم صلح کرنے کے لیے اشارہ کرے اور کوئی فریق نہ مانے تو قاعدے کا حکم دے دے۔

٨٧١- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عروہ

عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ الزُّبَيْرَ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّهُ خَاصَمَ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِرَاجٍ مِنَ الحَرَّةِ كَانَا يَسْقِيَانِ بِهِ كِلاَهُمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ: اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَى جَارِكَ، فَغَضِبَ الأَنْصَارِيُّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ؟ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ حَتَّى يَبْلُغَ الجَدْرَ، فَاسْتَوْعَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَئِذٍ حَقَّهُ لِلزُّبَيْرِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ ذَلِكَ أَشَارَ عَلَى الزُّبَيْرِ بِرَأْيٍ سَعَةٍ لَهُ وَلِلْأَنْصَارِيِّ، فَلَمَّا أَحْفَظَ الأَنْصَارِيُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَوْعَى لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ فِي صَرِيحِ الحُكْمِ، قَالَ عُرْوَةُ: قَالَ الزُّبَيْرُ: وَاللَّهِ مَا أَحْسِبُ هَذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ إِلَّا فِي ذَلِكَ - فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ - الآيَةَ۔

بن زبیر نے خبر دی زبیر بیان کرتے تھے ان میں اور ایک انصاری (حمید) میں جو بدر کی لڑائی میں شریک تھا مدینہ کی پتھریلی زمین کی نالی کے باب میں جھگڑا ہوا دونوں اپنے اپنے باغ میں اس کا پانی پلایا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیرؓ سے فرمایا تم اپنے درختوں کو پانی پلا لو پھر اپنے ہمسائے کی طرف پانی چھوڑ دو یہ سن کر انصاری غصے میں ہوا اور شیطان کے اغوا سے کہنے لگا یا رسول اللہ زبیرؓ آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں نا۔ آپ کے چہرے کا رنگ غصے سے بدل گیا آپ نے فرمایا اے زبیر درختوں کو پانی پلا پھر جب تک پانی مینڈوں تک نہ آ جائے روک رہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیرؓ کا پورا حق دلایا اور پہلے جو حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا اس میں زبیر اور انصاری دونوں کی رعایت تھی جب انصاری نے بے ادبی کر کے آپ کو غصہ دلایا تو آپ نے زبیرؓ کا پورا حق صاف حکم دے کر دلا دیا[1] عروہ نے کہا زبیرؓ کہتے تھے قسم خدا کی میں سمجھتا ہوں یہ آیت (سورۂ نساء کی) قسم تیرے مالک کی وہ اس وقت تک مومن نہ ہوں گے جب تک اپنے جھگڑوں میں تجھ کو حکم نہ بنائیں اخیر آیت تک اسی مقدمہ میں اتری ہے۔

[1] قاعدے اور ضابطہ کا حکم یہی ہے کہ جس کا کھیت اوپر ہو وہ مینڈوں تک پانی بھر جانے کے بعد اپنے ہمسایہ کے کھیت میں پانی چھوڑ دے۔ ۱۲ منہ

بَابُ الصُّلْحِ بَيْنَ الغُرَمَاءِ وَأَصْحَابِ المِيرَاثِ وَالمُجَازَفَةِ فِي ذَلِكَ،

باب: میت کے قرض خواہوں اور وارثوں میں صلح کا بیان اور قرض کا اندازے سے ادا کرنا[1] اور ابن عباسؓ نے کہا دو شریک

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَا بَأْسَ أَنْ يَتَخَارَجَ الشَّرِيكَانِ، فَيَأْخُذَ هَذَا عَيْنًا، فَإِنْ تَوِيَ لِأَحَدِهِمَا، لَمْ يَرْجِعْ عَلَى صَاحِبِهِ۔

اگر یوں ٹھہرالیں کہ ایک نقد مال لے لے اور دوسرا اپنے حصے کے بدل قرضہ وصول کرے تو کچھ قباحت نہیں پھر اگر ایک کا حصہ تلف ہو جائے (مثلاً قرضہ ڈوب جائے) تو وہ اپنے ساتھی سے کچھ نہیں لے سکتا۔

لہ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ

۸۷۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: تُوُفِّيَ أَبِي وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَعَرَضْتُ عَلَى غُرَمَائِهِ أَنْ يَأْخُذُوا التَّمْرَ بِمَا عَلَيْهِ فَأَبَوْا، وَلَمْ يَرَوْا أَنَّ فِيهِ وَفَاءً، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: إِذَا جَدَدْتَهُ فَوَضَعْتَهُ فِي الْمِرْبَدِ آذَنْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَجَلَسَ عَلَيْهِ وَدَعَا بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ قَالَ: ادْعُ غُرَمَاءَكَ فَأَوْفِهِمْ، فَمَا تَرَكْتُ أَحَدًا لَهُ عَلَى أَبِي دَيْنٌ إِلَّا قَضَيْتُهُ وَفَضَلَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ وَسْقًا، سَبْعَةٌ عَجْوَةٌ وَسِتَّةٌ لَوْنٌ، أَوْ سِتَّةٌ عَجْوَةٌ وَسَبْعَةٌ لَوْنٌ، فَوَافَيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَضَحِكَ، فَقَالَ: ائْتِ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَأَخْبِرْهُمَا، فَقَالَا: لَقَدْ عَلِمْنَا إِذْ صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا صَنَعَ أَنْ سَيَكُونُ ذَلِكَ،

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب نے کہا ہم سے عبیداللہ عمری نے انہوں نے وہب بن کیسان سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے انہوں نے کہا میرے باپ مر گئے ان پر قرضہ تھا میں نے ان کے قرض خواہوں سے کہا تم اپنے قرضے کے بدل جو مرحوم پر نکلتا ہے درختوں پر کی کھجور لے لو انہوں نے نہ مانا سمجھے کہ وہ قرضہ کو کافی نہ ہوں گی پھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا تو کھجور کاٹ کر وہیں کھلیان میں رہنے دے اور مجھ کو خبر کر (میں نے خبر کر دی) آپ تشریف لائے آپ کے ساتھ ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی تھے آپ کھجور کے ڈھیر پر بیٹھ گئے اور برکت کی دعا کی پھر فرمایا اپنے قرضخواہوں کو بلا بھیج ان کا قرضہ بھرپور ادا کر میرے باپ پر جس جس کا قرضہ تھا میں نے ادا کر دیا اور تیرہ وسق کھجور بچ رہی لہ سات وسق عجوہ اور چھ وسق لون یا چھ وسق عجوہ اور سات وسق لون خیر میں (سب قرضخواہوں کا قرضہ ادا کر کے گھر لوٹا) اور مغرب کے وقت آنحضرت صلعم سے ملا آپ سے یہ قصہ بیان کیا آپ ہنس دیئے اور فرمانے لگے ذرا ابوبکرؓ اور عمرؓ کے پاس جا کر انکو بھی خبر کر دے۔ وہ دونوں کہنے لگے ہم تو جانتے ہی تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کی تھی (اس پر بیٹھے برکت کی دعا کی) کہ ایسا ہو گا اور ہشام نے وہب سے لہ

وَقَالَ هِشَامٌ، عَنْ وَهْبٍ، عَنْ جَابِرٍ: صَلَاةَ الْعَصْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبَا بَكْرٍ وَلَا ضَحِكَ، وَقَالَ: وَتَرَكَ أَبِي عَلَيْهِ ثَلَاثِينَ وَسْقًا دَيْنًا، وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ وَهْبٍ، عَنْ جَابِرٍ: صَلَاةَ الظُّهْرِ۔

انہوں نے جابرؓ سے مغرب کے بدل عصر کہا اور ابوبکرؓ کا ذکر نہیں کیا نہ آپ کے ہنسنے کا اس میں یوں ہے کہ میرا باپ تیس وسق کھجور کا قرضہ چھوڑ گیا اور محمد بن اسحاق نے وہب سے انہوں نے جابرؓ سے ظہر کے وقت کہا (مغرب کے بدل)

لہ ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے عجوہ مدینہ کی کھجور میں بہت اعلیٰ قسم ہے اور لون بھی ایک قسم کی کھجور کا نام ہے جو عمدہ قسم کی نہیں ہوتی ۱۲ منہ ۲ہ ہشام کی روایت کو خود امام بخاری نے استقراض میں وصل کیا ۱۲ منہ

بَابُ الصُّلْحِ بِالدَّيْنِ وَالْعَيْنِ۔

باب: کچھ نقد دے کر قرض کے بدل صلح کرنا۔

۸۷۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ، فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمَا حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ فَنَادَى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ: يَا كَعْبُ، فَقَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَشَارَ بِيَدِهِ أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ، فَقَالَ كَعْبٌ: قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے عثمان بن عمرؓ نے کہا ہم کو یونس نے خبر دی اور لیث نے کہا مجھ سے یونس نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو عبداللہ ابن کعب نے خبر دی ان کے والد کعب بن مالک نے ان سے بیان کیا کہ ابن ابی حدرد پر ان کا کچھ قرض آتا تھا انہوں نے اس پر تقاضا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خاص مسجد نبوی کے اندر دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرے میں سے سن لیں آپ باہر برآمد ہوئے اور حجرے کا پردہ اٹھایا پکارا کعب کعب انہوں نے عرض کیا حاضر ہوں یارسول اللہ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا یعنے آدھا قرض معاف کر دے کعب نے کہا بہت خوب میں نے معاف کر دیا یارسول اللہ تب آپ نے ابن ابی حدرد

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُمْ فَاقْضِهِ۔ سے فرمایا چل اٹھ ادا کر[2]

[1] لیث کی روایت کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ۱۲ منہ [2] گویا آدھا قرضہ نقد دے کر کل قرضہ کے بدل صلح کر لے ۱۲ منہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ہے رحم والا

كِتَابُ الشُّرُوطِ
کتاب شرطوں کے بیان میں

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الشُّرُوطِ فِي الْإِسْلَامِ وَالْأَحْكَامِ وَالْمُبَايَعَةِ۔

باب: اسلام لاتے وقت اور معاملات بیع و شراء میں کونسی شرطیں لگانا جائز ہے۔

۸۷۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُخْبِرَانِ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَمَّا كَاتَبَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو يَوْمَئِذٍ كَانَ فِيمَا اشْتَرَطَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَا يَأْتِيكَ مِنَّا أَحَدٌ وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا وَخَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ، فَكَرِهَ الْمُؤْمِنُونَ ذَلِكَ وَامْتَعَضُوا مِنْهُ، وَأَبَى سُهَيْلٌ إِلَّا ذَلِكَ فَكَاتَبَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ذَلِكَ فَرَدَّ يَوْمَئِذٍ أَبَا جَنْدَلٍ إِلَى

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی انہوں نے مروان اور مسور بن مخرمہ سے سُنا وہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے روایت کرتے تھے انہوں نے کہا جب آپ نے (حدیبیہ میں) سہیل بن عمرو سے صلح نامہ لکھوایا اس میں جو شرطیں آپ نے قبول کی تھیں ان میں یہ بھی تھی کہ کافروں میں سے ہمارے پاس کوئی مرد آجائے گو وہ مسلمان ہو تو ہم اس کو پھیر دیں گے اور کافروں کو دیں گے وہ جو چاہیں کریں یہ شرط مسلمانوں کو ناگوار ہوئی وہ بہت چڑے اور سہیل نے اس شرط کے بغیر صلح قبول نہ کی آخر آپ نے اسی شرط پر صلح نامہ لکھوایا اسی دن ابوجندل جو مسلمان ہو کر آیا اپنے اس کو اس کے باپ سہیل

أَبِيهِ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو، وَلَمْ يَأْتِهِ أَحَدٌ مِنَ الرِّجَالِ إِلَّا رَدَّهُ فِي تِلْكَ الْمُدَّةِ وَإِنْ كَانَ مُسْلِمًا، وَجَاءَ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ وَكَانَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ عُقْبَةَ ابْنِ أَبِي مُعَيْطٍ مِمَّنْ خَرَجَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ عَاتِقٌ، فَجَاءَ أَهْلُهَا يَسْأَلُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْجِعَهَا إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَرْجِعْهَا إِلَيْهِمْ لِمَا أَنْزَلَ اللهُ فِيهِنَّ - إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ - إِلَى قَوْلِهِ - وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ - قَالَ عُرْوَةُ: فَأَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ بِهَذِهِ الْآيَةِ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ - إِلَى - غَفُورٌ رَحِيمٌ - قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَنْ أَقَرَّ بِهَذَا الشَّرْطِ مِنْهُنَّ قَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ بَايَعْتُكِ، كَلَامًا يُكَلِّمُهَا بِهِ، وَاللهِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ وَمَا بَايَعَهُنَّ إِلَّا بِقَوْلِهِ -

بن عمرو کو دے دیا اور مردوں میں سے مدت صلح کے اندر جو آپ کے پاس آیا آپ نے اس کو پھیر دیا گو وہ مسلمان ہو کر آیا اور عورتوں میں سے مسلمان ہو کر چند عورتیں ہجرت کر کے آئیں ان میں ایک ام کلثوم عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی تھی جو جوان کنواری تھی وہ بھی اسی دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئی اس کے رشتے دار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اس کو مانگتے تھے آپ نے اس کو واپس نہیں دیا (کیونکہ شرط مردوں کو واپس کرنے کی تھی نہ عورتوں کی) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ ممتحنہ میں) یہ اتارا تھا جب مسلمان عورتیں تمہارے پاس ہجرت کر کے آ جائیں تو ان کو جانچ لو اللہ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے اخیر آیت ولا ہم یحلون لہن تک عروہ نے کہا مجھ سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ اسی آیت کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو جانچا کرتے یعنی اس آیت کے یا ایہا الذین آمنوا اذا جاءکم المومنات مہاجرات فامتحنوہن۔ غفور الرحیم تک عروہ نے کہا حضرت عائشہؓ نے کہا پھر جو کوئی عورت ان شرطوں کو قبول کرتی جو اس آیت میں مذکور ہیں آپ زبان سے فرما دیتے میں نے تجھ سے بیعت کر لی قسم خدا کی آپ کا ہاتھ بیعت کرنے میں کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں چھوا ہر ایک عورت سے آپ زبان سے بیعت کرتے[1]

[1] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں سے بیعت لینے میں صرف زبان سے کہہ دینا کافی ہے ان کو ہاتھ لگانا درست نہیں جیسے ہمارے زمانے کے بعضے جاہل پیر کیا کرتے ہیں خدا ان سے سمجھے اور ان کو ہدایت دے ۱۲ منہ

٨٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَرَطَ عَلَيَّ: وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے زیاد بن علاقہ سے کہا میں نے جریر بن عبداللہ بجلی سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی آپ نے مجھ سے شرطیں کیں یہ شرط بھی لگائی کہ ہر مسلمان کا خیر خواہ رہوں گا۔

٨٧٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسُ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ نے انہوں نے اسمٰعیل سے کہا مجھ سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا انہوں نے جریر بن عبداللہ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شرط پر بیعت کی کہ نماز پڑھا کروں گا اور زکوٰۃ دیا کروں گا اور ہر مسلمان کا خیر خواہ رہوں گا۔

بَابٌ- إِذَا بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ۔

باب:۔ پیوند لگانے کے بعد اگر کھجور کا درخت بیچے۔

٨٧٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پیوند لگایا ہوا کھجور کا درخت بیچے تو اس کا میوہ بیچنے والا ہی لے گا مگر جب خریدار شرط کر لے۔

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْبَيْعِ۔

باب:۔ بیع میں شرطیں کرنے کا بیان

٨٧٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ عَائِشَةَ تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا، وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا، قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكِ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ سے ان سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ بریرہ اپنی کتابت کے روپے میں ان سے مدد مانگنے آئی اس نے کچھ ادا نہیں کیا تھا حضرت عائشہؓ نے کہا اپنے لوگوں کے پاس جا اور اگر وہ اس پر راضی ہوں

فَإِنْ أَحَبُّوا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُونُ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ، فَذَكَرَتْ ذَلِكَ بَرِيرَةُ إِلَى أَهْلِهَا فَأَبَوْا، وَقَالُوا إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُونُ لَنَا وَلَاؤُكِ، فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا: ابْتَاعِي فَأَعْتِقِي فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ۔

کہ تیری ولاء میں لوں تو میں تیری کتابت کا روپیہ ادا کر دیتی ہوں وہ گئی اور اپنے لوگوں سے کہا انہوں نے نہ مانا کہنے لگے اگر حضرت عائشہؓ خدا کے واسطے تیرے ساتھ سلوک کرتی ہوں تو کریں تیری ولاء ہم لیں گے حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا تو بریرہ کو مول لے کر آزاد کر دے ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔

بَابٌ - إِذَا اشْتَرَطَ الْبَائِعُ ظَهْرَ الدَّابَّةِ إِلَى مَكَانٍ مُسَمًّى جَازَ۔

باب۔ اگر بیچنے والا یہ شرط کرے کہ اس جانور کو میں اس شرط پر بیچتا ہوں کہ فلاں مقام تک میں اس پر سوار رہونگا تو یہ شرط جائز ہے۔

۸۷۹- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُولُ: حَدَّثَنِي جَابِرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ يَسِيرُ عَلَى جَمَلٍ لَهُ قَدْ أَعْيَا فَمَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَهُ فَدَعَا لَهُ فَسَارَ بِسَيْرٍ لَيْسَ يَسِيرُ مِثْلَهُ، ثُمَّ قَالَ: بِعْنِيهِ بِوُقِيَّةٍ، قُلْتُ: لَا، ثُمَّ قَالَ: بِعْنِيهِ بِوُقِيَّةٍ فَبِعْتُهُ فَاسْتَثْنَيْتُ حُمْلَانَهُ إِلَى أَهْلِي، فَلَمَّا قَدِمْنَا أَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ وَنَقَدَنِي ثَمَنَهُ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَأَرْسَلَ عَلَى إِثْرِي قَالَ: مَا كُنْتُ لِآخُذَ جَمَلَكَ فَخُذْ جَمَلَكَ ذَلِكَ فَهُوَ مَالُكَ، وَقَالَ شُعْبَةُ، عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَابِرٍ: أَفْقَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَقَالَ إِسْحَاقُ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مُغِيرَةَ: فَبِعْتُهُ عَلَى أَنَّ لِي فَقَارَ

ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا کہا ہم سے زکریا نے کہا میں نے عامر شعبی سے سنا وہ کہتے تھے مجھ سے جابرؓ نے بیان کیا وہ ایک اونٹ پر (سفر میں) جا رہے تھے جو بالکل خستہ ہو گیا تھا (چل نہ سکتا تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سے گزرے اس کو مارا اور دعا کی وہ ایسا تیز چلنے لگا کہ ویسا کبھی چلا ہی نہ تھا (روکے سے نہیں رکتا تھا) آپ نے فرمایا جابر ایک اوقیہ چاندی کے بدل یہ اونٹ میرے ہاتھ بیچ ڈال میں نے عرض کیا میں نہیں بیچتا آپ نے پھر فرمایا نہیں ایک اوقیہ کے بدل بیچ ڈال میں نے بیچ دیا اور یہ شرط لگائی کہ میں اپنے گھر پہنچنے تک اس پر سوار رہونگا خیر جب میں (گھر پہنچا) اونٹ لیکر آپ کے پاس آیا آپ نے اسکی قیمت مجھے دلوادی جب میں چلا تو آپ نے بلا بھیجا فرمایا میں تیرا اونٹ تھوڑے لونگا اپنا اونٹ لے جا وہ تیرا مال ہے شعبہ نے مغیرہ سے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے جابرؓ سے یوں روایت کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ تک اس اونٹ پر چڑھنے کی مجھ کو اجازت دی اور اسحاق بن راہویہ نے جریر سے انہوں نے مغیرہ سے یوں روایت

ظَهْرَهُ حَتَّى أَبْلُغَ الْمَدِينَةَ، وَقَالَ عَطَاءٌ وَغَيْرُهُ: وَلَكَ ظَهْرُهُ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، شَرَطَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ جَابِرٍ: وَلَكَ ظَهْرُهُ حَتَّى تَرْجِعَ، وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَفْقَرْنَاكَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَقَالَ الأَعْمَشُ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ جَابِرٍ: تَبَلَّغْ عَلَيْهِ إِلَى أَهْلِكَ، . . . . . .

. . . . وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ وَابْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ وَهْبٍ، عَنْ جَابِرٍ: اشْتَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُوقِيَّةٍ، وَتَابَعَهُ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ جَابِرٍ، وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ وَغَيْرِهِ، عَنْ جَابِرٍ، أَخَذْتُهُ بِأَرْبَعَةِ دَنَانِيرَ، وَهَذَا يَكُونُ أُوقِيَّةً عَلَى حِسَابِ الدِّينَارِ بِعَشَرَةِ دَرَاهِمَ، وَلَمْ يُبَيِّنِ الثَّمَنَ مُغِيرَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ، وَابْنُ الْمُنْكَدِرِ وَأَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ، وَقَالَ الأَعْمَشُ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ جَابِرٍ: أُوقِيَّةُ ذَهَبٍ، وَقَالَ أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ جَابِرٍ: بِمِائَتَيْ دِرْهَمٍ، وَقَالَ دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ جَابِرٍ: اشْتَرَاهُ بِطَرِيقِ تَبُوكَ، أَحْسِبُهُ قَالَ بِأَرْبَعِ أَوَاقٍ، وَقَالَ أَبُو نَضْرَةَ: عَنْ جَابِرٍ: اشْتَرَاهُ بِعِشْرِينَ دِينَارًا، وَقَوْلُ الشَّعْبِيِّ بِأُوقِيَّةٍ أَكْثَرُ

کیا میں نے اس اونٹ کو اس شرط پر بیچا کہ مدینہ تک اس کی پشت پر میں سوار رہوں گا اور عطاء بن ابی رباح وغیرہ نے جابرؓ سے یوں نقل کیا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تو مدینہ تک اس کی پیٹھ پر چڑھ سکتا ہے اور محمد بن منکدر نے جابرؓ سے یوں روایت کیا کہ انہوں نے مدینہ تک اس کی پیٹھ پر رہنے کی شرط کر لی اور زید بن اسلم نے جابرؓ سے یوں روایت کیا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا مدینہ تک لوٹتے تک تو اس کی پیٹھ پر چڑھ سکتا ہے اور ابوالزبیر نے جابرؓ سے یوں نقل کیا کہ ہم نے مدینہ تک تجھے اس کی پشت دی اور اعمش نے سالم سے انہوں نے جابرؓ سے یوں نقل کیا تو اس کی پیٹھ پر مدینہ تک پہنچ جا اور عبیداللہ اور محمد بن اسحاق نے وہب سے انہوں نے جابرؓ سے یوں نقل کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اونٹ کو ایک اوقیہ کے بدل خرید لیا اور وہب کی طرح زید بن اسلم نے بھی جابرؓ سے روایت کی اور ابن جریج نے عطاء وغیرہ سے انہوں نے جابرؓ سے یوں نقل کیا آنحضرتؐ نے فرمایا میں نے یہ اونٹ چار دینار کے بدل خرید لیا اور چار دینار کی ایک اوقیہ چاندی ہوتی ہے ہر دینار دس درم کے نرخ سے اور مغیرہ نے اس حدیث کو شعبی سے انہوں نے جابرؓ سے اور محمد بن منکدر اور ابوالزبیر نے بھی جابرؓ سے روایت کیا انہوں نے قیمت کا بیان نہیں کیا اور اعمش نے سالم سے انہوں نے جابرؓ سے ایک اوقیہ سونا نقل کیا اور ابواسحاق نے سالم سے انہوں نے جابرؓ سے دو سو درم قیمت بیان کی اور داؤد بن قیس نے عبیداللہ بن مقسم سے انہوں نے جابرؓ سے روایت کی کہ آپ نے اس اونٹ کو تبوک کے رستے میں خریدا میں سمجھتا ہوں چار اوقیہ کو اور ابونضرہ (منذر بن مالک) نے جابرؓ سے یوں روایت کی کہ بیس دینار کو خریدا اور شعبی نے جو ایک اوقیہ نقل کیا اکثر روایتوں میں ایسا ہی ہے امام بخاری نے کہا مدینہ تک سوار رہنے کی شرط بہت روایتوں میں

الإِشْتِرَاطُ أَكْثَرُ وَأَصَحُّ عِنْدِي، قَالَهُ أَبُو عَبْدِ اللهِ۔

ہے میرے نزدیک یہی زیادہ صحیح ہے۔

۱؎ شعبہ کی روایت کو امام بیہقی نے وصل کیا یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے شعبہ سے ۱۲ منہ ۲؎ اسحاق کی روایت کو خود امام بخاری نے جہاد میں وصل کیا ۱۲ منہ ۳؎ عطاء کی روایت اوپر موصولاً باب الوکالت میں گزر چکی ہے ۱۲ منہ ۴؎ اس کو امام بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ ۵؎ اس کو طبرانی اور بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ ۶؎ اس کو امام بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ ۷؎ اس کو امام احمد اور امام مسلم نے وصل کیا ۱۲ منہ ۸؎ عبیداللہ کی روایت کو خود امام بخاری نے بیوع میں اور محمد بن اسحاق کی روایت کو امام احمد اور ابو یعلیٰ اور بزار نے وصل کیا ۱۲ منہ ۹؎ زید بن اسلم کی روایت کو امام بیہقی نے وصل کیا ۱۲ منہ ۱۰؎ اس کو خود امام بخاری نے باب الوکالۃ میں وصل کیا ۱۲ منہ ۱۱؎ مغیرہ کی روایت کو امام بخاری نے استقراض میں وصل کیا ۱۲ منہ ۱۲؎ اس کو طبرانی نے وصل کیا ۱۲ منہ ۱۳؎ اس کو نسائی نے وصل کیا ۱۲ منہ ۱۴؎ اس کو امام احمد اور امام مسلم نے وصل کیا ۱۲ منہ ۱۵؎ حافظ نے کہا معلوم نہیں اس کو کس نے وصل کیا ۱۲ منہ ۱۶؎ معلوم نہیں اس کو کس نے وصل کیا ۱۲ منہ ۱۷؎ اس کو ابن ماجہ نے وصل کیا ۱۲ منہ ۱۸؎ امام بخاری کی وسعت علم یہاں سے معلوم ہوتی ہے کہ ایک ایک حدیث کے کتنے کتنے طریق ان کو محفوظ تھے۔ حاصل ان سب روایات کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ اکثر روایتوں میں سواری کی شرط کا ذکر ہے جو ترجمۂ باب ہے معلوم ہوا کہ بیع میں ایسی شرط لگانا درست ہے۔ امام بخاری کے برابر ہمارے شیخ حافظ ابن حجر کا مرتبہ ہے شاید کوئی کتاب حدیث کی ایسی ہو جو ان کی نظر سے نہ گزری ہو اور صحیح بخاری تو الحمد کی طرح ان کو حفظ تھی یا اللہ ہم کو عالم برزخ میں امام بخاریؒ اور ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن حجرؒ کی زیارت نصیب کر ۱۲ منہ

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْمُعَامَلَةِ۔

باب: معاملات میں شرط لگانا

۸۸۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَتِ الْأَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا النَّخِيلَ قَالَ: لَا، فَقَالَ الْأَنْصَارُ: تَكْفُونَنَا الْمَئُونَةَ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا انصاری لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں اور ہمارے بھائی مہاجرین میں کھجور کے درخت تقسیم کر دیجیے آپ نے فرمایا نہیں یہ نہیں ہو سکتا (وہ تمہاری جائداد ہے) تب انصار مہاجرین سے کہنے لگے اچھا ایسا کرو

وَنُشْرِكُكُمْ فِي الثَّمَرَةِ، قَالُوا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا۔

درختوں کی خدمت تم کرو ہم تم میوے میں شریک رہیں انہوں نے کہا بہت خوب ہم نے سنا اور مان لیا۔

۸۸۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُودَ أَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین یہودیوں کے حوالے کی اس شرط پر کہ وہ اس میں محنت کریں اور بوئیں جوتیں اور پیداوار کا آدھا حصہ وہ لیں۔

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْمَهْرِ عِنْدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ، وَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ مَقَاطِعَ الْحُقُوقِ عِنْدَ الشُّرُوطِ، وَلَكَ مَا شَرَطْتَ. وَقَالَ الْمِسْوَرُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ فَأَحْسَنَ، قَالَ: حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي، وَوَعَدَنِي فَوَفَّى لِي۔

باب: نکاح کرتے وقت مہر میں کوئی شرط لگانا اور حضرت عمرؓ نے کہا[1] حق اس وقت ادا ہوتا ہے جب شرط پوری کی جائے اور تو جو شرط کرے اس کے پورا کرنے کا تجھ کو حق ہے[2] اور مسور بن مخرمہ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے اپنے داماد (ابوالعاص) کا ذکر کیا ان کی تعریف کی فرمایا انہوں نے دامادی کا رشتہ اچھی طرح پورا کیا بات کہی تو سچ وعدہ کیا تو پورا کیا۔

[1] اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ۱۲ منہ [2] اس کو خود امام بخاری نے باب الخمس میں وصل کیا ۱۲ منہ

۸۸۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَحَقُّ الشُّرُوطِ أَنْ تُوفُوا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے کہا مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے انہوں نے ابوالخیر سے انہوں نے عقبہ بن عامرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ جو شرطیں پوری کرنے کے لائق ہیں وہ شرطیں ہیں جن پر تم نے عورتوں کی شرم گاہ حلال کی ہو[1]

[1] یعنی جس شرط پر تم نے نکاح باندھا ہو ان کا پورا کرنا واجب ہے گو اور شرطوں کا بھی پورا کرنا ضروری ہے مگر نکاح کی شرطیں اور زیادہ پوری کرنے کے لائق ہیں قسطلانی نے کہا مراد وہ شرطیں ہیں جو عقد نکاح کے مخالف نہیں ہیں

جیسے معاشرت یا نان نفقہ کے متعلق شرطیں لیکن اس قسم کی شرطیں کہ دوسرا نکاح نہ کرے گا یا لونڈی نہ رکھے گا یا سفر میں نہ لے جائے گا پوری کرنا ضرور نہیں ہیں بلکہ یہ شرطیں لغو ہوں گی میں کہتا ہوں امام احمد اور اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ ہر قسم کی شرطیں پوری کرنی پڑیں گی کیونکہ حدیث مطلق ہے ۱۲ منہ

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْمُزَارَعَةِ.

باب:۔ مزارعت میں شرط لگانا

۸۸۳- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَنْظَلَةَ الزُّرَقِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: كُنَّا أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ حَقْلًا فَكُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ، فَرُبَّمَا أَخْرَجَتْ هَذِهِ وَلَمْ تُخْرِجْ ذِهِ فَنُهِينَا عَنْ ذَلِكَ وَلَمْ نُنْهَ عَنِ الْوَرِقِ.

ہم سے مالک بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے حنظلہ زرقی سے سنا کہا میں نے رافع بن خدیج سے سنا وہ کہتے تھے تمام انصاری لوگوں میں ہمارے کھیت زیادہ تھے ہم زمین کو کرائے پر دیا کرتے کبھی ایک جگہ کچھ اگتا دوسری جگہ نہ اگتا اس لیے مزارعت سے ہم منع کیے گئے لیکن روپے کے بدل کرایہ دینا منع نہیں ہوا[1]

[1] یعنی وہ مزارعت منع ہوئی جس میں یہ قرارداد ہو کہ اس قطعہ کی تم لینا کیونکہ اس میں دھوکا ہے شاید اس قطعہ میں کچھ پیدا نہ ہو ۱۲ منہ

بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الشُّرُوطِ فِي النِّكَاحِ.

باب:۔ نکاح میں کون سی شرطیں درست نہیں۔

۸۸۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَزِيدَنَّ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلَا يَخْطُبَنَّ عَلَى خِطْبَتِهِ، وَلَا تَسْأَلِ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا کہا ہم سے معمر نے انہوں نے زہری سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بستی والا جنگل والے کا مال نہ بیچے[1] اور نجش نہ کرو اور اپنے بھائی (مسلمان) کی بیع مت بڑھاؤ (مت بیچو) اور اپنے بھائی کے پیغام پر (نکاح کا) پیغام مت دو اور کوئی عورت اپنی سوکن کو

الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَكْفِيَ إِنَاءَهَا۔

طلاق نہ دلوائے[3] اس لیے کہ اس کا حصہ بھی خود لے لے گی۔

[1] اس کی شرح کتاب البیوع میں گزر چکی ہے ۱۲ منہ [2] یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے [3] معلوم ہوا نکاح میں یہ شرط کرنا درست نہیں کہ دوسری بی بیوں کو طلاق دے دے گا۔ ۱۲ منہ

بَابُ الشُّرُوطِ الَّتِي لَا تَحِلُّ فِي الْحُدُودِ۔

باب:۔ حدوں میں جو شرطیں کرنا درست نہیں۔

۸۸۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا قَالَا: إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَنْشُدُكَ اللهَ إِلَّا قَضَيْتَ لِي بِكِتَابِ اللهِ، فَقَالَ الْخَصْمُ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ: نَعَمْ، فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ وَائْذَنْ لِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُلْ: قَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هٰذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ وَإِنِّي أُخْبِرْتُ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَوَلِيدَةٍ، فَسَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّمَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا الرَّجْمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید اللہ ابن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے ابو ہریرہؓ اور زید بن خالد جہنیؓ سے ان دونوں نے کہا ایک گنوار اس کا نام معلوم نہیں ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں آپ میرا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کر دیجیے اس کا دشمن دوسرا فریق (نام نامعلوم) جو اس سے زیادہ سمجھ دار عقلمند تھا کہنے لگا جی ہاں ہمارا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کر دیجیے اور مجھ کو بیان کرنے کی اجازت دیجیے۔ آپ نے فرمایا اچھا بیان کر وہ کہنے لگا میرا بیٹا (نام نامعلوم) اس کا نوکر تھا اس نے اس کی جورو سے زنا کیا لوگوں نے مجھ سے کہا تیرا بیٹا سنگسار ہونا چاہیے تو میں نے سو بکریاں ایک لونڈی اس کی طرف سے فدیہ دے کر اس کو چھڑا لیا۔ پھر میں نے علم والوں سے پوچھا انہوں نے کہا میرے بیٹے پر سو کوڑے پڑیں گے اور ایک برس کے لیے دیس نکالا ہوگا اور اس کی بیوی سنگسار کی جائے گی۔ آپ نے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اللہ کی کتاب کے موافق تمہارا فیصلہ کروں گا بکریاں اور لونڈی تو پھیر لے اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے پڑینگے اور ایک سال کے لیے پردیس میں رہنا۔ انیس کل تو اس دوسرے

اللهِ، الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ رَدٌّ، وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ: اغْدُ يَا أُنَيْسُ إِلَى امْرَأَةِ هَذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا، قَالَ: فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَأَمَرَ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَتْ

شخص کی جورو کے پاس جا اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر صبح انیس رضؓ اس کے پاس گئے اس نے زنا کا اقرار کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا وہ سنگسار کی گئی۔

لے ترجمۂ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ اس نے زنا کی حد کے بدل یہ شرط کی کہ سو بکریاں اور ایک لونڈی اس کی طرف سے دوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باطل اور لغو قرار دیا ۱۲ منہ

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ شُرُوطِ الْمُكَاتَبِ إِذَا رَضِيَ بِالْبَيْعِ عَلَى أَنْ يُعْتَقَ۔

باب۔ مکاتب اگر آزاد ہونے کی شرط پر بیع پر راضی ہو جائے تو یہ درست ہے۔

۸۸۶- حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ الْمَكِّيُّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيَّ بَرِيرَةُ وَهِيَ مُكَاتَبَةٌ فَقَالَتْ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ اشْتَرِينِي فَإِنَّ أَهْلِي يَبِيعُونَنِي فَأَعْتِقِينِي، قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَتْ إِنَّ أَهْلِي لَا يَبِيعُونَنِي حَتَّى يَشْتَرِطُوا وَلَائِي، قَالَتْ: لَا حَاجَةَ لِي فِيكِ، فَسَمِعَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَلَغَهُ، فَقَالَ: مَا شَأْنُ بَرِيرَةَ؟ فَقَالَ: اشْتَرِيهَا فَأَعْتِقِيهَا، وَلْيَشْتَرِطُوا مَا شَاءُوا، قَالَتْ: فَاشْتَرَيْتُهَا فَأَعْتَقْتُهَا، وَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَاءَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْوَلَاءُ لِمَنْ

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن ایمن مکی نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا، انہوں نے بیان کیا کہ بریرہ لونڈی جو مکاتب تھی ان کے پاس آئی اور کہنے لگی ام المومنین مجھ کو مول لے لو میرے مالک مجھ کو بیچ ڈالیں گے پھر مجھ کو آزاد کر دو انہوں نے کہا اچھا بریرہؓ نے کہا میرے مالک اس وقت تک نہیں بیچنے کے جب تک وہ ولاء خود لینے کی شرط نہ کر لیں حضرت عائشہؓ نے کہا تو مجھے مول لینے کی ضرورت نہیں لے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا یا آپ کو پہنچا آپ نے پوچھا بریرہ کا مقدمہ کیا ہے (میں نے بیان کیا) آپ نے فرمایا مول لے کر آزاد کر دے ان کو جو چاہیں وہ شرطیں لگانے دے حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے اس کو مول لے کر آزاد کر دیا اور اس کے مالکوں نے ولاء کی شرط (اپنے لیے) کر لی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے وہ سو

أَعْتَقَ وَ إِنِ اشْتَرَطُوا مِائَةَ شَرْطٍ۔

شرطیں لگائیں تو کیا ہوتا ہے۔

لہ یعنی جب ولاء وہ لیا چاہتے ہیں تو میں مجھے مول لینا نہیں چاہتی ۱۲ منہ

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الطَّلَاقِ، وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنُ وَعَطَاءٌ: إِنْ بَدَأَ بِالطَّلَاقِ أَوْ أَخَّرَ فَهُوَ أَحَقُّ بِشَرْطِهِ۔

باب: طلاق میں شرطیں لگانے کا بیان اور سعید بن مسیب اور حسن بصری اور عطاء بن ابی رباح نے کہا خواہ شرط کو بعد میں بیان کرے یا پہلے ہر حال میں شرط کے موافق عمل ہو گا۔

لہ یعنی طلاق کو مقدم کرے شرط اس کے بعد کہے مثلاً یوں کہے "انت طالق ان دخلت الدار" یا شرط کو مقدم کرے طلاق بعد رکھے مثلاً یوں کہے "ان دخلت الدار فانت طالق" ہر حال میں طلاق جب ہی پڑے گی جب شرط پائی جائے یعنی وہ عورت گھر میں جائے ان تینوں اثروں کو عبدالرزاق نے وصل کیا ۱۲ منہ

۸۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّلَقِّي، وَأَنْ يَبْتَاعَ الْمُهَاجِرُ لِلْأَعْرَابِيِّ، وَأَنْ تَشْتَرِطَ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا، وَأَنْ يَسْتَامَ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ، وَنَهَى عَنِ النَّجْشِ، وَعَنِ التَّصْرِيَةِ، تَابَعَهُ مُعَاذٌ وَعَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ شُعْبَةَ، وَقَالَ غُنْدَرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ: نُهِيَ، وَقَالَ آدَمُ: نُهِينَا، وَقَالَ النَّضْرُ وَحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: نَهَى۔

ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عدی بن ثابت سے انہوں نے ابو حازم سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بازار کے باہر جا کر قافلے سے (جو رسد لا یا ہو) ملنا منع فرمایا اور بستی والے کو باہر والے کا مال بیچنا اور کسی عورت کا لہ اپنی بہن کو طلاق دلوانے کی شرط لگانا اور اپنے بھائی کے سودا چکانے پر چکانا اور نجش سے بھی منع فرمایا اور جانور کے تھن میں دودھ رکھ کر چھوڑنے سے محمد بن عرعرہ کے ساتھ اس حدیث کو معاذ بن معاذ نے اور عبدالصمد بن عبدالوارث نے بھی شعبہ سے روایت کیا اور غندر اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے یوں کہا ان باتوں سے منع کیا گیا اور آدم بن ابی ایاس نے یوں کہا ہم منع کیے گئے اور نضر اور حجاج بن منہال نے یوں کہا منع کیا۔

لہ ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ معلوم ہوا اگر وہ سوکن کی طلاق کی شرط کرے اور خاوند شرط کے موافق طلاق دے دے تو طلاق پڑ جائیگی ورنہ شرط لگانے کی ممانعت سے کوئی فائدہ نہیں رہتا ۱۲ منہ

گیارہواں پارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

بَابُ الشُّرُوطِ مَعَ النَّاسِ بِالْقَوْلِ۔ باب: لوگوں سے زبانی شرط کرنا[1]

[1] یعنی بغیر اشتہار اور کتابت کے صرف زبانی کوئی شرط لگانا ۱۲ منہ

۸۸۸ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ: أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ، وَعَمْرُو ابْنُ دِينَارٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ، وَغَيْرُهُمَا: قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: إِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مُوسَى رَسُولُ اللَّهِ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، قَالَ - أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا - كَانَتِ الْأُولَى نِسْيَانًا، وَالْوُسْطَى شَرْطًا، وَالثَّالِثَةُ عَمْدًا - قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا - لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ - فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی ان سے ابن جریج نے بیان کیا کہا مجھ کو یعلی بن مسلم اور عمرو بن دینار نے خبر دی ان دونوں نے سعید بن جبیر سے روایت کی اور ان میں ایک دوسرے سے زیادہ بیان کرتا ہے ابن جریج نے کہا مجھ سے یہ حدیث یعلی اور عمرو کے سوا اوروں نے بھی بیان کی وہ سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا ہم عبداللہ بن عباسؓ کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے کہا مجھ سے ابی بن کعب نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خضر سے جو جا کر ملے تھے وہ موسیٰؑ پیغمبر تھے پھر اخیر تک حدیث بیان کی خضر نے (موسیٰؑ سے) کہا میں نے نہیں کہا تھا تم میرے ساتھ نہیں ٹھہر سکتے اور موسیٰؑ نے پہلا سوال تو بھول کر کیا تھا اور بیچ کا سوال شرط کے طور پر لے اور تیسرا جان بوجھ کر موسیٰؑ نے (خضر سے) کہا بھول چوک پر میری گرفت نہ کرو نہ میرا کام مشکل بناؤ دونوں کو ایک لڑکا ملا خضر نے اس کو مار ڈالا پھر آگے چلے تو ایک دیوار دیکھی جو ٹوٹنے کو تھی[2] خضر نے اس کو سیدھا

جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ۔ قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ۔ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ۔

کر دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یوں پڑھا ہے ان کے آگے ایک بادشاہ تھا۔[۳]

[۱] ترجمۂ باب یہیں سے نکلتا ہے ۱۲ منہ [۲] یعنی جھک گئی تھی ۱۲ منہ [۳] یعنی بجائے وراءہم کے ابن عباسؓ کی قرأت میں یوں ہے امامہم معنی دونوں کا ایک ہے لڑکے کا نام جس کو خضر نے مار ڈالا جیسون یا جیسور تھا اور لٹکر اس کا گلا کاٹ ڈالا یا سر اکھاڑ کر پھینک دیا یا لات ماری یا اس کی ناف اکھیڑ لی وہ مر گیا۔ بادشاہ کا نام جلندی تھا وہ کافر تھا ۱۲ منہ

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْوَلَاءِ۔

باب: ولاء میں شرط لگانا[۱]

[۱] ولاء کے معنی اوپر بیان ہو چکے ہیں ۱۲ منہ

۸۸۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْنِي بَرِيرَةُ فَقَالَتْ: كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ فَأَعِينِينِي، فَقَالَتْ: إِنْ أَحَبُّوا أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ، فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلَى أَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ فَأَبَوْا عَلَيْهَا، فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِهِمْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: خُذِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ، فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ، ثُمَّ قَامَ

ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا بریرہؓ میرے پاس آئی اور کہنے لگی میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ (چاندی) پر کتابت کی ہے۔ ہر سال ایک اوقیہ دینا ٹھہرا ہے تو میری مدد کرو حضرت عائشہؓ نے کہا اگر تیرے مالک پسند کریں تو میں نو اوقیہ ان کو ایک دم گن دیتی ہوں اور تیری ولاء میں لوں گی بریرہ اپنے مالکوں کے پاس گئی اور ان سے کہا انہوں نے نہ مانا آخر وہ ان کے پاس سے لوٹ کر آئی اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اس نے کہا میں نے اپنے مالکوں سے تمہارا پیغام بیان کیا وہ نہیں سنتے کہتے ہیں ولاء ہم لیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن لیا اور حضرت عائشہؓ نے آپ سے سارا قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا تو بریرہؓ کو خرید لے اور ولاء کی شرط انہی کے لیے کر لے آخر تم ہی لینا ولاء تو اسی کو ملے گی جو آزاد کرے آخر حضرت عائشہؓ نے ایسا ہی کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ، مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ، قَضَاءُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ أَوْثَقُ، وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ۔

سنانے کو) لوگوں میں کھڑے ہوئے اللہ کی تعریف اور اس کی خوبی بیان کی پھر فرمایا بعضے آدمیوں کو کیا ہو گیا ہے (کچھ جنون تو نہیں ہے) وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کا اللہ کی کتاب میں پتہ نہیں ہے جو شرط اللہ کی کتاب میں نہ ہو وہ لغو ہے اگرچہ ایسی سو شرطیں ہوں جو اللہ کا حکم ہے وہی عمل کے زیادہ لائق ہے اور اللہ ہی کی شرط پکی ہے اور ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے [1]

[1] یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ۱۲ منہ

بَابٌ - إِذَا اشْتَرَطَ فِي الْمُزَارَعَةِ: إِذَا شِئْتُ أَخْرَجْتُكَ۔

باب: اگر زمین کا مالک مزارعت میں یہ شرط لگائے کہ جب چاہے کاشتکار کو بے دخل کر دے [1]

[1] یعنی مزارعت میں کوئی مدت معین نہ کرے بلکہ زمین کا مالک یوں شرط کرے کہ میں جب چاہوں گا تجھ کو بے دخل کر دوں گا ۱۲ منہ

---

۸۹۰ - حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى أَبُو غَسَّانَ الْكِنَانِيُّ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا فَدَعَ أَهْلُ خَيْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَامَ عُمَرُ خَطِيبًا فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَامَلَ يَهُودَ خَيْبَرَ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَقَالَ نُقِرُّكُمْ مَا أَقَرَّكُمُ اللّٰهُ، وَإِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى مَالِهِ هُنَاكَ فَعُدِيَ عَلَيْهِ مِنَ اللَّيْلِ فَفُدِعَتْ يَدَاهُ وَرِجْلَاهُ وَلَيْسَ لَنَا

ہم سے ابو احمد (مرار بن حمویہ) نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن یحییٰ ابو غسان کنانی نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے جب خیبر کے یہودیوں نے [2] عبداللہ بن عمرؓ کے ہاتھ پاؤں مروڑ دیے (ٹیڑھے کر دیے) تو حضرت عمرؓ خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے بٹائی کا معاملہ کیا تھا اور فرمایا تھا جب تک پروردگار تم کو یہاں رکھے گا ہم بھی تم کو قائم رکھیں گے اور عبداللہ بن عمرؓ اپنا مال وہاں لینے گیا تو یہودیوں نے رات کو اس پر حملہ کیا اس کے ہاتھ پاؤں مروڑ ڈالے تم ہی سمجھو خیبر کے یہودیوں کے سوا ہمارا کون دشمن ہے وہی ہمارے دشمن ہیں ان ہی پر ہمارا گمان ہے میں ان کا وہاں

هُنَاكَ عَدُوٌّ غَيْرُهُمْ هُمْ عَدُوُّنَا وَتُهْمَتُنَا، وَقَدْ رَأَيْتُ إِجْلاءَهُمْ، فَلَمَّا أَجْمَعَ عُمَرُ عَلَى ذَلِكَ أَتَاهُ أَحَدُ بَنِي أَبِي الْحُقَيْقِ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَتُخْرِجُنَا وَقَدْ أَقَرَّنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَامَلَنَا عَلَى الأَمْوَالِ وَشَرَطَ ذَلِكَ لَنَا؟ فَقَالَ عُمَرُ: أَظَنَنْتَ أَنِّي نَسِيتُ قَوْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ بِكَ إِذَا أُخْرِجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُو بِكَ قَلُوصُكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ؟ فَقَالَ: كَانَ ذَلِكَ هُزَيْلَةً مِنْ أَبِي الْقَاسِمِ، فَقَالَ: كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللهِ، فَأَجْلاهُمْ عُمَرُ وَأَعْطَاهُمْ قِيمَةَ مَا كَانَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِ مَالًا وَإِبِلًا وَعُرُوضًا مِنْ أَقْتَابٍ وَحِبَالٍ وَغَيْرِ ذَلِكَ، رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، أَحْسِبُهُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَصَرَهُ.

سے نکال دینا مناسب سمجھتا ہوں جب حضرت عمرؓ نے یہ قصد کر لیا تو ابو حقیق یہودی کا ایک لڑکا ان کے پاس آیا کہنے لگا اے امیر المومنین! تم ہم کو نکالتے ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہم کو وہاں ٹھہرایا تھا اور ہم سے بٹائی کا معاملہ کیا تھا اور شرط کر لی تھی کہ (رکھ یہیں رہنا) حضرت عمرؓ نے کہا کیا تو سمجھتا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا بھول گیا آپ نے تجھ سے فرمایا تھا اس وقت تیرا کیا ہونا ہے جب تو خیبر سے نکالا جائے گا راتوں رات تجھ کو تیری اونٹنی لیے پھرے گی۔ وہ کہنے لگا یہ تو ابو القاسم نے دل لگی سے کہا تھا حضرت عمرؓ نے کہا ارے خدا کے دشمن تو جھوٹا ہے[3] آخر حضرت عمرؓ نے یہودیوں کو وہاں سے نکال دیا[4] اور پیداوار میں جو ان کا حصہ تھا اس کی قیمت ان کو دلوا دی کچھ نقد اور کچھ سامان دیا اونٹ پالان رسیاں وغیرہ اس حدیث کو حماد بن سلمہ نے بھی عبید اللہ سے روایت کیا میں سمجھتا ہوں انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے، انہوں نے حضرت عمرؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختصر طور پر۔

[1] بعضوں نے کہا یہ ابو احمد محمد بن یوسف بیکندی ہیں۔ بہر حال اس کتاب میں ان سے اور ان کے شیخ سے ایک یہی حدیث مروی ہے ۱۲ منہ [2] ہوا یہ کہ حضرت عمرؓ نے اپنے صاحبزادے عبد اللہ بن عمرؓ کو خیبر بھیجا اس لیے کہ وہاں کی پیداوار وصول کریں یہودی مردودوں نے جو مسلمانوں سے جلتے ہیں ان کو دھکیل دیا یا گرا دیا اور ان کے جوڑوں پر مار لگائی ان کو ٹیڑھا کر دیا مروڑ دیا۔ خدا کی مار ان خبیثوں پر یہ کونسی سپاہ گری اور شجاعت ہے کہ لڑائی سے تو جان چرائیں بھاگتوں کے اگاڑی رہیں اور فریب سے بندگان خدا کو ناحق ایذا پہنچائیں نامردوں کا شیوہ ہی ہے ۱۲ منہ [3] پیغمبروں کا فرمودہ دل لگی نہیں ہو سکتا بلکہ آپ نے آئندہ کی پیشگوئی فرمائی تھی جو اب پوری ہوئی یہ آپ کا ایک معجزہ تھا ۱۲ منہ [4] اس حدیث سے یہ نکلا کہ زمین کا مالک کاشتکار کا کوئی قصور دیکھے تو اس کو بے دخل کر سکتا ہے گو وہ کام شروع کر چکا ہو مگر اس کام کا بدل دینا ہو گا جیسے حضرت عمرؓ نے کیا

بعضوں نے کہا مالک اس وقت بے دخل کر سکتا ہے جب کاشت پوری ہو جائے اور فصل کاٹ لی جائے ۱۲ عینی

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْجِهَادِ وَالْمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الْحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوطِ۔

۸۹۱- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ، يُصَدِّقُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَدِيثَ صَاحِبِهِ قَالَا: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ بِالْغَمِيمِ فِي خَيْلٍ لِقُرَيْشٍ طَلِيعَةً فَخُذُوا ذَاتَ الْيَمِينِ، فَوَاللَّهِ مَا شَعَرَ بِهِمْ خَالِدٌ حَتَّى إِذَا هُمْ بِقَتَرَةِ الْجَيْشِ فَانْطَلَقَ يَرْكُضُ نَذِيرًا لِقُرَيْشٍ، وَسَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالثَّنِيَّةِ الَّتِي يُهْبَطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ، فَقَالَ النَّاسُ: حَلْ حَلْ فَأَلَحَّتْ، فَقَالُوا: خَلَأَتِ الْقَصْوَاءُ، خَلَأَتِ الْقَصْوَاءُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا خَلَأَتِ الْقَصْوَاءُ، وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ وَلَكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيلِ، ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي

باب: جہاد میں شرطیں لگانا اور کافروں کے ساتھ صلح کرنے میں اور شرطوں کا لکھنا۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا مجھ سے عبدالرزاق نے بیان کیا کہا ہم کو معمر نے خبر دی کہا مجھ کو زہری نے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے، انہوں نے مسور بن مخرمہ اور مروان سے ان دونوں میں ہر ایک دوسرے کی روایت کو سچ بتلاتا ہے۔ ان دونوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حدیبیہ کی صلح ہوئی ۱؎ اس زمانہ میں (مکہ کی طرف) نکلے ابھی رستے میں ہی تھے کہ آپؐ نے فرمایا خالد بن ولید قریش کے (دو سو) سوار لیے ہوئے غمیم میں ہے یہ قریش کا مقدمۃ الجیش (ہراول گارڈ) ہے تو تم داہنی طرف کا راستہ لو (تاکہ خالد کو خبر نہ ہو اور تم مکہ کے قریب پہنچ جاؤ) تو خدا کی قسم خالد کو ان کی خبر ہی نہیں ہوئی یہاں تک کہ اس کے سواروں نے گرد کی سیاہی دیکھی خالد دوڑا قریش کو ڈرانے کے لیے اور آنحضرت صلعم بھی چلے جب اس گھاٹی پر پہنچے جہاں سے مکہ پر اترتے ہیں آپؐ کی اونٹنی بیٹھ گئی لوگ حل حل کہنے لگے ۲؎ لیکن وہ نہ ہلی لوگ کہنے لگے قصواء اڑ گئی قصواء اڑ گئی ۳؎ آپؐ نے فرمایا قصواء نہیں اڑی اور اس کی عادت بھی اڑنے کی نہ تھی مگر جس (خدا) نے اصحاب الفیل کو روکا تھا اسی نے قصواء کو بھی روک دیا پھر فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مکہ والے مجھ سے کوئی ایسی بات چاہیں جس میں اللہ کی حرم کی بڑائی ہو تو میں اس کو منظور کروں گا پھر آپؐ نے اس کو

نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَسْأَلُونِي خُطَّةً يُعَظِّمُونَ
فِيهَا حُرُمَاتِ اللَّهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا،
ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ، قَالَ: فَعَدَلَ عَنْهُمْ
حَتَّى نَزَلَ بِأَقْصَى الْحُدَيْبِيَةِ عَلَى ثَمَدٍ
قَلِيلِ الْمَاءِ يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا،
فَلَمْ يُلَبِّثْهُ النَّاسُ حَتَّى نَزَحُوهُ وَ
شُكِيَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْعَطَشُ، فَانْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ ثُمَّ
أَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهُ فِيهِ، فَوَاللَّهِ مَا زَالَ
يَجِيشُ لَهُمْ بِالرِّيِّ حَتَّى صَدَرُوا عَنْهُ،
فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ جَاءَ بُدَيْلُ بْنُ
وَرْقَاءَ الْخُزَاعِيُّ فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ
خُزَاعَةَ وَكَانُوا عَيْبَةَ نُصْحِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ تِهَامَةَ فَقَالَ
إِنِّي تَرَكْتُ كَعْبَ بْنَ لُؤَيٍّ وَعَامِرَ
ابْنَ لُؤَيٍّ نَزَلُوا أَعْدَادَ مِيَاهِ الْحُدَيْبِيَةِ
وَمَعَهُمُ الْعُوذُ الْمَطَافِيلُ وَهُمْ مُقَاتِلُوكَ
وَصَادُّوكَ عَنِ الْبَيْتِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّا لَمْ نَجِئْ لِقِتَالِ
أَحَدٍ وَلَكِنَّا جِئْنَا مُعْتَمِرِينَ، وَإِنَّ قُرَيْشًا
قَدْ نَهِكَتْهُمُ الْحَرْبُ وَأَضَرَّتْ بِهِمْ،
فَإِنْ شَاءُوا مَادَدْتُهُمْ مُدَّةً وَيُخَلُّوا بَيْنِي
وَبَيْنَ النَّاسِ فَإِنْ أَظْهَرْ، وَإِنْ شَاءُوا أَنْ
يَدْخُلُوا فِيمَا دَخَلَ فِيهِ النَّاسُ فَعَلُوا
وَإِلَّا فَقَدْ جَمُّوا، وَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَوَالَّذِي
نَفْسِي بِيَدِهِ لَأُقَاتِلَنَّهُمْ عَلَى أَمْرِي
هَذَا حَتَّى تَنْفَرِدَ سَالِفَتِي، وَلَيُنْفِذَنَّ اللَّهُ

ڈانٹا وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ آپ مکہ والوں کی طرف سے مڑ گئے
اور حدیبیہ کے پرلے کنارے ایک گڑھے پر اترے جس میں
پانی کم تھا لوگ تھوڑا تھوڑا پانی اس میں سے لیتے تھے۔
انہوں نے پانی کو ٹھہرنے ہی نہیں دیا سب کھینچ ڈالا اور
آپ سے پیاس کا شکوہ کیا آپ نے اپنی ترکش میں سے
ایک تیر نکالا اور فرمایا اس کو اس گڑھے میں گاڑ دو۔ قسم
خدا کی (تیر گاڑتے ہی) اس کا پانی بڑے زور سے جوش مارنے
لگا ان کے لوٹنے تک یہی حال رہا خیر لوگ اس حال میں
تھے کہ بدیل بن ورقا خزاعی اپنی قوم خزاعہ کے آدمیوں کو
لیے ہوئے آن پہنچا۔ وہ تہامہ والوں میں سے آپ کا خیرخواہ
محرم راز تھا کہنے لگا میں نے کعب بن لوی ۵ اور عامر بن
لوی کو چھوڑا وہ حدیبیہ کے بہت پانی والے چشموں پر اترے
ہیں ان کے ساتھ بچے والی اونٹنیاں ہیں ۶ (یا بال بچے ہیں)
وہ آپ سے لڑنا اور مکہ سے آپ کو روکنا چاہتے ہیں۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم تو کسی سے لڑنے نہیں آئے
ہیں صرف عمرے کی نیت سے آئے ہیں اور قریش کے
لوگ لڑتے لڑتے تھک گئے ہیں ان کو بہت نقصان پہنچا ہے
اگر ان کی خوشی ہے تو میں ایک مدت مقرر کر کے ان سے صلح
کرتا ہوں وہ دوسرے لوگوں کے معاملہ میں دخل نہ دیں
اگر دوسرے لوگ مجھ پر غالب ہوتے تو ان کی مراد بر آئی اگر میں
غالب ہوا تو ان کی خوشی چاہیں تو اس دین میں شریک
ہو جائیں جس میں اور لوگ شریک ہوتے (یعنی مسلمان ہو جائیں)
نہیں تو (چند روز) ان کو آرام تو ملے گا اگر وہ یہ بات نہ مانیں
تو قسم خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تو اس
دین پر ان سے لڑوں گا یہاں تک کہ میری گردن جاتے اور
اللہ ضرور اپنے دین کو پورا کرے گا بدیل نے یہ سن کر کہا میں
آپ کا پیغام ان کو پہنچاتا ہوں وہ قریش کے کافروں کے

أَمْرَهُ: فَقَالَ بُدَيْلٌ: سَأُبَلِّغُهُمْ مَا تَقُولُ، قَالَ: فَانْطَلَقَ حَتَّى أَتَى قُرَيْشًا، قَالَ: إِنَّا قَدْ جِئْنَاكُمْ مِنْ هَذَا الرَّجُلِ وَسَمِعْنَاهُ يَقُولُ قَوْلًا، فَإِنْ شِئْتُمْ نَعْرِضُهُ عَلَيْكُمْ فَعَلْنَا، فَقَالَ سُفَهَاؤُهُمْ: لَا حَاجَةَ لَنَا أَنْ تُخْبِرَنَا عَنْهُ بِشَيْءٍ، وَقَالَ ذَوُو الرَّأْيِ مِنْهُمْ: هَاتِ مَا سَمِعْتَهُ يَقُولُ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا، فَحَدَّثَهُمْ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ: أَيْ قَوْمِ، أَلَسْتُمْ بِالْوَلَدِ؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ: وَأَلَسْتُ بِالْوَالِدِ؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ: فَهَلْ تَتَّهِمُونِي؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي اسْتَنْفَرْتُ أَهْلَ عُكَاظٍ فَلَمَّا بَلَّحُوا عَلَيَّ جِئْتُكُمْ بِأَهْلِي وَوَلَدِي وَمَنْ أَطَاعَنِي؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ: فَإِنَّ هَذَا قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ، اقْبَلُوهَا وَدَعُونِي آتِهِ، قَالُوا: ائْتِهِ، فَأَتَاهُ فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِنْ قَوْلِهِ لِبُدَيْلٍ، فَقَالَ عُرْوَةُ عِنْدَ ذَلِكَ: أَيْ مُحَمَّدُ، أَرَأَيْتَ إِنِ اسْتَأْصَلْتَ أَمْرَ قَوْمِكَ، هَلْ سَمِعْتَ بِأَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ اجْتَاحَ أَهْلَهُ قَبْلَكَ؟ وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى، فَإِنِّي وَاللهِ لَا أَرَى وُجُوهًا، وَإِنِّي لَأَرَى أَشْوَابًا مِنَ النَّاسِ خَلِيقًا أَنْ يَفِرُّوا

پاس گئے اور کہنے لگے میں اس شخص کے (آنحضرتؐ کے) پاس سے آیا ہوں انہوں نے ایک بات کہی ہے کہو تو تم سے کہوں؟ ان کے جاہل بے وقوف کہنے لگے ہم کو کوئی ضرورت ان کی بات سننے کی نہیں ہے جو عقل والے تھے کہنے لگے بھلا بتلاؤ تو کیا بات سن کر آئے ہو بدیل نے بیان کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا وہ ان کو سنا دیا اتنے میں عروہ بن مسعود ثقفی کھڑا ہوا کہنے لگا میری قوم کے لوگو! کیا تم مجھ پر بیٹے کی طرح شفقت نہیں رکھتے انہوں نے کہا کہ بے شک رکھتے ہیں عروہ نے کہا کیا میں باپ کی طرح تمہارا خیر خواہ نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں ہے عروہ نے کہا تم مجھ پر کوئی شبہ رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں عروہ نے کہا کیا تم کو معلوم نہیں کہ میں نے عکاظ والوں کو تمہاری مدد کے لیے کہا تھا جب وہ یہ نہ کر سکے تو میں اپنے بال بچے اور جن لوگوں نے میرا کہنا سنا ان کو لے کر تمہارے پاس آ گیا انہوں نے کہا بے شک عروہ نے کہا اس شخص (یعنی بدیل) نے تمہاری بہتری کی بات کہی ہے اس کو قبول کرو اور مجھ کو محمدؐ کے پاس جانے دو قریش نے کہا اچھا جاؤ۔ عروہ آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرنے لگا آپؐ نے اس سے بھی وہی گفتگو کی جو بدیل سے کی تھی۔ عروہ یہ سن کر کہنے لگا محمد بتلاؤ تو اگر تم نے اپنی قوم کو بالکل تباہ کر دیا تو کون سی اچھی بات ہوئی (تم نے کسی عرب کے شخص کو سنا ہے تم سے پہلے جس نے اپنی قوم کو تباہ کیا ہو اور جو کہیں دوسری بات ہوئی (یعنی قریش غالب ہوئے) تو میں تو قسم خدا کی تمہارے ساتھیوں کے منہ دیکھتا ہوں یہ پنج میل لوگ یہی کریں گے تم کو چھوڑ کر چل دیں گے۔ یہ سن کر ابوبکر صدیقؓ (کو غصہ آیا انہوں) نے کہا لے حالات کا ملنا چاٹ کیا ہم حضرتؐ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے عروہ نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ابوبکرؓ ہیں عروہ نے

وَيَدَعُوكَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: امْصَصْ بَظْرَ اللَّاتِ، أَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ وَنَدَعُهُ؟ فَقَالَ: مَنْ ذَا؟ قَالُوا: أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا يَدٌ كَانَتْ لَكَ عِنْدِي لَمْ أَجْزِكَ بِهَا لَأَجَبْتُكَ، قَالَ: وَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُلَّمَا تَكَلَّمَ أَخَذَ بِلِحْيَتِهِ وَالْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرُ، فَكُلَّمَا أَهْوَى عُرْوَةُ بِيَدِهِ إِلَى لِحْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ يَدَهُ بِنَعْلِ السَّيْفِ وَقَالَ لَهُ: أَخِّرْ يَدَكَ عَنْ لِحْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَفَعَ عُرْوَةُ رَأْسَهُ فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، فَقَالَ: أَيْ غُدَرُ، أَلَسْتُ أَسْعَى فِي غَدْرَتِكَ؟ وَكَانَ الْمُغِيرَةُ صَحِبَ قَوْمًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَتَلَهُمْ وَأَخَذَ أَمْوَالَهُمْ ثُمَّ جَاءَ فَأَسْلَمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا الْإِسْلَامَ فَأَقْبَلُ وَأَمَّا الْمَالَ فَلَسْتُ مِنْهُ فِي شَيْءٍ، ثُمَّ إِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنَيْهِ، قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ

کہا اگر تمہارا مجھ پر احسان نہ ہوتا جس کا بدلہ میں نے نہیں ادا کیا ہے تو میں تم کو جواب دیتا خیر پھر عروہ باتیں کرنے لگا اور جب بات کرتا تو آنحضرت کی مبارک داڑھی تھام لیتا اس وقت مغیرہ بن شعبہ تلوار لیے ہوئے آپ کے پاس سر پر کھڑے تھے ان کے سر پر خود تھا جب عروہ اپنا ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی (مبارک) کی طرف بڑھاتا تو مغیرہ تلوار کی کوتھی اس کے ہاتھ پر مارتے اور کہتے اپنا ہاتھ آپ کی داڑھی سے الگ رکھ آخر عروہ نے اوپر سر اٹھا کر دیکھا اور پوچھا یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا مغیرہ بن شعبہ ہیں عروہ نے کہا اے دغاباز کیا میں نے تیری دغابازی کی سزا سے تجھ کو نہیں بچایا ہوا یہ تھا کہ مغیرہؓ جاہلیت کے زمانے میں کافروں کی ایک قوم کے پاس رہتے تھے پھر ان کو قتل کر کے ان کا مال لوٹ کر چلے آئے اور مسلمان ہو گئے تھے لہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تیرا اسلام تو قبول کرتا ہوں لیکن جو مال تو لایا ہے اس سے مجھ کو غرض نہیں (کیونکہ وہ دغابازی سے ہاتھ آیا ہے میں نہیں لے سکتا) خیر پھر عروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو دونوں آنکھوں سے گھورنے لگا راوی نے کہا خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھنکارا اور بلغم نکالا تو آپ کے اصحابؓ میں سے کسی نے بھی اپنے ہاتھ پر لیا اور اپنے منہ اور بدن پر مل لیا (بطور تبرک کے) اور جب آپ نے کوئی حکم دیا تو لپک کر آپ کا حکم بجا لانے کو چلے اور جب آپ نے وضو کیا تو آپ کے وضو کا پانی لینے کو قریب تھا کہ لڑ پڑیں اور جب آپ سے بات کی تو اپنی آوازیں پست کر لیں اور ادب سے آپ کو گھور کر نہیں دیکھتے تھے خیر عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹ کر گیا اور کہنے لگا میں تو بادشاہوں کے پاس جا چکا ہوں اور روم اور ایران اور حبش کے بادشاہوں کے پاس بھی خدا کی قسم میں نے تو نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کے لوگ اس کی ایسی

كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمُوا خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ، فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَيْ قَوْمِ، وَاللهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ وَوَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ وَكِسْرَى وَالنَّجَاشِيِّ، وَاللهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا، وَاللهِ إِنْ يَتَنَخَّمُ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، فَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمُوا خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ، وَإِنَّهُ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوهَا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ: دَعُونِي آتِيهِ، فَقَالُوا: ائْتِهِ، فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذَا فُلَانٌ وَهُوَ مِنْ قَوْمٍ يُعَظِّمُونَ الْبُدْنَ، فَابْعَثُوهَا لَهُ، فَبُعِثَتْ لَهُ، وَاسْتَقْبَلَهُ النَّاسُ يُلَبُّونَ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ، مَا يَنْبَغِي لِهَؤُلَاءِ أَنْ يُصَدُّوا عَنِ الْبَيْتِ، فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ قَالَ: رَأَيْتُ الْبُدْنَ قَدْ قُلِّدَتْ وَأُشْعِرَتْ، فَمَا أَرَى أَنْ يُصَدُّوا عَنِ

تعظیم کرتے ہوں جیسے محمدؐ کی تعظیم ان کے اصحاب کرتے ہیں [۱] اگر انہوں نے تھوکا تو کوئی اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اور اپنے منہ اور بدن پر مل لیتا ہے اور جب وہ کوئی حکم دیتا ہے تو لپکتے ہوئے فوراً ان کا حکم بجالاتے ہیں اور جب وضو کرتے ہیں تو وضو کے پانی کے لیے قریب ہوتا ہے لڑ مریں گے اور جب ان سے بات کرتے ہیں تو انکے سامنے اپنی آوازیں دھیمی کر لیتے ہیں ادب اور تعظیم سے ان کو گھور کر نہیں دیکھتے محمدؐ نے جو بات کہی ہے وہ تمہارے فائدے کی ہے اس کو مان لو بنی کنانہ کا ایک شخص بولا [۲] مجھے ان کے پاس جانے دو لوگوں نے کہا جا جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کے پاس آیا تو آپؐ بول اٹھے یہ شخص جو آرہا ہے ان لوگوں میں سے ہے جو بیت اللہ کی قربانی کی عظمت کرتے ہیں تو قربانی کے جانور اس کے سامنے کردو [۳] وہ جانور اس کے سامنے لائے گئے اور صحابہؓ نے لبیک پکارتے ہوئے اس کا استقبال کیا جب اس نے یہ حال دیکھا تو کہہ اٹھا سبحان اللہ ان لوگوں کو کعبے سے روکنا مناسب نہیں اپنی قوم والوں کے پاس لوٹ گیا بولا اونٹوں کے گلے میں نے ہار پڑے کوہان چرے دیکھا میں تو بیت اللہ سے ان کو روکنا مناسب نہیں جانتا پھر ان میں مکرز بن حفص ایک شخص تھا وہ اٹھا کہنے لگا مجھے جانے دو۔ لوگوں نے کہا اچھا جاوہ جب آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو بدکار شخص ہے خیر وہ آپ سے باتیں کرنے لگا اس کے بات کرنے میں سہیل بن عمرو نامی ایک اور شخص قریش کی طرف سے آن پہنچا معمر نے کہا مجھ کو ایوب نے خبر دی انہوں نے عکرمہ سے کہ جب سہیل بن عمرو آیا آپ نے (فال نیک کے طور پر) فرمایا اب تمہارا کام سہل ہو گیا (آسان ہو گیا) معمر نے کہا زہری نے کہا سہیل کہنے لگا اچھا لائیے ہمارے اور تمہارے درمیان ایک صلح نامہ

الْبَيْتِ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مِكْرَزُ بْنُ حَفْصٍ فَقَالَ: دَعُونِي آتِيهِ، فَقَالُوا: ائْتِهِ، فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذَا مِكْرَزٌ وَهُوَ رَجُلٌ فَاجِرٌ، فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَمَا هُوَ يُكَلِّمُهُ إِذْ جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ مَعْمَرٌ: فَأَخْبَرَنِي أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ: أَنَّهُ لَمَّا جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ سَهُلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ، قَالَ مَعْمَرٌ: قَالَ الزُّهْرِيُّ فِي حَدِيثِهِ: فَجَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ: هَاتِ اكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابًا، فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَاتِبَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبْ: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، فَقَالَ سُهَيْلٌ: أَمَّا الرَّحْمَنُ فَوَاللهِ مَا أَدْرِي مَا هِيَ، وَلَكِنِ اكْتُبْ: بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ كَمَا كُنْتَ تَكْتُبُ، فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: وَاللهِ لَا نَكْتُبُهَا إِلَّا بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ، ثُمَّ قَالَ: هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، فَقَالَ سُهَيْلٌ: وَاللهِ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ مَا صَدَدْنَاكَ عَنِ الْبَيْتِ وَلَا قَاتَلْنَاكَ وَلَكِنِ اكْتُبْ: مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاللهِ إِنِّي

لکھا جائے آپ نے منشی [14] کو بلایا اور فرمایا لکھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سہیل کہنے لگا رحمٰن میں نہیں جانتا کون ہے لیکن عرب کے دستور کے موافق باسمک اللہم لکھوائیے جیسے پہلے آپ لکھوایا کرتے تھے [15] مسلمان (لوگوں کو ضد آئی وہ) کہنے لگے ہم تو قسم خدا کی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہی لکھوائیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (منشی سے) باسمک اللہم ہی لکھ پھر یوں لکھوایا یہ وہ صلحنامہ ہے جس پر محمد اللہ کے رسول اتنا لکھوانا تھا کہ سہیل بولا خدا کی قسم اگر ہم کو یقین ہوتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کو کعبے سے کبھی نہ روکتے نہ آپ سے لڑتے۔ یوں لکھوائیے جس پر محمد عبداللہ کے بیٹے یہ سن کر آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم مجھ کو جھٹلاتے ہو۔ خیر محمد بن عبداللہ ہی لکھو زہری نے کہا آپ نے جو جھگڑا نہ کیا وہ اس وجہ سے کہ آپ پہلے فرما چکے تھے [16] قریش مجھ سے کوئی ایسی بات چاہیں گے جس سے اللہ کے ادب والی چیزوں کی تعظیم ہو تو میں بے تامل منظور کروں گا خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لگے یہ لکھوایا محمد عبداللہ کے بیٹے نے اس پر صلح کی کہ تم لوگ ہم کو بیت اللہ جانے دو گے ہم وہاں طواف کریں گے سہیل نے کہا (یہ نہیں ہو سکتا) اگر ہم تم کو ابھی جانے دیں تو سارے عربوں میں یہ چرچا ہو جائیگا کہ ہم دب گئے لیکن تم سال آیندہ آؤ (حج کرو) خیر پھر لکھنا شروع ہوا تو سہیل نے کہا یہ شرط بھی لکھو ہم میں سے اگر کوئی شخص گو تمہارے دین پر ہو تمہارے پاس آجائے تو تم اس کو ہمارے پاس پھیر دو گے مسلمانوں نے کہا سبحان اللہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ مسلمان ہو کر آئے اور مشرکوں کے حوالے کر دیا جائے۔ لوگ یہی باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں سہیل بن عمرو کا بیٹا ابوجندل پاؤں میں بیڑیاں پہنے ہوئے آہستہ چلتا ہوا آیا [17] وہ مکہ کے نشیب کی طرف سے نکل بھاگا

لَرَسُولُ اللَّهِ وَإِنْ كَذَّبْتُمُونِي، اكْتُبْ:
مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَذَلِكَ
لِقَوْلِهِ لاَ يَسْأَلُونِي خُطَّةً يُعَظِّمُونَ
فِيهَا حُرُمَاتِ اللَّهِ إِلاَّ أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا،
فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَى
أَنْ تُخَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَطُوفَ
بِهِ، فَقَالَ سُهَيْلٌ: وَاللَّهِ لاَ تَتَحَدَّثُ
الْعَرَبُ أَنَّا أُخِذْنَا ضُغْطَةً، وَلَكِنْ
ذَلِكَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، فَكَتَبَ، فَقَالَ
سُهَيْلٌ: وَعَلَى أَنَّهُ لاَ يَأْتِيكَ مِنَّا رَجُلٌ
وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلاَّ رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا
قَالَ الْمُسْلِمُونَ: سُبْحَانَ اللَّهِ، كَيْفَ
يُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ جَاءَ مُسْلِمًا؟
فَبَيْنَمَا كَذَلِكَ إِذْ دَخَلَ أَبُو جَنْدَلِ بْنُ
سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو يَرْسُفُ فِي قُيُودِهِ، وَقَدْ
خَرَجَ مِنْ أَسْفَلِ مَكَّةَ حَتَّى رَمَى بِنَفْسِهِ
بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ سُهَيْلٌ: هَذَا
يَا مُحَمَّدُ أَوَّلُ مَا أُقَاضِيكَ عَلَيْهِ أَنْ تَرُدَّهُ
إِلَيَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّا
لَمْ نَقْضِ الْكِتَابَ بَعْدُ، قَالَ: فَوَاللَّهِ إِذًا
لَمْ أُصَالِحْكَ عَلَى شَيْءٍ أَبَدًا، قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَجِزْهُ لِي،
قَالَ: مَا أَنَا بِمُجِيزِهِ لَكَ، قَالَ: بَلَى فَافْعَلْ،
قَالَ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ، قَالَ مِكْرَزٌ: بَلْ قَدْ
أَجَزْنَاهُ لَكَ، قَالَ أَبُو جَنْدَلٍ: أَيْ
مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، أُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِينَ
وَقَدْ جِئْتُ مُسْلِمًا؟ أَلاَ تَرَوْنَ مَا قَدْ

تھا اس نے اپنے تئیں مسلمانوں پر ڈال دیا (ان کی پناہ چاہی) سہیل نے کہا محمد یہ پہلا شخص ہے جو شرط کے موافق تم کو پھیر دینا چاہیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی تو صلحنامہ پورا لکھا بھی نہیں گیا (ابھی اس شرط پر عمل کیسے ہو سکتا ہے) سہیل نے کہا تو پھر صلح ہی نہیں کرنے کا کبھی نہیں کرنے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اچھا خاص ابوجندل کی پروانگی دے دے سہیل نے کہا میں کبھی نہیں دینے کا آپ نے فرمایا نہیں دے وہ بولا نہیں دیتا مکرز بولا اچھا میں پروانگی دیتا ہوں (لیکن اس کی بات نہ چلی) آخر ابوجندل کہنے لگا (یہ کیا غضب ہے) میں مسلمان ہو کر آیا ہوں اور کافروں کے حوالے کیا جاتا ہوں۔ دیکھو مجھ پر کیا کیا سختیاں ہوئی ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں سخت تکلیف دی گئی تھی حضرت عمرؓ کہتے ہیں یہ حال دیکھ کر میں آنحضرت صلعم کے پاس آیا میں نے کہا کیا آپ اللہ کے سچے پیغمبر نہیں ہیں آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں۔ میں نے کہا کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن ناحق پر نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا بے شک ہیں میں نے کہا تو پھر ہم اپنے دین کو کیوں ذلیل کرتے ہیں آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا وہ میری مدد کرے گا۔ میں نے کہا آپ فرماتے تھے کہ ہم کعبے کے پاس پہنچیں گے اور طواف کریں گے آپؐ نے فرمایا بے شک مگر میں نے یہ کب کہا تھا کہ اسی سال یہ ہوگا۔ میں نے کہا حقیقت میں آپ نے یہ تو نہیں فرمایا تھا آپ نے فرمایا تو تم کعبے کے پاس (ایک دن ضرور) پہنچو گے اس کا طواف کرو گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا پھر میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور میں نے کہا کیا یہ اللہ کے سچے پیغمبر نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا بے شک ہیں۔ میں نے کہا کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن ناحق پر نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ میں نے کہا پھر ہم اپنے دین کو کیوں ذلیل کریں؟ ابوبکرؓ نے کہا

لَقِيتُ؟ وَكَانَ قَدْ عُذِّبَ عَذَابًا شَدِيدًا فِي اللَّهِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: أَلَسْتَ نَبِيَّ اللَّهِ حَقًّا؟ قَالَ: بَلَى، قُلْتُ: أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ؟ قَالَ: بَلَى، قُلْتُ: فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا إِذًا؟ قَالَ: إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ وَلَسْتُ أَعْصِيهِ وَهُوَ نَاصِرِي، قُلْتُ: أَوَلَيْسَ كُنْتَ تُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ فَنَطُوفُ بِهِ؟ قَالَ: بَلَى، فَأَخْبَرْتُكَ أَنَّا نَأْتِيهِ الْعَامَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمُطَّوِّفٌ بِهِ، قَالَ: فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا بَكْرٍ، أَلَيْسَ هَذَا نَبِيَّ اللَّهِ حَقًّا، قَالَ: بَلَى، قُلْتُ: أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ؟ قَالَ: بَلَى، قُلْتُ: فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا إِذًا؟ قَالَ: أَيُّهَا الرَّجُلُ، إِنَّهُ لَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ يَعْصِي رَبَّهُ وَهُوَ نَاصِرُهُ، فَاسْتَمْسِكْ بِغَرْزِهِ فَوَاللَّهِ إِنَّهُ عَلَى الْحَقِّ، قُلْتُ: أَلَيْسَ كَانَ يُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ وَنَطُوفُ بِهِ؟ قَالَ: بَلَى، أَفَأَخْبَرَكَ أَنَّكَ تَأْتِيهِ الْعَامَ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمُطَّوِّفٌ بِهِ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: قَالَ عُمَرُ: فَعَمِلْتُ لِذَلِكَ أَعْمَالًا، قَالَ: فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَّةِ الْكِتَابِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: قُومُوا فَانْحَرُوا ثُمَّ احْلِقُوا،

بھلے آدمی وہ اللہ کے پیغمبر ہیں اس کے حکم کے خلاف نہیں کرتے اللہ ان کا مددگار ہے جو آپؐ حکم دیں بجالا کیونکہ خدا کی قسم آپؐ حق پر ہیں میں نے کہا آپؐ ہم سے یہ نہیں فرماتے تھے کہ ہم خانہ کعبہ کے پاس پہنچیں گے طواف کریں گے ابوبکرؓ نے کہا بے شک لیکن آپ نے کیا یہ کہا تھا کہ اسی سال ہوگا؟ میں نے کہا نہیں یہ تو نہیں کہا تھا۔ انہوں نے کہا تو ایک دن تم کعبے کے پاس پہنچو گے اور طواف کرو گے۔ زہری نے کہا حضرت عمرؓ نے کہا یہ جو بے ادبی کی میں نے گفتگو کی اس کے گناہ کو اتارنے کے لیے میں نے کئی نیک عمل کیئے [۱] خیر جب صلحنامہ لکھ کر پورا ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا اٹھو اونٹوں کو نحر کرو۔ سر منڈواؤ کوئی یہ سن کر نہ اٹھا یہاں تک کہ تین بار آپؐ نے یہی فرمایا جب کوئی نہ اٹھا تو آپؐ بی بی ام سلمہؓ کے پاس گئے اور ان سے لوگوں کی شکایت کی، ام سلمہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ لوگ ایسا کریں تو ایسا کیجیے کہ آپ کسی سے کچھ نہ کہیے اٹھ کر اپنے اونٹوں کو نحر کر ڈالیے اور حجام کو بلوا کر حجامت بنوائیے آپؐ اٹھے اور کسی سے بات نہیں کی اپنے اونٹوں کو نحر کیا اور اصلاح ساز کو بلا کر سر منڈوایا جب لوگوں نے آپ کو ایسا کرتے دیکھا سب اٹھے اور نحر کیا اور ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے قریب تھا کہ ہجوم کی وجہ سے ایک دوسرے کو ہلاک کر دیں [۱] خیر اس کے بعد چند مسلمان عورتیں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں [۲] اللہ نے (سورۂ ممتحنہ کی) یہ آیت اتاری مسلمانو! جب مسلمان عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو ان کو جانچو اخیر آیت بعصم الکوافر تک [۳] حضرت عمرؓ نے اس دن اپنی دو مشرک عورتوں کو طلاق دے دی ان میں سے ایک سے معاویہ بن ابی سفیان نے نکاح کر لیا اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو لوٹ گئے اس کے بعد (مکہ

قَالَ، فَوَاللّٰهِ مَا قَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ حَتّٰى قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ مِنْهُمْ أَحَدٌ دَخَلَ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ فَذَكَرَ لَهَا مَا لَقِيَ مِنَ النَّاسِ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، أَتُحِبُّ ذٰلِكَ؟ اخْرُجْ ثُمَّ لَا تُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ كَلِمَةً، حَتّٰى تَنْحَرَ بُدْنَكَ، وَتَدْعُوَ حَالِقَكَ فَيَحْلِقَكَ، فَخَرَجَ فَلَمْ يُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ، نَحَرَ بُدْنَهُ، وَدَعَا حَالِقَهُ فَحَلَقَهُ، فَلَمَّا رَأَوْا ذٰلِكَ قَامُوا فَنَحَرُوا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَحْلِقُ بَعْضًا حَتّٰى كَادَ بَعْضُهُمْ يَقْتُلُ بَعْضًا غَمًّا، ثُمَّ جَاءَهُ نِسْوَةٌ مُؤْمِنَاتٌ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ - حَتّٰى بَلَغَ بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ - فَطَلَّقَ عُمَرُ يَوْمَئِذٍ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا لَهُ فِي الشِّرْكِ، فَتَزَوَّجَ إِحْدَاهُمَا مُعَاوِيَةُ ابْنُ أَبِي سُفْيَانَ، وَالْأُخْرٰى صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ، ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَجَاءَهُ أَبُو بَصِيرٍ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ وَهُوَ مُسْلِمٌ، فَأَرْسَلُوا فِي طَلَبِهِ رَجُلَيْنِ، فَقَالُوا: الْعَهْدَ الَّذِي جَعَلْتَ لَنَا، فَدَفَعَهُ إِلَى الرَّجُلَيْنِ، فَخَرَجَا بِهِ حَتّٰى بَلَغَا ذَا الْحُلَيْفَةِ، فَنَزَلُوا يَأْكُلُونَ مِنْ تَمْرٍ لَهُمْ، فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ لِأَحَدِ الرَّجُلَيْنِ: وَاللّٰهِ إِنِّي

سے ایک شخص ابوبصیر[۲۴] نامی مسلمان ہو کر آنحضرتؐ کے پاس آیا وہ قریشی تھا۔ قریش لوگوں نے اس کو واپس بلانے کے لیے دو آدمیوں کو بھیجا[۲۵] اور کہنے لگے جو عہد ہم میں اور آپ میں ہے اس کے موافق عمل کیجیے آپؐ نے ابوبصیر کو ان دونوں شخصوں کے ساتھ کر دیا وہ اس کو لے کر نکلے جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو ایک درخت کے تلے ٹھہر کر کھجوریں جو ان کے ساتھ تھیں کھانے لگے ابوبصیر نے ان دونوں میں سے ایک سے کہا قسم خدا کی تیری تلوار بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے۔ اس نے سونت کر کہا بے شک عمدہ ہے میں اس کو آزما چکا ہوں۔ ابوبصیر نے کہا ذرا مجھے دیکھنے دو اس نے دیدی۔ ابوبصیر نے اس کو مار کر ٹھنڈا کر دیا اس کا ساتھی ڈر کے مارے بھاگا۔ مدینہ پہنچا مسجد میں بھاگتا ہوا آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھ کر فرمایا۔ یہ ڈرا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ جب وہ آپ کے پاس پہنچا تو کہنے لگا قسم خدا کی میرا ساتھی مارا گیا اور میں بھی نہیں بچوں گا۔ اتنے میں ابوبصیر بھی آ پہنچا اور کہنے لگا یا رسول اللہ آپ کا عہد اللہ نے پورا کر دیا۔ آپ نے مجھے پھیر دیا مگر اللہ نے مجھ کو ان سے نجات دلوائی۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مادر بخطا[۲۶] لڑائی بھڑکا نا چاہتا ہے۔ اگر کوئی اس کی مدد کرے۔ یہ سنتے ہی ابوبصیر سمجھ گیا کہ آپ پھر اس کو لوٹا دیں گے اور سیدھا نکل کر سمندر کے کنارے پہنچا۔ ابوجندل بھی مکہ سے بھاگ کر ابوبصیر سے آن کر مل گیا اب جو قریش کا آدمی مسلمان ہو کر نکلتا وہ ابوبصیر کے پاس چلا جاتا یہاں تک کہ اس کے پاس ایک جتھا جم گیا، انہوں نے قسم خدا کی یہ شروع کیا کہ قریش کا جو قافلہ شام کے ملک کو جاتا اس کو رستے میں روکتے اور لوٹ مار کرتے آخر قریش نے (مجبور ہو کر

لَأَرَى سَيْفَكَ هَذَا يَا فُلَانُ جَيِّدًا، فَاسْتَلَّهُ الْآخَرُ فَقَالَ: أَجَلْ وَاللَّهِ، إِنَّهُ لَجَيِّدٌ، لَقَدْ جَرَّبْتُ بِهِ ثُمَّ جَرَّبْتُ، فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ: أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْهِ، فَأَمْكَنَهُ بِهِ، فَضَرَبَهُ حَتَّى بَرَدَ وَفَرَّ الْآخَرُ حَتَّى أَتَى الْمَدِينَةَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يَعْدُو، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَآهُ: لَقَدْ رَأَى هَذَا ذُعْرًا، فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قُتِلَ صَاحِبِي وَإِنِّي لَمَقْتُولٌ، فَجَاءَ أَبُو بَصِيرٍ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَدْ وَاللَّهِ أَوْفَى اللَّهُ ذِمَّتَكَ، قَدْ رَدَدْتَنِي إِلَيْهِمْ ثُمَّ أَنْجَانِي اللَّهُ مِنْهُمْ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَيْلُ أُمِّهِ مِسْعَرَ حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهُ أَحَدٌ، فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ عَرَفَ أَنَّهُ سَيَرُدُّهُ إِلَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى سِيفَ الْبَحْرِ، قَالَ: وَيَنْفَلِتُ مِنْهُمْ أَبُو جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلٍ فَلَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ، فَجَعَلَ لَا يَخْرُجُ مِنْ قُرَيْشٍ رَجُلٌ قَدْ أَسْلَمَ إِلَّا لَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ حَتَّى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ، فَوَاللَّهِ مَا يَسْمَعُونَ بِعِيرٍ خَرَجَتْ لِقُرَيْشٍ إِلَى الشَّأْمِ إِلَّا اعْتَرَضُوا لَهَا فَقَتَلُوهُمْ وَأَخَذُوا أَمْوَالَهُمْ، فَأَرْسَلَتْ قُرَيْشٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُنَاشِدُهُ بِاللَّهِ وَالرَّحِمِ لَمَّا أَرْسَلَ فَمَنْ أَتَاهُ فَهُوَ آمِنٌ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ـ وَهُوَ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ اور ناطہ رشتہ کی قسمیں دے کر کہلا بھیجا کہ آپ ابوبصیر کو بلا بھیجیں اور اب سے جو شخص مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے اس کو امن ہے (آپ واپس نہ کیجئے) خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبصیر کو بلا لیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے (سورہ فتح کی) یہ آیات اتاری وہی خدا ہے جس نے عین مکہ کے بیچا بیچ تم کو ان پر فتح دے کر ان کے (کافروں کے) ہاتھ تم سے روک دیے اور تمہارے ہاتھ ان سے اخیر آیت حمیۃ الجاہلیۃ تک حمیۃ جاہلیت (بات کی پچ نادانی کی ہٹ) یہ تھی کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو نہ مانا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ لکھنے دی اور مسلمانوں کو کعبے میں جانے سے روک دیا اور عقیل نے زہری سے روایت کی عروہ نے کہا مجھ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو عورتیں مسلمان ہو کر آتیں ان کو جانچتے تھے (ان کا امتحان لیتے تھے) زہری نے کہا اور ہم کو یہ حدیث پہنچی [27] جب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اتارا کہ کافروں کی بی بیاں جو ہجرت کر کے مسلمانوں کے پاس آ جائیں تو مسلمان کافروں

الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ
عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ
أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ـ حَتَّى بَلَغَ ـ
الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ ـ كَانَتْ حَمِيَّتُهُمْ
أَنَّهُمْ لَمْ يُقِرُّوا أَنَّهُ نَبِيُّ اللّٰهِ وَلَمْ
يُقِرُّوا بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ،
وَحَالُوا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ، ....

....

....

....

وَقَالَ عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: قَالَ عُرْوَةُ:
فَأَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ، وَبَلَغَنَا
أَنَّهُ لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى أَنْ يَرُدُّوا إِلَى
الْمُشْرِكِينَ مَا أَنْفَقُوا عَلَى مَنْ هَاجَرَ
مِنْ أَزْوَاجِهِمْ وَحَكَمَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ
أَنْ لَا يُمَسِّكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ، أَنَّ
عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَيْنِ قَرِيبَةَ بِنْتَ أَبِي
أُمَيَّةَ، وَابْنَةَ جَرْوَلٍ الْخُزَاعِيِّ،
فَتَزَوَّجَ قَرِيبَةَ مُعَاوِيَةُ، وَتَزَوَّجَ
الْأُخْرَى أَبُو جَهْمٍ، فَلَمَّا أَبَى الْكُفَّارُ
أَنْ يُقِرُّوا بِأَدَاءِ مَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُونَ
عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى ـ وَإِنْ
فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ
فَعَاقَبْتُمْ ـ وَالْعَقِبُ مَا يُؤَدِّي الْمُسْلِمُونَ
إِلَى مَنْ هَاجَرَتِ امْرَأَتُهُ مِنَ الْكُفَّارِ،
فَأَمَرَ أَنْ يُعْطَى مَنْ ذَهَبَ لَهُ زَوْجٌ

کو وہ خرچہ پھیر دیں جو انہوں نے
ان بی بیوں پر کیا ہے اور یہ حکم بھی کیا ہے
کہ مسلمان کافر عورتوں کو نکاح میں
نہ رکھیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
اپنی دو جوروؤں یعنے قریبہ بنت ابی
امیہ اور بنت جرول کو طلاق دے
دی پھر معاویہ نے قریبہ سے
نکاح کر لیا اور ابوجہم نے بنت جرول
سے اس کے بعد ایسا ہوا کہ کافروں
نے اس خرچ کے ادا کرنے سے انکار کیا جو
مسلمانوں نے اپنی عورتوں پر کیا تھا تب
اللہ تعالیٰ نے (سورۂ ممتحنہ کی) یہ آیت
اتاری اگر تمہاری کچھ عورتیں کافروں
کے پاس چلی جائیں اور تم کو کافروں کا
خرچ نہ دیں اور تمہاری باری آن پہنچے
تو اس کا تدارک یہ ہے کہ کافروں کی
جو عورتیں مسلمان ہو کر ہجرت کریں
اور ان سے کوئی مسلمان نکاح کرے تو ان کا
مہر ان عورتوں کو نہ دے بلکہ وہ مہر
ان مسلمانوں کو دیا جائے جن کی
عورتیں کافروں کے پاس بھاگ
گئی ہوں اور ہم تو نہیں جانتے کہ کوئی
عورت ایمان لانے اور ہجرت
کرنے کے بعد مرتد ہو گئی ہو ـ
اور زہری نے کہا ہم کو یہ
حدیث پہنچی کہ ابوبصیر بن
اسید ثقفی مسلمان ہو کر مدت

مِنَ الْمُسْلِمِينَ مَا أَنْفَقَ مِنْ صَدَاقِ نِسَاءِ الْكُفَّارِ اللَّائِي هَاجَرْنَ، وَمَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ ارْتَدَّتْ بَعْدَ إِيمَانِهَا وَبَلَغَنَا أَنَّ أَبَا بَصِيرِ بْنَ أَسِيدٍ الثَّقَفِيَّ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا مُهَاجِرًا فِي الْمُدَّةِ، فَكَتَبَ الْأَخْنَسُ بْنُ شُرَيْقٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهُ أَبَا بَصِيرٍ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ۔

صلح کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آگیا۔ اس وقت اخنس بن شریق نے (مکہ سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ ابو بصیر کو آپ بھیج دیجیے پھر یہی حدیث بیان کی اخیر تک۔

۱؎ یہ واقعہ ۶ھ ہجری کا ہے آپ پیر کے دن ذی قعدہ کے اخیر میں نکلے تھے آپ کی نیت لڑائی کی نہ تھی بلکہ عمرے کی نیت تھی آپ کے ساتھ صرف سات سو آدمی تھے اور ستر اونٹ قربانی کے ہر دس آدمیوں میں ایک اونٹ ایک روایت میں ہے کہ چودہ سو آدمی تھے آپ نے بسر بن سفیان کو بطور جاسوسی کے قریش کی خبر لانے کے لیے روانہ کیا تھا اس نے رستے میں آن کر بیان کیا کہ قریش کے لوگ آپ کے آنے کی خبر سن کر ذی طویٰ میں آن بیٹھے ہیں اور خالد بن ولید ان کے سواروں کو لیے ہوئے کراع الغمیم میں ہے اس کو غمیم بھی کہتے ہیں۔ یہ مقام مکہ سے صرف دو منزل پر ہے ۱۲ منہ ۲؎ عرب لوگ حل حل اس وقت کہتے ہیں جب اونٹ کو اٹھانا اور چلانا منظور ہوتا ہے ۱۲ منہ ۳؎ قصوا اس اونٹنی کا نام تھا جس پر آپ سوار تھے یہ تمام اونٹوں سے بھاگنے میں آگے رہتی تھی آپ نے اس پر سوار ہو کر ہجرت کی تھی ۱۲ منہ ۴؎ تہامہ کہتے ہیں مکہ اور اس کے اطراف کی بستیوں کو یہ تہم سے نکلا ہے تہم کہتے ہیں گرمی کی شدت کو اور گھمس کو یہ ایک بڑا گرم مقام تھا اس لیے اس کا نام تہامہ ہوا ۱۲ منہ ۵؎ یہ قریش کے جد اعلیٰ ہیں قریش کے لوگ جو مکہ میں تھے انہی دونوں کی اولاد میں سے تھے ۱۲ منہ ۶؎ عوذ المطافیل کے دو معنی ہیں ایک بچہ دار اونٹنیاں جو دھیل ہوتی ہیں اور دوسرے بال بچے دونوں صورتوں میں مطلب یہ ہے کہ قریش کے لوگ ان چشموں پر زیادہ دن رہنے کے ارادے سے آئے تھے ان کی غرض یہ تھی کہ یہیں کھائیں پئیں اور آپ سے لڑتے رہیں ۱۲ منہ ۷؎ کہ میں باطناً تمہارا بد خواہ ہوں اور ظاہر میں دوست ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۸؎ پنچ میل یعنی مختلف قوموں کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان مختلف قوموں کے تھے بعضے رومی حبشی فارسی بھی تھے ۱۲ منہ ۹؎ لات مشرکوں کا بت تھا۔ ابوبکرؓ نے فرمایا اپنے معبود کی شرمگاہ چوس کہیں یہ خیال بھی نہ کرو کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر چل دیں گے۔ حالانکہ لات کو مثانہ نہ تھا، مثانہ عورت کو ہوتا ہے ابوبکرؓ کی مراد یہ تھی اپنی ماں کا مثانہ چوس تا رہ مگر غصہ سے اس کی ماں کے بدل اس کے معبود کا نام لیا تاکہ اور زیادہ اس کی حقارت ہو ۱۲ منہ ۱۰؎ اس قوم کے لوگوں نے مغیرہ کی قوم پر حملہ کیا دونوں میں لڑائی ہونے والی تھی مگر عروہ نے بیچ بچاؤ کرا دیا ان کو دیت پر راضی کر دیا کہتے ہیں مغیرہ عروہ کے بھتیجے تھے ۱۲ منہ ۱۱؎ آپ دین اور دنیا دونوں کے بادشاہ تھے دنیا

کے بادشاہوں کی حقیقت ہی کیا ہے وہ ہماری طرح ایک آدمی ہیں ان میں کوئی ذاتی فضیلت نہیں اگر کوئی ان کی تعظیم بھی کرتا ہے تو ڈر سے یا مطلب سے دل میں ہزاروں کوسنے دیتے ہیں اور پیٹھ پیچھے گالیوں کی بوچھاڑ کرتے ہیں پیغمبر صاحب کی تعظیم ہر مومن کے دل میں ہے اور مومن جان و مال آپ پر قربان کرنا اپنی سعادت سمجھتا ہے ۱۲ منہ ۱۲؎ اس کا نام جلیس بن علقمہ حارثی تھا وہ حبشیوں کا سردار تھا ۱۲ منہ ۱۳؎ آپ کا مطلب یہ تھا کہ قربانی کا جانور دیکھ کر اس کا دل نرم ہوگا اور اپنی قوم سے جاکر سفارش کرے گا کہ یہ لوگ عمرے کے لیے آتے ہیں ان کا کعبے سے روکنا مناسب نہیں ہے اور اس طرح بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہوں گے ۱۲ منہ ۱۴؎ یہ منشی جناب امیر المومنین علی بن ابی طالبؓ تھے ۱۲ منہ ۱۵؎ یعنی نبوت سے پہلے آپؐ خطوں میں باسمک اللھم لکھواتے تھے ۱۲ منہ ۱۶؎ جب آپؐ کی اونٹنی قصواء رستے میں بیٹھ گئی تھی ۱۲ منہ ۱۷؎ چونکہ بیڑیاں پاؤں میں پڑی تھیں اس لیے جلدی چل نہیں سکتا تھا ۱۲ منہ ۱۸؎ یعنی اور جو کوئی مسلمان ہو کر آئے گا اس کو لے لینا مگر ابوجندل کو جانے دے اس کو چھوڑ دے ۱۲ منہ ۱۹؎ کیونکہ مکرز کو اختیار نہ تھا صلحنامہ سہیل کی رائے پر لکھا جانا تھا ۱۲ منہ ۲۰؎ بطور کفارے کے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ان الحسنات یذھبن السیئات" گو عمرؓ کی نیت بخیر تھی ان کو یہی منظور تھا کہ اسلام کی ذلت نہ ہو مگر آنحضرتؐ سے بار بار اصرار کرنا اور اپنی رائے پر اڑے رہنا انہوں نے گناہ سمجھا جس سے توبہ کی دوسری روایت میں ہے حضرت عمرؓ نے کہا رائے کو دین میں لغو سمجھو یعنی اللہ اور رسول کے حکم پر عمل کرو اس کے خلاف جو رائے ہو اس کو بھاڑ میں جھونکو اس قول سے حضرات مقلدین کو سبق لینا چاہیے حضرت عمرؓ کی رائے برخلاف حدیث لغو اور قابل کفارہ اور استغفار ٹھہری تو دوسرے مولویوں کی رائے حدیث کے برخلاف کیوں پوچ اور لغو نہ ہو گی ۱۲ منہ ۲۱؎ صحابہ کا نہ اٹھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی نیت سے نہ تھا معاذ اللہ بلکہ انہوں نے یہ سمجھ کر دیر کی کہ شاید اللہ کی طرف سے کوئی نیا حکم آپ پر اترے جس سے یہ تجویز منسوخ ہو جائے اور ان کا احرام نہ ٹوٹے ۱۲ منہ ۲۲؎ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ عورتیں حدیبیہ میں آئیں بلکہ آپ کے لوٹ جانے کے بعد مدت صلح کے اندر یہ عورتیں آئی تھیں ۱۲ منہ —— ۲۳؎ یعنی کافر عورتوں سے نکاح کا تعلق نہ رکھو ۱۲ منہ ۲۴؎ ابوبصیر کا نام عتبہ یا علبید تھا ۱۲ منہ ۲۵؎ یہ دو شخص خنیس بن جابر ایک اس کا غلام کوثر تھے ۱۲ منہ ۲۶؎ یہ ویل امہ کا ترجمہ ہے۔ ہم کو اس سے بہتر ترجمہ نہیں ملا۔ لفظی معنے یہ ہیں اس کی ماں کی کمبختی یعنے بدنصیب پیدا ہوا۔ اپنی ماں کا نام بدنام کیا ۱۲ منہ ۲۷؎ خدا کی قدرت دیکھو جس شرط پر کافر بہت خوش ہوئے تھے اور مسلمان رنجیدہ اسی شرط پر کافر نادم ہوئے اور اس سے ہاتھ دھونا پڑا ۱۲ منہ ۲۸؎ عینی نے کہا اس سے یہ مطلب ہے کہ ابوبصیر کا قصہ عقیل کی روایت میں زہری سے مرسل ہے اور معمر کی روایت میں موصول ہے مسور تک اور معمر کی متابعت ابن اسحاق نے کی ہے اور عقیل کی اوزاعی نے ۱۲ منہ

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْقَرْضِ، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَعَطَاءٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: إِذَا أَجَّلَهُ فِي الْقَرْضِ جَازَ۔

باب:۔ قرض میں شرط لگانا اور عبداللہ بن عمرؓ اور عطاء بن ابی رباحؒ نے کہا[1] اگر قرض میں مدت کرے تو یہ جائز ہے

[1] یہ دونوں اثر کتاب القرض میں گزر چکے ہیں ۱۲ منہ

۸۹۲- وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ ابْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يُسْلِفَهُ أَلْفَ دِينَارٍ، فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى۔

اور لیث نے کہا مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے ایک شخص کا ذکر کیا[1] (بنی اسرائیل میں) اس نے بنی اسرائیل کے ایک دوسرے شخص سے ہزار اشرفیاں قرض مانگیں اس نے ایک مدت مقرر کر کے اس کو دیں۔

[1] اس حدیث کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ان دونوں شخصوں کا نام معلوم نہیں ہوا ۱۲ منہ

بَابُ الْمُكَاتَبِ، وَمَا لَا يَحِلُّ مِنَ الشُّرُوطِ الَّتِي تُخَالِفُ كِتَابَ اللهِ، وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي الْمُكَاتَبِ: شُرُوطُهُمْ بَيْنَهُمْ، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَوْ عُمَرُ: كُلُّ شَرْطٍ خَالَفَ كِتَابَ اللهِ فَهُوَ بَاطِلٌ، وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ۔

باب:۔ مکاتب کا بیان اور جو شرطیں اللہ کی کتاب کے مخالف ہیں ان کا جائز نہ ہونا۔ اور جابر بن عبداللہؓ نے کہا[1] مکاتب غلام لونڈی اور ان کے مالکوں میں جو شرطیں ہوں وہ معتبر ہوں گی اور عبداللہ بن عمرؓ یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جو شرط اللہ کی کتاب کے خلاف ہو وہ باطل ہے اگر سو بار شرط لگائے۔

[1] اس کو سفیان ثوری نے کتاب الفرائض میں وصل کیا ۱۲ منہ

٨٩٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَتْهَا بَرِيرَةُ تَسْأَلُهَا فِي كِتَابَتِهَا فَقَالَتْ: إِنْ شِئْتِ أَعْطَيْتُ أَهْلَكِ وَيَكُونُ الْوَلَاءُ لِي، فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَّرْتُهُ ذَلِكَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ابْتَاعِيهَا فَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے عمرہ سے انہوں نے عائشہ رضؓ سے انہوں نے کہا بریرہؓ ان کے پاس آئی اپنی کتابت میں مدد چاہنے کو انہوں نے کہا اگر تو چاہتی ہے تو میں تیری کتابت کا روپیہ دیتی ہوں تیری ولاء لیکن میں لوں گی خیر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہوں نے آپ سے اس کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا تو خرید لے اور آزاد کر دے ولاء اس کو ملے گی جو آزاد کرے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے ایسی ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں جو شخص ایسی شرط لگائے جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہے تو اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا اگرچہ سو بار وہ شرط لگائے۔

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الِاشْتِرَاطِ، وَالثُّنْيَا فِي الْإِقْرَارِ، وَالشُّرُوطِ الَّتِي يَتَعَارَفُهَا النَّاسُ بَيْنَهُمْ

وَإِذْ قَالَ مِائَةٌ إِلَّا وَاحِدَةً أَوْ ثِنْتَيْنِ، وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ الرَّجُلُ لِكَرِيِّهِ: أَدْخِلْ رِكَابَكَ، فَإِنْ لَمْ أَرْحَلْ مَعَكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا فَلَكَ مِائَةُ دِرْهَمٍ فَلَمْ يَخْرُجْ، فَقَالَ شُرَيْحٌ: مَنْ شَرَطَ عَلَى نَفْسِهِ طَائِعًا غَيْرَ مُكْرَهٍ فَهُوَ عَلَيْهِ، وَقَالَ أَيُّوبُ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ: إِنَّ رَجُلًا بَاعَ طَعَامًا وَقَالَ إِنْ لَمْ آتِكَ الْأَرْبِعَاءَ فَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بَيْعٌ، فَلَمْ يَجِئْ فَقَالَ شُرَيْحٌ لِلْمُشْتَرِي: أَنْتَ أَخْلَفْتَ

باب:- اقرار میں شرط لگانا یا استثنا کرنا جائز ہے

اور ان شرطوں کا بیان جو لوگوں میں عموماً جاری ہیں[1] (معاملات وغیرہ میں) اور اگر کوئی کہے مجھ پر فلانے کے سو درہم نکلتے ہیں مگر ایک یا دو تو ننانوے یا اٹھانوے درہم دینا ہوں گے[2] اور عبداللہ بن عون نے ابن سیرین سے نقل کیا ایک آدمی نے ایک اونٹ والے سے کہا تو اپنے اونٹ لا کر[3] باندھ دے اگر میں فلاں فلاں دن تک تیرے ساتھ سفر نہ کروں تو تجھ کو سو درہم دوں گا پھر اس دن تک نہ نکلا تو شریح قاضی نے یہ حکم دیا[4] کہ جس نے خوشی سے کوئی شرط اپنے اوپر لگائی نہ زور زبردستی سے تو وہ اس کو پوری کرنا ہوگی اور ایوب سختیانی نے ابن سیرین سے نقل کیا[5] ایک شخص نے اناج بیچا اور خریدار نے اقرار کیا اگر میں بدھ تک تیرے پاس نہ آؤں (اپنا مال قیمت دے کر نہ لیجاؤں) تو بیع باقی نہ رہیگی

فَقَضٰى عَلَيْهِ۔

پھر وہ بدھ تک نہ آیا شریح قاضی نے خریدار کے خلاف فیصلہ کیا اور کہا تو نے اپنا وعدہ خلاف کیا۔

لہ مثلاً بیع میں یہ شرط کہ مال فلانی جگہ حوالہ کرنا یا غلہ میں یہ شرط کہ کاٹ کر دینا یا صاف کر کے ۱۲ منہ
لہ یعنی اگر یوں کہا سو نکلتے ہیں مگر ایک تو ننانوے دیتا ہوں گے اگر جو یوں کہا مگر دو تو اٹھانوے دینا ہوں گے اگر ایسا استثناء یعنی قلیل کا کثیر سے ہو تو بالاتفاق درست ہے اختلاف اس استثناء میں ہے جو کثیر کا قلیل سے ہو جمہور نے اس کو بھی جائز رکھا ہے مگر مالکیہ نے ناجائز کہا ہے ۱۲ منہ لہ یہ ترجمہ اس صورت میں ہے جب اصل میں یوں ہو ادخل رکابک اور بعضے نسخوں میں یوں ہے ارحل رکابک یعنی اپنے اونٹوں کو لے جا ۱۲ منہ لہ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا ۱۲ منہ لہ تو آپ نے سو میں سے ایک کا استثناء کیا معلوم ہوا کثیر میں سے قلیل کا استثناء درست ہے ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

۸۹۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا، مِائَةً إِلَّا وَاحِدَةً، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم سے ابوالزناد نے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ننانوے ایک کم سو نام ہیں جو کوئی ان کو یاد کرے وہ بہشت میں جائے گا لہ

لہ یعنی جوان کو یاد کرے اور پڑھے وہ بہشت میں جائے گا ۱۲ خطابی

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْوَقْفِ۔

باب: وقف میں شرط لگانے کا بیان

۸۹۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ: أَنْبَأَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ أَصَابَ أَرْضًا بِخَيْبَرَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَأْمِرُهُ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے کہا مجھ کو نافع نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ حضرت عمرؓ کو خیبر میں ایک زمین ملی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرنے آئے کہ اس زمین کو کیا کروں اور کہنے لگے یا رسول اللہ میں نے خیبر میں ایک زمین پائی جس سے بڑھ کر عمدہ مال میں نے کبھی نہیں

فِيهَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أَصَبْتُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ، لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهُ. فَمَا تَأْمُرُنِي بِهِ؟ قَالَ: إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا، قَالَ: فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ أَنَّهُ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوهَبُ وَلَا يُورَثُ، وَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ وَفِي الْقُرْبَى وَفِي الرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالضَّيْفِ، لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ وَيُطْعِمَ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ، قَالَ: فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ سِيرِينَ، فَقَالَ: غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا.

پایا تو آپ مجھ کو کیا مشورہ دیتے ہیں آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو اصل زمین وقف کر دے اس کی آمدنی خیرات ہوتی رہے راوی نے کہا تو حضرت عمرؓ نے اسے وقف کر دیا اس شرط پر کہ وہ زمین نہ بیع ہو سکے گی نہ ہبہ نہ کسی کو ترکے میں ملے گی جو آمدنی ہو وہ محتاجوں اور ناطے والوں اور غلام لونڈیوں کے چھڑانے اور اللہ کی راہ پر یعنی مجاہدین کی خدمت اور مسافروں اور مہمانوں میں خرچ کی جائے گی۔ اور جو کوئی اس زمین کا متولی ہو وہ اتنا کر سکتا ہے کہ دستور کے موافق اس کی آمدنی میں سے کھائے اور کھلائے مگر دولت نہ جوڑے ابن عون نے کہا میں نے یہ حدیث ابن سیرین سے بیان کی انہوں نے کہا غیر متمول کا یہ معنی ہے کہ اپنے لیے مال اکھٹا نہ کرے۔

تم الجزء الثالث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

خُطبَۃ حَجَّۃِ الوَدَاعِ

اللہ کے آخری نبی و رسول حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا آخری خطبہ

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْحَجِّ أَتَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَفَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتّٰى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهُ فَأَتَى بَطْنَ الْوَادِي فَخَطَبَ النَّاسَ خُطْبَتَهُ الَّتِي بَيَّنَ فِيهَا مَا بَيَّنَ۔

حج کے دن حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم عرفہ تشریف لائے۔ اور آپؐ نے وہاں قیام فرمایا۔ جب سورج ڈھلنے لگا تو آپؐ نے قصوا (اپنی اونٹنی) کو لانے کا حکم فرمایا۔ اونٹنی تیار کرکے حاضر کی گئی، تو آپؐ (اس پر سوار ہو کر) بطنِ وادی میں تشریف فرما ہوئے اور اپنا وہ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں دین کے اہم امور بیان فرمائے۔

فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ قَائِلًا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ صَدَقَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔

آپؐ نے خدا کی حمد و ثنا کرتے ہوئے خطبے کی یوں ابتداء فرمائی:۔ خدا کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔ وہ یکتا ہے۔ کوئی اس کا ساجھی نہیں، خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اس نے اپنے بندے (رسول) کی مدد فرمائی اور تنہا اسی کی ذات نے باطل کی ساری مجتمع قوتوں کو زیر کیا۔

أَيُّهَا النَّاسُ! اسْمَعُوا قَوْلِي فَإِنِّي لَا أَرَانِي وَإِيَّاكُمْ أَنْ نَجْتَمِعَ فِي هٰذَا الْمَجْلِسِ أَبَدًا بَعْدَ عَامِي هٰذَا، أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ "يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ" فَلَيْسَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ فَضْلٌ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَسْوَدَ عَلٰى أَبْيَضَ وَلَا لِأَبْيَضَ عَلٰى أَسْوَدَ فَضْلٌ إِلَّا بِالتَّقْوٰى

لوگو! میری بات سنو، میں نہیں سمجھتا کہ آئندہ کبھی ہم اس طرح کسی مجلس میں یکجا ہو سکیں گے (اور غالباً اس سال کے بعد میں حج نہ کر سکوں گا)۔ لوگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "انسانو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں جماعتوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا کہ تم الگ الگ پہچانے جا سکو۔ تم میں زیادہ عزّت و کرامت والا خدا کی نظروں میں وہی ہے جو خدا سے زیادہ ڈرنے والا ہے"۔ (چنانچہ اس آیت کی روشنی میں) نہ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل ہے، نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر۔ نہ کالا گورے

سے افضل ہے، نہ گورا کالے سے۔ ہاں بزرگی اور فضیلت کا کوئی معیار ہے تو وہ تقویٰ ہے۔

النَّاسُ مِنْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ، أَلَا كُلُّ مَأْثَرَةٍ أَوْ دَمٍ أَوْ مَالٍ يُدَّعَى بِهِ فَهُوَ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ إِلَّا سِدَانَةَ الْبَيْتِ وَسِقَايَةَ الْحَاجِّ ثُمَّ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ لَا تَجِيئُوا بِالدُّنْيَا تَحْمِلُونَهَا عَلَى رِقَابِكُمْ وَيَجِيءُ النَّاسُ بِالْآخِرَةِ فَلَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا۔

انسان سارے ہی آدم کی اولاد ہیں۔ اور آدم کی حقیقت اس کے سوا کیا ہے کہ وہ مٹی سے بنائے گئے۔ اب فضیلت و برتری کے سارے دعوے خون و مال کے سارے مطالبے اور سارے انتقام میرے پاؤں تلے روندے جا چکے ہیں، بس بیت اللہ کی تولیت اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمات علیٰ حالہ باقی رہیں گی۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا، قریش کے لوگو! ایسا نہ ہو کہ خدا کے حضور تم اس طرح آؤ کہ تمہاری گردنوں پر تو دُنیا کا بوجھ لدا ہو اور دوسرے لوگ سامانِ آخرت لے کر پہنچیں، اور اگر ایسا ہوا تو میں خدا کے سامنے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔

مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَظُّمَهَا بِالْآبَاءِ، أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ إِلَى أَنْ تَلْقَوْا رَبَّكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا وَكَحُرْمَةِ شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا۔ وَإِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ۔

قریش کے لوگو! خدا نے تمہاری جھوٹی نخوت کو ختم کر ڈالا اور باپ دادا کے کارناموں پر تمہارے فخر و مباہات کی اب کوئی گنجائش نہیں۔ تمہارے خون و مال اور عزتیں ایک دوسرے پر قطعاً حرام کر دی گئیں ہمیشہ کیلئے۔ ان چیزوں کی اہمیت ایسی ہی ہے جیسی تمہارے اس دن کی اور اس ماہِ مبارک (ذی الحجہ) کی خاص کر اس شہر میں ہے۔ تم سب خدا کے آگے جاؤ گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس فرمائے گا۔

أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، فَمَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَانَةٌ فَلْيُؤَدِّهَا إِلَى مَنِ ائْتَمَنَهُ عَلَيْهَا۔

دیکھو کہیں میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ آپس ہی میں کُشت و خون کرنے لگو۔ اگر کسی کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ اس بات کا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت پہنچا دے۔

أَيُّهَا النَّاسُ كُلُّ مُسْلِمٍ أَخُو الْمُسْلِمِ، وَإِنَّ الْمُسْلِمِينَ إِخْوَةٌ أَرِقَّاءَكُمْ

لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اپنے غلاموں

أَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ وَاكْسُوهُمْ مِمَّا تَلْبَسُونَ۔

کا خیال رکھو، ہاں غلاموں کا خیال رکھو۔ انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو، ایسا ہی پہناؤ جیسا تم پہنتے ہو۔

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ الرَّبِيعَةِ ابْنِ الْحَارِثِ وَكَانَ مُسْتَرْضَعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَهُ هُذَيْلٌ۔ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ مِنْ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ۔

دورِ جاہلیت کا سب کچھ میں نے اپنے پیروں سے روند دیا۔ زمانۂ جاہلیت کے خون کے سارے انتقام اب کالعدم ہیں۔ پہلا انتقام جسے میں کالعدم قرار دیتا ہوں، میرے اپنے خاندان کا ہے، ربیعہ بن الحارث کے دودھ پیتے بیٹے کا خون جسے بنو ہذیل نے مار ڈالا تھا، اب میں معاف کرتا ہوں۔ دورِ جاہلیت کا سود اب کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ پہلا سود جسے میں چھوڑتا ہوں، عباس بن عبدالمطلب کے خاندان کا سود ہے، اب یہ ختم ہو گیا۔

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ۔

لوگو! خدا نے ہر حقدار کو اس کا حق خود دے دیا۔ اب کوئی کسی وارث کے حق کے لئے وصیت نہ کرے۔

اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ۔

بچہ اسی کی طرف منسوب کیا جائے گا، جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا۔ جس پر حرام کاری ثابت ہو اس کی سزا پتھر ہے، حساب و کتاب خدا کے ہاں ہو گا۔

مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلَّى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ۔

جو کوئی اپنا نسب بدلے گا یا کوئی غلام اپنے آقا کے مقابلے میں کسی اور کو اپنا آقا ظاہر کرے گا اس پر خدا کی لعنت۔

اَلدَّيْنُ مَقْضِيٌّ وَالْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ وَالزَّعِيمُ غَارِمٌ۔

قرض قابلِ ادائی ہے۔ عاریتاً لی ہوئی چیز واپس کرنی چاہیئے۔ تحفے کا بدلہ دینا چاہیئے۔ اور جو کوئی کسی کا ضامن بنے وہ تاوان ادا کرے۔

وَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ مِنْ أَخِيهِ إِلَّا مَا أَعْطَاهُ عَنْ طِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ فَلَا تَظْلِمُنَّ أَنْفُسَكُمْ

کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ لے سوائے اس کے جس پر اس کا بھائی راضی ہو اور خوشی خوشی دے۔ خود پر اور ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔

أَلَا لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ أَنْ تُعْطِيَ مِنْ مَالِ زَوْجِهَا شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِهِ۔

عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کا مال اس کی بغیر اجازت کسی کو دے۔

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ لَكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ حَقًّا وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ حَقًّا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَلَّا يُوطِئْنَ

دیکھو! تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کے کچھ حقوق ہیں۔ اسی طرح ان پر تمہارے حقوق واجب ہیں عورتوں

فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ وَعَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ فَإِنْ فَعَلْنَ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذِنَ لَكُمْ أَنْ تَهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَأَنْ تَضْرِبُوا ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ فَإِنِ انْتَهَيْنَ فَلَهُنَّ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔ وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ عَوَانٍ لَكُمْ لَا يَمْلِكْنَ لِأَنْفُسِهِنَّ شَيْئًا فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ۔

پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ اپنے پاس کسی ایسے شخص کو نہ بلائیں جسے تم پسند نہیں کرتے اور وہ کوئی خیانت نہ کریں، کوئی کام کھلی بے حیائی کا نہ کریں اور اگر وہ ایسا کریں تو خدا کی جانب سے اس کی اجازت ہے کہ تم انہیں معمولی جسمانی سزا دو اگر وہ باز آجائیں تو انہیں اچھی طرح کھلاؤ پہناؤ۔
عورتوں سے بہتر سلوک کرو، کیونکہ وہ تو تمہاری پابند ہیں اور خود اپنے لئے وہ کچھ نہیں کر سکتیں۔ چنانچہ ان کے بارے میں خدا کا لحاظ رکھو کہ تم نے انہیں خدا کے نام پر حاصل کیا اور اسی کے نام پر وہ تمہارے لئے حلال ہوئیں۔

وَإِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي أَبَدًا إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابَ اللّٰهِ وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ۔

میں تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ تم کبھی گمراہ نہ ہوسکو گے اگر اس پر قائم رہے، اور وہ خدا کی کتاب ہے۔ اور ہاں دیکھو دینی معاملات میں غلو سے بچنا کہ تم سے پہلے کے لوگ انہی باتوں کے سبب ہلاک کر دیئے گئے۔

وَإِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَئِسَ مِنْ أَنْ يُعْبَدَ فِي أَرْضِكُمْ هٰذِهِ أَبَدًا وَلٰكِنْ سَتَكُونُ لَهُ طَاعَةٌ فِيمَا تُحَقِّرُونَ مِنْ أَعْمَالِكُمْ فَسَيَرْضَى بِهِ فَاحْذَرُوهُ عَلَى دِينِكُمْ۔

شیطان کو اب اس بات کی کوئی توقع نہیں رہ گئی ہے کہ اب اس کی اس شہر میں عبادت کی جائے گی، لیکن اس کا امکان ہے کہ ایسے معاملات میں جنہیں تم کم اہمیت دیتے ہو اس کی بات مان لی جائے اور وہ اسی پر راضی ہے اس لئے تم اس سے اپنے دین و ایمان کی حفاظت کرنا۔

أَلَا فَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِهَا أَنْفُسُكُمْ وَتَحُجُّوا بَيْتَ رَبِّكُمْ وَأَطِيعُوا وُلَاةَ أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ۔

لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو۔ پانچ وقت کی نماز ادا کرو۔ مہینے بھر کے روزے رکھو۔ اپنے مالوں کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ دیتے رہو۔ اپنے خدا کے گھر کا حج کرو، اور اپنے اہل امر کی اطاعت کرو تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ عَلَى وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ عَلَى وَالِدِهِ۔

اب مجرم خود ہی اپنے جرم کا ذمہ دار ہوگا۔ اور اب نہ باپ کے بدلے بیٹا پکڑا جائے گا نہ بیٹے کا بدلہ باپ سے لیا جائے گا۔

أَلَا فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَىٰ مِنْ سَامِعٍ۔

سنو! جو لوگ یہاں موجود ہیں انہیں چاہیے کہ یہ احکام اور یہ باتیں ان لوگوں کو بتا دیں جو یہاں نہیں ہیں ہو سکتا ہے کہ کوئی غیر موجود تم سے زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والا ہو۔

وَأَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي فَمَاذَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟

اور لوگو! تم سے میرے بارے میں (خدا کے ہاں) سوال کیا جائے گا۔ بتاؤ تم کیا جواب دو گے؟

قَالُوا نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ أَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ وَبَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ۔

لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ آپ نے امانت (دین) پہنچا دی اور آپ نے حقِ رسالت ادا فرما دیا اور اُمت کی خیر خواہی فرمائی۔

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُصْبُعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ، أَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، أَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، أَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔

یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشتِ شہادت آسمان کی جانب اٹھائی اور لوگوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ ارشاد فرمایا "خدایا گواہ رہنا! خدایا گواہ رہنا! خدایا گواہ رہنا!

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَأَصْحَابِهِ
وَبَارَكَ وَسَلَّمَ